TEXT LIGHT WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224879

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۳۵۱۱۵ ق-ا Accession No. ۸۶۷

Author شخصی قانون بین الاقوام

Title سعود علی صاحب

This book should be returned on or before the date last marked below.

سلسلۂ نصابات علوم عثمانیہ

شخصی قانون بین الاقوام

تصنیف

جان ویسٹلیک۔ کے۔ سی۔ ایل۔ ایل۔ ڈی

ترجمہ

مولوی مسعود علی صاحب بی۔ اے (علیگ)

سابق سشن جج سرکار عالی، حال رکن سررشتہ تالیف ترجمہ
جامعہ عثمانیہ سرکار عالی

۱۳۴۹ھ م ۱۳۳۹ف م ۱۹۳۰ء

دارالطبع جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

یہ کتاب مسرز سویٹ اینڈ میکسویل پبلشرز کی
اجازت سے اُردو میں ترجمہ کرکے طبع و شائع
کی گئی ہے

فہرست مضامین

شخصی قانون بین الاقوام

	صفحات کتاب انگریزی ستہ ضمیمہ
فصل اوّل	
دیباچہ	۱
فصل دوم	
توطن ۔ قومیت ۔ اور نواے	۲۳
فصل سوم	
قابلیت ۔ اور ملک غیر کی ولایت اور اہتمام	۴۰
فصل چہارم	
نکاح ۔ طلاق ۔ اور صحیح النسبی	
نکاح	۵۱
اثر نکاح کا جائداد پر	۶۹
طلاق	۸۳
صحیح النسبی	۹۹
فصل پنجم	
میراث منقولہ بربنائے موت	۱۰۸
پروبیٹ یا اہتمام ترکہ کی سند کا منظور ہونا	۱۰۹

صفحات کتاب انگریزی سے مندرجہ حاشیہ

ذاتی جائداد کے متعلق وصیت کا جواز ۱۱۷
پروبیٹ یا اہتمام ترکہ کی منظوری سے کونسی جائداد منتقل ہو جاتی ہے
یا یہ کہ انگلستان کے مہتمم یا منتظم ترکہ کن امور کا حساب دینا چاہیے ۱۲۴
خاص اور ضمنی اہتمام ترکہ اور اہتمام میں جو سوالات قبل تقسیم بقیہ ترکہ کے پیدا ہوں ۱۳۰
اہتمام ترکہ میں بقیہ ترکہ کی تقسیم ۱۴۶

فصل ششم

کارروائی دیوالیہ ۱۵۶

فصل ہفتم

جائداد منقولہ ۱۸۳

فصل ہشتم

جائداد غیر منقولہ ۲۰۷

فصل نہم

حدود اراضی و حدود اختیارات کے متعلق عام تصورات ۲۱۵

فصل دہم

انگلستان میں حدود اختیارات اور قانون مقامی سے برائت ۲۳۷
غیر کے ملک میں مداخلت بیجا کے مقدمات کے متعلق نوٹ ۲۵۴
قانون مقامی سے برائت ۲۵۶

فصل یازدہم

ہرجہ (ٹارٹ) ۲۶۷

فصل دوازدہم

معاہدات ۲۸۰
معاہدات کے ضوابط ۲۸۰
معاہدات کی تعبیر ۲۸۳
معاہدات کا اندرونی جواز اور اس کے اثرات ۳۰۰
ذمہ داری جو معاملات از قسم معاہدات سے پیدا ہوتی ہے ۳۱۳

فصل سیزدہم

ذمہ داری کا انتقال اور زوال ۳۱۰
انتقال ذمہ داری ۳۱۲
زوال ذمہ داری ۳۱۳

فصل چہاردہم

توطن
توطن کا تعلق قانون سے ۔۔ انگلو انڈین ۔ انگلو اسپینش اور دوسرے ۳۱۹
اسی قسم کے توطن ۳۱۹
اصلی توطن اور ایسے اشخاص کا توطن جو عاقل و بالغ نہ ہوں ۳۳۰
توطن اختیاری ۳۳۴
تبدیل توطن کے قواعد ۳۴۱
تجارت و توطن زمانہ جنگ میں ۳۵۲

فصل پانزدہم

انگریزی قومیت ۳۶۴

صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ

پیدائشی رعایا بلحاظ قانون عمومی ۳۵۵

پیدائشی رعایا بلحاظ قانون عمومی ایکٹ ہائے مجریہ کے ۳۵۵

دوسرے ملک کی رعایا بننا۔ سکونت یا قیام انگریزی قومیت کو دوبارہ قبول کر لینا ۳۵۸

ترک قومیت کا اعلان ۳۶۱

ضاعدانی تعلقات کا اثر قومیت پر ۳۶۲

ایک حالت کے بدل جانے کے بعد قومیت کا عود کر آنا ۳۶۴

ذاتی تعلقات اور ان کا زائل ہو جانا ۳۶۴

قومیت اور اپنے وطن کا انتقال ۳۶۵

فصل شانزدہم

انجمن ہائے متحدہ و ادارات عام ۳۶۷

فصل ہفدہم

ملک غیر کے فیصلے اور کارروائیاں۔ ۳۷۹

فصل ہیجدہم

ضابطہ ۴۰۴

قانون ملک غیر کا ثبوت ۴۰۷

متفرقات ۴۱۲

فصل نوزدہم

خاتمہ ۴۱۴

اشاریہ ۴۱۷

کتب خانہ
کلیہ جامعہ عثمانیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شخصی قانون بین الاقوام

فصل اوّل

تمہید

1 شخصی قانون بین الاقوام قومی قانون کا ایک شعبہ ہے اور اس کے وجود میں آنے کی بنیاد یہ ہے کہ دنیا میں مختلف حدود ارضی ہیں اور ان میں مختلف قوانین کا رواج ہے۔[1] اس امر کی مزید توضیح کے لئے کہ دائرۂ قوانین میں شخصی قانون بین الاقوام کی کیا حیثیت ہے، ہم کو دائرۂ مذکور پر وسیع تر نظر ڈالنی پڑتی ہے۔ لفظ "قانون" قوانین فطرت اور انسانی قوانین دونوں کے متعلق مستعمل ہوتا ہے اگر ہم قومی قانون کے کسی معمولی شعبہ مثلاً رہن یا سرقہ سے بحث کرتے ہوتے تو ہم کو سوائے انسانی قوانین کے کسی اور قانون کے تذکرہ کی

---

[1] ایک ہی ملک میں مختلف نظامہائے قانون کے رواج کی وجہ سے مختلف قوانین کا نفاذ (جیسے برٹش انڈیا میں ہندو۔ اہل اسلام اور اینگلو انڈین کے ذاتی قوانین کا رواج) بھی اسی بحث میں آجاتا ہے۔

ضرورت نہ تھی۔ لیکن فطری قانون یا قانون فطرت کے نظریات قانون بین الاقوام میں اس طرح مخلوط ہو گئے ہیں کہ ہمارا موجودہ مضمون لفظ قانون کے ہر معنے سے بحث کئے بغیر تشنہ رہجاتا ہے۔ قوانین فطرت غیر متبدل اور ہمیشہ یکساں رہنے والے امور ہیں (Invariable Uniformities) اگر ان میں کوئی تبدل یا تغیر ثابت ہو تو اس سے یہہ نتیجہ نہیں نکالا جائے گا کہ وہ قانون ٹوٹ گیا بلکہ یہ سمجھا جائے گا کہ خود اس قانون کا جو فرض کر لیا گیا تھا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ برخلاف اس کے قوانین انسانی برابر ٹوٹتے رہتے ہیں اور انھیں کی اصلاح اور درستی کے لئے عدالتیں اور فوجیں جہاں تک کہ ان کا تعلق بطریق مناسب اندفاع سے ہے مہیا اور تیار کی جاتی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ اگر ہم کسی انسانی قانون کے مقرر کردہ قاعدہ کی تعمیل پر نہیں بلکہ خود ذات قاعدہ پر نظر ڈالیں تو اس کی وحدت، (Singleness) بمقابلہ ان مواقع کی کثرت کے جن میں اس کے استعمال کی ضرورت واقع ہوتی ہے ہم کو فطرت کی غیر متبدل اور ہمیشہ یکساں رہنے والے امور (Uniformities) کا پتہ دیتی ہے اور غالباً یہی تشابہ تھا جسکی وجہہ سے لفظ قانون قوانین انسانی سے منتقل ہو کر فطری قوانین کے لئے بھی مستعمل ہونے لگا۔ اس توسیع کے بعد بعض اوقات یہ کوشش کی گئی کہ اس کی صحت کا فلسفیانہ ثبوت اس بیان کے ساتھ دیا جائے کہ قوانین انسانی یقیناً مضر اور غالباً غیر ویر پا ثابت ہوں گے؛ اگر وہ بلا لحاظ ان قوانین فطرت کے مرتب ہوئے ہیں جو اُن معاملات میں جاری ہیں جن سے قوانین انسانی بحث کرتے ہیں۔ اس طور سے قانون تعمیر کی غایت فوت ہو جائے گی اگر اس کے ساتھ صحت کے فطری قوانین کا لحاظ نہ ہوگا اور قانون سُکرات بیکار ثابت ہوگا اگر اس میں انسانی عادات کی رعایت نہ کی جائے گی۔ اب ان تعلقات کا اظہار ان الفاظ میں کیا جا سکتا ہے کہ انسانی قوانین کو فطری قوانین کے مطابق ہونا چاہئے؛ مگر اس کے بعد اول تو اس فرق کا سمجھنا بہت آسان ہے "جو مطابق ہونا چاہیئے اور مطابق ہو" میں ہے۔ دوسری ایسی حالت میں بھی کہ انسانی قانون فطری قانون کے مطابق ہو؛ یہ امر بہ آسانی نظر انداز ہو سکتا ہے کہ ان کا جنسی تطابق اس تطابق سے بڑھکر نہیں ہوتا جو ایک نشانہ انداز کے نشانہ اور اس کی گولی کی رفتار کے قانون اور نشانہ لگانے کے فعل اور گولی کی رفتار میں پایا جاتا ہے اصل یہ ہے کہ کوئی ایسا قضیہ قائم کرنا جس میں لفظ قانون آئے اور وہ قانون فطرت

اور انسانی قانون دونوں کے لحاظ سے صحیح ہو نہایت دشوار ہے؛ البتہ وہ ایک مجرد بیان ہو سکتا ہے جس میں کم و بیش یہ امر مضمر ہو کہ ان میں سے ہر ایک قانون ایک لحاظ سے غیر متبدل اور یکساں رہنے والے امور (Uniformities) ہیں اور اس طور سے قانون فطرت اور انسانی قانون کا شکلی اشتراک اتفاقی سے کچھ ہی زیادہ وقعت دیئے جانے کے قابل ہے۔

اگر یہ صحیح ہے تو قانون انسانی کسی شعبہ کے قانون فطرت کا جز مشترک نہیں قرار پا سکتا بلکہ وہ ایسا مضمون ہے جو کسی وسیع تر عنوان کے تحت میں بھی داخل نہیں ہو سکتا۔ اس امر کے فرض کر لینے سے پہلے کہ تمام انسانی ادارات (Institutions) جو قانون کے نام سے موسوم ہیں صحیح طور سے کسی ایک عام عنوان کے تحت میں داخل ہو سکتے ہیں ہم کو بہت کچھ لکھنا پڑے گا کیونکہ قانون بین الاقوام ان معنی میں قانون سمجھے جانے کا مستحق ہی نہیں خیال کیا جاتا جن معنی میں قومی قانون، قانون سمجھا جاتا ہے۔

قومی قانون کی ممیز خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایسے قواعد کا مجموعہ ہے جو یکساں طور سے ان تمام صورتوں میں مستعمل ہوتے ہیں جو اس کے دائرہ میں داخل ہوتی ہیں اور جن کی خلاف ورزی کی داد رسی یا سزا، ایسی طاقت کے ذریعہ سے عمل میں آتی ہے جس کا مقابلہ رعایا کا کوئی فرد نہیں کر سکتا اور جس کا باضابطہ نفاذ عدالتوں کے ذریعہ سے کرایا جاتا ہے۔

یہی داد رسی اور سزا جو عموماً تعمیل قانون کے نام سے موسوم کی جاتی ہے (حالانکہ اس اصطلاح کا زیادہ تر صحیح استعمال تعمیل مختص کے ساتھ ہونا چاہیئے تھا) ایسے امور ہیں جو قانون اور رواج میں مابہ الامتیاز اور اہم فرق ظاہر کرتے ہیں؛ اکثر قوانین کا پتہ رسم و رواج سے چلتا ہے اس طور سے کہ جو امر ایک زمانہ میں صرف رسم و رواج تھا اس نے آگے چلکر بلا کسی قاعدہ کے وضع کئے جانے کے قانون کی صورت اختیار کر لی۔ اس کی مثالیں اکثر ممالک کی قانونی تاریخوں میں اشخاص متوفی کے ترکہ کی تقسیم اور ازدواج سے زوجین کی جائداد کے متاثر ہونے کی متعلق موجود ہیں۔ ایسی صورتوں میں رسم و رواج کا قانونی شکل اختیار کر لینا
3 بعض اوقات تدریجی متصور ہوتا ہے لیکن صورت حال کبھی یہ نہیں ہو سکتی بلکہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسم و رواج کا وقوع روبروز بڑھتا گیا اور اسیطرح اس کی خلاف ورزی پر عام ناراضی کی مقدار میں اضافہ ہوتا گیا ہوگا یہاں تک کہ مقام اور زمانہ زیر بحث میں یا تو عدالت کا وجود

منقود ہوگا اور سوسائٹی اسقدر وحشیانہ حالت میں ہوگی کہ اس میں کسی ایسے قانون کے قیام کی جو قومی قانون کے نام سے موسوم ہو سکے قابلیت ہی نہ ہوگی یا اگر عدالت نے رسم و رواج کی خلاف ورزی کی بابت دادرسی یا سزا کا سلسلہ قائم کر دیا ہوگا تو یقیناً کوئی مستقل عمل کیا گیا ہوگا اگو وہ اس وقت بہت ہی خفیف نظر آتا ہو جس سے وہ رسم و رواج کے حدود سے گزر کر قانون کے حدود میں داخل ہو گیا ہوگا۔

قانون بین الاقوام کی خلاف ورزی کی دادرسی یا سزادہی کے لئے اب تک کوئی ایسی طاقت موجود نہ تھی جو اپنے عمل میں یکساں ہو اور جس کا مقابلہ منفردہ سلطنتیں نہ کر سکتی ہوں لیکن جو بین الاقوامی عدالت (International Court of Justice) فی الحال بین الاقوامی مجلس (League of Nations) کے تحت قائم ہوئی ہے اس کے مقاصد میں ایک اہم مقصد یہ ہے کہ وہ قانون بین الاقوام کو وہی وقعت دے جو قومی حکمران اور قومی عدالتیں قومی قانون کو دیتی ہیں جن قواعد پر قانون بین الاقوام مشتمل خیال کیا جاتا ہے وہ عموماً ایسے مبہم ہیں کہ بحث کے لئے بھی ان کے محل استعمال کے قطعی ہونے کے جانچ نہیں ہو سکتی اور ان انفرادی صورتوں کا دریافت کر لینا جہاں ان کا استعمال ہونا چاہیئے بیحد دشوار ہے۔ صورت موخر الذکر صورت مقدم الذکر کا نتیجہ ہے۔ کوئی مجموعۂ قواعد خواہ وہ قومی ہو یا بین الاقوامی ایک معقول حد تک بھی یقین کی صورت نہیں اختیار کر سکتا جبتک کہ اس کا استعمال متواتر نہ ہوتا رہے یا اس کے مواقع استعمال کے مسئلہ کا کوئی مستند فیصلہ نہ ہو جائے۔ اور اس لئے الفاظ میں قانون کی ایسی تعریف کرنا جو قومی اور بین الاقوام قوانین دونوں پر حاوی ہو دشوار ہے خود غیر متبدل اور یکساں رہنے والے امور کا تصور ہی اس خفیف اور غیر کافی تعلق کو جو قومی اور فطری قوانین میں باضابطہ تجنیس کے لئے قائم ہوتا ہے اس موقع پر بے کار ثابت کر دینے کے لئے کافی ہے جبتک کہ قانون بین الاقوام کے اکثر غیر متبدل امور کی نسبت یہ نہ فرض کر لیا جائے کہ وہ بجائے ملکی حکمت عملیوں اور موروثی عداوتوں کے تلخ واقعات کے مصنفین (قوانین ہذا) کے محض نیک ارادے اور آرزوئیں ہیں۔ مگر الفاظ میں تعریف کرنے کے بجائے اس قانون کی تعریف دوسرے طریقہ سے بھی ہو سکتی ہے، علم الحیوانات اور علم النباتات میں ایک جنس کے حدود اس بنا پر متعین ہو جاتے ہیں کہ جو اقسام اس دائرہ میں داخل

وہ بہ نسبت بیرونی اقسام کے دو ایک مسلمہ اور مخصوصہ اندرونی اقسام سے بہمہ وجوہ زیادہ تر مشابہت رکھتے ہیں۔ اب اگر قانون بین الاقوام کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس میں بعض قواعد مثلاً وہ جو سفارتی تعلقات سے متعلق ہیں، ایسے ہیں کہ ان کی تعمیل اسیطرح ہوتی ہے جیسے کہ قومی قانون کی۔ دوسرے قواعد ایسے ہیں کہ ان کی خلاف ورزی میں یہ خوف کہ اس کا بُرا اثر خلاف ورزی کرنے والوں پر پڑے گا بہ نسبت اس تمدنی رسم و رواج کی خلاف ورزی کے جو باہم ایک حکومت کی رعایا کرتی ہے زیادہ تر ہوتا ہے مگر انتہائی ابہام اور عدم تعمیل ان اہم قواعد کے متعلق نظر آتی ہے جن کے ذریعہ سے خلق اللہ کو بیجا فتوحات اور لڑائی کے زمانہ میں اذاتی جائداد موقوعہ ملک کو غصب اور تصرف سے محفوظ رکھنے کا فخریہ ادعا کیا جاتا ہے۔ گزشتہ جنگ عظیم کے تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ جو قواعد اسقدر سنجیدگی اور متانت کے ساتھ آئین جنگ کے متعلق ہیگ کانفرنس (Hague Conference) میں منظور ہوئے تھے، ان کی تعمیل کے ذرائع کس قدر کمزور تھے۔ برخلاف اس کے تقریباً تمام مہذب حکومتوں کا ان قوتوں کے مخالف ہو جانا جنھوں نے عہد و پیمان کی وقعت کی توہین کی تھی بین الاقوامی جماعت کے قواعد کو مزید عظمت اور وقعت دینے میں موید ہو سکتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ قانون بین الاقوام کا اتقان (Precision) اور لزوم (Stringency) معمولی تمدنی رسم و رواج سے بھی ایک درجہ نیچے سے شروع ہو کر اس نقطہ تک پہنچ جاتا ہے جہاں داد رسی یا سزا دینے والی قوت میں صرف مرتب اور یکساں عمل کی کمی رہ جاتی ہے، مگر اس کی قوت کا اظہار گو وہ غیر منظم ہی کیوں نہ ہو عام عملی مقاصد کے لئے کافی متصور ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر کوئی شخص انسانی قوانین کے مسلمہ اور مخصوصہ اقسام کو قومی قانون فرض کر لے جس کی توضیح اوپر کے فقرہ میں کی گئی ہے اس نتیجہ پر پہنچے کہ قانون بین الاقوام بہمہ وجوہ بہ نسبت ان رسم و رواج کے جو دائرۂ قانون سے خارج ہیں قومی قانون سے زیادہ مشابہ ہے، تو اس کے نتیجہ کو غیر فلسفیانہ یا خلاف واقعہ قرار دیکر مسترد کر دینے کی کافی وجہ نظر نہیں آتی۔ یہ امر مطلق تعجب خیز نہیں ہے کہ ان حوادث (Phenomenas) کی تجنیس (Classification) کے لیے جو زندہ انسانی طاقت سے ظہور میں آتے ہیں، فن حیات عضوی (Science of Organic life) کی قسمی تعریف (Type defination) علم ترکیب آلات

(Mechanics) کی لفظی تعریف (Verbal Formula) سے بہتر تمثیل پیش کر سکے خلاصہ یہ ہے کہ قومی اور بین الاقوامی قانون، انسانی قانون کی دو شاخیں قرار دیجا سکتی ہیں بغیر ان لوگوں کی رائے کی بے وقعتی کرنے کے جو اس پر مصر ہیں کہ موخرالذکر قسم کو قابل احترام، اخلاق بین الاقوامی کے نام سے موسوم کرنا بہتر ہوگا۔

جس دائرہ کے خط اس طرح ڈالے گئے ہیں اس میں شخصی قانون بین الاقوام قومی قانون کے تحت میں جگہ پاجاتا ہے شخصی قانون بین الاقوام کا نفاذ قومی عدالتوں کے ذریعہ سے عموماً رعایا پر ہوتا ہے، لیکن جب حکومتیں اپنے آپ کو قومی عدالتوں کے تحت کر دیتی ہیں تو اس کے احکام اُن پر بھی اسیطرح نافذ ہوتے ہیں جسطرح دوسرے قومی قانون کے احکام کا نفاذ ہوتا ہے جس قسم کے مقدمات میں اس قانون کا نفاذ ہوتا ہے وہ مثل مقدمات فوجداری کے کوئی خاص قسم نہیں ہوتی جس میں قانون فوجداری ہی نافذ ہونا چاہیئے بلکہ اس کا تعلق ایک مخصوص قسم کے سوالات سے ہوتا ہے جو ہر مقدمہ میں پیدا ہو سکتے ہیں اور جن میں یہ امر تصفیہ طلب ہوتا ہے کہ ایک مقدمہ کس قوم کے حدود ارضی میں پیش اور کس ملک کے قانون سے منفصل ہونا چاہیے۔ انگریزی زبان میں لفظ "جورسڈکشن" (Juris diction) عرفاً عدالتی اختیارات کے معنی میں مستعمل ہے:۔ جیسے کہ اس سے قبل انگلستان میں (Common Law) قانون غیر موضوعہ کے جورسڈکشن اور قانون نصفت (Equity) کے جورسڈکشن میں جو بلحاظ نوعیت معاملہ مختلف ہوتا تھا فرق کیا جاتا تھا یا جیسا کہ عدالتہائے تحت اور عدالت ہائیکورٹ کے جورسڈکشن میں بلحاظ مالیت مقدمات کے امتیاز کیا جاتا ہے مگر اس موقع پر ہم کو خاص کر ملکی حدود کے جورسڈکشن سے بحث ہے بہ استثنا ان صورتوں کے جہاں ایک ملک میں مختلف نظام قانونی کے اجرا کی وجہ سے کوئی ایسی بحث پیش آجائے۔ پس ہمارے پیش نظر وہ جورسڈکشن نہیں ہے جو ایک ہی ملک میں مثلاً دو تحتانی عدالتوں کو جو کہ باوجود اختلاف حدود ارضی، ایک ہی قانون کے تابع ہیں حاصل ہوتا ہے، بلکہ ہم ان ممالک کے جورسڈکشن سے بحث کر رہے ہیں جو بلحاظ نظام قانونی علیحدہ علیحدہ ہیں جیسے انگلستان اور فرانس یا انگلستان اور اسکاٹ لینڈ ایسے جورسڈکشن اور ان کے مروجہ قوانین، قومی کہلانے کے ان معنی میں مستحق ہو سکتے ہیں جن میں ہم نے "قومی قانون" کی اصطلاح کو اس فصل میں استعمال کیا ہے اور ایسی حالت میں

اس شبہ کو جس کے ذریعہ سے ہر مقدمہ میں منجملہ مختلف قومی جورسڈکشن اور ان کے قوانین کے کسی ایک کا انتخاب کیا جاتا ہے قانون بین الاقوام کے نام سے موسوم کرنا اور اس کو لفظ شخصی سے بمقابلہ اس قانون کے جو قوموں کے درمیان میں مستعمل ہوتا ہے اور "عام" کہا جاسکتا ہے محدود کر دینا کسیطرح بجا نہیں متصور ہو سکتا۔ اس طور سے یہاں لفظ "شخصی" بجائے خود مستقل لفظ ہے اور اس کو قومی قانون کی "عام" اور "خاص" تقسیم سے کوئی تعلق نہیں۔ قوانین کی جو مختلف تقسیمیں کی گئی ہیں وہ عام طور سے قوانین فوجداری کو قوانین عام کی ایک شاخ قرار دیتی ہیں لیکن ان اصول کا جن کی بنا پر تحویل مجرمین کے معاہدات مبنی ہونے چاہئیں انکا لازمی تعلق اس مسئلہ سے ہے کہ ایک مجرم کے جرم کی تحقیقات کس قومی جورسڈکشن میں ہونی چاہیے۔ شخصی بین الاقوام قانون کا جو مفہوم یہاں قرار پایا ہے اس کے لحاظ سے یہ مسئلہ اس قانون سے علیحدہ نہیں سمجھا جاسکتا۔

مقدمات کے رجوع کرنے کے لئے کسی خاص قومی جورسڈکشن کے انتخاب کے اہم وجوہ یہ ہیں کہ اگر متدعویہ کوئی شے ہے تو وہ ان حدود میں واقع ہے یا اگر کوئی معاہدہ ہے تو وہ ان حدود میں منعقد ہوا تھا یا اس کی تعمیل ان حدود میں قرار پائی تھی یا اگر کوئی خلاف ورزی (ٹارٹ) ہے تو وہاں سرزد ہوئی تھی اور یہی اصطلاحات "عدالت مقام وقوع" یا "عدالت سکونت مدعیٰ علیہ" (Forum Situs or Reisitae) اور "عدالت معاہدہ" (Contractus) اور "عدالت خلاف ورزی" (Delicti) کی بنیاد ہیں دو موخر الذکر کے اشتراک سے "عدالت جو بات خاص" (Forum Speciale Obligationi) پیدا ہوتی ہے۔ یا جورسڈکشن وہ ہے جہاں شے یا اشیاء متدعویہ کے تمام دعاوی کا یکجائی فیصلہ ہونا چاہیے یعنی عدالت سماعت یکجائی (Forum Concursus) یا مدعیٰ علیہ ذاتی طور سے اس کا تابع ہے۔ یعنے "عدالت اتباع مدعیٰ علیہ" (Forum rei) - موخر الذکر عدالت قوانین رومانا اور اس سے ماخوذہ قوانین کے لحاظ سے یہ فرض کر لیتی ہے کہ جج

لہ جو رائے اس کے مخالف ہے یعنی یہ کہ قانون کی پہلی تقسیم عام و خاص میں ہونی چاہیئے اور پھر ان میں سے ہر ایک کی تقسیم قومی اور بین الاقوامی میں۔ اس کا اظہار الفاظ "بین الاقوام شخصی قانون" سے ہوتا ہے۔

اور اس کے محکوم بہ" (Justiciable) میں (اگر میں اس غیر زبان کے لفظ اور ایک غیر مانوس تصور کے استعمال کا مجاز متصور ہوں) کم و بیش ایک قائم رہنے والا تعلق ہوتا ہے جس کی حقیقی ماہیت اور اس کے استقلال کا اندازہ قومیت اور وطن کے سیاسی مسائل پر منحصر ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے قانون انگلستان کے قدیم اصول کے مطابق اختیار سماعت کی بنیاد اس امر پر قائم تھی کہ اس باضابطہ حکمنامہ کی تعمیل جس سے مقدمہ شروع ہوتا ہے، مدعی علیہ پر اسی حصۂ ملک میں ہوگئی تھی۔ یہ ایک صورت "عدالت اتباع مدعی علیہ" (Forum rei) کی سمجھی جاتی تھی محض مدعی علیہ کا ایک حصۂ ملک میں موجود ہونا اس کو ذاتی طور سے اس حصۂ ملک کی عدالت کے تابع قرار دیتا تھا بلالحاظ کسی خاص وجہ مثلاً عدالت ذمہ داری خاص وغیرہ کے، مگر اس میں شک نہیں کہ یہ عدالت اتباع مدعی علیہ کا عجیب تصور تھا۔

فرض کرو کہ منجملہ ان وجوہ کے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے کسی ایک وجہ کی بنا پر قومی جورسڈکشن نے ایک مقدمہ کو جو اس کے سامنے پیش کیا گیا نمبر پر لے لیا، اب اس امر کا تصفیہ کہ اس سے کون سا قانون متعلق ہو، انھیں وجوہ کے لحاظ سے کیا جائیگا جو انتخاب جورسڈکشن میں استعمال ہوئے تھے؛ اس طور سے "قانون مقام وقوع جائداد" (Lew Situs) "قانون مقام معاہدہ" (Loci Coutr-actus) "قانون مقام ارتکاب ٹارٹ" (Loci delicti Commissi) اور "قانون مقام تحقیقات مجاز" (Lonci Concursus) معرض بحث میں آجاتا ہے اور جہاں "قانون عدالت اتباع مدعی علیہ" (Forum rei) کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ جج اور اس کے محکوم بہ کے کم و بیش مستقل تعلقات پر مبنی ہے، وہاں ہم کو ذاتی قانون (Personal Law) کا تصور پیدا ہوتا ہے۔

قدیم زمانہ میں بھی موخرالذکر قانون "قانون مقام وطن" تھا اور ایک حد تک اب بھی ہے مگر زمانۂ حال کا رجحان یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ذاتی قانون کا معیار بجائے وطن کے سیاسی قومیت قرار دیجائے مگر دو یا دو سے زیادہ قومی جورسڈکشنوں میں جنھوں نے باہم ملکر ایک ریاست کی صورت اختیار کر لی ہو جیسے انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ اور صوبہ کیوبک میں ایسی تبدیلی ممکن نہیں اور کم سے کم ایسے مقامات میں "قانون مقام وطن" بحال خود قائم رہتا ہے۔ دوسرا قانون جس سے اکثر کام پڑتا ہے اس مقام کا قانون ہے جہاں

دستاویز کی تکمیل ہوئی یا جہاں عدالتی یا دوسرے عام اختیارات کے تحت میں کارروائی شروع ہو چکی ہو (Lexloci Actus) - اور چونکہ قانون مقام تکمیل دستاویز اور ذاتی قانون کی بنا پر معاملات استقرار حیثیت میں یہ چاہا جاتا ہے کہ جو فیصلہ ایک جورسڈکشن میں صادر ہو، اس کی صحت دوسرے جورسڈکشن میں تسلیم کی جائے؛ اس لئے یہ سوال کہ مقدمہ کس جورسڈکشن میں پیش ہونا چاہیے دو طریقہ سے کیا جاتا ہے۔ اول یہ دریافت کرنے کے لئے کہ وہ کس نوعیت کے مقدمات ہیں جن کے پیش ہونے پر ایک مخصوص جورسڈکشن ان کی سماعت کرے گا۔ دوسرے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کن حالات میں وہ فیصلہ جو ایک مقدمہ میں صادر ہوگا عدالت صادر کنندہ فیصلہ کے حدود ارضی سے باہر قابل اجرا متصور ہوگا۔ آخر میں خود عدالت کا اپنا قانون ہے جو ہمیشہ دوسرے 7
قوانین سے مقابلہ اور مجادلہ کیلئے آمادہ رہتا ہے۔ اور جہاں کوئی دوسرا قانون اپنا حق قائم نہیں کرسکتا وہاں وہی استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات بجائے خود بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔

شخصی قانون بین الاقوام کے یہی مباحث ہیں اور یہی وہ قوانین اور عدالتیں ہیں جن کو وہ ایک دوسرے کے مقابل اور معارضہ میں لاتا ہے۔ اور چونکہ شخصی قانون بین الاقوام کا نفاذ قومی عدالتیں کرتی ہیں اس لئے ظاہر ہے کہ ہر عدالت ان سوالات کے حل کرنے میں انھیں اصول سے استمداد کرتی ہے جو خود اس کا قومی قانون اس مقصد کے لئے بتاتا ہے۔ قومی قانون سے بقیاس غالب اس سوال کا جواب تو ملجاتا ہے کہ ایک خاص مقدمہ کن حالات میں خود اس عدالت میں چل سکتا ہے مگر ممکن ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ یہ نہیں بتاتا کہ ایسے مقدمہ کا فیصلہ کس قانون کی رو سے کیا جائے گا یا عدالتہائے غیر کے فیصلے کس حد تک قابل نفاذ ہوں گے۔ پس قومی قانون کی اس خاموشی سے کیا نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے؟ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ایسی صورتوں میں صرف قومی قانون ہی نافذ ہونا چاہیئے اور عدالتہائے غیر کے فیصلوں کے جواز کو نہ تسلیم کرنا چاہیئے، عملی طور سے انصاف کے تصور سے اسقدر مستبعد ہے کہ کبھی کسی کا ذہن بھی اس طرف نہیں گیا ہے؛ بلکہ ہمیشہ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ قومی قانون کو مجبوراً ایسے اصول فرض کرنے ہوتے ہیں جن کی رو سے ممالک غیر کے قوانین اور ان کے فیصلوں کو بعض اوقات جائز تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

انگلستان کے قانون کا یہی حال ہے یا یوں کہو کہ ایک زمانہ میں تھا۔ اس کے مجموعۂ قوانین اور قدیم مقننین کی تصانیف میں جن کے ناموں کی اسیطرح عزت کیجاتی ہے جیسی خود قانون کی، ممالک غیر کے قوانین اور ان کے فیصلوں کا تقریباً مطلق تذکرہ نہ تھا لیکن عدالتوں نے ایسے اصول اختیار کر لئے ہیں جن پر ایک وسیع اور معقول "جورسپروڈنس" (اصول قانون) کی بنیاد قائم ہو گئی ہے انگلستان میں نظائر قانونی اس قدر وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں کہ اگر ان میں اختلاف نہ ہو تو یہ جورسپروڈنس، قومی قانون کا ایک جز متصور ہونے لگا ہے اور تاوقتیکہ واضعان قوانین اس کو تبدیل نہ کر دیں، وہ تمام عدالتوں میں واجب التعمیل سمجھا جاتا ہے، لیکن اس کی تکمیل کی غرض سے، خواہ وہ ذریعہ واضعان قوانین کے عمل میں لائی جائے اور خواہ عدالتوں کے مزید علمدرآمد کی بنا پر ہو، ان مباحث کی نسبت کہ یہ اصول جن کو انگلستان کی عدالتوں نے اختیار کر لیا ہے، کہاں سے آئے اور ان کے اختیار کرنے کے کیا اسباب ہوئے، ابھی تک نہیں کہا جا سکتا کہ انھوں نے محض تاریخی یا خیالی اہمیت حاصل کر لی ہے شخصی قانون بین الاقوام کے مباحث میں جو اصول انگلستان میں اختیار کیے گئے تھے وہ ان اصول سے ماخوذ تھے جو یورپ کے دوسرے ممالک میں رائج تھے۔ اس جزیرہ کے نظام قانون میں ان کا ابتداءً آکر شامل ہو جانا مذہبی اور امیرالبحری عدالتوں کی وجہ سے تھا جو علانیہ طور سے اس جزیرہ کے قوانین سے وسیع تر قوانین کا نفاذ کیا کرتی تھیں۔ ہمارے یہاں کے انقلاب (Revolution) کے بعد ہی سے یورپ کے دوسرے ممالک سے تجارتی اور سیاسی تعلقات میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی اور انگلستان میں ویکاریس (Vacarius) کی قانونی تعلیم کے تقریباً پانچسو برس کے بعد ہمارے مقننین کو دوبارہ دوسرے ممالک کے قوانین سے واقفیت کی ضرورت لاحق ہونے لگی جو اصول اس طور سے ہم تک پہنچے ان سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ میں ڈچ، ان اصول کے اختیار کرنے والے تھے اور غالباً اس وقت ہمارے زیادہ تر سیاسی تعلقات ہالینڈ سے تھے۔ میں اسکاٹ لینڈ کے قوانین کی تاریخ سے اسقدر واقف نہیں ہوں کہ وثوق کے ساتھ اس کو بیان کر سکوں مگر بقیاس غالب اسکاٹ لینڈ کے الحاق اور اسکاٹ لینڈ کے وکلاء کی تکمیل تعلیم کے لئے عام طور سے ہالینڈ جانے سے، اسبارہ میں زیادہ تر تائید ملی ہو۔ جو نظام قانونی

اٹھارھویں صدی (عیسوی) کے وسط میں یورپ کے دوسرے ممالک میں تیار ہو گیا تھا اس کے ممیز خصوصیات یہ تھے:-

وہ قوانین جن کی رو سے اشیاء کا تصفیہ کیا جاتا تھا وہ حقیقی[1] (real) کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے اور وہ ایسے مقام میں رائج ہونے کی صورت میں جہاں وہ شے واقع ہوتی تھی بطور "قانون مقام وقوع" (Lew Situs) کے دوسرے حدود ارضی میں بھی نافذ ہوتے تھے۔ اس میں اشیاء منقولہ کے متعلق اس اصول کی بناء پر کہ "مال منقولہ مالک کے ساتھ جاتا ہے" بہت کچھ تغیر ہو جاتا تھا کیونکہ یہ اصول اس خیال کے مخالف تھا کہ ایسی جائداد کے وقوع کی کوئی مخصوص جگہ مقرر ہے۔ وہ قوانین جن کی رو سے اشخاص کے متعلق فیصلہ ہوتا تھا وہ ذاتی تھے (Personal) - اور ایسے قوانین جو ان مقامات میں نافذ تھے جہاں وہ اشخاص توطن رکھتے تھے بطور "قانون مقام توطن" (Law Domcilü) دوسرے حدود ارضی میں بھی نافذ ہوتے تھے۔ ان کا مخصوص نفاذ حیثیت اور اہلیت کے مسائل میں ہوتا تھا جو قوانین نہ صریح طور سے حقیقی تھے اور نہ ذاتی وہ مخلوط سمجھے جاتے تھے اور ان کا نفاذ اپنے مقام سے باہر یعنے دوسرے حدود ارضی میں بربنائے "قانون مقام وقوع" یا "قانون توطن" ہو سکتا تھا۔ اس کا فیصلہ اس امر سے کیا جاتا تھا کہ آیا وہ حقیقی قانون سے زیادہ ترشابہ رکھتے ہیں یا ذاتی سے یا جو سوالات صاف طریقہ سے نہ قوانین حقیقی کے تحت میں آتے تھے اور نہ ذاتی کے ان دوسرے اصول کی بنا پر تصفیہ پاتے تھے جو قانون کے دائرہ سے خارج تھے:- یعنے بربنائے "قانون مقام معاہدہ" (Lexloci Contractus) جو ان ذمہ داریوں سے بحث کرتا تھا جو ایک معاہدہ سے پیدا ہوتی تھیں (Lexloci actus) - "قانون مقام تکمیل مساویز"

---

[1] الفاظ حقیقی اور ذاتی کا استعمال انگلستان کے علاوہ یورپ کے دوسرے ممالک کے قوانین میں خاص معنی میں کیا جاتا ہے۔ اوّل حقیقی سے مقصود وہ قانون ہوتا ہے جس کا تعلق اشیاء یا جائداد سے ہو اور ذاتی سے وہ قانون جس کا تعلق انسان کی حالت حیثیت یا قابلیت سے ہو۔ جب ان کو یہ ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ یہ قانون ہر جگہ نافذ ہے تو وہ اس کو مختصراً کہتے ہیں کہ یہ ذاتی قانون ہے اور جب یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ اس کا عمل اس کے مقام اجرا تک محدود ہے تو کہتے ہیں کہ وہ حقیقی قانون ہے (از ڈکشنری آف ٹرمز مترجم)

کا تعلق دستاویز کی شکل اور اس عدالتی یا سرکاری کارروائی کے جواز سے تھا جو غیر ممالک میں عمل میں آتی تھی "قانون مقام عدالت" (Lex fori) اس ضابطہ سے متعلق ہوتا تھا جو خود اس مقدمہ میں اختیار کیا جاتا تھا، اور یہی قانون بحیثیت "قانون مقام تحقیقات یکجائی" (Lexloci Concussus) کے ان سوالات سے بحث کرتا ہے جو ان دعاوی سے متعلق ہوتے ہیں جو ممکن ہے کہ مختلف قوانین کی رو سے پیدا ہوئے ہوں مگر ان کا یکجائی فیصلہ ہونا چاہیئے مثلاً ایک دیوالیہ کی جائداد کے مقابلہ میں تمام قرضخواہوں کا اجتماع۔

اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ جو ہم نے نظام قانونی اجمالاً اوپر بیان کیا ہے وہ یورپ کے دوسرے ممالک میں بھی یقینی اور منضبط تھا، واقعی طور سے جو بہت سے شبہات اس بارہ میں وارد ہوتے ہیں ان میں سے چند بطور تمثیل کے یہ ہیں کہ آیا فلاں قانون حقیقی ہے یا ذاتی یا اگر مخلوط سمجھا جاتا ہے تو وہ زیادہ تر حقیقی قانون سے مشابہ ہے یا ذاتی قانون سے "قانون مقام معاہدہ" سے وہ قانون مقصود ہے جہاں معاہدہ ہوا تھا یا جہاں اس کی تعمیل مقصود تھی کہ آیا اس میعاد کا تصفیہ جس کی رو سے ایک ذمہ داری کا خاتمہ ہو جاتا ہے "قانون مقام معاہدہ" کی رو سے ہونا چاہیئے اس بنا پر کہ وہ خود خاتمہ ذمہ داری ہے یا اس کا تصفیہ مقام عدالت کے قانون میعاد سے کیا جانا چاہیے بحیثیت ضابطہ نالش کے دائر کرنے کی مدت کا تعین کرتی ہے اور آیا "قانون مقام تکمیل دستاویز" کے مطابق دستاویز کا تکمیل پانا لازم ہے یا آنکہ اس میں اور اس مقام کے قانون میں جہاں اس کی عمل آوری مقصود تھی انتخاب کا حق ہے۔

اس نظام قانون کے متعلق کم از کم یہ فرض کر لینا چاہیے کہ جس حالت میں وہ تھا اسی حالت میں بجنسہ انگلستان میں منتقل کر لیا گیا اور اس کے وہ اجزا جو اس ملک کے قومی امور یا اس کے قانونی خصوصیات سے مناسبت رکھتے تھے فوراً اختیار کر لئے گئے۔ اس طور سے "قانون عدالت وقیع" یا قانون حقیقی کا اصول اس وقت کے مطابق تھا جو انگلستان میں زمینداری کو دیجاتی تھی اور جو حقوق اور مرافق اراضی کے متعلق انگلستان کے قانون سے زمینداروں کو حاصل تھے وہ اس نوعیت کے تھے کہ اگر ان میں غیر ممالک کے طریقہ پر لکھی ہوئی دستاویزات یا ان ازدواجی معاہدات سے جو ممالک غیر کے قوانین کے

لحاظ سے مرتب ہوئے تھے، مالکوں کی قبضہ میں دست اندازی کی اجازت دیجاتی تو بیحد پیچیدگیوں اور بدنظمیوں کے واقع ہونے کا اندیشہ تھا۔ اس بنا پر اصول "قانون مقام وقوع متعلقہ اراضی نے بمقابلہ اصول "قانون مقام تکمیل دستاویز" و اصول "قانون مقام معاہدہ" کے بہت جلد نشو و نما پایا۔ برخلاف اس کے انگلستان کی عدالتیں بربنائے توطن حیثیت اور اہلیت کے ذاتی قانون کے تسلیم کرنے میں بہت عرصہ تک متامل رہیں کیونکہ ذاتی عدالت کی نسبت جو کہ ذاتی قانون کی بنیاد ہے انگلستان میں یہ نہیں سمجھا گیا تھا کہ اس کا انحصار اسقدر زیادہ جج اور اس کے محکوم بہ (Justiciable) کے مستقل تعلقات پر تھا جتنا کہ مدعی علیہ کے ملک میں اتفاقی موجودگی پر سمجھا جاتا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور "قانون مقام تعمیل دستاویزات" کے مطابق ترتیب دستاویزات کے اصول سے انگلستان میں نہ صرف ان وجوہ کی بنا پر جو ہم نے زمینداری کے متعلق بیان کئے ہیں اختلاف کیا گیا، بلکہ اور بھی ایسے وجوہ تھے جن کی بنا پر یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ کسی وقت بھی تسلیم کیا گیا تھا۔ "نوڑی پبلک" کا سرشتہ ابتدا ہی سے اس ملک میں بے کار ہو گیا اور دستاویزات اور وصیت نامے خانگی طور سے مرتب ہونے لگے، فریقین معاملہ اگر ضرورت سمجھتے تھے تو کسی قانون داں شخص سے بقدر ضرورت مدد 10
لے لیتے تھے، بنائے علیہ انگلستان کے ایک متفنن کو یہ سمجھنا دشوار تھا کہ ایک عہدہ دار سرکاری کے توسط کے لزوم سے جو اپنے ہی ملک کا نمونہ اختیار کرے گا دستاویزات کا مقامی طریقہ کے مطابق مرتب ہونے سے بچنا محال تھا۔ صرف ۱۸۶۱ء میں لارڈ کنگس ڈاؤن کے ایکٹ سے انگلستان میں "قانون مقام تکمیل دستاویز" تسلیم کیا گیا جس سے وصیت نامجات کے باضابطہ جواز کا راستہ کھل گیا۔

اس موقع پر ہم کو یہی بتانا نہیں ہے کہ شخصی قانون بین الاقوام کے اصول مروجہ ممالک غیر انگلستان میں کس طرح اختیار کر لئے گئے بلکہ اس مضمون کو پوری طرح سمجھنے کیلئے یہ ضرور ہے کہ ان تمام مراتب اور مدارج کے متعلق کچھ لکھا جائے جو اس کو انگلستان میں داخل ہونے کے قبل اپنی زندگی میں طے کرنے پڑے ہیں۔

قانون روما قبل جسٹینین کی ترتیب اور تنظیم کے دو حصوں پر منقسم تھا۔ ایک کا نام قانون سول (Jus Civile) — یعنے مخصوص قانون اہل الملک تھا جس کے پابند اور جس سے

استفادہ کرنے والے صرف اہل روما تھے مگر اس میں توسیع دیکر دوسرے اشخاص بھی بطریق ذیل ان میں شامل کر لئے گئے تھے:-

(۱) صریح حکم کے ذریعہ سے جیسا کہ ۱۹۳ سنہ قبل ولادت عیسیٰ علیہ السلام میں ہوا اور سود کی جو باضابطہ شرح مقرر کی گئی تھی وہ اس قرضہ پر بھی حاوی کر دی گئی جو اہل ملک کو وہ لوگ دیں جو لاطینی حقوق (Latin Fronchese) رکھتے تھے یا کسی ماتحت دوستانہ تعلقات رکھنے والی ریاست کے (جن کو وہ شریک اور لاطینی نام کے مستحق کہتے تھے) ارکان تھے۔ (لیوی سی دنجم)

(۲) یا مفروضہ طریقہ سے اہل ملک قرار دیئے جانے کا حق بلحاظ انصاف کے کسی جماعت کو عطا کر دیا جائے۔ جیسے کہ سرقہ کے متعلق دیوانی ناشش منجانب اور برخلاف پردیسی (Pregrini) کے ہو سکتی تھی (گے کینیس چہارم۔ ۳۷)

دوسرا حصہ ان قوانین پر مشتمل تھا جن کی پابندی ان تمام اقوام پر لازم تھی جس سے اہل روما واقف تھے اور وہ اس کی بنیاد فطری دلائل پر مبنی خیال کرتے تھے اور اس کو قانون قابل پابندی تمام اقوام (Jus Gentium) کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ (گینیس اوّل۔۱)

ہم کو اس موقع پر اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ یہ عمومیات جو قانون قابل پابندی تمام اقوام (Jus Gentium) کے نام سے موسوم ہیں کب اور کس طرح پیدا ہوئے اور ان کے کام میں لائے جانے کا کیا طریقہ تھا یہاں جو امر قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ روما کے جج اپنے قانون کے دونوں حصوں کے علاوہ دوسرے قوانین کا بھی لحاظ کرتے تھے؛ ان کی نسبت یہ کہنا کہ وہ روما کے قوانین سے بالکل جدا تھے شاید صحیح نہ ہو مگر ان کا تعلق ایسی جماعتوں سے تھا جو کم از کم شخصی قانون کے لحاظ سے اہل روما سے علیحدہ تھیں اور جو تمدنی سوسائٹیوں (Jural Societie) کے نام سے موسوم کی جا سکتی ہیں۔ جسٹینین کے زمانہ کے قبل قانون کے وہ مختصر حصے جو مجموعۂ قوانین کے علاوہ ہم تک پہونچے ہیں ان میں بعض فقرات ایسے موجود ہیں جن سے ہمارے اس بیان کا ثبوت ملتا ہے گینیس (اول ۹۲) میں اس اولاد کا ذکر کرتا ہے جو ایک پردیسی عورت کے بطن سے اس مرد سے پیدا

ہوئی ہو، جس کا نکاح ممالک غیر کے قانون کے مطابق اس عورت سے ہوا ہو۔

اور (سوم - ۱۲۰) میں لکھتا ہے کہ ایک اسپانسر (Sponsor) یا فڈی پرامیسرس (Fidepromissoris) کے وارث پر اس کی بندش نہیں ہے بشرطیکہ وہ کسی ایسے غیر ملکی (Fidepromissoris) کا وارث نہ ہو جس کے شہر میں اس قسم کا قانون نافذ ہو۔

11 اور ایلپین (بستم ۱۴) میں لکھتا ہے کہ ایک ڈیڈی ٹیٹیس (Dedititius) نہ تو بحیثیت ایک رومن کے وصیت کر سکتا ہے اسلئے کہ وہ پریگرینوس ہے اور نہ بحیثیت ایک پریگرینوس کے وصیت کا مجاز ہے کیونکہ وہ کسی خاص ملک کا باشندہ نہیں ہے (یعنے وصیت کا بحیثیت باشندہ روما کے مجاز نہیں ہے اور نہ وہ بحیثیت پردیسی کے وصیت کر سکتا ہے کیونکہ اس کی نسبت یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ وہ خاص کس شہر کا باشندہ ہے گو کہ وہ اپنے ملک کے آئین کے خلاف بھی وصیت کرے) یہ فقرات مجموعۂ قوانین میں داخل نہیں کئے گئے، شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ کارا کالا نے سلطنت روما کے تمام آزاد باشندوں کو حقوق ملکی دے کر ان مقدموں کی تعداد کو جن میں تمدنی سوسائٹیوں کے قواعد کو کام میں لانے کی ضرورت ہوتی تھی اگر بالکل مفقود نہیں تو بیحد کم کر دیا تھا۔ مگر اس پر بھی مجموعۂ قوانین میں اکثر ایسے فقرات موجود ہیں جن میں مختلف قوانین یا رسوم کا جو عملی طور سے قانون کا مرتبہ رکھتے ہیں تذکرہ یا یاد کیا جاتا ہے اگرچہ ان میں کوئی ایسا لفظ نہیں مستعمل ہوا ہے جس سے آبادی کے کسی خاص

۱؎ سوگنی کا خیال ہے کہ کارا کالا کی عطائے سوسائٹیوں کے شخصی اور ذاتی قوانین کو بدلا نہیں تھا (زمانۂ حال کے قانون روما کا نظام، ۲۵۷) مگر وان بار کی رائے اس کے خلاف ہے (صفحہ ۱۴) مگر یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کارا کالا کا عطیہ صرف ان لوگوں کے لئے تھا جو اسوقت زندہ موجود تھے اور بطور نتیجۂ قانونی کے انکی اولاد کیلئے بھی۔ لیکن مختلف وجوہ کی بنا پر مختلف صورتوں میں ایک نئی اگرچہ مختصر جماعت آزاد لوگوں کی ایسی پیدا ہو گئی تھی جو اہل روما کے ملکی حقوق سے محروم تھی اور وان بار کی رائے کو تسلیم کر لینے کے بعد بھی ان کا جسٹینین کے مجموعہ قوانین کے قبل کے فقرات سے ایک حد تک کام لینا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ سوگنی کی رائے ہے کہ مجموعہ قوانین میں جن مسلہ رسوم کا ذکر کیا گیا ہے ان سے صرف فریقین کے منشاء کے معلوم کرنے یا نقصان کی مقدار معین کرنے کا کام لیا جاتا تھا؛ ایسی صورت میں بھی وہ تقریباً احکام قانون کے مساوی سمجھے جاتے ہوں گے۔

حصہ کی ذاتی حالت کی طرف اشارہ ہو بلکہ جو لفظ یا الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان میں مقام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے مثلاً خلاصۂ قانون بست و یکم ۲ و ۶ میں یہ فقرہ پایا جاتا ہے کہ اگر کوئی ریاست جس میں معاملہ اس رسم کی بنا پر ہوا، اس انتظام کے قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے تو یہ ضرور ہوگا ..... خلاصۂ بست و دوم کی ۱-۱ میں ذکر ہوا ہے کہ ملک کے رسم کے مطابق جہاں تعمیل ہوی ..... خلاصۂ بست و چہارم ۴ و ۱۰ و ۱۱ میں بھی رسم مقامی ..... کا تذکرہ ہے۔ خلاصۂ یکم ۱-۱۳ میں مخصوص حقوق تمہارے ملک کے ..... خلاصۂ قانون چہارم ۲۲ و ۹ میں اضلاع کے رسوم ..... خلاصۂ ششم ۳۲ و ۲ اضلاع کے قوانین اور رسوم ..... خلاصۂ ہشتم ۴۹-۱ میں قانون شہر کے الفاظ واقع ہوے ہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مغربی سلطنت کے ٹوٹنے کے وقت اس آبادی میں جو علاوہ ہیروولی۔ استراگاتھ اور دوسرے شمالی فاتح فرقوں کے جو خاص روی کہلاتے تھے مختلف قوانین یا ایسے رسوم جاری تھے جو قانو کا حکم رکھتے تھے۔ لیکن نہ فقرات متذکرۂ بالا اور نہ کوئی دوسرا ذریعہ اس امر کے دریافت میں ہماری مدد کرتا ہے کہ جہاں دو سلسلۂ قوانین یا ان میں سے کسی ایک اور عام قانون روما میں بلحاظ حالت کے اختلاف ہوتا تھا تو کن قواعد کی رو سے اس امر کا فیصلہ کیا جاتا تھا کہ اس معاملہ سے کونسا قانون متعلق ہوگا۔ اکثر اوقات ایک فقرہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام واقعات متعلقہ صرف ایک قانون کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اس سے جو نتیجہ نکل سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اصولاً ایک مخصوص قانون کا جواز تسلیم کیا گیا تھا! غالباً یہ زیادہ غلط نہ ہوگا اگر ہم اس سے ایک ایسے نظام قانونی کا تصور قائم کرلیں جس میں ذاتی یا شخصی قانون، بمقام وقوع فعل یا جائداد سے ایسا محدود نہ تھا جیسا کہ وہ موجودہ زمانہ کے نظامہائے قانونی میں ہوگیا ہے اور جس میں حسب بیان سوگنی، ایک شخص کا ذاتی قانون، اس جماعت یا سوسائٹی کا قانون تھا جس کا وہ بلحاظ (Hereditary Origo) توریث کے ممبر تھا اگرچہ حدود اختیارات (Jurisdiction) میں تو وطن کو بڑا دخل تھا[1] 12

---

[1] قاعدہ یہ تھا کہ ایک شخص بحیثیت مدعی علیہ کے ہر ایسی جگہ طلب ہو سکتا تھا جہاں کا حق باشندگی بحیثیت

جو زمانہ اس کے بعد آیا اس میں ذاتی قانون کو اور زیادہ زور ہو گیا۔ شمال کی ہر فاتح قوم کے لوگ مفتوحہ سلطنت میں آکر آباد ہوتے گئے اور وہ لوگ اپنے قوانین کی پابندی کرتے رہے۔ انھوں نے ان مفتوحہ قوموں کو جن سے انھوں نے ملک لیا تھا اس سے پہلے کی مفتوحہ قوموں کو اپنے اپنے قوانین کی پابندی کرنے دی مثلاً قوم لمبارڈ نے اٹلی میں قوانین روما کو ان مخصوص اختلافات کے ساتھ جن کا ذکر پہلے ہو چکا خاص اہل روما کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ اسیطرح اٹلی میں قوم فرانک نے رومی اور لمبارڈی قوانین کو انھیں دونوں قوموں کے لئے چھوڑ رکھا تھا۔ اور نہ صرف اپنے لئے اپنے قوانین، بلکہ ان لوگوں کے لئے بھی جو ان کے ساتھ آئے تھے، وہ تمام قوانین جو ان کی سلطنت ماوراء کو واپس میں تسلیم کئے جاتے تھے اپنے ساتھ لائے۔

سلطنتہائے جرمنی میں اگر کوئی جرمن کسی ایسی سلطنت میں جاتا تھا جہاں اسکی سلطنت کا قانون تسلیم نہیں کیا جاتا تھا تو وہ اس قوم کے قانون کا تابع ہو جاتا تھا جس کو وہ قوی تر پاتا تھا۔ اس طور سے ایکدن کے کاروبار کے اثنا میں یہ ممکن تھا کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶ ۔ توریث (Origo) کے اس کو حاصل تھا اور نیز ہر ایسے شہر میں جہاں اس کا توطن ہوتا تھا۔ لیکن مجموعۂ قوانین میں مقدم الذکر اختیار کا بہت کم تذکرہ ہے۔ اول تو اس کی عمل آوری صرف اٹلی میں ہوتی تھی صوبے اسکے پابند نہ تھے ان مقامات پر ایسے میونسپل مجسٹریٹ جن کو یہ اختیار حاصل ہو موجود ہی نہ تھے اسلئے توریث (Origo) کی بناء پر کوئی جورسڈکشن ہی نہ تھا۔ برخلاف اس کے توطن کا خالص قصور صوبہ اور اسکی وجہ سے شاہی گورنر کے جورسڈکشن سے ایسا ہی متعلق تھا جیسا کہ کسی خاص شہر کے جورسڈکشن سے لیکن اکثر نقرات پیش کردہ میں صاف طور سے صرف صوبوں ہی کا ذکر ہے اور ممکن ہے کہ اور لوگوں نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہو اگرچہ موجودہ حالت میں اس کا پتہ نہیں چلتا۔ دوسرے یہ کہ شاید عدالت سکونت مستقل پر بنائے پیدائش کا اصول صرف ایسے لوگوں سے متعلق تھا جن کی پیدائش ایک مقام کی اور توطن دوسرے مقام کا ہوتا تھا اور وہ اتفاق سے اپنے مقام پیدائش میں پائے جاتے تھے لیکن اگر ایسا محدود کر دینے والا قاعدہ موجود بھی نہ ہوتا تب بھی مدعی اپنے مقاصد کے لئے عدالت توطن ہی کو ترجیح دیتا کیونکہ مدعی علیہ کا مقام توطن ہی میں بہ آسانی دستیاب ہونا ممکن تھا (سوگنی کا زمانۂ حال کے قانون روما کا نظام ۵ ۳۵ گوتھر نیکا ترجمہ صفحات ۱۱۲ و ۱۱۳) سوگنی اس قانون سے جن نتائج پر پہنچا وہ یہ ہیں (الف)

تم کو ایسے مختلف آدمیوں سے ملنے کا اتفاق ہو جو ایک ہی شہر میں مختلف قوانین کے تحت میں رہتے ہیں جیسا کہ اسوقت ہندوستان میں ہے جہاں یوروپین، ہندو، اور مسلمانوں کا خانگی اور مذہبی قانون جُدا جُدا ہے۔ یورپ کے قرون ظلمت میں یہ اختلاف زیادہ تر نمایاں ہوگا کیونکہ اسوقت ایسے لوگوں میں جو اس سے متاثر تھے زیادہ تر تمدنی میل جول کی وجہ سے اس کا اثر قانون کی زیادہ شاخوں پر پڑتا ہوگا۔ عام قاعدہ یہ تھا کہ مدعی علیہ کا قانون قانون نافذہ تھا اگر خود اس کے قانون سے کوئی ذمہ داری اسپر عائد نہیں ہوسکتی تھی تو کوئی ایسا قانون نہ تھا جو اس پر اس ذمہ داری کو عائد کرسکتا۔ لیکن نکاح کا حسب قانون زوج منعقد ہونا لازم تھا اور اس قاعدہ کی اس سختی کے ساتھ پابندی کی جاتی تھی کہ جو عورتیں اپنے قانون کے لحاظ سے نکاح میں لائی گئی تھیں ان کو شوہر جس وقت چاہے علٰحدہ کرسکتا تھا۔ اس دستور کے خلاف ٹرائبر (Tribur) کی کونسل جو ۸۹۵ء میں منعقد ہوئی بجز مذہبی احکام کے اور کچھ نہ پیش کرسکی۔[1]

13

اُمل میں ان ذاتی قوانین کے اتباع کا طریقہ جو بعض گروہوں میں نہ بربنائے حق ملکی یا توطن بلکہ بلحاظ قومیت جاری تھا ان گروہوں اور جماعتوں کی کثرت اور زیادتی کی وجہ سے ختم ہوگیا جو قانون روما کی پابند تھیں اور جنھوں نے دوسری جماعتوں اور گروہوں کو اپنے آپ میں جذب کرلیا۔ یہ مسلم ہے اور اس کے لئے مختلف اسباب موجود تھے کہ جرمن فتوحات سے جماعتوں (Civitates) کی سیاسی وقعت اور غالباً ان کی بود و باش کے حدود میں بھی بڑی بڑی تبدیلیاں واقع ہوئیں اور اسی کے مطابق حق باشندگی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۔ ایک ایسے معاہدہ میں جو دو مختلف ریاستوں کے باشندوں میں ہوا ہو ملک غیر کے مروجہ قانون کی بناپر کسی فریق کے حق میں کوئی رعایت نہیں ہوسکتی۔ اس کا فیصلہ قانون ملک کے لحاظ سے ہونا چاہئے لیکن خاص خاص صورتوں میں سیاسی مصلحتوں کی بناء پر اسکے خلاف حکم دیا جاسکتا ہے۔

(ب) کسی شخص کو کسی خاص شہر میں حق باشندگی حاصل ہوجانے سے اس امر کا تصفیہ کیا جاتا ہے کہ وہ ذاتی طور سے کس ملک کے قانون کا تابع ہے اور اسی کی رو سے اسکا فیصلہ ہونا چاہئے ۲۵۶ گو تہ زیر صفحہ ۱۱

[1] مانسی جلد ۱۸۔ جدول ۱۵۱ میں اس تمثیل کی طرف بربنائے ہدایت ہنوکنی گیا ہوں جو اس کی تاریخ قانون روما قرون متوسطہ میں درج ہے۔

بربنائے پیدائش کی قوت میں بمقابلہ حق توطن کے کمی واقع ہوئی۔ اور اسطرح اہل روما کی جماعت غالب مل ملا کر ایک غیر سیاسی جماعت بن گئی جس میں بغیر کسی جھگڑے یا اختلاف کے اضافہ کی گنجائش موجود تھی۔

جرمنی فاتح بجز لمبارڈ کے میدانوں کے تعداد میں اس سے بہت کم تھے جتنے وہ اضلاع ماوراء کوہ الپس میں تھے برخلاف اس کے بہت سے شہروں کی نسبت یہ معلوم ہے کہ وہ قرن وسطی کے تاریک اور ابتدائی زمانہ میں بھی خوشحال اور بارونق ہو گئے تھے اور صنعت اور تجارت جو ان کی خوشحالی کا باعث تھی رومی قانون اور اس کے اختیارات کی طالب اور محرک ہوگی اور ان جرمنیوں کے لئے جو ان کاموں میں مشغول تھے ان کے اختیار کرنے میں یہی امر باعث ترغیب اور تحریص ہوا ہوگا اور جب امرا کی بڑی جماعت، شہر کی زندگی کو خود ترجیح دیکر یا بعض صورتوں میں شہر کے لوگوں کے جبر سے آکر شہروں میں آباد ہوگئی تو خود بخود جرمنی حدود اختیارات کا دائرہ تنگ ہو گیا ہوگا اور اس قابل نہ رہا ہوگا کہ جرمن کے ذاتی قوانین کو قائم رکھ سکے۔ یہ امر یقینی ہے کہ جب بارھویں صدی میں مجموعۂ قوانین کی واقفیت کی طرف دوبارہ توجہ کی گئی اور اٹلی کی قانونی حالت کا انکشاف ہوا اس وقت تمام رعایا کا ان تبدیلیوں کے ساتھ جو کہ قوانین بلدیہ (Statutes of the Cities) کے نام سے موسوم تھے قانون روما اور ایسے جورسڈکشن کا جو توطن پر مبنی تھا تابع ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

مجموعۂ قوانین کے شارح اور حاشیہ نویس اس تشابہ کو نہیں بتا سکتے جو اٹلی کے شہروں کے قوانین کو قوانین باشندگان ملک غیر (Peregrini) اور قوانین بلدیہ (Civitates) سے تھا جنکا ذکر کیسس اور اپین نے کیا ہے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ انکے 14
پاس جسٹینین کے مجموعۂ قوانین سے پہلے کے قانون کا کوئی جز موجود نہ تھا جس میں نسبت ڈائجسٹ یا کوڈ کے بلدیت (Civitates) کی کیفیت زیادہ تر صراحت سے بیان ہوئی ہے مگر وہ ان قوانین کو ایسی نظر سے دیکھتے تھے جیسا کہ ان کی پیش کردہ عبارت سے ظاہر ہوتا ہے جس کے ضمن میں ان قوانین کے متعلق وہ جو کچھ لکھنا چاہتے تھے لکھ گئے ہیں۔

کوڈ کا پہلا قانون یہ تھا اور اسی کے ذریعہ سے شہنشاہ گرشٹینین۔ جسٹینین اور

تھیوڈوسیس نے اپنی تمام رعایا سے مسئلۂ تثلیث قبول کرایا "ہماری خواہش تمام ایسی اقوام سے جو ہماری "مرحمت آمیز حکومت" کے سایہ میں آباد ہیں یہ ہے کہ وہ اس مذہب کو قبول کریں یہاں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ایک حکمراں صرف اپنی رعایا کے لئے قانون بنانے کا مجاز ہے اور اسپراکریس یا کسی دوسرے شخص نے یہ حاشیہ لکھا کہ "اگر پونیشیا کا کوئی باشندہ مونیا آئے تو اس کے معاملات قانون مونیا کی رو سے نہ طے ہونے چاہئیں اسلئے کہ وہ اس قانون کے تحت میں نہیں آتا۔ یہ حکم ان لوگوں کو دیا گیا ہے جو ہماری "مرحمت آمیز حکومت" کے سایہ میں رہتے ہیں"۔ اب ہم کو غور کرنا چاہیے کہ اس مضمون پر اس طور سے نظر ڈالنے کا کیا نتیجہ ہے۔ اول یہ کہ اس وجہ سے کہ قانون کا عائد کیا جانا اصول انصاف پر مبنی ہوتا ہے اور اس کا فیصلہ کرنے والی عقل تسلیم کی گئی ہے اس اصول کا انکار مشنبط ہوتا ہے جس کی بابت جان وٹ اور ہیوبر کو ایک مدت کے بعد شہنشاہی ملکی اقتدارات میں مبالغہ کرنے کی بنا پر یہ غلط رائے قائم کرنے کی ترغیب ہوئی کہ عدالت کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ قانون عدالت (Lex fori) کے سوائے کسی دوسرے قانون سے کام لے بجز اس کے کہ اخلاق یا کسی دوسرے مقصد کے لحاظ سے اس کی ضرورت واقع ہو۔ دوسرے یہ کہ چونکہ دلیل ایک مقننن کے مجریہ احکام کی اتباع ذاتی کے تصور سے شروع ہوتی ہے اسلئے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جو قواعد ایسے قوانین کے حدود مقرر کئے جانے کی غرض سے قرار پائیں، جو صرف ایک ہی جماعت میں رائج ہوں، تو وہ ان نظامہائے قانونی کے متبعین پر بھی نافذ قرار پائیں گے جو سیاسی اتباع کے لحاظ سے اس سے مختلف ہیں اور جس کو ہم اس زمانہ میں قومیت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور چونکہ حکومت روما کا جس کو جرمنیوں نے دوبارہ زندہ کیا تھا سیاسی اتباع اکثر ان شہروں میں ہوتا تھا جن کے واسطے قانون زیر غور تھا، اس لئے اندرونی قوانین کے حدود استعمال کے علاوہ یہ سوالات پیدا ہوئے کہ ان کا تعلق عام روما کے قانون سے کیا ہے اور وہ ایسے مستثنیات قرار پائے جن کو یا تو ایک کم درجہ کی حکومت نے جاری کیا تھا یا ایسے شہنشاہی اقتدارات سے جاری ہوئے تھے جن کو لوگ بھول گئے تھے[۱]

[۱] وینس میں شہنشاہی حکومت تسلیم نہیں کی جاتی تھی۔ باوجود اس کے اس عمل کے متعلق کہ اہل وینس اپنے

15 کوہ الپس کے شمال میں قانونی تاریخ نے قرون وسطیٰ کے تاریک اور ابتدائی حصہ میں اس سے مختلف صورت اختیار کی۔ تمام ذاتی قوانین کو ان امرا کے اقتدارات نے جن کو فوجی خدمات کے معاوضہ میں بڑے بڑے اقطاع جاگیر میں دئے جاتے تھے، بالکل ضایع کر دیا تھا۔ فرانس میں یہ طریقہ "کارلووجین" کی حکومت کے زوال کے بعد ہی رائج ہو گیا تھا، اگرچہ جرمنی میں مرکزی حکومت نے ایک عرصہ تک امرا کے اس غصب کے مقابلہ میں جد وجہد جاری رکھی۔ امرا کی یہ جاگیریں (Châtellenies) چھوٹی چھوٹی ریاستیں بن گئیں جن کے باشندوں کو دوسرے حصۂ ملک کے باشندوں کے ساتھ بہت کم تعلقات رہتے تھے۔ ایک بیرونی شخص (Aubain) صرف ایک سال اور ایک دن ان امرا کی جاگیروں میں رہنے سے ان کا غلام (Serf) اور شہر میں اتنی ہی مدت رہنے سے شہری (Burgess) ہو جاتا تھا اور دونوں صورتوں میں مقامی آبادی میں جذب ہو کر اس کا ایک جز شمار ہوتا تھا۔ رسم و رواج نشو و نما پانے لگے اور وہی مقامی عدالتوں کا قانون بن گئے۔ جاگیروں کے قوانین کے علاوہ بہت ہی شاذ صورتوں میں دوسرے قوانین سے مدد لینے کی ضرورت ہوتی تھی۔ اگر اتفاقاً کوئی ایسی صورت پیش آجاتی تھی تو جاگیر کی غیر مرتب عدالتیں فرانس میں رومی اور جرمنی میں جرمنی قدیم روایات سے کام لیتی تھیں۔ گیارھویں اور بارھویں صدی میں شاید اس سے بھی کم ایسے مواقع پیش آئے ہوں جن میں موجودہ اصول قانون کے مطابق بجز قانون جاگیر کسی غیر ملک کے قانون سے مدد لینے کی ضرورت واقع ہوئی ہو۔ اس میں شک کرنے کی بظاہر کوئی وجہ نہیں نظر آتی کہ عام طور سے بیرونی قوانین مطلق تسلیم نہیں کئے جاتے تھے اور فیصلے مقام عدالت کے مطابق ہوتے تھے گویا جان ورٹ اور ٹھیو پر جو حدود ارضی کے اختیارات کے بجد طرفدار تھے بلا لحاظ بین الاقوامی اخلاق کے مسئلہ کے اس وقت مستند اور قابل اتباع متصور ہوتے تھے۔ قانون بلحاظ اپنی ذات اور حدود کے جائداد جاگیری پر مبنی تھا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۔ وصیت ناموں پر صرف دو گواہیاں لیتے تھے اور قانون روما کے لحاظ سے پانچ گواہوں کی ضرورت ہوتی تھی، ایک ماہر فن کا یہ خیال تھا کہ یہ فراموش شدہ رعایت جسٹینین کے جانشینوں نے ان کو دی تھی۔ دوسرے کی دلیل یہ تھی کہ چونکہ قانون روما کی رو سے ایک باپ اس کا مجاز ہے کہ وہ دو گواہوں کی موجودگی میں اپنی جائداد اولاد میں تقسیم کر سکے اسلئے ایک شہر جو اپنے باشندوں کے لئے بجائے باپ کے ہے اس کا مجاز ہے کہ

اور اگر کوئی اصول قعر گمنامی سے نکلتا تھا تو وہ فرانس کے اس طعنہ آمیز فقرہ پر مبنی ہوتا تھا کہ "تمام مراسم اور رواج حقیقت پر مبنی ہیں اور اپنے ملک میں سب پر حاوی مگر اس سے باہر بالکل بے کار ہیں"۔ ایک قانون کے نفاذ کے حدود مقنن کے حدود اختیارات تک وسیع ہو سکتے تھے لیکن یہ اختیارات بجائے اشخاص کے ملک کے حدود پر نافذ متصور ہوتے تھے۔

تیرھویں صدی کے اثنا میں بجائے مجموعۂ قوانین کی مزید حاشیہ نویسی کے اس کے خاص خاص حصوں کی علیحدہ قانونی شرحیں لکھی جانے لگیں اور حاشیہ نویسان مابعد کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا جس میں چودھویں صدی میں سب سے زیادہ مشہور بارتولس کا نام ہے یہ سلسلہ جہاں تک کہ اس کو ہمارے مضمون سے تعلق ہے اسقدر طویل ہے کہ اس میں ڈومولن (Molinaeu) جو سولھویں صدی کے وسط میں تھا شریک ہو جاتا ہے۔ ان لوگوں نے جو کچھ ہمارے مضمون کے متعلق لکھا ہے وہ زیادہ تر مجموعۂ قوانین کے پہلے قانون (Cunctos populos) کی شرحیں ہیں، جن کا مقصد یہ ہے کہ مختلف قوانین کے حدود نفاذ کے متعلق قواعد بنائے جائیں جس کی ضرورت حاشیہ نویس ظاہر کر چکے تھے۔ ان میں سے بعض قواعد جن کی تائید میں وہ عقلی دلائل پیش کرتے تھے، 16
جن میں اس زمانہ کی روش کے مطابق اکثر خلاصۂ قوانین اور مجموعۂ قوانین کے غیر متعلقہ فقرات ہوتے تھے، غالباً ایسے تھے جن پر پہلے سے عملدرآمد تھا، مگر وہ لوگ ان کو تسلیم نہیں کرتے تھے کیونکہ ان کے واسطے کوئی تحریری سند موجود تھی نہ غالباً ان میں تواتر تھا۔ یہ فرض کرنا دشواری سے خالی نہیں کہ ایسی ترقی یافتہ سوسائٹی نے جیسی اس زمانہ میں اٹلی اور جنوب فرانس میں موجود تھی اور جس کی یونیورسٹی اور قانونی مدارس میں حاشیہ نویسان مابعد نے تعلیم پائی تھی، اس عملدرآمد کو ترک کر رکھا ہو۔ ماہرین فن کا معاہدات کو اس مقام کے قانون پر محمول کرنا جہاں ان کی تکمیل ہوئی تھی (Lexloci-Contractus Celebrate) صاف طور سے بتا رہا ہے کہ بڑے میلوں میں جن میں اس زمانہ میں زیادہ تر خرید و فروخت ہوتی تھی انہیں عملدرآمدوں کے مطابق عمل ہوتا ہوگا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱ ۔ جائداد کو تقسیم کرنے میں اس سے زیادہ کارروائی کو غیر ضروری قرار دیے۔ بارٹولس مجموعہ ۱-۱-۱

اور ان کا تو طن کو قانون اہلیت کے اتباع کا معیار قرار دینا اور اس حکم کو پیش کرنا کہ ایک صوبہ کا پریسیڈنٹ صرف انھیں لوگوں کا ولی مقرر کر سکتا ہے جو اس صوبے کے باشندے یا متوطن ہوں۔ (خلاصہ مجموعۂ قوانین بست و ششم ۵-۱ و ۲) غالباً ایسا غیر متعلق نہ تھا جیسا کہ بعض اوقات ظاہر کیا جاتا ہے بلکہ اس اصول متعارفہ پر مبنی تھا کہ بحالت ضرورت صرف عدالت اہلیت کے عطائی مجاز ہے اور وہی اس کا فیصلہ کر سکتی ہے کہ اہلیت مطلوبہ کی مقدار کیا ہونی چاہیئے جیسا کہ اس قانونی مقولہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ "عدالت کے انتخاب سے قانون مقام عدالت کا استعمال مستنبط ہوتا ہے کیونکہ قانون کا انحصار اس مقام پر ہے جہاں مقدمہ کی سماعت ہوتی ہے" لیکن جو حقیقی کام حدود قوانین کے صحیح تعین کا بعد کے حاشیہ نویسوں کے سامنے تھا وہ ان دو اصول میں مطابقت دینا یا کم از کم ایک طریق عمل کا قائم کر دینا تھا جس میں رومی اصول نافذ کردہ شروح کے لحاظ سے قانون کا انحصار ذاتی اتباع پر تھا اور جاگیری اصول نے جیسا کہ ہم کو معلوم ہو چکا ہے قانون کو متعلق بہ ملک قرار دیدیا تھا مقدم الذکر اصول میں مالک جائداد کے توطن پر اور موخر الذکر میں جائداد کے مقام وقوع پر بہ اختلاف حالت منقولہ یا غیر منقولہ ہونے پر زور دیا جاتا تھا اور اس اختلاف کا اثر مرنے کے بعد توریث کے مسئلہ پر پڑتا تھا۔ جنوب فرانس ان دونوں اصول کے التقا کا مقام تھا۔ بارٹولس کے چار پیشروؤں میں سے جن کی تالیفات کے وہ جابجا حوالے دیتا ہے اور جنھوں نے تیرھویں صدی کے اندر ہی کام کیا ہے صرف ایک، اٹلی کا باشندہ تھا باقی لینگو ڈاک، اورین اور بورجیس کے رہنے والے تھے۔ ان چاروں میں سے تین نے اٹلی میں قانون پڑھا تھا اور ان میں سے دو نے ٹولیس 17
یا اورلینس میں قانون پڑھایا تھا۔ اس اصول کے حدود کا تعین کرنا بیحد مشکل ہے اور شخصی قانون بین الاقوام میں یہ اصولی بحث آج تک طے نہیں ہوئی ہے۔

دو سو برس کی بحث کے بعد بھی فن نے اس مقام سے ایک قدم آگے نہیں بڑھایا جہاں بارٹولس نے اس کو چھوڑا تھا۔ ان قوانین کا تعین جن کا نفاذ بلحاظ حدود ارضی کے تھا اور جو حقیقی (Real) کہلاتے تھے ایک ایسے سوال کے جواب پر منحصر تھا

عہ گولیس ساکن ڈیورنٹس (لانگ ڈوک) یعقوب ساکن راوینا (روگنی ورین) پطرس ساکن ببلا پرتیکا (بورجیس) اور مائینس (پستویا) لینے جلد اول ۱۱۸-۱۲۲۔

جو ناقابل حل ہونے کی وجہ سے متنازع علیہ ہو ہی نہیں سکتا تھا خواہ اس کا مقصود زیادہ تر اشیاء قرار دیے جائیں یا اشخاص۔ آخر کار ڈومولن نے جو اس مسئلہ پر لکھنے والوں میں سب سے زیادہ قانونی دماغ رکھتا تھا اپنی باوقعت تحریرات سے فن میں بہت کچھ اضافہ کیا۔ اس کا رجحان اس طرف تھا کہ بہ نسبت قانونی قواعد کے زیادہ تر زور فریقین کی نیت پر دیا جانا چاہیئے اور اس بنا پر رسم و رواج کو بجائے قابل پابندی قواعد کے ایسا عملدرآمد قرار دینا چاہیئے جس کے مطابق عمل کرنے پر لوگ خود رضامند ہو گئے ہیں۔ اسکی تمثیل میں وہ اصول پیش ہو سکتا ہے جو مشورہ (Consilium) نمبر ۵۳ میں دیا گیا ہے جس میں وہ لکھتا ہے کہ "جب نکاح بغیر معاہدہ صریح کے ایسے حدود ارضی کے متوطنین میں واقع ہو جہاں کوئی دستور جاری ہے، تو دستور مذکور میں خاموشی فریقین کی وجہ سے معاہدہ کی قوت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا تعلق فریقین کی اس جائداد غیر منقولہ سے بھی ہو جاتا ہے جو ایسے حدود ارضی میں واقع ہو جہاں دوسرا دستور جاری ہے"۔ یہ خیال اس زمانہ کی عام رائے سے مختلف تھا۔ جو ایسی صورتوں میں قانون مقام وقوع جائداد کی مؤید تھی۔ ڈومولن کی اس رائے کی ایک برٹینی کے رہنے والے امیر اور مجسٹریٹ مسمی بہ ڈی ارجنٹری نے سخت مخالفت کی۔ اس نے ہر صوبہ کی علیحدہ حکومت کے قیام کی تائید میں رسم و رواج کی حقیقت کو وہ مرتبہ دیا جو ابتک فرانس کی پارلیمنٹ اور یونیورسٹیوں نے اس کو نہیں دیا تھا، اگرچہ ممکن ہے کہ بعض دور افتادہ جاگیری عدالتیں ایسی موجود ہوں جن میں بعد کے حاشیہ نویسوں کے علم و فن کی روشنی کسی وقت بھی نہ پہنچی ہو۔ قوانین حقیقی اور ذاتی میں منقسم تھے اس نے ایک اور مرکب قسم قانون کی قرار دی جس میں اشیاء و اشخاص دونوں کا لحاظ کیا گیا تھا، اس کا خیال تھا کہ اس کو بھی حقیقی قانون کے طور سے برتنا چاہیئے، ایسے قوانین میں جن کا عمل بیرون حدود ارضی ہوتا ہے، وہ صرف ان قوانین کو تسلیم کرتا تھا جو ایک انسان کی خالص عالمگیر حیثیت کا بغیر کسی آمیزش جائداد یا معاملہ کے فیصلہ کرتے تھے فرانس کے اصول قانون جاننے والوں کے اعلیٰ طبقہ میں ڈی ارجنٹری کی اس رائے کی ابتداءً کوئی زیادہ وقعت نہیں ہوئی۔ قوانین میں جو تصادم ہوتا تھا وہ بجائے کسی دوسرے ملک کے قوانین کے خود سلطنت کے مختلف صوبوں کے قوانین میں ہوتا تھا، 18

اگرچہ سترھویں صدی کے فرانس میں ہر صوبے کی علٰحدگی کے مسئلہ میں ایک گونہ ضعف پیدا ہو گیا تھا اور قانونی اصول کی پابندی کو کامیابی ہوتی نظر آتی تھی مگر دوسرے ممالک میں مختلف قوموں کے میل جول اور متحدہ نیدرلینڈس کی خود مختاری جس نے اپنے مختلف صوبوں کی آزادی میں بہت ہی کم دست اندازی کی تھی اور سلطنت سے ممالک بلجیم کی عملی علٰحدگی نے بشمول ان حقوق محصلہ کے جن کے وہ لوگ بیحد شائق تھے اس تصادم کو مختلف سلطنتوں کے قوانین میں زیادہ تر نمایاں کر دیا۔ ایسی حکومتوں میں طریقۂ جاگیرداری (Feudalism) نے حدود ارضی کے اصول کو مرجح اور عام کر دیا تھا۔ پس نولینڈ کے مقننین نے ڈی ارجنٹری کے اصول کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس کو بغیر کسی منطقی تامل کے بہت آگے بڑھا دیا۔ بلجیم میں جو صوبہ وار آئین کی طرف سے مقرر تھے ان کے حکم مصدرہ ۱۶۱۱ء میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر ایک وصی کے مقام سکونت اور اس مقام کے رسم و رواج متعلقہ آخری وصیت میں کچھ اختلاف ہو جہاں کہ جائداد واقع ہے تو مقام وقوع جائداد کا دستور نافذ ہوگا اور اسی سے جائداد کی وصیت (خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ) اور اس کے انتقال کے اختیار اور منتقل کرنے والے کی عمر اور ان طریقوں اور کارروائیوں کا جو اس کیلئے ضرور ہیں فیصلہ کیا جائے گا۔ ۱۶۳۴ء میں اس کی سرکاری طور سے تعبیر شائع کی گئی جس میں بتایا گیا تھا کہ طریقوں اور کارروائیوں سے وہ طریقے اور کارروائیاں مراد ہیں جو کہ معاملہ کے لئے ضروری ہوں (Solennites dufond) نہ کہ ظاہری طریقہ اور کارروائیاں لیکن بلحاظ عمر وغیرہ کے اہلیت کا فیصلہ کرنے والا وہی قانون مقام وقوع جائداد برقرار رکھا گیا جس کی تعلیم برگنڈاس نے اپنی کتاب مباحث متعلقہ مراسم فلانڈرس و دیگر اقوام مطبوعہ ۱۶۲۱ء میں دی تھی۔ اس کتاب میں جو اس نے ایسے زمانہ میں لکھی تھی جبکہ وہ بحیثیت بیرسٹر کے گھینٹ میں کام کرتا تھا اس نے ڈی ارجنٹری کو نہایت ہی ذہین اور فہیم شخص بتایا ہے اور اس جدید اصول کی حقیقی صورت کو تصادم قوانین کے مسئلہ کے ضمن میں شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "جائداد انسان کا خون اور اس کی جان ہے، وہ انسانوں کی تابع نہیں ہوتی بلکہ خود ان کو اپنے طرف کھینچتی ہے، وصیت نامہ کی تکمیل کے لئے جو کارروائیاں عمل میں آتی ہیں وہ خاص اوصاف ہیں جو جائداد سے منتسب کر دیے گئے ہیں"۔ اسی زمانہ میں اس مسئلہ کو حدود مملکت کے ساتھ متعلق

کرنے کی نسبت گروشیس نے بھی اسی زور و شور کے ساتھ لکھا۔ وہ اپنی قانونی کتاب (De Jure belli ac pacis) مطبوعہ ۱۶۲۵ء میں اس بیان کے بعد کہ قوانین بالعموم 19
کے بعض وعدوں کو باطل قرار دیتے ہیں اور بعضوں کی نسبت معاوضہ دلواتے ہیں (۱ و ۲ سی ۱۱ ایس و ۵) کہتا ہے کہ "یہ سول قوانین کے لئے مناسب امور ہیں اور اس بنا پر ان کو قانون فطرت اور قانون ممالک (Jus gentium) سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا بجز اس کے کہ یہ فطری امر ہے کہ وہی سول قانون ایسے ممالک میں استعمال کئے جائیں جہاں وہ نافذ ہیں اس لحاظ سے اگر کوئی پردیسی شخص بھی کسی باشندۂ شہر سے کوئی معاہدہ کرے گا تو وہ انھیں قوانین کا پابند ہوگا کیونکہ جو شخص کسی مقام پر معاہدہ کرتا ہے وہ بحیثیت عارضی رعایا ہو جانے کے اس مقام کے قانون کا تابع ہو جاتا ہے"۔ گروشیس نے لکھا ہے (اول (۱) سی دو دفعات ۱۳ و ۱۴) کہ سول قوانین کا ماخذ سول حکومت کی نیت یا ارادہ ہے۔ اس سے اس کا مقصد یہی ہے کہ واضع قانون کی نیت یہی فرض کیجا سکتی ہے کہ وہ ان تمام امور پر حاوی ہو جو اسکے حدود و اختیارات کے اندر ہوں۔ اس کی نیت ہرگز یہ نہیں ہو سکتی کہ وہ ایسا قانون وضع کرے جس کے نفاذ کے جائز حدود کا فیصلہ فن اصول قانون کی رو سے کیا جائے بلکہ اس کی نیت یہی ہوتی ہے کہ وہ ایسا قانون وضع کرے جو تمام ایسے سوالات سے متعلق ہو جو اس کے ملک میں پیدا ہوں مثلاً ایسے پردیسی کی اہلیت کا مسئلہ جو اس کے ملک میں معاہدہ کرے۔ اسلئے اصولاً صرف قانون مقام عدالت (Lexfori) ایسا قانون قرار پاتا ہے جس سے ان معاملات کا تصفیہ کیا جائے جو ان حدود ارضی میں واقع ہوں۔ ممکن تھا کہ گروشیس اس رائے میں کچھ ترقی کرتا اگر اس کی کتاب کا اصل مضمون اس کو اس بارہ میں مزید اظہار رائے کا موقع دیتا۔ فقرۂ متذکرۂ بالا میں وہ یہ بھی کہتا ہے کہ "معاملہ کی شکل بالکل برعکس ہوگی اگر معاہدہ سمندر یا کسی ویران جزیرہ میں یا بذریعۂ تحریر ایسے اشخاص میں کیا جائے جو دو مختلف ممالک میں رہتے ہوں کیونکہ ایسے معاہدے قانون فطرت سے طے ہوتے ہیں"۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس کو اس نتیجہ کے نکالنے میں کچھ پس و پیش نہیں ہے کہ اصول حدود ارضی جیسے کہ اس کے ذہن میں تھے اگر انتہائی منطقی نقطہ تک لیجائے جائیں تو بہت سے مقدمات کے تصفیہ کے لئے قانون مقام عدالت بھی ملتفی نہیں ہو سکتا ان کا فیصلہ عملی طور سے جج کی نصفت آمیز رائے پر منحصر ہونا چاہیے۔

اس زمانہ کے بعد سے شمال میں جدید خیالات رائج ہو گئے، جو ستند کتابیں اس زمانہ میں لکھی گئیں خود ان کے ناموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر قانون کے حدود متعین کرنے کی بجائے بحالت اختلاف و تناقض قوانین ذریعۂ ثالثی فیصلے کئے جانے کا خیال پیدا ہو گیا تھا۔ ایسے معاملات میں جو اپنی وسعت یا اہل معاملہ کے لحاظ سے مختلف ممالک سے متعلق ہوں، قوانین میں تناقض یا تصادم کا ہونا ایک لابدی امر تھا بشرطیکہ ایک حدود ارضی میں شاہی حقوق اور اس حدود ارضی سے گذرنے والے شخص کی عارضی رعایا ہونے کے اصول پر تھوڑا سا بھی زور دیا جاتا۔ اس طور سے سترھویں صدی میں پال وٹٹ کی کتاب "قانون تحقیقات یکجائی" اور ہیوبر کی "اختلاف قانون" جو دونوں ڈچ تھے اور ایک جرمن ہرٹیس کی کتاب "اختلاف قانون" شایع ہوئی انھوں نے مختلف حدود طے کئے، مگر اس اصول کا باضابطہ طور سے معرض بیان میں لانا کہ ممالک غیر کے قانون بمقابلہ انصاف کے تسلیم کرنا اخلاق یا ارتباط باہمی پر منحصر ہے ہیوبر اور نوجوان (جان) وٹٹ کے حصے میں تھا۔ جان وٹٹ نے غیر ممالک کے قوانین کی پابندی کو بربنائے ارتباط فیاضی اور باہمی امداد کے تسلیم کیا نہ اس طور سے کہ کوئی شخص اس کی وجہ سے مجبور ہو جائے۔

ہیوبر نے تین اصول قائم کئے جو مشہور اور معروف ہو گئے (۱) ہر حکومت کے قوانین اس کے ملک میں نافذ ہوتے ہیں اور اس کی تمام رعایا اس کی تابع ہوتی ہے۔ ان کا کوئی اثر اس ملک سے باہر نہیں ہوتا۔ (۲) تمام ایسے اشخاص جو اس کے ملک میں پائے جاتے ہیں خواہ ان کا قیام مستقل ہو یا عارضی وہ سب اسی حکومت کی رعایا متصور ہوتے ہیں (۳) سلطنتوں کے حکمراں اخلاقی طور سے دوسرے اقوام کے ان قوانین کو تسلیم کرتے ہیں جو خود ان کی سلطنت میں ان پر نافذ ہو چکے تاکہ اس کے اثرات ہر جگہ قائم رہ سکیں، بشرطیکہ دوسری حکومتوں کے اقتدار یا خود ان کی رعایا کو اس سے کوئی مضرت نہ پہونچتی ہو۔

اٹھارھویں صدی میں پھر اس مضمون پر فرانس میں بحث شروع ہوئی مگر فرولینڈ بوہر اور بولینوس جو کچھ کر سکے وہ صرف اتنا تھا کہ انھوں نے قدیم خیالات کو جدید اور غیر مکمل صورتوں میں مرتب کر کے دوبارہ پیش کیا جس کا آخری نتیجہ "اصول تطابق قوانین" (Les Statuaires) کا قیام تھا جس کی نسبت خیال کیا جاتا تھا کہ وہ نپولین کے کوڈ کے نفاذ

کے بعد بھی اس حد تک بحال رہا جس حد تک کہ وہ کوڈ مذکور سے منسوخ نہیں ہوا تھا اور اس کی تعبیر میں کام دیتا تھا۔ اس کے اہم خصوصیات، جو اٹھارھویں صدی کے وسط تک یورپ کے دیگر ممالک میں قائم ہو گئے تھے، وہ تھے جن کا ذکر صفحات ۹۰۸ (اصل کتاب انگریزی) میں ہو چکا ہے جو اصول انگلستان میں اختیار کئے گئے ان کا تشابہ ڈچ اسکول سے صفحہ ۹ (اصل کتاب انگریزی) پر بیان ہوا ہے جس کی رو سے قانون مقام وقوع کی عمل آوری پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ انگلستان کے مصنفین اور ججوں نے اگرچہ ارتباط (Comity) کے اصول کو جان وٹ اور ہیوبر سے اخذ کر لیا مگر یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا ان لوگوں نے سختی کے ساتھ اس کو انصاف سے علٰحدہ معنوں میں سمجھا تھا یا نہیں۔ یورپ کے دوسرے ممالک میں ارتباط (Comity) اور انصاف عام طور سے دو مختلف چیزیں متصور ہوتی ہیں، مگر بقیاس غالب اس ملک میں عام خیال یہ رہا ہے کہ ہر مسئلہ کو قانون مقام عدالت کی رو سے نہ طے کرنے میں ایک قسم کی رعایت ہے اور اس رعایت کی بنیاد نہ صرف اس آسانی پر ہے جو ضرورت کی حد تک پہنچتی ہے بلکہ اس فن قانون کا لحاظ بھی ہے جس کا موضوع انصاف ہے اور جس کو ملک کے قانون نے اپنی تعبیر اور نفاذ کے حدود کے تعین میں اختیار کر لیا ہے اور جس سے خیال کیا جاتا تھا کہ قواعد ارتباط (Comity) ماخوذ ہیں۔ چونکہ انگلستان والے یورپ کے دوسرے ممالک کی ان کتابوں سے پوری طرح واقف نہ تھے جو اس مضمون پر لکھی گئی تھیں اس لئے وہ یہی سمجھتے رہے کہ اس فن اور اس کے قواعد کے متعلق پورا اتفاق ہے۔ اور جب اس کا کوئی قاعدہ ایک مرتبہ انگلستان کی عدالتوں میں تسلیم کر لیا جاتا تھا تو عدالتیں انھیں نظائر کی پابندی میں ایسی مزید تحقیقات سے باز رہتی تھیں جو اس کے عام طور سے مقبول ہونے میں کسی قسم کا شبہ ڈال سکے۔

اس طور سے انگلستان میں شخصی قانون بین الاقوامی کے استعمال کی بنیاد پڑ گئی لیکن چند سال سے عدالتوں نے زیادہ تر آزادی کے ساتھ اس قانونی علم سے کام لینا شروع کر دیا ہے جو وسیع تر پیمانہ پر حاصل کیا گیا ہے۔ 21

اٹھارھویں صدی کے بعد سے شخصی قانون بین الاقوامی کے مسئلہ پر سب سے ممتاز لکھنے والا سیوگنی ہے جس نے اپنی کتاب "زمانۂ حال کا رومن لا سسٹم"

کی آٹھویں جلد میں اس کا ذکر کیا ہے، یہ کتاب ۱۸۴۹ء میں طبع ہوئی۔ قانون کی نسبت اس نے جو عام تصور قائم کیا تھا اور جس کا کوئی تعلق اس نے واضع سے نہیں رکھا تھا ایسا تھا کہ غالباً وہ کسی طرح بھی اس قدیم طریقہ کو اختیار نہیں کر سکتا تھا جس کے ذریعہ سے ہر قانون کے اثر کا دائرہ حکم اس گورنمنٹ کی طرف سے متعین ہوتا ہے، خواہ وہ اشخاص سے متعلق ہو یا حدود اراضی سے۔ قدیم طریقہ پر اس کو جو سخت اعتراض تھا وہ اس تجربہ سے اور زیادہ قوی ہو گیا تھا کہ طریقۂ مذکور کسی مسلسل نظام کے قائم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ اس نے صحیح طور سے جو سوال قرار دیا تھا وہ یہ تھا کہ ہر قانونی نسبت، قانون کے کس خاص قاعدہ کے تحت میں داخل ہوتی ہے گویا اس نے اپنے فلسفۂ قانونی کے لحاظ سے قانون کے ہر قاعدہ میں ایک بالذات قوت تسلیم کی تھی۔ ہم کو اس موقع پر اس بارہ میں اس سے زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں ہے کہ ہر قاعدہ کی قوت کو اس نے ایک رقبہ (Rechtsgebiet) کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا۔ جب ایک قاعدہ کا تعلق صرف انسان سے ہوتا ہے یعنے وہ قاعدہ اس کے حصول جائداد اور اس پر قابض رہنے اور عمل کرنیکی اہلیت کو بتاتا ہے تو انسان مذکور اس کے حدود اختیارات میں تو طن اختیار کرنے کی بنا پر اس کا ماتحت ہو جاتا ہے۔ اس نتیجہ پر پہنچنا ایسے شخص کیلئے لازم تھا جو اس مضمون پر بطور شارح قانون روما کے جس سے "حق باشندگی بحیثیت توریث" (Origo) کا اصول ساقط کر دیا گیا ہو قلم اٹھانا چاہتا ہے۔ جب یہ قانونی تعلق ان اشخاص یا اشیاء کے اختلاط سے پیدا ہو جو دو مختلف حدود اراضی سے متعلق یا ان میں واقع ہوں جیسا کہ خاندانی قوانین یا حقوق اور فرائض متعلقۂ اشیاء یا مجموعۂ اشیاء ہوں جیسا کہ موت کی توریث وغیرہ، تو نافذ قاعدہ وہی قرار پائیگا جس سے اس نسبت کا تعلق ہو یا جو اپنی صحیح نوعیت کے لحاظ سے اس کے تحت ہو۔ اس کو سیوگنی بھی ان حدود اراضی کا قاعدہ بتاتا ہے جہاں اس تعلق کی بنیاد قائم ہے۔ یہ امر اس کے مساوی تھا کہ قانونی نسبت کے متعلق قاعدہ کا انتخاب، انصاف اور آسانی کے احساس پر منحصر رہے کیونکہ مقام تعلقات کو معرض بحث میں لانے کا کوئی خاص مفاد نظر نہیں آتا جب کہ خود مقامات کا تعین، انصاف اور آسانی پر رکھا گیا ہے۔ خاص خاص سوالات کے مباحث میں سیوگنی کی رائے کی خواہ کچھ ہی وقعت ہو مگر ہمارے موضوع کے متعلق اس نے جو

اہم خدمت کی وہ یہ ہے کہ اس نے لوگوں کی توجہ انسانوں یا مقامات پر حکومت کے اختیار سے پھیر کر ہر معاملہ قانونی زیر بحث کی حقیقی نوعیت کی طرف مبذول کرا دی اور قانون مقام وقوع جائداد پر زور دینے کا جو خیال ڈوی ارجنٹری کی تحریرات سے پیدا ہو گیا تھا، اس کو روک دیا۔ اس تعلیم کا اثر ابھی تک کچھ نہ کچھ باقی ہے اگرچہ فی زمانا 22
حکومت کا تصور اس فن کے مصنفین کی تحریرات میں اسقدر غالب ہے کہ بہت ہی کم مصنفین بغیر اس تصور کی طرف اشارہ کئے رہ سکتے ہیں۔

اس طور سے ایم پلیٹ جو کہ اس مضمون پر سب سے آخر اور سب سے زیادہ قابل لکھنے والا ہے انتخاب قوانین کے بارہ میں حکومتوں کے اقتدار اعلیٰ کے متعلق یہ اصول قائم کرتا ہے کہ "ترجیح ہمیشہ ایسی حکومت کو دی جانی چاہیئے جس کو مسئلہ زیر بحث کے حل سے زیادہ تر دلچسپی ہو"[۵۱] لیکن چونکہ اس امر کا اندازہ اور مقابلہ کہ اس مسئلہ کے حل سے زیادہ دلچسپی کس حکومت کو ہے عقل ہی سے کیا جاتا ہے اس لئے قانونی نسبت کی حقیقی نوعیت پھر بطور معیار کے بحث میں داخل ہو جاتی ہے۔ اس نوعیت پر ممکن ہے کہ زیادہ تر فریقین معاملہ یا حکومتوں کے اقتدار کے لحاظ سے نظر ڈالی جائے، اگرچہ صحیح رائے وہی ہے جس میں ان دونوں امور پر نظر رکھی جاتی ہے لیکن ہر وضع قانون کی نسبت کم سے کم یہ خیال کیا جائے گا کہ اس کی نیت تھی کہ اس کے وضع کردہ قوانین کی تعبیر بلحاظ اصول فن کی جائے گی نہ یہ کہ وہ ہر ایسی قانونی حیثیت میں جو اس کے حسی اقتدار کے اندر ہو یا تمام ایسے اشخاص کے افعال میں جو اس کے حدود ارضی میں سرزد ہوں استعمال کئے جائیں گے۔ بہ استثنائے ان امور کے جن کی نسبت اس نے بربنائے ارتباط (Comity) بمقابلہ انصاف کے اجازت دی ہو[۵۲]

---

[۵۱] پلیٹ کے اصول قانون شخصی بابت ۱۹۰۲

[۵۲] یورپ کے دوسرے ممالک میں ان اصول کے متعلق جو جدید مباحث ہوئے ہیں ان کے لئے دیکھو پٹی کا مجموعہ قانون عام لوگوں کے لئے" صفحہ ۱۴۰ سنہ ۱۹۱۴ء۔

فصل دوم

توطن و قومیت و مسئلہ "رنوائے"

RENÓVI

شخصی قانون بین الاقوام کی تاریخ اٹھارھویں صدی عیسوی تک بطور اختصار اوپر دی جا چکی ہے۔ اس زمانہ کے بعد سے یورپ کے ممتاز ممالک میں قانون کی تدوین اور ان بین الاقوامی معاہدات نے جو ۱۸۹۶ء، ۱۹۰۲ء اور ۱۹۰۵ء میں ضابطہ، ازدواج، طلاق اور ولایت سے متعلق مرتب ہوئے اور جو ہیگ کی سرکاری مجالس منعقدہ ۱۸۹۳ء، ۱۹۰۰ء، ۱۹۰۴ء کے نتائج تھے، اس مضمون کی نشو و نما کی ظاہری شکل پر بڑا اثر ڈالا۔ بدقسمتی سے انگلستان نہ ان معاہدات میں شریک ہوا اور نہ ان مجالس میں[1] یورپ کے دیگر ممالک میں شخصی قانون کا معیار بجائے توطن کے سیاسی قومیت قرار پایا اور عام طور سے وہ تسلیم کر لیا گیا بعدہٗ اس مسئلہ پر جو (Renvói) کے نام سے موسوم ہے مباحث شروع ہو گئے ان امور نے بھی اس مسئلہ پر کچھ کم اثر نہیں ڈالا۔ شخصی قانون بین الاقوام کی مشکلات کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ علاوہ ان قوانین کے اختلافات کے جو باہم متصادم ہوتے ہیں ان قواعد میں بھی اختلاف واقع ہوتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ قانونی اختلافات طے ہو سکتے تھے۔ ضابطہ کے متعلق جو اختلاف ہے اس کی ابتدا اس واقعہ سے نہیں ہوئی کہ بعض ممالک نے شخصی قانون بین الاقوام کا معیار قومیت کو قرار دیا اور بعض نے توطن کا معیار قائم رکھا بلکہ اس کا وجود پہلے سے اس مسئلہ کے اختلاف پر مبنی تھا کہ آیا

---

[1] ۱۹۰۲ء اور ۱۹۰۵ء کے معاہدات سے فرانس نے اظہار ناراضی کیا اور بعض کو بلجیم نے بھی ناپسند کیا۔ ۱۹۰۵ء کا معاہدہ متعلقہ ضابطہ دیوانی صلح نامہ ورسیلز کے دفعہ ۲۸۷ میں جو جرمنی سے ہوا مندرج ہے مگر فرانس، ان ریاستوں سے جنھوں نے تجدید معاہدہ کی مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔

قانون مقام معاہدہ تکمیل ضابطہ کے لئے لازمی تھا یا صرف اختیاری۔ اور آیا وصیت نامہ کی تکمیل میں قانون مقام توطن، جائداد منقولہ کی نسبت، اور قانون مقام وقوع جائداد، جائداد غیر منقولہ کی نسبت، قانون مقام معاہدہ کا ناسخ تھا یا نہیں۔ لیکن اس میں کچھ کلام نہیں کہ معیار مذکور کو قومیت سے علیحدہ کرکے توطن پر قائم کرنے کا نتیجہ، اگرچہ وہ پوری طور سے قائم نہیں ہوا، یہ تھا کہ اس نے انگلستان اور نیز دوسرے ممالک میں شخصی قانون بین الاقوام کے قواعد کے اختلافات کو عملی طور سے پیشتر سے زیادہ تر نمایاں کردیا باوجود اس کے کہ انگلستان اس وقت تک توطن کے قدیم اصول کو اختیار کئے ہوئے ہے۔ اس لحاظ سے قبل اس کے کہ ہم اپنے مضامین کے کسی خاص مسئلہ سے تفصیلی بحث کریں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے عام سوا د سے بحث کی جائے جس سے ہم کو وقتاً فوقتاً سابقہ پڑتا رہیگا۔ اور جہاں تک ممکن ہوگا ہم وہی مورخانہ طریقہ اس میں بھی اختیار کریں گے جو ہم نے فصل اول میں اختیار کیا ہے۔ 24

قبل اس کے کہ سوئنی اس مضمون پر لکھے اگرچہ اس کو بحیثیت شارح قوانین روما کے، اس سے کوئی تعلق نہ تھا یورپ کے دوسرے ممالک میں بجائے توطن کے سیاسی قومیت کو حیثیت اور اہلیت کے معاملہ میں معیار قرار دینے کی تحریک شروع ہوچکی تھی یہ شمول اس انتہائی اصول ارضی کے جس کا طرفدار ارجنٹری تھا ہمارے مضمون میں دو ایسی اہم تبدیلیاں خیال کی جاتی ہیں جو بارھویں صدی عیسوی کے بعد عمل میں آئیں۔ اس تحریک کی رفتار ترقی بدستور قائم ہے اور ابھی تک اپنی حد کمال کو نہیں پہنچی ہے۔ اس کا ظہور اس طرح ہوا کہ فرانس میں ذاتی قانون کے تعین کے واسطے جو توطن کا معیار جاری ہوا تھا اس میں ابتداہی سے ایک حد تک سیاسی حالات کا لحاظ کیا جاتا تھا۔ یہ اس وجہ سے کہ جو رسڈکشن کی بنیاد پھر توریث Origo سمجھی جانے لگی تھی، بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ توطن کو بنیاد جورسڈکشن قرار دینا اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا تھا جبکہ اس میں اس امر کا امکان موجود ہوتا تھا کہ وہ کسی طور سے باشندگان فرانس کے حق میں غیر مفید ثابت ہوگا۔ فرانس کو سب سے پہلے اپنے ملک کے اندر سیاسی اتحاد کا احساس ہوا اور اس نے اپنے محروسہ ممالک کو ممالک غیر سے جدا کرلیا اور اس نے قبل اس کے کہ کوئی از دہم

کے تحت میں شاہی اقتدارات درجۂ کمال کو پہنچیں اس ملک کے اصول قانون میں بعض بعض خصوصیات پیدا کردیں۔ توطن Domicilium کا رومی تصور مثلاً اٹلی اور حکومت کے دوسرے حصوں میں پھر شایع ہوگیا جس کی وجہ سے یہ ممکن نہ تھا کہ کسی فرانسیسی پر کسی ذاتی معاملہ میں کوئی نالش بجز اس کے مقام توطن کی عدالت کے کسی دوسری عدالت میں پیش ہوسکے۔ مگر ایک پردیسی شخص جو فرانس کے ملک میں مقیم ہو جبتک کہ اس کو توطن کا مرتبہ نہ حاصل ہوجائے اس امر کا مجاز نہ تھا کہ وہ کسی ایسی نالش کی جوابدہی میں جو اس پر کوئی فرانسیسی دائر کرے یہ عذر پیش کرے کہ اس کا فیصلہ کسی غیر ملک کے متوطن جج سے کرایا جائے۔ اس کی حفاظت صرف اسیقدر تھی کہ فرانسیسی مدعی اس کو جس عدالت میں چاہے نہیں لاسکتا تھا بلکہ صرف اسی عدالت میں لاسکتا تھا جہاں اس کی حقیقی سکونت ہوتی تھی۔ فرانس میں عدالت غیر کا فیصلہ امر فیصل شدہ کی وقعت رکھتا تھا بشرطیکہ وہ کسی پردیسی کے مقابلہ میں ہو لیکن ایک فرانس کے باشندہ کو بروئے دفعہ ۱۲۱ قانون ۱۹۲۹ء یہ حق حاصل تھا کہ وہ کسی فرانسیسی عدالت میں مقدمۂ مذکور کی صحت کے متعلق اپنا عذر پھر پیش کرے۔ اس طور سے ایک فرانسیسی کا شخصی قانون وہ تھا جو اس کو فرانس کے توطن سے ملا تھا۔ اور اگر اس نے غیر ممالک میں رہ کر وہاں کے حقوق توطن حاصل کر لئے تھے تب بھی کسی عدالت غیر کا فیصلہ اور نہ وہاں کا قانون جو ایسے فیصلہ کی تعمیل میں کام میں لایا جائے فرانس میں اس کی حیثیت یا اہلیت پر کوئی اثر ڈال سکتا تھا۔ لیکن ایک پردیسی امر فیصلہ شدہ 25
کے ذریعہ سے اپنی حیثیت اور اہلیت اور اس طور سے بذریعۂ قانون اپنے بیرونی توطن کا پابند تھا۔ اگرچہ یہ امر بقیاس غالب درست ہے کہ اگر اسپر کوئی نالش منجانب کسی فرانسیسی کے کسی ایسے معاملہ کے متعلق ہوتی جو فرانس میں ہوا تھا تو اس کو قانون کو رو سے جوابدہی کی اجازت نہ دی جاتی۔ فرض کرو کہ ایک پردیسی شخص نے فرانس میں نہ صرف معمولی قیام بلکہ ایسا قیام اختیار کیا جس پر اہل روما کے خیال کے مطابق توطن کا اطلاق ہوسکتا تھا تو کیا اس سے وہ کسی فائدہ اٹھانے کا مجاز متصور ہوسکتا تھا؟[1] فرانس کے مقننین نے اپنی غلط فہمی یا اس غیر منصفانہ اصول کو صحیح ثابت کرنے کے خیال سے کہ بادشاہ

---

[1] دیکھو۔ ڈیانٹراو فرانس کے غیر ملکی باشندوں کی معاشرتی حالات کی کتاب ۱۱۷-۱۲۱۔

کو دشمن کی جائداد کی ضبطی کا اختیار حاصل drotit d'aubaine ہے رومیوں کے اس امتیاز کو جو وہ قانون ملک jus civile اور قانون اقوام jus gentium میں کرتے تھے، قائم رکھا اور یہ تجویز کی کہ فرانس میں پردیسی موخرالذکر قانون سے فائدہ اٹھانے کے مجاز ہیں نہ کہ مقدم الذکر سے اور چونکہ انتقال توطن رومیوں کے نقطۂ نظر سے ایک سوال متعلقہ واقعات تھا اس لئے وہ قانون ملک پر منحصر نہیں ہو سکتا تھا اور اسی بنا پر جس پردیسی کو فرانس میں توطن کی اجازت دی جاتی تھی اس کو اپنی حیثیت اور عام اہلیت، اپنے مقام توطن کے قانون کے تابع کر دینی ہوتی تھی۔ اور چونکہ وہ قانون ملک کے حقوق سے محروم تھا اسلئے اس کے خاص خاص حقوق مثلاً حق توریث برنبائے موت، یا حق انتقال ذریعۂ وصیت، اختیار پدری patria potestas اور حق تبنیت محدود ہو جاتے تھے[۱] یہ محرومی اکثر ناقابلیت یا نااہلی کے نام سے موسوم کی جاتی ہے گو بلحاظ اشتقاق یہ صحیح ہو مگر اس میں اور عام اہلیت کے مسائل میں فرق کرنا لازم ہے۔ ایک فرانسیسی برنبائے نابالغی کے موخرالذکر اہلیت سے عاری متصور ہوگا اگرچہ اس کو توریث کا حق حاصل رہے گا برخلاف اس کے ایک پردیسی باوجود کامل قانونی اہلیت Sui juris کے ان حقوق کے استعمال کے ناقابل سمجھا جائے گا۔ ایسی حالت کے لحاظ سے مجموعۂ قوانین نپولین ۱۸۰۳ء میں یہ تجویز کیا گیا کہ۔

اشخاص کی حیثیت اور اہلیت کے احکام تمام فرانسیسیوں سے متعلق ہیں اگرچہ وہ غیر ممالک میں رہتے ہوں دفعہ ۳۔

یہ فرانس کے ان قدیم مروجہ اصول کا جن کا ذکر اوپر ہوا فطرتی نتیجہ تھا۔ اس مجموعہ کے نفاذ سے قانون کے وہ اندرونی اختلافات جن میں فرانس میں حقیقی توطن کے مسئلہ کو بڑا دخل تھا رفع ہو گئے اور ممالک غیر میں بھی ان کے سول تعلقات کو منظم رکھنے کے لئے صرف ان کی سیاسی قومیت باقی رہ گئی۔ اسی مجموعہ میں یہ حکم ہے۔

جس پردیسی کو حکومت کی طرف سے فرانس میں توطن کی اجازت دی جائے گی وہ، اسوقت تک کہ اسکا قیام وہاں رہیگا، ان تمام سول حقوق سے مستفید ہونیکا مجاز ہوگا دفعہ ۱۳

---

[۱] ڈیانشرا، کتاب مولف سابق ۱۲۳-۱۵۵۔

اس دفعہ کی رو سے اس پردیسی کے لئے جس نے بہ اجازت حکومت فرانس میں توطن اختیار کر لیا تھا قانون ملک کے حقوق سے قدیم محرومی منسوخ ہوگئی۔ اگرچہ فرانس کے مقننین اس مجموعہ کے نفاذ کی حالت میں بھی بعض اوقات قانون ملک اور قانون اقوام میں امتیاز کرتے ہیں لیکن نہ قانون ملک میں بتایا گیا ہے اور نہ اس قانون 6
کا پتہ چلتا ہے جس کے لحاظ سے ایک پردیسی کی حیثیت اور اس کی عام اہلیت کا تعین کیا جائے گا۔ اس بارہ میں عام رائے یہ ہے کہ دفعہ ۳ نے خاموشی کے ساتھ ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے اور جس طرح فرانسیسیوں کی حیثیت اور اہلیت کا فیصلہ فرانسیسی قانون پر منحصر ہے اسی طرح ایک پردیسی کی حیثیت اور اہلیت کا فیصلہ خواہ اس نے توطن بہ اجازت حکومت اختیار کیا ہو خواہ بغیر اجازت کے خود اس کے ملک کے قانون سے کیا جائیگا۔ باوجود اس کے فرانس کی عدالتوں نے کسی پردیسی کے ذاتی قانون کی ناقابلیت کی بنا پر ایسے معاہدہ میں جو اس نے فرانس میں کیا ہو اہل ملک کو نقصان پہنچانے سے انکار کر دیا ہے ایسی حالتیں بھی کہ یہ پردیسی مذکور خود فرانس کے قانون سے قابل قرار پاتا اور فرانسیسی شخص اس معاملہ میں نیک نیتی سے بغیر کسی قسم کی بے احتیاطی کے عمل کے اس پردیسی کی ناقابلیت سے ناواقف ہوتا۔ اس قدیم رواج کا جس کے لحاظ سے ایک پردیسی جو فرانس میں معاہدہ کرتا تھا کسی صورت میں بھی اپنی حیثیت کا عذر بمقابلہ ایک فرانسیسی مدعی کے نہیں پیش کر سکتا تھا اسی قدر نشان باقی رہ گیا تھا۔ مگر زمانہ حال کے مقننین ایک پردیسی کی ایسی ناقابلیت پر جو اس کے ذاتی قانون سے عائد ہوتی ہے پورا لحاظ کرتے ہیں بشرطیکہ اس نے براہ فریب اس کو فرانسیسی فریق سے پوشیدہ نہ رکھا ہو۔[1]

دوسری بڑی مثال تدوین قانون کی آسٹریا کا کوڈ مجریہ ۱۹۱۱ء تھا جو پہلی جنوری ۱۸۱۲ء سے نافذ ہوا۔ اس میں بہ اتباع فرانس کے آسٹریا کی اس رعایا کی حیثیت کو جو بیرون ملک رہتی ہو اس کے قومی قانون کے متبع ہونے کا دعوی کیا گیا (دفعہ ۴)۔ مگر پردیسیوں کی حیثیت کو توطن کے قدیم قاعدہ پر محول رکھا جیسا کہ پروشیا کے ۱۷۹۴ء کے کوڈ نے

---

[1] (Surville et Arthuys) ۱۵۱ جس میں فیصلہ جات مورخہ ۲ جولائی ۱۸۵۷ء اور ۴ مارچ ۱۸۵۸ء

۵ کلانٹ ۲۰۲ و ۱۰ کلانٹ ۲۰۵ کا حوالہ دیا ہے۔

ہر شخص کی حیثیت کی نسبت تجویز کیا تھا اس کے بعد جو حالات اٹلی میں پیش آئے اس سے قومیت کا بہت گہرا اثر ذاتی قانون پر پڑا۔ اٹلی ایک ایسا ملک تھا جو باوجود اتحاد زبان اور تمدنی عادات اور خیالات کے سیاسی طور سے متفرق اور اسٹریا کی بیرونی حکومت یا ایسی خانگی حکومتوں میں منقسم تھا جن پر اسٹریا کی نگرانی قائم تھی یا جس کو اس سے مدد ملتی تھی۔ اس یقین کو کہ قومی زندگی کی سیاسی، تمدنی اور قانونی حیثیتوں میں باہم گہرا تعلق ہے، جس کا اظہار غالباً پہلی مرتبہ ان فرانسیسی اصول سے ہوا جنھوں نے اس فن میں وہ طریقہ پیدا کر دیا جس کو بالآخر نپولین کے کوڈ نے اختیار کیا جیسا کہ ہم کو قبل ازیں معلوم ہو چکا ہے اٹلی کے باشندوں نے ترقی دیکر ایک نظریہ کی شکل میں قائم کیا اور اسی کو اپنے اتحاد اور خود مختاری کا دعویٰ اور اپنی قائم ہونے والی سلطنت کے وضع قوانین کی بنیاد ٹھہرایا۔ جو لوگ ایک خاص حصۂ ملک میں آباد ہوں اور بلحاظ قومیت یا بلحاظ اس نسبت کے جو قومیت کے قائم مقام متصور اور بیان ہو سکتی ہے باہم متحد اور اپنے پڑوسیوں سے ممیز ہوں، ان پر قوم کا اطلاق ہو سکتا ہے اور ان کو یہ حق ہے کہ وہ ایک جداگانہ سیاسی نشو و نما کے دعویدار ہوں۔ اس حد تک اس اصول کی یورپ کے اکثر ممالک میں تعلیم ہوئی اور اس پر عمل بھی کیا گیا لیکن اٹلی والوں کے نزدیک قومیت ایک جیتی جاگتی قوت کا نتیجہ متصور ہوتی تھی جس کا فوری رجحان یہ ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو سیاسی اور تمدنی معاملات میں نمایاں کرے اور اس لحاظ سے ملکی انتظام کو خانگی قانون کے انتظام کی ضرورت کا آئینہ ہونا چاہیئے جس طرح کہ تمدنی خصوصیات سے اس سیاسی انتظام کا پتہ چلتا ہے جو عمل میں لایا جانا چاہیئے اس مضمون پر اٹلی کے مقننین میں سب سے بڑا لکھنے والا شخص مینسنی سمجھا جاتا ہے جب اٹلی میں ایک درجہ تک سیاسی اتحاد قائم ہو گیا تو اٹلی کا کوڈ ۱۹۶۵ء یکم جنوری ۱۹۶۶ء سے نافذ ہوا جس میں یہ حکم تھا۔

"لوگوں کی حیثیت اور اہلیت اور اُن کے خاندانی تعلقات کا تصفیہ انھیں کے قومی قانون سے کیا جائے گا۔" تمہیدی دفعہ (۶)

اس حکم میں اس امر کا لحاظ نہیں رکھا گیا کہ ایک سیاسی قومیت کے تحت میں ایسے ممالک ہو سکتے ہیں جن میں مختلف خانگی قوانین کا رواج ہو جیسے سلطنت برطانیہ

27

جس میں انگلینڈ، اسکاٹ لینڈ، اقطاع کیوبک، کیپ کالونی اور دوسرے ممالک شامل ہیں جو خانگی قانون کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف اور جدا ہیں۔ جب کبھی کسی ایسی مرکب سلطنت کی رعایا کے قومی قانون کا حوالہ دیا جائے تو سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ اس قانون کی طرف رجوع کیا جائے جو اس کے سیاسی قومیت کے تحت اس کے جائے توطن میں نافذ ہو۔ ایک رعایائے برطانیہ جس نے انگلستان میں توطن اختیار کر لیا ہے، اٹلی میں اس کا قومی قانون، انگلستان ہی کا قانون قرار پائے گا وقس علیٰ ہذا۔

اٹلی کے کوڈ کے اجرا اور فرانسیسی عدالتوں کے متوازی فیصلوں کے صدور کے بعد جو پردیسیوں کی حیثیت اور اہلیت کے متعلق تھے عمر بلوغ کے احکام کے اختلافات مقننین کے اختیارات کے اختلافات کی وجہ سے اور زیادہ پیچیدہ ہو گئے۔ کنکٹاس پاپولس (Cunctos populos) قانون کی شرع کے وقت سے انیسویں صدی تک سن بلوغ کا تصفیہ قانون مقام توطن سے کیا جاتا تھا کیونکہ قرار یہ پایا تھا کہ مقنن کو تعین سن بلوغ کا اختیار انھیں لوگوں پر حاصل ہے جو اس کے حدود ارضی میں رہتے ہیں نہ کہ دوسروں پر ممکن تھا کہ توطن کی دریافت میں کوئی دقت پیش آئے لیکن توطن کے متعین ہو جانیکے بعد قانون کی دریافت میں کوئی دقت نہیں پیش آسکتی تھی۔ اب فرض کرو کہ ایک انگلستان یا ڈنمارک کا مقنن اس قدیم اصول کی پابندی کرکے کہ اس کو صرف ایسے لوگوں کی ذاتی حیثیت کے متعلق اختیار ہے جو انگلستان یا ڈنمارک میں توطن رکھتے ہیں، سن بلوغ (۲۱) سال قرار دیتا ہے اور ایک اٹلی کا مقنن اس جدید اصول پر عمل پیرا ہو کر کہ اس کا اختیار محکوم کے اٹالین قوم کے ایک فرد ہونے پر منحصر ہے سن بلوغ (۱۹) سال ٹھہراتا ہے ایسی حالت میں اگر ایک شخص جو سیاسی طور سے (politically) انگریز یا ڈین ہے اور اٹلی میں توطن رکھتا ہے اور (۲۱) سال کی عمر میں ایک وصیت نامہ لکھ کر مر جاتا ہے تو اس کی نسبت کیا عمل ہوگا؟ کیونکہ انگلستان، ڈنمارک اور اٹلی کے مقننین میں سے کسی کو اس کے سن بلوغ کے تعین کا دعوی نہیں ہے۔

اس سوال کے جواب دینے کے لئے عام طور سے ملک کے اندرونی قوانین اور شخصی بین الاقوامی قواعد میں فرق اور امتیاز کرنا پڑتا ہے اور یہ دونوں اجزا باہم ملکر

ملک کا مجموعی قانون سمجھے جاتے ہیں۔ مثلاً انگریزوں یا ڈین کے سن بلوغ (۲۱) سال اور اٹلی کے (۱۸) سال پر اگر مقننین کے دائرۂ اختیارات جائزہ سے بالکل علیحدہ ہو کر نظر ڈالی جائے تو وہ علی الترتیب ہر ان ممالک کا اندرونی قانون متصور ہوگا اور جب اس میں توطن یا قومیت کا اصول شامل ہو جائے گا تو یہ دونوں اجزائل کر اس مضمون پر اس ملک کا کامل قانون سمجھے جائیں گے پس اس ایک اصول کے لحاظ سے جو فرانس میں (Renvoi) اور جرمنی میں (Rückver weisung) کے نام سے موسوم ہے یہ سمجھا جاتا ہے کہ شخصی قانون بین الاقوام کی بنا پر جج کو ملک کے پورے قانون پر نظر ڈالنی چاہیئے نہ صرف اس کے اندرونی قوانین پر پس صورت متذکرہ بالا میں اصول توطن انگلستان یا ڈنمارک کے اس جج کو جس کے سامنے وہ مقدمہ پیش ہے سن بلوغ کے مسئلہ کے تصفیہ کے لئے اٹلی کے پورے قانون کی طرف متوجہ کرے گا اور جب وہ اس کی طرف رجوع ہوگا تو اصول قومیت جو اٹلی کے پورے قانون میں موجود ہے اس کو اپنے ملک کے پورے قانون کی طرف متوجہ کر دے گا اور پھر یہ قانون اس کو اٹلی کی طرف رجوع ہونے کی ہدایت کرے گا اور اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے گا اور ایک ایسا دائرہ قائم ہو جائے گا جس سے نکلنا محال ہوگا اس امر کے بیان کی ضرورت نہیں ہے کہ عملی طور سے اس دائرہ سے نکلنے کیلئے کوئی ذریعہ ہونا چاہیئے اور ان لوگوں نے بھی جو اصول رنوائے (Renvoi) کے پیرو ہیں ایسا ذریعہ پیدا کر لیا ہے مگر اس اصول کے مخالفین اس غیر متناہی دائرہ کے اصولی امکان کو اس ثبوت میں پیش کرتے ہیں کہ شخصی قانون بین الاقوام کے قواعد جج کو ایک ملک کے پورے قوانین کی طرف نہیں بلکہ صرف اس کے اندرونی قوانین کی طرف رجوع ہونے کی ہدایت کرتے ہیں اور اس بنا پر وہ یہ بتاتے ہیں کہ اگر یہ مقدمہ کسی انگلستان یا ڈنمارک کے جج کے سامنے پیش ہو تو اس کو اپنے اصول توطن کے لحاظ سے اٹلی کے اندرونی قانون کی طرف رجوع ہونے کے لئے آمادہ رہنا چاہیئے اور بلا تامل وصی کو جو (۱۹) 29
سال کی عمر کو پہنچ چکا ہے بالغ قرار دینا چاہیئے اور اگر وہی معاملہ ایک اٹلی کے جج کے سامنے پیش ہوتا ہے تو اس کو اپنے اصول قومیت کے لحاظ سے انگلستان یا ڈنمارک کے اندرونی قانون کی طرف رجوع کر کے وصیت کرنے والے کو اس وجہ سے کہ وہ (۲۱) سال کا نہیں ہے نابالغ قرار دینا چاہیئے۔ اس کی نسبت مخالفین (Renvoi) رنوائے

کا خیال ہے کہ یہ ایک قدیم طریقہ ہے اور جبتک کہ شخصی قانون بین الاقوام کے قواعد جن کو مختلف ممالک نے اختیار کیا باہم مختلف نہ تھے اس میں کوئی فرق نہ تھا کہ جج کو کسی دوسرے ملک کے صرف اندرونی قانون کی طرف رجوع ہونا پڑے یا اس کے کل قانون کی طرف۔ اگرچہ اس وقت تک ملک کے اندرونی اور کل قانون میں فرق بھی قائم نہ ہوا تھا۔

ان دونوں اصول میں کوئی بھی ایسا نہیں جو قابل اطمینان متصور ہو سکے دونوں کی بنیاد اندرونی قانون کے ایسے تصور پر ہے جس سے اختیار کا وہ لازمی جز جس کے مقننین دعویدار ہیں اور محاکمین رینوائے کی روش پر تاریخی جز بھی مفقود ہے۔ اب فرض کرو کہ کوئی انگلستان یا ڈنمارک کا جج جس کے سامنے مقدمۂ متذکرۂ بالا پیش ہے، اٹلی کے قانون کے اس جز کے اختیار کرنے سے جو اندرونی کہا جاتا ہے اور جس کی طرف اس کا اصول توطن اس کی رہبری کرتا ہے، انکار کرتا ہے اور فرض کرو کہ اٹلی کے اصول قومیت کی بنا پر جس کے لحاظ سے اٹلی کے مقننین کو سوائے اپنی قوم کی رعایا کے کسی دوسرے شخص کی حیثیت کے تعین کا اختیار نہیں ہے جج یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ اٹلی کے کسی قانون سے جس پر صحیح طور سے اٹلی کے قانون کا اطلاق ہو سکتا ہے کسی انگریزی یا ڈنمارک کی رعایا کی حیثیت کا تعین نہیں کر سکتا اسوقت اس کو معلوم ہوگا کہ قانون شخصی بین الاقوام کے قواعد کے اختلاف کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ معاملۂ زیر بحث کا تصفیہ ہی نہیں کر سکتا ایسی حالت میں پھر اس کو اپنے ملک کے قانون کی طرف متوجہ ہونے اور اصول توطن کے صحیح معنی دریافت کرنے کی ضرورت واقع ہوگی اور اس پر منکشف ہو جائے گا کہ یہ اصول بتا رہا ہے کہ بارھویں صدی بلکہ اس کے پہلے سے انیسویں صدی تک شخصی قانون بین الاقوام کے مقاصد کے لئے دنیا مختلف تمدنی جماعتوں میں منقسم ہے جس کی بنیاد توطن پر قائم ہے اور کوئی مقنن پورے طور سے اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنی سیاسی رعایا کو اس تمدنی دائرہ سے جس میں وہ شریک ہے خارج کرے۔ اس کو یہ بھی محسوس ہوگا کہ اٹلی کا قانون گویا اس کا قائل ہے کہ اس ملک میں کوئی تمدنی جماعت جس کی بنیاد توطن پر ہو قائم نہیں ہے اور آخر کار اس کو یہ سمجھنا پڑے گا کہ اصول توطن اس معاملہ سے خارج ہے اور انگلستان یا ڈنمارک کے

ایک سیاسی باشندہ کو اس عمر سے پہلے جس میں وہ اپنے ملک میں بالغ قرار پاتا بالغ قرار دینے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہو سکتی۔ قانون اٹلی جس طرف اس کو لیجاتا ہے وہ تخریج اصول توطن پر مبنی ہے نہ کہ اس اصول کے دوبارہ اختیار کئے جانے پر۔ لیکن اگر ایک انگریزی رعایا کی حیثیت زیر بحث ہے تو اس کو قانون مروجہ ممالک انگریزی کے کسی ایک طریقہ سے متعلق کرنے کے لئے کوئی ذریعہ دریافت ہونا چاہیئے اس کی ترکیب یہ ہو سکتی ہے کہ اگر ممکن ہو تو تلاش کر کے اس کے ایسے قدیم انگریزی توطن کا پتہ لگایا جائے جس کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہو کہ اس نے اس کو ترک نہیں کیا۔ اس بنا پر کہ وہ ترک باضابطہ اور بطریق موثر نہ تھا۔ جسٹس فارویل نے بمقدمہ جانسن (دیکھو صفحہ ۳۶) یہی راستہ اختیار کیا۔ اگر یہ صورت ممکن نہ ہو تو کم از کم شخص زیر بحث کے اجداد کا رعایا انگریزی ہونا اور اس کا ممالک انگریزی میں توطن رکھنا ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس سے جو نتیجہ مستخرج ہوگا وہ اصول توطن کا لازمی نتیجہ نہیں متصور ہوگا بلکہ صرف بربنائے ضرورت تسلیم کر لیا جائے گا۔ اگر یہ کہا جائے کہ سن بلوغ کا انحصار جائے توطن کی آب و ہوا کے لحاظ سے اس شخص کے حقیقی بلوغ پر ہونا چاہیئے تو اس کا یقینا جواب یہ ہوگا کہ اولاً (۱۹) سال کی عمر سے اس ملک کی آب و ہوا کا پتہ جہاں وہ لڑکا جوان ہو رہا ہے مطلق نہیں مل سکتا۔ دوسرے یہ کہ تاریخی طور سے اصول توطن کے قائم کرنے میں اس کا مطلق لحاظ نہیں کیا جا سکتا۔

شخصی قانون بین الاقوام کے معنی سمجھنے کے لئے یہ معاملہ اسقدر اہم ہے کہ میں اس کو بلا خوف الزام طوالت صرف بہ تبدیل الفاظ پھر اعادہ کرونگا۔ انگلستان یا ڈنمارک کا کوئی جج (۱۹) سال کے لڑکے کو بالغ نہیں قرار دے سکتا جبتک کہ وہ اس سوال کا جواب نہ دے سکے کہ کس مقنن نے اس کو بالغ قرار دیا ہے۔ یہ سوال اختلاف قوانین کے تمام مباحث سے علیحدہ ہے کیونکہ وہ خود قانون کی نوعیت سے پیدا ہوتا ہے اٹلی کا کوڈ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بلا استثنا ہر شخص کی حیثیت اور اہلیت کے متعلق ایک قاعدہ مقرر کرتا ہے لیکن اس کو ایسی عمومیت دینا یقینی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ اٹلی میں قومیت کا جو اصول تسلیم کیا گیا ہے وہ اس امر کا مانع ہے کہ اٹلی کا کوئی مقنن، ایک انگلستان یا ڈنمارک کی رعایا کی حیثیت کے متعلق کسی اختیار

30

رکھنے کا دعویدار ہو سکے اور اسلئے انگلستان یا ڈنمارک کا کوئی جج یہ نہیں کہہ سکتا کہ اٹلی کے مقنن نے اس لڑکے کو (۱۹) سال کی عمر میں بالغ قرار دیدیا ہے۔ اس موقع پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون مقنن ہے جو اس کو بغیر (۲۱) سال کی عمر تک پہنچے ہوئے نابالغ قرار دیتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ انگلستان یا ڈنمارک کا مقنن ہے۔ کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنی رعایا کی حیثیت کے متعلق اپنے اختیارات کو کام میں لائے اور جو اعتراض اس پر اس بنا پر ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے اختیارات ایسی رعایا کی نسبت استعمال کر رہا ہے جس کا وطن انگلستان یا ڈنمارک میں نہیں ہے وہ اٹلی کے مقنن کی دست برداری سے بالکل رفع ہو جاتا ہے پس بہ صورت ملحوظ نتیجہ کے اپنے صحیح حدود میں مسئلہ (Renvoi) کے مطابق ہے جس سے ایک غیر متناہی سلسلہ ایک دوسرے پر حوالہ کرنے کا ختم ہو جاتا ہے مگر اس کی اصل بنیاد مسئلہ رینوائے (Renvoi) 31
پر نہیں بلکہ اس امر پر مبنی ہے کہ اصلی مقدمات میں قانونی تعلقات کی حقیقی نوعیت اور شخصی قانون بین الاقوام کے قواعد کے حقیقی معنی پر جو ممالک متعلقہ میں نافذ ہیں غور کرنا فرائض میں داخل ہے۔

چونکہ میں ایسے ملک میں اور ایسے لوگوں کے لئے لکھ رہا ہوں جن میں توطن کا اصول جاری ہے اس لئے اس کا بتانا کہ اگر یہی مقدمہ ایک اٹلی کے جج کے اجلاس پر پیش ہو تو اس کو کیا کرنا چاہیے گو میرے فرائض میں داخل نہیں ہے مگر اتنا کہنے میں کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی کہ اصل مقدمہ میں سن بلوغ (۲۱) سال نہ قرار دینے کی اس کو بھی کوئی معقول وجہ نہیں ہو سکتی۔ اٹلی کے اصول قومیت اور انگلستان اور ڈنمارک کے اصول توطن کے حقیقی مفہوم پر غور کرنے کے لئے بھی دروازہ کھلا ہوا ہے اور اگر وہ اس کا اتباع کرتا ہے تو اس کا فیصلہ متعلقہ سن بلوغ حسب قوانین انگلستان و ڈنمارک اس نتیجہ سے مطابق ہوگا جو اس خیال سے مستخرج ہوتا کہ شخصی قانون بین الاقوام اس کے مقتضی ہیں کہ اس معاملہ میں انھیں ممالک کے اندرونی قوانین کا استعمال کیا جائے لیکن جس قانون کے ذریعہ سے جرمنی کا سول کوڈ پہلی جنوری ۱۹۰۰ء سے جاری ہوا اس میں اس مسئلہ پر دوسرے طریقہ سے نظر ڈالی گئی ہے۔ اس کے اہم دفعات حسب ذیل ہیں[۱]۔

[۱] یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ جو بین الاقوامی معاہدہ ہیگ کانفرنس منعقدہ ۱۹۱۲ء میں بل پاچکوں کے

دفعہ (۷) ہر شخص کی حیثیت کا تصفیہ اس ملک کے قانون کے لحاظ سے کیا جائے گا جس ملک سے اس کا تعلق ہے۔

اگر کوئی پردیسی بالغ ہے یا قانونی طور سے بالغ سمجھے جانے کے قابل ہے اور وہ جرمنی کی رعایا ہو جاتا ہے تو اس کے بالغ ہونے کی قانونی حیثیت بدستور قائم رہتی ہے اگرچہ وہ قانون جرمنی کے لحاظ سے نابالغ ہی کیوں نہ سمجھا جاتا ہو۔ اگر کوئی پردیسی شخص ملک جرمنی میں کوئی ایسا عمل کرتا ہے جس کی قابلیت اس میں مفقود یا محدود ہے تو وہ اس حد تک کہ جرمن کا قانون (gesetze) اجازت دے اس عمل کا مجاز متصور ہوگا۔ اس قاعدہ کا تعلق خانگی قانون اور توریث یا ایسی جائداد غیر منقولہ سے جو دوسرے ممالک میں واقع ہو نہ ہوگا۔

دفعہ (۲۷) اگر ایسے ممالک غیر کے قانون (Recht) کی رو سے جن کے احکام (gesetze) کے متعلق ہونے کا اعلان ذریعہ دفعہ (۷) فقرہ (۱) و دفعہ (۱۳) فقرہ (۱) و دفعہ (۱۵) فقرہ (۲) و دفعہ (۱۷) فقرہ (۱) یا دفعہ (۲۵) کیا گیا ہے جرمنی کا قانون قابل نفاذ قرار پاتا ہے تو اسکا نفاذ کیا جائیگا۔

جرمنی نے بہ اتباع فرانس اور اٹلی کے ذاتی قانون کا معیار بجائے توطن کے قومیت کو قرار دیا ہے اگرچہ اس کو اس خیال سے بصراحت محدود کر دیا ہے کہ جو معاملات جرمنی میں عمل میں آئیں ان کی حفاظت ہو سکے اور ساتھ ہی اس کی حیثیت زیر بحث اور دوسرے متعلقہ معاملات میں شخصی قانون بین الاقوام کے قواعد کے اختلافات کا پورا لحاظ رکھا ہے۔ 32

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱ ۔ قانون کی یکسانی کئے جانے کے متعلق تیار ہوا تھا، اس میں ایک قاعدہ ہے جس میں قابلیت معاہدہ کا معیار قومی قانون قرار دیا گیا ہے اس شرط کے ساتھ کہ قومی قانون جس دوسرے قانون کا حوالہ دے وہ تسلیم کیا جائے دفعہ ۷ کے الفاظ یہ ہیں۔ اگر کسی شخص کو اسکے ملکی قانون کے مطابق معاہدہ کرنیکا حق حاصل ہو تو بین الاقوامی معاملات میں بھی اس کو یہ حق حاصل ہوگا اور اگر یہ ملکی قانون کسی اور ملک کے قانون کو تسلیم کرتا ہے تو موخر الذکر کا انطباق کیا جائیگا۔ ان دفعات میں جن امور کا تذکرہ ہے وہ یہ ہیں دفعہ (۱۳) متعلقہ ازدواج دفعہ ۱۵ ازدواج کا اثر جائداد پر

(Gesetze) سے مراد اس ملک کے وہ قوانین ہیں جو اندرونی کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں اور (Recht) سے تمام نظام قانونی جو شخصی قانون بین الاقوام کے قواعد کے اشتراک اور میل جول سے پیدا ہوا ہے۔

جرمنی کے آخرالذکر قواعد کی نسبت سمجھا جاتا ہے کہ وہ دوسرے ممالک کے اندرونی قوانین کے حوالے دیتے ہیں لیکن اگر معاملات متذکرۂ دفعہ (۲۷) میں اس ملک کا شخصی قانون بین الاقوام جس کے اندرونی قوانین کا حوالہ دیا گیا ہے اس معاملہ کو پھر جرمنی پر محول کرتا ہے تو (Renvoi) رینوائے کا مسئلہ ذریعۂ استثنا کے تسلیم کر لیا جاتا ہے اور مزید حوالہ کی ضرورت نہیں پڑتی اور جرمنی کا اندرونی قانون کام میں لایا جاتا ہے۔ اگر اٹلی کا ایک جج اس طریقہ کو اختیار کرے گا تو اس کو یہ فیصلہ کرنا پڑیگا کہ انگلستان یا ڈنمارک کا باشندہ، جو کہ اٹلی میں متوطن ہے (۱۹) سال کی عمر میں بالغ ہو جاتا ہے۔ اس طریقہ کی تائید اس عام اصول سے ہوتی ہے جو فان بار سے مستند مصنف نے اپنے اس مضمون میں درج کیا ہے جو اس نے قانون بین الاقوام کی مجلس میں پیش کیا تھا۔

نظریات موسیو ویبار۔

(۱) جہانتک کہ غیر ملکی قوانین کے انطباق کا تعلق ہے ہر عدالت کو چاہئے کہ وہ اپنے ملک کے قوانین پر عمل پیرا ہو۔

(۲) اگر اس کے خلاف کوئی قطعی قاعدہ نہ ہو تو اصول قانون خانگی بین الاقوام کے مطابق عدالت کو مفصلۂ ذیل امور کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

(الف) کسی غیر ملکی قانون کے دفعات کا جن کے ذریعہ سے اس غیر ملک کے باشندوں پر دیگر ممالک میں ذاتی قانون کے اطلاق کی ممانعت کر دی گئی ہو اور جس کا اصل مطلب یہ ہو کہ ذاتی قانون توطن کے قانون سے محدود یا اس ملک کا قانون ہو جہاں امر متنازعہ فیہ کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

(ب) دو یا دو سے زاید غیر ممالک کے قوانین کا جب یہ امر ہو یقین کو پہنچ گیا ہو کہ ان میں سے کم از کم ایک اپنے حد اختیار سے باہر نہیں گیا اور وہ دونوں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۔ دفعہ (۱۷) متعلقہ طلاق و دفعہ (۲۵) توریث بر بنائے موت۔

اس امر پر متفق ہوں کہ فلاں تجویز ایک ہی قانون کی رو سے صادر ہوئی ہے۔ ستمبر ۱۹۰۰ء
اس سے ظاہر ہوگا کہ مضمون مذکور کے (۲) میں ایک ایسا ملک (الف) فرض کیا گیا ہے جس میں ذاتی قانون کا معیار قومیت قرار پایا ہے اور جس قومیت کا ذکر ہوا اس کا ملک (ب) ذاتی قانون کو اشخاص زیر بحث کے مقام توطن (ج) پر منحصر کرتا ہے یا اس ملک پر جہاں اس سے یہ فعل عمل میں آیا اگر (ج) اور (الف) ایک ہی ہیں تو یہ صورت جرمنی کے دفعہ (۲۷) کے مطابق ہے اور اس کا فیصلہ اسیطرح ہوگا جیسا کہ دفعہ مذکور میں بتایا گیا ہے۔ اگر (ج) (الف) سے مختلف ہے تو ہم کو پھر (Rückver weisung) کی طرف عود کرنے کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ ایک مزید حوالہ (Weiterver weisung) کی ضرورت ہوگی دونوں صورتیں (Renvoi) رینوائے کے نام سے موسوم ہونگی اور فان بار نے دونوں کا ایک ہی قاعدہ بتایا ہے۔ دونوں سے اس ملک کے اندرونی قوانین متعلق ہوں گے جن کی طرف عود کیا گیا ہے یا مزید حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ مسئلہ یہیں پہونچکر ٹھہر جاتا ہے "مزید حوالہ" کی تشریح کے لئے فرض کرو کہ ہمارے قدیم مثال کے اشخاص جو انگریز یا ڈین متوطن اٹلی ہیں ایک وصیت نامہ (۲۰) 38
سال کی عمر میں لکھکر مرجاتے ہیں اور وہ وصیت نامہ جرمنی میں بغرض تصفیہ پیش ہوتا ہے مضمون محولہ بالا کی رو سے یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ وہ (۱۹) سال کی عمر میں بالغ ہوچکے تھے "مزید حوالہ" کے ایک مقدمہ کو انگلستان کے جج کے سامنے لانے کے لئے ہم کو یہ فرض کرنا چاہیئے کہ ایک ملک مثلاً امریکہ کی ریاست ہائے متحدہ میں سے کسی ایک ریاست نے جس کی طرف انگلستان نے بحیثیت مقام توطن کے پہلے رجوع کیا تھا اور جو ذاتی حیثیت کو مقام تکمیل دستاویز یا مقام آغاز کارروائی پر منحصر کرتی ہے ایسے ملک کی طرف رجوع ہونے کی مزید ہدایت کی جہاں فعل زیر بحث مثلاً نکاح عمل میں آیا تھا۔ اگر وہ ملک جس میں فعل واقع ہوا اس فعل کے جواز کو اپنے ملک کے اندرونی قانون کی مطابقت پر منحصر کرتا ہے تو وہ صورت جو فان بار نے اپنے مضمون کے ضمن (ب) میں بتائی ہے پیش آتی ہے کیونکہ وہ ملک جسکی طرف پہلے رجوع کیا گیا اور وہ ملک جسکی طرف بعدہ رجوع کیا گیا دونوں اسپر متفق ہونگے کہ اسکا فیصلہ موخرالذکر ملک کو کرنا چاہیئے یعنی انگلستان کے جج کی رائے کے مطابق ان دونوں ممالک میں سے کوئی ایک ملک اسکے فیصلہ کا مجاز ہوسکتا ہے۔

اور اس بنا پر وہ غالباً فیصلہ کو قانون مقام آغاز کار روائی پر محول کرنے میں مطلق متردد نہ ہوگا لیکن اگر وہ ملک جس میں فعل کا وقوع ہوا، مزید ہدایت مثلاً قومیت کی طرف کرتا ہے تو انگلستان کے جج کو تمام معاملہ پر اس کے اصلی قانونی تعلقات کی نوعیت اور قواعد متعلقہ کے لحاظ سے نظر ڈالنی ہوگی۔

اب ان جرمنی قواعد نے جو عام اعتبار حاصل کیا ہے اس کا اظہار باقی رہا تا ہے شخصی قانون بین الاقوام کے متعلق جو باضابطہ مجلسیں ۱۸۹۳ء، ۱۸۹۴ء اور ۱۹۰۰ء میں بمقام ہیگ ہوئیں ان میں بدقسمتی سے انگلستان نے شرکت نہیں کی۔ ان اجلاسوں کا ایک نتیجہ یہ تھا کہ ۱۲ جون ۱۹۰۲ء کو نکاح، طلاق اور نابالغوں کی ولایت کے متعلق تین معاہدے یورپ کی بارہ سلطنتوں میں منعقد ہوئے اور ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء کو دوسرے تین معاہدے ذاتی تعلقات۔ زوجین کی جائداد۔ توریث اور وصیت ناموں اور نابالغین کے محافظین کے متعلق سات سلطنتوں میں ہوئے[۵۱] ۱۴ نومبر ۱۸۹۶ء کے معاہدہ کی نظر ثانی ایک بعد کے معاہدہ متعلقہ ضابطہ دیوانی سے پندرہ سلطنتوں کے درمیان عمل میں آئی۔ جو معاہدہ ازدواج کے متعلق ہوا وہ قانون جرمنی کے دفعات ۱۷ اور ۲۷ کے مطابق تھا۔ اس کے مرتب ہوتے وقت کانفرنس میں تبدیل خیالات کا موقع ہوا ہوگا اور اس کا جو اثر ہوا وہ اسطرح بیان کیا جاتا ہے۔

دفعہ (۱) معاہدۂ ازدواج کے انعقاد کے حق کی بنیاد زوجین کے ممالک کے قوانین پر ہے جہاں تک کہ قوانین مذکور کی کسی دفعہ میں کسی دوسرے قانون کا حوالہ نہ ہو[۵۲]

---

۵۱ فرانس نے معاہدہ ۱۹۰۲ء کو ۱۹۱۲ء میں اور ۱۹۰۵ء کے معاہدات کو ۱۹۱۶ء میں اس عذر سے کہ وہ اس کی مصلحت عامہ کے خلاف ہیں منسوخ کر دیا۔ (دیکھو کلنٹ ۱۹۱۴ء صفحہ ۳۰۱ اور کلنٹ ۱۹۱۷ء صفحہ ۶۸۲) بلجیم نے بھی بذریعہ حکم مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۲ء معاہدات ۱۹۰۲ء سے اپنی علیحدگی کا اعلان کیا۔ ۱۹۰۲ء کے معاہدات متعلقہ ولایت نابالغین اور ۱۹۰۵ء کے معاہدات متعلقہ ضابطہ کار روائی دیوانی صلحنامہ وارسیلز کے دفعات ۲۸۷، ۲۸۲ میں جو جرمنی اور سلطنتہائے متحدہ اور دوسری سلطنتہائے معاہدہ میں ہوا بطراحت درج کئے گئے۔

۵۲ آر ڈی ای۔ ایل۔ سی ۲ سلسلہ صفحہ ۴۰۸۔ ۴۰۸ کلنٹ ۱۳۔ دفعہ ۲ کی رو سے کچھ لحاظ اس مقام کے

اس طور سے معاہدۂ ازدواج کے ہر فریق کی حیثیت اس کے قومی قانون کے تابع رہے گی۔ البتہ اگر وہی قانون اس کو بصراحت تمام قانون توطن پر منحصر کرتا ہے اور صاف طور سے اس کا اظہار کرتا ہے کہ اس کو اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں تو اس کے اندرونی احکام سے کام نہ لیا جائے گا یورپ کے دوسرے ممالک کی عدالتوں نے رنوائے Renvoi کے مسئلہ کو بہ نسبت نامنظور کرنے کے زیادہ تر منظور ہی کیا ہے ڈاکٹر بیٹ نے جو نوٹس اس مسئلہ کے متعلق لکھے ہیں اس کے صفحہ ۲۴-۲۹ پر ان تمام فیصلہ جات کا ذکر کیا ہے جو ۱۸۵۶ء سے جب سے اس مسئلہ کی ابتدا ہوئی آخر ۱۹۰۱ء تک ہوئے ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ فرانس نے (۱۳) مقدمات میں اس کو منظور اور (۳) میں نامنظور کیا۔ بلجیم نے (۵) مقدمات میں سے کسی مقدمہ میں اس کو نامنظور نہیں کیا۔ اسپین میں ایک ہی مقدمہ میں اس کی بحث ہوئی اور وہ منظور کی گئی ہینڈرلینڈ اور سوئٹزرلینڈ میں ایک ہی مقدمہ ایسا ہے اور وہ نامنظور ہوا جرمنی میں قبل اجرائی کوڈ مذکور کے (۱۰) اس کے موافق اور (۱۲) اس کے خلاف فیصل ہوئے۔ مجموعی نتیجہ یہ ہے کہ (۲۹) مقدمات میں اس کی تائید اور (۱۷) میں اختلاف کیا گیا[1] فرانس کی ہائیکورٹ نے ایک عرصہ تک مختلف فیصلوں کے بعد ۱۹۰۱ء میں نہایت زور کے ساتھ اس مسئلہ کی تائید کی۔ (کلنٹ ۱۹۰۱ء صفحہ ۸۸۸) یہ رائے ابتداءً مقدمۂ فورگو بمقدمہ سولی (کلنٹ ۱۸۸۳ء صفحہ ۶۴) میں دیگئی تھی۔ اس لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ فرانس کا اصول قانون اس مسئلہ کی پورے طور سے تائید کرتا ہے اگرچہ مشاہیر مقننین کی کثیر تعداد اس کے خلاف میں ہے۔ ۱۹۰۰ء میں قانون بین الاقوام کی انجمن نے ایک پیچیدہ وفعہ کے اصول کے تحت میں رائے لی۔ (۲۱) رائیں مسئلۂ رنوائے کی مخالفت میں اور (۶) اس کی تائید میں آئیں۔ فریق غالب میں ایسر۔ بوئسیو۔ بزالی۔ کتالانی۔ کارسی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵۔ قانون کا بھی کیا گیا ہے جہاں انعقاد جو اجیسا کہ ہم کو آگے چلکر نکاح کے بیان میں معلوم ہوگا۔

[1] یہ فقرہ قائم رکھا گیا ہے کیونکہ گذشتہ دس سال میں عام طور سے فیصلہ جات کا رجحان اسیطرف رہا ہے اور اسلئے یہ دلیل بجائے خود ہے۔

اس مسئلہ پر زمانۂ حال کے مباحث کیلئے دیکھو کتاب مسئلۂ رنوائے" مصنفہ ڈاکٹر پوٹو۔ پیرس ۱۹۱۳ء۔

ڈی کیس۔ ڈوپس۔ فچلی۔ ہلٹی۔ ہولینڈ۔ کبڈگی۔ لہر۔ وان لسٹ۔ لائن کین۔ میڈوی
ریناٹ۔ کونٹ رویسٹ۔ اروسکی۔ ڈمی راسکو وسکی۔ سیکر ڈوٹی۔ اسٹریٹ۔ ورس نجھ 35
اور فریق مغلوب میں وان بار۔ بروسہ۔ بار برگر۔ روجن۔ ورس اور ویسٹ لیک تھے[1]

ڈاکٹر بیٹ نے یورپ کے دیگر ممالک کے جن مقدمات کا حوالہ دیا ہے ان سے قبل انگلستان میں یہ سوال پیش ہو چکا تھا کہ جب قانون بین الاقوام کا قاعدہ کسی ملک کے قانون کی طرف رجوع ہونے کی ہدایت کرتا ہے تو آیا اس کا صحیح مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اس ملک کے کل قانون کی طرف توجہ کی جائے یا صرف اس کے اندرونی قانون کی جانب۔ اس موقع پر مورخانہ طریقہ سے اس پر نظر ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے کہ توریث جائداد منقولہ کو اشخاص زیر بحث کے ذاتی اور جنسیتی قانون سے کیا تعلق ہے۔ صرف اسقدر بتا دینا کافی ہے کہ انگلستان میں اس تعلق کی نسبت ضرورت سے زیادہ سختی برتی گئی۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا کہ اشخاص زیر بحث کے ملک توطن کے قانون کے مطابق تقسیم ہونی چاہئے بلکہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ خود وصی متوطن انگلستان ہو اس کو لازم ہے کہ اپنے مقام توطن کے قانون کے مطابق وصیت نامہ مرتب کرے۔ اس بناء پر قانون بین الاقوام کے اس انگریزی قاعدہ اور اس عام طور سے مشہور اور معروف قاعدہ میں اختلاف ہو گیا جس کی رو سے کم از کم ایک فعل جو قانون مقام آغاز کارروائی یا قانون مقام تکمیل دستاویز کے مطابق کیا جائے جائز تصور ہوتا ہے اگرچہ قانون مذکور اس کو اس خاص شکل میں کئے جانے کا حکم بھی نہ دیتا ہو۔ جن مقدمات میں اس اختلاف کی بحث پیش آئی ان میں انگلستان کی عدالتوں کو پورے طور سے اس اعلان کا موقع ملا کہ توریث جائداد منقولہ کے معاملات میں شخصی قانون بین الاقوام کا وہ قاعدہ جو اس نے اختیار کیا ہے ملک محولہ کے جملہ قانون کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنے اس فیصلہ کی طرف جو خاص اس مقدمہ میں ملک مذکور میں صادر ہوتا۔ اس طور سے سر ہربرٹ جینز نے ڈی بونیوال بنام ڈی بونیوال کے مقدمہ میں (۱۸۲۸ء ۱ کرٹرس ۵۷۸) جس میں ایک وصیت نامہ کا طرز تحریر زیر بحث تھا۔

---

[1] ۱۸ رپورٹ سالانہ انجمن قانون بین الاقوام صفحات ۲۴ و ۱۷۶ و ۱۷۷۔

اس تجویز کے بعد کہ متوفی فرانس کا متوطن تھا یہ لکھا کہ "اس کی وصیت نامہ اور توریث جائداد ذاتی کے جواز کے فیصلہ کی مجاز اسی ملک کی عدالتیں ہیں اور بہ اتباع مقدمہ ہیبر بنام نسمتھ ۲ آدمس ۲۵ [1] عدالت ہذا وصیت نامہ کی صحت کے متعلق کارروائی ملتوی کرتی ہے جبتک کہ عدالتہائے فرانس اس کی صحت یا غیر صحت کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کر دیں"۔ اس تجویز کے مطابق وصیت نامجات متعلقۂ جائداد منقولہ جو وصی کے مقام توطن کے قانون کے مطابق بھی نہ تھے اس شہادت کے پیش اور منظور ہونے پر کہ وہ اس ملک میں بھی نافذ قرار پاتے منظور کر لئے گئے۔ دیکھو مقدمۂ کولیر بنام ریواز (۱۸۴۱) ۲ کرٹ ۵۵۵ مصدرہ سر ہربرٹ جز و مقدمۂ فری بنام فری (۱۸۴۷ء) ۵ نوٹس مقدمات 36
۵۹۲ مصدرہ ایضاً جو اسوقت سر ایچ جز فسٹ ہو گئے تھے و مقدمۂ کروکنڈن بنام فلر۔ ۱۔ سابی و ٹریسٹین ۴۴۱ مصدرہ سر سی گرس ویل و مقدمۂ لینیوی بنام انڈرسن (۱۸۶۰ء) سابی و ٹریسٹین ۲۴ سر سی گرس ویل و مقدمۂ ان سلوالارڈ بنام کنین ۲ سابی و ٹریسٹین ۱۳۷ (ڈاکٹر ڈوین نے اپنے اختلاف سے دست برداری کر لی جب اسکاٹلینڈ میں یہ تجویز ہوئی کہ ایک وصی کا وصیت نامہ وہاں نافذ قرار پائے گا اگر وہ قانون مقام آغاز کارروائی یا تکمیل دستاویز کے مطابق ہوگا) و مقدمۂ براؤن بیکوارڈ (۱۸۹۴) ۷۰ لا ٹائمس نیوسیریز (۱۸۱۱ء) مصدرہ سر آلیف جین اور مقدمۂ لیکراکس (۱۸۷۷ء) ۳ پیری و ڈیوڈسن ۹۶ میں۔ سر جے مینن نے یہ تجویز کیا کہ لارڈ کنگس ڈاؤن کے ایکٹ میں اس ملک کے قانون سے جہاں (وصیت نامہ) مرتب ہوا وہ قانون مراد ہے جو از روئے قانون مقام تکمیل دستاویز یا آغاز کارروائی مقدمۂ زیر بحث سے متعلق ہوگا۔ مقدمۂ بریمر بنام فریمین (۱۸۵۶ء) ۱۰۔ مور پرایوی کونسل ۳۰۶ (فیصلہ جوڈیشل کمیٹی مصدرہ لارڈ ونسیڈیل) میں ایک وصیہ متوطنہ فرانس کا لکھا ہوا وصیت نامہ جو انگلستان کے قانون کے مطابق تھا نامنظور کیا گیا۔ عدالت ایک پیچیدہ دلیل سے اس نتیجہ پر پہونچی کہ یہ وصیت نامہ فرانس میں غیر نافذ قرار پاتا۔ مقدمۂ ٹروفورٹ (۱۸۸۷ء) ۳۶ چانسری ڈویژن ۶۰۰ میں مسٹر جسٹس

---

[1] ایک ایسا مقدمہ جس میں بجائے فرانس کے اسکاٹ لینڈ کی بحث تھی ۱۸۱۰ء میں سربران ہیکول کے سامنے پیش ہوا تھا۔

[2] اس میں اور نیز ان میں سے بعض دوسرے مقدمات میں فرانس اور بلجیم میں جو توطن اختیار کیا گیا تھا وہ ان ممالک کی حکومتوں کی اجازت سے نہ تھا بلکہ شخصی قانون بین الاقوام کا توطن تھا جس کو جوڈیشل کمیٹی نے مقدمہ ہیبر بنام ڈیبیٹ توطن پر بنائے قوانین اقوام کے نام سے موسوم کیا ہے اور جو حقیقی واقعہ کے طور سے بحال خود اسی طرح نافذ ہے جیسا کہ وہ توطن بااجازت تھے مسئلہ کی ایجاد کے قبل رائج اور نافذ تھا۔

اسٹرلنگ کو ایک ایسے سوئیٹ زرلینڈ کے باشندے کی تقسیم جائداد منقولہ کے ضمن میں جس نے فرانس میں توطن اختیار کر لیا تھا، ہمارے مسئلہ توطن کے معنی پر غور کرنے کی احتیاج ہوئی۔ اس بارہ میں قانون فرانس عام طور سے بلجیم کے قانون کو تسلیم کرتا ہے اور اس بارہ میں دونوں سلطنتوں میں ۱۸۶۹ء سے معاہدہ چلا آتا ہے۔ سوئیٹ زرلینڈ میں ایک مقدمہ اسی طور کا فیصل ہوا تھا اور فاضل جج نے وصیت ناموں کی طرز تحریر کے مقدمات کا لحاظ کر کے لکھا کہ "جو دعوے اسوقت منجانب فریق اول عدالت ہذا میں پیش ہے، وہ ایسی عدالتوں میں پیش ہو کر فیصل ہو چکا ہے جو متوفی کے وطن کے قانون کے لحاظ سے اس کی سماعت کی مجاز تھیں..... اس لئے ہم ان کے فیصلوں کے پابند ہیں"۔

جس سوال سے ہم اس وقت بحث کر رہے ہیں اس کا جواب ابتک ہم کو انگریزی عدالتوں سے سرسری طور سے ملتا رہا ہے، مگر مقدمہ جانسن۔ رابرٹ بنام اٹرنی جنرل (۱۹۰۳) ۱ چانسری ۱۲۱ میں مسٹر جسٹس فارول کو اس مسئلہ پر پوری توجہ کرنی پڑی۔ مقدمہ مس جانسن کی جائداد منقولہ کی تقسیم کے متعلق تھا جو کہ ایک انگریزی رعایا تھی اور پیدائش کے وقت سے جزیرہ مالٹا میں اس کا توطن تھا مگر موت اور تحریر وصیت نامہ کے وقت ۱۸۹۴ء میں بیڈن کی گرانڈ ڈچی میں رہتی تھی، اگرچہ باضابطہ طریقہ سے وہاں کی رعایا نہیں بنی تھی۔ توطن کے انگریزی اصول کے مطابق جج کو بیڈن کے قانون کی طرف رجوع کرنا پڑا اور رجسٹرار عدالت کے صداقت نامہ سے ظاہر ہوا کہ بیڈن کے قانون کی رو سے ہتوفیہ کی ایسی جائداد کی قانونی توریث جو اس نے وصیت نامہ کے ذریعہ سے منتقل نہ کر دی ہو اس ملک کے قانون کی تابع ہے جس کی وہ اپنی موت کے وقت رعایا تھی، اس طور سے بیڈن کے قانون کے دریافت کرنے کا خواہ نشا کچھ ہی رہا ہو، مگر رجسٹرار عدالت کے جواب سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کا مقصد، اس ملک کے کل قانون سے ہے نہ کہ صرف اندرونی قانون سے۔ فاضل جج نے اس رائے کو مسئلہ زیر بحث سے ٹھیک طور سے مطابق پا کر اور اس کے ساتھ عملی طور سے اتفاق کر کے یہ تجویز کی کہ "توطن اختیاری (Domicile of Choice) جس کا اختیار کردہ ملک میں تقسیم جائداد منقولہ پر کوئی ایسا اثر نہ پڑتا ہو کہ اس سے کسی قسم کے حقوق یا ذمہ داریاں پیدا ہوتی ہوں، وہ اس مقصد کے لئے مطلق توطن نہیں ہے اور اس لئے مورث کا اصلی توطن (Domicile of Orgin) بحال خود قائم رہتا ہے۔ بیڈن کی عدالتوں نے

فی الحقیقت، اس سے اور اپنے جورسڈکشن کے دعوے سے، دست برداری کر لی ہے۔"
ضمناً یہ امر قابل بیان ہے کہ جائداد منقولہ کی توریث، یا عام طور سے ذاتی حیثیت کے مقاصد کے لحاظ سے توطن اختیاری اور توطن اصلی میں تمیز کرنے کی، نہ کوئی وجہ ظاہر کی گئی ہے اور نہ بظاہر کوئی نظر آتی ہے۔ اصل معاملہ میں یہ تجویز اور وہ دلیل جو اس سے نقل کی گئی ہے اس اصول کے بالکل مطابق ہے جس کی تائید میں کرتا رہا ہوں۔ بیڈن کے قانون نے بیڈن کے توطن کو بحث سے خارج کر دیا اور جائداد منقولہ کی تقسیم اس کی عدم موجودگی میں قانون مالٹا کی رو سے عمل میں آئی۔ دوسرے الفاظ میں توطن کا قاعدہ بے سر و پا طریقہ سے نہیں برتا گیا ہے بلکہ اس طرح کام میں لایا گیا ہے کہ اس سے ایک ایسی تمدنی جماعت کی رکنیت کا پتہ چلتا ہے جو خانگی قوانین کی اغراض سے قائم ہے اور اس بناء پر وہ ایسے ملک میں نافذ نہیں متصور ہو سکتا جہاں یہ جماعت، توطن کے اصول پر قائم ہی نہ ہو۔ "رنوائے" کے مسئلہ کے متعلق جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایسے دائرہ میں لیجاکر ڈال دیتا ہے جس سے نکلنا محال ہو جاتا ہے، فاضل جج کے لئے موجب خوف نہ ثابت ہوا۔ اُس نے بیڈن کی ایک ایسی رعایا کی صورت فرض کی جس نے انگلستان میں توطن اختیار کر لیا ہے اور یہ لکھا کہ "اس صورت میں ایسے اختلاف اور تصادم قوانین کا ہونا لازم ہے اور اس سے کوئی چارہ نہیں" مگر اس کی جائداد منقولہ کی تقسیم اس عدالت کے ذریعہ سے عمل میں آئے گی تو وہ اسی حد تک ہمارے قانون کے مطابق ہوگی لیکن اگر بیڈن کی عدالتیں اس کو تقسیم کریں گی تو وہ اپنی حد تک بیڈن کے قوانین کی پابندی کریں گی۔ یہ بالکل درست ہے مگر یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا شخص زیر دریافت کی موت اس کا تعین نہیں کر دیتی کہ کن قواعد کی رو سے اور منجملہ دونوں ممالک کے کس ملک میں اس کی جائداد غیر منقولہ میں توریث جاری ہوگی، تاکہ تقسیم پر ان اشیاء کو بیڈن سے انگلستان اور انگلستان سے بیڈن لیجانے کا اثر نہ پڑے اور ان کا تصفیہ شخصی قانون بین الاقوام کے قواعد سے خواہ وہ مسئلہ رنوائے ہو یا کوئی دوسرا مسئلہ ہو جائے۔ یہ ظاہر ہے کہ ایسے ممالک کا فیصلہ جن کے ذاتی قانون کا معیار مختلف ہے باہم یکساں نہیں ہو سکتا۔ 38

توطن قانون بین الاقوام (Domicile of Internal Law) جو "توطن واقعی" Domicile of fact کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے اور جس سے ہم نے

اس فصل میں بحث کی ہے بعض دوسرے ممالک میں بھی متعارف ہے۔ (دیکھو فرنچ سول کوڈ ۱۰۲) مگر اس سے پردیسی اس وقت تک مستفید نہیں ہو سکتے جبتک کہ اس کی تکمیل حکومت کی منظوری سے نہ ہو جائے (دیکھو کوڈ مذکور ۱۳) اور اس حالت میں وہ قانونی توطن (Legal domicile) کے نام سے ممیز کیا جاتا ہے۔ مقدمہ بویس (۱۹۰۲) ۲۲ ٹائمس لا رپورٹ ۱۱۱ میں وصی جو انگریزی رعایا تھا فرانس میں واقعی توطن رکھتا تھا نہ کہ قانونی توطن اور مسٹر جسٹس سوئن فن ایڈی نے بصراحت مسٹر جسٹس فارول کے فیصلہ مقدمہ جانسن کا اتباع کرکے یہ تجویز کی کہ اس کے وصیت نامہ کی تعبیر اور تعمیل انگریزی قانون کے لحاظ سے ہونی چاہئے۔ اس طور سے انگلستان کی عدالتوں میں مسئلہ رنوائے اس وقت اختیار کیا جاتا ہے جب کہ فیصلہ کی بنیاد توطن بین الاقوامی پر قائم نہیں ہو سکتی۔ یا تو اسوجہ سے کہ (۱) ممالک غیر زیر بحث میں بجائے توطن کے قومیت کا معیار اختیار کیا گیا ہے (مثلاً بیڈن بمقدمہ جانسن) یا (۲) توطن بین الاقوامی کی تکمیل بذریعہ قانونی منظوری کے نہیں ہوئی جو اس ملک میں لازم ہے (مثلاً فرانس بمقدمہ بویس)۔

میں اس بحث کو اس رائے پر ختم کرتا ہوں جو کہ معقول ہے اور دلیل پر مبنی ہے کہ جب کوئی قاعدہ کسی غیر ملک کے قانون کی طرف رجوع ہونے کی ہدایت کرے تو اس سے یہ سمجھنا چاہئے کہ ملک مذکور کا کل قانون مراد ہے: اس میں لازمی طور سے وہ کل حدود شامل ہیں جو وہ خود اپنے استعمال کی نسبت قائم کرتا ہے کیونکہ اگر ان کا لحاظ نہ کیا جائے تو یہ کہنا مشکل ہوگا کہ وہ فی الحقیقت وہی قانون تھا جو کام میں لایا گیا۔ یہی ایک رائے ایسی ہے جو انگریزی فیصلوں میں اختیار کی گئی ہے اور کم از کم یورپ کے دوسرے ممالک میں اس کی تائید ہوئی ہے۔

ایک حال کے مقدمہ میں بالکل مختلف حالات میں مسئلہ "رنوائے" پیش آگیا تھا مگر عدالت نے اس پر بحث نہیں کی ایک ہنڈی کی تعبیر کا مسئلہ تھا جو امریکہ میں لکھی گئی اور انگلستان میں سکھاری گئی تھی اور وہیں واجب الادا تھی: امریکہ کے خریداران ہنڈی نے اس ہنڈی کو خرید لیا اور اس سامان کے بل آف لیڈنگ کے ساتھ جسکی بابت ہنڈی مذکور لکھی گئی تھی، ہنڈی سکھارنے والے کے پاس انگلستان میں بھیجدیا۔ اس نے

رقم کے واجب الادا ہونے کی تاریخ پر اس کا روپیہ ادا کر دیا، لیکن یہ معلوم کر کے کہ بل آف لیڈنگ جعلی تھا اور اس کی بابت کوئی سامان نہیں بھیجا گیا تھا اس دعوے سے کہ ہنڈی بل آف لیڈنگ کے اصلی ہونے کی شرط سے مشروط تھی، اپنی رقم ادا کردہ کے وصول کے لئے امریکہ میں رجوع عدالت ہوا۔

امریکہ کی عدالت نے یہ تجویز کی کہ اس مسئلہ کا فیصلہ کہ آیا ہنڈی مشروط تھی یا غیر مشروط، انگلستان کے قانون سے ہونا چاہئے۔ بعدہ جب یہ مقدمہ انگلستان کی عدالت میں دائر ہوا تو وہاں یہ تجویز ہوئی کہ بلحاظ الفاظ دفعہ (۲) ایکٹ بل آف ایکسچینج، اس امر کا فیصلہ کہ ہنڈی مشروط ہے یا غیر مشروط، امریکہ کے قانون سے ہونا چاہئے 39
چنانچہ جج نے قانون مذکور کو دیکھ کر اور امریکہ کے فیصلوں کی تعبیر پر لحاظ کر کے اپنی تجویز صادر کی۔ یہ امر قابل بیان ہے کہ جب امریکہ کی عدالت نے یہ تجویز کر دی تھی کہ تعبیر کا معاملہ انگریزی قانون سے طے ہونا چاہئے تو انگریزی عدالت کو چاہئے تھا کہ اس رائے کو قبول کر کے مقدمہ کا فیصلہ ہنڈی کے بین الاقوامی انگریزی قانون کی رو سے کرے۔ مرافعہ میں لارڈ چیف جسٹس اسکرٹن نے اس امر پر شبہ ظاہر کیا کہ آیا انگریزی عدالت کو یہ معاملہ امریکہ کے قانون کی طرف دوبارہ رجوع کرنا چاہئے تھا یا نہیں؟ مگر مسئلہ "رنوائے" کی منظوری یا نامنظوری سے کوئی بحث نہیں کی کیونکہ عدالت اپیل نے یہ تجویز کی کہ تعبیر خواہ انگریزی قانون سے کی جائے یا امریکہ کے قانون سے نتیجہ واحد ہے[1]

---

[1] گارنٹی ٹرسٹ کمپنی بنام ہینی وکمپنی (۱۹۱۸) ۲ کے۔ بی ۶۶۰۔

40

فصل سوم

اہلیت اور بیرونی ولایت اور محافظت

اب ہم اس کتاب کے اصل موضوع یعنے شخصی قانون بین الاقوام کے ان قواعد سے بحث کریں گے جو انگلستان میں مقبول ہیں اور اس مقصد کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اگلی کے کوڈ کا اتباع کرکے اشخاص کی حیثیت اور خاندانی تعلقات سے بحث شروع کریں۔ جس اصول کی نسبت یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کی تائید انگلستان کے اہل الرائے کرتے ہیں یا جن میں وہ انکار یا اقرار کے لحاظ سے مختلف الرائے ہیں ان کو ہم بغرض آسانی 'دفعہ' سے ممیز کریں گے۔ یہ اصول اپنی وسعت اور اہمیت میں بلحاظ ان مواقع کے جن میں ہماری عدالتوں کو اس مضمون کے مختلف حصص کے متعلق قائم کرنے پڑے، باہم مختلف ہوں گے۔ اس لئے اُن پر اس طور سے نظر نہ ڈالنی چاہئے جس طرح کہ پارلیمنٹ کے کسی ایکٹ کے مسودہ کے دفعات پر نظر ڈالی جاتی ہے، بلکہ ان کو انگلستان کے اصول قانون کی حقیقی حالت کے اظہار کا ایک ذریعہ تصور کرنا چاہئے۔ ان میں جا بجا ہم آئرلینڈ کے اہل الرائے کا حوالہ بھی دیں گے کیونکہ ان معاملات میں انگلستان اور آئرلینڈ دونوں کے قوانین یکساں ہیں اور اسکاٹ لینڈ کے مرافعوں پر جو ہاؤس آف لارڈس نے کئے ہوں اور نوآبادیوں کے ان مرافعوں پر جو پریوی کونسل میں طے ہوئے ہوں، کوئی خاص ریمارک نہ کرینگے۔ جبتک یہ ظاہر ہوتا رہے گا کہ شخصی قانون بین الاقوام کے کسی خاص قاعدہ کو اس ملک کے قومی قانون کا ایک جزو قرار دینا مقصود نہیں ہے جہاں کا مرافعہ ہوا ہے۔

دفعہ ۱۔ جن مواقع پر کسی شخص کے ذاتی قانون سے انگلستان میں کام لیا جانا جائز متصور ہوتا ہے تو اس قانون کا تعین شخص مذکور کے توطن سے ہوتا ہے نہ کہ اس کی سیاسی قومیت سے۔

دفعہ ۲۔ جب کسی شخص کی اہلیت متعلقہ افعال بر بنائے عمر زیر بحث ہوتی ہے تو اس کے تصفیہ کے لئے انگلستان میں اس کے ذاتی قانون کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

مفصلۂ ذیل اہل الرائے ایسی صورتوں میں ذاتی قانون کو تسلیم کرنے کے مخالف ہیں۔

جو شخص ان تمام قوانین کی رو سے جن کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے حد بلوغ کو نہ پہونچا ہو اس کی اس اہلیت کا فیصلہ کہ آیا وہ خاص قسم کی اشیاء کے متعلق خواہ وہ ضروریات زندگی میں سے ہوں یا نہ ہوں اس ملک کے قانون کی رو سے ہوگا جہاں معاہدہ عمل میں آیا۔ سیل بنام رابرٹس (۱۸۰۰) ۳ اسپنس ۱۹۳ رج آلڈن ہو ایک شخص جو اپنے مقام توطن کے قانون کے لحاظ سے نابالغ ہے ایک دوسرے ملک میں جاکر رہتا اور تجارت کرتا ہے اور وہاں دیوالیہ قرار پاتا ہے اس کی ذاتی جائداد جو اس کے ملک توطن میں واقع ہے اس دیوالیہ کے مفوض الیہ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ اسٹیفنس بنام میک فرلینڈ (۱۸۴۵) ۸ ایرش ایکوٹی رپورٹس ۴۴۴۔ رج ملیک برن ہو عام طور سے ذاتی قابلیت اور ناقابلیت معاہدہ کرنے والے اشخاص کی اس مقام کے قانون پر منحصر ہوتی ہے جہاں معاہدہ کیا جاتا ہے۔ رج کراس ول ہو مقدمہ سائمونس بنام مالک (۱۸۷۰) ۲ ایس وی ٹی ۷۷۔ اگرچہ اس رائے سے جو انھوں نے مقدمہ میٹی بنام میٹی میں جس کا ذکر آیندہ نمبر ۱۲ پر کیا گیا ہے ظاہر کی ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ قطعی طور سے قانون مقام معاہدہ کے موید تھے ہو مقدمہ اسکاٹ میور بنام ڈی باروز (۱۸۷۹) ۵ پیری وڈیوڈسن ۹۴ میں ہینن نے صفحہ ۱۰۰ پر ذاتی حیثیت کے معاملہ میں قانون مقام معاہدہ کی تائید کی اور اسی مقدمہ ۱۸۷۹ء میں جو آگے آتا ہے، لارڈ جسٹس کاٹن کی رائے کا حوالہ دیا۔ اور مقدمات اوگڈن بنام اوگڈن (۱۹۰۸) صفحہ ۴۶۔ رج سرگورل بارنس۔ کوزنس ہارڈے۔ وکینڈی و مقدمہ چیٹی بنام چیٹی (۱۹۰۹) صفحہ ۶۰ جس سے آیندہ بحث کی جائے گی رج سرگورل بارنس بھی اسی خیال کے پورے موید ہیں۔ اگرچہ یہ امر مشتبہ ہے کہ جو کچھ ان میں اہلیت نکاح کے متعلق بیان کیا گیا ہے وہ عام اہلیت سے

41

کہاں تک متعلق ہو سکتا ہے؟ ایک نابالغ نے جس کا وطن آئرلینڈ تھا اور جس کے باپ نے آئرلینڈ میں وطن اختیار کر لیا تھا، بحیثیت ایک مزدور کے اسکاٹ لینڈ میں ملازمت اختیار کی اور ایک چوٹ کھانے کے بعد معاوضہ کا معاہدہ کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے آقا پر ہرجہ کا دعوے کیا اور یہ عذر پیش کیا کہ جو معاہدہ اس نے کیا تھا وہ اس بنا پر ناجائز تھا کہ وہ آئرلینڈ کے قانون کے مطابق نابالغ تھا۔ تجویز ہوئی کہ اس کی اہلیت کا فیصلہ قانون مقام معاہدہ کی رو سے کیا جانا چاہئے نہ کہ اس کے ذاتی قانون سے اور اس بنا پر اس کا دعوے خارج کر دیا گیا۔ دیکھو میک فرلج بنام اسٹورٹس ولائیڈ (۱۹۱۳) سلکٹ کیس ۳، ۷؛ مقدمہ ہیٹ بنام لی میزوریر (۱۷۸۶) ۱۔ کاکس ۲، ۷۵ میں جج کنیان نے اس امر کا ثبوت چاہا کہ جس شخص نے بیرون عدالت ادائی رقم کی درخواست پیش کی ہے، اس کا اسطباغ مقام گرنسے میں ہوا اور اس کی عمر ۲۱ سال کی ہے لیکن یہ نہیں ظاہر ہوا کہ درخواستگزار نے گرنسی میں وطن اختیار کر لیا تھا اور وہاں بلوغ کا سن ۲۰ سال تھا؛ ذاتی قانون کے تسلیم کئے جانے کے بظاہر خلاف (اگرچہ حقیقت میں نہیں) کونٹ ڈی پیرس کا مقدمہ ہے جس کی نسبت یہ تسلیم کر لیا گیا تھا کہ اسکا وطن فرانس ہے اور وہ (۲۱) سال کی عمر کو نہیں پہنچا ہے اور فرانس کے قانون کی رو سے ایک حد تک آزاد ہے مگر ہنوز اس کو ایک مہتمم جائداد کی ضرورت ہے جو اسی قانون کے لحاظ سے مقرر کیا گیا تھا۔ سرسی کرسول نے انتظام اس کے اور اس کے مہتمم کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا اور انگریزی عملدرآمد کے مطابق یہ ہدایت کی کہ وہ اپنی جانب سے اہتمام کے لئے کسی اپنے قریب تر رشتہ دار کو منتخب کرے۔ دیکھو مقدمہ ڈی آرلینس (۱۸۵۹) ۱۔ ایس وٹی ۲۵۳ و ۲۸۰۔ لاجرنل (سلسلہ جدید) پی وایم ۱۲۹؛ مقدمہ وی گڈمس آف میٹ یارڈ (۱۹۰۳) پی صفحہ ۱۲۹ میں جج جیمز نے اس مقدمہ کا باظہار اتفاق حوالہ دیا تھا اور اس کی تشریح یہ کی تھی کہ اسمیں ایسے شخص کو جو انگلستان کے قانون کی رو سے بربنائے نابالغی ایسے اختیار حاصل نہیں کر سکتا انگلستان میں اختیار اہتمام ترکہ دینے سے انکار کیا گیا تھا؛

مفصلہ ذیل اہل الرائے ذاتی قانون کے طرفدار ہیں جے سنیکول نے

پرتگال کی ایک خاتون کو جو انگلستان کے قانون کے مطابق نابالغ تھی مگر اپنے مقام توطن کے قانون کے لحاظ سے آزاد تھی، اہتمام ترکہ کی اجازت دی جو صرف وصول منافع حصص پر مشتمل تھی اور جس کی وہ مادام حیات مستحق تھی ڈاکٹر ٹوسٹگن نے جو درخواست کی تائید میں تھے، اپنی دلیل کو یوں قائم کیا تھا کہ خانون مذکور اپنے توطن کے قانون کی رو سے کسی محافظ کے مقرر کرنے کی مجاز نہیں ہے، اس دلیل سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ اہلیت کے معاملات میں ذاتی قانون نافذ ہونا چاہیئے۔ دیکھو مقدمہ ڈاکنہا (۱۸۲۸) ۱۔ مقدمات مذہبی مرتبہ ہگرڈ ۲۳۷، ۲ جو سول حیثیت کے تصفیہ کا صرف ایک اصول ہے یعنی توطن جو قانوناً سول حیثیت کے تعین کا معیار ہے اور اسی پر فریق کے ذاتی حقوق یعنے وہ قانون جس سے اس کے بلوغ نکاح "تویرثا" اور قابلیت و نا قابلیت وصیت کا فیصلہ ہوتا ہے منحصر ہونے چاہئیں"۔ دسٹ بری مقدمہ اوڈنی بنام اوڈنی ۱۸۶۹ ایل۔ آر۔ آئی انگلیج اپیل صفحہ ۴۵ میں کہتا ہے کہ معاملات نکاح میں بھی دوسرے معاہدات کی طرح ذاتی قانونی مقام توطن کے قانون پر منحصر ہونا چاہیئے۔ جج کاٹن نے مقدمہ سائو تیر بنام ڈی باروز (۱۸۷۷) لا رپورٹ ۳ پیری ڈویژن۔ ۵ میں جو لکھا اس کا اتباع کوک ٹرسٹ (۱۸۸۷) ۵۶ لا جرنل (سلسلہ جدید) ۶۳۷ میں کیا گیا۔ جج اسٹرلنگ کی رائے کے مطابق معاہدہ کی اہلیت کا تصفیہ قانون مقام توطن سے ہونا چاہیئے، نیز دیکھو جج ہالسبری کا فیصلہ بمقدمہ کوپر بنام کوپر (۱۸۸۸) ۱۳۔ اے۔ پی۔ سی۔ اے ۹۹۔ اس مقدمہ میں لارڈ واٹسن اور میگناٹن نے "قانون مقام ادائی" (Lex loci Solutionis) کو اہلیت معاہدہ سے غیر متعلق قرار دیا لیکن قانون توطن اور قانون مقام تکمیل معاہدہ کے متعلق جو اتفاق سے ایک ہی تھے کوئی صاف رائے ظاہر نہیں کی۔ نیز دیکھو آئندہ دفعہ ۴۲

42

مفصلۂ ذیل مقامات میں ذاتی قانون تسلیم کیا گیا ہے مگر نہ بطور کلیہ کے ایک شخص جس کا توطن انگلستان سے باہر ہو، اس وراثت کی بابت، جو اس کو ایسے شخص سے پہنچی ہو جس کا توطن انگلستان میں ہو، انگلستان کے قانون یا اپنے توطن کے قانون کے لحاظ سے بالغ

ہونے پر (ان میں سے جو پہلے واقع ہو) رسید دینے کا مجاز ہے۔ دیکھو مقدمہ ہلمین (۱۸۶۶) لا رپورٹ ۲۔ ای کیو ۳۶۳ بج رو سیلی۔

اس سے ظاہر ہوگا کہ لارڈ ویسٹ بری بلوغ یا غیر بلوغ کے مسئلہ کو ازدواج کے مسئلہ پر قیاس کرتے ہیں اور لارڈ جسٹس کاٹن نے نکاح کو مثل دوسرے معاہدات کے قرار دیا ہے۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ جو ناقابلیت نکاح میں بربنائے نابالغی پیدا ہوتی ہے اس میں اور اس ناقابلیت میں جو خریداری جائداد کے متعلق پائی جاتی ہے، اصولاً کوئی فرق نہیں ہے؛ اگرچہ ان دونوں اقسام کے معاہدات میں زمانہ اہلیت کی میعاد مختلف ہے، نکاح کے معاملہ میں فریقین کی باہم قرابت قریبہ بھی ایک حد تک موجب نااہلی ہے۔ جو یورپ کے دوسرے ممالک میں نابالغی کی کلی نا اہلیت کیطرح ذاتی قانون کا ایک جز متصور ہوتی ہے۔ اگر ذاتی قانون بربنائے نابالغی یا قرابت قریبہ کے ایک فریق کو اس کا نااہل قرار دیتا ہے، تب بھی نکاح جائز نہیں ہوسکتا۔ اگر مقام انعقاد نکاح کا قانون بھی اس کے خلاف ہو تو وہ بھی اس کا مانع ہوگا؛ کیونکہ بجز جائز طریقہ کے نکاح منعقد نہیں ہوسکتا۔ آگے چل کر معلوم ہوگا کہ انگلستان میں بھی ایک فیصلہ کے ذریعے سے نکاح پر ذاتی قانون کا یہی اثر تسلیم کیا گیا ہے اور یہ فیصلہ ان فیصلوں کے بعد کا ہے جن میں ذاتی قانون کو نابالغی کے مسئلہ میں تسلیم کرنے سے انکار کیا گیا اور جن کو ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ میرے پیش نظر خاص کر ہاؤس آف لارڈس کا وہ فیصلہ ہے جو بمقدمہ بروک بنام بروک (۹) ہاؤس اوف لارڈس ۱۹۳ صادر ہوا، کیونکہ اس کی ابتدائی تجویز میں خود سر سی کریسول شریک تھے؛ تو وطن کا اصول صاف طور سے بنائے صدور فیصلہ نہیں قرار پایا ہے۔ لارڈ ویسٹ بری اور لارڈ جسٹس کاٹن کے قائم کردہ اصول، مقدمہ بروک بنام بروک پر کامل اور قطعی غور کئے 46
جانے کے بعد کے ہیں اور ان میں جیسا کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں، نکاح کا تذکرہ موجود ہے جس سے ان دونوں فاضل ججوں کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے معاملہ میں جو تجویز ہوئی اس سے دوسرے معاملات میں بھی اہلیت کا تصفیہ ہو جاتا ہے۔ اور اس رائے میں لارڈ ہالسبری کی شرکت نے اور زیادہ قوت پیدا کردی ہے[1]

[1] بعد کے فیصلوں نے جو نکاح کے متعلق بمقدمہ اگڈن بنام اگڈن اور چٹی بنام چٹی ہوئے۔ ان اصول کو درہم برہم

مگر سوال یہ ہے کہ آیا اہلیت کے متعلق قانون مقام معاہدہ سے بالکل قطع نظر کرلینی چاہئے؟ نکاح کا معاملہ ایک مخصوص معاملہ ہے اس لحاظ سے کہ تقریباً تمام ممالک میں یہ خاص معاملہ بغیر سرکاری توسط کی مداخلت کے عمل میں نہیں آتا اور اس توسط کا اظہار عام یا مذہبی رسوم کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ پس یہ بآسانی ممکن ہے کہ ایسے رسوم بے کار محض ثابت ہوں تاوقتیکہ فریقین معاہدہ میں وہ شرائط نہ پائے جائیں جنکا وجود قانون مقام معاہدہ کے لحاظ سے ایسا ہی ضرور ہو جیسے کہ خود اون کے ذاتی قانون کے شرائط کا موجود ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ البتہ اگر موخرالذکر شرائط موجود ہوں تو دوسرے اس قسم کے معاہدات کے جواز کے لئے جن میں عہدہ دار سرکاری کی تصدیق کی ضرورت نہیں ہوتی، مقدم الذکر شرائط کا موجود ہونا لازم نہیں ہے۔ مگر ممکن ہے کہ دوسرے وجوہ پیدا ہو جائیں اور صفحہ ۲۶ و ۳۱ (اصل کتاب) پر ہم ذاتی قانون کے اصول کے ان مستثنیات کو لکھ آئے ہیں جو معاملات کے جواز کی تائید میں فرانس اور جرمنی میں رائج اور شائع ہیں۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ جو بین الاقوامی قانون ہنڈی اور چکوں کے بارہ میں ۱۹۱۲ء کی ہیگ کانفرس میں منظور ہوا، اس کے ایک دفعہ میں یہ بصراحت بیان ہوا ہے کہ اگرچہ معاہدہ کی اہلیت عام طور سے قومی قانون کی تابع ہے، لیکن اگر کسی شخص میں فقرہ متذکرہ بالا کے مطابق (معاہدہ کی) قابلیت نہیں ہے تاہم اگر اُس نے کسی مملکت میں کسی قانون کے مطابق معاہدہ کرلیا ہے جسکا اسکو حق ہے تو وہ مستحق قرار پائے گا۔ اسطور سے ایک معاہدہ کو جائز قرار دینے میں قانون مقام معاہدہ کو ذاتی قانون پر ترجیح حاصل ہے۔

اس موقعہ پر، باوجود مقدمہ لیمین میں لارڈ رومیلی کی رائے کے، انگلستان میں جو حدود عام اور متفقہ خیالات کے لحاظ سے ججوں کے اختیارات پر قائم ہوتے ہیں، وہ یقیناً اس امر کے مانع ہیں، کہ جج بغیر پارلیمنٹ کی مدد کے ذاتی قانون کے تحت میں جو کہ اہلیت کا عام اصول قرار پاچکا ہے، ایسے مستثنیات قائم کرسکیں۔ اور یہ امر پارلیمنٹ کی رائے پر منحصر ہوگا کہ وہ بلحاظ ان معاہدات کے جو دوسری سلطنتوں سے کئے جائیں، ذاتی قانون کا معیار توطن یا سیاسی قومیت میں سے کسی ایک کو قرار دے! ورذاتی قانون

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷ کردیا (دیکھو صفحہ ۶۰ اصل کتاب)۔

کے استعمال میں ایسے مستثنیات قائم کردے جو اس کو بلحاظ آسانی مناسب معلوم ہوتے ہوں۔

دفعہ ۳۔ جب ایک منکوحہ عورت کے کسی خاص فعل کے کرنے کی اہلیت کے متعلق برنبائے منکوحہ ہونے کے اعتراض ہوگا تو انگلستان میں اس کا تصفیہ اس کے ذاتی قانون پر محول کیا جائے گا۔

ایک عورت کا نکاح نابالغی کے زمانہ میں ہوا (بعد بلوغ کے) اس کی تنسیخ اور نیز اس معاہدہ نکاح کو جو اس کی طرف سے کیا گیا تھا قائم رکھنے کی قابلیت کا تصفیہ اس ذاتی قانون پر منحصر ہوگا جس کی وہ برنبائے نکاح مستحق متصور ہوتی ہے۔ ویڈلمر بنام ادہگین (۱۹۰۰) ۲ چانسری کیس ۷۰۹ ج۔ لنڈلے۔ ربگبے۔ کالنس۔ جنھوں نے تجویز مقدمہ کوزنس ہارڈی (۱۸۹۹) ۲۔ چانسری ۵۲۹ کو منسوخ کردیا۔ مقدمہ گیوپریٹ بنام بینگ (۱۸۵۱) ۴ ڈی گیکر وسمائیل ۲۱۷ ج، نائٹ بروس میں یہ بحث تھی کہ آیا ایک منکوحہ عورت، انگلستان میں اپنے شوہر کی رضامندی سے اس حق کی بابت جو اس کو ایک انگلستان کے تملیک نامہ کی بنا پر حاصل ہونے والا ہے معاہدہ کرنے کی اہلیت رکھتی ہے؟ اس کا تو طن فرانس میں تھا اور جو حق حاصل ہونے والا تھا وہ ایک فرانسیسی معاہدہ سے جو نکاح کے وقت ہوا تھا، اس عورت کے مہر میں شریک تھا۔ وائس چانسلر نے اس کو قانون فرانس پر محول کیا۔ یہ درست ہے کہ اس امر پر بڑی بحث رہی کہ آیا فرانس کے قانون اور قانون معاہدۂ نکاح کی رو سے وہ معاہدہ جو عدالت کے سامنے پیش تھا کیا جا سکتا تھا یا نہیں! بخصوص اہلیت کے مسئلہ پر بحث نہیں ہوئی لیکن یہ امر ایسا تھا کہ اس سے جج اپنے خیال میں قطع نظر نہیں کر سکتا تھا۔ مقدمہ بینگیز ورتیالڈ بنام ایلس (۱۹۰۲) ۲ چانسری ۳۳۳ میں ایک ایسی عورت کی اہلیت کے مسئلہ کا جو انگلستان میں متوطن تھی، اپنے آپ کو ایک تملیک نامہ نکاح کے پابند کرنے کے متعلق انگلستان کے قانون کی رو سے فیصلہ کیا گیا۔ مگر اس امر پر بحث نہیں ہوئی کہ اگر تملیک نامہ برنبائے قانون اٹلی جو شوہر کا وطن تھا ممنوع تھا تو وہ بحیثیت معاہدہ کے ایسا ناجائز تھا جس کا اختیار فریقین میں سے کسی کو بھی نہ تھا۔ مقدمہ گروس (نمبر ۲) [۱۹۱۵] چانسری ۲۰۵ ج، سارجنٹ میں ایک ایسی

عورت کی اہلیت کا فیصلہ انگریزی قانون سے کیا گیا جو موت کے وقت انگلستان میں متوطن تھی اور اپنی جائداد بذریعہ وصیت نامہ منتقل کر گئی تھی اگرچہ وصیت نامہ اس وقت کا لکھا ہوا تھا جبکہ وہ ہالینڈ میں متوطن تھی ۔

اس مسئلہ پر کہ آیا ایک پردیسی زوجہ جو اپنے وطن کے قانون کے لحاظ سے اپنے شوہر کی شرکت میں تجارت کی مجاز ہے، ان معاہدات کے متعلق جو پیسی تجارت میں کئے جائیں، اپنے شوہر کے ساتھ انگلستان میں دعوے کرنے کی مجاز ہے ؟ مقدمہ کیسیو بنام ڈی برنالس (۱۸۲۴) آئی سی وی پی ۲۲۶ رسل ورائٹن ۱۰۲ - جج ایبٹ میں بحث ہوئی مگر کوئی فیصلہ نہو سکا کیونکہ بیرونی قانون ثابت نہیں کیا گیا تھا ۔ مقدمہ پیلون بنام بروکنگ (۱۸۵۸) ۲۵ بیون ۲۱۸ - جج رومیلے - میں یہ تجویز ہوئی کہ ایک منکوحہ عورت جس کو ایک انگریزی وصیت نامہ کی بناء پر ایک آمدنی کا حق بطور ہبہ کے ملنے والا تھا قیود سے اس بناء پر آزاد نہیں ہو سکتی کہ اس کے مقام توطن کے قانون کی رو سے وہ قیود اس کی اہلیت پر قائم نہیں ہو سکتے ۔ مقدمہ لی بنام ایڈی (۱۸۸۶) ۱۷ کوئنس بنچ ڈویژن ۳۰۹ بنچ ڈویژن ۔ میں جو انشورنس پالیسی، ایک پالیسی لینے والے نے اپنی زوجہ کے نام کر دی تھی، وہ ناجائز قرار پائی ۔ اگرچہ یہ عمل ان کے مقام توطن میں ہوا تھا ۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس بارہ میں مقام مذکور کا قانون کس بناء پر متعلق سمجھا گیا دیکھو مقدمہ ڈنکن بنام کینن ۱۸ بیون ۱۲۸ و ۱۹ ڈگلز میگنائٹن و کارٹون ۴۰ جو آگے زیر فصل ۳۹ درج کیا گیا ہے ۔

دفعہ ۴ ۔ انگلستان میں اس بچہ پر جو انگلستان میں رہتا ہے اسکے پردیسی والدین کے اختیارات اسی حد تک تسلیم کئے جاتے ہیں جس حد تک کہ انگلستان کے رہنے والے والدین کے اختیارات اس کے متعلق تسلیم کئے جاتے ہیں ۔

(دیکھو مقدمہ جانسٹن بنام بیٹی (۱۸۴۳) ۱ کلارک و فنلے ۱۱۴ و ۱۴ بنچ کاٹن ہام)

دفعہ ۵ ۔ اگر کوئی ملک غیر کا نابالغ یا مجنون انگلستان میں موجود ہو (خواہ وہ عارضی ہی طریقہ سے کیوں نہ ہو (دیکھو مقدمہ برنج (۱۹۰۲) اچانسری ۴۲۶ بنچ، ونگھم ولیمس - اسٹرلنگ - کوزنس بارڈے) تو انگریزی عدالتوں کو بلاشبہ یہ اختیار

ہے کہ وہ نابالغ کی حفاظت ذات اور جائداد کے لئے کوئی ولی اور مجنون کے جنون کی تحقیقات کے واسطے کوئی کمیشن مقرر کرے، باوجود اس علم کے کہ ان کے ملک میں ان کے ایسے ولی یا مہتمم یا محافظ موجود ہیں۔ لیکن اس بارہ میں البتہ اختلاف ہے کہ یہ اختیار کس موقعہ پر کام میں لایا جانا چاہیئے۔

دفعہ ۶۔ صرف ذات کے متعلق ایک رائے یہ ہے کہ ولی یا محافظ ذات خواہ وہ بیرونی عدالت سے مقرر ہوا ہو یا بلا واسطہ عدالت کے بیرونی قانون کی رو سے ایسا اختیار استعمال کرتا ہو اس کا مجاز نہیں ہے کہ وہ نابالغ یا مجنون پر انگلستان میں ایسا اختیار استعمال کرے اور اس بنا پر اگر وہ انگلستان میں ہو اور ایسی استدعا کرے تو انگریزی عدالتوں کو وہ اختیار کام میں لانا چاہیئے جس کا تذکرہ دفعہ ۵ میں کیا گیا ہے۔

مجانین کے بارہ میں دیکھو مقدمہ ہوسٹن (۱۸۲۶) ۱۔ رسل ۳۱۲ ج، الڈرنے
نابالغین کے لئے دیکھو مقدمہ بیٹی بنام جانسٹن (۱۸۴۱) افلپس ۱۷ ج، کاٹن ہام بنام جانسٹن بنام بیٹی (۱۸۴۳)۔ اکلارک و فنلے ۴۲ ج، لنڈہرسٹ۔ کاٹن ہام۔ لینگ ڈیل ۵۔

دوسری اور صحیح تر رائے یہ ہے کہ جو ولی یا محافظ ذاتی قانون یا نابالغوں اور مجانین کے اوطان کی عدالتوں کے حکم سے مقرر ہوئے ہوں انکو انگلستان میں بھی ان نابالغوں اور مجانین پر اختیارات حاصل ہیں اور اس لئے ایسی صورتوں میں انگریزی عدالتوں کو ولی یا محافظ نہ مقرر کرنا چاہیئے جبتک کہ اس کے لئے کوئی خاص وجہ نہ ہو۔

بروہام اور کیمبل نے بمقدمہ جانسٹن بنام بیٹی (یونائیٹڈ اسٹیٹ)
یہ رائے نابالغوں کے متعلق دی مگر بروہام نے مجانین کا بھی ذکر کیا۔ ۱۰ کلارک و فنلے ۹۰ ج

دفعہ ۷۔ اور انگریزی عدالتیں اگر کوئی ولی یا محافظ ذات مقرر بھی کریں تب بھی وہ ان اولیا اور محافظین کے اختیارات کی جو ان کے ذاتی قانون یا انکی عدالتوں کی طرف سے مقرر ہوئے ہوں تائید کریں گے اور ان کے اختیارات میں اس وقت تک دست اندازی نہ کی جائے گی جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ وہ ان اختیارات کو

بیجا طریقہ سے استعمال کر رہے ہیں۔

نابالغین۔ بمقدمہ نرجنگ بنام ویٹیزیرا (۱۹۰۱) لا رپورٹ ۲ ایکیوٹی ۷۰۴۔ جج ، وڈ کی روائی حسب ذیل تھی :۔ اس امر کا اعلان کیا جاتا ہے کہ جو حکم تقرر اولیا کا اس ملک میں جاری کیا جاتا ہے وہ (اشریا کے) سفارت خانہ کی عدالت کے اس حکم میں خلل انداز نہ ہوگا جس کی رو سے مسٹر ویٹیزیرا ولی مقرر ہوئے ہیں اور صاحب موصوف کو بحیثیت ایسے ولی کے نابالغ بچوں کی حفاظت اور نگرانی کا بلا مداخلت غیرے پورا اختیار رہے گا۔ مدعی علیہ کو اختیار ہے کہ وہ نابالغوں کو اس ملک سے باہر لیجانے یا نہ لیجانے کی درخواست کرے۔ یہ تحریک کہ بیرون ملک کی خدمت موقوف کر دی جائے نامنظور ہوئی۔ پیروی مقدمہ کے لئے ولی کے تقرر کی درخواست پر مدعی علیہ مسٹر ویٹیزیرا ایسے ولی مقرر کئے گئے۔ مقدمہ ڈی سیوانی بنام لوساڈا (۱۸۷۰) ۱۸ ویکلی رپورٹر ۴۲۵ جج ہیمس پر دیکھو مقدمہ اسٹورٹ بنام ہیوٹ (۱۸۶۱) ۹ ہوس اوف لارڈز ۲۴۰۔ جج کیمبل۔ دنسلے ڈیل۔ چلمسفورڈ۔ کنگس ڈاؤن پیئرز دیکھو ڈاسن بنام جے (۱۸۵۴) ۳ ڈی گیکز میگنائن گارڈن ۷۲۴ ، جج ، گرانٹ درج تھے۔ نیز لارڈ کیمبل کی بحث اس مقدمہ پر بمقدمہ اسٹورٹ بنام ہیوٹ ۹ ہوس آف لارڈز ۲۶۷ اور مقدمہ اولاد مالکی ۳۱ لا رپورٹ ایرنس ۵۱۴ جج ، اپرٹر۔ جس میں متوفی کا باپ رومن کیتھولک اور ماں پیرسبٹیرین تھی ماں کے ساتھ ایک رومن کیتھولک ولی شریک کر دیا گیا تھا۔

مجانین دیکھو مقدمہ ساؤتھیمر (۱۹۰۲) ۹ چانسری اپیلیں ۶۷۷ 40

جج پینش و جیمس۔

نوٹ۔ اگر نابالغ سرکار انگریزی کی رعایا ہے خواہ وہ قانون منضبط ہی کی رو سے کیوں نہ ہو تو انگریزی عدالتیں اس امر کی مجاز ہیں کہ اس کا ولی مقرر کریں اگرچہ اس کی بود و باش ایسے ملک کی ہو جو سیاسی طور سے ملک غیر سمجھا جاتا ہے یہ اختیار عدالتہائے مذکور لحاظ ضرورت مناسب ایسے وقت میں بھی عمل میں لاسکتی ہیں جب کہ نابالغ نہ خود ان کے حدود ارضی میں موجود ہو اور نہ وہاں کوئی جائداد رکھتا ہو۔

مقدمہ ولوبی (۱۸۸۵) ۳۰ سی۔ ایچ ڈی ۲۲۴۔ جج، کے کی تائید مسز کاٹن اور لنڈلے نے بمقدمہ پیوٹ (۱۹۰۰) ۱۰ آئرش رپورٹ ۲۲۴۔ جج، سیر بڈھ میں کی۔ مقدمہ برگوس (۱۸۸۹) ۴۱۔ سی ایچ ڈی ۳۱۰۔ جج، کاٹن۔ لنڈلے دو بین میں ایسا تقرر نامنظور کیا گیا کیونکہ اس کا موقعہ مناسب نہ تھا۔

ایک نابالغ جو کہ ملک غیر میں رہتا تھا مقدمہ کا ضروری فریق تھا، اس نے اور اس کے بیرونی اولیا نے مقدمہ میں حاضر ہونے سے انکار کیا؛ اس لئے بیرونی مقدمہ کے لئے ایک ولی کا تقرر عمل میں آیا۔ وائٹ بنام ڈوور نے (۱۸۹۱) پی۔ ڈی ۲۹۰۔ جج، جینز۔

دفعہ ۹۔ جائداد کے متعلق ولی، مہتمم یا محافظ جائداد خواہ وہ ذاتی اختیارات کے تحت مقرر ہوا ہو یا ذاتی قانون کی بنا پر بغیر توسط عدالت کے، اس امر کا مجاز ہے کہ اپنے نابالغ یا مجنون کی طرف سے انگلستان میں اس کی ذاتی جائداد کے متعلق دعوے کرے یا رسید دے۔ اس دفعہ اور دفعہ ۷ کے متعلق عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ اولیاء نابالغ عموماً ذاتی قانون کی بنا پر بلا توسط عدالت کے قرار پاتے ہیں مگر مجانین کی صورت میں ایسا نہیں ہوتا۔ دفعہ ہذا کے اصول کی وجہ سے ان اختیارات کو بہت کم کام میں لانے کی حاجت ہوتی ہے جن کا ذکر دفعہ ۵ میں کیا گیا ہے۔ لیکن جب وہ اختیارات کام میں لائے جائیں گے اس وقت محافظ جائداد کے اختیارات انگلستان ہی کے اندر محدود رہیں گے۔ دیکھو مقدمہ آر۔ ایس۔ ۱ (۱۹۰۱) ۲۔ کے۔ بی ۳۲ جج، رگبی۔ ویگھان۔ ولیمز۔ اسٹرلنگ۔

مجانین۔ مقدمہ نیوٹن بنام مینانگ (۱۸۴۹) ای۔ ایم و جی ۳۶۲ جج، کاٹن ہام بمقدمہ الیاس (۱۸۵۱) ۳۔ ایم جی ۲۳۴ جج، ترورو بمقدمہ اسکاٹ بنام بنٹلے (۱۸۵۵) آئی۔ کے ڈی ۲۰۱ جج، ووڈ بمقدمہ ہینگ بنام سدرلینڈ (۱۸۵۶) ۲۵۔ ایل۔ جے (نیو سیریز) چانسری ۶۸۰ جج، نائٹ بروس وٹرز بمقدمہ بیکر (۱۸۱۱) لا رپورٹ ۱۳ مقدمات ایکیوٹی ۱۶۸ جج، ویگنس؛ اس مقدمہ میں شخص زیر بحث کو نوآبادی وکٹوریا کی عدالت نے مجنون

تسلیم کیا تھا اور مجانین کا اعلیٰ عہدہ دار از روئے قانون آبادی مذکور اس کا محافظ قرار پایا تھا۔ مقدمہ لنڈن (۱۸۹۷) ایچانسری ۴۵۳ - بج، اسٹرلنگ؛ مقدمہ تھیری بنام چامرس گوتھری وکمپنی (۱۹۰۰) ۱- چانسری ۸۰ بج، کیکیوچ؛ مقدمہ ڈیڈیشم بنام لنڈن ووسٹ منسٹر بنک (۱۹۰۰) ۲- چانسری ۱۵ - بج، لنڈلے ورجیج و دیگھام ولیمس جنھوں نے نارتھ کے فیصلہ کو توڑ دیا جس میں اس اصول سے ایک عارضی مہتمم کے تقرر کا کام لیا گیا تھا۔ اس شخص کی دیوانگی جس کو فائدہ پہنچنے والا تھا اس وقت اعلان نہیں کی گئی تھی، اس کا اتباع مقدمہ پلیگرن بنام کاکس (۱۹۱۵) ۱- چانسری ۶۹۲ - بج، سارجنٹ میں کیا گیا جس میں یہ طے ہوا کہ انگلستان کے امناء نے غیر ضروری احتیاط سے کام لے کر ان کفالت نامجات کو جو انکی تحویل میں دئے گئے تھے اس منتظم کے حوالے کرنے سے جس کو فرانس کی عدالت نے مقرر کیا تھا انکار کیا۔ منتظم مذکور کو ایسے کفالت نامجات کے حاصل کرنے کا صریح اختیار دیا گیا تھا۔ جب رقم اور کفالت نامجات انگلستان میں ہوں تو انگلستان کی عدالتوں کو اختیار تیسری حاصل ہے کہ وہ اس کو بیرونی منتظم کے حوالے کریں یا نہ کریں۔ اس اختیار کے استعمال کے متعلق دیکھو مقدمہ دی لاراگوئی (۱۹۰۷) ۱- چانسری ۱۴- بج، کوزن ہارڈے وکینڈی؛ نیوساوتھ ویلز میں ایک عورت زیر نگرانی تھی مگر وہ اس ملک کی عدالت سے ہنوز مجنونہ نہیں قرار پائی تھی، اور نہ اس کی جائداد منتظم مجانین کے سپرد ہوئی تھی اگرچہ اس کو نالش کا حق دیا جا چکا تھا۔ یہ طے ہوا کہ انگلستان میں اس کو نہ نالش کا حق حاصل ہے اور نہ وہ عورت مذکور کی جائداد واقعہ انگلستان کی رسید دینے کا مجاز ہے۔ اگرچہ ایک امین کے لئے جائز ہوگا کہ مہتمم مذکور یا کسی دوسرے مناسب عہدہ دار نیوساوتھ ویلز کو وہ رقم حوالے کرے جس کو وہ لوگ اس عورت کے فائدہ کے لئے صرف کرنا مناسب تصور کرتے ہوں۔ مقدمہ وصیت نامہ بارلو (۱۸۸۱) ۲۶ چانسری ڈویژن ۲۸۰ بج، کاٹن۔ بوئن وقرائی میں جنھوں نے کے کی رائے سے اتفاق کیا تھا۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نیوساوتھ ویلز کے منتظم مجانین کو 47

انگلستان میں رسید دینے اور نالش کرنے کا اختیار حاصل ہوتا:- (۱) اگر جائداد اس کی تحویل میں آچکی ہوتی (کاٹن) یا (۲) اگر عدالت مذکور کی حیثیت کا تعین نیو ساؤتھ ویلز میں ہو چکا ہوتا (بوئن و فرائی)۔ بہرحال اب مقدمہ برون (۱۸۹۵) ۲۔ چانسری ۶۶۶۔ج، لنڈلے۔ لوئس اور رکبے میں یہ طے ہو چکا ہے، کہ حقوق ملکیت وغیرہ کا محافظ کے سپرد کیا جانا بہت کم صورتوں میں عمل میں آتا ہے اور وہ کوئی اہم امر بھی نہیں ہے۔ اس لیے حق نالش و عطائے رسید بالکل کافی ہے۔

ایک مجنون کے جائداد کے بیرونی محافظ کو اس اختیار کے دیے جانے کے متعلق بظاہر لارڈ ایلڈن کو اعتراض ہے۔ مقدمہ ہوزٹن (۱۸۲۶) ۱۔ رس ۳۱۲ لیکن اس امر پر اور نیز ذات پر اختیار کے متعلق جس کے ضمن میں مقدمہ متذکرہ دفعہ ۶ کا حوالہ دیا گیا ہے رپورٹ کے الفاظ ایسے ہیں، جن سے یہ سمجھنے کی گنجائش ہے کہ لارڈ ایلڈن نے صرف کمیشن کے اجرا کا حکم دیا کیونکہ مجنون انگلستان میں موجود تھا۔ اور ان کے نزدیک اس کی حفاظت کے لئے اس امر کی ضرورت تھی کہ نہ صرف بیرونی محافظ بلکہ انگلستان کی عدالت کو بھی اس کی ذات اور جائداد پر اختیار ہونا چاہیئے۔

نابالغین پر ایک باپ کے طرف سے یہ دعوی ہوا کہ اس کو بروئے دفعہ ۴ ۳۸ پنولین کوڈ کے (۱۸) سال تک اپنی نابالغ بچوں کی جائداد سے مستفید ہونے کا حق ہے۔ سرایل شاڈویل نے دعوی کو محض اس بنا پر خارج کر دیا کہ بچوں کا توطن اس ملک میں ہے نہ کہ اس ملک میں جس میں پنولین کا کوڈ جاری ہے۔ مقدمہ گمبیر بنام گمبیر (۱۸۳۵) ۷۔ سائمن ۲۶۳۔ مقدمہ ہلمین (۱۸۶۶) لا رپورٹ ۲۔ ایچیوٹی ۲۶۳ میں ایک بچے کے حق میں ایک ہبہ بالوصیت تھا مگر لارڈ رومیلے نے اوصیا کو اس ہدایت کے دینے سے انکار کر دیا کہ وہ باپ کے حوالے کیا جائے جو کہ قانون ملک توطن کی رو سے بحیثیت محافظ اس کی تحویل کا مستحق تھا۔ موخر الذکر مقدمہ کے فیصلے کو بھی عدالت کے اختیار تمیزی پر منحصر سمجھنا چاہیئے جیسا کہ دفعہ (۱)

میں ہوا تھا ورنہ اس کی صحت کو تسلیم کرنا دشوار ہوگا کیونکہ ایک قیم کے ولی اور ایک بچے کی زندگی میں اسکے والد کی ولایت یا ولی قانونی اور ایسے ولی میں جس کو عدالت نے مقرر کیا ہو تمیز اور فرق کرنا مشکل ہوگا۔ اور یہ عام اصول مجانین کے مقدمات اور نیز اس مقدمہ سے جس کا ذکر آئندہ کیا جائیگا، کافی طور سے تسلیم شدہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکاٹ لینڈ کا ایک محافظ جائداد (curator bonis) اور اسکا مقامی ایجنٹ (factor loco tutoris) اس کا مجاز ہے کہ وہ اپنے اسکاٹ لینڈ کے رہنے والے نابالغ کی طرف سے انگلستان کا کوئی مال متروکہ اپنی تحویل میں رکھے۔ مقدمہ یکے بنام ڈارلنگ (۱۸۷۱) الا رپورٹ ۱۲۔ ایکیوٹی ۳۱۹۔ جج ووکنس۔ مقدمہ یکے طرفہ دانکنس (۱۷۵۲) ۲ ورن واسکر یون ۴۰۷ میں یہ کہا گیا ہے اگرچہ وہ صرف ایک وکیل کا قول ہے کہ نابالغ کی ذاتی جائداد کا جو محافظ کوئی نوآبادی مقرر کرتی ہے، وہ نابالغ کے انگلستان میں آتے ہی معطل ہو جاتا ہے۔ لارڈ ہارڈوک نے ذاتی جائداد کا ایک محافظ مقرر کیا جس کے لئے ممکن ہے کہ کوئی خاص وجہ موجود ہو۔

دفعہ ۱۰ لیکن جب جائداد عدالت کے تحفظ میں ہو، یا اس میں دست اندازی صرف عدالت کے اس اختیار سے، جو اس کو اماتی جائداد یا ان قانونی اختیارات کی بنا پر، جو اس کو مجانین کی جائداد کے متعلق حاصل ہیں، ہو سکتی ہو اسوقت یہ امر عدالت کے اختیار تمیزی پر منحصر ہوگا کہ وہ بیرونی اولیا، متہمین، اور محافظین کو نابالغ کی جائداد یا اس کی آمدنی کا کتنا حصہ سپرد کرے۔

48 مقدمہ مارگن (۱۸۴۹) ۱۔ ہال وڈاول ۲۱۲۔ جج کاٹمن ہام و مقدمہ اسٹارک (۱۸۵۰) ۲ مینگ وگرینجر ۱۷۲۔ جج مینگ ڈیل۔ وردوف و مقدمہ سرگازور ٹیا (۱۸۵۳) ۲۰ لیننگ ایف وٹی ۲۹۹۔ جج کرین ورتھ و مقدمہ گارنیر (۱۸۷۲) لا رپورٹ ۱۳ ایکیوٹی ۳۲۵ و مقدمہ نائٹ (۱۸۹۸) ۱۔ چانسری ۲۵، جج، لنڈلے۔ رے بگے واگھن ولیم و مقدمہ چارڈسٹلمنٹ (۱۹۰۹) ۱۔ چانسری ۱۲، ۔ جج کیکوچ و مقدمہ نیویارک سکیورٹی ٹرسٹ کمپنی بنام کیسر (۱۹۰۱) ۱۔ چانسری ۶۶۶۔ جج کوزنس ہارڈی۔ یہ کل مقدمات مجانین کے متعلق ہیں۔

دفعہ ۱۱ ایسی صورت میں جہاں انگلستان کا ایک نابالغ عدالت کی حفاظت میں دے دیا جاتا ہے ایک بیرونی نابالغ کو عدالت کی حفاظت میں لینا عدالت کے اختیار تمیزی پر منحصر ہے۔

یرون بنام کالنز (۱۸۸۳) ۲۵ چانسری ڈویژن ۶۵۶ کے مطابق

دفعہ ۱۲ "اگر کوئی سرمایہ کسی ایسے شخص کے نام پر ہو یا اس کو حاصل ہو جو ہائیکورٹ (متعلقہ) کے حدود ارضی سے باہر رہتا ہے، تو جج دریافت کنندہ مقدمات جنون اس امر کا قابل اطمینان ثبوت پہنچنے کے بعد کہ شخص مذکور کے جنون کا اعلان ہو چکا ہے اور اس کی ذاتی جائداد اس قانون کی رو سے جہاں وہ رہتا ہے انتظام کی غرض سے کسی مہتمم کے سپرد کر دی گئی ہے جب صوابدید خود اس امر کا مجاز ہے کہ کسی مناسب شخص کو حکم دے کہ وہ کل سرمایہ یا اس کا کوئی جز مہتمم کو خواہ وہ مقرر کردہ عدالت ہو یا دوسری طرح مقرر ہوا ہو تفویض یا اس کے نام منتقل کر دے اور نیز یہ کہ اس کا منافع وصول کرتا اور پہونچاتا رہے"۔ ایکٹ مجانین ۱۸۹۰ء قانون وکٹوریہ ۵۴ و ۵۵ فصل (۵) دفعہ ۱۳۴۔

دفعہ ۱۴۱ کے ضمن تعبیری کے لحاظ سے "سرمایہ میں ہر رقم وظیفہ سالانہ یا ضمانت جو کسی کمپنی یا سوسائٹی کے رجسٹروں میں داخلہ یا صرف انتقال نامہ کے ذریعہ سے یا انتقال نامہ کے ساتھ دوسرے ضوابط کی تکمیل سے منتقل ہو سکتی ہو، اور ہر حصہ اور سپر سود اور ان جہازوں کے شراکتی حصے، جو تجارتی جہازوں کے ایکٹ ۱۸۵۴ء (فی الحال بابتہ ۱۸۹۴ء) کے تحت رجسٹر ہوئے ہوں، شامل ہیں"۔

اس ایکٹ میں "حاصل ہو" کے الفاظ ان معنوں میں نہیں مستعمل ہوئے ہیں جن میں وہ انگریزی قوانین میں استعمال کئے جاتے ہیں اس ایکٹ کے مقاصد کے لئے اس شخص کو صرف دعوی دائر کرنے اور رسید دینے کا اختیار حاصل ہونا کافی ہے۔ مقدمہ برون جس کا بذیل دفعہ (۹) ذکر ہو چکا ہے۔ بیرونی مہتمم

لہ بذریعہ ایکٹ متعلقہ اشخاص ناقص العقل ۱۹۱۲ء ایکٹ مجانین کا یہ حصہ ان لوگوں سے بھی متعلق ہے جو ناقص العقل پائے جاتے ہیں۔

جائداد سے ضمانت لینے کی ضرورت نہیں اگر اس کے ملک تقرر میں اس کی ضرورت نہیں متصور ہوتی ۔ مقدمہ میچل (۱۸۸۱) ۱۔ چانسری ڈویژن ۵۱۵ میں ۔ جج جیمس ۔ بیگلے ۔ ولش نے ابر بنائے قانون) ۱۹ و ۱۷ وکٹوریا فصل ۷۰ ۔ دفعہ ۱۴۱ فیصلہ کیا ۔

دفعہ ۱۳ لیکن کوئی انگریزی قانون مجانین یا محافظان مجانین، ان لوگوں سے متعلق نہیں ہو سکتا جو بیرونی عدالتوں کی کارروائی میں مجنون ثابت ہوئے ہوں یا ان محافظوں یا مہتموں سے جو بیرونی عدالتی کارروائیوں میں مقرر ہوئے ہوں، بغیر اس کے کہ صاف اور صریح الفاظ میں اس کی اجازت دیگئی ہو ۔ ا

مقدمہ سیلوا بنام ڈاکاسٹا (۱۸۰۳) ۸ ۔ ویسی ۸۱۶ ۔ جج ایلڈن ۔ جس میں فیصلہ مقدمہ بکیر فہ اٹویوس (۱۷۴۹) دس سین ۲۹۸ ۔ جج ہارڈوک منسوخ کیا گیا ۔

49

دفعہ ۱۴ نہ انگلستان کے عدالتی اختیارات متعلقہ مجانین اس وقت تک کسی شخص پر نافذ ہو سکتے ہیں جبتک کہ انگلستان کے کسی کمیشن نے شخص مذکور کے دماغی حالت کی تحقیقات نہ کر لی ہو ۔

مقدمہ ہوزٹن (۱۸۲۶) ۱۔ رسل ۳۱۲ ۔ جج ایلڈن ۔

دفعہ ۱۵ دنیا کے مختلف قوانین میں جو انتظامات اہلیت کی کمی کو پورا کرنے کے لئے کئے گئے ہیں وہ انھیں حالتوں تک محدود نہیں جن میں اہلیت کلیتاً ناقص ہو بلکہ اکثر ان حالتوں پر بھی حاوی ہیں جن میں اہلیت جزءاً ناقص ہوتی ہے مثلاً ایک زوجہ اس کی اہل متصور ہو سکتی ہے کہ وہ کوئی فعل اپنے شوہر کی اجازت سے عمل میں لائے مگر بغیر ایسی اجازت کے وہ اس کی مجاز نہیں ہو سکتی ۔ اسیطرح یہ ممکن ہے کہ ایک نابالغ جو اپنے محافظ کی حفاظت سے نکل چکا ہے اپنے محافظ کے اتفاق رائے سے کسی فعل کا مجاز متصور ہو نہ بغیر اس کے ۔ ایسی صورتوں میں اصولاً محدودہ اہلیت بجائے خود ایک کامل حالت متصور ہوتی ہے جو مجرد اہلیت اور ان عملی حدود میں جو ذاتی قانون قائم کرتا ہے منقسم نہیں ہو سکتی اور ان حدود پر کوئی لحاظ نہیں کیا جا سکتا ۔ لیکن مقدمات ورس بنام ڈی والڈور (۱۸۸۰)

۴۹۔ ایل۔ جے۔ سی۔ آر ۲۶۱ و ۴۱۔ ایل۔ ٹی ۱۹۱، و ۲۰۸ ویکلی رپورٹ ۲۴۶۔ جج فرائی میں اس کے خلاف رائے قائم کی گئی۔ اس مقدمہ میں ایک فرانسیسی مدعی جو فرانس میں اس بنا پر کہ وہ مُسرف قرار پا چکا تھا بغیر اتفاق اپنے عدالت کے مقرر کردہ وکیل (Conseil Judiciaire) کے دعوی نہیں کر سکتا تھا اس کے بغیر ایسے اتفاق کے دعوی دائر کرنے کی اجازت دیگئی۔ یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ مدعی کی حیثیت فرانس میں قطعی نااہلیت کی نہ تھی اس پر جج نے یہ لکھا "بنائے علیہ مدعی کی حیثیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی بلکہ یہ صرف قانون فرانس کے بعض لوازم ہیں جو مخصوص مقدمات میں برتے جاتے ہیں اور اسلئے میری رائے میں مقدمہ ہذا میں مدعی کے نالش دائر کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے"۔ اور اسی بنا پر ایک فرانسیسی جو اسی حالت میں تھا ایک رقم بیرون عدالت کے وصول کرنے کا مجاز قرار پایا، اگرچہ عدالت کا مقرر کردہ وکیل اس کے خلاف تھا۔

مقدمہ سیلاٹ ٹرسٹ (۱۹۰۲) ۱۔ چانسری ۴۸۸۔ جج فارویل جنھوں نے مقدمہ وارمس بنام ڈی وائلڈر کا اتباع کیا اور نیز اپنی رائے سے کام لیا لیکن اہلیت بجز اس کے کیا ہے کہ وہ چند تفصیلی امور کا مجموعہ ہے جس کی بنا پر ایک شخص کی حالت دوسرے معمولی شخص کی حالت سے مختلف ہوتی ہے، اگر حالت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی ہوتی تو اس سوال کے پیدا ہونے کا کوئی موقع ہی نہ تھا۔ فاضل جج نے مقدم الذکر مقدمہ میں اسٹوری کی کتاب موسومہ "اختلاف قوانین" کی دفعہ ۱۰۴ کا حوالہ دیکر اس سے اتفاق کیا کہ ذاتی ناقابلیت، جو قوانین فطرت سے نہیں بلکہ غیر ملک کے رسمی قانون یا ملکی قانون کے اصول پر پیدا ہوتی ہے، اور خصوصاً وہ جس کی نوعیت تعزیری ہوتی ہے، دوسرے ممالک میں جہاں ایسی ناقابلیت کا وجود نہیں پایا جاتا، ناقابل لحاظ متصور ہوتی ہے۔ غالباً اس زمانہ میں کوئی 50
انگریزی جج کسی امر کو قانون فطرت پر مبنی کرنا پسند نہ کرے گا بشرطیکہ اسکے معنی منصفانہ اور معقول اصول کے نہیں بلکہ ایسے مجموعہ قواعد کے سمجھے جائیں جن کا تعین ہو سکتا ہو۔ اس لئے ان دونوں فیصلوں کی صحیح بنیاد:-

اول یہ ہے کہ بعض اشخاص کی رائے میں ایسی اہلیت (Capacity)

کو جو جزئ محدود ہو حیثیت (Status) کے زمرہ میں نہ شریک کرنا چاہیئے۔ اس کا
جواب یہ ہے کہ وہ اہلیت ہی ہے نہ کہ کسی دوسرے معنی میں حیثیت، جس
اس مسئلہ کا انحصار ہے۔ دوسرے یہ کہ عدالت کے مقرر کردہ وکیل Conseil
(Judiciaire) کا قاعدہ ایسا قاعدہ ہے جس سے انگلستان کا قانون محض ناآشنا ہے
لیکن بعینہٖ یہی حالت اسکاٹ لینڈ کے محافظ جائداد (Curator bonis) کی ہے
جو کسی شخص کے بالغ ہو جانے کے بعد بھی اس کی جائداد کی حفاظت کرتا ہے اور
باوجود اس کے اس کی حیثیت انگلستان کے قانون میں تسلیم کی جاتی ہے۔ دیکھو
نیکی بنام ڈارلنگ متذکرہ سابق صفحہ ۴۷۔ اگر ذاتی قانون ایسی حالت میں کہ وہ کسی
شخص کو کسی خاص عمر سے کم میں کلیتاً نااہل قرار دیتا ہے تسلیم کیا جاتا ہے تو ایسے
شخص کی اہلیت کو جو اس سے زیادہ عمر کا ہو اس حد سے بڑھکر جو اس کو
ذاتی قانون کی رو سے حاصل ہے تسلیم کرنے کی معقول وجہ نہیں ہو سکتی؛ جبتک کہ وہ
قیود جو قانون مذکور عائد کرتا ہے تعزیری نہ ہوں یا دفعہ متذکرہ ذیل میں نہ داخل
ہوتے ہوں۔

دفعہ ۱۶ اگر اس نااہلیت کی نوعیت جو ملک غیر کے قانون سے عائد
ہوتی ہے تعزیری یا مذہبی یا انگلستان کے اصول کے صریح مخالف ہو؛ مثلاً غلامی
وغیرہ، تو وہ انگلستان میں ناقابل لحاظ قرار پائے گی۔ یہ مسئلہ اس مسئلہ سے وسیع
ہے جو کسی مستقل اور مضبوط خانگی حکمت عملی کے تحفظ کے ضمن میں پیدا ہوتا ہے
اور جس کے تابع تمام ایسے قوانین سمجھے جانے چاہئیں جو ممالک غیر کے قوانین
کے نفاذ کے متعلق ہیں (دیکھو آئندہ صفحہ ۵۱) کیونکہ یہ ممکن ہے کہ ممالک غیر کا تعزیری
قانون، بالکل انگلستان کی حکمت عملی کے مطابق ہو مگر باوجود اس کے یہ مسئلہ
بجنسہٖ جیسا یہاں بیان ہوا ہمیشہ انگلستان میں قابل قبول سمجھا جاتا رہا ہے۔

لارڈ جسٹس فرائی نے مقدمہ وارس بنام ڈی والڈور میں آسٹوری
کا جو حوالہ دیا اور اس سے اتفاق کیا اس کے لئے دیکھو بیان متذکرہ بالا۔
انگلستان میں یہ مسئلہ اس نااہلیت سے متعلق جو بیرون ملک کسی مذہبی اقرار
(یعنے کسی مذہبی جماعت میں شریک ہونے) سے پیدا ہوتی ہے تسلیم کیا

جاتا تھا؛ اگرچہ خود انگلستان کا قانون ایسی نا اہلیت سے ناواقف نہ تھا۔
اگر کوئی مرد یا عورت نارمنڈی یا مملکت غیر کے کسی دوسرے حصہ میں
اقبال مذہبی کرے تو یہ اقبال اس کے انگلستان میں رجوع دعوی کا
مانع نہ ہوگا کیونکہ وہ تحقیقات کا طالب ہے لیکن اس کو انگلستان کے حدود
کے اندر کسی مذہبی سررشتہ میں اقبال کرنا ہوگا، اس لئے کہ اس کا تصفیہ
بموجب معاملات کلیسا کے صداقت نامہ کی بنا پر کیا جائے گا۔ گویا کہ قانون غیر موضوعہ
بیرونی جائداد کا کوئی لحاظ نہیں کرتا۔ کولٹ ۱۳۲ - ب "کیا ہمیشہ یہ تسلیم نہیں کیا گیا
ہے کہ ممالک غیر میں مذہبی اقرار سول موت کا موجب نہیں ہوتا؟ نائیٹ بروس
بمقدمہ مٹکاف (۱۸۶۴) ۲ - ڈی - جے - ایس ۱۲۴۔

فصل چہارم

51

ازدواج - طلاق - صحیح النسبی

ازدواج

نکاح ہم کو انتظام عامہ (Public order) اور اس تحفظ یا شرط (Reservation) کی طرف رجوع کرتا ہے جس کے تابع جج کے ملک کے خیالات کے مطابق تمام ایسے قواعد رہتے ہیں جو ملک غیر کے قوانین کے نفاذ سے متعلق ہوں۔ اس تحفظ یا شرط کے حدود متعین کرنے میں کبھی کوئی کامیابی نہیں ہوئی یہاں تک کہ اس کی نوعیت بھی صاف طریقہ سے بیان نہیں ہو سکی ہے بجز اس کے کہ وہ ایک مستقل اور مضبوط خانگی حکمت عملی کی (Stringent domestic policy) طرفداری کیلئے ہے اور یہ ہر ملک کے قانون کا خواہ وہ اس کے مقننین یا اس کے ججوں کی زبان سے نکلا ہو، فرض ہے کہ اس کا تعین کرے کہ اس کی حکمت عملی کا کونسا حصہ ایسا لابد ہے کہ اس کی حفاظت کی جانی چاہیئے۔

اٹلی کے کوڈ میں یہ ہے کہ:-

باوجود احکام مندرجہ دفعات بالا کے، نہ ملک غیر کے قوانین نہ ایکٹ نہ فیصلے اور نہ شخصی انتقالات یا معاہدے ایسے ہو سکتے ہیں کہ ان سے ملک کے مانعتی قوانین (Prohibitive laws) متعلقہ اشخاص یا جائداد یا افعال یا ایسے قوانین میں جو انتظام عامہ یا حسن اخلاق کے متعلق ہیں کسی حالت میں بھی کسی قسم کا خلل واقع ہو سکے۔ کوڈ اٹلی ابتدائی دفعہ ۱۲ ؎

اسی کے ہم مضمون نیو لیئن کوڈ میں یہ ہے:-

خانگی معاہدات ان قوانین میں جو انتظام عامہ اور حسن اخلاق سے متعلق ہیں کسی طرح خلل انداز نہیں ہو سکتے۔

اصولاً یہ تحفظ یا شرط ایسی ہے کہ اس سے چارہ ہی نہیں ہے گویا مقصد یہ ہے کہ بعض قومیں مثلاً

ترک اور چینی ایسی ہیں اور انکے خیالات اور ان کا طرز معاشرت ہم لوگوں سے اسقدر مختلف ہے کہ ہم میں اور ان میں شخصی قانون بین الاقوام کا کوئی ایسا سلسلہ قائم نہیں ہوسکتا جسکی بنا پر ہم عام طور سے ان کے قوانین اور فیصلوں کو عیسائی سلطنتوں میں نافذ کرسکیں۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ خود عیسائی سلطنتوں کے خیالات اور طرز معاشرت میں ایسا اختلاف ہو کہ ان کے قوانین اور فیصلوں کو ملک میں نافذ کرنے کے عام قاعدہ میں استثنا قائم کرنے کی ضرورت واقع ہو: مثلاً بعض عیسائی سلطنتوں میں غلامی کا رواج تھا مگر جو حقوق اس کی بنا پر پیدا ہوتے تھے وہ دوسرے ممالک میں جہاں اس کا رواج نہ تھا شاذ ہی صورتوں میں تسلیم کئے جاتے تھے۔ بہرحال "تحفظ یا شرط" کے مسئلہ کا اہم عملی اثر ازدواج اور طلاق کے معاملہ میں ظاہر ہوتا ہے

52 فرض کرو کہ کسی ملک میں دو شخصوں کے درمیان جہاں دو پردیسی سمجھے جاتے ہیں، اپنے ذاتی قانون کے مطابق نکاح کی تجویز ہوتی ہے اگر اس نکاح میں بربنا تعلق رحمی یا ازدواجی یا بربنا مذہب یا اخلاق کے جو صاف طور سے عام انتظام کے متعلق سوالات ہیں کوئی امر قابل اعتراض پایا جاتا ہے تو اس کا تعلق قانون مقام معاہدہ سے ہے جہاں سے اس تعلق کی ابتدا ہوئی اور جہاں وہ ایک غیر محدود زمانہ تک قائم رہ سکتا اور نتائج پیدا کرسکتا ہے۔ اسی طرح اس کا تعلق اس مقام وطن سے ہوگا جس میں فریقین بقیاس غالب اپنی زندگی کا بڑا حصہ بسر کریں گے، یا اس سیاسی حکومت سے جس کے لئے ان کا یہ ازدواج جدید رعایا پیدا کرنے کا باعث ہوگا۔ اور معاملہ ہذا دوسرے معاہدات سے اس امر میں بھی مختلف ہے کہ اکثر ممالک میں ازدواجی معاہدہ بلا سرکاری توسط کے نہیں ہوسکتا اور اس کا عمل بعض ملکی یا مذہبی رسوم کی بجاآوری پر منحصر ہوتا ہے، اور اس کے لئے کسی دوسرے یا خانگی طریقہ کا استعمال بربنائے پوشیدگی عام انتظام کی خلاف ورزی متصور ہوگا جس ایک امر میں اس ملک کو جس میں معاہدہ کا آغاز ہوا، ذاتی قانون کے ملک سے جس کا تعلق اس معاملہ سے سب سے زیادہ ہے دبنا اور جھکنا پڑتا ہے وہ فریقین معاہدہ کی اہلیت ہے جس کا انحصار عمر پر ہوتا ہے۔ اسی میں والدین

اور مخاطبین کی رضامندی بھی شامل ہے جس کے بغیر کامل اہلیت نہیں متصور ہو سکتی۔ پس اگر شخصی قانون بین الاقوام کے قواعد اصولاً اس طور سے مرتب کئے جائیں کہ ایک مخصوص نکاح کی صحت کا تعین ہر ایسے ملک میں ہو سکے، جہاں اس پر اعتراض کیا جائے، تو طریقہ نکاح کی صحت کیلئے قانون مقام معاہدہ کا حوالہ نہ صرف اختیاری بلکہ لازمی قرار دیا جانا چاہیئے۔ اور ہر فریق کی اہلیت کو جو عمر یا تیسرے شخص کی رضامندی پر منحصر ہو انھیں قیود کے ساتھ فریقین کے ذاتی قانون پر محمول کرنا چاہیئے۔ مگر ساتھ ہی اس کے اس ممانعت کا ہو قانون مقام معاہدہ یا فریقین میں سے کسی فریق کے ذاتی قانون کی بنا پر کسی دوسری عارضی یا قطعی نا اہلیت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہو، پورا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ نکاح ایک ایسا معاہدہ ہے جس سے ایک حیثیت (Status) پیدا ہوتی ہے، اسلئے اس کا قانون معاہدہ اور قانون حیثیت، دونوں کے مشترکہ اثر میں رہنا، کوئی امر خلاف امید نہیں متصور ہو سکتا۔ اس معاملہ پر اس سختی سے نظر ڈالنے کی وجہ سے جو دقتیں پیش آتی ہیں، ان کا ایک جز، ایسے قواعد سے، جو بین الاقوام معاہدات کے ذریعہ سے پیش کئے جائیں اور نیز خود اختیاری وضع قوانین سے، رفع ہو سکتا ہے۔ اگر اس تیقن کے لئے کہ ایک نکاح کی صحت کے متعلق ہر جگہ یکساں فیصلہ ہوگا کسی قدر نقصان اور زحمت گوارا کر لی جائے۔ 58

فرانس اور اٹلی کے قوانین میں اہلیت نکاح کی بین الاقوامی حیثیت سے جداگانہ بحث نہیں کی گئی ہے بلکہ اہلیت کے عام مباحث پر جس کا ذکر ہم قبل ازیں (صفحات ۲۵ و ۲۷) میں کر آئے ہیں اکتفا کیا گیا ہے ہم (صفحات ۲۱ و ۲۲) میں یہ بھی دیکھ چکے ہیں کہ جرمن کے مجموعہ قوانین سول کی دفعات ۷ و ۲۷ میں عام اہلیت کے مسئلہ سے بحث کی گئی ہے۔ اور وہ مسئلہ معاملہ نکاح سے اس طور سے متعلق کیا جاتا ہے۔

> دفعہ ۱۳ فقرہ اول۔ اگر فریقین نکاح میں سے کوئی فریق جرمنی ہے تو انعقاد نکاح کا مسئلہ ہر فریق کے حق میں اس ملک کے قانون کے مطابق فیصلہ کیا جائیگا جہاں کا وہ رہنے والا ہے۔ یہی حال ان پر دیسیوں کا ہے

جو جرمنی میں نکاح کرتے ہیں [یہ بھی ان فقروں کے ہے جس سے دفعہ ۷ متعلق ہوتی ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۱]

جو معاہدہ بارہ سلطنتوں میں ۱۹۰۲ء میں ہوا۔ اس کی دفعہ (۱) (دیکھو صفحہ ۳۲) میں قانون جرمنی کے دفعہ (۱۳) کی طرح یہ امر ضروری قرار پایا ہے کہ انعقاد نکاح کے لئے ہر فریق کو جداگانہ اہلیت کی شرائط کی تکمیل کرنی چاہیے، اور اس میں بظاہر کسی بحث کی گنجائش نہیں ہے۔ ہم کو معلوم ہوگا کہ انعقاد نکاح کا وجود ثابت ہو جانے کے بعد اس کا جو اثر جائداد پر پڑتا ہے، اس کا انحصار ازدواجی توطن یا شوہر کی قومیت پر ہو سکتا ہے، لیکن جبتک کہ خود نکاح کا وجود نہ ثابت ہو جائے، زوجہ کی اہلیت کا زوج کے ذاتی قانون سے فیصلہ کرنا منطقی طور سے صحیح نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس کے بعد معاہدہ میں مخصوص نکاحوں کی نسبت اعتراض کا تذکرہ کیا گیا ہے، اور دفعہ (۲) میں بیان ہوا ہے کہ مقام انعقاد کا قانون، اس امر کا مجاز ہے کہ وہ پروٹسٹنٹوں کے ایسے نکاحوں کو روک دے، جو قانون مذکور میں رشتہ یا ازدواجی تعلق، یا طلاق بر بنائے زنا، یا آپس میں ایک دوسرے کے قتل کی سازش میں سزایاب ہونے کی بنا پر، قطعاً ممنوع قرار پائے ہوں۔ یہ سب نااہلیتیں تنقل اور فی نفسہ نہیں ہیں، بلکہ بالنسبت ہیں، اور یہ تصور کرنے کا موقعہ ہے کہ اس سے مقصد یہ تھا کہ مقام انعقاد کے قانون کو بھی اس معاملہ میں وہی اختیارات حاصل رہیں، جو کہ ذاتی قانون کو حاصل ہیں۔[1] مگر ایسا نہیں ہے کیونکہ اسکے بعد ہی یہ حکم موجود ہے کہ جو نکاح اس ممانعت کے خلاف منعقد ہوں گے وہ باطل نہ قرار پائیں گے۔ اگر وہ اس قانون کے مطابق جس کا حوالہ دفعہ (۱) میں دیا گیا ہے صحیح اور جائز سمجھے جاتے ہیں اور دفعہ (۲) کے ایک فقرہ اور دفعہ ۶ کو ملا کر پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ کسی سلطنت پر ایسے نکاح کے انعقاد کی

---

[1] اس معاہدہ سے بعد، فرانس اور لیمبرگ نے دست برداری کر لی ہے۔ برخلاف اسکے یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اسکے احکام کو مصر کی مشترکہ عدالت مرافعہ نے مثل قانون ملک کے تسلیم کر لیا ہے اگرچہ بعد اس معاہدہ کا کوئی فریق نہ تھا (دیکھو کلونٹ ۱۹۱۲ء صفحہ ۲۴۱)

تائید کرنا لازم نہیں ہے جو نکاح سابق یا کسی دوسری مذہبی مزاحمت کی بنا پر اس کے قانون کے خلاف ہو۔ اس کی مثال رہبانوں کے طبقہ میں شرکت یا کوئی نذر ہو سکتی ہے لیکن اگر ایسا نکاح دو پردیسی اشخاص میں تجویز کیا جائے تو کسی سفیر و دول خارجہ یا ایجنٹ کے روبرو اس کے انعقاد کی منظوری دینا اس سلطنت پر لازم ہے۔ اور اگر فریقین کسی طور سے معمولی طریقہ سے ایسے نکاح کے منعقد کرا لینے میں کامیاب ہو جائیں تو دوسری سلطنتوں کو اس ناجوازی کا مطلق نہ خیال کرنا چاہیے جو مقام انعقاد میں پیدا ہوئی ہے۔ معاہدہ مذکور الصدر میں ایسے لوگوں کے ساتھ جنھوں نے نکاح کی رسم ادا کر لی ہے بیحد نرمی برتی گئی ہے یہاں تک کہ مقام انعقاد کی ممانعت پر ذاتی قانون کی اجازت کو نہ صرف اسی حد تک ترجیح دی گئی ہے جس کو ہم قبل ازیں ظاہر کر چکے ہیں بلکہ دفعہ (۳) کی رو سے مقام انعقاد کا قانون پردیسیوں کو ایسے نکاحوں کی بھی اجازت دے سکتا ہے جو کسی مذہبی خیال کی بنا پر ان کے ذاتی قانون میں ممنوع ہیں اگرچہ دوسری سلطنتوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایسے نکاحوں کو نہ تسلیم کریں۔

نکاح کی شکل (مراسم وغیرہ) کے متعلق اٹلی کے مجموعۂ قوانین میں ایک عام دفعہ یہ ہے۔

> ظاہری مراسم ایسے افعال کے متعلق جو مابین زندہ اشخاص کے عمل میں آئیں یا ان کا تعلق آخری وصیت سے ہو، اس مقام کے قانون کے تحت فیصل ہوں گے جہاں وہ افعال واقع ہوئے لیکن باوجود اسکے فریقین کو اختیار ہوگا کہ وہ مراسم میں اپنے قومی قانون کا اتباع کریں، بشرطیکہ فریقین میں سے ہر فریق کا ایک ہی قومی قانون ہو۔ اٹلی کا کوڈ ابتدائی دفعہ (۹)

لیکن جرمن کے مجموعہ سول قوانین کی دفعہ (۱۱) میں عام اجازت اور دفعہ ۱۳ میں خاص اجازت دیگئی ہے۔

> دفعہ (۱۱) کا فقرہ اول۔ (بیرونی قانون) کے ایک فعل کی شکل کا تصفیہ ان قوانین (اندرونی) کی رو سے کیا جاتا ہے جو اس قانونی تعلق کے

بارے میں نافذ ہیں جو کہ محل کا اصلی مقصد ہے لیکن اس مقام کے قانون (اندرون ملک) کا اتباع کرنا جہاں وہ محل واقع ہوا ہے کافی ہے[1]

دفعہ ۱۳ کا تیسرا فقرہ۔ جو نکاح جرمنی میں منعقد ہو، اس کی شکل کا تصفیہ جرمن کے قوانین (اندرونی) کی رو سے کیا جائے گا۔

سنہ ۱۹۰۲ء کے معاہدہ میں یہ احکام ہیں:۔

دفعہ ۵۔ جو نکاح مقام انعقاد کے قانون کے مطابق منعقد ہو، وہ دوسرے ممالک میں جہاں تک کہ اس کا تعلق نکاح کی شکل (مراسم) سے ہے، جائز متصور ہوگا۔

تاہم یہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ وہ ممالک جن کے قانون کی رو سے انعقاد نکاح کے لئے مذہبی رسوم کا عمل میں آنا لازم ہے، اپنی قوم کے ان نکاحوں کو تسلیم کرنے کے مجاز ہوں گے جن میں ایسے مراسم عمل میں نہ لائے گئے ہوں۔ قومی قانون میں جو ہدایت نکاح کا اعلان شائع کرنے کے متعلق ہے اسکی پوری وقعت کرنی چاہیے لیکن اس کی عدم تعمیل سے نکاح بجز اس ملک کے جس کے قانون کی خلاف ورزی کی گئی ہے کسی دوسرے ملک میں ناجائز نہ متصور ہوگا۔

نکاح نامہ کی ایک سرکاری سند و نقل فریقین کے عہدہ داران متعلقہ کے پاس بھیجدی جائے گی۔

دفعہ ۶۔ جو نکاح ایک شخص کے ملک کے سفیر یا ایجنٹ کے سامنے اس کے ملک کے قانون کے مطابق منعقد ہو وہ جہاں تک کہ اس کا تعلق شکل (مراسم) سے ہے ہر ملک میں صحیح متصور ہوگا۔ اگر فریقین میں سے کوئی فریق اس ملک کی رعایا نہیں ہے جہاں نکاح منعقد ہوا اور نہ اس سلطنت نے اس پر کوئی اعتراض کیا جس کی وہ مجاز نہیں ہے گو کہ نکاح مذکور

---

[1] اس کی بنا پر مسئلہ رنوائے (renvoi) لازمی نہیں رہتا اگر مقام محل کا مجموعہ قوانین (بیرونی) کسی محل کی شکل کیلئے دوسرے ملک کے اندرونی قوانین کا حوالہ دیتا ہے تب بھی اس شکل کی تکمیل جو مقام محل کے اندرونی قوانین میں بتائی گئی، بالکل کافی متصور ہوگی۔

نکاح سابق یا کسی دوسری مذہبی مزاحمت کی وجہ سے اس سلطنت کے قوانین کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

جو اختیار دفعہ ۵ کے دوسرے فقرہ میں محفوظ کر لیا گیا ہے وہ ان نکاحوں سے متعلق ہے جو سفرا اور ایجنٹوں کے مواجہ میں منعقد ہوتے ہیں۔

دفعہ ۔ ایک نکاح جو شکل (مراسم) کے نقص کی وجہ سے مقام انعقاد میں باطل متصور ہو جائز ہے کہ دوسرے ممالک میں صحیح سمجھا جائے اگر ان مراسم کی جو فریقین کے قومی قانون میں بتائے گئے ہیں تعمیل ہوئی ہو۔

معاہدہ میں جو رعایت اہلیت کی ۱۷ ایسے تعلقات قائم کرنے کے متعلق کی گئی ہے جو نکاح سمجھ کر قائم کئے گئے ہیں اس کا پتہ اس موقعہ پر بھی زیادہ تر وقت کے ساتھ چلتا ہے اور یہ معاہدہ (convention) کی تکمیل کی غرض سے لابد تھا کیونکہ بعض ممالک میں نکاح میں مذہبی رسوم کا نہ ادا ہونا قابل اعتراض متصور ہوتا ہے۔

اب ہم کو یہ بتانا ہے کہ نکاحوں کے بین الاقوامی جواز کے متعلق انگلستان کے مقننین کی کیا رائے ہے۔

دفعہ ۱۷ نکاح کے جواز کے لئے یہ امر لازم ہے کہ جہاں تک کہ اس کی شکل یا اس کے مراسم کا تعلق ہے وہ قانون مقام انعقاد کے مطابق ہو۔

ٹبلر بنام فریمین (۱۷۵۶) ایمبلر ۳۰۳۔ جج بارڈوک۔ لوکن بنام ہنگس (۱۸۲۲) ۳۔ اسٹار ۱۷۱۔ ڈوورائی۔ این پی ۳۸۔ جج ایبٹ۔ کنٹ بنام برگس۔ (۱۸۴۰) ۱۱ سائمین ۳۶۱۔ جج شاڈول بمقدمہ انتقالات بازل (۱۹۰۲) فصل اول صفحہ ۷۵۔ جج سوئفن ایڈی۔ ویسٹ لیک بنام ویسٹ لیک (۱۹۱۰) پی ۱۶۷۔ جج بارگریو ڈین۔ پیئر بنام پیئر (۱۹۲۱) لاجرنل نیوز صفحہ ۱۳ ۴ ماس میں ایک نکاح جو اسکاٹ لینڈ میں دو انگلستان کے باشندوں میں صرف دفتر نکاح میں اعلان کر دینے کے ذریعہ سے منعقد ہوا تھا ناجائز قرار پایا اس بنا پر کہ اسکاٹ لینڈ میں (۲۱) دن کے قیام کی مدت جو لازم تھی اسکاٹ لینڈ کے حساب کے مطابق مکمل نہیں

پائی تھی نیز دیکھو سولٹ بنام کیلے (۱۸۲۵) ۳ کینا پ ۲۵۷ ۔ جج، بردہام جس میں ایک ایسے نکاح کا جواز جو روم میں ہوا تھا اس امر پر منحصر تھا کہ آیا جو ترک مذہب پروٹسٹنٹ ان لوگوں نے کیا تھا وہ کافی تھا یا نہیں اس کا فیصلہ کلیسائے روم کے قانون کے مطابق کیا گیا اور دیکھو سولٹ بنام اٹرنی جنرل آئرلینڈ (۱۹۱۲) اے سی ۲۷۶ ۔ جج، لوربرن۔ ہانسبری۔ ایٹکنسن ہال ڈین جس میں یہ قرار پایا کہ آئرلینڈ کا وہ قانون جس کی رو سے مخصوص نکاح جو رومن کیتھولک پادریوں کے ذریعہ سے کرائے جاتے ہیں ناجائز متصور ہوتے ہیں ایسے نکاح سے متعلق نہیں ہو سکتا جو آئرلینڈ سے باہر منعقد ہوا ہو۔

دفعہ ۱۷ (الف) کسی مذہبی یا کسی کلیسائی قانون پر لحاظ نہ ہوگا اگر نکاح کی شکل قانونِ ملک کے مطابق ہے۔

اسی بنا پر ایک نکاح جو آئرلینڈ میں ایک خانگی مکان میں ایک کیتھولک پادری نے صرف ایک گواہ کے مواجہ میں پڑھایا تھا جائز قرار پایا۔ 56
اگرچہ بیان کیا جاتا تھا کہ وہ کلیسائے روما کے اس فتوی کے خلاف ہے جو پوپ نے ۱۹۰۷ء میں صادر کیا تھا۔ آشر بنام آشر (۱۹۱۲) ۲۱۔ آر۔ ۴۴۵، جج، کینی جس کو چیف جسٹس اوبرائن۔ پالیس سی۔ پی و جسٹس گبسن نے بحال رکھا۔ (۱۹۱۲) ۲۱ آر ۴۴۵۔ قدیم کامن لا اب بھی آئرلینڈ سے متعلق ہے اور اسکی رو سے کسی ایسے نکاح میں جو پادری پڑھائے گواہوں کا وجود لازم نہیں ہے۔ یہی اصول مقدمہ ڈسپائی بنام ٹریسلے پی۔ سی (۱۹۲۱) اے۔ سی ۱۰۲ متفصلہ سولٹن میں بحال رہا جس میں یہ طے ہوا کہ ایک سول نکاح کینیڈا میں جائز ہے اگرچہ قانون کلیسائے روما کی رو سے جس کے فریقین پابند تھے وہ ممنوع ہی کیوں نہ قرار پایا ہو۔

برخلاف اس کے اگر اس ملک کے قانون میں عاقدین نکاح کے مذہبی قواعد کا اتباع لازم قرار دیا گیا ہو تو وہ نکاح جس میں ان قواعد کا اتباع نہیں کیا گیا ہوگا ناجائز قرار پائے گا۔ دیکھو مقدمہ امانت ایسن (۱۸۷۴)

۳۱۔ ایل۔ ٹی۔ آر۔ ۶۳۸۔ جس میں ایک نکاح جو ایک پروٹسٹنٹ انگریز کا ایک آرمینیا کی رہنے والی پروٹسٹنٹ عورت سے ایران میں منعقد ہوا تھا اس بنا پر ناجائز قرار پایا کہ ایران کے قانون کے مطابق اس فرقہ کے مذہبی رسوم کی پابندی نہیں کی گئی تھی چینی رعایا باشندہ پیانگ کا چینی نکاح تسلیم کر لیا گیا اگرچہ اسکے متعلق کوئی رسم عمل میں نہیں آئی کیونکہ مقام انعقاد کے قانون کے مطابق کسی رسم کی پابندی ضروری نہ تھی۔ پیانگ تھائی فن بنام تان ال لائی (۱۹۲۰) اے۔ سی ۳۶۹۔

دفعہ ۱۷ (ب) ایک انگلستان کے گرجا کے پادری نے انگریزی رعایا کا نکاح بعد اعلان کے ملک چین کے ایک دور دراز مقام پر گرجا کے کمرہ میں پڑھایا۔ وہاں کوئی انگریزی گرجا نہ تھا۔ یہ نکاح اس بنا پر جائز قرار پایا کہ انگلستان کے ایکٹ متعلقہ ازدواج کی تعمیل وہاں ناممکن تھی۔ فریقین کو وہاں کے مقامی قانون سے برائت کا حق حاصل تھا اور وہ مجاز تھے کہ وہ اپنے عام قانونی حقوق سے استفادہ حاصل کریں۔

مقدمہ فلپس بنام فلپس (۱۹۲۱) ۳۸۔ ٹی۔ ایل۔ آر۔ ۱۵۰۔

جج، ڈیوک۔

دفعہ ۱۸ نکاح کے جواز کے لئے یہ امر بھی ضروری ہے کہ مقام انعقاد کے قانون میں جو احکام والدین یا اولیا کی رضامندی کے متعلق ہوں، انکی پوری تعمیل کی گئی ہو۔

اسکرم شائیر بنام اسکرم شائیر (۱۷۵۲) ۲۔ ہرل اسٹون وکوئین ۳۹۵۔ جج، سمپسن، ڈڈل ٹن بنام جونز (۱۸۰۲)۔ ہرل اسٹون وکوئین ۴۳۷، جج، ون۔ ان دونوں مقدمات میں مقام انعقاد کے قانون کے مطابق نقص جو تھا۔ موخرالذکر مقدمہ میں نکاح اس فوج کے پادری نے پڑھایا تھا جو آسٹرین فلانڈرس میں بمقام فرانس متعین تھی۔ اگرچہ یہ امر ثابت نہیں ہوا کہ آسٹرین فلانڈرس میں رضامندی کا نہ ہونا موجب نقص نکاح تھا، اگرچہ ڈچ قانون کی رو سے ایسا تھا۔ لیکن دونو مقدمات میں عدالت نے اس حاوی تر اصول پر عمل کیا کہ جو نکاح کسی

وجہ سے بھی قانون مقام انعقاد کی رو سے ناجائز قرار پائے، وہ قانون مقام توطن کی رو سے ثابت نہیں قرار دیا جا سکتا۔

مقدمہ ہارفورڈ بنام مارس (۱۷۶۶) ہیگ۔ کانس۔ ۳ ۴۲ ج، سے اور (۱۷۶۶) ۲ ہیگ۔ کانس ۴۳۶ میں عدالت دفو نے اس نکاح کو جو بیرون ملک منعقد ہوا تھا ناجائز قرار دیا۔ اس بنا پر کہ وہ بوجہ نہ ہونے رضامندی اور مراسم کے انعقاد کے قانون مقام انعقاد کی رو سے درست نہ تھا؛ بلکہ یہ بھی کہا گیا تھا کہ اس میں جبر کا استعمال ہوا تھا۔ اور چونکہ ان نکاحوں کے دیباچی وقفوں میں جن کا ذکر ایک طرف مقدمہ اسکرم شائر بنام اسکرم شائر اور دوسری طرف مقدمات ہرفورڈ بنام مارس اور ہوشن بنام جونیرن میں ہوا ہے؛ لارڈ ہارڈوک کا مجوزہ ایکٹ نکاح منظور ہو چکا تھا اسلئے عدم رضامندی جس کی بنا پر قبل ازیں ایسے نکاح جو بغیر اجرائے اعلان کے منعقد ہوتے تھے، انگلستان میں صرف بیضابطہ متصور رہتے تھے، وہ دونوں امور موخرالذکر نکاحوں کے وقت کامل طور سے ناجوازی کا موجب ہو جاتے بنابرعلیہ دونوں موخرالذکر مقدمات کے نکاحوں کو جائز قرار دینے کی بنیاد یہی قرار دی جا سکتی تھی کہ نکاح کے متعلق ملک کا قانون جو انگلستان کے قدیم قانون سے ماخوذ ہے موجود ہے، اور اس وجہ سے کہ لارڈ ہارڈوک کے ایکٹ میں، اسکاٹ لینڈ اور سمندر پار کے نکاح، استثنا میں داخل ہیں، انگلستان کے ایسے باشندوں کے لئے جنھوں نے بیرون ملک نکاح کیا ہے انگلستان کا نافذ قانون سمجھا جاتا رہا؛ اگرچہ مقام انعقاد کا قانون بالکل اسکے خلاف ہو۔ اس مسئلہ کو اس سے مخلوط نہ کر دینا چاہئے، جو مقدمہ لاتور بنام تیس ڈیل میں بیان ہوا ہے، دیکھو زیر دفعات ۲۶ و ۲۸ بوخرالذکر مقدمہ کے متعلق کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ شخصی قانون بین الاقوام کے اصول ہندوستان کے دیسی قوانین سے متعلق نہیں ہو سکتے کیونکہ ان میں اور عیسائی نظام قوانین میں کوئی قانونی مشابہت اور سبیل نہیں ہے، مقدمہ ہارڈفورڈ بنام مورس میں، جو کچھ عیسائی یورپ میں نکاح کے متعلق بیان ہوا ہے اس سے بڑی حد تک

عام شخصی قانون بین الاقوام کا انکار مستنبط ہوتا ہے۔

57

دفعہ ۱۹ ازدواج کے جواز کے لئے، یہ بھی ضرور ہے، کہ قانون مقام انعقاد کی وہ تمام شرطیں، جو عاقدین کی اہلیت کے متعلق ہوں، پوری کی جائیں، خواہ اُن کا تعلق رحمی یا ازدواجی محرمات سے ہو یا اہلیت کے کسی دوسرے سبب سے، اور خواہ وہ سبب قطعی ہو یا بالنسبتہ۔

بظاہر اس اصول پر کسی انگلستان کی عدالت میں اعتراض نہیں ہوا، اور یہ اس وسیع تر اصول کی بحث میں داخل ہو جاتا ہے جس کا تذکرہ قبل ازیں اسکرم شائیر بنام اسکرم شائیر اور مڈلٹن بنام جنویرن کے مقدمات میں کیا جا چکا ہے: یعنے یہ کہ جو نکاح از روئے قانون مقام انعقاد کے باطل ہو، وہ قانون مقام توطن سے جائز نہیں قرار دیا جا سکتا؛ (مقدمہ ڈالرمپل بنام ڈالرمپل ۱۸۱۱)

۲۔ ہیگ بکانس ۵۴ ج، اسکاٹ میں جو رائے اختیار کی گئی وہ اس سے بھی زیادہ وسیع تھی؛ اسکاٹ لینڈ میں ایک نکاح ایک اسکاٹ لینڈ کی رہنے والی عورت اور ایک ایسے مرد میں ہوا جس کو تجویز میں متوطن انگلستان بتایا گیا ہے (دیکھو صفحات ۵۴۔۶۰۔۶۱) اسکاٹ لینڈ میں جو شرائط انعقاد نکاح کے لئے مقرر ہیں، ان کے کافی ہونے کی بحث سے تمام تجویز مملو ہے: مسٹر ڈالرمپل کے والد کی رضامندی سے مطلق بحث نہیں کی گئی؛ برخلاف اسکے سر ولیم اسکاٹ کہتے ہیں کہ جو اصول اس مقدمہ میں از روئے قانون انگلستان تسلیم ہو سکتا ہے، وہ یہی ہے کہ مس گارڈن کے ازدواجی حقوق کی صحت کی جانچ اس ملک کے قانون سے ہونی چاہیئے جہاں (اگر حقوق مذکور کا کوئی وجود ہے) وہ پیدا ہوئے (دیکھو صفحہ ۵۹) جو اصول اس میں اور ہر دو دفعات مقدم الذکر میں بیان ہوا ہے، وہ اس مقولہ کے مساوی ہے کہ کوئی حقوق ازدواجی جائز نہیں متصور ہو سکتے جب تک کہ وہ اس ملک کے قانون کی رو سے جہاں (اگر ان کا وجود تسلیم کیا جائے) وہ پیدا ہوئے جائز نہ قرار پائیں، لیکن دفعہ ۲۱ سے ظاہر ہوگا کہ جن حقوق ازدواجی کی تائید اس ملک کا قانون کرتا ہے، جہاں (اگر ان کا وجود تسلیم کیا جائے) وہ پیدا ہوئے، وہ ہمیشہ انگلستان میں جائز نہیں

قرار دیئے جاتے ہیں۔

دفعہ ۲۰ ایسا ازدواج جس میں صورۃً قانون مقام انعقاد کی پابندی کی گئی ہو انگلستان میں بلحاظ صورت کے جائز قرار پائے گا۔

ہربرٹ بنام ہربرٹ (۱۸۱۹) ۳ فل۔ ذہبی ۵۸۰-۲۔ بیگ۔ کانس ۲۹۳۔ جج اسکاٹ کے مقدمہ ایتھ بنام میکسول (۱۸۲۴) رائن و موڈی۔ ۸۰ جج بلسٹ کے مقدمہ انتقالات بازلے (۱۹۰۲) ۲۔ چانسری صفحہ ۷۵۵، جج سوفن ایڈی۔

دفعہ ۲۱ ازدواج کے جواز کے لئے یہ لازم ہے کہ عاقدین میں سے ہر فریق کی ازدواجی اہلیت میں اس کے ذاتی قانون کی پوری پابندی کی جائے بخواہ وہ اہلیت بلحاظ عمر کے قطعی ہو یا رحمی یا ازدواجی محرمیت کے لحاظ سے محدود ہو۔

بروک بنام بروک (۱۸۵۷ و ۱۸۵۸) ۳۔ ایس ایم و جی ۴۸۱۔ جج کرامسول واسٹورٹ (۱۸۹۱) ۹۔ ایچ۔ ایل ۱۹۳۔ جج کمبل۔ کرانورتھ بینٹ لینارڈز۔ ونسلے ڈیل کے مقدمہ بریٹی بنام مٹی (۱۸۵۹) ای ایس وٹی ۴۱۶، جج کرامسول میں زوج کے قانون مقام توطن کے لحاظ سے نااہلیت پائی جاتی تھی نہ کہ زوجہ کے قانون کی رو سے۔ یہ نکاح ناجائز قرار پایا، اس بنا پر کہ ہر فریق کی اہلیت اسکے قانون کے لحاظ سے ضرور تھی۔ یہ بحث نہیں کی گئی کہ زوج کے مقام توطن کے قانون کو ترجیح ہے اور نکاح صحیح تسلیم کئے جانے کی صورت میں وہی قانون نکاح قرار پائے گا۔ مقدمہ اسکاٹ و میر بنام ڈی باروز (۱۸۷۷) ۳۔ پی۔ ڈی اے ای۔ جج کاٹن۔ جیمس۔ بیگلے جس میں مقدمہ ایس۔ سی (۱۸۷۷) ۲۔ پی۔ ڈی ۸۱۔ جج فیلمور منسوخ کیا گیا واقعات یہ تھے کہ انگلستان میں نکاح ایسے دو شخصوں میں ہوا جن میں سے ایک انگلستان کا اور دوسرا پرتگال کا متوطن تھا لیکن تقدمہ کی اس نوبت پر دونوں پرتگال کے متوطن قرار پائے تھے اور ایسے رشتہ دار تھے کہ ان کا نکاح از روئے قانون پرتگال باہم نہیں ہو سکتا تھا اگرچہ انگلستان 58

کے قانون کی رو سے اس کی کوئی ممانعت نہ تھی۔ اس امر پر بحث ہوئی کہ بروئے قانون مقام توطن یہ قرابت ایسی ہے کہ اگر پائی جائے، روم کی اجازت ہو جائے تو نکاح کے جواز میں کوئی کلام نہیں رہتا مگر اس پر کوئی لحاظ نہیں کیا گیا اور عدالت مرافعہ نے ناجائزی نکاح کی ڈگری دیتے ہوئے لکھا کہ ہماری رائے صرف اس مقدمہ تک محدود ہے جس میں دونوں فریق بروقت انعقاد نکاح اپنے ملک کے متوطن ہیں جس کا قانون ان کے نکاح کا مانع ہے" اسی مقدمہ (۱۸۷۹) ۵۔ پی۔ ڈی ۹۴ میں یہ سمجھا گیا تھا کہ ایک فریق انگلستان کا متوطن تھا اور جج ہیگن نے نکاح کو جائز قرار دیا تھا مگر اس سند میں بوجوہ ضعف پیدا ہو گیا ہے۔

(۱) خود اس فاضل جج کے فیصلے سے جو اس نے قانون مقام انعقاد کی تائید میں جواز نکاح کے متعلق صادر کیا تھا جس کا ذکر صفحہ ۱۴۱ پر ہو چکا ہے۔

(۲) قانون مقام انعقاد کی تائید میں اس کے کراسول کی رائے کو اختیار کرنے سے جو اس نے مقدمہ سائیمونن بنام ملک میں ظاہر کی تھی اور مقدمہ مٹی بنام مٹی کا نہ حوالہ دینے سے جس میں فاضل جج مذکور نے یہ لکھا تھا کہ "کسی معاہدہ کی تکمیل نہیں ہو سکتی جب تک ہر فریق میں دوسرے فریق کے ساتھ معاہدہ کرنے کی اہلیت موجود نہ ہو" آئی ایس وی ۴۲۳ کو

(۳) پارلیمنٹ کے ان ایکٹوں کے حوالہ دینے سے جن کی رو سے حقیقی چچازاد بھائی بہنوں میں نکاح ممنوع ہے جس سے یہ مفہوم پیدا ہوتا ہے کہ شخصی قانون بین الاقوام کے قواعد کا استعمال ان معاملات میں کم تر ہوتا ہے جن کے متعلق ایکٹوں میں احکام موجود ہیں بہ نسبت ان معاملات کے جو عام قوانین کے تابع ہیں، مقدمہ ڈی ولٹن بنام مانٹی فور (۱۹۰۰) ۲۔ چانسری ۱۵۱۔ ۴۔ جج، اسٹرلنگ میں یہ طے ہوا کہ نکاح کی اہلیت کا جو انحصار قوطن پر ہے، اس سے یہودیوں کے نکاح مستثنیٰ نہیں ہیں اور اس بنا پر وہ نکاح جو چچا بھتیجی میں جو کہ انگلستان کے متوطن ہیں، بمقام وسائڈ حسب قانون یہود ہوا تھا، ناجائز قرار پایا یہودیوں کا قانون نکاح کی شکل تک

تسلیم کیا جاتا ہے نہ کہ اہلیت کے مسائل میں ؛

بر عکس اس کے جو نکاح ایسا ہو کہ اس میں ہر فریق کے ذاتی قانون کی رو سے اسکی اہلیت کا اطمینان ہو جائے وہ انگلستان میں جہانتک کہ اس کا تعلق اہلیت سے ہے قابل تسلیم قرار پائیگا، گرچہ انگلستان کے قوانین کے لحاظ سے وہ ممنوع ہو۔ مقدمہ انتقالات بوڑلے (۱۹۰۲) ا چانسری ۵۱، جج سوئنفن آیڈی اور مقدمہ بروک بنام بروک میں لارڈ کیمبل و کرانورتھ کے فیصلے جن کا حوالہ اس میں دیا گیا ہے، جو باہمی نکاح عیسائی ممالک کی عام رضامندی کی بنا پر حرام قرار پاتے ہیں، ان میں جیسا کہ بعض اوقات کیا جاتا ہے کسی استثنا قائم کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ جو ممالک شخصی قانون ہیں الاقوام کے نفاذ میں شریک ہیں، ان میں سے کسی ملک میں ایسے نکاحوں کا رواج نہیں ہے ؛

یہ امر قابل اظہار ہے کہ دفعہ ۲۱ اور اس سے متعلق متذکرۂ بالا نوٹ، تقریباً بجنسہٖ اسی طرح قائم رکھے گئے ہیں، جیسا کہ اس کتاب کی پہلی اشاعت میں تھے۔ اگرچہ مقدمہ اوگڈن بنام اوگڈن (۱۹۰۸) پی ۴۶ اور چٹی بنام چٹی (۱۹۰۹) پی ۶۷ کے فیصلوں نے اس اصول کو ایک درجہ تک مشتبہ کر دیا ہے۔ اس کی بحث دفعہ ۲۵ کے تحت میں کی جائے گی۔

دفعہ ۲۲ یہ امر کہ نکاح کی جو نا اہلیت تعزیری نوعیت یا مذہبی قسم یا کسی مذہبی جماعت میں شرکت کی بنا پر پیدا ہوتی ہے، وہ انگلستان میں ذاتی قانون کی بنا پر تسلیم نہیں کی جائے گی، یہ اس اصول کا نتیجہ ہے، جو دفعہ ۱۶ - میں بیان کیا جا چکا ہے۔ مذہبی نذروں اور مذہبی جماعتوں کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ انگلستان کی حکمت عملی کا کوئی اصول اس سے زیادہ سخت نہیں متصور ہو سکتا کہ وہ آبادی کی ایک جماعت کی جماعت کو نکاح کے امکان سے باز رکھے جانے کی اجازت دے، لیکن جن صورتوں میں قانون مقام انعقاد معاہدہ کی رو سے نکاح
59 میں کوئی تعزیری یا مذہبی نا اہلیت پائی جائے گی تو اس کا بلا واسطہ نتیجہ یہ ہوگا کہ نکاح منعقد ہی نہ ہوگا اور اسلئے اس کا بواسطہ نتیجہ یہ ہوگا کہ ان مراسم یا اس اہلیت نکاح کے

متعلق انگلستان میں یہ سمجھا جائے گا کہ وہ انعقاد نکاح کیلئے کافی نہ تھے۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان کے قانون کی رو سے اشتہاری مجرم نکاح کیلئے نااہل نہیں متصور ہوتا۔ اگر نااہلیت تسلیم بھی کر لی جائے تو وہ انگریزی عدالتوں میں ایسے نکاح کے تسلیم کئے جانے کی مانع نہیں ہو سکتی، جو ایک انگلستان کے باشندہ نے جس کے متعلق انگلستان میں اشتہار جرم ہوا ایسے مقام میں کیا ہو جہاں وہ اس وقت رہتا تھا۔ یہ فرض کر کے کہ از روئے قانون مقام انعقاد وہ اس نکاح کا اہل متصور تھا۔ جج، ارل۔ ڈس کیننگ اور مانیٹگ استھ نے ان کی رائے سے اتفاق کیا۔ مقدمہ کینارڈ بنام لزلے (۱۸۶۶) لا رپورٹ پراپوی کونسل ۳۸۹؛

دفعہ ۲۳ جب کوئی شخص اپنے ذاتی قانون کی رو سے کسی نہ کسی شکل میں بغیر والدین یا اولیاء کی رضامندی کے نکاح کر لیتا ہے، تو ایسی رضامندی کی عدم موجودگی کی وجہ سے وہ نکاح ناجائز نہیں ٹھہرتا بشرطیکہ قانون مقام انعقاد کی پابندی کی گئی ہو، اگرچہ نکاح میں وہ شکل نہ اختیار کی گئی ہو جس کی بنا پر از روئے قانون ذاتی ایسی رضامندی کی ضرورت باقی نہ رہتی ہو۔

یہ وہ نکاح ہیں، جو کرٹنا گرین[1] کے نکاحوں کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں، ان نکاحوں کی صحت کی بحث پہلی مرتبہ باضابطہ طور سے مقدمہ کمپٹن بنام ہرکرافٹ (۱۷۹۷) ج، ہے، اور (۱۷۹۹) کورٹ آف ڈیلیگیٹ ۲ ہیگ۔ کانس ۴۳۰-۴۳۳-۴۴۴ میں پیش آئی۔ اس مقدمہ میں قصبہ ڈمفریز، کرٹنا گرین کا قائمقام تھا۔ سر جارج ہے نے اسی رائے کی بنا پر، جو انہوں نے مقدمہ ہرفورڈ بنام مارس میں قائم کی تھی، نکاح کو جائز قرار دیا۔ گرڈ ڈیلیگیٹ نے ان کی تجویز کو بر بنائے قانون مقامی بحال رکھا۔ اسی قسم کا نکاح مقامی قانون کی بنا پر مقدمہ گرمی سن بنام گرمی سن میں

---

[1] کرٹنا گرین، اسکاٹ لینڈ میں ایک گانوں ہے: اس نام سے تمام ایسے نکاح موسوم کئے جانے لگے، جو بے قاعدہ طریقہ سے کر لئے جاتے تھے۔ مترجم۔

قائم رکھا گیا (۱۷۸۱) ۲۔ ہیگ کانس ۹۹۔ ۹۸۔ ۸۶؛ اور ایسا ہی فیصلہ فرانسیسیوں کے ان نکاحوں کے متعلق جو انگلستان میں ہوئے تھے، مقدمہ سائیمونن بنام مالک (۱۸۶۰) ۲ ایس وٹی ۶۷ ج۔ کرآسول میں کیا گیا؛

دفعہ ۲۴ جو نکاح انگلستان میں منعقد ہوئے وہ بروئے اصول دفعہ ۲۳ جائز قرار دیا جاتا ہے گو کہ فریقین کے ملک توطن میں اس بنا پر ناجائز قرار پایا ہو کہ فریقین کا مقصد اس ملک کے قانون سے بچنا تھا۔

مقدمہ سائیمونن بنام مالک (۱۸۶۰) ۲۔ ایس وٹی ۶۷ ج کراسول؛

دفعہ ۲۵ جب ذاتی قانون کے لحاظ سے نکاح کا کوئی فریق بغیر کسی شخص کی خاص اجازت کے کسی شکل میں بھی نکاح کا مجاز نہیں ہے، تو ایسی اجازت کے نہ ہونے کی حالت میں نکاح ناجائز قرار پائے گا گو کہ اس میں مقام انعقاد کے قانون کی پابندی کی گئی ہو، تاوقتیکہ یہ ظاہر نہ ہو کہ فریقین میں سے کوئی فریق بظاہر انگلستان کا متوطن ہے اور نکاح انگلستان میں انگریزی شکل میں منعقد ہوا ہے۔

60 مقدمہ سکسس بیرج (۱۸۴۴) ۱۱ سی ایل وایف ۸۵ ٹنڈل نے ججوں کی رائے سنائی۔ جج لینڈہرسٹ، بروہام، کائن ہام، ڈنین اور کیمبل تھے۔ اس مقدمہ میں شاہی نکاحوں کے ایکٹ کی دفعہ (۱) کی رو سے، نکاح کے لئے بادشاہ کی باجلاس کونسل اجازت کی ضرورت تھی؛ یا دفعہ (۲) کے لحاظ سے پارلیمنٹ کی منسوی اجازت ہونی چاہیے تھی۔ دیکھو مقدمہ اسکاٹو میر بنام ڈی باروز متذکرہ بالا دفعہ ۲۱؛

جو اصول اس دفعہ میں بیان ہوا ہے اسکے خلاف آئرلینڈ کا ایک فیصلہ موجود ہے، سٹیل بنام براڈل (۱۸۳۸) ملو۔ ۱؛

جج رڈیڈ کلف جس کو مقدمہ بروک بنام بروک (۱۸۶۱) ۹۔ ایچ۔ ایل ۲۱۶ میں لارڈ کیمپبل نے بھی پسند کیا ہے، اگر اس کا اتباع کیا جائے تو ضروری رضامندی نکاح کی شکل میں داخل متصور ہوگی نہ کہ اہلیت کی ایک شرط قرار پائے گی، اور اس صورت میں سکسس کی بیرج کا مقدمہ اس حالت میں صحیح

سمجھا جاسکے گا، کہ شاہی نکاحوں کے ایکٹ کی نسبت یہ تصور کیا جائے کہ اس کا مقصد انگلستان کے قانون میں ایک مخصوص اور سخت قسم کی نااہلیت پیدا کرنے کا ہے، جس سے شخصی قانون بین الاقوام کے اصول پامال ہو جاتے ہیں۔ اس امر سے انکار کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی، کہ ملک توطن کے ایکٹ کا ایسا مقصد ہونا جائز نہیں تصور ہو سکتا؛ اگرچہ مقدمہ سمونن بنام مالک (دیکھو دفعہ ۴۲) میں عدالت نے فرانسیسی کوڈ کے اس صریح دعوی پر، کہ اس کو فرانسیسیوں کے (etat civil) کی نسبت، جو بیرون ملک ہوں، اختیار حاصل ہے، یا یہ کہ شاہی نکاحوں کے ایکٹ کا یہی مقصد ہے، مطلق اعتنا نہیں کیا لیکن جب کسی ایکٹ میں یہ حکم ہو کہ کوئی نکاح خواہ کسی شکل میں منعقد ہو بغیر خاص اجازت کے باطل ہوگا تو بغیر اس اجازت کے نکاح کی نااہلیت یقیناً پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں صرف مفروضہ مقصد میں یہ فرق کرنا کہ اس کی پابندی کس درجہ تک مطلوب تھی اور کس حد تک نہیں، میری رائے میں خطرہ سے خالی نہیں۔ بناء علیہ، میں مقدمہ سٹیل بنام براڈل سے اختلاف، اور مقدمات کامپٹن بنام بیرکرافٹ اور سمونن بنام مالک سے اس بنا پر کہ ان دونوں مقدمات میں ملک توطن میں نکاح ہو سکتا تھا بشرطیکہ مراسم کی پوری طور سے پابندی کی گئی ہو، اتفاق کرونگا: اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں مخودلارڈ کنیبل کا مقدمہ، بروک بنام بروک، میں یہی منشا تھا (۱۸۵۱) ۹ ایچ۔ ایل ۲۱۵ و ۲۱۸)۔

جو استثنا قائم کیا گیا ہے، اس کی بنیاد مقدمہ اوگڈن بنام اوگڈن (۱۹۰۸) پی۔ ۴۹ ج، کورٹل بارنس، کوزنس ہارڈی ایم۔ آر و کینیڈی۔ لارڈ چیف جسٹس کا فیصلہ ہے جنہوں نے جسٹس بارگریوڈین کی تجویز منسوخ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ نکاح جو انگلستان کی ایک باشندہ اور متوطن عورت اور فرانس کے ایک متوطن مرد میں انگلستان میں منعقد ہوا تھا، جائز قرار دیا گیا، اگرچہ مرد مذکور فرانس کے کوڈ کی دفعہ ۱۴۸ کے تحت میں ۲۵ سال سے کم عمر ہونے کی بنا پر، بغیر اجازت حاصل کئے ہوئے، نکاح کرنے کا مجاز نہ تھا؛ اور ایسی اجازت اس نے حاصل نہیں کی تھی۔ اور دفعات ۱۸۲ و ۱۸۰ کا بین میں اس

میعاد کا تعین کیا گیا ہے جس میں اس کے مجوزہ نکاح کی تنسیخ ہو سکتی تھی، استقرار کیا گیا۔ پس یہ مقدمہ سمونن بنام مالک کے مقدمہ سے جدا ہے، جس میں فریقین کی عمر کی بنا پر فرانس کی منظوری جو موجود نہ تھی، دفعہ ۱۵۲ کی رو سے (جس صورت میں دفعہ مذکور اس وقت قائم تھی) غیر ضروری ہو گئی تھی کیونکہ تین مہینے میں تین بار اس کی منظوری چاہی گئی اور تینوں مرتبہ نامنظور ہوئی اور اس بنا پر اس کو مراسم یا شکل کے تحت میں داخل کرنا بیجا نہیں متصور ہو سکتا۔ اوگڈن بنام اوگڈن کے مقدمہ میں، مراسم نکاح کے عمل میں آنے سے پہلے حصول اجازت کی ضرورت سے بچنا ممکن نہ تھا اور اس لحاظ سے وہ اہلیت کی ایک شرط تھی۔ مگر عدالت مرافعہ نے اس مسئلہ کو جو اس وقت اس کے سامنے تھا شکل یا مراسم کے متعلق تصور کر کے (دیکھو صفحہ ۸۲) یہ لکھا کہ اس تجویز میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کا روئے سخن ان مراسم کی 81
طرف ہے جن کی عمل آوری انعقاد نکاح کے لئے ضروری ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ان اصول کی بناء پر ایک ملک کے قانون میں ان نکاحوں کی بابت جو قطعی طور سے ممنوع ہیں لازمی طور سے کوئی دست اندازی کرنا مقصود ہے۔ پس لئے مقدمہ اگڈن بنام اگڈن سے جس امر کی سند لی جا سکتی ہے وہ صرف اسقدر ہے کہ کسی فریق نکاح کی نا اہلیت جو نکاح کی ناجوازی سے بالکل علیحدہ ہے ایک مسئلہ شکل یا رسوم نکاح کے متعلق ہے اور اگر اس کا تعلق صرف ایک فریق سے ہے، اور وہ قانون بیرون ملک کی بنا پر پیدا ہوتا ہے تو انگلستان میں اسپر لحاظ نہیں کیا جائے گا لیکن عدالت مرافعہ نے اپنے طویل فیصلہ میں کسی فریق کی اہلیت کے ایسے فیصلہ کو جو بیرون ملک کیا گیا ہو تسلیم کرنے میں بڑا پس و پیش کیا، اور یہانتک لکھا کہ "یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا اس عام قاعدہ میں کہ دو عاقل اور بالغ (Sui juris) اشخاص کے نکاح کے جواز کا فیصلہ مقام انعقاد کے قانون کی رو سے ہونا چاہئے (صفحہ ۵۸) انگلستان اور دوسرے ممالک کے مقننین کی رائے میں کوئی قابل لحاظ اختلاف ہے یا نہیں"۔ کیا عدالت نے یہ خیال کیا کہ جو شخص اپنے ملک میں بغیر خاص اجازت کے نکاح نہیں کر سکتا وہ نکاح کے معاملہ میں عاقل و بالغ متصور ہو سکتا ہے؟ قیاس غالب یہ ہے کہ عاقل و بالغ (Sui juris) سے

وہی شخص مراد ہے جس کی اہلیت نکاح میں مقام انعقاد نکاح کے قانون کی رو سے کوئی مانع موجود نہیں ہے۔

اگڈن بنام اگڈن کے مقدمہ میں فیصلہ ہو کر بیس دن سے زیادہ نہیں گذرے تھے کہ سر گورل بارنس نے چٹی بنام چٹی کا مقدمہ فیصل کیا (۱۹۰۹) پی، ۱، ایک ہندو نے جس کا وطن ہندوستان میں تھا، اپنے مذہب کی ذاتی نااہلیت کی بنا پر، اس نکاح کے جواز سے انکار کیا، جو اس نے ایک ایسی عورت سے جس کا وطن انگلستان میں تھا، انگلستان میں ایک رجسٹرار کے دفتر میں کیا تھا۔

اس کے لئے صرف اتنا جواب کافی تھا، کہ باوجودیکہ ہندو مذہب کے قواعد پر عام طور سے 'قانون' کا اطلاق کیا جائے اور خواہ ہندوستان میں ان قواعد کی تعمیل پر ہندو حکومت ہونے کی حالت میں کتنا ہی زور دیا جاتا: یہ امر صاف طور سے عیاں تھا، کہ عدالتوں میں قانون کا جو مفہوم سمجھا جاتا ہے، اس کے لحاظ سے چٹی ہندوستان میں بھی ایک عیسائی عورت کے ساتھ صرف ایک ہی عورت تک محدود رہنے والا نکاح کرنے کا اہل نہ تھا، ممکن تھا کہ وہ اس بنا پر ذات سے خارج کر دیا جاتا اور شاید اس کو اپنے مذہب سے دست بردار ہونا پڑتا۔ اس امر کے اظہار کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی اگر جب کسی فعل کا ایسا مانع موجود ہو، کہ اس کے دفع کرنے پر فاعل قادر ہو تو اس کا 'ذاتی نااہلیت' میں شمار نہیں ہو سکتا۔ اگر اس فعل کا عمل میں لانا بجائے خود اس مانع کا کافی طور سے رفع کرنے والا نہیں ہے، تو اس مانع کا جو جزو باقی رہ جاتا ہے، اس کا تعلق صرف شکل یا مراسم سے ہوتا ہے جیسا کہ مقدمہ سمون بنام مالک میں، رضامندی کا مسئلہ تھا، اور یہ ضرورت تھوڑی سی تعویق سے رفع ہو سکتی تھی لیکن فاضل جج نے 'ذاتی نااہلیت مانع نکاح' کے مسئلہ پر بحث کر کے وہ نتیجہ نکالا جس کی بنیاد، پہلے سے مقدمات اسکاٹومیر بنام ڈی باروز اور اگڈن بنام اگڈن میں پڑ چکی تھی اور چونکہ ہر دو مقدمات مذکورہ سے اس مقدمہ میں بحث کی گئی ہے، اس لئے اسی کو مستند سمجھنا چاہیے۔ اصول یہ ٹھہرا کہ ذاتی نااہلیت اس وقت تک مانع نکاح نہیں ہے، جبتک کہ اس کا وجود مقام انعقاد کے قانون یا ان ممالک کے قوانین میں نہ پایا جائے جہاں نکاح کے وقت فریقین متوطن ہوں۔ 62

اس کا فیصلہ زمانہ کرے گا کہ آیا یہ اصول مرجح رہے گا یا وہ اصول، جو مقدمہ میٹی بنام میٹی میں طے ہوا ہے۔ بہرحال یہ امر یقینی ہے کہ یہ اصولی استنباط (Juridical doctrine) نہیں ہے؛ یعنے ایسا نہیں ہے جو قانونی اصول سے مستخرج ہوتا ہو جب کوئی ایسا پردیسی، جو اپنے ملک وطن کے قانون کی رو سے، نکاح کی کامل اہلیت نہیں رکھتا، انگلستان میں نکاح کرے، تو انگریزی عدالتیں، نا اہلیت پیش شدہ کو، اپنے عدالتوں کے قوانین اور عملدرآمد (Juridically) کے لحاظ سے، اسکو منظور یا نامنظور کریں گی چونکہ وہ مسئلہ بیرونی ہے، اسلئے اس میں کوئی رد و بدل نہو سکے گا۔ اگر پیشکردہ نا اہلیت، قابل منظوری قرار پائے تو یہ فیصلہ کبھی نہیں ہو سکے گا کہ اس سے وہ شخص مستثنیٰ ہے، جو ایسے شخص سے بیرون ملک نکاح کرتا ہے، جو نا اہل نہیں ہے، اگر باوجود اس کے، عدالت پیش شدہ نا اہلیت کو نامنظور کرتی ہے، اور انحالیکہ نکاح کا دوسرا فریق اہل ہے، تو ایسی حالت میں اس کو منظوری کا کوئی موقعہ باقی نہیں رہتا، جبکہ دوسرا فریق بھی نا اہل ہو۔ ممکن ہے کہ واضعان قوانین، کوئی فرق قائم کر دیں، مگر یہ اصول مسلم ہے کہ بیرونی قوانین اور حقوق، اصول مذکور کے تحت میں بطور (Ex debito justitiae) حق کے تسلیم نہیں کئے جاتے بلکہ وہ ایکطرح کی رعایت ہے، جو حسب ضرورت ان کے حق میں مرعی رکھی جاتی ہے۔ یہ مقننین کے لئے ایک وجہ تحریک ہو سکتی ہے، لیکن عدالتوں کے ایسے عمل پر لارڈ بروہام نے مقدمہ وارنڈر بنام وارنڈر میں سخت اعتراض کیا ہے، جس کا حوالہ اکثر دیا جاتا ہے۔ دیکھو ۲ سی۔ ایل وایف ۵۳۰۔[1]

چٹی بنام چٹی کے مقدمہ کے فیصلے میں ایک دوسرا امر قابل لحاظ، جس کی بنیاد مقدمہ اوگڈن بنام اوگڈن میں پڑ چکی تھی، یہ ہے کہ شکل (Form) اور مادہ (Substance) میں کوئی صریح مابہ الامتیاز قائم نہیں رکھا گیا ہے، کم سے کم ایسی حالت میں، جبکہ نکاح کے قوانین میں باہم تصادم واقع ہوتا ہے۔ فیصلہ کا ایک فقرہ یہ ہے کہ "جن فیصلوں کا حوالہ دیا گیا ہے، ان میں اصل (Essentials) اور شکل (Forms)

[1] کینڈا میں نکاح کے متعلق، وضع قانون کے مسئلہ میں جو ۱۹۱۲ء میں جوڈیشل کمیٹی کو سپرد ہوا تھا، ہالڈین نے یہ رائے دی کہ ایک حصہ ملک کی واضع قانون جماعت، انعقاد نکاح کے متعلق ایسے قواعد وضع کرنیکی مجاز ہے، جو معاہدہ کے جواز پر موثر ہوں ۱۹۱۲ء اے۔ سی۔ ۸۸۰۔ (Ex debits justitiae) ز

سے بحث کی گئی ہے۔ جن لوگوں نے یہ فیصلے صادر کئے ہیں وہ اس کو انگلستان کے نقطۂ نظر سے دیکھتے تھے۔ مگر یہ ممکن ہے کہ جو امر اس ملک میں مشکل سمجھا جاتا ہے وہ دوسرے ممالک میں اصل متصور رہو (صفحہ ۸۲) دوسرا فقرہ یہ ہے کہ اگر دوسرے ملک میں نکاح اجازت نہ ہونے کی بنا پر ناجائز قرار پاتا ہے جس کو ہم صرف شکل کی عدم تکمیل قرار دیتے ہیں تو وہ کی حیثیت میں اس میں اور ایسے مقدمہ میں جس میں اجازت شکل سے اہم تر قرار پاتی ہے کیا فرق رہتا ہے (صفحہ ۸۴) اگر بحث کی بنیاد اسی پر قائم کی جائے تو شخصی قانون بین الاقوام کے مسئلہ قانون مقام انعقاد کے تمام مباحث بیکار ہوئے جاتے ہیں ممکن ہے کہ بعض اوقات غلطیاں ہو گئی ہوں مگر مجھ کو اس کا علم نہیں ہے کہ انگلستان اور یورپ کے دوسرے ممالک میں شکل اور مادہ کے حدود کی نسبت کوئی صریح اختلاف یا فرق کیا گیا ہے۔ 63

دفعہ ۲۶ جب کسی قانون متعلقہ کے نہ موجود ہونے کی وجہ سے جائز نکاح کا حسب قانون مقام انعقاد عمل میں آنا ناممکن ہو تو فریقین جہاں تک ممکن ہو اس شکل میں اور ان اجازتوں کے ساتھ جن کی ہدایت خود فریقین کے قوانین کرتے ہوں نکاح کر لینے کے مجاز ہیں۔

گم نام مقدمہ کروس کے سوا فہ قانون متعلقہ ۱۸۱ بات ۲۷۶ جج ایلڈن میں یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ روم میں پروٹسٹنٹ کے نکاحوں کے متعلق کوئی ایسا قانون مقام انعقاد نہ تھا جو ان سے متعلق کیا جا سکے۔ اگر یہ مقدمہ سکس پرج ۱۱ سی بی ایل وایف (۱۵۲) سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو نکاح بطریق پروٹسٹنٹ کیا جائے وہ قانون مقام انعقاد کی رو سے جائز متصور ہوتا ہے۔ لاتور بنام ٹمیس ڈیل (۱۸۱۶) ۸ تان ۲۰ ہج گبس ایڈوکیٹ میں کے نکاحوں کے متعلق مدراس میں کوئی مقامی قانون نہ ہونے کی وجہ سے جو دقت پیش آئی اس کی نسبت یہ فیصلہ ہوا کہ اگر وہ انگریزی رعایا ہیں تو اس انگریزی قانون کے مطابق جو لارڈ ہارڈوک کے ایکٹ کے قبل نافذ تھا نکاح کر سکتے ہیں۔ مقدمہ روڈنگ بنام آتھ (۱۸۲۱) ۲ ہیگ ۱ ۷ ۳۔ جج اسٹول اس میں جو دقت پیش آئی وہ یہ تھی کہ کیپ گڈ ہوپ میں جو ڈچ قانون رائج تھا وہ ان انگریزوں سے متعلق نہیں کیا جا سکتا تھا جو فتح کے بعد ایسے وقت

ادھر سے گذرے جبکہ وہاں آئندہ کا نظام قانونی پورے طور سے متعین نہیں ہوا تھا اور نیز دیکھو وہ مقدمات جو دفعہ ۲۸ کی تحت میں درج کئے گئے ہیں۔

دفعہ ۲۷ جو نکاح سفارت خانوں میں منعقد ہوتے ہیں، وہ خاص قواعد کے تابع ہیں، ان کی ابتدا غالباً اس وقت ہوئی جبکہ سفارت خانوں کے مخصوص اختیارات حدود وارضی میں غیر معمولی طور سے مبالغہ کیا جاتا تھا۔ مگر اب یورپ میں ان کا قیام اس بنیاد پر ہے کہ قانون مقام انعقاد کی مقررہ شکلوں کی پابندی لازمی نہیں بلکہ صرف اختیاری ہے، اور فریقین مجاز ہیں کہ ان کی جگہ نکاح کی وہ شکل اختیار کریں جو ان کے ملک کے واضعان قوانین نے ملک غیر کے قیام کی حالت میں ان کے واسطے اپنے محکمہ جات میں مقرر کر دی ہے۔ لیکن یہ عمل صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ فریقین اسی قوم کے ہوں جس کا وہ سفارتخانہ ہے۔ اگر فریقین میں سے صرف ایک فریق اس قوم کا ہے تو اس مخصوص شکل سے دوسرا فریق کسی اصول کی بنا پر بھی مستفید نہ ہو سکے گا، اور عام رائے یہ ہے کہ ان کے نکاح کے رسوم کا بین الاقوامی جواز قانون مقام انعقاد کے تابع ہونا چاہئے۔ لیکن واضعان قوانین کی ہر جماعت جو اپنے ملک کے دو اشخاص کو اپنے سفارت خانوں میں ایسے نکاح کی مجاز کرتی ہے جو بین الاقوام جائز متصور ہو، اس امر کی مجاز ہے کہ اپنے ممالک میں ایسے نکاح کو بھی جس میں صرف ایک فریق اس کا ہم قوم ہو بطور خاص جائز قرار دے۔

64 انگریزی قانون کا یہی عملدرآمد ہے جیسا کہ ہم کو آگے چل کر معلوم ہوگا۔ ایسے قانون میں جس کا عام قاعدہ کم از کم نکاح کے معاملہ میں قانون مقام انعقاد کی شکل کو لازم قرار دیتا ہے، تو اس مخصوص قاعدہ کی تائید میں، بہ نسبت محولہ ملکی بنیاد کے آسانی کا زیادہ تر لحاظ کیا جانا چاہئے۔ ایسی حالت میں بھی کہ فریقین انگلستان کے باشندے ہوں اہلیت کے معاملہ میں سفارت خانوں کے نکاح کسی طرح موثر نہیں ہیں۔ جہاں دونوں فریق ہم قوم ہوں گے، وہاں عام اصول کے مطابق ان کی اہلیت ان کے ملک کے قانون پر محول کی جائے گی یا اس ملک میں ان کے وطن کے قانون پر بشرطیکہ وہاں مختلف ذاتی قوانین کا طریقہ جاری ہو۔ جس حال میں صرف ایک فریق ہم قوم سفارت خانہ ہے، تو اہلیت کا فیصلہ ہر فریق کے قانون متعلقہ سے کیا جائیگا بلوردہ مخصوص جواز بھی جو کل

کے متعلق، واضعان قوانین نے، اپنے ملک میں، اپنے ہموطنوں کے نکاح کی صحت کیلئے قرار دیا ہے، اس کا تابع ہوگا کہ فریق ثانی اس شرط کی تکمیل کرے، جو اس صورت سے پیدا ہو۔

دفعہ ۲۸ جس مقصد کی ہم نے اوپر صراحت کی ہے، اس کے لئے، فی الحال، انگلستان میں جو قانون نافذ ہے، وہ ممالک غیر میں نکاح کا ایکٹ مصدرہ ۱۸۹۲ء ہے، جس کی دفعہ (۱) میں یہ محکوم ہے کہ تمام ایسے نکاح جن کا کم سے کم ایک فریق، انگریزی رعایا ہو، اگر بطریق معینہ ایکٹ ہذا، ممالک یا مقام غیر میں بذریعہ یا بالمواجہہ ان عہدہ داران کے جو ایکٹ ہذا میں، عہدہ داران نکاح قرار پائے ہیں، منعقد ہونگے، وہ قانوناً ایسے ہی جائز متصور ہوں گے گویا کہ وہ (برطانیہ عظمیٰ کے ممالک متحدہ میں ان تمام مراسم کی پابندی کے ساتھ منعقد ہوئے ہیں جن کا قانون میں حکم ہے"۔ جو مخصوص جواز، انگلستان کے مقبوضات میں، ایسے نکاحوں کو دیا گیا ہے، اس کی مثال، مقدمہ، ہے بنام نارتھ کوٹ میں ملتی ہے (۱۹۰۰) ۲۔ سی ایچ ۔ ۲۶۲۔ جج، خازویل: اس میں وہ نکاح جو ایکٹ مذکور کے تحت میں انگلستان کے سفیر، متعینہ فرانس کے مواجہ میں منعقد ہوا تھا جائز قرار پایا، اگرچہ عدم تکمیل مراسم کی بنا پر، فرانس میں ناجائز قرار پا چکا تھا۔ ایکٹ مذکور کی دفعہ ۴ ضمن (۱) میں یہ حکم بھی ہے کہ "ایکٹ ہذا کے تحت میں، نکاح کے لئے، اسی قسم کی منظوری کی ضرورت ہوگی جیسی از روئے قانون، ان نکاحوں کے لئے ہوتی ہے، جو انگلستان میں منعقد ہوتے ہیں"۔ اس موقعہ پر، جو فرق "انگلستان" اور "ممالک متحدہ" متذکرہ دفعہ (۱) میں کیا گیا ہے، اس کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ اس سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ انگلستان کا قانون، ایکٹ مذکور کے مقاصد کے لئے، اختیارات خاص کا قانون (Prerogative law) ہے۔ یہ امر بآسانی ممکن تھا کہ ایکٹ میں اہلیت کا مسئلہ، فریقین کے انگلستان کے توطن پر چھوڑ دیا جاتا۔ ایسی حالت میں ایک آسٹریلیا کا باشندہ، جو اپنے نوآبادی یا ریاست کے قانون کے لحاظ سے، اپنی متوفیہ زوجہ کی بہن کے ساتھ، نکاح کرنے کا مجاز تھا، انگریزی سفارت خانہ میں، اس کے قبل بھی کہ ایسا نکاح انگلستان میں جائز قرار دیا جائے، بطریق جائز نکاح کر سکتا تھا۔ لیکن مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ایکٹ کی بنا پر، کوئی ایسا نکاح نہ ہونا چاہیے، جو کہ

بطریق جائز خود انگلستان میں منعقد نہیں ہو سکتا، اور اس بنا پر لازم ہے کہ جو ممانعت رحمی، یا ازدواجی بنا پر انگریزی قوانین میں کی گئی ہے اس کا پورا لحاظ رکھا جائے۔ اب 65
صرف اسقدر بیان کرنا باقی رہجاتا ہے کہ قواعد ذیل جو اس وقت زیر غور ہیں، بہ زیر دفعات ۱ و ۲ نکاح ممالک غیر ۱۹۱۳ء کی کونسل کے تحت مرتب ہوئے ہیں[1]۔

۱۔ (۱) جو نکاح ملک غیر کے مقامی قانون کی پابندی کی بنا پر انگلستان کے قانون میں جائز متصور ہوتے ہیں جب وہ ان ممالک میں ممالک غیر کے نکاح کے ایکٹ کے تحت منعقد ہوں تو ان کے انعقاد سے پہلے عہدہ دار نکاح کو ان میں سے کسی امر کا اطمینان ہونا چاہیے:۔

(الف) کہ فریقین انگریزی رعایا ہیں۔ یا

(ب) اگر فریقین میں سے کوئی فریق انگریزی رعایا ہے، تو دوسرا فریق اس ملک کا باشندہ یا رعایا نہیں ہے۔ یا

(ج) اگر ایک فریق انگریزی رعایا ہے اور دوسرا فریق اس ملک کا باشندہ یا رعایا ہے تو اس ملک کے قانون کے مطابق ملک غیر میں نکاح کے انعقاد کے لئے کافی آسانی موجود نہیں ہے۔ یا

(د) اگر وہ شخص جو نکاح کا ارادہ کرتا ہے انگریزی رعایا ہے اور جس عورت سے نکاح کرنے کا قصد ہے، وہ اس ملک کی رہنے والی یا رعایا ہے تو زیر ایکٹ مذکور ان کے باہمی انعقاد نکاح میں اس ملک کی حکومت کی طرف سے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

(۲) جو احکام اس دفعہ کے تحت میں عہدہ دار نکاح صادر کرے، ان کا مراسلہ سکرٹری آف اسٹیٹ کے پاس ہو سکے گا۔

۲۔ ایکٹ ہذا کے تحت میں جو نکاح ہوں ان میں اگر عہدہ دار نکاح کو یہ معلوم ہو کہ جس عورت کے ساتھ نکاح ہونیوالا ہے وہ انگریزی رعایا ہے اور مرد ملک غیر کا باشندہ ہے تو اس کو اس پر اطمینان ہونا چاہیئے کہ:۔

---

[1] کونسل کے اس حکم سے اکتوبر ۱۹۲۳ء کے احکام منسوخ ہو جاتے ہیں۔

(الف) یہ نکاح اُس ملک غیر کے قانون کی رو سے جائز قرار پائے گا جہاں کا وہ مرد رہنے والا ہے۔ یا

(ب) علاوہ ان رسوم کے جو زیر ایکٹ نکاح ممالک غیر عمل میں آئیں، فریقین میں توثیق نکاح کیلئے دوسرے رسوم عمل میں آچکے ہیں یا عمل میں آنیوالے ہیں، اور وہ دوسرے رسوم اس پردیسی کے ملک کے قانون میں تسلیم کئے جاتے ہیں۔[1]

(ج) سکرٹری آف اسٹیٹ کی منظوری حاصل کرلی گئی ہے۔

جو احکام باجلاس کونسل ایکٹ کے ساتھ ۱۸۹۲ء میں نافذ ہوئے تھے، ان میں دفعہ (۱) کے فقرات (ب) اور (ج) کا اضافہ کردیا گیا ہے۔ جدید احکام ابتدائی مقصد کے مؤید ہیں، یعنے یہ کہ انگلستان کی رعایا عورتیں اس خطرے سے محفوظ رکھی جائیں کہ ان کے پردیسی شوہر ان کو اپنے ملک میں جاکر چھوڑ نہ دیں۔ فقرہ (ب) کی نسبت کوئی ممانعت انگریزی سفارت خانہ کے عہدہ داروں کو نہیں کہ وہ ایسے نکاح کے رسوم ادا کریں، جو ایک پردیسی شخص اور ایسی عورت میں منعقد ہونیوالا ہو جو انگریزی رعایا تھی مگر جس نے اس نکاح سے کسقدر پیشتر ہی دوسرے رسوم کے ساتھ نکاح کرکے اس پردیسی کی قومیت اختیار کرلی ہے اور اس بنا پر اصطلاحی طور سے ملک غیر کے نکاحوں کے ایکٹ کے فوائد سے محروم ہوگئی ہے۔

دفعہ ۲۹ انگلستان میں جو قانون ان نکاحوں کے متعلق تھا، جو سفارت خانوں میں منعقد ہوتے تھے، اس کی گذشتہ تاریخ یہ ہے کہ مقدمہ پرٹریز بنام تان ڈیبر۔ ۱۔ ہیگ کانس ۱۳۶۔ میں، جو ایسے نکاح کے جواز کے متعلق تھا جو انگلستان میں بویریا کے سفیر کے گرجا میں منعقد ہوا تھا، سر ڈبلیو اسکاٹ نے اس

---

[1] پردیسیوں کے ساتھ نکاح کے متعلق، جو ایکٹ سنہ ۱۹۰۶ کا ہے (۱۹۰۶ ایڈورڈ ۷، سی ۴۰) اس کی بنا پر ایسی انگریزی رعایا، جو کسی پردیسی کے ساتھ نکاح کرنا چاہے، اپنے ضلع کے رجسٹرار نکاح سے دریافت کرسکتا ہے کہ آیا ایسا نکاح ملک غیر کے قانون کی رو سے جائز متصور ہوگا؟

66 مسئلہ پر صرف قوانین ملک سے برات، (Exterritoriality)[علہ] کے لحاظ سے نظر ڈالی اور اس نقطۂ نظر سے اس امر میں شبہ ظاہر کیا کہ آیا ایسی حالت میں کہ فریقین میں سے کوئی فریق بھی سفیر کے ملک کا رہنے والا نہ ہو اس حق سے استفادہ کیا جا سکتا ہے: خصوصاً ایسی صورت میں کہ وہ عورت جس کے فائدہ کے لئے یہ بحث کیجاتی ہے اپنے زمانہ قیام انگلستان میں "ایسے گھر میں بھی نہ رہی ہو جس کو اس قسم کا حق حاصل ہو" یا جیسا کہ خود اس نے کہا: "اس نے سفیر کے خاندان میں توطن بھی نہیں اختیار کیا تھا"۔ اس کے بعد قانون ۴ جارج ۴۔ سی ۹۱ (۱۸۲۳) جاری ہوا جو ممالک غیر کے نکاح کے ایکٹ ۱۸۹۲ء سے منسوخ ہو چکا ہے: اس میں یہ محکوم تھا کہ "جو نکاح کلیسائے انگلستان کے پادریوں کے ذریعہ سے گرجا یا کسی انگریزی سفیر یا ایسے پادری کے گھر میں جو کسی دوسری سلطنت میں بھیجا گیا ہو یا کسی گرجا میں جس کا تعلق کسی ایسی انگریزی کوٹھی یا کارخانہ سے ہو جو ممالک غیر میں قائم ہو یا کسی انگریزی رعایا کے گھر میں جو ایسی کوٹھیات یا کارخانہ جات کے حدود میں رہتا ہو منعقد ہوں وہ اسیطرح جائز متصور ہونگے جس طرح وہ نکاح جو بادشاہ کے ملک میں تمام مناسب مراسم کیساتھ قانوناً منعقد ہوتے ہیں"۔ اس سے یہ خیال رفع ہو گیا کہ اس حق کیلئے سفیر کے خاندان یا اسکے متعلقین میں شریک ہونا لازم ہے اور اسکی پابندی مقدمات لوائڈ بنام مپٹ جین (۱۸۴۹) ۲۔ کر۔ ۲۵۱ ج، لونسٹگٹن۔ اور اسٹی بنام اسمتھ (۱۸۵۴) ۱۰ ایبو ۱۲۱ ج، روٹے میں کی گئی۔ موخر الذکر مقدمہ میں فرانس کے وکلا میں اس امر کے متعلق اختلاف ہوا کہ آیا وہ نکاح جو فرانس میں انگلستان کے سفیر کے گرجا میں منعقد ہو جائز متصور ہوگا یا نہیں مگر باوجود اس اختلاف کے انگلستان میں اس کے جائز تسلیم کئے جانے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ مقدم الذکر مقدمہ میں صرف ایک فریق انگریزی رعایا تھا اور دوسرا فریق اس ملک کا رہنے والا تھا جہاں نکاح منعقد ہوا تھا۔ جن کوٹھیات اور کارخانہ جات کا تذکرہ قانون

[علہ] (Exterritoriality) یہ وہ حالت ہے جس میں ایک شخص باوجود ایک ملک میں مقیم ہونے کے جہاں تک اس ملک کے قوانین کا تعلق ہے اس ملک سے خارج متصور ہوتا ہے اور وہاں کے قانون کا پابند نہیں ہو سکتے۔ اسکی بہترین مثال سفرا ہیں اگرچہ وہ ملک غیر میں رہتے ہیں مگر انکا مسکن وغیرہ انکے بادشاہ کے ملک کا ایک جزو متصور ہوتا ہے اور اسی بناء پر اسکا ترجمہ قوانین ملک سے برات کیا گیا ہے ۱۲ مترجم

جارج ۴ سی ۹۱ میں ہے، وہ اب باقی نہیں رہیں، انکا تعلق انتظام سابق سے تھا۔

دفعہ ۳۰ ممالک غیر میں نکاحوں کا ایکٹ مجریہ ۱۸۹۲ء نہ صرف ان سفارت اور قونصل خانوں سے متعلق ہے جن میں سکرٹری آف اسٹیٹ، سفیر یا قونصل یا کسی دوسرے مناسب شخص کو عہدہ دار نکاح مقرر کریں، بلکہ ان نوآبادیوں سے بھی متعلق ہے جو زیر حفاظت انگلستان ہیں، اور جہاں انگریزی تسلط ہے، یہ ضرور نہیں ہے کہ وہاں انگلستان کے تمام آئین جاری ہوں۔ "گورنر، ہائی کمشنر، رزیڈنٹ یا قونصل خانہ کے دوسرے اشخاص نکاح کے عہدہ دار مقرر کئے جاسکتے ہیں۔ اور ایکٹ مذکور کا اس طرح کا نفاذ انھیں مقامات سے مخصوص ہوگا جو بادشاہ کے ملک کے باہر واقع ہیں"، دفعہ ۱۱ (سی)۔ یہ ایکٹ ان نکاحوں پر بھی حاوی ہے "جو ان شاہی جہازوں پر منعقد ہوں جو ممالک غیر کے بندرگاہوں میں لنگر انداز ہوں"۔ کمانڈنگ افسر سکرٹری آف اسٹیٹ کے حکم، یا سررشتہ امیرالبحر کی ہدایت کی بنا پر عہدہ دار نکاح مقرر ہوسکتا ہے۔ دفعہ ۱۲ اور فقرہ (۱۰) احکام مصدرہ کونسل۔ اور دفعہ (۲۲) میں یہ حکم ہے کہ تمام ایسے نکاح، جو انگریزی فوج متعینہ ممالک غیر کی چھاؤنی میں کوئی پادری یا عہدہ دار یا دوسرا شخص جو کمانڈنگ افسر کے زیر ہدایت کام کر رہا ہو، پڑھائے، وہ قانوناً اسیطرح جائز متصور ہوں گے، کہ گویا برطانیہ عظمیٰ میں تمام مراسم معینہ قانون کی پابندی کیساتھ منعقد ہوئے ہیں جس اصول کی اشاعت، اس اعلان کے ذریعہ سے کی گئی ہے، اس کو نکاح کے قانون مقام انعقاد کا استثنا نہ قرار دینا چاہیے، بلکہ یہ سمجھنا چاہیے، کہ وہ اس اصول سے مستخرج ہوتا ہے کہ فوج کی چھاؤنی میں خواہ وہ اس حصہ ملک پر مخالفانہ قابض ہو، خواہ دوستانہ طریقے سے، اس کو کسی سلطنت نے اپنے ملک میں داخل ہونے کی اجازت دی ہو، فوج کا قومی قانون وہاں کا مقامی قانون ہو جاتا ہے، جہانتک کہ اس کا تعلق، اہالی فوج اور اسکے متعلقین کی ذاتی حیثیت کے آئین سے ہے۔ اسی لحاظ سے فوج کے پادری یا دوسرے اشخاص، جو اس کام کو انجام دیتے ہیں، دفعہ ۲۲ کے تحت میں، عہدہ دار ان نکاح نہیں قرار پاتے، اور نہ وہ ان مراسم نکاح کے پابند ہیں، جو ایکٹ مذکور میں بتائے گئے ہیں بلکہ اگر فریقین، اسکاٹ لینڈ کے رہنے والے ہوں، تو ان کے لئے، اسکاٹ لینڈ کا سیدھا سادہ نکاح کافی متصور ہوسکتا ہے۔ 67

دفعہ ۳۱ جو انگریزی فوج، بیرون ملک مصروف بکار ہو، اُس کی چھاؤنی کے حدود میں ہسپانہی اور وہ انگریزی رعایا جو اسکے ساتھ ہو، ملک غیر کے قانون کی بطور قانون مقام وقوع معاملہ (Lex actus) کے بھی، پابند نہیں ہے، اور اسلئے وہ اپنے انگریزی قوانین کی مراسم کی پابندی کے ساتھ، جہاں تک کہ ممکن ہو، نکاح کر لینے کی مجاز ہے۔

مقدمہ کنگ بنام برامپٹن (۱۸۰۸-۱۰ ایسٹ ۲۸۲ ج) ایلن بروگ اس میں، نکاح کسی ایسے شخص نے نہیں پڑھایا تھا، جو انگریزی فوج کے کمانڈر کے زیر ہدایت مقرر ہوا تھا۔ اس کے متعلق لارڈ ایلن بروگ نے کہا کہ جبتک یہ نہ ثابت کیا جائے کہ کوئی دوسرا قانون نافذ تھا، یہی سمجھا جائیگا کہ بادشاہ کی فوج، اپنے اور اپنے ہمراہیوں کے لئے، انگریزی قانون کو اپنے ساتھ لئے ہوئی تھی، پس قرار یہ پایا کہ جس طریقہ پر نکاح ہوا، وہ ایسا تھا کہ لارڈ ہارڈوک کے ایکٹ کے قبل، انگلستان میں جائز متصور ہوتا، اور اسکو ایکٹ نکاح کے اس استثناء میں، جو سمندر پار کے نکاحوں کے متعلق ہے، داخل کرنا مقصود تھا۔ یہ اُس رائے کے مطابق ہے، جو مقدمہ لاتور بنام تس ڈیل میں قائم کی گئی۔ البتہ اس رائے سے مخالف ہے جو جسٹس جارج ہے نے مقدمہ ہرفورڈ بنام ہارس میں قائم کی تھی۔ دیکھو دفعہ ۲۶ ج۔ یہ فرض کر لینا زیادہ تر آسان ہے کہ پارلیمنٹ کا مقصد یہ تھا کہ ایسے انگریزوں کے لئے، جو کسی دوسرے قانون مقام تکمیل معاملہ کے پابند نہیں ہیں، ممالک غیر میں، نکاح کا انگریزی طریقہ ہی جاری رکھا جائے۔ بنسبت اس کے کہ یہ فرض کیا جائے کہ ایک اسیطرح کا استثنا ان مقدمات میں قائم کرنا مقصود ہے جن کے متعلق قانون مقام وقوع موجود ہو۔

مقدمہ برن بنام فرار (۱۸۱۹) ۲ ہیگ۔ کانس۔ ج اسکاٹ میں زوج، اس انگریزی فوج میں ایک عہدہ دار تھا، جو اس زمانہ میں فرانس میں کام کر رہی تھی۔ جج نے اس پر شبہ ظاہر کیا کہ آیا اسپر فرانس کے قوانین نافذ ہو سکتے ہیں، جیسا کہ توہین کے مقدمہ میں عذر کیا گیا تھا۔ اگر مقدمہ چلتا تو کچھ تعجب نہیں کہ یہ شبہ اور زیادہ مضبوط ہو جاتا۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ اسی جج نے، روونگ بنام اسمتھ کا مقدمہ

فیصل کیا جو مقدمہ ہذا سے بہت مشابہ ہے۔ (دیکھو دفعہ ۲۶) ؎
نکاح پڑھانے کے لئے کمانڈنگ افسر کی منظوری لازم نہیں ہے۔ صرف اتنا کافی ہے کہ جو شخص نکاح پڑھائے، وہ کمانڈنگ افسر کا ماتحت ہو۔ دیکھو مقدمہ وال ڈرگریوپیرج (۱۹۴۷) ۴۔ سی وایف۔ ۶۴۹۔ ج، کاٹن ہام دبرد ہام یہ مقدمہ جارج۔ ۴۔ فصل ۱۹ کے مشابہ ہے جو ممالک غیر کے نکاحوں کے ایکٹ ۱۸۹۲ء کے دفعہ ۲۲ پر مبنی تھا ؎

68 **دفعہ ۳۲** جو نکاح عام جہازوں پر منعقد ہوں، انکا بھی وہی حکم ہے، جو قبل کی دفعہ میں بیان ہو چکا۔ سرکاری جہازوں پر نکاح کی توثیق کے متعلق، جو ایکٹ ۱۸۷۹ء میں نافذ ہوا اور جو عہد وکٹوریہ کا قانون نمبر ۴۳ و ۴۲ ہے، اس کی فصل (۲۹) میں یہ حکم تھا کہ انگریزی رعایا کے درمیان وہ تمام نکاح جو ایسے سرکاری جہازوں پر جو ملک غیر میں لنگر انداز ہوں، ان جہازوں کے کمانڈر کے مواجہہ میں منعقد ہوں خواہ انمیں کوئی مذہبی رسم یا طریقہ اختیار کیا گیا ہو یا صرف اسی وقت کے ایجاب وقبول کے ساتھ (Per Verba de praesenti) کئے گئے ہوں اسیطرح جائز متصور ہونگے کہ گویا وہ انگریزی ممالک میں انھیں تمام رسوم کے ساتھ منعقد ہوئے ہیں، جو قانون میں محکوم ہیں۔ اس نکاح کے بارہ میں جس کے فریقین انگریزی رعایا تھے اور جس کو اس سرکاری جہاز کے پادری نے جو اس وقت لیماسول میں لنگر انداز تھا، جہاز کے کپتان کے مواجہہ میں پڑھایا تھا یہ فیصلہ ہوا کہ اس کے لئے اعلان (Banns) کے اجرا کی ضرورت نہ تھی اگرچہ ایکٹ متذکرۂ بالا کا اس میں حوالہ نہیں دیا گیا تھا۔ کلنگ بنام کلنگ (۱۹۶۱) بی ۱۱۶ ج، جین بمقابلہ فوجی چھاؤنی کے جہاز کی وسعت محدود ہونے کی وجہ سے کمانڈنگ افسر کے مواجہہ کی شرط لگائی گئی ہے اور اس لحاظ سے، ممالک غیر کے نکاحوں کے ایکٹ ۱۸۹۲ء میں ان دونوں صورتوں پر الگ الگ نگاہ ڈالنا غلط نہیں متصور ہو سکتا۔

دفعہ ۳۲۔ الف۔ افواج بحری کے نکاحوں کا ایکٹ ۱۹۱۵ء (۵ جارج ۵ سی ۳۵) میں یہ حکم ہے کہ جب بحالت جنگ ان لوگوں میں سے جو باہم نکاح کرنا چاہتے ہیں،

کوئی شخص، افواج بحری میں افسر یا ملاح ہو، اور فریقین نے ان تمام شرائط کی تکمیل کر لی ہو جو کسی عبادت گاہ یا کسی مذہبی حلقہ میں، انعقاد نکاح کے لئے قانوناً ضروری ہوں، تو کمانڈنگ افسر ایسا نکاح خود پڑھا سکتا ہے یا وہ باضابطہ طریقہ سے کسی دوسری جگہ منعقد ہو سکتا ہے۔

دفعہ ۳۳۔ نکاح کا جواز ثابت ہو جانے کے بعد ان حقوق زناشوئی کا جو اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ تصفیہ قانون مقامی (Lex fori) کی رو سے کیا جائے گا۔ یہ مسئلہ انتظام عام یا مخصوص تدبیر منزل کا ہے۔

ہربرٹ بنام ہربرٹ (۱۸۱۹) ۳ ہگ، مذہبی ۵۸ (۲) ہیگ کانس ۲۶۳
جج، اسکاٹ میں اس امر پر بیکار بحث کیگئی کہ جو حکم اعادہ حقوق زوجیت کے متعلق صادر ہوا ہے اس کا شمار اس میعاد کے ختم ہو جانے کے بعد سے ہونا چاہیے جس میں نکاح کے اخفا کی بناء پر از روئے قانون مقام معاہدہ ہر کسی فلکہ میں اور عورت کسی دیر (Convent) میں قید رکھے جانے کی مستحق تھی مگر یہ بحث منظور نہیں ہوئی

دفعہ ۳۴۔ جہاں قانون مقام معاہدہ کی رو سے ایک سے زیادہ بیبیاں ہو سکتی ہیں وہاں جو نکاح اس کے تحت میں کیا جائے گا اگرچہ پہلی ہی زوجہ کے ساتھ کیوں نہ ہو، ایسے نکاح سے جس میں صرف ایک زوجہ کی اجازت ہے (Monogamous marriage) مختلف سمجھا جائے گا اور انگلستان میں اس نکاح کا اطلاق نہ ہو سکے گا اور نہ جو حقوق زناشوئی اس سے پیدا ہوتے ہیں ان کی تعمیل کرائی جا سکے گی اور نہ ان کی عدم ادا کی بنا پر طلاق یا کسی دوسرے چارہ کار کی منظوری دی جائے گی۔ 69

مقدمہ ہائیڈ بنام ہائیڈ (۱۸۸۶) لا رپورٹ ۱۔ پی وڈی ۱۳۰ جج، پیٹر انسی میں اس رائے کا اتباع کیا گیا جو لارڈ برو ہام نے مقدمہ وارنٹر بنام وارنٹر (۱۸۳۵) ۲ سی ایل و ایف ۱ ۵ و ۹ بی ایل این آر ۱۱۲ میں ظاہر کی تھی، نیز مقدمہ متچیل (۱۸۸۸) ۳۸ سی ایچ ڈی ۲۰ جج اسٹرلنگ کا، لیکن ایک زوجہ والا نکاح (Monogamous marriage) ایک غیر عیسائی عورت کے ساتھ، اس غیر عیسائی ملک کے قانون کے تحت جس میں صرف ایک عورت سے نکاح کی اجازت ہے اگر کوئی عیسائی جو اس ملک کا متوطن ہے کرے تو وہ تسلیم کیا جائیگا۔ دیکھو مقدمہ رنکلے بنام اٹرنی جنرل (۱۸۹۰) ۱۵ پی۔ ڈی ۷۶ جج ہیسٹن، اور

مقدمہ ہاروی بنام فارنی (۱۸۸۰) ۶۔ پی۔ ڈی ۴۰ (دیکھو صفحہ ۵۳) میں لارڈ چیف جسٹس لوشس نے یہ ضمنی رائے ظاہر کی کہ اگر اہل اسلام میں سے کسی شخص کی ایک زوجہ بمجملہ چند زوجہ کے اس ملک میں آکر کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرے تو اسپر ایک شوہر کی موجودگی میں دوسرے شوہر سے نکاح کر لینے (Bigamy) کا الزام نہ قائم ہو سکے گا۔ کیونکہ ہمارے قانون کی رو سے، وہ نکاح جو ان کے ملک میں ہوا تھا ایسا نکاح نہ تھا جسپر عیسائی ممالک میں نکاح کا اطلاق ہو سکے

دفعہ ۳۴ الف جو نکاح کسی انگریزی عہدہ دار (پادری، رجسٹرار یا عہدہ داران نکاح زیر ایکٹ نکاح ممالک غیر، وغیرہ) کے توسط سے منعقد ہوگا، اس کی نسبت ہمیشہ یہ سمجھا جائے گا، کہ وہ ایک زوجہ والا نکاح ہے: اگرچہ اس کا ایک فریق ہندو یا کوئی دوسرا ایسا شخص ہو، جو اپنے ملک میں ایک سے زیادہ بیبیاں کرنے کا مجاز ہو۔ اور ایسے نکاح میں، اگر طلاق منظور کی جائے گی، تو اسی طریقہ سے منظور کی جائے گی، جیسے عیسائیوں کے نکاح میں منظور ہوتی ہے۔ مقابلہ کرو مقدمہ میر انور الدین (۱۹۱۷) اے۔ کے۔ بی ۳۶۴، اور نیز دیکھو آئندہ صفحہ ۸۷؛ اور اگر کوئی شخص، اس ملک میں ایسا نکاح کرنے کے بعد، پہلی زوجہ کی زندگی میں، دوسری عورت سے نکاح کر لے گا، تو اسپر "بائیگمی" یعنی زوجہ یا شوہر کی زندگی میں، دوسرے نکاح کرنے کا الزام قائم کیا جا سکے گا: اگرچہ اس کو اپنے ذاتی قانون کے لحاظ سے، اسکی اجازت ہو۔

مقدمہ سرکار بنام نقیب (۱۹۱۶) ایل، ٹی۔ آر (۴۰۶) نج، لارڈ چیف جسٹس ریڈنگ، برے، اٹکن میں جو جسٹس ایورے سے متفق تھے: ایک مصری نے مصر میں بقاعدۂ اسلام نکاح کیا بعدہ جب وہ انگلستان آیا تو اسنے انگلستان کی ایک عورت کیساتھ نکاح کے مراسم ادا کئے، اور بغیر اس کے کہ اس عورت کو طلاق دے، ایک دوسری انگلستان کی عورت سے نکاح کر لیا۔ اس کو بائیگمی کے الزام میں سزا دینے عدالت نے یہ رائے قائم کی کہ جو نکاح مصر میں ہوا اور جس میں اس کو ایک سے زیادہ بیبیاں کرنے کا اختیار تھا اسپر لحاظ نہیں ہو سکتا۔

بحث یہ کیجاتی تھی کہ اس نکاح کی بنا پر جو پہلا نکاح اس نے انگلستان میں کیا وہ باطل تھا یا

لیکن بظاہر اس کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ جن لوگوں کے ذاتی قانون میں ایک سے زیادہ عورتیں کرنے کی اجازت ہو وہ انگلستان میں ایسا نکاح کیوں نہ کر سکیں بشرطیکہ انگلستان کے سرکاری عہدہ داروں کے توسط کے بغیر ان کے پاس ایسے نکاح پڑھوا لینے کے ذرائع موجود ہوں۔ دیکھو مقدمہ اُلی جوا کے آتا ہے صفحہ ۱۰۳ پر اس میں نکاح انگلستان میں اہل اسلام کے طریقہ پر منعقد ہوا تھا۔

نکاح کا اثر جائداد پر

جو مسئلہ قرون وسطی کے "شارحین مابعد" (Post glossator) کے وقت سے چلا آتا ہے وہ یہ ہے کہ نکاح کا جو اثر جائداد غیر منقولہ پر ہوتا ہے وہ "قانون مقام وقوع" (Lex situs) کا اور جو اثر جائداد منقولہ پر ہوتا ہے وہ "قانون مقام توطن" (Lex dmicilii) کا تابع ہے فریقین اس حد تک باہم معاہدہ کرنے اور علانیہ اس پر 70
عامل ہونے کے مجاز ہیں جس حد تک کہ قوانین مذکورہ میں اس کی اجازت دیگئی ہو۔ یہیں سے اصلی اور ذاتی قوانین میں بھی حدود امتیاز قائم ہوتے ہیں۔ اگر کوئی صریح معاہدہ موجود نہ ہو تو قوانین متذکرۂ بالا ہی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ دونوں کے متعلق علی الترتیب قانون واجب العمل متصور ہوں گے۔ جائداد منقولہ اس قانونی مقولہ کی بنا پر کہ "مال منقولہ مالک کی ذات کے ساتھ جاتا ہے" مالک کی ذاتی حیثیت کی تابع رہتی ہے۔ اور توطن سے مراد شوہر کا توطن نکاح کے وقت ہوتا تھا اور وہی بربنائے نکاح، زوجہ کا وطن ہو جاتا تھا اگر پہلے سے وہ ملک اس کا وطن نہ تھا۔

ہم قبل ازیں (صفحہ ۱۷) پر بیان کر چکے ہیں کہ ڈامولن نے اس اصول سے سخت اختلاف کیا۔ اس کی رائے میں اگر نکاح میں کوئی صریح اسکے خلاف معاہدہ نہیں ہوا ہے تو مقام توطن کا رسم و رواج متعلقہ جائداد منقولہ اس جائداد غیر منقولہ سے بھی متعلق ہونا چاہیئے جو اس رقبہ میں واقع ہو جہاں وہ رسم و رواج جاری نہیں ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اختلاف کا اصول یہ تھا کہ وہ آئین ازدواج کو بجائے کسی قانونی عمل کے پابند کرنے فریقین کی مرضی کا

پابند کرنا چاہتا تھا۔ مگر وہ اس سے آگے نہیں بڑھا، اور اس نے اس ملک کے رسم و رواج ہی کو، جہاں نکاح ہوا تھا ان کی مرضی کا آئینہ قرار دیا، اور اسی بنا پر، اس نے انکی جائداد غیر منقولہ پر، خواہ وہ کہیں واقع ہو، کسی صریح معاہدہ کے نہ ہونے کی صورت میں "قانون مقام توطن" کے احکام کو، اسیطرح نافذ قرار دیا، جس طرح قدیم زمانہ میں، اس پر "قانون مقام وقوع" کے احکام نافذ ہوتے تھے۔ ہوگنی نے عملی طور سے ڈاموولن کی رائے کے ساتھ اتفاق کیا، اگرچہ اس نے نہایت باریک منطقی دلائل سے، اس معاملہ میں صریح یا مضمونی معاہدہ کے وجود سے انکار کیا، اور "قانون مقام توطن" کے احکام کے نفاذ کی وجہ، فریقین کی رضامندی قرار دی، اور یہ امر، غیر قرین قیاس سمجھا کہ فریقین کا یہ مقصد ہو کہ انکی جائداد کے مختلف اجزا کا انتظام، محض انکے وقوع پر منحصر رہے[1]

جن لوگوں نے اس مسئلہ کو انتہا تک پہنچائے بغیر قدیم قاعدہ کی مرمت شکل کو منظور کر لیا، وہ آئین ازدواج میں، جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا یکساں ہونا بطور اصول کے تسلیم کرنے لگے، مگر وہ بھی اس یکساں ہونے کو، بہ نسبت رضامندی کے، قانون کی ایک شکل پر محمول کرتے تھے، اور جب اور جہاں کہیں، انھوں نے قومیت کو ذاتی حیثیت کا معیار قرار دیا، جائداد کا ازدواجی سلسلہ بدل دینا پڑا۔ اور اسی بنا پر (دیکھو صفحہ ۲۷) اٹلی کے کوڈ میں، خانگی تعلقات، حیثیت اور اہلیت کے ساتھ ساتھ، قومی قانون کے تابع کر دئے گئے ہیں۔ کوڈ مذکور کی دفعہ ۱۵ میں، جو جرمن سول کوڈ کے اجرا کی ہدایت کرتی تھی، جائداد کے ازدواجی آئین کا فیصلہ، شوہر کے قومی قانون پر منحصر رکھا گیا ہے۔ 71

دوسرے مقننین خصوصاً فرانسیسیوں نے، فریقین کی مرضی کو جو ڈاموولن کے جدید مسئلہ کی بنیاد تھی، زیادہ تر وقعت دی، وہ فریقین کی نیت کی دریافت کی کوشش کرتے ہیں، اور اس کو قبول کر کے، اسکے نافذ کرنے کے لئے آمادہ رہتے ہیں، خواہ وہ نیت، جائداد منقولہ کے متعلق ہو، خواہ غیر منقولہ کے۔ اس قانونی مقولہ کی کہ "مال منقولہ، مالک کی ذات کے ساتھ جاتا ہے" وہ لوگ، اسی رنگ میں تعبیر کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک، جائداد منقولہ، ذاتی قانون کی بطور قانون کے تابع نہیں ہے، بلکہ یہ مالک کے اثاثہ کو، اس کے مقام توطن میں، ایک جگہ جمع کر دینا ہے جس کا جائداد غیر منقولہ کی طرح، ایک مقام وقوع

---

[1] (Guthric) ۲۹۳ صلے (Syst) ۳۷۹

ہوتا ہے، مگر اس کا حقیقی مقام و وقوع، اسقدر غیر یقینی اور تبدیل پذیر ہے، کہ اس پر مطلق لحاظ نہیں کیا جا سکتا۔ جب اس مسئلہ پر اس طور سے نظر ڈالی جاتی ہے، تو بجائے وطن کے قومیت کو، بنیاد حیثیت اور اہلیت قرار دینے سے، یہ لازم نہیں آتا، کہ جائداد کا ازدواجی سلسلہ بھی، اسیطرح بدلدیا جائے، بلکہ قانون توطن ہی، اس سلسلہ کا قانون رہتا ہے، جب تک یہ نہ پایا جائے کہ فریقین کی مرضی، اس کے خلاف تھی اسی بنا پر، قانون بین الاقوام کی مجلس نے، جو ۱۸۸۸ء میں، بمقام لاہین منعقد ہوئی، یہ رزولیوشن منظور کیا:۔

"جب زوجین میں، کوئی صریح معاہدہ ازدواج نہوا ہو، تو اس جگہ کے قانون کا نفاذ ہوتا ہے، جہاں فریقین نے سب سے پہلے ایک ساتھ بود و باش اختیار کی، جب تک واقعات اور حالات کے لحاظ سے، یہ نہ معلوم ہو کہ فریقین کی خواہش کچھ اور تھی"۔

اس کے متعلق صحیح رائے قائم کرنے کے لئے ضرور ہے کہ اس پر لحاظ کیا جائے[1] کہ یہ مجلس ۱۸۸۰ء میں، بمقام آکسفورڈ، یہ فیصلہ کر چکی تھی کہ ہر شخص کی حالت اور اس کے حقوق پر، خود اسی کے ملک کے قوانین کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور اس طور سے سرولی وارتھیوس، اس بیان کے بعد کہ، وہ نظام قانون، جس کے تحت میں ایسے زن و شو رہتے ہیں، جنھوں نے معاہدہ نکاح نہیں مرتب کیا، اصول قوانین کی رو سے، قانون ہی نہیں سمجھا جا سکتا، اور ایسے مواقع پر، جہاں تمام معاملہ، واقعات اور انکے ادراک پر منحصر ہو، کسی معیار کے تلاش کی گنجایش نہیں رہتی —— فرانس کی عدالتوں کا عملدرآمد اسطرح ظاہر کرتے ہیں:۔

یہی ایک اصول ہے، جو حقیقت پر مبنی ہے۔ عام طور پر، اسی فرانسیسی اصول قانون کا اتباع کیا جاتا ہے: فرانس میں (واقعات اور حالات کو ملحوظ رکھکر)، کبھی تو زوجین کے قومی قانون کا اطلاق کیا جاتا ہے، اور کبھی ان کے اول مقام سکونت کے قانون کا، بلکہ بعض صورتوں میں دوسرے قوانین کا بھی، یہ عمل، جو بادی النظری طور سے متضاد معلوم ہوتا ہے، درحقیقت نہایت درجہ ایک دوسرے سے مطابق

---

[1] ٹیبل جنرل ۸۰۔ انوری (Annuaire) ۱۰

نظر آئیگا اگر ہم "رضامندی بالسکوت" کے اصول کو تسلیم کرلیں[۵]۔ اور جو اعتراض برنائے نکاح نابالغین عائد ہوتا ہے اس کا جواب، وہ بحوالہ اس بے روک ٹوک آزادی کے دیتے ہیں، جو فریقین کو حاصل ہے، اور یہ قانونی اصول پیش کرتے ہیں کہ جو شخص نکاح کا اہل ہے وہ معاہدہ ازدواج کا بھی اہل ہے"۔ 72

دفعہ ۳۵ زوجہ ازدواج کے حقوق متعلقہ جائداد منقولہ کا تصفیہ بمقام توطن کے قانون نکاح سے ہوتا ہے، خواہ وہ جائداد زوج کی ملک ہو یا زوجہ کی، اور خواہ وہ انگلستان میں موجود ہو یا اس سے باہر۔ یہ عمل کم از کم ان ممالک میں ہوتا ہے جہاں کہ قانون مذکور شخصی قانون بین الاقوام کے قواعد کے لحاظ سے سلسلہ ازدواج کی جائداد کو ناقابل تقسیم قرار دیتا ہے۔

اس کتاب کی آخری طبع میں جو دفعہ تھی، یہ اس کی جگہ قائم کی گئی ہے بنظر اس فیصلہ کے جو مقدمہ ڈی نکوس بنام کریر ہوا (دیکھو آئندہ صفحہ ۴۰) جس کی صحت کی نسبت اس بیس سال کے عرصہ مدت میں کبھی شبہ اور شک نہیں کیا گیا ہے۔

دفعہ ۳۶ اگر کوئی صریح معاہدہ موجود نہ ہو، تو زوج یا زوجہ کے حقوق کا ایسی جائداد منقولہ کی نسبت، جو نکاح کے وقت ان کی ملک میں ہو، یا جو ان میں سے کوئی ایک فریق، بزمانہ قیام نکاح حاصل کرے "بمقام توطن کے ازدواجی قانون" کی رو سے تصفیہ کیا جائے گا۔ "مقام توطن کے ازدواجی قانون" سے مراد اس مقام کا قانون ہے جہاں بروقت نکاح شوہر کا توطن تھا، ممکن ہے کہ نکاح سے پہلے، کوئی معاہدہ ہو جائے، اور اس کی بنا پر فوراً بعد نکاح کے دوسرا مقام توطن اختیار کر لیا جائے، ایسی حالت میں یہ صورت استثنا میں شمار ہوگی۔

اس دفعہ کے آخر حصہ میں "مقام توطن کے ازدواجی قانون" کی اصطلاح میں جو وسعت دی گئی ہے، اس کو لارڈ چیف جسٹس ولیکھان ولیم نے کتاب ہذا کی سابقہ اشاعت سے مقدمہ مارٹن بنام لوسٹالن (۱۹۰۰) پی ۲۳۹ میں اخذ کرکے، یہ فیصلہ کیا کہ

---

۵ ۴۳ ٹیبل جرنل، ۵۔ انوری (Annuaire) 5

جائداد پر موثر ہونے کے لئے، توطن کا معاہدہ بالکل صریح ہونا چاہئے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ جو لوگ قانون مقام توطن کو ذاتی قانون کی حیثیت سے بجائے خود سلسلہ ازدواج کی جائداد منقولہ کا فیصل کرنیوالا سمجھتے ہیں ان کو اس کا یہ تصرف اسی مقام کے قانون میں ملے گا جو بروقت نکاح شوہر کا حقیقی وطن تھا لیکن جو لوگ، صریح معاہدہ کے مسئلہ متذکرۂ بالا کو قبول کرتے ہیں ان کو اپنے خیالات کے اتباع میں یہ معلوم ہوگا کہ جواز دواجی توطن صریح معاہدہ کی رو سے اختیار کیا جاتا ہے اس سے بھی مقام توطن کا قانون، قانون ازدواج ٹھہرتا ہے۔ دیکھو مجلس بین الاقوام کا رزولیوشن متذکرہ صفحہ ۱۷۔ پرشیا کے کوڈ ۱۷۹۴ء میں بھی یہی محکوم ہے۔

"جائداد میں شرکت، صرف مقامی قوانین اور قواعد کی بنا پر پیدا ہوتی ہے جبکہ وہ ایسی جگہ نافذ ہوں جہاں زوجین نے بعد خلوت صحیحہ کے پہلے مرتبہ توطن اختیار کیا ہو" حصہ ۲ عنوان ۱۔ ۳۳۵

دفعہ ۳۶ الف فرض کرو کہ بحالت قیام نکاح، زوج اپنا اور اپنی زوجہ کا مقام توطن بدل دیتا ہے۔ اب جن لوگوں کا یہ خیال راسخ ہے کہ قانون مقام توطن کو محض اپنی ذاتی قوت سے بحیثیت ذاتی قانون کے ازدواجی سلسلہ کی جائداد میں داخلیت ہے ان کو غالباً یہ تسلیم کرنا پڑے گا (اگرچہ بظاہر یہ لازم نہیں معلوم ہوتا) کہ آئندہ سے فریقین کے تعلقات جائداد کی نسبت بجائے قانون مقام ازدواج کے تابع ہونے کے جدید مقام توطن کے قانون کے تابع 73
ہو جائیں گے، یا کم از کم وہ تمام جائدادیں، جو اس تبدیلی کے بعد حاصل ہوں اس کی تابع رہیں گی، اور جائداد کے متعلق جو حقوق اس تبدیلی سے پہلے حاصل تھے وہ بحیثیت حقوق محصلہ کے بحال خود قائم رہیں گے۔ لیکن زوج کو یہ اختیار دینا جس سے زوجہ کی حیثیت، اس کی مرضی حاصل کئے بغیر بھی اس طور سے تبدیل ہو جائے فی الحقیقت انصاف کا خون کرنا ہے۔ جس زوجہ نے بغیر کسی صریح معاہدہ کے نکاح کیا ہے، جیسا کہ سوئنی کہتا ہے "ان تمام ازدواجی حقوق کو جو مقام توطن کا قانون متعین کرتا ہے منظور کر لیا ہے اور فطری طور سے انکے ہمیشہ قائم رہنے کے متعلق اس کو بھروسا ہے"[1]

[1] (Syst) ۳۷۹ — (Guthrie) ۲۹۴/۵

یہ اصول کہ مقام توطن کا ازدواجی قانون، بحالت ازدواج تبدیل توطن سے، باطل نہیں ہو جاتا اسکاٹ لینڈ کے ایکٹ متعلقہ جائداد زنان منکوحہ (۱۸۸۱) قانون ۴۴ و ۴۵ وکٹوریا میں داخل کر لیا گیا ہے۔ اس کی فصل ۲۱ دفعہ ۱ کے ضمن (۱) و (۵) حسب ذیل ہیں:- (۱) جو نکاح، اس ایکٹ کے نفاذ کے بعد منعقد ہونگے، اور زوج کا توطن، بروقت نکاح، اسکاٹ لینڈ میں ہوگا، ان سب میں زوجہ کی وہ تمام جائداد، جو اس نے نکاح سے قبل یا بحالت نکاح حاصل کی ہے، از روئے قانون، زوجہ کی جداگانہ جائداد متصور ہوگی اور حق شوہری[1] (Jus mariti) کے تحت میں نہ آئیگی۔

(۵) جو کچھ اس میں بیان ہوا ہے، اس سے ان انتقالات کے اختیار کی ممانعت یا ان میں تخفیف مقصود نہیں ہے، جو قبل نکاح کے معاہدات ازدواجی کے ذریعہ سے عمل میں آئیں"۔

ساور بنام شوٹ (۱۷۹۲) انیسٹر ۶۳ عدالت اعلیٰ قانون انگلستان (Court of Exchequer) لارڈ لاگ بروئے مقدمہ کیمبل بنام فرنچ (۱۷۹۷) ۳- ویسی ۲۲۳ میں جس مقدمہ کا حوالہ دیا ہے غالباً وہ یہی مقدمہ ہے، اور ان کا خیال تھا کہ یہ لارڈ ٹھرلو کا منفصلہ ہے، مقدمہ ڈیوس بنام اسمتھ (۱۸۲۲) جیکب ۴۴ ۵ ج، یلومر ۲ مقدمہ مک کارمک بنام گارنٹ (۱۸۰۴) ۵- ڈی ایم- جی ۲۷۸ ج، نائٹ بروس وٹرنر ۲ مقدمہ ڈی سر بنام کلارک (۱۸۴۰) ایل- آر ۱ ای کیو ۵۸۰ ج، النس، ان میں سے کسی مقدمہ میں مقام توطن کی تبدیل سے بحث نہ تھی لیکن مقدمہ والس بنام شرمپٹن (۱۸۵۵) ۲ ایل بیو- ۹۷- ج رائے میں ایک انگریزی رعایا نے جو فرانس میں رہتا تھا انگلستان کے سفارتخانہ کے گرجا واقعہ ملک فرانس میں ایک انگلستان کی رہنے والی عورت سے

---

[1] (Jus mariti) اسکاٹ لینڈ کے قانون کی اصطلاح ہے جس کا لفظی ترجمہ "حق شوہری" ہے مگر اصطلاح میں شوہر کے اس حق سے مراد ہے جو بعد نکاح کے اسکو اپنی زوجہ کی کل جائداد منقولہ کی نسبت حاصل ہو جاتا تھا۔ مترجم۔

نکاح کیا اور بعدہ فرانسیسی رعایا ہو گیا۔ بحث اس رقم کے متعلق تھی جو عورت کو اس تبدیلی کے بعد ملنی چاہیئے اور جس کا ذکر اس معاہدہ میں نہ تھا جو نکاح کے متعلق مرتب ہوا تھا۔ اسلئے یہ سمجھا جائے کہ ذاتی قانون کا مسئلہ زیر بحث تھا، بشرطیکہ پولیٹیکل یعنے ملکی قومیت قانون مذکور کا معیار قرار دیا جائے نہ کہ وطن۔ جج نے فیصلہ کیا کہ "میری رائے یہ ہے کہ معاہدہ نکاح انگریزی تھا اور نکاح کے وقت زوج اور زوجہ کے حقوق انگلستان کے قانون کے تابع تھے اور بناء علیہ جو جائداد زوجہ کو بعدہ حاصل ہوئی اس کا تصفیہ بھی ہماری عدالتوں میں انگلستان ہی کے قانون کی رو سے ہونا چاہیئے۔ اس ملک کی عدالتوں کو سرمایہ پر اختیار حاصل ہے، اگرچہ زوج اسوقت ملحاظ وطن فرانسیسی ہے ــــ یہاں بجائے "متوطن فرانس" کے "متبع قانون فرانس" کہنا چاہیئے تھا۔ فیصلہ میں سرمایہ پر اختیار کے جبر پر خواہ کتنا ہی زور کیوں نہ دیا گیا ہو، مگر یہ ظاہر ہے کہ حقوق کا فیصلہ قانون میں تبدیلی ہو جانے کے بعد بھی اصلی ذاتی قانون ہی سے کیا گیا ہے۔

یہ اصول کہ مقام وطن کے اصلی قانون ازدواج سے فریقین کے حقوق متعلقہ جائداد کا تصفیہ ہوتا ہے، گو کہ زمانہ قیام نکاح میں وطن میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہو قطعی طور سے
74 مقدمہ ڈی نیکاس بنام کرلیر (۱۸۹۸) ۱-سی ایچ ۳۰۴ جج کیکوچ میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کی تنسیخ (۱۸۹۸) ۲-سی ایچ ۶۰ میں ہو گئی، رہگے اور کالنس نے کی۔ اور اس تنسیخ کی تنسیخ (۱۹۰۰) اے۔ سی ۱۳۱[1] میں ہاسبری، سیگنائن، نارس، شاند اور پرآپیٹن سے ہوئی۔ زوجین کا نکاح جو قومیت اور وطن دونوں کے لحاظ سے فرانسیسی تھے، فرانس میں بغیر کسی صریح معاہدہ کے منعقد ہوا اسلئے یہ سمجھا جائے گا کہ اس کا انعقاد بطریق شرکت باہمی کے (System of Community) ہوا۔ اسکے بعد وہ انگلستان میں آکر رہے۔ زوج نے انگلستان کی رعایا ہونا قبول کیا اور دونوں نے اپنی محنت سے بڑی دولت جمع کی اور اس کا ایک حصہ انگلستان کی اراضی

---

[1] صفحہ ۱۳۲ پر ویسٹ گیٹ کیو۔ سی جو لکھا گیا ہے وہ کتابت کی غلطی ہے۔ اصلی رپیٹ "لیک" کیو۔ سی ہونا چاہیئے۔

قابل ارث، اور آراضی ٹپہ پر صرف کیا، اور ایک حصہ بصورت نقد وکفالت نامجات کے، رہا۔ زوج کا انتقال ہوگیا اور اس نے ایک وصیت نامہ چھوڑا، جس میں اس نے تمام جائداد کا، اپنے آپکو تنہا مالک سمجھ کر تصفیہ کر دیا تھا۔ زوجہ نے بر بنائے شرکت، اپنے حصہ کا دعوی کیا، اور رہا ڈس آف لارڈس نے، اسکے حق میں متفقہ فیصلہ صادر کیا، مگر وہ صرف ذاتی اثاثہ کے متعلق تھا، جس کا دعوی، اس وقت اس کے سامنے پیش تھا۔ شہادت یہ تھی کہ۔ قانون فرانس کے لحاظ سے، فریقین کی بر بنائے نکاح، ایسی حالت تھی کہ گویا انھوں نے سول کوڈ کی دفعات ۱۴۰۱ سے لے کر ۱۴۹۶ تک کے متعلق صریح معاہدہ کیا تھا۔ اس پر ججوں نے یہ تصفیہ کیا، کہ فریقین میں قانون کا پیدا کیا ہوا معاہدہ تھا، جس سے زوج محض تبدیل مقام توطن کی بناء پر آزاد نہیں ہوسکتا تھا۔ عدالت مرافعہ نے طوعاً و کرہاً یہ تجویز کی کہ ایک اسکاٹ لینڈ کے مقدمہ، لیشلے بنام ہاگ ۴ پیٹن ۱۸۱ ۵ ۱۔ رابرٹن، ایس سی مقدمات مرافعہ ۴ میں لارڈ آلڈ آن اور رالسن نے یہ فیصلہ صادر کیا تھا کہ: زوج اور زوجہ کے، مالکانہ تعلقات، توطن کے ساتھ مدلجاتے ہیں لیکن ہاوس آف لارڈز نے یہ نتیجہ نکالا کہ مقدمہ مذکور ازدواجی قانون پر نہیں بلکہ وضعی قانون پر مبنی تھا۔ یہ امر صاف طور سے ظاہر ہے کہ مقدمہ زیر بحث اور عام مقدمہ میں فرق اور تمیز قائم کرنے کے لئے، کوئی امر موجود نہ تھا، اور نہ اس امر کی کوئی دلیل پیش کیجا سکتی تھی، کہ فریقین نے، قانون فرانس کے ذریعہ سے، کوئی ایسا معاہدہ کیا تھا، جو اسیطرح دوسرے ملک میں نہیں ہوسکتا تھا، اسلئے اب شخصی قانون بین الاقوام مروجہ انگلستان کا، عام قاعدہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ ازدواجی توطن کے ایکمرتبہ قائم ہوجانے کے بعد، تبدیل توطن یا قیاس عقلی کی بنا پر، نکاح کے بعد کی تبدیل قومیت سے، جائداد کے ازدواجی سلسلہ پر کوئی اثر نہیں پڑسکتا۔

مقدمہ ڈی نکولس بنام کرلیر، انگلستان کی آراضی قابل ارث اور اراضی ٹپہ کے تصفیہ کے لئے (۱۹۰۰) ۲ چانسری ۱۴۱۰۔ دوبارہ حسٹس کیکوچ کے سامنے پیش ہوا، اراضی مذکور کے متعلق، بیوہ کی طرف سے یہ بحث کی وہ اس رقم سے خریدی گئی، جو نکاح کے قیام کے زمانہ میں پیدا کی گئی تھی، اور جس کو ہوس آف لارڈز مشترکہ قرار دے چکا ہے، بیوہ کے حق میں، فیصلہ کرنے کے لئے بالکل کافی تھی، لیکن فاضل جج نے اسکے حق میں جو فیصلہ فرمایا اس کی بنیاد یہ قرار دی کہ جائداد غیر منقولہ، خواہ وہ کہیں واقع ہو، اس معاہدہ میں داخل ہے، جو فرانسیسی کوڈ، فریقین میں قائم کر دیتا ہے۔ کوڈ کے الفاظ یہ ہیں کہ شراکت، اس جائداد غیر منقولہ کی 75

حاوی ہے، جو زمانہ قیام نکاح میں بجز توریث یا عطیہ کے کسی اور طور سے پیدا کی گئی ہو"۔ یہ الفاظ اسقدر وسیع ہیں کہ ان میں جائداد مذکور کافی طور سے داخل ہو جاتی ہے، اور یہ ماہران فن کی شہادت سے بھی ثابت ہے۔ جائداد غیر منقولہ بموقعۂ ممالک غیر کا تذکرہ بصراحت فرانسیسی کوڈ میں نہیں ہے، اور یہ سوال کہ آیا وہ معنوی طور سے اس میں شامل ہے؟ بیشک ماہران فن کی شہادت کا محتاج تھا، لیکن یہ سوال فرانس کے اندرونی قانون بین الاقوام کا نہیں، بلکہ اس قانون بین الاقوام کا تھا، جو فرانس میں منظور کیا جاتا ہے۔ یہ تسلیم کر کے کہ فرانس کے بین الاقوامی قانون کا مسئلہ یہ ہے کہ: جائداد کا ازدواجی سلسلہ (Matrimonial system of property) ناقابل تقسیم ہے، اور اس لئے جو اشیا اس میں شامل ہوں، انکی جائے وقوع سے کوئی بحث نہ ہونی چاہیے؛ قانون فرانس کا ایک جز ہو جاتا ہے، نہ کہ اس قانون کا، جو کہ فرانس کے بین الاقوامی قانون کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اسکا تعلق فرانس کے مجموعی قوانین سے ہوگا اور یہ قرار پائے گا کہ جو لوگ بروقت نکاح ان مجموعی قوانین کے تحت یا حوالہ سے معنوی معاہدہ کرتے ہیں، وہ ملک غیر کی جائداد غیر منقولہ کو بھی، اس میں شامل کر لیتے ہیں۔ ممکن ہے کہ جن غیر ممالک میں، وہ جائدادیں واقع ہوں، وہاں کے قوانین، اس معاہدہ کی تعمیل میں مانع ہوں، مگر جسٹس کیکٹ وچ نے یہ تجویز کی، کہ قانون فریب کی بنا پر، مقدمہ زیر بحث میں کبھی قسم کی دقت پیش نہیں آئی، کیونکہ معاہدہ ازدواج، شراکت کا ایک معاہدہ ہے (Community in French Law) اور یہ امر طے شدہ ہے، کہ اس میں اراضی کے متعلق حق پیدا ہونے کیلئے، کسی قسم کی تحریر کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلئے یہ سمجھنا چاہیے، کہ فاضل جج نے جو طریقہ استدلال اختیار فرمایا وہ ایسا ہے، کہ اگر فرانسیسی کوڈ میں یہ حکم ہوتا، کہ جو جائداد غیر منقولہ نکاح کے وقت زوجین کی ملک میں ہو، وہ معاہدہ ازدواج میں شریک ہے، تو وہ اس پر بھی مساوی طور سے حاوی ہوتا۔ جج مذکور نے فی الحقیقت ڈومولن کے، اس اصول کو منظور کر لیا، کہ قانون ازدواج مقام توطن (یا قانون ازدواج قومی جیسی صورت ہو) معنوی معاہدہ کے لحاظ سے، ان غیر منقولہ جائدادوں پر بھی حاوی ہے، جو ممالک غیر میں واقع ہوں: اگر تمام صورتوں میں نہیں، تو کم از کم ایسی صورتوں میں، کہ ازدواجی توطن یا قومیت، ایسے ملک میں یا ایسے ملک کی ہو جس میں جائداد کا ازدواجی سلسلہ شخصی قانون بین الاقوام کی رو سے، ناقابل تقسیم قرار پاتا ہو۔ میں اس نتیجہ سے متفق ہوں، اور

نکاح کے سنوی معاہدہ کے اصول کو صحیح سمجھتا ہوں، اور نیز یہ کہ جائداد کے ازدواجی انتظام کا ایک ہی قانون کے تابع ہونا اور عام طور سے فریقین کی خواہشات سے مطابق ہونا بہتر ہے۔ لوگ صریح معاہدہ کرنے سے اسوجہ سے بچتے ہیں کہ اسکے لئے پیچیدہ اور غیر معمولی کارروائی کرنی پڑتی ہے[1]

مقدمہ ریچ بنام ٹینینٹ (۱۸۹۱) اے۔سی ۱۳۹ جج ہرشل، واٹسن، مارس، میں ازدواجی توطن اسکاٹ لینڈ کا تھا اور نکاح کے متعلق کوئی صریح معاہدہ نہیں ہوا تھا۔ 76
زوجہ نے بربنائے قانون اسکاٹ لینڈ بحیثیت قائمقام قانونی (Surrogatum) کے انگلستان کی ان اراضی عین حیاتی (Freeholds) کی قیمت کا دعوی کیا جو نکاح وقت اس کی ملوکہ تھیں مگر جس میں اس کا کوئی حق نہیں تجویز کیا گیا تھا۔
مقدمہ مارٹن ولوسٹالن بنام لوسٹالن (۱۹۰۰) پی ۲۱۱ میں رگبی اور ویگھام لیمس نے توطن ازدواجی انگلستان کا قرار دیا مگر زوجہ کی زندگی ہی میں فرانس میں توطن اختیار کر لیا گیا تھا۔ ان فاضل ججوں نے یہ تجویز کی کہ زوجہ کے انتقال کے بعد انگلستان کے قانون کی رو سے وہ وصیت جو اس نے نکاح سے پہلے کی تھی منسوخ ہو گئی اور ویگھام لیمس لارڈ جسٹس (صفحہ ۲۴۰) نے یہ خیال کیا کہ وہ انگریزی قاعدہ جس کی رو سے ایک عورت کی وصیت نکاح سے باطل ہو جاتی ہے، نہ قانون وصیت بلکہ قانون نکاح کا ایک جزو ہے۔ ایم آرنلڈ نے اس رائے سے اختلاف کر کے (بہ اتفاق رائے جج پریسیڈنٹ عدالت ماتحت) یہ قرار دیا کہ توطن ہمیشہ سے فرانس کا تھا۔

اگر نکاح کے ساتھ تملیک ہو، یا جائداد کی نسبت کوئی صریح معاہدہ ہوا ہو تو اس کے متعلق بہ فصلہ ذیل قواعد ہیں، ان میں سے قاعدہ ۳۷ اس مضمون کے عام اصول سے اور قاعدہ ۳۸ انگلستان کے مخصوص طرز تحریر دستاویزات انتقال سے مستخرج ہوتا ہے۔

دفعہ ۳۷ تملیک ازدواجی یا معاہدہ کے قانونی امور تکمیل طلب عام طور سے

---

[1] ہیگ کے معاہدہ ۱۹۰۵ کی دفعہ ۲ میں بھی یہ اصول قائم کیا گیا ہے کہ زوجین کی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ ایک ہی قانون کی تابع ہونی چاہیئے۔

اس مقام کے قانون معاہدہ پر منحصر ہوں گے جہاں معاہدہ مذکور ہوا ہے، یعنے (lex loci actus) پر۔

مقدمہ گیو پریٹ بنام ینگ (۱۸۵۱) ۴ ڈی۔ ایم۔ جی و ایس ۲۳۳ میں اگرچہ معاہدہ متعلقہ ازدواج نہ تھا مگر نائیٹ بروس نے ان اصول کو عام طور سے صحیح تجویز کیا، کہ اگر قوانین کسی فعل کی کوئی خاص حیثیت یا شکل قرار دیتے ہیں، اسوقت مقام وقوع فعل نہ کہ توطن کا لحاظ کیا جانا چاہیئے۔ اگر مختلف مراسم یا فعل زیر بحث کا حقیقی طریقہ عمل دریافت طلب ہو، تو مقام وقوع فعل مذکور کی طرف رجوع ہونا چاہیئے۔

دفعہ ۳۸ لیکن اگر تملیک ازدواجی یا معاہدہ کا تعلق انگلستان کی اراضی سے ہے، تو اس کی بناء پر کوئی انتقال عمل میں نہ آسکے گا جب تک کہ وہ اس شکل میں نہ ہوگا، جو اس مقصد کے لئے انگلستان میں مقرر ہے۔ اگرچہ اس کے دوسرے لحاظ سے درست ہونے کی حالت میں، اس کا اثر اراضی پر اسیطرح پڑے گا، جس طرح ایک معاہدہ کا پڑنا چاہیئے۔

دفعہ ۳۹ جائداد متعلقہ تملیک یا معاہدہ کے متعلق پہلا سوال یہ ہوگا کہ آیا جج جائداد کی مالکانہ حیثیت کے ازدواجی اشتراک اور شمول کو ایسا اصول قرار دیتا ہے، جس کی بنا پر کل معاملہ ایک ہی قانون کے تابع ہونا چاہیئے، اور چونکہ انگلستان نے توطن کا اصول اختیار کر لیا ہے اسلئے یہ قانون، قانون توطن ہی ہو سکتا ہے۔ ابارو میں قدیم رائے، کم از کم جائداد منقولہ کی بابت اور ڈومولن کے اصول کے مطابق جائداد غیر منقولہ کے متعلق بھی یہی تھی کہ ازدواجی تملیک یا معاہدہ کا جواز یا عمل، اس کے معنی اور تعبیر کے متعین ہو جانے کے بعد، قانون توطن ازدواجی کا تابع رہے گا، اور یہی کتاب ہذا کی پہلی ایڈیشنوں میں لکھا جا سکا تھا لیکن اب یہ کہنا زیادہ تر صحیح ہوگا کہ ان تمام مسائل کا اس قانون کے حوالے سے فیصلہ کیا جانا چاہیئے جس کی نسبت حالات مقدمہ سے یہ مستنبط ہوتا ہو کہ فریقین اپنے حقوق کو اس قانون سے متعلق کرنیکی نیت رکھتے تھے۔ 77

نکاح سے جائداد میں شراکت کا جو اثر پیدا ہوتا ہے، اس کو اسقدر وقعت نہیں دیگئی ہے کہ وہ جائداد کے بعض اجزا کے متعلق حسب خواہش خود صحیح معاہدات

کے کرنے میں مزاحم ہو، اگرچہ وہ معاہدات، توطن ازدواجی کے قانون کے خلاف ہوں۔ فریقین کی نیت کو سب سے زیادہ قابل لحاظ امر قرار دینے اور صرف قانون توطن ازدواجی کو اظہار نیت کا ایک ذریعہ ٹھہرانے سے انکار کرنا اس رجحان کا پتہ دیتا ہے جس کا مقابلہ ملک فرانس کے ان فیصلوں سے کیا جا سکتا ہے جو کسی معاہدہ کے نہ ہونے کی صورت میں جائداد کے ازدواجی قانون کے تحت میں صادر ہوئے ہیں۔ (دیکھو صفحہ ۱۱۱)

ہر ملک کا قانون، عام طور سے ازدواجی معاہدات کی نگہداشت کا مخصوص انتظام کرتا ہے، جب انکا تعلق شکل، یعنے طرز تحریر وغیرہ سے ہوتا ہے، مثلاً یہ کہ، ایسے معاہدات کی ذریعہ رجسٹری تصدیق ہونی چاہیئے (دیکھو نپولین کے کوڈ کی دفعہ ۱۳۹۴) تو ملک زیر بحث کی عدالتیں، ایسے معاہدات کے متعلق جو بیرون ملک ہوئے ہیں، یہ کہہ سکتی ہیں کہ یا تو ان تمام انتظامات کو جو عمل میں آئے ہیں، اس عام اصول کے تابع رہنا چاہیئے کہ قانون مقام معاہدہ، شکلوں یعنے طرز تحریر کا فیصل کرنیوالا ہے، یا یہ کہ ان معاہدات نکاح کی اس سلطنت کی متوطن یا ملکی رعایا سے جس کے نکاح کے معاملات کے اہتمام کو وہ اپنے ذمہ تصور کرتی ہے، برنائے مصلحت عامہ تعمیل کرائے گی۔

جب معاہدات نکاح کے مخصوص قواعد کا تعلق، ان کے مضمون سے ہوتا ہے، تو مصلحت عامہ یقیناً اسی کی مقتضی ہوتی ہے کہ ان لوگوں کے نکاحوں میں جن کا تعلق سلطنت مذکور اپنے ذمہ سمجھتی ہے، قواعد مذکور کی پوری طور سے تعمیل کرائے۔ لیکن اگر فریقین ایسی جائداد کے متعلق جو ایسے مقام پر واقع ہو جہاں دوسرے ملک کی عدالتیں، ان کی نیت کی تعمیل نہ کرا سکتی ہوں، ان ضروریات سے خواہ مضمون کے متعلق ہوں یا شکل کے، قطع نظر کر کے کوئی خاص معاہدہ کریں تو اس ملک کی عدالتوں پر یہ فرض عائد نہیں ہو سکتا کہ وہ فریقین کے ملک کی مصلحت عامہ کی تعمیل کرائیں، اور ان پر یہ امر ظاہر ہو جاتا ہے کہ معاہدہ کے عام قانون میں کوئی امر ایسا نہیں ہے جس کی بنا پر وہ فریقین کی نیت کے نفاذ میں مانع ہو سکیں، یہ ممکن ہے کہ وہ اس انتظام کو جو بروقت نکاح ہوا اس قانون کی مخصوص اور مستثنیٰ صورت قرار دینے سے انکار کر کے اپنے حد اختیار تک اسکا فیصلہ عام اصول پر کر دیں۔

بظاہر شکل یعنے طرز تحریر کا مسئلہ پہلی مرتبہ انگلستان میں پیدا ہوا۔ فرض کرو کہ

ایک انگلستان کی عورت، ایک ایسے شخص سے نکاح کرتی ہے، جو ایسے ملک کا متوطن ہے جہاں نکاح کے معاہدہ کیلئے کوئی عمل رجسٹری لازم ہے، اور اس عورت کی جائداد میں وہ رقم شامل ہے، جو اس کو انگلستان کے کسی باشندہ کے وصیت نامہ یا تملیک نامہ کی بنا پر ملی ہے، اور جو انگلستان کے رہنے والے امناء کی تحویل میں ہے، ایسی صورت میں خود اس عورت، اور اس کے ہوا خواہوں، اور اس کے انگلستان کے سالسٹروں کی فطری طور سے یہ خواہش ہوگی کہ بربنائے نکاح اس کی جائداد میں جو انتقالات وغیرہ ہوں، وہ ایسی دستاویز کے ذریعہ سے ہونے چاہئیں، جو انگریزی زبان اور وہیں کے طرز تحریر کے مطابق ہو، ہو نہ صرف ان لوگوں کے لئے، بلکہ امناء جائداد کیلئے 78
بھی قریب الفہم ہوگی، اور ان کو ایک دن ان انتقالات کے متعلق، جن کا قرارداد اس وقت ہوا ہے، عمل کرنا پڑے گا بہتر اور صحیح طریقہ یہ ہوگا کہ ایسی دستاویز کی تکمیل کرا کے وہ تصدیقی عمل (Notarial act) میں شامل کر دی جائے تاکہ تمام ضروریات کی تکمیل یکجا ہو جائے۔ مگر فرض کرو کہ عجلت یا بے خیالی کی وجہ سے یہ متروک ہوگیا، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا صرف وہ انگریزی دستاویز قابل نفاذ قرار پائے گی؟ اگر اس کی تکمیل ملک غیر میں ہوئی ہے، تو وہ قانون مقام معاہدہ کی شرط کو پورا نہیں کرتی۔ اور اگر انگلستان میں اس کی تکمیل ہوئی ہے، اور یہ بات ظاہر ہو کہ شخصی قانون بین الاقوام کے معمولی اصول سے قطع نظر کر کے، ملک غیر میں اس ملک کے مصالح خانگی (Domestic Policy) کے لحاظ سے تصدیقی عمل (Notarial act) ایک لابدی امر متصور ہوتا ہے، تو سوال یہ ہوگا: کہ آیا ایسی دستاویز جو مقام ازدواج کے قانون کی رو سے، جس سے عام طور سے زوجین کے حقوق، جائداد منقولہ کی نسبت فیصل ہوتے ہیں، ناقابل نفاذ قرار پاتی ہے، تو اس کا نفاذ انگلستان میں ہو سکے گا یا نہیں؟ ایسے مقدمات، اس ملک میں عرصہ دراز سے اسیطرح تصفیہ پاتے رہے ہیں کہ ان میں زوجین کی نیت پر زیادہ تر زور دیا جاتا رہا ہے، اور قانون مقام معاہدہ کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے جس کا ذکر ہم صفحہ (۹) پر کر چکے ہیں، اور جس کو اس مضمون کے متعلق انگلستان کی ایک خصوصیت سمجھنا چاہیئے۔ چند سال سے نکاح کے تملیک ناموں کی طرز تحریر کا اصول متواتر طور سے، دستاویزات مذکور کے مضامین سے بھی متعلق کیا جا رہا ہے۔

مقدمہ وان گروٹن بنام ڈگبی (۱۸۶۲) ۳۱ - بیون - ۵۶۱ ج رومیلی میں جس میں دستاویز انگریزی طریقہ پر فرانس میں لکھی گئی تھی، جج نے یہ تجویز کی کہ میرے نزدیک اس ملک کا قانون یہی ہے کہ اگر ایک پردیسی شخص، انگلستان کی کسی عورت کے ساتھ نکاح سے قبل کوئی معاہدہ کرتا ہے، اور بعدہ اس معاہدہ کی بنا پر نکاح ہوتا ہے، اور معاہدہ ایسی جائداد کے انتظام کے متعلق ہے جو اس ملک کے قوانین کے حد اختیارات میں واقع اور انکے تابع ہے، تو ایسی صورت میں، عدالت ہذا اسکے متعلق اسیطرح حکم کرے گی کہ گویا تمام معاملہ انگریزی قانون کے مطابق تصفیہ ہونے کے قابل ہے، (صفحہ ۵۶۷)۔ اس کا مقابلہ اس حوالہ سے کیا جاسکتا ہے جو اسی جج نے اپنی عدالت کے اختیار متعلقہ رقوم کی نسبت، ایسے مقدمہ میں دیا تھا جس میں رقم کا تذکرہ معاہدہ نکاح میں نہیں ہوا تھا اور اسی کو اپنے فیصلہ کی بنیاد قرار دی تھی (مقدمہ وائس بنام شرمپٹن دیکھو صفحہ گزشتہ ۳)، بقیاس غالب، دونوں مقدمات میں رقوم پر اختیار ہونے سے یہ مقصد نہ تھا کہ اس امر کے انتخاب میں کہ کونسا قانون نافذ ہونا چاہیے، وہ کوئی جزو قرار پائے، بلکہ اس کا حوالہ صرف اس غرض سے دیا گیا تھا کہ اس سے عدالت کو اپنی رائے کے مطابق، انتخاب قانون کے متعلق، ایک موقعہ ملتا تھا۔

مقدمہ ویڈمیئر بنام اوہاگن (۱۸۹۹) ۲ سی۔ ایچ ۵۶۹ - جج، کوزنز ہارڈے میں، مقدمہ وان گروٹن بنام ڈگبی کی پیروی کی گئی باوجودیکہ یہ امر شہادت سے ثابت تھا کہ تو طن آسٹریا کے قانون ازدواج کی رو سے شرائط نکاح، جن پر عدالت نے عمل کیا، عدم تصدیق کی وجہ سے بیکار تھے۔ اور اگر صحیح بھی تسلیم کر لئے جائیں، تو نکاح کے بعد کے تصدیقی عمل سے کلیتاً باطل کر دیئے گئے تھے۔ مقدمہ نیکر۔ رینالڈ بنام الیس (۱۹۰۲) ۲ - سی۔ ایچ ۳۳۲ - جج، بکلے میں، عدالت نے اس تملیک نامہ پر عمل کیا جو ایک انگلستان کی عورت کے نکاح کے وقت ایسے شخص کے ساتھ، جو قومیت اور تو طن کے لحاظ سے اٹلین تھا، انگریزی طریقہ پر لکھا گیا تھا: اگرچہ جج مذکور نے یہ بھی

کہا کہ "شہادت یہ ہے کہ جہانتک وہ دستاویز اس قانونی سلسلہ توریث کو جو قانون اٹلی سے قائم ہوتا ہے، درہم برہم کرتا ہے، اس کا کوئی اثر اٹلی میں نہیں ہوسکتا"۔ برخلاف اس کے ایسی صورت میں کہ تو طن ازدواجی انگلستان کا تھا، عدالت نے ایسے تملیک نامہ کو نافذ قرار دیا جو اسکاٹ لینڈ کے طریقہ پر لکھا گیا تھا اور ایسی عورت کی جائداد سے متعلق تھا جس کا تو طن قبل نکاح اسکاٹ لینڈ میں تھا۔ مقدمات برناڈ۔ برناڈ بنام وائٹ (۱۸۸۷) ۵۶- ایل۔ ٹی۔ ۹ نج، کے اور فٹز جرلڈ سرمن بنام فٹز جرلڈ۔ ۱۔ سی۔ ایچ ۲، ۵۷- جج مکوزنز ہارڈی۔ اسٹرلنگ و دیگھام ڈیسس میں ان لوگوں نے منیت کی مختلف علامات پر اپنی اپنی تجویزوں کی بنیاد رکھی۔ سوخر الذکر مقدمہ میں صرف لارڈ چیف جسٹس اسٹرلنگ نے اپنے شرکاء سے بہ اتفاق رائے جسٹس جوئیس اختلاف کرکے یہہ تجویز کی کہ جو تملیک اسکاٹ لینڈ کے قانون کے مطابق زوج کے خورد و نوش کے انتظام کیلئے اسکے حق میں کی جائے، وہ اس کی خواہش تصرف کے اختیار کو محدود نہیں کرسکتی کیونکہ وہ انگریزی قانون جو ایک بالغ مرد کے حق میں قبل از قبل مزاحمت کرنے سے انکار کرتا ہے، ایک مصلحت عامہ کا معاملہ ہے، مگر میرے نزدیک عدالت مرافعہ نے جو فیصلہ بغلبہ آرا کیا ہے صحیح تھا۔ کیونکہ ایک منتقل الیہ اسکاٹ لینڈ کے انتظام خورد و نوش کی نوعیت کے لحاظ سے اسکا دعوی نہیں کرسکتا اور اس انتظام سے شوہر کا متمتع ہونا جو اس کے نوعیت کے مطابق ہے اور اسی غرض سے وہ اس کو دیا گیا تھا انگلستان کے مصلحت عامہ کے خلاف نہیں متصور ہوسکتا۔ ایک انگلستان کی عورت کی تملیک جو انگریزی طریقہ پر ایک ہسپانیہ کے رہنے والے مرد کے حق میں آئندہ نکاح کے خیال سے کی گئی تھی نافذ قرار پائی۔ مقدمہ برناڈو۔ برناڈو بنام سائل (۱۸۸۴) ۲۷۔ سی۔ ایچ۔ ڈی ۷۹ جج، پیرسن، جس مقدمہ میں ایک اسکاٹ لینڈ کے متوطن مرد نے ایک انگلستان کی متوطنہ عورت سے نکاح کیا تھا اور تملیک انگلستان اور اسکاٹ لینڈ دونوں ملکوں کے طریقہ پر عمل میں آئی تھی، یہ تجویز ہوئی کہ زوجین

یہہ چاہتے تھے کہ وہ تملیک انگلستان اور اسکاٹ لینڈ دونوں ممالک کے قوانین کے تابع رہیں اور انکی اس خواہش کو پیروی کی گئی۔ مقدمہ میکنزی۔ میکزی بنام ایڈورڈ ماس (۱۹۱۱) ۱۔سی۔آیچ ۵۷۸ و ۵۹۶ جج سوئنٹن ایڈیکاٹر

ایک مقدمہ میں ایک انگریز مرد نے جو اسکاٹ لینڈ میں رہتا تھا، اور ایک اسکاٹ لینڈ کی عورت کے ساتھ نکاح کے قبل اسکاٹ لینڈ کے طریقہ پر ایک معاہدہ کیا تھا، اس شرط کے ساتھ کہ عورت کا سرمایہ اس کی وفات کے بعد اس کے قریب ترین رشتہ داروں کی طرف منتقل ہوگا۔ نکاح کے بعد دونوں منتقل ہو کر انگلستان میں رہنے لگے اور وہیں عورت کا انتقال ہوگیا، تجویز ہوئی کہ فریقین کی نیت یہی متصور ہونی چاہیے کہ قریب ترین رشتہ داروں کا تعین اسکاٹ لینڈ کے قانون سے کیا جائے۔ لسٹرز جوڈیشل فیکٹر بنام سائمس (۱۹۱۴) ایس۔سی۔۲۴۔

ایک مقدمہ میں شوہر کا تو طن اسکاٹ لینڈ کا اور عورت کا تو طن انگلستان کا تھا، ان میں نکاح ہوا اور ایک تملیک نامہ بطریق انگلستان مرتب ہوا جس میں یہ شرط تھی کہ جو لوگ اس تملیک نامہ کی بنا پر دعویدار ہونگے ان کے حقوق کا تصفیہ انگلستان کے قانون کی رو سے کیا جائے گا۔ ازدواجی تو طن اسکاٹ لینڈ کا تھا، اور شوہر نے وہیں طلاق کی ڈگری حاصل کی تھی۔ قرار پایا کہ اسکاٹ لینڈ کے قانون کے مطابق شوہر کو ایک سرمایہ کی آمدنی سے تمتع حاصل کرنے کا حق نہ تھا، صرف انگلستان کے قانون کے مطابق سلسلہ ازدواج کی جائداد کے متعلق تصفیہ ہوگا۔ مونٹگمری بنام ظریفی آیچ۔ایل۔(فنلے۔بالڈین و شاہ ۱۹۱۶ء ایل۔جی۔پی۔سی۔۲۰ آیچ

ایک انگلستان کے متوطن مرد اور ایک اسکاٹ لینڈ کی متوطنہ عورت کے نکاح کے موقعہ پر ایک تملیک ازدواجی کے متعلق جو انگلستان میں عمل میں آئی تھی، مگر اسکاٹ لینڈ کے طریقہ پر تھی، یہہ قرار پایا کہ وہ اسکاٹ لینڈ ہی تملیک متصور ہوگی۔ ہیوٹ بنام ہیوٹ (۱۹۱۴) ۳۱۔ٹی۔ایل۔آر۔۱۳ جج، آیچ

جن صورتوں میں اصول مقدمات متذکرۂ بالا کی بنا پر کسی تملیک ازدواجی کا نفاذ

انگلستان میں ہوتا ہے تو جس شخص کا اسکے تحت میں کوئی حق مقرر ہوتا ہے وہ اس کو اس طریقہ پر منتقل وغیرہ کرنیکا مجاز نہیں ہو سکتا ہے جس طریقے پر وہ اپنے ازدواجی قانون کے لحاظ سے اپنی جائداد کے انتقال کا مجاز ہو سکتا تھا۔ یوسی بنام ہورٹون (۱۹۰۰) سی۔ ایچ ۴۹۲ - جج، فارول تو مقدمہ گریٹ وٹوئیڈی بنام ٹوئیڈی (۱۹۰۱) ۱۔ سی۔ ایچ ۔ ۴۵ - جج، کوزنز آرڈے پٹیز دیکھو مقدمہ بالڈ۔ بالڈ بنام بالڈ (۱۸۹۷) ۶۷ - ایل۔ ٹی ۴۶۲ - جج، بائیرن۔ عدالت مجاز ہے کہ طلاق ہو جانے کی حالت میں اس تملیک ازدواجی کو بدل دے جو زوجہ کے وطن ازدواجی کے قانون کے مطابق عمل میں آئی ہو۔ نیلے بنام نیلے (۱۸۹۰) پی۔ ڈی ۱۸۶ - جج، بیہن۔ جب وطن ازدواجی ملک غیر کا ہو مگر طلاق کے وقت انگلستان کا ہو تب بھی یہی عمل ہو سکتا ہے۔ فارسٹھ بنام فارسٹھ (۱۸۹۱) پی ۳۶۳ - جج، حیتن۔

بنا دیات تعبیر کے متعلق مختصر بیان کر دینے کا یہی موقعہ مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ شخصی قانون بین الاقوام کا تعلق اس مضمون سے بھی ہے۔ تعبیر ایک مسئلہ متعلق 80
بہ واقعات ہے، بادی النظری طور سے فریقین کے مقصد کا سب سے بہتر شارح اس مقام کا قانون ہے جہاں معاہدہ وقوع میں آیا اگر انھوں نے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جو وہاں مصطلحات میں شمار ہوتے ہیں یا ایسے سکوں اوزان یا پیمانوں کا ذکر کیا ہے جن کا نام ایک ہے مگر وہاں اور دوسرے مقامات پر ان کی قیمتیں مختلف ہیں تو یہی سمجھا جائے گا کہ فریقین نے بقیاس غالب ان الفاظ کو اصطلاحی طور سے استعمال کیا ہے اور وہیں کی قیمتیں ان کے پیش نظر تھیں جس امر کا ذکر انھوں نے نہیں کیا مگر جن کا پیش نظر رہنا لازمی طور سے ضروری ہے انکی نسبت سمجھا جائے گا کہ وہ بقیاس غالب وہیں کے قانون یا وہیں کے رواج و رسم کی پابندی کرنا چاہتے تھے۔ یہ سب قیاسات ہیں اور اس بنا پر ان کی تردید ہو سکتی ہے۔ اگر معاہدہ میں بصراحت تمام یہ شرط موجود ہو کہ معاہدہ کی تعمیل کسی دوسرے مقام پر کیجائے گی تو یہ سمجھا جائے گا کہ بہ نسبت مقام معاہدہ کے اس دوسرے مقام کے مصطلحات اور رسم و رواج کم از کم تمام امور متعلقہ تکمیل میں ان کے پیش نظر تھے۔ اگر مقام تکمیل ایسا ملک ہے جو فریقین کے ذاتی

قانون کا ماخذ ہے تو یہ قیاس اور زیادہ قوی ہو جائے گا۔ اٹلی کے کوڈ کے ابتدائی مراتب کی دفعہ ۹ میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بالکل درست ہے، یعنے یہ کہ فریقین کا مشترکہ ذاتی قانون بغیر اس شرط کے بھی کہ اس کی تعمیل اس ملک میں کی جائے گی جہاں وہ قانون نافذ ہے، ان کے معاہدہ کے مفہوم کو سمجھنے میں، بہ نسبت اس مقام کے قانون کے جہاں اتفاقیہ طور سے معاہدہ ہوا زیادہ تر معین اور مفید متصور ہوگا۔ شخصی قانون بین الاقوام کے معتبر مصنفین نے ان تمام امور کے متعلق ایسے قطعی قیاسات قائم کرنے سے احتراز کیا ہے، جو ہر قسم اور ہر نوع کی شرائط پر صادق آسکیں لیکن اس میں شک اور شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ تملیک ازدواجی یا معاہدہ کی تعبیر، انگلستان میں تو وطن ازدواجی کے قانون کے مطابق کیجائے گی، وہی ایسا مقام ہے جہاں معاہدہ کا عمل میں آنا پیش نظر تھا اور جو کم از کم ایک فریق کے ذاتی قانون کا ماخذ ہے۔

اس دستاویز کی تعبیر اور تعمیل کے متعلق جس کے ذریعہ سے نکاح کے وقوع میں آنے کی حالت میں، ایک سالانہ رقم، اراضی موقوعہ آئرلینڈ پر عائد ہوتی تھی، اور وطن انگلستان کا تھا، یہ لکھا گیا کہ "اگر یہ مقدمہ صرف اراضی موقوعہ آئرلینڈ پر تین ہزار پونڈ سالانہ کے بار کا ہوتا تو مقام معاہدہ، وطن فریقین، مقام ادا اور دوسرے حالات، پر غور کرنے کی ضرورت واقع ہوتی اور اسی بنا پر مقدمہ کا فیصلہ کیا جاتا، مگر اس مقدمہ میں خود دستاویز سے فیصلہ کا قاعدہ نکلنا چاہیئے، یہ ایسی تملیک ہے جس میں مختلف انتظامات کئے گئے ہیں، کچھ شرائط زیر بحث کے مطابق اور کچھ اسکے مخالف ہیں" ایلڈن مقدمہ لینڈ ون بنام لینڈ ون (۱۸۲۰) ۲ بلائی ۶۰-۷۸ ۔ دو اشخاص میں جن کا وطن اسکاٹ لینڈ میں تھا ایک نکاح کا معاہدہ ہوا جو رقم معاہدہ میں شریک تھی، اس کی نسبت بعدہ یہ بیان کیا گیا کہ اس میں سے کچھ حصہ ایسا تھا جو کسی دوسری تملیک کیلئے مخصوص تھا، قرار پایا کہ ایسے معاہدہ کی تعمیل سے اسکاٹ لینڈ کا قانون متعلق ہوگا۔ مقدمہ اسینسٹر وٹھر بنام آڈیر (۱۸۴۳) ۲ ایم و کے ۱۳ ج، پر وہام، ایک تملیک نامہ ازدواج کی تعبیر، کچھ قانون انگلستان کے اور کچھ قانون اسکاٹ لینڈ کے مطابق کی گئی، تملیک نامہ کا صریح منشا

یہی تھا۔ مقدمہ چیمبرلین بنام نیپیئر (۱۸۸۰) ۱۵ اسی۔ ایچ۔ ڈی ۱۴ ۶۱ - نج، ہال نے انگلستان میں شوہر اپنی زوجہ کی جائداد کا جو علیحدہ طور سے اس کو، غیر ملک کی تملیک ازدواجی کے ذریعہ سے پہنچی ہو، امین ہے بشرطیکہ اس کا کوئی دوسرا امین موجود نہ ہو۔ مقدمہ سی تجھ بنام سی تجھ (۱۸۸۵) ۱۴ - کیو۔ بی۔ ڈی ۱۷ ۴۱ نج، پریٹ کاٹن۔ لینڈے نے ایک تملیک نامہ کے الفاظ کے معنے کے متعلق جو اسکاٹ لینڈ کے طریقہ پر مرتب ہوا تھا، اسکاٹ لینڈ کے ماہرین فن میں بحث تھی۔ اگرچہ توطن ازدواجی اسکاٹ لینڈ کا تھا مگر انگریزی عدالت میں تعبیر کے انگریزی قواعد کام میں لائے گئے۔ مقدمہ کیپیل (۱۹۱۴) ڈبلو۔ این ۴۵۲ نج، یہ کہ ممالک غیر کے قانون کا منشا نہ صاف ہونے کی حالت میں انگلستان کا قانون، جہاں مقدمہ دائر ہوا تھا نافذ قرار پایا۔

یہ سمجھ میں آنا مشکل ہے کہ تبدیل توطن، اگرچہ وہ معاملات متذکرہ دفعہ ۳۶ الف کے متعلق مختلف اہم سوالات پیدا کرتا ہے کس طرح ایک صریح معاہدہ کی تعمیل پر موثر ہو سکتا ہے، لیکن مقدمہ ڈنکن بنام کینین (۱۸۷۴) ۱۸ - ہیو - ۱۲۸ - نج، رومیلے - و (۱۸۷۵) ۷ - ڈی - ایم - جی ۷۸ نج، نائٹ بروس وٹرز میں ازدواجی توطن اسکاٹ لینڈ کا تھا اور اسکاٹ لینڈ ہی کا قانون نافذ قرار پایا، اس قانون کی رو سے معاہدہ مذکور کی تحت میں ایک رقم متعلقہ معاہدہ کی رسید میں زوجہ کا اتفاق لازمی قرار پایا۔ اگر وہ لازم اور لابد تھا تو اس کا کافی ہونا بھی ضرور ہے۔ زوجہ نے انگلستان میں توطن تبدیل کرنے کے بعد اس رسید سے اتفاق کیا تھا، انگلستان کے قانون کے مطابق اس کی رسید غیر کافی تھی، ازدواجی معاہدہ کے الفاظ ایسے تھے کہ اگر رقم مذکور کے علیحدہ مصرف کا ذکر معاہدہ میں ہوتا تو اس کی رسید انگلستان کے قانون کے لحاظ سے بھی کافی قرار پاتی۔ بحث یہ کیگئی کہ قانون اسکاٹ لینڈ میں شخصی قانون بین الاقوام کا قاعدہ اختیار کر لیا گیا ہے جو حقیقت توطن کے لحاظ سے قابلیت کا تعین کرتا ہے۔ زوجہ اپنے حقیقی توطن کے قانون کے لحاظ سے رسید دینے کی قابلیت حاصل کرنا چاہتی تھی۔

اور اس بناء پر اسکی رسید غیر کافی تھی اگرچہ تینوں ججوں نے اس کو کافی قرار دیا۔
لفظ "قابلیت" کوئی طلسم نہیں ہے، جس امر کی ایک انسان میں قابلیت ہے
وہ صرف وہی ہے جس کو وہ کافی طور سے انجام دیسکتا ہے، اور جب اسکی مجموعی
قابلیت کا ذکر کیا جاتا ہے اس کا مفہوم یہی ہوتا ہے کہ مختلف امور کو انجام دینے کی
کافی قابلیت موجود ہے۔ اس مقدمہ میں معاہدہ ازدواج کی رو سے عورت کو ایک
مالی منفعت حاصل ہوتی تھی، اور یہ سوال کہ آیا وہ تبدیل توطن کے بعد بھی
اس سے مستفید ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس سوال سے جو اس کی قابلیت کو متعلق پیدا
کیا گیا تھا، جدا نہ تھا۔ یہ دونوں سوال ایک ہی تھے جو خود الذکر سوال کے جواب
کی مدد سے متقدم الذکر سوال کا حل ہو جانا ممکن تھا۔ مقدمہ مرگیوریٹ
بنام مینگ (دیکھو صفحہ ۴۴) میں قابلیت کا سوال جدید معاہدہ کرنے کے
متعلق تھا۔

دفعہ ۴۰ جب نکاح، اس شرط کے بھروسہ پر، ہوتا ہے، کہ شوہر، توطن کسی
دوسرے ملک میں اختیار کرے گا، تو اس دوسرے ملک کا قانون، صریح معاہدہ ازدواجی
متعلقہ جائداد کے بارہ میں قانون توطن ازدواجی متصور ہوگا۔

کالس بنام کلیر (۱۸۷۵) لا رپورٹ - ۱۹ ایکیٹوٹی ۳۳۴ رج، ہال؛
دیکھو، دفعہ ۳۶ — توطن ازدواجی کے حقیقی معنی کیلئے۔

دفعہ ۴۱ اگر بروقت نکاح، ایسی تملیک، یا صریح معاہدہ ہوا ہے جو زوجین
کی تمام جائداد منقولہ پر، حاوی نہیں ہے، تو اس سوال کا تصفیہ، کہ آیا وہ ان حقوق میں
مزاحم ہے، جو دوسرے طریقہ سے، اس جائداد کے حصہ میں پیدا ہوتے، جو تملیک
یا صریح معاہدہ میں شریک نہیں ہے؟ قانون توطن ازدواجی سے کیا جائے گا، جو تملیک یا
معاہدہ کی تعمیل، اور اس جائداد کے تقرر وراثت (Destination) کے لئے، جس پر وہ موثر
نہیں ہے، زیادہ تر مناسب اور حسب حال ہے۔ البتہ عام طور سے، فریقین کی نیت کا ضرور
لحاظ رکھنا پڑے گا، جیسا کہ اب دفعہ ۳۹ میں قرار پایا ہے۔

دیکھو مقدمہ والس بنام شرمپٹن صفحہ ۳۷؛

دفعہ ۴۲ یہ امر اصولاً تسلیم شدہ ہے، کہ زوجین میں سے کسی کے انتقال

کے بعد، اس کی جائداد کی توریث میں، نکاح کا کوئی اثر باقی نہیں رہے گا؛ اور اس کا تصفیہ، اس مقام کے قانون سے کیا جائے گا، جو متوفی کا آخری مقام توطن تھا۔ اس میں شک نہیں، کہ بعض اوقات، عملاً، اس کے فرق اور تمیز کرنے میں، وقت پیش آئے گی، کہ کونسا امر، توریث سے، اور کونسا امر، نکاح کے مالی اثرات سے، تعلق رکھتا ہے[1]۔

سند مذکور بر بط بنام ٹرسٹ (۱۷۰۲) پری۔ چا، ۲۰۰ (۱۷۰۳) ۱۔ پر۔ پی۔ سی۔ ۳۰۔ ۲۹: میں زوجین، ایک معاہدۂ قبل نکاح کے ذریعہ سے، معاہد تھے، بہ استثناء ایک رقم کے جس کی مقدار ۸۰۰۰ پیسو تھی، اور جو زوجہ، اور اس کے ورثاء کی مخصوص املاد قرار دیگئی تھی۔ اس معاہدہ کے علاوہ، ایک معاہدہ، نکاح کے بعد کا بھی تھا، لیکن وہ غیر نافذ قرار پایا۔ زوجہ نے، پیرس کے رسم و رواج کو ترک کر کے، انگلستان کا توطن اختیار کیا، اور بعدہٗ لاولد، شوہر کی زندگی میں، مر گئی۔ اس کے ورثاء، بر بنائے معاہدہ، حسب دستور ۸۰۰۰ پیسو کے مستحق تھے، لیکن شوہر نے، حسب قانون انگلستان، اپنی زوجہ کے وارث ہونیکی حیثیت سے، بقیہ رقم معاہدہ میں سے، اپنی زوجہ کے حصہ کا دعوی کیا۔ زوجہ کے، دوسرے ورثاء بھی اس کے دعویدار ہوئے؛ بظاہر اس بنا پر کہ، جو معاہدہ، قبل نکاح کے ہوا تھا، وہ، زوجہ کی ماں کی شرکت سے ہوا تھا؛ گویا معنوی طور سے، اس نے، ان ورثا کیلئے، یہ شرط کر لی تھی، اور اسوقت، وہ، اس جہیز کے معاوضہ میں، جو اس نے، اپنی بیٹی کو دیا تھا، معاہدۂ ازدواج پر راضی ہوئی تھی ـــــ لارڈ کیمپر رائٹ نے، اس بالکنایہ استنباط کو، ناقابل لحاظ قرار دیا، اور یہ تجویز کی، کہ: معاہدہ، دستور پیرس کے مطابق ہے؛ اور اس سے یہہ سمجھنا چاہیے، کہ وہ دستور، اختیار کر لیا گیا تھا۔ مگر اس تجویز اور معاہدہ ازدواج میں، جو حصہ، زوجہ کا، ورثا کو دیا گیا تھا، دونوں کو، ہوس اوف لارڈز نے منسوخ کر دیا ـــــ ان کے وکیل نے، یہ بتایا، کہ بعض امور میں، جو شرائط معاہدہ ازدواج کے ہمسر تھے، یہ معاہدہ، پیرس کے دستور سے مختلف تھا؛ اور اس بنا پر، کسی جز کے لحاظ سے بھی، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ بجنسہٖ اختیار

---

[1] دیکھو سوئنبرن صفحہ ۷۸

کر لیا گیا تھا۔ عدالت مرافعہ نے معاہدہ کی جو تعبیر کی، وہ بقیاس غالب، بالکل درست تھی؛ اگر معاہدہ قبل نکاح، صرف زوجین کے درمیان میں ہوتا، اور اس میں زوجہ کے رشتہ داروں کے حق میں مخصوص شرط کی ضرورت نہ واقع ہوتی؛ یا زوجین کا نکاح، پیرس کے دستور کے مطابق، بغیر کسی صریح معاہدہ کے، ہوا ہوتا؛ تو بظاہر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی، کہ ہاؤس اوف لارڈز، حسب قانون اس مقام کے، جہاں اس کا آخری تو طن تھا، شوہر کو، اسکی زوجہ کے وارث ہونیکی حیثیت سے اس کا وہ حصہ، جو حسب معاہدہ یا قانون مذکور، زوجہ کے مرجانے کے بعد، ملنا چاہیئے تھا کیوں نہ دلاتا؟ مقدمہ لیٹلے بنام ہاگ (۱۸۰۴) ۱ براڈرسن کے مقدمات مرافعہ ۴ میں، جج، لارڈ ایلڈن نے، مقدمہ فوبرت بنام ٹربٹ، کے متعلق یہ کہا۔ اگر اس مقدمہ میں، معاہدہ نہ موجود ہوتا، تو حسب قانون انگلستان، جو وقت تنسیخ نکاح، ان کا وطن تھا، شوہر اور زوجہ کے حقوق کا فیصلہ کیا جاتا ——— یہ اصول جدید تو طن ازدواجی کی تائید میں، پیش کیا جاتا ہے، بمقابلہ اس تو طن ازدواجی کے، جس کے متعلق، معاملات متذکرہ دفعہ ۳۶ (الف ۵) میں، کوئی سوال پیدا ہوتا ہے۔ مگر یہ امر قرین قیاس نہیں، کہ لارڈ ایلڈن کا ایسا منشا ہوگا؛ دیکھو صفحہ ۴۷ ؛ اور مقدمہ گرگیفش۔ گرگیفش بنام ہیوٹ (۱۸۹۲) ۳ چانسری ۱۸۰ ؛ مقدمہ ہرمینڈو۔ ہرمینڈو و بنام سائل (۱۸۸۴) ۲۸ - چانسری ڈویژن ۴۸۲ جج پیرسن میں، بلحاظ شرائط تعلیک ازدواجی کے، پھر حق توریث کا سوال پیش آیا ؛ نیز دیکھو مقدمہ ماٹگمری بنام ظریعی مندرجہ صفحہ ۷۹ ؛

۵ ۳۷۹ (Guthrie) ۲۴۷

83

طلاق

قانون کلیسا میں، قدیم زمانے سے، تعلقات نکاح میں، دو اسباب، موثر سمجھے جاتے تھے: اول، ازدواج کا غلط دعویٰ اور ناجوازی ازدواج (Jactitation[1]) دوسرے زن وشوی کے قیام کی حالت میں افتراق (Divorce *a mensa et toro*[2]) اور ادعاء وحق شوہری۔ ان معاملات میں کلیسائی عدالتوں کو، اختیارات حاصل تھے، جس کے عہدہ دار آپس میں، ایک دوسرے کو تسلیم کرتے تھے، اور ان ممالک کی، غیر مذہبی حکومتیں بھی، ان کو مانتی تھیں۔ جو قوانین، ان عدالتوں کے، صادر ہوتے تھے، ان سب کا مرافعہ، پوپ کے پاس ہوتا تھا، جو ان قوانین کو، یکساں حالتیں رکھنے کا ایک ذریعہ تھا۔ انہی قوانین کے احکام کے ذریعہ سے، مقدمات کی تقسیم، بلحاظ حدود اختیارات، مختلف عدالتوں میں ہوتی تھی، جیسا کہ اب علی الترتیب، انگلستان اور فرانس کے قوانین کی رو سے، مقدمات، اضلاع کی مختلف عدالتوں اور عدالتہائے ابتدائی میں، تقسیم کئے جاتے ہیں۔ جب تک اور جن ممالک میں، یہ حالت قائم رہی، ان میں، اسباب زیر بحث کے متعلق، کبھی، ایسے سوالات پیش نہیں آسکتے، جو شخصی قانون بین الاقوام کے مسائل سکے،

---

[1] کسی شخص کا، غلط، یہہ بیان کرنا، کہ: اس کا نکاح، کسی دوسرے شخص (مرد یا عورت) سے ہوگیا ہے۔ مترجم

[2] چونکہ یورپ کی، عیسائی مذہبی عدالتیں، طلاق کو، ایک ناجائز عمل، تصور کرتی تھیں، اور فطرت انسانی، اور تمدنی ضروریات، اس پر مجبور کرتی تھیں، اسلئے یہہ ترکیب، اور یہ اصطلاح، وضع کی گئی: اس کے ذریعہ سے، زوجین میں، علیحدگی تو ہوجاتی تھی، مگر نکاح قائم رہتا تھا، یہہ، ایک طرح کی جزئی طلاق تھی، اور اس لفظی معنی، میز اور بستر، یعنے، معاشرت اور مباشرت سے علیحدگی کے ہیں۔ مترجم۔

مماثل کہے جاسکیں لیکن اصلاح (Reformation) کے بعد، انگلستان کے پیرپادری (Bishops) اس کلیسا کے عہدہ دار نہیں رہے، جس کا تعلق، یورپ کے دوسرے ممالک کے پیرپادریوں سے تھا؛ اور ان عدالتوں کے فیصلہ جات کا مرافعہ، بجائے پوپ کے پاس ہونے کے، سلطنت کے سامنے پیش ہونے لگا؛ اور قطعی طلاق، (Divorce a Vinculo) جو کلیسا میں کسیطرح نہیں منظور ہوسکتی تھی، پارلیمنٹ کے، ایک خانگی ایکٹ کی بنا پر، منظور کیجانے لگی۔ مگر اس کے حصول میں، ضابطہ کا ایسا التزام رکھا گیا کہ طلاق مذکور، بہترین مصنفین کی رائے میں، منجملہ چارہ کارہائے قانونی کے، ایک چارہ کار قرار پائی۔ جو ایکٹ ۱۸۵۷ء میں، دفعہ ۸۵ قانون ۲۰ و ۲۱ عہد وکٹوریہ کے ترمیم کی غرض سے جاری ہوا، اسکی رو سے، کلیسا کو، جو اختیارات، ازدواجی مقدمات میں حاصل تھے؛ وہ سلطنت کی طرف منتقل ہوگئے؛ اور افتراق فراش کا نام "عدالتی افتراق" سے بدل دیا گیا؛ اور قطعی طلاق کی کارروائی، بجائے پارلیمنٹ کے معمولی عدالتوں کے، سپرد کردیگئی۔ اسی زمانہ میں، اسکاٹلینڈ میں بھی، اصلاح کا عمل دخل ہوا؛ جس کی بنا پر، انگلستان سے پہلے، وہاں ازدواجی معاملات میں، کلیسا کے اختیارات، سلطنت کی طرف منتقل ہوگئے؛ اور قطعی طلاق کیلئے، ایک ضابطہ قرار دیدیا گیا؛ اور سیطرح کی تبدیلیاں، مختلف اوقات میں، تقریباً، تمام مہذب ممالک میں، واقع ہوتی گئیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ازدواجی مقدمات میں بھی، وہی قانونی اور حدود اختیارات کے مباحث، پیش آنے لگے، جو دوسرے معاملات میں، پیش آتے تھے؛ اور یہی شخصی قانون بین الاقوام کی بنیاد ہیں۔ بظاہر، آسانی اسی میں معلوم ہوتی ہے، کہ پہلے، حدود اختیارات کے مسائل سے، اور آخر میں، ان اسباب سے، بحث کیجائے؛ جن کی 84
بنا پر طلاق کی منظوری دیجاسکتی ہے: ۱۸۵۷ء کے ایکٹ میں، اس امر کی صراحت نہیں ہے کہ پارلیمنٹ کو کن صورتوں میں، ان معاملات میں، اختیار حاصل تھا، جن کی سماعت کی، وہ قبل ازیں مجاز تھی؛ جس سے میری مراد، اگر اس کے خلاف ظاہر نہ ہو، قطعی طلاق ہے۔ مقدمہ نیوبوٹ بنام نیوبوٹ (۱۸۷۰) ۴ پی۔ ڈی۔ آئی کے مرافعہ میں، جیمس اور کاٹن نے، بہ اختلاف رائے لارڈ چیف جسٹس بریٹ کے، یہہ تجویز کی:۔ ان شرائط کا تعین، اُن کلیسائی قواعد سے ہونا چاہیے، جن سے افتراق فراش کے مقدمات میں، کام لیا جاتا تھا۔ لیکن ایک عرصہ کے، شبہ و شک کے بعد، یہ رائے قائم ہوگئی، کہ قطعی طلاق، جس سے

حیثیت پر اثر پڑتا ہے، قدیم کلیسائی افتراق فراش سے، جو محض روحانی آسائش کی غرض سے تھی، اور جس کا حقیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، بالکل جدا ہے؛ اور اسکے لئے علیحدہ قواعد وضع ہونے چاہئیں؛ اور انگلستان میں، اس جدت سے فائدہ اٹھاکر، اس لیئے، ایسے قواعد وضع کرنے چاہئیں، جو صحیح ترین اصول پر مبنی ہوں۔ یہہ رائے، مقدمہ لامیرز بنام لامیرز (۱۸۹۵) اے۔سی ۱۷ ۵ میں، جو سیلون کا ایک مرافعہ تھا، اور جس میں، لارڈ واٹسن نے، فیصلہ صادر کیا تھا؛ غالب اور کامیاب ثابت ہوئی۔ اس کے بعد سے، اس امر میں، کوئی شک اور شبہ، نہ باقی رہا اور نہ ہے کہ:۔

دفعہ ۴۳ انگریزی عدالتوں کے اختیارات منظوری طلاق میں، وہ مقام، جہاں نکاح ہوا تھا، کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

اس میں، اسقدر اور اضافہ ہونا چاہیے، کہ اس میں بھی کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے، کہ انگریزی عدالتوں کے، اختیارات منظوری طلاق پر، اس مقام کا، کوئی اثر نہیں ہے، جہاں زنا، اور اگر مقدمہ میں، شوہر مدعی علیہ ہے، تو جہاں زنا اور بیرحمی اور چھوڑ دینے کا فعل وقوع میں آیا اور نہ نکاح کے وقت فریقین کے توطن کا، اگر وہ توطن اس سے مختلف ہے جو مقدمہ کے دائر کرنے کے وقت تھا کوئی لحاظ ہوگا۔

مگر جو مقدمات فیصل ہوئے، اُن سے، یہ اصول قایم ہوگیا؛ کہ انگلستان میں، طلاق کی منظوری، اسی صورت میں دیجائے گی، جبکہ شوہر کا توطن، خواہ، وہ مدعی ہو یا مدعی علیہ انگلستان کا ہو (دفعہ ۴۴)؛ یا وہ، انگلستان میں بود و باش رکھتا ہو، نہ بطور مہمان یا مسافر کے، اور نہ طلاق حاصل کرنے، یا اس میں آسانی پیدا کرنیکی غرض سے (دفعہ ۴۵)۔ برخلاف اس کے، جس طلاق کی منظوری، ملک غیر کی کسی عدالت نے دی ہے، وہ انگلستان میں، تسلیم کیجاتی ہے؛ اگر صرف اسی صورت میں، کہ فریقین، مقدمہ دائر کرنے کے وقت، اس عدالت کے حدود اراضی کے، متوطن ہوں (دفعہ ۵۰)۔ طلاق کی منظوری دینے، اور ملک غیر کی طلاق کو، تسلیم کرنے، کی شرائط میں؛ جو فرق رکھا گیا ہے؛ وہ قابل افسوس ہے۔ پہلی صورت میں، انگلستان کی عدالتیں، ایسے نکاح کو، فسخ کر دینے کی، اجازت دیتی ہیں؛ جس کی، دوسری صورت کی شرائط کو، پیش نظر رکھ کر، ہرگز یہ امید نہیں کی جاسکتی؛ کہ وہ غیر ملک میں بھی، منسوخ متصور ہوگا۔ مگر یہ ایک لازمی امر تھا، جبکہ قطعی طلاق، اور

افتراق فراش، دونوں کل ملا کر، ایک کر دیئے گئے تھے ـــــ اس کی تائید، بعض اسکاٹ لینڈ کے، فیصلوں سے بھی، ہوتی رہی؛ جن میں، قطعی طلاق کیلئے، توطن کے مرتبہ سے، کم قیام بھی، جائز قرار پایا تھا؛ اور اسی قیام کو "ازدواجی توطن" کے نام سے، موسوم کیا تھا، جو "تورثی توطن" سے علیحدہ تھا۔ لفظ "ازدواجی توطن" جن معنوں میں، یہاں مستعمل ہوا ہے، وہ، اس لفظ کے معمولی استعمال سے علیحدہ ہے؛ اس کا استعمال، عام طور سے، اس حقیقی توطن کے اظہار کے لئے، کیا جاتا ہے، جو بروقت نکاح تھا، یا قرار دیا گیا تھا (دفعہ ۳۶) مگر یہ اصول، مقدمہ لامیرز بنام لامیرز میں ٹوٹ گیا؛ جس کے فیصلہ نے، معاملہ کو، خواہ وہ انگلستان کا ہو، یا اسکاٹ لینڈ کا، یا بین الاقوامی، واحد اور معقول بنیاد پر قائم کر دیا۔ اس اصول کی تائید، حال میں، نہایت زور اور پرشان کن طریقہ سے، مقدمات کیز بنام کیز، اور گرے (۱۹۲۱) پی۔ ۲۰۵۔ جج، ٹویک کے فیصلوں میں، کی گئی؛ جن میں یہ قرار پایا، کہ جو عدالتیں، از روئے قانون، ہندوستان میں مقدمات ازدواج کی سماعت کے لئے، قائم کی گئی ہیں؛ وہ، ایسے زوجین کے، نکاح کو، فسخ کر دینے کی، مجاز نہیں ہیں، جن کا توطن، ہندوستان کا نہو؛ اگرچہ نکاح، ہندوستان میں ہوا ہو، اور زوجین وہیں رہتے ہوں؛ اور زنا کا فعل، انھیں کے حدود اراضی کے اندر، واقع ہوا ہو۔ ہندوستان کی کونسل کے ایکٹ، بابتہ ۱۸۶۱ء میں، گورنر جنرل کو باجلاس کونسل، قانون اور قواعد وضع کرنے کا، اختیار دیا گیا ہے؛ اور ہندوستان کے ایکٹ طلاق، بابتہ ۱۸۶۹ء کی رو سے، ہندوستان کی عدالتیں، ایسے لوگوں کی طلاق کی منظوری، دینے کی مجاز ہیں، جو مذہب عیسوی کے متبع، اور ہندوستان میں، رہتے ہوں؛ مگر باوجود اس کے، عدالت نے، یہ تجویز کیا، کہ جو اصول، بعدہ قرار پائے ہیں، انکے مدنظر، ۱۸۶۱ء کا قانون، گورنر جنرل کو، اس کا مجاز نہیں قرار دے سکتا، کہ وہ، برطانی رعایا کے لئے، جو عارضی طور سے، ہندوستان میں مقیم ہو، کوئی ایسا قانون وضع کریں، جو ان کے مقام توطن میں ان کی ازدواجی حیثیت پر، موثر ہو۔ مقدمہ لامیرز بنام لامیرز کے فیصلہ کے مفصلہ ذیل انتخابات میں، اصول قانون بیان کئے گئے ہیں؛ اور وہ کتاب ہذا کے قدیم ایڈیشن کے دفعات ۴۴ و ۴۵، ۵۰، کی جگہ، قائم کئے جاتے ہیں۔

جب اس معاملہ پر، کامل طور سے، غور کیا جاتا ہے، تو معلوم ہوتا ہے کہ ان فاضل

ججوں کی رائے میں، انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کے فیصلے، اس امر کے ثابت کرنے کیلئے، سطلق کافی نہیں ہیں، کہ اُن دونوں ممالک کے عام قانون میں، کوئی ایسا قاعدہ موجود ہے، جس کی رو سے، وہ قاعدہ، جواز دواجی توطن کے نام سے موسوم ہے، تنسیخ نکاح کا، مجاز کرتا ہو ..... جس سے، فاضل جج، یہ نتیجہ نکالتے ہیں: کہ قانون بین الاقوام، کے لحاظ سے، صرف زوجین کا حالیہ توطن ہی، ان کے فسخ نکاح کے اختیارات کا صحیح معیار ہے۔ لارڈ پیرانس نے، جو رائے، مقدمہ ولسن بنام ولسن[1] میں ظاہر کی ہے، اس سے 86
ان کو کلیتہً اتفاق ہے: رائے مذکور، بظاہر، ان مسائل کے متعلق نہ تھی، جو زوجین کے حقوق کی نسبت، پیدا ہوتے ہیں، بلکہ اس کا تعلق، معاملات طلاق کے اختیارات سے تھا۔ میری ذاتی رائے کا قوی رجحان، اسطرف ہے کہ اس اختیارات کے معاملہ میں، جو منصفانہ اور قابل اطمینان قاعدہ، اختیار کیا جا سکتا ہے؛ وہ یہی ہے کہ فریقین بہر صورت اس امر پر مجبور کئے جائیں، کہ وہ، اپنے تمام ازدواجی تنازعات، اس ملک کی عدالتوں میں، رجوع کریں، جہاں وہ متوطن ہوں۔ ازدواجی فرائض کے متعلق، مختلف جماعتوں میں، مختلف رائیں، اور مختلف قوانین ہیں؛ اور ان اسباب کا اندازہ بھی، مختلف ہے؛ جنکی بنا پر، طلاق جائز متصور ہو سکتی ہے: اسلئے قرین انصاف اور عقل یہی ہے، کہ زوجین کے تنازعات کا فیصلہ، خود ان کی جماعت کے، قوانین کے لحاظ، اور ان عدالتوں کے، ذریعہ سے عمل میں آئے؛ جو تنہا، ان قوانین کے برتنے کے مجاز ہیں۔ اس کے علاوہ، اس اصول کو، مضبوطی سے، اختیار کرنے میں، یہہ بدنمائی دور ہوتی جاتی ہے، کہ وہی مرد و عورت ایک ملک میں، زن و شو اور دوسرے ملک میں، باہم نامحرم ٹھہرتے ہیں[2]

---

[1] ۱۸۷۲ ایل۔ آر۔ ۲۔ پی و ایم ۳۵ صفحہ ۴۲ ۴ ۔ مقدمہ مذکور بنام ولسن (۱۸۷۱) ایل۔ آر۔ ۲۔ پی۔ ایم ۲۲۳ صفحہ ۲۲۶، میں لارڈ پیرانس نے یہہ لکھا تھا کہ: جب اس مقدمہ کے فیصلہ کی تردید ہو چکی؛ اور جب اس ملک کی عدالتوں نے، اس پر غور کر لیا۔ کہ وہ لوگ، جو انگلستان کے متوطن ہیں، کس حد تک، ملک غیر کی عدالتہائے ازدواجی کی ڈگریوں کے پابند ہونگے؛ تو رائے کا رجحان اسطرف پایا گیا، کہ عدالتہائے ملک غیر کے، اس اختیار کی تردید کیجائے: کہ وہ ان حالات میں، انگلستان کے منعقدہ نکاح کی تنسیخ کی مجاز ہیں — اس ملک کی عدالتوں کو، اسکے خلاف کوئی طریقہ اختیار کرنا قابل افسوس ہوگا؛ جبکہ وہ اس امر پر غور کر رہی ہیں کہ انکو کس حد تک، ملک غیر کے باشندوں کے مقدمات ازدواج کی سماعت کرنی چاہیئے۔

[2] لامیر نہ بنام لامیر نہ زیبہ لارڈ وولسن (۱۸۹۵) اے۔ سی صفحات ۵۴۰ و ۵۳۶۔

لارڈ پیرانس اور لارڈ واٹسن نے، جس طور سے توطن کا حوالہ دیا ہے، اس سے فی الحقیقت یہ سمجھا جائے گا، کہ ان دونوں کا مقصد ان ذاتی حدود اختیارات (Personal jurisdiction) سے تھا، جو حیثیت کے معاملات میں، فیصلہ کن ہوتے ہیں، اور طلاق کا اثر حیثیت پر پڑنا لازمی ہے محض زوجین کے توطن انگلستان ہونے یا نہ ہونے کی بنا پر، انگریزی عدالتیں، ان کی طلاق کی منظوری کے اختیار کی، دعویدار ہوں یا نہوں، مگر یہ امر ضرور ہے، کہ وہ، اس طلاق کو منظور کریں، جو ان عدالتوں سے، صادر ہوئی ہو، جو زوجین کی قومیت کی بنا پر، ان پر حکومت کا دعوی رکھتی ہیں، خواہ ان کا توطن کہیں کا ہو، اور ان کو، وہ طلاق بھی منظور کرنی پڑے گی، جو ایسی عدالت سے صادر ہوئی ہو، جس کے محکوم، فریقین، ذاتی طور سے نہ تھے، مگر وہ، ایسے ملک میں، جائز متصور ہوتی ہے، جس کے ماتحت، بروقت آغاز کارروائی، شوہر، توطن یا قومیت کی بنا پر تھا، بشرطیکہ، اس ملک میں، ماتحتی کیلئے یہ وجہ کافی متصور ہوتی ہو۔ مقدمہ آرمیٹیج بنام اٹرنی جنرل، وگلگ بنام گلگ (۱۹۰۶) پی ۱۳۵ جج، گورل بارنس ڈ

مگر انگریزی عدالتیں، اس طلاق کی منظوری نہیں دیسکتیں، جو ایک مسلمان ہندوستان میں، اپنی انگریزی بیوی کو دے، جس کے ساتھ، اس نے، انگلستان میں نکاح کیا ہو، اگرچہ طلاق مذکور، ہندوستان کی اسلامی جماعت میں، جس کا شوہر ایک فرد ہے، جائز متصور ہوتی ہو۔ 87

بکطرفہ، میر انور الدین (۱۹۱۷) ۱ کے۔ پی ۸۸۲ عدالت مرافعہ (سوسفن آیڈی۔ بینکز۔ لارنس۔ اے۔ ٹی جنھوں نے چیف جسٹس ریڈنگ اور جسٹس ڈارلنگ، اور برے کے فیصلہ کو بحال رکھا)۔

> اس مقدمہ میں، ایک مسلمان باشندہ ہندوستان نے، جس کا توطن وہیں کا تھا، ایک انگلستان کی عورت کے ساتھ، ایک انگلستان کے رجسٹری کے دفتر میں نکاح کیا۔ نکاح کے بعد، وہ اپنی زوجہ سے علیحدہ ہوکر، ہندوستان چلا گیا۔ عورت نے وہاں، اس کے پاس جاکر رہنے سے، انکار کیا۔ شوہر نے، اعادہ حق شوہری کی ایک ڈگری، ہندوستان میں حاصل کی، جس کی تعمیل نہیں ہوئی۔ اس نے، مسلمانوں کے قانون کے مطابق، اپنی زوجہ کے پاس، ایک تحریری طلاق بھیجدیا۔ انگلستان میں، دوبارہ واپس ہونے پر، اس نے، طلاق کی درخواست

پیش کی، جو اس بنا پر، نامنظور ہوئی، کہ اس کا وطن انگلستان کا نہ تھا۔ اس لئے اس نے، انگلستان کے ایک رجسٹرار سے، پھر نکاح کرنے کی غرض سے، ایک اجازت نامہ کی درخواست کی؛ یہ درخواست، اس بنا پر نامنظور ہوئی، کہ اس کے نکاح میں، جائز موانع موجود تھے۔

ڈویژن اور مرافعہ کی عدالت نے، رجسٹرار کے فیصلہ کو، بحال رکھ کر، یہ تجویز کیا، کہ نہ کوئی ایسا اصول پایا جاتا ہے اور نہ کوئی اجازت — کہ وہ نکاح، جو انگلستان میں منعقد ہوا ہو، انگریزی قانون کے مطابق، بغیر کسی عدالتی ڈگری کے، محض شوہر کے مذہبی قانون کی بنا پر، منسوخ ہو سکے۔ ایک انگلستان کی عورت، نکاح کی بنا پر، اپنے شوہر کے وطن کی تبعیت، اور وہاں کے قانون کی پابند، ہو جاتی ہے؛ لیکن اگر وہ عیسائی ہے، تو وہ نکاح سے، اپنے شوہر کا غیر عیسوی مذہب، نہیں اختیار کر لیتی، اور نہ، اس مذہب کے مخصوص قانون کی، پابند ہوتی ہے۔ اگر مسلمان شوہر نے، طلاق کی منظوری، کسی ہندوستان کی عدالت سے، حاصل کر لی ہوتی، تو انگلستان کی عدالت، مقدمہ اڑنی جنرل بنام اربیچ کے حوالہ سے، اس کو تسلیم کر کے، نکاح کو منسوخ تصور کرتی؛ مگر ہندوستان کی عدالتیں، صرف اسی صورت میں، طلاق کی منظوری، دے سکتی ہیں، جبکہ زوجین، ایک مذہب کے پابند ہوں، اور اس مقدمہ میں، تو کسی ڈگری کی، درخواست ہی نہیں کی گئی تھی؟

مقدمہ اسکنر بنام اسکنر (۱۹۵۰ - ۱ اے ای صفحہ ۳۴) میں لارڈ ولبرفورس نے، امور زیر بحث مقدمہ سے علیحدہ، یہ ریمارک کیا، کہ ایک مسلمان شوہر، جو اپنی زوجہ کو، طلاق دینا چاہتا ہے، وہ، اپنے مذہبی قاعدہ سے دے سکتا ہے؛ مگر یہ طلاق، خواہ وہ، اسلامی ملک میں جائز ہی کیوں نہ متصور ہو، انگلستان کی عدالتوں میں، ایسی عورت کی تنسیخ نکاح کیلئے، کافی نہ سمجھی جائے گی، جس کا نکاح، انگلستان میں، اس معنوی قرارداد کے ساتھ ہوا ہو، کہ وہ، اس کی تنہا اور مستقل زوجہ رہے گی؛ اور ایسی زوجہ نہیں متصور ہوگی، جس کو، شوہر، جس وقت چاہے علیحدہ کر دے۔

طلاق کے مقدمہ میں، مرافعہ علیہ کے، کسی عدالت میں، بلا عذر واقعی، حاضر ہو جانے سے، اس عدالت کو، اختیارات نہیں حاصل ہو جاتے۔ اگر طلاق، ایسی ہے، جو شوہر کے

ملک تو وطن میں، تسلیم نہیں کی جاتی؛ تو انگریزی عدالتیں، مطلقہ کے عقد ثانی کو، شوہر کی درخواست پر، منسوخ کر دیں گی؛ بشرطیکہ وہ برطانیہ کا متوطن رعایا ہوگا۔ مقدمہ کاس بنام کاس (۱۹۱۰) ۱۰۸-ایل-ٹی-۳۹۷-جے، بنگھام ج؛

یہ امر قابل لحاظ ہے کہ مقدمہ ولسن بنام ولسن میں، نکاح اندرتا، بیرون ملک واقع ہوا تھا؛ اور شوہر نے، جو کہ درخواست گزار تھا، زنا کے واقع ہونے کے بعد انگلستان کا وطن اختیار کیا تھا؛ اور زوجہ انگلستان میں، کسی وقت بھی، آنا ظاہر نہ ہوتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس مقدمہ نے، انگلستان کیلئے، جیسا کہ مقدمہ وارنڈر بنام وارنڈر نے، اسکاٹ لینڈ کے لئے، یہ فیصلہ کر دیا، کہ، زوجہ کے خلاف، اختیار طلاق کے معاملہ میں، اس امر کا امکان ہے؛ کہ اس کا وطن، ایک قانونی قاعدہ کی بنا پر، قرار دیا جائے۔ جب اس قانون میں، جس کے تحت میں، طلاق دی گئی ہے، اس امر کی ممانعت ہو، کہ زوجین میں سے، کوئی شخص، ایک مدت معینہ کے اندر، نکاح نہیں کر سکے گا؛ تو ان کا نکاح اس مدت کے ختم ہونے تک، پوری طور سے، منسوخ نہیں متصور ہوگا۔ وارڈ بنام وارڈ (۱۸۹۰) ۱۵ پی ۱۵۲-جے، ہنیین-میں، یہ کہا جا سکتا ہے، کہ معینہ مدت کے اندر، انکی ناقابلیت نکاح، انکی حیثیت کا، ایک جز ہے؛ اور وہ، دوسری حدود دارضی میں بھی، ان کے ساتھ لگی رہتی ہے۔ لیکن جس حالت میں، صرف خاطی فریق کے لئے، ایسی ممانعت کی گئی ہو، تو وہ، ممانعت تعزیری متصور ہوگی؛ اور اس فریق کے ساتھ، انگلستان میں، قائم نہیں رہ سکے گی۔ اسکاٹ بنام اٹرنی جنرل (۱۹۰۶) ۱۱-پی-ڈی ۱۲۰-جے، ہنیین... فیصلہ کی توضیح متعدد وارڑ بنام وارڑ میں ہو چکی ہے؛

88

دفعہ ۴۶ اس اصول میں کہ "اب (انگریزی) عدالتیں، تنسیخ نکاح کی ڈگری، ایسی حالتوں میں نہیں صادر کرتیں، جن میں، فریقین، اس ملک کے متوطن نہوں" اسقدر اضافہ ہونا چاہیئے ۔۔ بجز ایسی زوجہ کے حق میں، جس کو اسکے شوہر نے چھوڑ دیا ہو؛ یا جس کے شوہر نے اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا ہو، کہ اس کو علیحدہ رہنے کا حق پیدا ہو گیا ہو؛ اور جو چھوڑنے یا علیحدہ رہنے کی مستحق ہونے کے وقت تک، اپنے شوہر کے ساتھ اس ملک کی متوطن ہو۔ جسٹس گورل بارنس، بمقدمہ آرٹیج بنام آرٹیج (۱۸۹۸) پی

ڈی ۸، صفحہ ۱۸۵۔ لکھتے ہیں کہ:۔ مقدمہ متذکرہ میں "امریکہ کے اس اصول سے، مدد لئے بغیر، کہ ایسے حالات میں، زوجہ کو، ایسے ملک میں، جس میں اس کا ازدواجی گھر تھا، توطن کا حق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس ظلم کو، دفع کرنے کے لئے، جو عورت کو، شوہر کے ساتھ ساتھ، ایک ملک سے دوسرے ملک میں، منتقل ہونے سے، عائد ہو سکتا ہے؛ یہ کہا جا سکتا ہے، کہ: شوہر کو، بہ اغراض مقدمہ، اس عذر کی اجازت نہیں دی جا سکتی، کہ اس نے، اس ملک کا، توطن چھوڑ دیا ہے"۔ اور نیز دیکھو: ان کے ریمارک، بمقدمہ بارٹر بنام بارٹر (۱۹۰۶) پی ۲۱۶؛ و مقدمہ اگڈن بنام اگڈن (۱۹۰۸) پی۔ ۸۷، و

یہ قاعدہ اختیار کر لیا گیا ہے، اور بعد کے مقدمات، اسٹاتھاٹوس بنام اسٹاتھاٹوس (۱۹۱۳) پی۔ ۴۶۔ جے، ڈین؛ و مقدمہ ڈی مانٹیگ بنام مانٹیگ (۱۹۱۳) پی ۱۵۴۔ جے، ایونس؛ میں، اس کی توسیع ہوئی:۔ مقدمہ اول الذکر میں، یہ تجویز ہوئی کہ "مناسب حالات میں، یہاں کی عدالتوں کو، لازم ہے، کہ ایسے مقدمہ میں، جو بغرض طلاق، زوجہ کی طرف سے، دائر ہوا ہو، اختیارات عدالتی، اپنے ہاتھ میں لے؛ اور اسکو بجائے خود، اس ملک کا متوطن قرار دیکر، مقدمہ کی سماعت کرے"۔ زوجہ، نکاح کے وقت، جو ایک ملک غیر کے، باشندہ کے ساتھ ہوا تھا، انگلستان کی متوطن تھی۔ شوہر نے، ملک غیر کے توطن کی حالت میں، تنسیخ نکاح کی ڈگری، حاصل کی، جو زوجہ کے حق میں، ملزم طلب چارہ کار تھی؛ بعد ۔ وہ، انگلستان میں واپس آکر، متوطن ہوئی، اور وہاں کی عدالت نے، اس کے حق میں، تنسیخ نکاح کی ڈگری منظور کی۔

انگلستان کی، اس عورت کے حق میں، جو ایک بیرونی متوطن کی منکوحہ ہو، طلاق کا منظور کرنا، اصولاً، قابل اعتراض ہے۔

ازدواجی مقدمات کے مسودہ میں، جو ۱۹۲۰ء میں، اس غرض سے، ہوس اوف لارڈز میں پیش ہوا تھا، کہ اس شاہی کمیشن کی، سفارشوں پر عمل ہو سکے، جو جنگ کے قبل، قانون طلاق کی اصلاحات کے متعلق، رپورٹ کر چکا تھا؛ تجویز ہوئی تھی، کہ دفعہ میں ایک مجوزہ استثنا حسب ذیل قائم کیا جائے:۔

دفعہ ۵ ہائیکورٹ کے اختیارات، طلاق کے معاملات میں

ان مقدمات تک محدود رہیں گے، جن میں زوجین، انگلستان اور ویلز کے اسٹوطن ہوں؛ لیکن، اگر زوجہ کو، شوہر نے، چھوڑ دیا ہے؛ یا اس کا شوہر کسی قانون کی رو سے، جو ممالک غیر کے باشندوں کو، ملک سے خارج کر دینے کیلئے، نافذ الوقت ہو، ملک سے خارج کر دیا گیا ہو — اور قبل چھوڑنے یا خارج کئے جانے کے، اس کا توطن، انگلستان یا ویلز کا تھا؛ تو زوجہ کا توطن، اس ایکٹ کے اغراض کے لئے، وہی سمجھا جائے گا، جو، چھوڑ دینے یا خارج کئے جانے کے قبل تھا۔ اس میں شک نہیں کہ لارڈ چیف جسٹس برٹ نے مقدمہ نیبوٹ بنام نیبوٹ میں، جو مقدمہ لامیرز بنام لامیرز سے پہلے کا تھا اسی استثناء کو نہایت زور کے ساتھ پیش کیا تھا؛ اگرچہ انکو اپنے شرکاء سے توطن کے بارہ میں جو بلا شرکت غیرے مقدمہ موخر الذکر میں امر قابل لحاظ قرار پا چکا تھا سخت مخالفت کرنی پڑی تھی۔ قدیم نظائر میں ایک عورت کو طلاق کی منظوری، انھیں حالات میں دیگئی تھی جن کی صراحت استثناء متذکرۂ بالا میں موجود ہے مگر اسکی بنیاد اسکی ملکی قومیت (Political nationality) پر قائم کیگئی تھی، جو برطانیہ کی تھی۔ مقدمہ ڈک بنام ڈک (۱۸۹۰) ۲۔ ایس ڈبلیو ۹۰ — جج، کرش ویل۔ مارٹن۔ ولسن جنہوں نے اسیدن مقدمہ ڈک بنام ڈک کو، اس مقصد کیلئے کار آمد ہونیکی نسبت اپنا شک ظاہر کیا اور یہہ لکھا کہ مقدمہ بانڈ بنام بانڈ ۲۔ ایس ڈبلیو ۹۲ بعینہ یہی مقدمہ تھا اگرچہ اس میں صرف زوجہ کی انگلستان کی سکونت یا توطن موجود نہ تھا؛ اور مقدمہ سیٹو تھیو ڈور بنام سیٹو تھیو ڈور (۱۸۷۶) ۵ پی۔ ڈی ۹۷ — جج ظلمور میں اگرچہ ابتدا تا انتہا، توطن بیرونی تھا مگر عورت کو طلاق کی منظوری دیگئی جو شوہر کے انگلستان سے چلے جانے کے بعد بھی انگلستان میں قیام پذیر رہی، جس صورت میں، عورت چھوڑ دیجانے کے بعد آکر انگلستان میں رہی، طلاق کی منظوری سے انکار کر دیا گیا۔ بمقدمہ لی سور بنام لی سور (۱۸۷۶) ایل۔ ڈی۔ ۱۳۹ — جج ظلمور۔

89

دفعہ ۴۶ (الف) جس صورت میں، انگلستان میں نکاح جائز متصور ہوتا ہو؛ مگر شوہر کے ملک میں تسلیم نہ کیا جاتا ہو جس کی وجہ سے زوجہ وہاں طلاق نہیں حاصل کر سکتی۔

اور یہ صورت بآسانی واقع ہو سکتی ہے جبکہ ایک بیرونی شخص، ایک انگلستان کی عورت سے نکاح کے مراسم ادا کرتا ہے؛ پس اگر نکاح کی قابلیت کا انحصار ذاتی قانون پر اس ملک میں نہیں تسلیم کیا جاتا تو (انگلستان میں) زوجہ کو ایسے نکاح کی تنسیخ کے لئے، جو یہاں تسلیم کیا جاتا ہے" دعویٰ کی اجازت دینا معقول اور مناسب ہوگا ۔۔۔۔۔۔ بشرطیکہ مقدمہ میں ایسے وجوہ موجود ہوں جن کی بنا پر وہ طلاق کی اس صورت میں مستحق ہوتی جبکہ اس کا شوہر اپنی زوجہ سے ملک کا متوطن ہوتا" سر گورل برنس (لارڈ گورل) بمقدمہ اگڈن بنام اگڈن [۱۹۰۸] پی ۸۳۔

دفعہ ۴۶ (ب) عدالت کا اختیار سماعت شریک مدعی علیہ (نالش طلاق میں ملزم زنا) پر ہرجہ اور اخراجات کے بارہ میں، ایسے مقدمات میں جو اس ملک میں باضابطہ طور سے دائر کئے جائیں توطن یا اتباع (Allegiance) یا قیام پر منحصر نہیں ہے اگر بیرونی شریک مدعی علیہ پر سمن کی تعمیل انگلستان میں ہوئی ہے، تو محض اس بنا پر عدالت ہذا کو اس پر اختیار سماعت حاصل ہے اگر سمن کی تعمیل بیرون ملک بھی بلا لحاظ قومیت کے ہو سکتی ہے۔ جو قانون بیرون ملک سمن کی تعمیل کی اجازت دیتا ہے، وہی عدالت ہذا کو اس کے متعلق اختیار سماعت بھی عطا کرتا ہے مناسب مقدمات میں عدالت ہذا اسبارہ میں اختیار تمیزی کو کام میں لاکر ایسے شریک مدعی علیہ کو، جو بیرون ملک کا توطن رکھتا ہو مقدمہ سے خارج یا اس کی حاضری معاف کر سکتی ہے، لیکن خود اس کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ مقدمہ سے خارج کئے جانے کا دعویٰ کرے۔

سر سموئیل آیوانس بمقدمہ ریمنٹ بنام ریمنٹ و اسٹوارٹ، و مقدمہ چیپ مین بنام چیپ مین و بلسٹ [۱۹۱۰] پی ۲۷۱ صفحہ ۲۹۲؛ مقدمہ رشن بنام رشن و پائمنٹا (ڈیوک پی) میں یہ فیصلہ پسند کیا گیا؛ اور سی۔ اے۔ اسٹرنڈیل ایم آر نے اسکی تائید کی؛ اور نیز ملاحظہ ہو مقدمہ فلیپ بنام باتھو [۱۹۱۳] ۳ کے۔ پی ۲۵۔ جج اسکروٹن جس میں وہ ہرجہ 90
جو ہندوستان کی ایک عدالت نے ایسے شریک مدعی علیہ سے دلوایا تھا جو اسکے حدود ارضی سے باہر تھا ایک کارروائی میں جو ایسے ہی ہندوستانی فیصلہ پر مبنی تھی، انگلستان میں واجب الوصول قرار پایا۔ اس سے قبل کے مقدمات میں یہ تجویز ہوئی تھی کہ عدالت کو ایسے شریک مدعی علیہ پر جس کی سکونت ملک غیر میں ہو کوئی اختیار نہیں ہے؛

اور اس لئے مدعی کو اپنا مقدمہ بغیر اس کی شرکت کے چلانا چاہیے۔ مقدمہ لیوی بنام لیوی وڈی رونس [۱۹۰۸] پی ۲۵۶ و بوجر بنام بوجر ایفنا ۳۰۰۔ لیکن بعد کے فیصلوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ عدالتیں اپنے حدود اختیارات کو ایسی حالت میں کہ اصل فریقین مقدمہ ان کے ماتحت ہوں، ہمنی کارروائیوں میں توسیع دینے کی طرف مائل ہیں۔

دفعہ ۴۷ اگر اس معاملہ پر بجائے قانونی اصول کے تمدنی لحاظ سے نظر ڈالی جائے تو اس میں شبہ عائد ہو سکتا ہے کہ آیا یہ امر ضروری ہے کہ عدالتی افتراق اور طلاق کے اختیارات میں کوئی فرق نہ کیا جائے اور وہ ایک ہی رہیں۔ عدالتی افتراق (judicial separation) کی ڈگری میں فریقین میں زوج اور زوجہ کے تعلقات بدستور قائم رہتے ہیں، صرف فریق متضرر کو ان مضرات سے جو ان تعلقات کی بنا پر عائد ہوتے ہیں تھوڑا سا امن ملجاتا ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کو جو اس ملک میں رہتے ہیں اس سے بحالت قیام ملک متمتع ہونے کی اجازت دینا قرین عقل معلوم ہوتا ہے۔ گو یہ امر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ان کے نکاح کی تنسیخ کا اختیار صرف ان کے ملک یا توطن کی عدالتوں کو حاصل ہے، اس کے اظہار میں جس کو جسٹس گورلے مارنس نے مقدمہ آرمیٹج بنام آرمیٹج [۱۸۹۵] پی۔ ڈی ۸۰ صفحہ ۱۹۱ میں پسند کیا تھا، مجھ کو بطور اصول قانون کے اس وجہ سے تامل تھا کہ لارڈ جسٹس برٹ نے مقدمہ نیبوٹ بنام نیبوٹ میں یہ تجویز کی تھی کہ "توطن کا قاعدہ کلیتاً عدالت کے ایسے چارہ کار کی منظوری کے اختیارات سے متعلق ہے جو کسی طرح بھی فریقین کے ان تعلقات میں خلل انداز ہوں جو بروے قانون انکے باہمی ازدواج سے پیدا ہوتے ہوں" اور اس لئے میرے نزدیک قاعدہ مذکور عدالتی افتراق اور اعادہ حقوق شوہری کے مقدمات پر بھی حاوی ہے۔ البتہ میرا یہ خیال نہیں ہے کہ نکاح کی ناجوازی کے اعلان یا نکاح کے متعلق غلط بیانی کے مقدمات سے بھی وہ متعلق ہے" ۱۹۰۴ء۔ پی۔ ڈی۔ ۱۹۔ لیکن جوڈیشل کمیٹی نے بذریعہ لارڈ ولسن لامیرز بنام لامیرز میں اس سے بالکل مختلف رائے اختیار کی ہے۔ انھوں نے لکھا کہ اس میں کچھ کلام نہیں ہو سکتا کہ ازدواجی تنازعات اور عوارض کا علاج تنسیخ نکاح کے علاوہ، یہ بھی ممکن ہے جو قانون بین الاقوام (Jusgentium) کے اصول پر اس ملک کی عدالتیں ایسے زوجین

کے مقابلہ میں استعمال کر سکتی ہیں جن کا تو طن کہیں اور کا ہو مگر وہ فی الوقت اس ملک میں رہتے ہوں۔ فرض کرو کہ ایک شوہر اپنی زوجہ کو چھوڑ دیتا ہے اگرچہ ان کا قیام اس ملک میں عارضی ہی کیوں نہ ہو مگر یہاں کی عدالتیں شوہر کو نفقہ دینے پر مجبور کر سکتی ہیں اور ایسی صورتوں میں گو ان کا قیام اس ملک میں زیادہ تر مستقل طریقہ کا ہو اور شوہر اپنی زوجہ کے ساتھ ایسا بیرحمانہ برتاؤ کرے کہ اس کا شوہر کے ساتھ رہنا محال ہو جائے تو ۵۱
قانون بین الاقوام کے ماہرین کا غلبہ آرا اور عام عملدرآمد یہی ہے کہ اس مقام کی عدالتیں جہاں زوجین مقیم ہیں بلالحاظ ان کے توطن کے عدالتی افتراق کا چارہ کار دینے کی مجاز ہیں۔ مقدمہ آرمیج بنام آرمیج وبعدہ بمقدمہ انگھینلی بنام انگھینلی [۱۸۹۸] پی ۲۴۷ - سی اے - جج سونفن ایڈی ایم آرڈیوک دوآرنگٹن میں اس اصول کے مطابق عمل کیا گیا اور اب اس کو انگریزی عدالتوں کا قانون سمجھنا چاہیے۔ بموجب الذکر مقدمہ میں شوہر کا توطن انگلستان کا تھا اگرچہ زوجین آغاز کارروائی مقدمہ کے وقت انگلستان میں مقیم تھے اور زوجہ کا نکاح سے قبل انگلستان میں توطن تھا۔ عدالت نے افتراق کی ڈگری دی اور اس کو طلاق کے مقدمہ سے اس بنا پر ممیز کیا کہ بظاہر عدالتی افتراق سے حیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔

نیز دیکھو مقدمہ کرچین بنام کرچین [۱۸۹۱] ۸ پی ۱۷۴ ایل۔ بی ۸۶ - جج جیمز؛
دیرا بنام دیرا [۱۹۱۴، ۱۱۲] ایل۔ بی ۲۲۳ - جج ڈوین؛

دفعہ ۴۸ انگریزی عدالتیں اعادہ حقوق شوہری کی ڈگری دینے کی مجاز ہیں، جبکہ آغاز کارروائی مقدمہ کے وقت، فریقین انگلستان میں بود و باش رکھتے ہوں۔

اس سوال کے متعلق کہ آیا توطن اس اختیار کی بنیاد قائم کرنے کیلئے لازم ہے؟ سب کا اتفاق ہے کہ اس معاملہ میں اسی طریقہ پر کارروائی ہونی چاہیے جیسی کہ عدالتی افتراق میں ہوتی ہے۔ مقدمہ نیبوٹ بنام نیبوٹ میں لارڈ چیف جسٹس بریٹ نے ان دونوں مسائل کو طلاق کے مماثل قرار دیا (صفحہ ۴۷) مقدمہ لامیرز بنام لامیرز میں لارڈ واٹسن نے ان میں سے کسی ایک کا بھی بصراحت تذکرہ نہیں کیا اور مقدمہ آرمیج بنام آرمیج میں جسٹس گورل بارنس نے اگرچہ ان کے سامنے جو مقدمہ پیش تھا وہ صرف عدالتی افتراق کا تھا، بدلائل یہ ظاہر کیا کہ ان کے نزدیک اعادہ حقوق شوہری کے مقدمات بھی صرف بود و باش کی بناء پر مسموع ہو سکتے ہیں [۱۸۹۸] پی صفحات ۱۹۲، ۱۹۳) مقدمہ ڈکس بنام ڈکس

[۱۸۹۹] پی۔ ۲۷۵۔ ومقدمہ مٹین بنام مٹین [۱۹۱۰] پی۔ ۱۳۶، میں اس جج کی یہ رائے تھی۔ اور مقدمہ پیرن بنام پیرن [۱۹۱۴] پی۔ ۳۵ میں اس کا اتباع جج آیوانس نے کیا۔

اسی بارہ میں قدیم مقدمات یہ ہیں، ہینوٹن بنام ہینوٹن (۱۸۸۵) ۱۱ - پی ڈی ۱۱ - جج ہیتین و تھارنٹن ۱۱۱ پی۔ ڈی۔ ۱۷۶ - جج کاٹن۔ پوین وفسرائی جنھوں نے بٹ کی رائے کی تائید کی، ان مقدمات کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس زمانہ میں طلاق بحوالہ مقدمہ ہینوٹ بنام ہینوٹ محض بربنائے بود و باش اندرون اختیار ساعت عدالت متصور ہوتی تھی۔

دفعہ ۴۸ میں جس دوسرے امر کا ذکر ہے یعنے یہ کہ اختیار عدالت کو قائم کرنے کیلئے صرف ایک فریق کی بود و باش کافی نہیں ہے اسکے متعلق مقدمہ فائر برسیس بنام فائر بریس ہے (۱۸۷۸) ۴ - پی۔ ڈی ۹۳ - جج ہیتین اس مقدمہ میں ان مشکلات کی بنا پر — جو عدالتی ڈگریوں کو ایسے مراعہ علیہم کے خلاف تعمیل کرانے میں پیش آئی ہیں، جو نہ اس ملک کے متوطن اور نہ ساکن ہوں، اور یہ مشکلیں بعض صورتوں میں محالات کی حد کو پہنچ جاتی ہیں — یہ لکھا گیا تھا کہ یہی وجہ ہے کہ اس شوہر کے مقابلہ میں جس نے اپنی زوجہ کے ازدواجی حقوق اس ملک کے زمانہ قیام میں اور انہیں کے اختیار ساعت کا دعوی نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم اگر وہ زوجہ، جو انگلستان میں چھوڑ دی گئی ہو، وہیں رہنے تو بظاہر وہ اس کی مجاز معلوم ہوتی ہے، کہ اعادہ حقوق ازدواجی کیلئے اپنی بود و باش کے لحاظ سے ان قطعی قواعد کے استثنا کے اصول پر جو دفعات ۴۶ - ۴۶ الف اور ۴۷ میں بیان کئے گئے ہیں، دعوی دائر کرے۔ مقدمہ مٹین بنام مٹین (حسب سابق) اس کا موید ہوتا، اگر اس مقدمہ میں یہ صاف طور سے معلوم ہوتا کہ شوہر نے اپنا توطن تبدیل کر دیا تھا، اور یہ اصول مقدمہ بلورٹن بنام بلورٹن (۱۸۵۹) آئی۔ ایس وئی ۴ ۵۰ - جج کرسویل کے خلاف نہیں ہے اس میں یہ قرار پایا تھا کہ زوجہ اعادہ حقوق ازدواجی کی ڈگری نہیں پاسکتی کیونکہ شوہر نہ اس ملک کا متوطن ہے اور نہ یہاں بود و باش رکھتا ہے اگرچہ زوجہ چھوڑ دئے جانے کے بعد سے یہیں اقامت گزیں ہے۔

جس حالت میں زوجین میں سے نہ کسی کی بود و باش انگلستان کی ہو،

92

اور نہ وطن تو یہ امر صاف ہے کہ انگریزی عدالتیں کوئی ڈگری اعادہ حقوق ازدواجی کی صادر نہیں کر سکتیں، مقدمہ ڈی کاسکے جیس بنام میکلبرگ [۱۹۱۴] پی - ۵۳ - جج ایوانس ؛

مقدمہ پیرن بنام پیرن (بحوالہ سابق) میں جج ایوانس نے مفصلہ ذیل عملی قواعد تعمیل سمن وغیرہ کے متعلق قائم کئے ؛

اعادہ حقوق ازدواجی کے مقدمات میں جب عرضی دعوی میں یہ بیان کیا جائے کہ بروقت ارجاع نالش، فریقین انگلستان کے متوطن تھے یا بروقت علیحدگی، انکی ازدواجی سکونت انگلستان کی تھی یا بروقت ارجاع نالش، دونوں انگلستان میں مقیم تھے، تو عرضی دعوی اور سمن کی تعمیل ہر فریق پر ممالک محروسہ انگلستان کے اندر اور باہر ہو سکے گی ؛

جب کوئی مقدمہ اعادہ حقوق ازدواجی کا باضابطہ طور سے دائر ہو اور اس میں کوئی ڈگری صادر ہو، تو اسکی تعمیل ممالک محروسہ انگلستان کے اندر اور باہر دونوں جگہہ ہو سکے گی ؛

اگر ڈگری کی عدم تعمیل کی وجہ سے کوئی مزید کارروائی کرنی پڑے تو مدعیہ پر لازم ہوگا کہ وہ عدالت کو اس امر کا اطمینان دلائے کہ مدعی علیہ پر تعمیل ایسے مقام پر ہوئی ہے جہاں سے وہ ڈگری کی مدت مقررہ کے اندر اپنی زوجہ کے پاس بآسانی پہنچ سکتا تھا۔ مقدمہ مسمیں بنام مسمیں [۱۹۰۱] پی - ۱۳۶ - جج گورل بارنس ؛ نیز دیکھو کس بنام کس [۱۸۹۹] پی - ۲۷۵ - جج گورل بارنس ؛

اعادہ حقوق ازدواجی کی ڈگری کی تعمیل قائم مقامی (Substituted Service) ایسی حالت میں کہ مدعی علیہ کا پتہ نہ تھا کافی تصور ہوئی۔ مقدمہ پامر بنام پامر [۱۹۲۱] ڈبلو - این ۴۷ ؛ - جج ہارج ؛

دفعہ ۴۹ نکاح کی ناجوازی کے استقرار اور ازدواج کے متعلق جھوٹے دعوی کے مقدمات میں انگریزی عدالتوں کا اختیار سماعت، مدعی علیہ کے قیام انگلستان سے کافی طور پر قائم ہو جاتا ہے بشرطیکہ وہ قیام بغرض ملاقات یا مسافرانہ طریقہ پر نہ ہو، اور نہ اس مقدمہ کی اغراض سے اختیار کیا گیا ہو۔

مقدمہ ولیمس بنام ڈارمر (۱۸۵۱) ۱۷ ج، فسٹ ڈ (۱۸۵۲) ۱۷ ج، ڈاڈسن ۲ رابرٹسن ۵۰۵ "مصنوعی نکاح کی ناجوازی کی ڈگری اسی درجہ عام ہے (in rem) جیسی طلاق کی؛ اور اس کے ساتھ وہی تمام نتائج لگے ہوئے ہیں۔ ایسے مقدمہ میں "توطن" کس طرح معیار اختیار سماعت قرار دیا جا سکتا ہے؟ فرض کرو کہ وہی عورت جو زوجہ بیان کیجاتی ہے، مدعیہ ہے اس کا توطن اسی امر پر منحصر ہوگا جو مقدمہ میں زیر بحث ہے۔ اگر فی الحقیقت اس کا نکاح ہوا ہے تو اس کا توطن وہی ہوگا جو اسکے شوہر کا ہے اگر نکاح نہیں ہوا ہے تو اس کا توطن وہی قرار پائے گا جو سابق میں تھا" لارڈ جسٹس جیمس بمقدمہ نیوٹ بنام نیوٹ ۴ پی۔ ڈی۔ ۹۰ اور ایسے مقدمہ میں لارڈ جسٹس ٹربیٹ کی رائے کا انتخاب دیکھو زیر دفعہ ۴۷: اس طور سے بحث متذکرہ صفحہ ۹۰ کی دونوں صورتیں اس معاملہ میں متفق ہو جاتی ہیں لیکن اگر وہ عورت جو زوجہ کہی جاتی ہے، مدعی علیہا ہے اور نکاح کی مقر ہے تو وہ خود اپنے بیان سے مدعی کے توطن کی عدالت کا زیر حکم ہونا تسلیم کرتی ہے چنانچہ بنام ڈوینکل (۱۹۲۲) ۱۔ ایڈمس ۵ صفحہ ۱۹۔ ج بینکال ہوئے مقدمہ رابرٹسن بنام برنس۔ [۱۹۰۲] پی ۱۴۳ ج جہیں میں یہ لکھا گیا کہ ایک عورت کے مقدمہ میں جو ناجوازی نکاح کے متعلق ہو اختیار سماعت ہاتھ میں لینے کیلئے بجز اس کے کوئی دوسری بنا نہیں ہو سکتی کہ نکاح بیسنہ کے بعد فریقین نے کچھ عرصہ تک انگلستان میں باہم زندگی بسر کی تھی مگر یہ مقدمہ ایسا تھا جس میں فریق ثانی کی طرف سے کوئی پیروی نہیں ہوئی تھی ہ 93

مقدمات استقرار یا اعلان ناجوازی نکاح میں بھی انگلستان کی عدالتوں نے اختیار سماعت کو اس بنا پر اپنے ہاتھ میں لیا ہے کہ وہ نکاح جس کا وقوع پذیر ہونا زیر بحث ہے اس ملک میں واقع ہوا تھا۔ مگر یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا محض اس بنیاد پر اب بھی ایسے اختیار کا جائز ہونا تسلیم کیا جائیگا۔ مقدمہ ڈی گاسے جیمس بنام سینکلنبرگ (حوالہ حسب سابق)

"جو اس نے استقرار جواز نکاح سے اس بنا پر انکار کر دیا کہ فریقین میں سے کسی کا توطن اور نہ سکونت انگلستان کی تھی اور یہ لکھا کہ "محض اس واقعہ سے کہ نکاح"

انگلستان میں ہوا تھا اور درخواست گزار بروقت ارجاع کار روائی یہاں مقیم تھا، اس عدالت کو یہ اختیار نہیں حاصل ہو جاتا کہ وہ نکاح کے جائز ہونے کی ڈگری صادر کر دے۔ نکاح کی صحت کے استقرار کیلئے فطرتاً اسی ملک کی عدالت موزوں ہے جہاں انکا زوجی توطن ہو۔ اس مقدمہ میں شوہر کے توطن کی عدالت نے نکاح کو کالعدم قرار دیا تھا۔ اگر عدالت مذکور نے ایسا فیصلہ نہ کیا ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ اختیار سماعت، جو نکاح کے انگلستان میں منعقد ہونے کی وجہ سے حاصل ہو جاتا ہے تسلیم کر لیا جاتا مگر اس فیصلہ کے مدنظر استقرار ناجوازی کے مقدمہ میں جو عدالت مقام معاہدہ پر مبنی ہو کبھی اختیار کا کام میں لایا جانا نہایت مشتبہ ہے۔

مقدمہ سمون بنام مالک (۱۸۹۰) ۲۔ ایس وی ۶، میں جج کرسول نے، اختیار سماعت کو ایسے مدعی علیہ کے معاملہ میں ثابت قرار دیا جو نہ انگلستان کا متوطن اور نہ ساکن تھا اور نہ انگریزی رعایا تھا۔ سمن کی تعمیل بھی اسپر بیرون ملک ہوئی تھی۔ محض اس بناء پر کہ جب فریقین انگلستان میں معاہدہ کرتے کا اقرار کرتے ہیں، تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ باہم اس پر متفق ہو گئے تھے کہ اس معاہدہ کی تعمیل اور اثرات کے تصفیہ کا حق انگریزی عدالتوں کو حاصل رہے گا۔ صفحہ ۵۸۔ جج سوصوف نے قدیم نظیر عدالت مدعی علیہ (Forum reigestae) کی تائید میں پیش کئے انکے خیال میں اسکی تائید کانسن لا کے ضابطہ کے ایکٹ ۱۸۵۲ء کی دفعہ (۱۹) سے بھی ہوتی ہے۔ مگر چونکہ ان مقدمات میں جن سے سپریم کورٹ کے قواعد ۱۸۸۳ء متعلق ہوئے ہیں، عدالت مقام انعقاد معاہدہ (Forum cotractus Celebrati) کا لحاظ نہیں کیا جاتا تو کیا وہ عدالت ان مقدمات پر بھی حاوی ہوگی جن میں اس معاہدہ کا وجود زیر بحث ہوگا۔ ان کے متعلق جو دلیل مقدمہ سمون بنام مالک میں بیان ہوئی ہے وہ مشکل سے قائم رہتی ہے مگر جو اختیار مقدمات ناجوازی نکاح میں اس بناء پر کہ نکاح زیر بحث انگلستان میں ہوا تھا، تسلیم کیا گیا تھا، اسکا مقدمات اسکاٹومیر بنام ڈی بارروز (۱۸۷۷) ۲ - پی ڈی اے۔ جج فلیمو تو ٹنکس بنام وان آر۔ ڈی (۱۸۹۴) ٹائمس رپورٹ ۱۰ - ۱۸۹۳ء۔ جج گورل بانس بحوالہ اسپرول بنام ہاکنس [۳ - ۱۹] ۲ - ایف - آر -

۱۴۳ ج، انڈر روز میں بھی اعادہ کیا گیا ہے

دفعہ ۴۹ الف - جو فیصلہ ناجوازی نکاح کے متعلق ہر مقام تو طن میں کیا جائے وہ لازمی طور سے انگلستان میں قابل پابندی نہ ہوگا۔ اگڈن بنام اگڈن [۱۹۰۸] پی ۴۶ ج۔ گورل بارنس کو زنز ہارڈی۔ کنیڈی سوال نمبر ۲ صفحہ ۶۸۔

یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ازدواجی مقدمات کے مسودہ کی دفعہ ۹ میں جو ۱۹۲۰ء میں ہاوس آف لارڈز میں پیش ہوا تھا یہ تجویز کی گئی تھی، کہ انگریزی عدالتیں ان طلاق، عدالتی افتراق اور ناجوازی نکاح کی ڈگریوں کے نفاذ کی مجاز ہوں جو کوئی انگریزی رعایا متوطن انگلستان کسی انگریزی مقبوضات کے زمانہ قیام میں حاصل کرے، بشرطیکہ وہ ڈگری ایسے وجوہ پر صادر ہوئی ہو جو انگلستان میں اس ڈگری کے صدور کیلئے کافی متصور ہوتے ہوں۔

دفعہ مذکور میں قاعدہ ذیل سے ان شبہات کے رفع کرنے کی بھی تجویز کیگئی تھی، جو مقدمہ اگڈن بنام اگڈن میں پیدا کئے گئے تھے:-

"(۲) اگر ایک عورت انگریزی رعایا متوطن انگلستان یا ویلز، ایک ملک غیر کی رعایا کے ساتھ نکاح کرتی ہے، اور بعدہٗ اس نکاح کو ملک غیر کی وہ باختیار عدالت جہاں کی رعایا میں شوہر شریک ہے، ناجائز قرار دیتی ہے تو ہائیکورٹ کو یہ اختیار حاصل ہوگا، کردہ ایک شروط حکم فسخ نکاح کے متعلق جاری کرے باوجودیکہ نکاح مذکور قانون مقام انعقاد کی رو سے جائز ہو ایسی ڈگریوں سے ایکٹ ہذا کے اس جز کے احکام متعلق ہونگے۔" 94

دفعہ ۵۱ - گو کہ شوہر نے زوجہ کو چھوڑ دیا ہو یا اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا ہو، کہ وہ علیحدہ رہنے کی مستحق ہوگئی ہو مگر وہ طلاق، جو زوجہ نے ایسے ملک میں حاصل کی ہے جو نہ اس کے حقیقی تو طن کا مقام ہے اور نہ وہ مقام ہے جہاں وہ شوہر کے تبدیل مقام کرنے، اور اسکے ساتھ زوجی طور سے نہ جانے کے بعد مقیم رہی انگلستان میں جائز متصور ہوگی۔

اس دفعہ کا آخری جز اس واقعہ پر مبنی ہے کہ انگریزی عدالتیں اس عورت کے حق میں طلاق کی منظوری دیں گی جس کو اپنے شوہر کے ساتھ نہ جانے کی جبکہ شوہر انگلستان کا تو طن ترک کرے کافی وجہ ہو (دیکھو دفعہ ۴۶ گزشتہ) اس میں نہ صرف منصفانہ بلکہ اسوقت کا

بظاہر مسلمہ اصول شریک ہے کہ ممالک غیر کی طلاق کا تسلیم کیا جانا اور اس ملک میں طلاق کی منظوری دینا دونوں ایک ہی قواعد کے تحت ہونے چاہئیں۔ بقیہ جز دفعہ کے لئے دیکھو مقدمہ شانباہ اٹرنی جنرل (۱۸۷۰) لا رپورٹ ۲ - پی ڈ ایم ۵۶ : جج پیٹرسن - دگرین بنام گرین [۱۸۹۲] پی ۸۹ : جج گورل بارنس -

دفعہ ۵۱ الف - البتہ (طلاق مذکور) اس صورت میں جائز متصور ہو گی، جبکہ وہ طلاق جو زوجہ نے حاصل کی شوہر کے حقیقی توطن کے مقام کے قانون کے لحاظ سے قابل تسلیم ہو - آرمیج بنام اٹرنی جنرل گلک بنام گلک [۱۹۰۶] پی ۱۳۵ : جج گورل بارنس نیز دیکھو مقدمہ میکبرنہ بمیر انوار الدین (حوالہ حسب سابق)

دفعہ ۵۲ طلاق کا حکم صرف ایسی وجوہ پر صادر ہو سکتا ہے جو اس مقام کے قانون کے لحاظ سے جہاں مقدمہ دائر کیا گیا ہے، اس کے لئے کافی متصور ہوتے ہوں جب حسب قواعد متذکرہ بالا اختیار سماعت ثابت ہو جائے تو طلاق کی منظوری سے اس بنا پر انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس کو قانون مقام معاہدہ ازدواج یا زوجین کا وہ ذاتی قانون جو نکاح کے وقت تھا یا اس مقام کا قانون جہاں وہ واقعہ پیش آیا جس کی بنا پر طلاق کی درخواست پیش ہوئی ہے یا زوجین کا وہ ذاتی قانون جو اس واقعہ کے پیش آنے کے وقت تھا اس کو تسلیم نہیں کرے گا۔ یہ اصول انگلستان میں طلاق کی منظوری دینے اور ملک غیر کی دی ہوئی طلاق کو تسلیم کرنے دونوں میں مان لیا گیا ہے -

ایک طلاق فلوریڈا میں سخت بدمزاجی کی بنا پر ایسے زوجین کے درمیان منظور کی گئی تھی جو دونوں وہیں کے متوطن تھے دیکھو مقدمہ پیمبرٹن بنام ہیوز [۱۸۹۹] چانسری ۱۸۱ : جج رومر - ولیکھان ولیمس دیکھئے -

ایسے مقدمات میں جن میں طلاق کی کسی طور سے بھی منظوری دی جا سکتی ہے طلاق کو کلیتہً اس مقام کے قانون پر منحصر کر دینا جہاں مقدمہ دائر ہوا ہو انگلستان میں اس حکمت عملی کی حفاظت کی غرض سے ہے جس کی سختی کے ساتھ پابندی کی جاتی ہے اور جو شخصی قانون بین الاقوام میں مسلمہ ہے دیکھو صفحہ ۵۱ گزشتہ - جہاں مقدمہ دائر کیا جائے اس مقام 95
کے قانون کے علاوہ دوسرا قانون جو تصفیہ بسبب طلاق میں قابل لحاظ ہونے کا دعوی کسی معقول وجہ کے ساتھ کر سکتا ہے وہ زوجین کا ذاتی قانون ہے جس کا ماخذ ان کا ازدواجی

توطن ہوتا ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ ازدواج ایک ایسا معاہدہ ہے کہ وہ ایک مقام پر اس خیال کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ اسکی تکمیل ازدواجی توطن کے مقام میں ہوگی، تو یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ نفس نکاح (Substance of marriage) اور اس کی تنسیخ کے اسکافی اسباب پر اس مقام کا جہاں تکمیل پیش نظر تھی، اسی حد تک اثر ہونا چاہیے جس حد تک مقام نکاح کے عمل یا کسی اسی قسم کے دوسرے معاہدہ کا جائداد پر ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نفس نکاح مثل نکاح کے ان اثرات کے جو جائداد پر پڑتے ہیں، فریقین کا اختیاری نہیں ہے۔ فریقین معاہدہ نکاح کرنے میں آزاد ہیں، مگر نفس نکاح میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے۔ نکاح کا وجود معاہدہ کا نتیجہ ہے مگر اس کے شرائط معاہدہ کا نتیجہ نہیں ہیں۔ زوجین باہمی تعلقات کے متعلق ایک معاہدہ کرتے ہیں جسکے بعض تفصیلات کے متعلق مختلف ممالک میں مختلف رائیں ہیں مگر تمام قومیں اس امر پر متفق ہیں کہ یہ ایسا اہم تمدنی معاملہ ہے کہ اس کے تمام تفصیلات کا تصفیہ قانون کے توسط سے ہونا چاہیے۔

انگلستان میں ہمارے ضابطہ تنسیخ نکاح کی صحت پر کبھی اس بنا پر شبہ نہیں کیا گیا کہ ممالک غیر کا قانون جس کو کسی طرح معاملہ سے تعلق پیدا ہوگیا ہو، اس وجہ کو طلاق کے لئے کافی نہ تصور کرے گا یا قطعاً طلاق کی منظوری دینے سے انکار کر دے گا۔ البتہ ایسے نظائر موجود ہیں جن میں یہ قرار پایا ہے کہ ایسے نکاح جن کو نظائر مذکورین انگریزی نکاحوں کے نام سے موسوم کیا گیا ہے کسی ایسے سبب کی بنا پر جو انگلستان میں قابل تنسیخ نکاح نہ متصور ہوں، کسی غیر ملک کی عدالت کی ڈگری سے منسوخ نہ ہو سکیں گے۔ اور یہ نظائر اس دلیل کی بنا پر جو اس زمانہ میں عام طور سے پیش کیجاتی تھی، جبکہ انگلستان میں طلاق کا ضابطہ پارلیمنٹ کے ایک خانگی (Private) ایکٹ پر قائم تھا اور زیادہ پیچیدہ ہوگئے ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ اگر انگلستان کا قانون بغرض بحث محدود مفہوم میں لیا جائے، تو وہ مطلق طلاق کو تسلیم نہیں کرتا اور اس بنا پر کوئی انگریزی نکاح کسی غیر ملک کی عدالتی ڈگری سے منسوخ نہیں ہو سکتا۔ آگے چلکر واضح ہوگا کہ کس حد تک نظائر سے اس بیان کی تائید ہوتی ہے جو دفعہ ہذا میں کیا گیا ہے یعنی یہ کہ اب اس ملک میں تنسیخ نکاح کو جائز قرار دینے کیلئے اس سبب کے متعلق کوئی قید نہیں لگائی جاتی جس کی بنا پر عدالت مجاز نے اس نکاح کو فسخ کیا ہو۔ البتہ یہاں یہ ظاہر کر دینا چاہیے کہ مقدمات محولہ میں جن نکاحوں کا

تذکرہ ہے اور جن کے ممالک غیر کی تنسیخ کے متعلق شبہ پیدا ہوا ہے اس سے مقصود انگریزی نکاح ہیں۔ نکاح کے معاملات میں توطن کو جس قدر وقعت ہماری عدالتوں میں اس وقت دیگئی ہے (دیکھو دفعات ۲۱ و ۲۵) اس کے لحاظ سے یہ قرار دینا زیادہ تر مناسب ہوتا 96
کہ انگلستان کے قانون میں سبب طلاق کے کافی یا غیر کافی ہونے کا مسئلہ ان اشخاص کی طلاقوں سے متعلق ہے جو ملک غیر کی صدور ڈگری کے وقت انگلستان میں توطن رکھتے تھے۔ ازدواجی توطن جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے، اس مسئلہ میں کسی طرح دخیل نہیں ہو سکتا۔ البتہ توطن، جس کے تابع بتدیل حیثیت کے تمام معاملات خواہ وہ نکاح یا اس کے فسخ کی بنا پر ہوں، ہونے چاہئیں، وہی قرار پائے گا جو مسینہ تبدیلی کے وقت تھا۔ جن نکاحوں کے متعلق ازدواجی دفعات کے ایکٹ کے نافذ ہونے کے قبل یہ بحث کیجاتی تھی کہ وہ ممالک غیر کی ایسی ڈگری سے جو ان وجوہ پر مبنی نہ ہو جسے انگریزی قانون کافی سمجھتا ہو، یا ممالک غیر کی کسی ڈگری سے بھی منسوخ نہیں ہو سکتے، وہ وہی تھے جو انگلستان میں منعقد ہوئے تھے۔ نکاح کی بین الاقوامی حیثیت کے متعلق، جو پریشان خیالی انگلستان کے قدیم مقدمات میں ظاہر ہوتی ہے، یا جس وسعت سے مقام معاہدہ کے قانون کے حوالے مقدمہ ڈارپیل بنام ڈارپیل (دیکھو زیر دفعہ ۱۹) سے اخذ کر کے دیئے گئے ہیں، اس سے ان لوگوں کو جنہوں نے اس معاملہ پر غور کیا ہے زیادہ تعجب نہیں ہو سکتا۔

لالی کے مقدمہ (۱۸۱۲) ہیگل ورائین ۳۰۴ میں تمام جج متفق الرائے تھے کہ ملک یا سلطنت غیر کا کوئی حکم یا فعل کسی ایسی وجہ کی بنا پر جو انگلستان میں قطعی طلاق Vinculu matrimoni کیلئے کافی نہیں ہے کسی انگریزی نکاح کو قطعی طور سے منسوخ نہیں کر سکتا۔ لالی کا پہلا نکاح انگلستان میں ہوا تھا اور اس کا توطن اس زمانہ میں انگلستان کا تھا۔ تجویز بالا میں جو لفظ "انگریزی نکاح" استعمال ہوا ہے اسکی نسبت ہمیشہ یہ سمجھا گیا ہے کہ وہ محض بربنائے وقوع نکاح کے تھا، اور حقیقت بھی یہی معلوم ہوتی ہے۔ طلاق اسکی زوجہ کی درخواست پر بربنائے ارتکاب زنا، اسکاٹ لینڈ میں واقع ہوئی، جہاں لالی کا قیام عارضی طور سے تھا۔ مقدمہ میں سنگین واقعات نہ تھے اور ایسی صورتوں میں پارلیمنٹ نے بہت ہی کم مقدمات میں پرائیویٹ ایکٹ کی رو سے زوجہ کی درخواست پر،

طلاق کی منظوری دی تھی۔ تجویز میں یہ لکھا جانا کہ طلاق بسبی بنا پر جو انگلستان میں تنسیخ نکاح کیلئے ناکافی ہو، بظاہر اسی وجہ سے تھا جس احتیاط کے ساتھ الفاظ کا استعمال ہوا ہے اس سے یہ رائے مستنبط ہوتی ہے، اور اسی کو صریح طور سے علماء فن نے اختیار کر لیا ہے کہ جو طلاق پارلیمنٹ کے پرائیوٹ ایکٹ سے دیجاتی تھی وہ فی الحقیقت عدالتی کارروائی ہوتی تھی، اور ۱۸۵۷ء میں بھی، یہ خیال کرنا غلط تھا کہ انگریزی قانون قطعی طلاق سے ناواقف تھا۔ دیکھو تجویز لارڈ ویسٹ بری وکونسلنے بمقدمہ شا بنام گولڈ (۱۸۶۸) ایل۔ آر ۳ - ای وآئی دا ے ۸۶ و ۹۱ ؎ لالی نے دوسرا نکاح انگلستان میں کیا، اور ایک زوجہ کی موجودگی میں دوسری زوجہ کرنے کا مجرم قرار پایا، بحث کے بعد تمام ججوں نے سزا کو بحال رکھا اور وہ تجویز کی جو اوپر نقل کیجا چکی ہے۔ یہ تجویز اس وجہ سے کہ طلاق کے وقت اس کا توطن انگلستان کا بدستور قائم تھا بالتصفیہ مقدمہ کیلئے غیر ضروری تھی: لالی ایک یا دو سال کے لئے ایک پرانے جہاز پر نظر بند کر دیا گیا اور باقی سزا معاف کر دی گئی ؎ مقدمہ مکارتھی بنام ڈی کیکس (۱۸۳۱) ۲ رسل ولنی ۶۱۴ جج، برو ہام میں ایک جائداد کی بحث میں یہ سوال اتفاقی طور سے پیش آگیا، طلاق بمقام توطن منظور کی گئی تھی، وجہ طلاق ظاہر نہ ہوتی تھی، فاضل چانسلر نے تجویز مصدرہ مقدمہ لالی کی پابندی اپنے اوپر لازم تصور کی، اگرچہ اس نے تجویز مذکور پر سخت اعتراض کئے مگر غالباً بخیالی سے اس کی تعمیر میں یہ فیصلہ کر کے کہ جو نکاح انگلستان میں ہوا ہو وہ ملک غیر کی کسی کارروائی سے منسوخ نہیں ہو سکتا، اور اسلئے کارروائی زیر بحث میں جو طلاق خواہ کچھ بیان کیجائے نتیجہ واحد ہے۔ اس فیصلہ کو اور زیادہ وسیع کر دیا۔ لالی کے مقدمہ میں جو فیصلہ ہوا وہ کسی زمانہ میں بھی پوری طور سے تسلیم نہیں کیا گیا ہے، لارڈ ایلڈن نے جن کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا تھا اس نتیجہ کو کہ ایسی طلاق کو جو ملک غیر میں منظور ہوئی تھی، بغیر کسی مزید مدد کے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا ؎ رسل ولنی ۶۱۹ مقدمہ کانوے بنام ہیزلے (۱۸۳۱) ۳ ہیگ مذہبی ۶۳۹ میں لوشنگٹن ؎ اور مقدمہ باگھی بنام میکنا ایلٹ (۱۸۵۱) ۱۳ آر ایڈ

چانسری ۱۹۰۴ء میں بلیک برن آرچ بشپ کینیڈ کے لارڈ چانسلر، اور مقدمہ ڈالفن بنام رابنس (۱۸۵۹) ۷ ایچ۔ایل ۳۹۰ میں کرنیورتھ اور کنگسٹن ڈاون نے لالی کے مقدمہ میں ملک غیر کی طلاق کے متعلق جو کچھ طے ہوا تھا، اسکو قطعی نہیں قرار دیا، اگرچہ مقدمہ نمبر ۱ اور نمبر ۳ میں اس طلاق کی صحت نہیں تسلیم کی گئی جس کی منظوری سے ملک غیر میں انکار کر دیا گیا تھا۔ وسن کے امانات کے مقدمہ (۱۸۶۵) ایل۔آر (۱) ۷ ۲۴۴ میں کنڈر سلے نے اس توسیع کو جو برڈہام نے لالی کے مقدمہ کے فیصلہ کو دی تھی، دوبارہ زندہ کیا، اور اس پر بھروسہ کر کے ایسے نکاح کے تسنیخ کا، جو انگلستان میں ہوا تھا، ملک غیر کی عدالت کو غیر مجاز تسلیم کیا۔ یہ اسوقت کا واقعہ ہے جبکہ ازدواجی نشانات کا ایکٹ نافذ نہیں ہوا تھا، لیکن جب ان کی تجویز تبدیل نام، مقدمہ شاہنام گولڈ (۱۸۶۸) ایل۔آر۔۳۔ای۔آئی وا ے ۵۵ میں منظور ہوئی تو کرنیورتھ، چیمسفورڈ، ہیٹسبری اور کوزنز نے صحیح تعبیر کے ساتھ بھی اس فیصلہ کو منظور کرنے سے دوبارہ انکار کیا، اور لارڈ ہیٹسبری (صفحہ ۸۴) نے نہایت زور کے ساتھ ان وقتوں کا اظہار کیا، جو طلاق کے معاملات کو قانون مقام معاہدہ ازدواج پر محول کرنے سے پیش آسکتی ہیں۔ مقدمہ شاہنام اٹرنی جنرل (۱۸۷۰) میں لارڈ چیلمسفورڈ نے لکھا کہ لالی کے مقدمہ کی نظیر کسی وقت بھی منسوخ نہیں ہوئی، اور ان وجوہ طلاق کی تصریح کی جو اس ملک میں تسلیم کیجاتی ہیں، اور جو انگریزی رعایا کے انگریزی نکاحوں میں اس طلاق کے معاملہ میں جو زوجین کے حقیقی توطن کی عدالت منظور کریگی کارآمد اور مفید ثابت ہوسکتی ہیں۔ انگریزی رعایا کے انگریزی نکاحوں سے غالباً انکی مراد وہ نکاح ہیں جن میں مقام معاہدہ اور ازدواجی توطن دونوں انگلستان کا ہو۔ ایل۔آر (۲) پی و ایم ۱۶۱ ۔

لالی کی نظیر اور ان وجوہ کے متعلق جن کے لحاظ سے ملک غیر کی منظور کردہ طلاق کی بنا پر انگلستان میں نکاح فسخ ہوسکتا ہے، جو مباحث تھے انکی نسبت سمجھا جاتا ہے کہ آن کا قطعی خاتمہ مقدمہ ہاروی بنام فارنی (۱۸۸۰) ۵۔پی۔ڈی ۱۵۳۔نج، ہیئن سے ہوگیا، جیمس، کاٹن، اور نوشس نے (۱۸۸۰) ۶ پی۔ڈی ۳۵۔اور سلبورن،

بلیک برن اور واٹسن[1] نے (۱۸۸۲) ۸ اپیل کیسز ۴۲ میں اس کی تائید و توثیق کی، نیز دیکھو مقدمہ برگس بنام برگس (۱۸۸۰) ۵ پی۔ ڈی۔ ۱۶۳ اے جے، ہنس[2] ان میں سے بعض مقدمات کے فیصلوں میں اس امر کی کوشش کی گئی تھی کہ اس مشہور نظیر کی وقعت قائم رکھی جائے اور ان میں جو الفاظ "انگریزی نکاح" کے واقع ہوئے تھے انکی تعبیر کیجائے کہ اس سے مراد ازدواجی توطن ہے نہ کہ مقام انعقاد، اور نیز اس میں اس خیال کا اضافہ کر دیا جائے کہ انگلستانی توطن ملکہ کی حکمرانی کے وقت تک قائم تھا۔ یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ جو ماہرین قانون اس عہد سے قریب تھے، وہ سمجھتے تھے کہ اس سے کیا مقصد ہے اور ازدواجی توطن کا اس زمانہ میں حوالہ دیا جانا زمانہ حال کے خیالات سے بالکل بعید ہے۔ علاوہ بریں اس تعبیر سے جو دقت پیش ہے وہ رفع نہیں ہوتی بلکہ اس کا مقام تبدیل ہو جاتا ہے۔ ہارودی بنام فارنی اور برگس بنام برگس کے مقدمات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان آخری مقدمات میں اصلی مقصد یہ ہے کہ جو طلاق حقیقی توطن کے مقام میں دیجائے خواہ کسی وجہ سے ہو، اور خواہ ازدواجی توطن اور مقام انعقاد کہیں کا ہو، اسکی تائید کیجائے۔ بظاہر لارڈ جسٹس جیمس نے اس امر کی نسبت شبہ ظاہر کیا کہ آیا لائی کے مقدمہ کا فیصلہ صحیح طریقہ سے درج رپورٹ ہوا ہے؟ انکے خیال میں تجویز مذکور کو بہ نسبت ۱۷۱۲ء کے لارڈ کوک کے زمانہ سے زیادہ تر مناسبت اور شباہت ہے۔ ۶ پی۔ ڈی ۴۳ - ۴۴ - لارڈ کوک کے

98

---

[1] مقدمہ بارٹر بنام بارٹر [۱۹۰۶] صفحہ ۲۰۹ لیکن وجہ طلاق کی بحث جس کو ممکن ہے کہ معاہدہ نکاح سے تعلق ہو، پھر مقدمہ اسٹرلنگ اسٹرلنگ بنام اسٹرلنگ [۱۹۰۸] ۲ چانسری ۴۴۴ نج، سوفن ایڈیی پیش آئی مگر مفرت ساں نہ تھی۔

[2] اسٹریلیا کی عدالتوں نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ شوہر، زوجہ کو چھوڑ دینے کے وقت، زوجین کے مقام توطن کا قانون، عدالتی تفریق کرا دینے کا مجاز ہو لیکن بعدہ شوہر نے ایسے ملک میں توطن اختیار کیا ہو جہاں کی عدالت طلاق کی مجاز ہو تو اس ملک کی عدالت کو شوہر نکاح کی ڈگری دینی چاہیئے (دیکھو کریمر بنام کریمر [۱۹۰۵] ڈی۔ ایل۔ آر۔ ۵۳۲)۔ جو چارہ کار منظور کیا جاتا ہے اسکو ایسا چارہ کار نہیں کہہ سکتے جو ملک غیر کی عدالتیں منظور کرتی ہیں؛ بلکہ وہ مخصوص چارہ کار ہے جو حسب قانون عدالت مرجوعہ مخصوص جرائم کے ساتھ لگا ہوا ہے۔

زمانے اور زمانہ حال میں جو فرق ہے، اس کا تعلق بہ نسبت ججوں کے جو ہمیشہ اپنی رائے کے دلائل لکھتے رہے ہیں، زیادہ تر رپورٹروں سے ہے۔ رپورٹر اس زمانہ میں دلائل کو، مختصراً لکھا کرتے تھے، مگر اب جو بحث وکلا کی طرف سے ہوتی ہے اسکی رپورٹ اسطرح کیجاتی ہے جسطرح مقررین اور خطیبوں کی تقریروں اور خطبوں کی رپورٹ ہوا کرتی ہے۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ لالی کا مقدمہ اخیر مقدمہ ہے جو طریق قدیم پر اختصار کیساتھ رپورٹ کیا گیا ہے، مگر اس بنا پر یہ شبہ کرنیکی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ فیصلہ مذکور میں بحالت موجودہ جن امور پر ججوں نے اپنے فیصلہ میں زور دیا ہے وہ صحیح طریقہ سے رپورٹ نہیں کئے گئے۔ صرف اتنا اور بیان کردینا باقی ہے کہ مقدمہ ہاردی بنام فارقی کے فیصلہ سے اس امر کا ثبوت ملیگا، کہ لارڈ برہام نے مقدمہ میکارتھے بنام ڈی کیٹس میں جو اصول قائم کیا وہ بلحاظ معاملہ زیر بحث کے بالکل ضرورت تھا۔ مقدمہ لالی میں جو غلطی رپورٹر کی طرف منسوب کیجاتی ہے اسکے بالکل برعکس یہ غلطی ہے: لالی کے مقدمہ میں رپورٹر واقعات سے باہر نہیں گیا، اس پر جو الزام ہے وہ یہی ہے کہ اسنے بجائے واقعات کے اس واقعہ کا تعین کردیا جن پر ججوں نے بھروسہ کرکے اپنا فیصلہ صادر کیا تھا۔

طلاق کے جواز کی بحث میں قانون مقام معاہدہ ازدواج کا حکم وبیش حوالہ مقدمات ذیل میں بھی دیا گیا مگر نہ وہ حوالہ بصراحت تھا اور نہ اس سے کوئی قاعدہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔ مقدمہ ٹوی بنام انڈے سے (۱۹۱۳) ۱- ڈی او ڈبلیو ۱۱۷ ج، ایلڈکن ورڈ سنڈیل ۲ و مقدمہ رئیان بنام رئیان (۱۸۱۶) ۲ فلپ مذہبی ۳۳۲ - ج، نیکال ۲ و کانلے بنام کانلے (۱۸۵۱) ۷- مو- پی- سی ۴۲۸ ج، واشنگٹن ج، جس میں مسئلہ افتراق فراش کے جواز کی بحث تھی ۲ وارجنٹ بنام ارجنٹ (۱۸۶۵) ۱۱ جے- یو- آر (جدید سلسلہ) ۴۸۶ - ج، وائیلڈ ۲ و مقدمہ برٹ بنام بوٹمینیر (۱۸۶۸) ایل- آر (۱) پی و ایم ۴۸۷ ج، جہاں اسی طرح

شخصی قانون بین الاقوام کے وہ قواعد جو انگلستان میں اختیار کئے گئے ہیں اور جو دنیا میں عام طور سے قبولیت کا رتبہ حاصل نہیں کرسکے، وہ بطور خاص بہ نسبت اس قانون کے دوسرے اجزا کے زیادہ تر طلاق سے متعلق ہیں۔ اس کی توضیح کی غرض سے میں، ہیگ کے معاہدہ ۱۲ جون ۱۹۰۲ء متعلقہ طلاق کا خلاصہ ذیل میں درج کرونگا: اس معاہدہ میں، بارہ

سلطنتین متذکرہ صفحہ ۲۷ شریک تھیں۔

طلاق یا عدالتی افتراق (Separation de corps) کی اس وقت تک منظوری نہ دیجائے گی جبتک کہ اسکی اجازت قانون مقام عدالت مرجوعہ اور فریقین کے ذاتی قانون، دونوں سے نہ ہوگی۔ اور نیز یہ کہ عام طور سے (دفعہ ۱)؛ اور خاص صورتوں سے (دفعہ ۲)؛ متعلق ہوگی۔ صرف قومی قانون سے اسی حالت میں کام لیا جائے گا جبکہ قانون مقام عدالت مرجوعہ اس کی ہدایت کرتا یا اجازت دیتا ہو (دفعہ ۳)۔ زوجین کا قومی قانون ایسے واقعہ کو بنائے طلاق یا عدالتی افتراق نہیں قرار دیسکتا جو ایسے وقت میں ظہور پذیر ہوا ہو جبکہ زوجین یا ان میں سے کوئی ایک فریق دوسری قومیت رکھتا تھا (دفعہ ۴)۔ طلاق یا عدالتی افتراق کا مقدمہ ان عدالتوں میں دائر ہوسکتا ہے جو:- (۱) زوجین کے قومی قانون کی رو سے مجاز سماعت ہوں۔ (۲) اپنے مقام توطن کے لحاظ سے مجاز ہوں؛ اگر ان کے قومی قانون کے لحاظ سے فریقین کا توطن ایک نہیں ہے تو مدعی علیہ کے توطن کے مقام کی عدالت مجاز سماعت متصور ہوگی۔ اگر سبب طلاق یا افتراق کے واقع ہونے کے بعد 99
توطن تبدیل یا ترک کر دیا گیا ہے تو مقدمہ اخری مشترک توطن کی عدالت مجاز میں بھی دائر ہوسکیگا؛ مگر فریقین کی قومی عدالتوں کا اختیار سماعت محفوظ رہے گا جس حد تک کہ تنہا وہی طلاق یا افتراق کے مقدمات کی، مجاز سماعت ہیں۔ جن نکاحوں میں طلاق یا افتراق کا استغاثہ باضابطہ قومی عدالتوں میں نہیں ہوسکتا ان کی سماعت کی مجاز ملک غیر کی عدالتیں رہتی ہیں (دفعہ ۵)۔ ایسی حالت میں کہ زوج اور زوجہ طلاق یا افتراق کا دعوی اس ملک کی عدالتوں میں نہ کر سکتے ہوں جہاں ان کا توطن ہے تب بھی فریقین میں سے ہر ایک اس امر کا مجاز ہوگا کہ وہ اس ملک کی عدالت مجاز میں ایسے عارضی انتظام کیلئے درخواست پیش کرے جو وہاں کے قانون میں محکوم ہو اس غرض سے کہ وہ علحدہ علحدہ زندگی بسر کر سکیں۔ یہ عارضی انتظامات قائم رکھے جائیں گے اگر ایک سال کے اندر فریقین کی قومی عدالت نے اس کو منظور کر لیا۔ وہ اس سے زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتے جس کی اجازت ملک توطن کے قانون میں دیگئی ہے (دفعہ ۶)۔ جس طلاق اور افتراق کی منظوری حسب دفعہ (۵) کسی عدالت مجاز نے دی ہو، وہ ہر جگہ تسلیم کی جائے گی بشرطیکہ معاہدہ ہذا کے دفعات کی پابندی کی گئی ہو اور اگر تجویز بربنائے غیر حاضری صادر ہوئی ہے۔ تو

مدعی علیہ کی طلبی اس مخصوص طریقہ سے عمل میں آئی ہو جو اس کے قومی قانون کی رو سے ملک غیر کے فیصلوں کے تسلیم کئے جانے کیلئے مطلوب ہو۔ اسی طرح وہ طلاق اور افتراق بھی ہر جگہ تسلیم کیا جائے گا جس کا حکم انتظامی اختیارات کے لحاظ سے صادر کیا گیا ہو، بشرطیکہ فریقین کا قانون ایسی طلاق اور افتراق کو جائز رکھتا ہو (دفعہ ۔) ۔ اگر فریقین کی قومیت ایک نہ ہو تو وہ آخر قانون جو دونوں پر حاوی تھا، دفعات متذکرۂ بالا میں استعمال کئے جانے کے لئے ان دونوں کا قومی قانون متصور ہوگا (دفعہ ۔)۔

صحیح النسبی

صحیح النسبی ایک ایسا مضمون ہے جس میں تعین حیثیت کے قانونی مسئلہ کا کامل تصفیہ فریق متعلقہ کے ذاتی قانون سے ہونا محال ہے خواہ اس کا سیاسی توطن قرار پائے خواہ پولیٹیکل قومیت۔ اگر اولاد صحیح النسب ہے تو اس کا ذاتی قانون وہ ہی ہوگا جو اس کے باپ کا ہے اگر اولاد غیر صحیح النسب ہے تو اس کا ذاتی قانون بھی وہی ہوگا جو اس کی ماں کا ہے یا اس مقام کا ہوگا جہاں وہ پیدا ہوا ہے اس حالت میں تقریباً تمام مقدمات میں ذاتی قانون کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے پہلے صحیح النسبی کا فیصلہ کرنا پڑے گا اور ہر صحیح النسبی کے مسئلہ میں نکاح کے جائز یا ناجائز ہونے کی بحث پیش 100
آئے گی اور اگر فریق متعلقہ نکاح سے پہلے پیدا ہو چکا ہے تو یہ مزید بحث پیش آئے گی کہ آیا وہ قاعدہ جو بعض اقوام کے قانون میں صحیح النسبی مابعد کے متعلق رکھا گیا ہے اس سے متعلق ہو سکتا ہے یا نہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ خود نکاح کے جواز کا معاملہ فریقین میں سے کسی فریق کے پہلے نکاح کی طلاق پر منحصر ہو اسطرح صحیح النسبی کے مضمون پر نکاح وطلاق کے نتیجہ کے طور سے بحث کیجا سکتی ہے اور بطور ضمیمہ مسائل متعلقہ صحیح النسبی بذریعہ ازدواج مابعد (Per subsequens matrimonium) شریک کئے جا سکتے ہیں۔

جن لوگوں میں طلاق کے ذریعہ سے علیحدگی واقع ہوتی ہو انکے دوسرے نکاح کے متعلق انکے سابق زوج یا زوجہ کی زندگی میں مختلف مقدمات پیش آسکتے ہیں اگر مرد بذریعہ طلاق کے علیحدہ کیا گیا ہے اور وہ دوسرا نکاح کرتا ہے اور دوسرے نکاح کے وقت اس کا ذاتی قانون ایسے ملک کا ہے جس میں اور نیز عقد ثانی کے قانون مقام وقوع (Locus actus) میں وہ تمام سلسلہ افعال جائز سمجھا جاتا ہے تو ایسی حالت میں اس بنا پر اعتراض کیا جاتا کہ طلاق کے وقت اس کا ذاتی قانون ایسے ملک کا تھا جس کی عدالت منظور کنندہ

طلاق بین الاقوامی طور سے مجاز نہیں متصور ہو سکتی تھی ضرورت سے زیادہ باریک بینی سے کام لینا ہوگا۔ اس نے اپنا توطن یا ڈومیسائل قومیت طلاق اور عقد ثانی کے درمیانی زمانہ میں تبدیل کر دی جس کا اس کو حق حاصل تھا طلاق خواہ جائز ہو یا ناجائز: ایسی حالت میں، یہ بالکل نامناسب ہوگا کہ اس کی اولاد کی صحیح النسبی اس کے ایسے ذاتی قانون پر منحصر کر دیجائے جو اس نکاح کی تاریخ سے پہلے تھا جس سے یہ اولاد پیدا ہوئی۔ اگر عورت بذریعہ طلاق کے علیحدہ کی گئی ہے اور وہ عقد ثانی کرتی ہے تو اس عرصہ میں اس کا تبدیل توطن یا ڈومیسائل قومیت کا اختیار طلاق کے جواز اور صحت پر منحصر ہوگا: اس لئے اگر اس کا ذاتی قانون طلاق کے وقت اس ملک کا تھا جو ایسی طلاق کو تسلیم نہیں کرتا تو اس میں اپنے ذاتی قانون کے لحاظ سے عقد ثانی کی قابلیت ہی نہیں پیدا ہوئی اور اس اصول کے لحاظ سے کہ نکاح کے ہر فریق میں اس کے ذاتی قانون کے لحاظ سے عدم حرمت وغیرہ کے متعلق قابلیت کا ہونا ضرور ہے جیسا کہ دفعہ ۱۲ میں بیان کیا جا چکا ہے: یہ بحث اسطلق کارآمد نہیں ہو سکتی کہ طلاق اور عقد ثانی عورت کے قانون مقام انتفاع (Locus actus) اور زوج ثانی کے ذاتی قانون کی بنا پر جائز متصور ہونا چاہیئے۔ چونکہ اس کتاب میں صرف انگلستان کے نظائر کا پیش کرنا مقصود ہے اس لئے ایسے مقدمہ سے بحث کرنا جو ابتک ہماری عدالتوں میں پیش نہیں ہوا ہے بالکل غیر ضروری ہے:۔ یعنے ایسا مقدمہ جس میں عدالتی افتراق کے حکم دیئے ہوئے ایسے ملک کی عدالت سے صادر ہوا جو یقیناً زوجہ کا ملک ہو اور جہاں کو یہ اجازت دی گئی ہو کہ وہ اپنے شوہر کے توطن سے قطع نظر کر کے اپنا توطن تبدیل کر لے اور اس طور سے بغیر کسی ایسی طلاق کے اس میں دوسرے نکاح کی قابلیت پیدا ہو جائے جو تبدیل توطن کے علاوہ بھی اس کے سابق ملک میں جائز قرار پائی — دفعہ آئندہ سے یہ ظاہر ہوگا کہ جو صورت یہاں واقع ہوئی ہے 101
اس پر انگلستان کے ماہران فن نے جو رائے قائم کی ہے وہ تقریباً وہی ہے جو اوپر لکھی جا چکی ہے۔

دفعہ ۵۳ جن صورتوں میں عورت کے عقد ثانی کی قابلیت ایسی طلاق کی صحت پر منحصر ہو جس کا اختیار انگلستان میں بین الاقوامی طور سے کافی نہ متصور ہوتا ہو تو ایسے عقد ثانی کی اولاد انگلستان میں غیر صحیح النسب قرار پائے گی اگرچہ عقد ثانی

قانون مقام انعقاد (Locus actus)، اور زوج ثانی کے ذاتی قانون میں جائز سمجھا جاتا ہو۔

مقدمہ ولسن (۱۹۰۵) ایل آر آئی ۲۴۷ - جج اکنڈر سلے جس کی تائید، مقدمہ زیر اسم شاسنام گولڈ (۱۹۶۸) ایل آر ۳ - ای وآئی - اے (۵۵) میں کی گئی - جج کر نیو رتھ چیمپئن روڈ - ڈیسٹبری دکو تنزے ہو

دفعہ ۵۴ عقد ثانی کی اولاد کی صحیح النسبی میں مقام پیدائش، اور اس مقام کو جہاں عقد ثانی منعقد ہوا کوئی دخل نہیں ہے - ان کی صحیح النسبی اس وقت تک نہیں ثابت ہوتی، جب تک کہ ان کے باپ کا وہ ذاتی قانون، جو نکاح کے وقت تھا اس کی اجازت نہ دیتا ہو۔

چونکہ صحیح النسب اولاد اپنے باپ کے ذاتی قانون کے تابع ہوتی ہے، اسلئے ان کا، اپنے باپ کے ذاتی قانون کے خلاف صحیح النسب قرار پانا، بجائے خود، ایک تناقض امر ہوگا۔

مقدمہ ڈلہوزی بنام میکڈویل (۱۸۴۰) ۷ - سی ایل وایف ۸۱۴ و مقدمہ مسز و بنام مسز و (۱۸۴۰) ۷ - سی ایل وایف ۸۴۲، جن کا ایک ساتھ فیصلہ کاٹن بام و برو ہام نے کیا۔ ان مقدمات میں تجویز ہوئی کہ پیدائش اور نکاح کے درمیانی زمانہ میں، باپ کے توطن میں کوئی تبدیلی نہیں واقع ہوئی مگر اس امر کو ہاؤس کے سامنے بیان کرتے وقت، برو ہام نے باپ کے توطن کا ذکر نہیں کیا، جو مقدم الذکر واقعہ کے وقت تھا بلکہ صرف موخر الذکر واقعہ کے وقت کا توطن بیان کیا (صفحہ ۸۸۲)۔ اسکے بعد انھوں نے بعض اسکاٹ لینڈ کے ججوں کی رائے نقل کی جن کی تجویز سے مرافعہ دائر ہوا تھا۔ رائے یہ تھی کہ "جو اولاد پہلے پیدا ہو چکی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انکی حالت کا تصفیہ اس ملک کے قانون سے کیا جائے گا، جہاں اولاد کی پیدائش، اور نکاح کے وقت، والدین کا توطن تھا، اگر ان دونوں اوقات میں، والدین کا توطن ایک نہ تھا، تو ہمارے نزدیک، والد کے اس توطن کو جو نکاح کے وقت تھا، ماخذ قاعدہ قرار دینا چاہئے۔ اس مقدمہ میں چونکہ والدین کا توطن ایک ہی ہے اسلئے یہ سوال نہیں پیدا ہوتا"۔ اس رائے کو نقل کر کے انھوں نے لکھا "اس طور سے قانونی مسئلہ میں

فاضل ججوں کے غلبہ آرا کے ساتھ پورا اتفاق ہے اگرچہ وہ نتیجہ خود واقعات کے متعلق مختلف الرائے ہیں" (صفحہ ۸۸۴) آخر میں انھوں نے یہہ بتایا کہ ان کو اسکاٹ لینڈ کے تقریباً تمام ججوں کی رائے کے ساتھ مسئلہ قانونی میں اتفاق ہے (صفحہ ۸۹۳)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ ڈربرہام اس سے وسیع تر رائے کی تائید کیلئے تیار تھے جس کے اظہار کی دفعہ ہذا میں جرأت کیگئی ہے۔ یعنے یہ کہ ازدواج مابعد سے صحیح النسبی، صرف باپ کے اس مقام توطن کے قانون پر منحصر ہے جو نکاح کے وقت تھا۔ لارڈ کاٹن ہام نے صرف اسی پر اکتفا کیا، کہ "اہل اسکاٹ لینڈ کی اولاد اگرچہ وہ انگلستان میں پیدا ہوئی ہو اسکاٹ لینڈ میں تمام تمدنی و معاشرتی حقوق کے لحاظ سے والدین کے انگلستان میں ازدواج مابعد کی بنا پر صحیح النسب ہو جاتی ہے بشرطیکہ باپ کا توطن اسکاٹ لینڈ کا تھا، اور اس عرصہ میں وہیں کا رہا" (صفحہ ۸۷۵) یہودی والدین کے انگلستان میں ازدواج مابعد سے انکی وہ اولاد جو ملک غیر میں پہلے پیدا ہو چکی تھی صحیح النسب نہیں ہو جاتی؛ یہودیوں کا قانون صحیح النسبی انکا ذاتی قانون نہیں تسلیم کیا جاتا۔ لیوی بنام سالومان (۱۸۷۷) ۲۵ ڈبلیو۔ آر ۳۴۲ نیز دیکھو لاڈر ڈیل پیرتج (۱۰) 102
اے۔ سی۔ ۹۲۶ صفحہ ۳۹۷ جج سلبورن کے

دفعہ ۵۵ والدین کے ازدواج مابعد سے بھی اولاد کی صحیح النسبی اسوقت تک ثابت نہیں ہوتی جبتک کہ اس کی اجازت باپ کا وہ ذاتی قانون نہ دے جو ان کی ولادت کے وقت تھا۔

مقدمہ رائٹ (۱۸۵۶) ۲۔ کے وجے ۵۹۵ میں یہ فیصلہ السس چانسلر وڈ نے کیا تھا، انھوں نے لارڈ ڈربرہام کی رائے کا جو بالکل اس کے مخالف تھی، اور جو گذشتہ دفعہ میں ظاہر کیجا چکی ہے کوئی لحاظ نہیں کیا، اور لارڈ کاٹن ہام کی رائے کا غلط حوالہ دیکر، یہ سمجھے کہ مقدمہ سنزو بنام سنزو میں لارڈ ونڈ کرنے یہہ کہا ہے کہ "ایسی صورتوں میں سوال یہ ہونا چاہیے کہ آیا اولاد کی صحیح النسبی اس ملک میں عمل میں آسکتی ہے جہاں باپ کا توطن انکے تولد کے وقت ہے" (صفحہ ۶۱۴) ایسی جج نے لارڈ ہیڈرلے کے خطاب سے مخاطب ہونے کے بعد مقدمہ اڈنی

بنام اڈنی (۱۸۶۹) ایل۔ آر (۱۱)۔ ایس ڈی وائے ۴۴۷
میں اسی مسئلہ کا اعادہ کیا ہے اور مقدمہ گرین بنام گرین (۱۸۶۲) ۳۔ سکف۔
۶۴۳ میں، جج اسٹورٹ نے اس کا اتباع کیا ہے اور اسکے بعد بھی مقدمہ
گرلیو دواچر بنام سالسٹر خزانہ، ۴ چانسری ڈویژن ۲۱۶ (جج، کاٹن
فرائی، لوپس (۱۸۸۸) میں اس کا اعادہ ہوا ہے جس میں جج اسٹرلنگ کی
تجویز بحال رکھی گئی (۱۸۸۰)۔

اسکاٹ لینڈ کے ججوں کی جو رائے مقدمہ منرو بنام منرو میں قرار پائی،
اور جو کچھ لارڈ براہام نے کہا اسی کے مطابق سوگنی کی بھی یہ رائے تھی کہ "ازدواج
مابعد کی بنا پر جو صحیح النسبی ہوتی ہے اس کا انحصار بروقت نکاح باپ کے مقام توطن
پر ہوتا ہے اور اس لحاظ سے اولاد کے تولد کا وقت مطلقاً اہم نہیں ہے۔ اس میں شک
نہیں کہ یہ بھی کہا گیا ہے، کہ اسوقت کا بھی لحاظ ہونا چاہیئے، کیونکہ اولاد کا پیدا
ہوتے ہی ایک خاص قانونی تعلق قائم ہوجاتا ہے جس کا پورا اثر والدین کے ازدواج
مابعد سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ باپ قبل ازدواج ایسے مقام کا
توطن اختیار کرسکتا ہے جو اولاد کے حق میں مضر ثابت ہو۔ لیکن ایسی اولاد کی نسبت،
یہی طرح میں کہا جاسکتا کہ ان کے حقوق ہیں، یا ان حقوق کی خلاف ورزی ہوئی، کیونکہ
ان کی ماں کے ساتھ نکاح کرنا اور نکاح کے بعد بھی ان کو اپنی اولاد تسلیم کرنا محض
باپ کی آزاد مرضی پر منحصر ہے۔ ان دونوں صورتوں میں اولاد کو صحیح النسبی کا کوئی حق
نہیں پیدا ہوتا، کیونکہ اولاد کے اقرار بالنسب (Filiation) کا صحیح ثبوت بغیر حالت
ازدواج کے ملنا محال ہے اور بناءً علیہ اولاد کی صحیح النسبی کے حقوق اسی وقت مسلم
ہوسکتے ہیں جبکہ بلا جبر و اکراہ، باپ کے مستقل اقرار کے ساتھ ساتھ ازدواج بھی عمل میں آئے۔[1]

مفصلہ ذیل مقدمات صحیح النسبی کے متعلق ہیں مگر انسے کوئی قاعدہ نہیں اخذ
کیا جاسکتا۔ اسٹراتھ مور پیریج (۱۸۲۱) ۶ پٹیس ۶۴۵۔ جج، ایلڈن، ریڈسٹیڈیل بنام
منرو بنام سانڈرس یا اس بنام اس (۱۸۳۰) ۶ بلنگ۔ این۔ آر ۴۶۸۔ ۴ ونس شاہ

---

[1] Guthric : 250

۲۰۹ - جج، ایلڈن، لنڈ ہرسٹ، ولفورڈ پیلگ کی رپورٹ، مقدمہ راس بنام راس میں ۱۸۲۲ء غلط لکھا گیا ہے اور جو مدعی علیہ راس بتایا گیا ہے وہ بھی غلط ہے۔

دفعہ ۵۶ جو اولاد اپنے ایسے باپ کے ازدواج مابعد کی بنا پر صحیح النسب قرار پائی ہو جس کا وطن ملک غیر کا ہو، وہ انگلستان کے جبہ بالوصیت اور توریث کے محصولات کے ایکٹوں میں اس کی اولاد تسلیم کی گئی ہے۔ 103

اسکاٹو بنام بیگ - ایل - آر - ۴ ، ۴ ایچ، اسٹورٹ، دیکھو بھی اصول قانون، تقسیم اور تعبیر وصیت متعلقہ ذات متذکرہ دفعہ ۱۲۶ میں مستعمل ہوا ہے جس کے اظہار کا یہی مناسب موقعہ تھا مگر اس کا اظہار یہاں اور نیز ذاتی توریث کے سلسلہ میں، دونوں جگہ مناسب سمجھا گیا۔

دفعہ ۵۷ لیکن اگر وہ اولاد جو ایسے ملک میں پیدا ہوئی ہو جو سیاسی لحاظ سے غیر سمجھا جاتا ہے، اپنے والدین کے ازدواج مابعد کی بنا پر صحیح النسب قرار پائے، تو اس کو اس بنا پر زیر ایکٹ ۴ جارج فصل ۲ دفعہ ۲۱ حقوق باشندگی (Naturalization) حاصل نہیں ہو جاتے اگرچہ اس کا باپ سرکار انگریزی کی رعایا تھا: کیونکہ اس ایکٹ سے صرف وہی اولاد استفادہ کر سکتی ہے جس کے باپ اس کی پیدائش کے وقت، سرکار انگریزی کی رعایا ہوں۔ یہ اولاد پیدائش کے وقت، نہ صرف غیر ملکی بلکہ اولاد ناجائز (Filius nullius) یعنی اور قانونی مفہوم میں ان کا باپ ایسا شخص تھا، جو سرکار انگریزی کی رعایا سمجھا جاتا ہو۔

شیڈن بنام پیرک (۱۸۵۴) ۵ ایچ، کر تھورتھ - برٹرہام سینٹ لیونارڈس کو

دفعہ ۵۸ جب والدین میں مطلق نکاح نہ ہوا ہو اور ملک غیر کا قانون ایسی غیر صحیح النسب اولاد کو توریث کا حق دیتا ہو، تو وہ اولاد انگلستان کے محصولات توریث کے ایکٹ میں، بالکل اجنبی متصور ہوگی۔

اگلنس بنام انڈرسن (۱۸۸۲) ۲۱ چانسری ڈویژن (۱۰۰) جج، ہال نواب ناظم بنگال کے بچوں کی کا ایک عجیب مقدمہ ہے:۔

نواب ناظم نے جو کہ مسلمان انگریزی رعایا متوطن برٹش انڈیا تھے اور جن کی کم سے کم ایک زوجہ اس ملک میں موجود تھی انگلستان آکر ایک عیسائی انگلستان کی رہنے والی عورت کے ساتھ جس کو یہ نہ معلوم تھا کہ ان کے کوئی اور عورت بھی موجود ہے نکاح کے مراسم ادا کئے: جو اولاد اس نکاح سے پیدا ہوئی اس کو ہندوستان کی انگریزی حکومت نے نواب ناظم کی اولاد تسلیم کیا۔ نکاح کے مراسم کے اثرات کے متعلق خواہ کچھ خیال کیا جائے، مگر اولاد کے متعلق جو رائے قائم کی گئی: بظاہر اس سے چارہ نہ تھا۔ کیونکہ باپ نے انکو تسلیم کر لیا تھا؛ اور جیسا کہ مسٹر جسٹس چیٹی نے لکھا کہ "اسلامی قانون میں اقرار سے صحیح النسبی قائم ہو جاتی ہے" اور یہ امر ان حوالوں سے جو مسٹر میگناٹن نے اپنی بحث میں دئے ہیں بالکل صاف ہے" انگلستان میں ان بچوں کی حیثیت کے متعلق بھی بحث ہوئی مگر اس کے متعلق تصفیہ کی ضرورت نہ تھی۔ اگر اس کی ضرورت ہوتی تو انکی صحیح النسبی کی تائید میں مسٹر (بعدہ لارڈ) میگناٹن کی یہ بحث کہ اولاد کی صحیح النسبی کے قیام میں باپ کے ذاتی قانون کے اقرار بالنسب کا وہی اثر ہونا چاہیے جو ازدواج مابعد کا ہوتا ہے، بالکل مسکت تھی؛ اور مسٹر جسٹس چیٹی کا رجحان بھی اسی طرف معلوم ہوتا تھا۔ اگر ایسے حالات میں اس امر کے تصفیہ کی ضرورت واقع ہو کہ نکاح کے جو مراسم ادا کئے گئے تھے ان سے بطریق اسلام جائز نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟ تو پہلا سوال یہ ہوگا کہ آیا عورت اس قسم کے نکاح کی نیت رکھتی تھی یا نہیں؟ اگر اس کی نیت یہ ہی تھی تو حسب اصول متذکرہ دفعہ ۲۶ صفحہ ۳۶ اور بلحاظ اس کے کہ مرد کا توطن برٹش انڈیا کا تھا یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایسی حالت میں کہ قانون مقام معاہدہ میں اسکے لئے کوئی خاص صورت نہیں بتائی گئی تھی اپنے ذاتی قانون کے طریقہ پر نکاح کر لینے کا مجاز تھا (دیکھو دفعہ ۲۳۴ الف صفحہ ۹۶) لیکن جو نکاح ہندوستان کے مسلمان کا انگلستان میں رجسٹرار کے سامنے منعقد ہوگا، وہ نکاح بطریق عیسوی سمجھا جائے گا۔ دیکھو عقد بحضور مہر انور الدین (حوالہ حسب سابق) 104

یہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ جو اصول صحیح النسبی کے اس دفعہ میں انگریزی حوالوں سے بھی بیان کئے گئے ہیں، ان سے انگلستان کی جائداد غیر منقولہ کی توریث کے

حق کا تصفیہ نہیں ہو جاتا۔ ہم کو آگے چل کر معلوم ہوگا کہ انگلستان کی ارضی کے حق توریث کیلئے علاوہ صحیح النسبی کے مجالات ازدواج پیدا ہونا بھی ایک لازمی شرط ہے۔

دفعہ ۵۸ الف۔ یہ سوال کہ آیا اولاد غیر صحیح النسب (bastard) ہے کلیتاً اس مقام کے قانون پر منحصر ہے، جہاں اولاد کی پیدائش کے وقت، والدین کا توطن تھا اور یہ واقعہ کہ اولاد بیرون ملک پیدا ہوئی حیثیت کے بارہ میں غیر موثر ہے۔ مقدمہ سرکار بنام ہمفریز [۱۹۱۴] ۳ کے۔بی۔۱۲۳۔ج، ہنبلیز و لوئش جسٹس اور سی مختلف الرائے۔ اور اسی طرح باپ کی ذمہ داری متعلقہ نفقہ اولاد کا تصفیہ صرف باپ کے قانون مقام توطن سے کیا جاتا ہے۔ مقدمہ کولڈر بنگھام پریشس کونسل بنام انمشھ [۱۹۱۸] ایل۔جے نیوز پیپر صفحہ ۱۸۱۔ج جسٹس سٹن۔

فصل پنجم

بحالتِ وفات جائداد منقولہ کی توریث

105

حیثیت، قابلیت اور خاندانی تعلقات کے بعد ہم ان بقیہ صورتوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جن میں جائداد کا مخصوص تعلق انسان کی ذات کے ساتھ خیال کیا جاتا ہے؛ تاکہ اسی مضمون کے ضمن میں ذاتی قانون کے استعمال کئے جانے کی سب صورتیں ختم ہو جائیں۔ اس قانون کا استعمال معاملات نکاح کے بعد زیادہ تر وفات کے معاملات میں ہوتا ہے۔ انگلستان کے عملدرآمد کے مطابق یہ استعمال صرف جائداد منقولہ تک محدود رہے گا کیونکہ انگلستان کی اراضی ہمیشہ قانون مقام وقوع (Lex situs) کی تابع ہیں اور کسی صورت میں ذاتی قانون کی تابع نہیں ہو سکتیں۔

انگلستان اور ان ممالک اور نوآبادیوں میں جہاں کے قوانین کا ماخذ انگلستان کا قانون ہے متوفی کی ذاتی (یا جائداد منقولہ) پر قبضہ صرف سرکاری منظوری سے، جو عموماً عدالتی ہوتی ہے، حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس منظوری کی انگلستان میں تین شکلیں ہیں:-

(۱) "پروبیٹ" یا "نقل مصدقہ وصیت نامہ" جو ایسے شخص یا اشخاص کو دیجاتی ہے جو وصیت نامہ میں تعمیل کنندہ (وصی) مقرر کئے جاتے ہیں۔

(۲) "اجازت نامہ اہتمام ترکہ معہ نقل وصیت نامہ" جس حالت میں وصیت نامہ کے ذریعہ سے کوئی تعمیل کنندہ (وصی) نہ مقرر ہوا ہو۔

(۳) "اجازت نامہ اہتمام ترکہ" جس حالت میں متوفی نے کوئی وصیت نامہ چھوڑا ہو، اور وصیا یا مہتمان ترکہ کا یہ کام ہے کہ وہ متوفی کی ذاتی جائداد حاصل کر کے اس کا قرضہ ادا کریں:

اور جو کچھ باقی رہے، وہ ان لوگوں میں تقسیم کر دیں، جو بموجب وصیت اور اگر وصیت نہ ہو تو حسب قانون اس کے مستحق ہوں۔ یہ سب فرائض لفظ "ایڈمنسٹریشن (Administration)" (اہتمام ترکہ) کے تحت داخل ہیں، اسلئے اس کے دو معنی ہیں:۔ اولاً اس کا استعمال بمقابلہ "پروبیٹ" کے ایک خاص قسم کی سرکاری منظوری کیلئے ہوتا ہے۔ ثانیاً جائداد منظورہ کے متعلق بطریق خاص عمل کے اظہار کے لئے، جس کی امید منتقل الیہ سے کیجاتی ہے، منظوری کی نوعیت خواہ کسی قسم کی ہو۔

جن صورتوں میں متوفی ایکٹ انتقال جائداد بابتہ ۱۸۹۷ء ۶۰ و ۶۱ وکٹوریہ فصل ۶۵ کی تاریخ یکم جنوری ۱۸۹۸ء کے بعد مرے، تو حقیقی یا غیر منقولہ جائداد بھی منقولہ جائداد کیطرح وصی یا مہتمم کے اختیار میں آجاتی ہے۔ ان ممالک میں جن کا قانون توریث بہ نسبت انگریزی قانون کے زیادہ تر قانون رومہ سے اخذ کیا گیا ہے، متوفی کی جائداد 106
منقولہ غیر منقولہ جائداد کی طرح ان ورثاء کو پہنچتی ہے، جن کے حق میں وصیت کی گئی ہے، یا جو از روئے قانون اس کے مستحق ہوں (جبکہ صورت ہو)؛ اور بعض صورتوں میں وصیتی موہوب لہ کو بھی پہونچتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ ورثاء اور موہوب لہ اس کو منظور کریں۔ یہ لوگ ذاتی طور سے متوفی کے تمام قرضوں کے ذمہ دار ہیں لیکن اگر انھوں نے توریث بقید فہرست منظور کی ہے (With benifit of in-ventory)، تو انکی ذمہ داری بقدر جائداد محصلہ کے رہے گی اور اسی مناسبت سے، وہ ایسے مخصوص ہبہ بالوصیت کے بھی ذمہ دار ہونگے، جو وصیت نامہ میں بتایا گیا ہو؛ اس کے اور قرضہ کے ادا ہو جانے کے بعد حق تصرف (Benificial interest) انھیں کو رہے گا۔ وصی کو وصی کے تقرر کا حق، ایک استثنائی شکل ہے اور عام طور سے یہ اختیار محدود ہوتا ہے، مثلاً پنوین کے کوڈ کی دفعہ ۱۰۲۶ میں صرف جائداد منقولہ کے قبضہ کا حق دیا گیا ہے اور وہ بھی صرف ایک سال اور ایک دن سے زیادہ کیلئے نہیں ہے۔

قدیم یا انگلستان کے ضابطہ کی رو سے جائداد منقولہ (اور ۱۸۹۸ء کے بعد سے غیر منقولہ) کے بھی اس حصہ میں جو بعد ادا قرضہ باقی رہجائے، صرف حق تصرف یا استفادہ وفات پر منتقل ہوتا ہے، خواہ وصیت عمل میں آئی ہو یا خواہ نہ آئی ہو۔ خود جائداد منقولہ سرکاری منظوری سے بعد وفات کے منتقل ہوتی ہے، اور وہ حق استفادہ یا تصرف پر حاوی ہے:

اگرچہ ایسی صورت میں کہ متوفی نے کسی کو وصی نہ مقرر کیا ہو، تو تعمیل کنندہ عام طور سے وہی مقرر کیا جاتا ہے جس کو جائداد مذکور میں حق استفادہ یا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ پیوخر الذکر اور یورپ کے دوسرے ممالک کے ضابطہ میں، وفات کے بعد، خود جائداد منقولہ منتقل ہو جاتی ہے خواہ وصیت عمل میں آئی ہو، خواہ نہ آئی ہو، اور اس میں حق استفادہ یا تصرف شامل ہے، اگرچہ وہ صرف قرضہ اور وصیتی ہبہ کی ادا سے مشروط ہو۔ یہ ضابطہ، اس ضابطہ کے مماثل ہے، جو انگلستان میں، مختلف رد و بدل قانونی کے بعد، جائداد غیر منقولہ کے متعلق، ۱۸۹۷ء کے ایکٹ انتقال جائداد کے نفاذ کے قبل، قائم ہو گیا تھا، دونوں ضابطوں کی مشترکہ بنیاد، قانون روما کا وہ قدیم اصول ہے جس کی رو سے، وارث، متوفی کے وجود کا قائم اور باقی رکھنے والا اور اس لحاظ سے، اس کے تمام حقوق اور ذمہ داریوں کا قائم مقام متصور ہوتا تھا۔ انگلستان میں، جائداد منقولہ کے متعلق، اس اصول میں کسیقدر تبدیلی ہو گئی ہے:۔ اولاً متوفی کی ہر صورت میں، قائم مقامی کیلئے، سرکاری منظوری لازم کر دی گئی ہے۔ ثانیاً استفادہ یا تصرف کی قائم مقامی کو نفس قائم مقامی سے، جدا کر دیا گیا ہے، اور اس طور سے، وصی یا مہتمم ترکہ، جو انگلستان میں، متوفی کے ذاتی قائمقام کہے جاتے ہیں، متوفی کی کامل ذات کے قائم اور باقی رکھنے والوں سے، مختلف ہو گئے ہیں۔ یورپ کے دوسرے ممالک کے ضابطہ میں صرف قید فہرست کی بنا پر تبدیلی ہوئی ہے جس کا جاری کرنے والا جسٹینین تھا۔ 107

ان ضابطوں کی بنا پر جو مسائل، قانون بین الاقوام کے متعلق پیدا ہوتے ہیں، ان کا فیصلہ، یورپ کے دوسرے ممالک میں، جائداد منقولہ کی توریث میں، خواہ وہ وصیتی ہو، خواہ غیر وصیتی، متوفی کے ذاتی قانون سے کیا جاتا ہے۔ اٹلی کے کوڈ نے حسب رائے سوگنی، اس کو متوفی کی اس جائداد غیر منقولہ پر بھی حاوی کر دیا ہے جو اس ملک کے علاوہ، دوسرے ممالک میں واقع ہو۔

جائداد غیر منقولہ کی توریث میں، جو اصول انگلستان کے ججوں کے فیصلہ جات کی بنیاد ہے، وہی فی الحقیقت، انگلستان کے قانون میں، بطور قاعدہ کے اختیار کر لیا گیا ہے۔ اور جو اسطرح بیان کیا جا سکتا ہے:۔

دفعہ ۵۹ متوفی کی ذاتی جائداد جو قرضہ تجہیز و تکفین، اور اہتمام ترکہ یعنے اس پر قابض ہونے اور اس کی تقسیم کے مصارف کے بعد، باقی بچ جائے، اس سے استفادہ

یا تصرف کا تصفیہ متوفی کے آخری مقام توطن کے قانون سے کیا جائے گا خواہ وصیت عمل میں آئی ہو، خواہ نہ آئی ہو۔ یہاں قانون سے مراد آخری مقام توطن کا مجموعی قانون ہے، نہ کہ صرف وہ قانون جو قانون اندرون ملک (Internal law) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ دیکھو مسئلہ "رینوائے" کی بحث فصل دوم میں، اور خصوصاً مقدمات ٹرو فوزٹ وجانسٹن متذکرہ صفحات ۳۶ و ۳۷۔ سوخرالذکر مقدمہ میں جسٹس فارویل نے اس کی تصریح کی کہ بیڈن کے قانون میں "ڈی کوجس" (Decujus) کی انگریزی توطن کے حوالہ دینے سے کیا مقصد تھا؛ انھوں نے لکھا کہ "تقسیم حسب قانون توطن" کے معنی تقسیم حسب قانون انگریزی ہیں، مگر اس قانون کے مطابق جو خاص ورثوں کے متعلق استعمال ہوتا ہے، نہ کہ تمام انگریزوں کے متعلق، بلالحاظ ان کے اصلی توطن کے" (۱۹۰۳ چانسری ۳۵۸)۔ لفظ "اصلی" کو مخصوص حالت کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ اگر مسٹر جانسن، بیڈن جانے سے پہلے، مثلاً سے کسی دوسرے انگریزی توطن میں منتقل ہو گئی ہوتی، تو فیصلہ اس انگریزی توطن کے لحاظ سے عمل میں آتا جو اس نے منتخب کر لیا تھا۔

اور چونکہ ملک کے نافذہ قانون کی توضیح اور استعمال ان عدالتوں سے بہتر کوئی عدالت نہیں کر سکتی جہاں وہ رائج ہے، اسلئے آخر دفعہ سے یہ نتیجہ صحیح طور سے اخذ کیا جا سکتا ہے کہ:-

دفعہ ۶۰ اگر متوفی کے آخری توطن کی عدالت کو اس امر کے تصفیہ کا موقعہ ملا ہے کہ متوفی کی ذاتی جائداد میں، دیون، اور تجہیز وتکفین، اور اہتمام ترکہ کے مصارف کی منہائی کے بعد، حق استفادہ یا تصرف کس شخص کو حاصل ہے، تو اس کا فیصلہ انگلستان میں قطعی متصور ہوگا؛ خواہ وہ سوال اہتمام ترکہ کی منظوری کے دعوی میں پیش آیا ہو، خواہ وصیت نامہ کی مجوزہ نقل مصدقہ کے دیئے جانے کی تردید کے دعوی میں، یا کسی اور طور پر ایسے سرمایہ کی تقسیم کے متعلق (بعد منہائی دیون و دیگر مصارف متذکرہ بالا کے) جو انگلستان میں موجود ہو، دفعہ ۵۹ کے پہلے فقرہ سے یہ نتیجہ ان لوگوں کی رائے میں نہیں مستنبط ہو سکتا جو مسئلہ "رینوائی" اور مسائل متذکرہ فصل دوم کو تسلیم نہیں کرتے، انکے نزدیک انگلستان کی عدالتوں کو آخری مقام توطن کے اندرونی قانون کا اتباع کرنا لازم ہے، گو کہ اس ملک کی عدالتیں اپنا مجموعی قانون کام میں لائیں گی۔ انگلستان میں اس دفعہ کے

108

مطابق پوری طرح سے عملدرآمد ہے اور یہ منجملہ دوسرے دلائل کے ایک دلیل اس بینہ خیال کی تردید میں ہے کہ شخصی قانون بین الاقوام کے جو قواعد ہم نے اختیار کئے ہیں، وہ دوسرے ممالک کے صرف ان قوانین کا حوالہ دیتے ہیں جو قانون اندرون ملک کے نام سے موسوم ہیں۔

مقدمہ گرسپین بنام ڈاگلیونی (۱۸۹۳) ۳ ایس وٹی ۹۶ ج، کرسول ۵ (۱۸۹۶) ایل۔ار (۱) ای وآئی۔ اے ۳۰۱۔ ج چیسفورڈ۔ کریتورتھ کو و مقدمہ ٹروفورٹ مندرجہ سابق صفحہ ۳۹ نیز اوربس فارول کا حوالہ بمقدمہ جانس زیر دفعہ ۵۹ ج

دفعہ ۶۱ جس حالت میں متوفی کے آخری توطن کا قانون اسکی توریث جائداد منقولہ کو اسکے قومی قانون پر محول کرتا ہے تو دفعہ ۶۰ کا اصول اس ملک کی عدالت سے متعلق ہوگا، جہاں کا باشندہ شخص متوفی بلحاظ قومیت کے تھا۔

مقدمہ ٹروفورٹ ٹرافورڈ بنام بلینک (۱۸۰۰) ۳۶ چانسری ڈویژن ۶۰۔ ج، اسٹرنگ میں یہ امر زیر بحث تھا، سلطنت ترکی اور دوسرے ایسے ممالک کے توطن کی بحث جن کے ساتھ ہمارے بین الاقوامی تعلقات قائم نہیں ہیں، توطن کے ضمن میں کیجائے گی۔

دفعہ ۶۲ متوفی کے آخری توطن کے قانون سے ہر دو دفعات متذکرہ بالا میں، وہ قانون سمجھا جانا چاہیے جو متوفی کی وفات کے وقت نافذ تھا، ایسا قانون جو متوفی کی وفات کے بعد جاری ہو اور جس کا اثر زمانہ گزشتہ پر پڑے، وہ تمام مسائل متعلقہ توریث میں، عدالتہائے انگلستان میں، ناقابل لحاظ متصور ہوگا۔

مقدمہ لنچ بنام پریوزنل گورنمنٹ، پراگی (۱۸۷۱) ایل۔ آر۔ (۲) پی ایم ۲۶۸۔ ج، پیٹر انسی کو و مقدمہ اوقاف اگانور [۱۸۹۵] ۴ ۶۔ ایل۔ جے (سلسلہ جدید) چانسری ۵۲۱۔ ج، روتمر بگ

جائداد منقولہ کی توریث میں جو تفصیلی مسائل بین الاقوامی انگلستان میں پیدا ہوتے ہیں، ان کا ذکر اسی سلسلہ میں کرنا، موجب آسانی ہوگا، جس سلسلہ میں عموماً مقدمات میں کارروائی ہوا کرتی ہے۔ پہلے ان اشخاص کے متعلق قواعد بیان کئے جائیں گے، جن کے حق میں پروبیٹ یا اہتمام ترکہ کی منظوری دیجا سکتی ہے اور نیز یہ کہ کون سے

وصیت نامے ایسے ہیں جن کے نقول مصدقہ عطا ہو سکتے ہیں منظوری کے دینے میں ان دونوں امور پر لحاظ کیا جاتا ہے مگر مقدم الذکر قواعد کو زیادہ تر کام میں لانا پڑتا ہے کیونکہ وہ وصیتی اور غیر وصیتی دونوں صورتوں پر حاوی ہیں۔ ان کے بعد وہ قواعد ہیں جن کے ذریعہ سے یہ متعین ہوتا ہے کہ پروبیٹ یا اہتمام ترکہ کی منظوری سے کس قسم کی جائداد منتقل ہوتی ہے۔ آخر میں وہ قواعد ہیں جن سے ان سوالات کا تصفیہ ہوتا ہے جو دوران اہتمام ترکہ میں پیش آتے ہیں۔ یہاں "اہتمام" کا لفظ ان دو معنوں میں سے جن کا ذکر صفحہ (۱۰۵) پر کیا گیا ہے، دوسرے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ 109

کتب خانہ کلیہ جامعہ عثمانیہ

پروبیٹ یا اہتمام ترکہ کی منظوری

دفعہ ۶۳ متوفی کا توطن یا پوسیٹکل قومیت خواہ کچھ ہو اس کی ذاتی جائداد (جائداد منقولہ) موجودہ انگلستان پر قبضہ ہو سکتا ہے اور نہ ایسی جائداد واجب الوصول کی بابتہ دعویٰ ہو سکتا ہے، بغیر اسکے کہ پروبیٹ یا اجازت اہتمام ترکہ کی منظوری دیجائے بشرطیکہ جائداد مذکور، وہ رقم ہو، جو شخص متوفی کی زندگی کے بیمہ کی بابتہ واجب الادا ہو۔

ٹورٹن بنام فلاور (۱۷۵۱) ۳۔ پی۔ ڈبلیو ۳۶۹۔ ج ٹالبوٹ کو نیو یارک بروارڈ کمپنی بنام اٹرنی جنرل [۱۸۹۹] اے۔ سی ۶۲۔ ج، بالسبری۔ تو اٹسن۔ شینڈ وڈ ویوی جنھوں نے اتفاق رائے سے اتفاق کیا۔ اور انھوں نے ایک انگریزی کمپنی کے حصص اور ڈیبنچر کے مقدمہ میں مسٹر جسٹس گرتھام کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا تھا جو مقدمہ پرائس بنام ڈیوہرسٹ (۱۸۳۸) ۴۔ میکنی ۶۷۔ ج، کاٹن نام سے وغیرہ کے لازمی نتائج کا اظہار ہوتا ہے، یعنے یہ کہ متوفی کی ذاتی جائداد کے ایسے اہتمام میں (یہاں اہتمام دوسرے معنوں میں ہے جس کا ذکر صفحہ ۱۰۵ میں ہو چکا ہے) بموجب ہدایت عدالت عمل میں آرہا ہو، عدالت کسی ایسے وصیت نامہ پر لحاظ نہیں کر سکتی جو انگلستان میں ثابت نہ کیا گیا ہو۔ فرنانڈیز کے مہتمان ترکہ کے بخلاف مقدمہ (۱۸۷۰) ایل۔ آر۔ ۵ چانسری اپیل ۳۱۴ میں جسٹس گے فارڈ نے زرولے کی رائے کو منسوخ کر دیا، اس دفعہ میں جو استثنا قائم کیا گیا ہے

دو ایکٹ مالگزاری ۱۸۵۹ء کی دفعہ ۹ کے قانونی حکم پر مبنی ہے جس میں یہ محکوم ہے کہ اگر کوئی شخص جس نے اپنی زندگی کا بیمہ کرایا ہو سلطنتہائے متحدہ سے باہر تو طن کی حالت میں مر جائے تو رقم بیمہ کے مستحق قرار دیئے جانے کے لئے یہ ضرور نہیں ہے کہ سلطنتہائے متحدہ کی عدالتوں میں سے کسی عدالت کی منظوری حاصل کی جائے۔ مقدمہ ہاس بنام آفس انشورنس کمپنی [۱۹۱۳] ۲ کے۔ بی ۲۹۰ ج، اسکاٹ ٹن مقدمہ ہتھ ویٹ بنام فیری (۱۸۴۰) اے۔ ایم وجر ۱۵۹۔ میں جسٹس ٹنڈل، بوتانکے، کولٹمین اور ارسکین نے ایک متہم ترکہ کو جو بہ منظوری عدالت آئرلینڈ مقرر ہوا تھا ایک ایسی دستاویز کی بنا پر نافذ کرنے کی اجازت دی، جو آئرلینڈ میں بروقت وفات جائداد مالیتی (bona notabilia) متصور ہوتی تھی، لیکن یہ یقیناً ایک غلط کارروائی تھی۔ دیکھو وائٹ بنام ٹوز زیر دفعہ آئندہ۔ مقدمہ وینکولمن بنام بوآرڈ (۱۸۹۳) ۱ ۵ سی۔ پی۔ (سلسلہ جدید) ۱۴۱ میں فقرہ ۲۔ عذر نمبر ۱۶ کے متعلق ارل دلیمس اور کیٹنگ نے یہ طے کیا کہ جس غیر ملکی وارث کو متوفی کے توطن کے قانون کے مطابق یہ حق حاصل ہو کہ وہ متوفی کے ان دیون کی بابتہ جو ارث میں شریک ہوں، اپنے حق کی بنا پر دعوی کر سکتا ہے، وہ انگلستان میں بھی اپنے نام سے دعوی دائر کرنے کا مجاز ہے، گو کہ انگریزی عدالت سے اس کی منظوری نہ لیگئی ہو۔ ان ججوں نے اگرچہ یہ فیصلہ کیا مگر ساتھ ہی اسکے، وہ اس قاعدہ کو بھی محفوظ رکھنا چاہتے تھے، جو اس دفعہ میں قائم کیا گیا ہے۔ بظاہر ان کا خیال یہ معلوم ہوتا ہے، کہ ان کی تجویز مخصوص مقدمہ سے متعلق تھی۔ جو مقدمہ انکے سامنے پیش تھا اس کو وہ دوسرے ممالک یورپ کے قانون کا عام مقدمہ نہیں سمجھتے تھے۔

فرض کرو کہ مسئلہ کا تعلق بنفسہٖ متوفی کی ذاتی جائداد سے نہیں ہے بلکہ ایسی جائداد سے ہے جس پر وصی بربنائے وصیت نامہ بطور امین قابض ہونے کا اقبال کرتے ہیں، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا انگریزی عدالتیں غیر ملک کی پروبیٹ کو اسی نظر سے نہیں دیکھیں گی جس نظر سے، شرائط امانت کے متعلق کسی دوسری پیش شدہ دستاویز کو دیکھیں۔ مقدمہ اوقاف ٹوڈل (۱۸۸۳) ۲۳ چانسری ڈویژن ۳۲۵ (صفحہ ۵۴۲) میں، جی اس وجہ کے علاوہ جس سے مقدمہ ولنسن (۱۸۸۳) ۲۴۔ چانسری ڈویژن

۱۱۰ ۱۷۷۔ ج ہیرسٹن میں بحث کی گئی ہے، اسوجہ کی بنا پر بھی مستند سمجھا جا سکتا ہے تو

دفعہ ۶۴ انگلستان میں متوفی کی جائداد منقولہ کے متعلق مقدمہ چلانے کے واسطے کسی غیر ملک کی عدالت کی منظوری کی ضرورت نہیں ہے۔

مقدمہ وائٹ بنام رٹوز (۱۸۸۲) ۳۔ کیو۔ پی ۴۹۶۔ ج ٹنڈل، اینجر، کوٹمین، مال، پارکی، اندرسن۔ روٹف نے اسی مقدمہ (۱۸۴۰) کیو۔ بی ۴۹۳۔ ج، ڈنین، لیشل ڈیل، پیٹین، وکو آرج کو منسوخ کر دیا۔

دفعہ ۶۵ اس اہم اصول کے قرار دینے کیلئے کہ انگلستان میں منظوری کس شخص کو دی جائے گی، اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا کہ انتخاب ذیل بجنسہ نقل کر دیا جائے۔

"میں قبل ازیں اس عام اصول پر کاربند رہا ہوں کہ جب متوفی کے وطن کی عدالت، کسی شخص کو منظوری عطا کرتی ہے اور وہ عدالت ہذا میں حاضر ہو کر اس امر کا اطمینان دلاتا ہے کہ وہ اپنے ملک کے باضابطہ حکم کی رو سے متوفی کی جائداد کے اہتمام کا مجاز ہے، تو مجھ کو بلا کسی مزید غور کے شخص مذکور کو یہ اختیار عطا کرنا چاہیے کہ وہ اس سرمایہ کا بھی اہتمام کرے، جو انگلستان میں موجود ہو۔" لارڈ پیٹرالنسے بمقدمہ ہل (۱۸۷۰) ایل۔ آر۔ ۲۔ پی و ایم ۹۰۔ صرف اس استثنا کے ساتھ کہ "عدالت ہذا ملک غیر کے قانون کی پابندی اس حد تک نہیں کر سکتی کہ وہ ایسے شخص کو اہتمام ترکہ کی منظوری دیدے جو ذاتی طور سے اس منظوری کے لینے کے ناقابل ہو: مثلاً یہ کہ عدالتہائے ملک غیر، اس امر پر کتنا ہی زور کیوں نہ دیں کہ نابالغوں کو منظوری دی جانی چاہیے، لیکن اس ملک کی عدالتیں، ان کے اتباع میں، ایسے اشخاص کو منظوری نہیں دے سکتیں۔" ج بین۔ بمقدمہ میتارڈ (۱۹۰۳) پی صفحہ ۱۲۹ و ۱۳۰۔ اس مقدمہ میں اجازت نامہ اہتمام ترکہ معہ نقل وصیت نامہ، ان رسیوروں کو دیا گیا جن کو عدالت توطن نے اوصیائے مقررہ وصیت نامہ کو ترک کر کے مقرر کیا تھا۔ مقابلہ کرو مقدمہ ڈی۔ ارلینس متذکرہ سابق صفحہ ۴۱۔

لارڈ پیٹرالنسے کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انھوں نے ایک دوسرے موقع پر اسی اصول کو اسطرح بیان کیا تھا: "یہ اصول عام ہے جس کے مطابق میں قبل ازیں عمل کر چکا ہوں کہ جب کوئی شخص بحالت توطن ملک غیر فوت ہو، اور اس ملک کی عدالت کسی شخص کو (خواہ وہ کوئی ہو) اہتمام ترکہ کا حق دیتی ہے تو عدالت ہذا کو عدالت مذکور کا

اتباع کرنا چاہیئے، صرف اس بنا پر کہ وہ عدالت ملک غیر کی منظوری ہے بلا دریافت ان اصول کے جن کی بنا پر وہ منظوری دیگئی اور بالحاظ ان اصول کے جن کی بنا پر اس ملک میں ایسی منظوریاں دیجاتی ہیں۔" مقدمہ استھم (۱۸۶۸) ۱۶ - ڈبلیو آر ۱۳۰ - جے، وائیلڈ۔ یہ اصول جن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے وہ زیادہ تر محتاط نہیں ہیں کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ اختیار اہتمام ترکہ ایسے شخص کو دیئے جانے کی حالت میں، جس کو عدالت توطن نے مجاز کیا ہو یہ ضرور نہیں ہے کہ اس کی شکل بھی وہی ہو۔ (زیر دفعہ ۶۹) موجودہ دفعہ کی تائید میں، دیکھو مقدمہ راجرسن (۱۸۴۰) ۲ کر ۶۵۶ جج جینز منظوری خواہ بہ اتباع (منظوری ملک غیر ہو یا نہو) ایسی شکل میں ہونی چاہیئے کہ منظوری حاصل کرنے والا ان فرائض کو جو حسب قانون توطن اس پر عائد ہوں، انجام دیسکے۔ مقدمہ برسیمین [۱۸۹۴] پی ۲۶۰ - جے جینز، نیز دیکھو مقدمہ ون لنڈن (۱۸۹۶) پی ۱۴۸ جے جینز، نیز دیکھو مقدمہ میری موفٹ [۱۹۰۰] پی ۱۵۲ جے جینز، مقدمہ وانی [۱۹۰۱] پی ۳۳۰ - جے جینز، نیز دیکھو مقدمہ برن بنام کول امیال ۱۵۴ جے جینز۔ فیلڈ میں ۱۷۶۲ء میں پرایوی کونسل نے ایک قاعدہ، دفعہ ۶۵ کے قاعدہ کے برعکس قائم کر دیا تھا جس میں یہ محکوم تھا کہ جب متوفی کا توطن انگلستان کا ہو، تو نوآبادیات میں اس کی جائداد کے اہتمام کا اختیار ایسے شخص کو ملنا چاہیئے جس کو یہ اختیار انگلستان میں دیا گیا ہو۔ مقدمہ برون بنام فلپس (۱۷۲۷) جس کا حوالہ مقدمہ بالا میں دیا گیا تھا، پرایوی کونسل نے یہ خیال کیا کہ یہ قاعدہ اس صورت پر حاوی نہیں ہے جس میں عدالت توطن نے اہتمام ترکہ قرضخواہ کے سپرد کیا ہو، اور یہ بھی یقینی نہیں ہے کہ لارڈ لنگیلڈ نے اس قید کو ناپسند کیا، اگرچہ خود ان کے الفاظ، مقدمہ برن بنام کول میں، اس کا اعادہ نہیں کرتے۔ البتہ مقدمہ ڈیس بنام — (۱۷۴۷) جے، پی سی، لی کے حکم کی جو وجہ قائم کی گئی تھی اس کو ناپسند کیا، وہ یہ کہ "باغ، لنڈن کے مذہبی ضلع میں واقع ہونے سے، حقوق کنٹربری کے ماتحت ہے"۔ اس تجویز کیلئے زیادہ تر قوی اور بہتر دلیل "وہ قیام" تھا کہ

جب موصی کی بعض جائداد غیر ملک کی عدالت نے بمجملہ ورثا کے کسی ایک

111

وارث کو دیدی تھی تو اس کا اہتمام اسی جائداد کی حد تک اس وارث کے حق میں منظور کیا گیا تھا۔ مقدمہ دوست علی خاں (۱۸۸۰) ۶ - پی - ڈی ۶ - جج، ہینن کو اجازت نامہ اہتمام ترکہ مع نقل وصیت نامہ اس شخص کے استعمال اور فائدہ کیلئے جس کو غیر ملک کے وصی نے باضابطہ طریقہ سے اپنا قائمقام قرار دیا تھا، بنام وکلا منظور کیا گیا۔ مقدمہ بلیک (۱۸۸۷) ۱۳ پی - ڈی - ۵ - جج، بٹ کو

دفعہ ۶۵ الف - اگر ملک غیر کے توطن کی عدالت نے کوئی حکم مہتمان ترکہ کے تقرر کی نسبت، صادر نہیں کیا ہے، تو انگریزی عدالت، مناسب مقدمات میں مہتمان ترکہ کو جو انگریزی وصیت نامہ کے ذریعہ سے مقرر ہوئے ہوں پروبیٹ عطا کرے گی۔ یہ قاعدہ، کا انگریزی عدالت، کوئی پروبیٹ اس طرح نہ دے گی کہ وہ کسی ایسے تقرر میں مزاحم ہو جو متوفی کے ملک غیر کے توطن کی عدالت سے عمل میں آیا ہو، صرف اس صورت سے متعلق ہوگا جبکہ عدالت ملک غیر سے فی الحقیقت حکم صادر ہو چکا ہو، نہ یہ کہ صرف کارروائی شروع ہوئی ہو، مقدمہ کاکرل [۱۹۱۸] پی - ۴ - جج، ایونس کو

دفعہ ۶۶ قاعدہ متذکرہ دفعہ ۶۵ اس شخص سے متعلق ہوگا جس نے، توطن کی عدالت سے منظوری عند الضرورت (de bonis non) یا اصلی منظوری حاصل کی ہو۔

مقدمہ مہل (۱۸۷۰) ایل - آر - ۲ - پی و ایم ۹ - ج، پیرانسی کو

دفعہ ۶۷ اور قاعدہ مذکور، اس شخص کے بھی متعلق کیا گیا ہے جو ملک توطن میں، عدالت کی طرف سے، اس تحقیقات کے اثنار میں کہ منجملہ دو وصیت ناموں کے، کونسا وصیت نامہ صحیح ہے، عدالتی مہتمم مقرر کیا گیا ہو۔

مقدمہ واٹس کا بنام ڈی ارنبرو (۱۸۳۹) ۲ کر ۷۷ - ۲ - ج، جینر کو

دفعہ ۶۸ نیز اس شخص سے جو مہتمم مقررہ وصیت نامہ کی ناقابلیت کے زمانہ میں، ملک توطن میں عارضی مہتمم مقرر کیا گیا ہو، ایسے اہتمام ترکہ کی منظوری اسوقت تک کیلئے ہوگی جبتک کہ ملک توطن میں عارضی مہتمم کا اختیار قائم رہے۔

مقدمہ سٹیگر والڈ (۱۸۶۴) ۱۰ - جور (سلسلہ جدید) ۱۶۹ - ج، وائیلڈ کو

مقدمہ لیوی [۱۹۰۸] پی ۱۰۸ - ج، گورٹ بارنس میں ملک غیر کی عدالت نے

ایک عدالتی مہتمم کو ایک محدود زمانہ کیلئے مقرر کیا تھا مگر انگریزی عدالت نے عام منظوری دی۔ مگر یہ امر شبہ ہے کہ آیا اس فیصلہ کا اتباع کیا جائے گا؟ (دیکھو:۔ ایل۔ کیو۔ آر [۱۹۱۳] صفحہ ۴۰)۔

دفعہ ۶۹ جس حالت میں، موصی کے ملک توطن میں حسب عملدرآمد (Tenour) ایک مہتمم کو پروبیٹ دی گئی ہو اور صورت ایسی ہو کہ انگریزی عملدرآمد کے مطابق وہ صرف اجازت نامہ اہتمام ترکہ معہ نقل وصیت نامہ کا مستحق ہو، تو ملک غیر کے مہتمم کو صرف اجازت نامہ اہتمام ترکہ معہ نقل وصیت نامہ دیا جائے گا۔ 112

مقدمہ ترڈیو (۱۸۲۸) ۱ ہیگ مذہبی ۴۷۴۔ جج، نیکال، مقدمہ میکنزی (۱۸۵۶) ڈین ۱۷ جج ڈاوسن، مقدمہ کاتسنہین (۱۸۶۶) ایل۔ آر۔ آئی پی۔ ایم ۱۸۳۔ جج وایلڈ، مقدمہ ارل (۱۸۶۷) ایل۔ آر۔ آئی۔ پی و ایم ۴۵۰ جج، وائیلڈ۔

دفعہ ۷۰ "اس تاریخ (۱۲ نومبر ۱۸۵۸ء) اور اس کے بعد سے، ایسے متوفی کی ذاتی جائداد اور اثاثہ کی فہرست میں، جو اسکاٹ لینڈ کے توطن کی حالت میں فوت ہوا ہو ایسی ذاتی جائداد اور اثاثہ شریک ہو سکے گا جو انگلستان یا آئرلینڈ یا دونوں جگہ واقع ہو بشرطیکہ وہ شخص جو اسکی تصدیق کی درخواست کرتا ہے، ناسق (Commissary) کو اس امر کے متعلق اطمینان دلا دیتا ہے، اور ناسق نے ضمنی کارروائی کر کے (Interlocuter) معلوم کر لیا ہے کہ متوفی اسکاٹ لینڈ کے توطن کی حالت میں فوت ہوا، یہ ضمنی کارروائی توطن کے متعلق قطعی ثبوت ہوگی۔ مزید شرط یہ ہے کہ ایسی ذاتی جائداد اور اثاثہ جو قوعہ انگلستان و آئرلینڈ کی قیمت، فہرست مذکور میں علیحدہ علیحدہ بتائی گئی ہو، اور اس فہرست پر جائداد اور اثاثہ کی مجموعی قیمت کے مطابق خواہ وہ برطانیہ عظمیٰ کے کسی حصہ میں واقع ہو اسٹامپ چسپاں کیا گیا ہو"۔ ایکٹ تصدیق و پروبیٹ بابتہ ۱۸۵۸ء قانون ۲۱ و ۲۲ وکٹوریہ فصل ۵۶ دفعہ ۹۔

"تاریخ مذکور اور اس کے بعد سے جب کوئی تصدیق ایسے شخص کے مہتمم ترکہ کی، جس کی نسبت حسب طریقہ متذکرہ بالا معلوم ہو چکا ہو کہ بحالت توطن اسکاٹ لینڈ فوت ہوا ہے، اور تصدیق مذکور ذاتی جائداد موقوعہ اسکاٹ لینڈ کے علاوہ، انگلستان کی موقوعہ

ذاتی جائداد پر بھی حاوی ہو، انگلستان کی خاص عدالت پروبیٹ میں پیش ہو اور اسکی ایک نقل مع درمیانی کارروائی کی نقل مصدقہ کے، اس امر کی تصدیق میں کہ شخص متوفی بحالت توطن اسکاٹ لینڈ فوت ہوا، جسٹرار کے سامنے پیش کی جائے؛ تو عدالت مذکور ایسی تصدیق پر اپنی مہر ثبت کر کے پیش کرنیوالے کو واپس کر دے گی، اور اس کے بعد سے انگلستان میں اس کا وہی عمل اور اثر ہو گا گویا کہ وہ پروبیٹ (نقل وصیت نامہ یا سند اہتمام ترکہ جیسی صورت ہو) اسی عدالت پروبیٹ سے جاری ہوئی تھی۔ (حسب حوالہ سابق) دفعہ ۱۲۔

اس قانون نے فی الحقیقت انگریزی منظوری اور ثبوت کی ایک جدید شکل مہیا کر دی ہے، اور اس لئے انگلستان میں جائداد کے قبضہ یا ارجاع دعوی، یا کسی وصیت نامہ 113
پر لحاظ کئے جانے کے واسطے انگلستان کی عدالت اہتمام ترکہ کے سامنے، انگریزی ثبوت کے پیش کئے جانے کی جو ضرورت حسب دفعہ ۶۳ بیان ہوئی ہے، اس میں کوئی فرق نہیں آتا۔

> جب اسکاٹ لینڈ کے ایک وصیت نامہ کی توثیق بحق مہتمان ترکہ ہو چکی ہو، تو انگلستان میں انگلستان کی عدالتہائے پروبیٹ، اس کی تصدیق مہری منظور کریں گی: اگرچہ تصدیق مذکور ایسے شخص کے حق میں ہو جو انگریزی قانون کے مطابق مہتمم ترکہ ہونے کی قابلیت نہیں رکھتا ہو، مقدمہ جائداد رنکین [۱۸۹۱] پی ۱۳۴۔ عدالت مرافعہ۔ جج، سوئفن ایڈی بینکز، آپ جنہوں نے کورٹ کے فیصلہ کو منسوخ کیا، اسکاٹ لینڈ کے ایک وصیت نامہ میں ایک جماعت سند یافتہ (Corporation) مہتمم مقرر کی گئی تھی، تجویز ہوئی کہ وصیت نامہ کی مہری تصدیق، بلا عذر کے انگلستان میں ہونی چاہئے، اگرچہ انگلستان کے قانون کے لحاظ سے جماعت سند یافتہ مستحق پروبیٹ نہیں ہو سکتی۔

اسی ایکٹ کی دفعہ ۱۳، مثل دفعہ ۱۲ کے ہے، صرف بجائے الفاظ انگلستان، کے آئرلینڈ لکھا گیا ہے۔ اور دفعہ ۱۴ میں ایسا ہی انتظام اسکاٹ لینڈ کے لئے کیا گیا ہے، تاکہ وہ پروبیٹ و اسناد اہتمام ترکہ جو ان لوگوں کے اوصیا یا مہتمان ترکہ کو انگلستان یا آئرلینڈ میں دیئے گئے ہوں، جو ان ممالک کے توطن کی حالت میں فوت ہوئے ہوں،

اسکاٹ لینڈ میں نافذ قرار پاسکیں۔

مگر انگلستان کی عدالتیں ایسی حالت میں بھی پروبیٹ یا اسناد اہتمام ترکہ دینے کی مجاز ہیں جبکہ آئرلینڈ کی منظوری کی مہری تصدیق نہ کی گئی ہو۔ مقدمہ ایروِن بنام کارتھ (۱۹۱۶) پی ۲۳۰۔ ج، ۱۱ آر ج کو

دفعہ ۷۰ (الف) انگریزی منظوری کی ایک جدید صورت، نوآبادیات کے پروبیٹ ایکٹ ۱۸۹۲ء سے پیدا ہوگئی ہے جس کی رو سے وہ پروبیٹ اور اسناد اہتمام ترکہ جو ایسے انگریزی مقبوضات سے ملے ہوں جن سے باہمی مساوات عمل کا معاہدہ ہو یا جن کو ایسی انگریزی عدالتوں نے منظور کیا ہو جو ممالک غیر میں واقع ہوں، سلطنتہائے متحدہ میں مصدق بہر ہوسکتی ہیں۔ انگریزی عدالتیں موقوعہ ممالک غیر، سفارت خانوں کی عدالتیں ہیں جو حقیقی غیر ملک میں واقع ہوں یا ان ممالک میں واقع ہوں، جو انگریزی نوآبادیات کی حفاظت میں ہیں۔

نوآبادیات کی منظور کردہ اسناد اہتمام ترکہ انگلستان میں مصدق بہر ہوسکتی ہیں اگرچہ متوفی بعد وصیت کے مرگیا ہو اور اسکی کوئی جائداد انگلستان میں نہ ہو۔ مقدمہ سانڈرس (۱۹۰۰) پی ۲۹۲۔ ج، گورل کو

دفعہ ۷۰ (ب) گورنمنٹ آئرلینڈ کے ایکٹ ۱۹۲۰ء نے، آئرلینڈ کی منظوریات اہتمام ترکہ کی تصدیقی کارروائی پر کوئی اثر نہیں ڈالا ہے اور نوآبادیات کے پروبیٹ ایکٹ بابتہ ۱۸۹۲ء کو آئرلینڈ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مقدمہ رابرٹ گالت (۱۹۲۲) ڈبلیو۔ این صفحہ ۱۱۶ ج، پی ڈیوک کو

دفعہ ۷۱ جبکہ متوفی کا انتقال، بیرون ملک اپنے توطن کے مقام میں ہوا اور وہاں کی عدالت نے کسی شخص کو اس کی ذاتی جائداد کا اہتمام سپرد نہیں کیا، خواہ اس وجہ سے کہ اس ملک کے قانون کی رو سے ایسی اجازت کی ضرورت نہیں، خواہ کسی دوسری وجہ سے، ایسی حالت میں انگریزی عدالتیں منظوری دینے کی مجاز ہونگی:۔

اوّل ان اوصیا کو اگر کوئی ہوں جو وصیت نامہ کے ذریعہ سے مقرر کئے گئے ہوں، یا اس کے مضمون سے ان کے تقرر کا منشا معلوم ہوتا ہو جب ایسے شخص کے وصیت نامہ میں جو بحالت توطن ملک غیر فوت ہوا مہتمان ترکہ کے عام تقرر کی منظوری مندرج ہو، تو

114 انگریزی عدالتوں پر لازم ہے کہ وہ مہتمان مقررشدہ کے حق میں بلا اس دریافت کے کہ آیا وصیت نامہ کا کوئی اثر متوفی کی ذاتی جائداد موقوعہ انگلستان پر پڑتا ہے یا نہیں، پروبیٹ کی منظوری اسی طرح صادر کریں جس طرح انگلستان کے ایک موصی کے وصیت نامہ کی منظور دیجاتی ہے۔

لارڈ چیمسفورڈ نے مقدمہ اینوہن بنام ویلی (۱۸۹۲) اے سی - ایل - آئی صفحہ ۲۳ - اور لارڈ ویسٹبری نے اسی مقدمہ صفحہ ۱۴ میں اس مزید حالت کا اضافہ کیا کہ مہتمان ترکہ نے ملک توطن کی عدالت مجاز میں وصیت نامہ کی تصدیق کرالی ہو لیکن اس باب میں اس قسم کی کسی شرط لگانے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی ہے

دفعہ ۷۲ لیکن اگر موصی نے ایک ہی وصیت نامہ کے ذریعہ سے اپنی جائداد موقوعہ انگلستان اور ملک غیر کیلئے مختلف مہتمان ترکہ مقرر کئے ہیں تو یہ سمجھنا غلط نہ ہوگا کہ ملک غیر کے مہتمان ترکہ انگلستان میں پروبیٹ حاصل کرنے کے مستحق نہ ہونگے

مقدمہ دنمر مندرجہ تحت دفعہ ۷۱ میں سر سی کرسول نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ جب موصی عام مہتمان ترکہ اور ایک خاص مہتمم ترکہ کو چھوڑ جاتا ہے تو حسب ضابطہ تقرر ان میں سے ہر ایک کو پروبیٹ دینے کا علمدرآمد جاری ہے، مگر میں اس اصول کو پوری طور سے نہیں سمجھ سکا جس کی بنا پر یہ علمدرآمد جاری ہوگیا ہے۔ میں اسقدر عرض کرنے کی معافی چاہتا ہوں کہ یہ علمدرآمد صحیح ہے اور اس سے یہ نتیجہ مستنبط ہوتا ہے کہ ایسے مہتمم ترکہ کے حق میں جو بطور خاص اسی جائداد کیلئے مقرر کیا گیا ہو جو عدالت کے عدا اختیار سے باہر ہو کوئی پروبیٹ منظور نہیں ہوسکتی ہے

جس حالت میں کہ وصیت نامہ اسی حد تک صحیح مانا جائے جہاں تک کہ اس کا تعلق تقرر کے اختیار کی تعمیل سے ہے تو منظوری اسی جائداد تک محدود رہے گی جسکے انتقال کا متوفی کو اختیار تھا۔ اگر اس نے وصیت نامہ کے ذریعہ سے اس کو منتقل نہیں کیا، جب تک کہ اس سے وسیع تر منظوری کی تائید ضروری رضامندی سے نہ ہو۔ مقدمہ ترنیفونٹ (۱۸۹۹) پی ۷ ۲۴۲ ج ۲ میں جب ایک موصی متوطن ملک غیر دو وصیت نامے لکھے، ایک مختص اس اراضی کی بابت جو انگلستان میں واقع ہے اور باشندگان

انگلستان ہی کو مہتمم مقرر کرے، اور دوسرا ملک غیر کی جائداد اور اس ذاتی جائداد کے متعلق جو انگلستان میں واقع ہے اور اسکے لئے ملک غیر کا مہتمم مقرر کرے تو عدالت وصیت نامہ مقدم الذکر کے مہتممون کے حق میں اراضی موقوعہ انگلستان کی حد تک منظوری عطا کرے گی، اور جزئی منظوری (Cœterorum) ملک غیر کے مہتممون کو دیجائے گی۔ مقدمہ دان بربیٹو (۱۹۱۱) صفحہ ۱۷۲ نیز ۱۷۳ ایو انس ۲

دفعہ ۷۳ جو مہتمم ترکہ بروے وصیت نامہ مقرر کیا گیا ہو اور موصی کے آخری ملک توطن کے قانون کی رو سے اس کی مدت ختم ہوگئی ہو وہ انگلستان میں کسی منظوری کا مستحق نہیں قرار پاسکتا۔

مقدمہ لین ڈیلی بنام انڈرسن (۱۸۶۰) ۲۔ ایس وٹی ۲۴ نیز ۲۱ کرسول ۲ متوفی کے آخری ملک توطن کے قانون کے لحاظ سے مہتمم ترکہ صرف ایک سال قائم رہنے کا مستحق تھا۔ پروبیٹ وقت وفات سے ایک سال تک کیلئے محدود عطا کی گئی تھی۔ مقدمہ گروس (۱۹۰۴) پی ۲۶۹ نیز ۷۳ کرول تا لس ۲

دفعہ ۷۴ ملک غیر کے وصیت ناموں کے متعلق جس میں بصراحت مہتممان ترکہ نہ مقرر کئے گئے ہوں، انگلستان کا طریق آمدیہ ہے کہ جب وصیت نامہ میں کسی وارث کا ذکر ہو تو بلحاظ استیلاء بحیثیت مہتمم ترکہ اس کو پروبیٹ دی جاتی ہے مگر موہوب (وصیتی کل جائداد (Univesal legatee) کو صرف اجازت نامہ موسومہ نقل وصیت کے ملتا ہے۔

مقدمہ ادلی فیلڈ (۱۸۶۰)۔۳۰ ایل۔ جے (سلسلہ جدید) پی ۲۱۴ نیز ۲۱۶ کرا سول ۲ مقدمہ گروس اور نیز دیکھو زیر دفعہ ۶۵ نسبت اس شکل کے جس میں منظوری دیجائے گی ۲

دفعہ ۷۵ بمدنظر دفعہ ہذا اگر کوئی وصیت نامہ نہیں ہے یا وصیت نامہ کے ذریعہ سے کوئی مہتمم مقرر نہیں ہوا ہے اور نہ اس کے مضمون سے کسی کے تقرر کا منشا ظاہر ہوتا ہے تو دوسرے درجہ کے اشخاص مستحقین منظوری میں (جو ایسی حالت میں اہتمام ترکہ کی ہوگی نہ کہ پروبیٹ کی) وہ لوگ شامل ہوں گے جو کہ بحیثیت ورثاء رشتہ داران قریب یا موہوب لہ یا وصی کی توریث کے حق استفادہ (lienaficial successim) سے غرض رکھتے ہیں، یعنے اس جائداد سے جو بعد ادائے قرضہ و مصارف تجہیز و تکفین و اہتمام ترکہ 115

بچ رہے۔ جن کو منظوری دیجائے گی ان کا انتخاب انگلستان کے عملدرآمد کے مطابق عمل میں آئے گا، اس شرط کے ساتھ کہ حق استفادہ یا تصرف کا مسئلہ متوفی کے آخری توطن کے ملک کے قانون کی طرف مرجوع کیا جائے گا، جیسا کہ دفعہ ۵۹ کا منشا ہے۔

مقدمہ اسٹیورٹ (۱۸۳۸) ۱۔ کر ۹۰۴ ج، بنکال، دیکھو مقدمہ آلیفینٹ زیر دفعہ ۱۷ مسل ہو

دفعہ ۷۶ اور جو شخص متوفی کے آخری توطن میں، ان لوگوں کا نمایندہ ہے جن کو توریث حق استفادہ سے تعلق ہے؛ مثلاً متوفی کی اولاد کا ولی ہو، انگلستان میں اہتمام ترکہ کی اجازت کا مستحق قرار پائے گا۔

مقدمہ بیاتھے (۱۸۶۲) ۱۔ ایس وٹی ۱۶ ج، کرا مسل ہو

دفعہ ۷۷ تیسرے: اگر دفعات سابق کے مطابق کوئی شخص بھی مستحق نہ قرار پائے تو منظوری بحق قرضخواہ دیجائے گی۔

مقدمہ مارٹور (۱۸۲۸) ۱۔ ہیگ وانکلا ۔ ۴۹ ج، بنکال ہو

دفعہ ۷۸ موصی، خواہ انگلستان کے توطن کی حالت میں فوت ہو، خواہ ملک غیر کے توطن کی حالت میں، اجازت اہتمام ترکہ، منقول وصیت نامہ یا ضمیمہ وصیت نامہ جس کا تعلق صرف جائداد ملک غیر سے ہو نہیں دیجا سکتی، اور نہ ایسے وصیت نامہ یا ضمیمہ وصیت نامہ کی پروبیٹ مل سکتی ہے، جبتک کہ کسی دوسرے ایسے وصیت نامہ میں اس کا شریک کر لیا جانا نہ ظاہر ہوتا ہو، جو انگلستان میں قابل پروبیٹ ہو۔ ایسی صورت میں نہ صرف دونوں، ایک دستاویز ہو جاتے ہیں، بلکہ انگلستان کے تہتمان ترکہ کی آگاہی کیلئے یہ لازم ہو جاتا ہے کہ وصیت نامہ یا ضمیمہ وصیت نامہ محولہ پروبیٹ میں شریک کر دیا جائے، تاکہ ان لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کو اس جائداد سے جس کا تصفیہ دستاویزات مذکور سے ہو چکا ہے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مقدمہ مرے (۱۸۹۶) پی ۔ ۶۵ ۔ ج، گورل بارنس میں صفحہ ۱۰۰ پر یہ بیان ہوا ہے کہ برخلاف اس کے یہ ممکن ہے کہ ملک غیر کا وصیت نامہ انگلستان کے وصیت نامہ کو شریک کرے، اس صورت میں ملک غیر کا وصیت نامہ بلحاظ اپنے اثر کے صرف جائداد ملک غیر تک محدود رہے گا، اور پروبیٹ میں دونوں

شریک کر لئے جائیں گے، مقدمہ کوڈ (۱۸۶۷) ایل۔ آر۔ آئی۔ پی و ایم ۴۴۹ میں جج وائلڈ نے مقدمہ اسپرٹ بنام ہیرس (۱۸۳۳) ۴۔ ہیگ نذ سبی ۴۰۵۔ جج نیکال کو منسوخ کر دیا، اور مقدمہ ونٹر (۱۸۶۱) ۳۰۔ ایل۔ جے۔ (سلسلہ جدید) پی و ایم ۵۶۔ جج کراسٹول، مقدمہ ہارس (۱۸۷۰) ایل۔ آر۔ ۲۰۔ پی۔ ایم ۸۳۔ جج پیرانسے، مقدمہ ڈی۔ لا ساسی ۱۸۷۳ (۱۸۷۳) ایل۔ آر۔ ۳۰۔ پی و ایم ۴۲ جج ہیتین، مقدمہ ہاڈون (۱۸۷۴) ۴۳ ایل۔ جے (سلسلہ جدید) پی و ایم ۲۶۔ جج ہیتین، ان سب مقدمات میں دستاویزات متعلقہ انتقال جائداد ملک غیر بر بنائے شمول قابل عطائے پروبیٹ متصور ہوئیں۔ اور آخر مقدمہ میں جج نے دوسری وجہ متذکرہ وغیرہ ہذا ظاہر کی بہین صورتوں میں شمول کا عمل نہیں ہوتا، ایک حلف نامہ مہر نقل مصدقہ کے داخل کیا جاتا ہے، اور اس کا حوالہ اس وصیت نامہ کی پروبیٹ میں دیا جاتا ہے، جو جائداد موقوعہ انگلستان کے متعلق ہوتی ہے، مقدمہ اسٹر (۱۸۷۶) ۱۔ پی۔ ڈی۔ ۱۵۰۔ جج ہیتین، مقدمہ کالوے (۱۸۹۰) ۱۵ پی۔ ڈی ۱۴۷۔ جج بٹ، نیز ملاحظہ ہو مقدمہ ڈیلارو (۱۸۹۰) ۱۵۔ پی۔ ڈی ۱۸۵۔ جج ہیتین، مقدمہ ستیمین (۱۸۹۱) پی۔ ۲۵۳۔ جج ہیتین، جس میں ایک ایسا حلف نامہ چاہا گیا جس سے معلوم ہو سکے کہ جو جائداد منقولہ کینیڈا کے وصیت نامہ میں درج تھی، وہ موصی کی وفات کے وقت کینیڈا میں موجود تھی، اور جو جائداد منقولہ انگریزی وصیت نامہ میں بتائی گئی تھی کہ وہ انگلستان میں موجود تھی، مقدمہ سپنی اے فریزر (۱۸۹۱) پی۔ ۲۰۵۔ جج ہیتین، مقدمہ ٹیپلن (۱۸۹۴) پی ۲۹۔ جج گورل بارنس ہے

مقدمہ بولٹن (۱۸۷۷) ۱۲ ایل۔ ڈی ۲۰۲۔ جج ہیتین میں دونوں وصیت ناموں کی جن کا تعلق جدا جدا انگلستان اور نیم کی جائداد سے تھا، پروبیٹ دی گئی، اگرچہ ان میں سے کوئی بھی دوسرے میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔ نیم کے مہتمم ترکہ نے دست برداری کر کے منظوری سے اتفاق کر لیا تھا۔

دفعہ ۷۹ قانون ۲۴، ۲۵ وکٹوریہ کی فصل ۱۲۱ دفعہ ۴ میں یہ حکم ہے، کہ ملک غیر کی حکومت کے ساتھ باہمی معاہدہ، اور اس کے متعلق کونسل کا حکم ہو جانے کے بعد،

116

"جب کسی ایسی غیر سلطنت کی کوئی رعایا، ہز مجسٹی کے ممالک محروسہ میں مرجائے گی، اور اسکے مرنے کے وقت، وہاں کوئی ایسا شخص موجود نہ ہوگا جو بربنائے حق متوفی کے متروکہ کا اہتمام کرسکتا ہو، تو سلطنت مذکور کے سفیر، نائب سفیر یا مختار سفارتخانہ، جو ہز مجسٹی کے اس حصہ ملک میں مقیم ہوں جہاں کہ شخص مذکور فوت ہوا، مجاز ہو گئے کہ متوفی کی ذاتی جائداد پر قابض ہوں، اور اس کو اپنی حفاظت میں لیں، اور اس کو متوفی یا متوفیہ کے دیون، اور مصارف تجہیز و تکفین کے ادا کرنے کے بعد، جو کچھ باقی رہجائے، وہ مستحقین کیلئے محفوظ رکھیں: مگر ایسے سفیر، نائب سفیر یا مختار سفارتخانہ کو لازم ہوگا کہ فوراً عدالت مجاز میں متوفی مذکور کی جائداد کے لئے سند اہتمام ترکہ کی درخواست پیش کرے، جو اس طور سے اور اس عرصہ کیلئے، جس کو عدالت مناسب تصور کرے، ان کو دیجائے گی"۔

دفعہ ۷۹ الف - یورپ کی بڑی لڑائی کے زمانہ میں، عام امین کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ غیر ملک کے دشمنوں کی اس جائداد کو اپنی حفاظت میں لے، جو بذریعہ وصیت یا غیر وصیت کے ان کو پہونچی ہو، اور اس کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ، دشمن کے قریب تر رشتہ دار کیلئے اجازت اہتمام ترکہ حاصل کرے۔ مقدمہ جے سف [۱۹۱۵] پی ۲۸۶۔ ج، ٹومین نو، مقدمہ گرنٹ واڈل [۱۹۱۵] پی ۱۲۶۔ ج، ایوانس کے مقدمہ سامان دلف [۱۹۲۰] ج لارڈ جسٹس میک کارڈی بیلم ہو جانیکے بعد، عام امین کی نسبت یہ قرار پایا کہ اس کو یہ حق بھی ہے کہ وہ ایسی رعایا جرمنی کی جائداد موقوعہ انگلستان کے متعلق جو جرمنی میں متوطن ہو، بلا کافا ضمان، دوسرا حق استفادہ beneficiaries مقیم جرمنی کا حاصل اجازت نامہ اہتمام ترکہ حاصل کرے۔ اس جملہ جائداد پر مصارف حساب خانہ Clearing House عائد کئے جائیں گے، مقدمہ وان ڈم بوشی [۱۹۲۱] ڈبلیو وائن ۳۵۹ ج، ڈویک ۔

صحت وصیت نامجات متعلقہ جائداد شخصی

دفعہ ۸۰ دستاویز کی وصیتی حیثیت اور اس کے بطور وصیت نامہ یا ضمیمہ وصیت کے جواز کے بارہ میں، نہ صرف تکمیل شکل بلکہ ہر حالت کے متعلق جس پر

وصیت نامہ کی صحت کا انحصار ہوگا مگر یہ عدالتیں اس فیصلہ کا اتباع کریں گی جو اس ملک میں حاصل کیا گیا ہو جو موصی یا مابعد موصی کا آخری مقام توطن تھا۔ دفعہ ۱۶۱ کی صورت میں یہی ملک اس کی قومیت کا ملک سمجھا جائے گا۔

پروبیٹ یا سند اہتمام ترکہ معہ وستاویز ایسے فیصلے کی بنا پر عطا کی گئی جو ملک توطن میں حاصل کیا گیا تھا۔ مقدمہ ہیر بنام نسمتہ (۱۸۱۶) ۲۔ ایڈ ۲۵۔ جج نیکال ۲ و مقدمہ کوسا ہن (۱۸۶۶) ایل۔ آر۔ آئی۔ پی و ایم ۱۸۳۔ جج ۲ انیلڈ ۲ و مقدمہ مارٹن بنام جیمس (۱۸۷۲) ایل۔ آر۔ ۳۔ پی و ایم ۴۔ جج ۳ تینوں ۲ آخر مقدمہ میں خود عمل اور واب ناجائز کا عذر کیا گیا تھا مگر عدالت نے اپنے آپ کو اس فیصلہ کا پابند رکھا جو ملک توطن میں بہ تائید وصیت نامہ حاصل کیا گیا تھا۔ یہ عذرات اس ملک کی عدالت میں نہیں کئے گئے تھے ۲

پروبیٹ یا سند اہتمام ترکہ معہ وستاویز کے ایسے فیصلہ کی بنا پر جو ملک توطن میں حاصل کیا گیا تھا، نامنظور یا منسوخ کیا گیا۔ مقدمہ ہیر بنام نسمتھ (۱۸۲۱) ۲۔ ایڈ ۲۵۔ جج نیکال ۲ پروبیٹ منسوخ ہوا۔ مقدمہ مور بنام ڈارل (۱۸۳۲) ۴۔ ہیگ مذہبی ۲۴۶۔ جج نیکال ۲ لینی ویلی بنام انڈرسن (۱۸۶۰) ۲۔ ایس و ٹی۔ ۲۴۔ جج ۲ کراتول ۲

انگلستان کا یہ قاعدہ کہ ازدواج سے وصیت منسوخ ہو جاتی ہے قانون ازدواج کا ایک جز ہے نہ کہ قانون وصیت کا اور اس کا استعمال ایسی حالت میں ہوگا جبکہ ازدواجی توطن انگلستان کا ہو بلالحاظ آخری توطن کے۔ مقدمہ مارٹن و لوشالن بنام لوشالن [۱۹۰۰] پی۔ ۲۱۱۔ میں تمام جج، بین، لنڈلے رگبی و اگھان و لیمین سب اس بارہ میں متفق الرائے تھے کہ ایک انگلستان کی متوطن عورت نے بحالت توطن انگلستان ایک وصیت نامہ لکھا اور ایک ایسے مرد سے نکاح کیا جس کا توطن اسکاٹ لینڈ کا تھا، اسکاٹ لینڈ کے قانون میں وصیت نامے نکاح سے منسوخ نہیں ہوتا، اسلئے اس کا لکھا ہوا وصیت نامہ منسوخ نہیں ہوا۔ مقدمہ ولیسٹر بن بنام شوب [۱۹۰۵] ۴۲۔ اسکاچ لا رپورٹر ۱۶ ۲

دفعہ ۸۱ بایں ہمہ یہ کہا جاتا ہے کہ جب عدالت ملک توطن نے،

کسی وستاویز کی نسبت، یہ فیصلہ کیا ہو کہ وہ وصیتی اغراض سے مرتب ہوئی ہے، تو جو اعتبار اس فیصلہ کا جب دفعہ بالا کیا جاتا ہے، وہ محض اس بنا پر ہوتا ہے کہ وہ قانون توطن کا قطعی ثبوت ہے، اور اسلئے محض فیصلہ کا پیش کر دینا کافی نہیں ہے، بلکہ تکمیل کنندگان وستاویز کا یہ بیان ہونا چاہیے کہ اس کی تکمیل قانون توطن کے مطابق عمل میں آئی ہے۔

مقدمہ ایشر وڈ بنام پیتھم (۱۸۶۲) ۷۔ ایل۔ ٹی۔ (سلسلہ جدید) ۲۵۰۔

جج کرا اصول ؛

دفعہ ۸۲ برخلاف اس کے جب اصل وستاویز انگریزی میں ہو اور اس کا ترجمہ عدالت ملک توطن میں ثابت ہو چکا ہو تو اگر دفعہ ۸۰ کے اصول پر اعتبار کیا جائے، تو جو کچھ حاصل ہو سکتا ہے، وہ صرف اہتمام ترکہ کا اجازت نامہ معہ ترجمہ کے ہو گا، اگرچہ اصل کی بابتہ، اس امر کے ثابت کرنے پر کہ وہ قانون ملک توطن کے مطابق جائز ہے پروبیٹ دیا جائے گا۔

مقدمہ ڈی وگنے (۱۸۶۵) ۴۔ ایس ڈبلیو ۱۳۰ جج اوائلیٹ ؛ مقدمہ کلارک (۱۸۶۷) ۳۶۔ ایل۔ جے (سلسلہ جدید) پی وایم ۲۷۔ جج اوکلنڈ ؛ استدراک (۱۸۷۸) ۴۔ پی۔ ڈی ۷۶۔ جج ہینن ؛

اس کو دفعہ ۸۰ سے مطابق کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر ملک غیر کا فیصلہ صرف اس امر کا ثبوت ہے کہ اس کی تکمیل قانون توطن کے مطابق ہوئی ہے، تو جس کی صحیح تکمیل کی تصدیق ہوتی ہے، وہ اصل وستاویز ہے، اور اس بنا پر حجیت کیونکر ہے کہ ملک غیر کے فیصلہ کی بنا پر انگلستان میں اصل کی پروبیٹ یا اجازت اہتمام ترکہ معہ نقل اصل کے دیا جانا چاہیے تھا ؛ 118

اگر اصل وصیت نامہ غیر زبان میں ہو، تو انگریزی عدالتیں اس کے ترجمہ کی پروبیٹ نہیں دیں گی ؛ مقدمہ ٹیلی ۱۴۱۔ ایل۔ ٹی۔ ۲۹۵ جج ہینن ؛

دفعہ ۸۳ اگر وستاویز کی وصیتی حیثیت یا اس کا وصیت نامہ جائز ہونا، موصی کی آخری توطن کے ملک میں زیر بحث ہو، تو انگلستان میں پروبیٹ کا دیا جانا، اس کارروائی کے نتیجہ کے انتظار میں ملتوی رکھا جائے گا۔

مقدمہ بیر بنام سنتھ (۱۸۳۱) ۲۔ ایڈ۔ ۲۵ جج، نیکال ؛ مقدمہ ڈی بونیول

بنام ڈی بونیوال (۱۸۴۱) ۱ کے۔ ۶۵۹۔ ج جینیئر ۵

دفعہ ۸۴ انگریزی عدالتیں ملک توطن کی عدالتوں کا اس مسئلہ میں بھی اتباع کریں گی کہ آیا دو دستاویزیں بحیثیت وصیت نامہ اور ضمیمہ وصیت نامہ کے پروبیٹ میں قبول کیے جانے کے قابل ہیں یا دونوں ملکر متوفی کی وصیت کا اظہار کرتی ہیں؟

لارپنٹ بنام سنڈری (۱۸۲۸) ۱ ہیگ: ریجی ۳۸۲: ج، نیکال ۵

دفعہ ۸۴ الف۔ اگر موصی کا توطن انگلستان کا ہو تو انگریزی عدالتیں قانون ملک غیر کے متعلق شہادت لیکر خود اس امر کا فیصلہ کریں گی کہ آیا دستاویز پر اس مقام کے قانون کی رو سے جہاں وہ مرتب ہوئی جائز وصیت نامہ کا اطلاق ہو سکتا ہے یا نہیں؟

سقدمہ لن بنام ڈی لافرٹی [۱۹۱۰] ۱۰۲۔ ایل۔ ٹی ۱۴۳: ج، ایو ۵

دفعہ ۸۵ جب انگریزی عدالتوں کو موصی کے آخری توطن کے ملک کے کسی فیصلہ سے کوئی رہنمائی ملتی تھی تو اس کی نسبت قدیم قاعدہ یہ تھا کہ دستاویز مرتبہ کی وصیتی حیثیت اور اس کے جواز کا تصفیہ توطن کے ملک کے قانون سے کیا جانا چاہیئے۔ مگر اب قانون وکٹوریہ ۲۴ و ۲۵ فصل ۱۱۴ دفعہ ۳ کی رو سے جو عموماً لارڈ کنگس ڈاؤن کے ایکٹ کے نام سے موسوم ہے، یہ قرار پایا ہے کہ "کوئی وصیت نامہ یا دوسری وصیتی دستاویز کا تب دستاویز کے بعد بہ تبدیل توطن سے منسوخ یا ناجائز نہیں قرار پائے گی، اور نہ اس کی تعبیر میں کوئی تغیر کیا جائے گا" اور دفعہ ۴ کی رو سے "یہ ایکٹ صرف ان لوگوں کے وصیت ناموں اور دوسری وصیتی دستاویزوں تک محدود رہے گا جو اس ایکٹ کے نفاذ (۶ اگست ۱۸۶۱ء) کے بعد فوت ہوئے ہیں"۔ اس لئے آئندہ موصی یا ان لوگوں کی لکھی ہوئی دستاویز جو تاریخ متذکرہ بالا کے بعد فوت ہوں جائز وصیتی دستاویز متصور ہوگی بشرطیکہ وہ موصی کے آخری توطن یا اس توطن کے مقام کے قانون کے مطابق ہو جو تحریر دستاویز کے وقت تھا۔ اور یہ امر ضرور ہے کہ وہ ان دونوں قوانین میں سے کسی ایک قانون کے مطابق ہو، بشرطیکہ مقدمہ ان مستثنیات میں نہ داخل ہوتا ہو جن کا ذکر دفعات ۷، ۸ و ۸ میں کیا گیا ہے ۵ 119

---

۵ دفعہ ۳ کی اس تعبیر پر تنقید نے (پولاک ٹیزٹ ۱۵ صفحہ ۹۱) بحث کی ہے لیکن یہ قرار دینا قرین عقل نہیں معلوم ہوتا کہ ایک وصیت نامہ محض شکل کی بنا پر، جو تبدیل توطن کی وجہ سے واقع ہونا جائز ٹھہرے، اور جو کہ اسکے مضمون میں ایسی تبدیلی توطن سے کوئی تغیر نہ ہوا ہو ۵

قدیم قاعدہ کیلئے دیکھو۔ مقدمہ اسٹینلی بنام برنس (۱۸۳۱) ۳ ہیگ۔ مذہبی ۴۷۴ عدالت نمایندگان جن کے صدر نشین بظاہر پارسی تھے جن کو بعد کو لارڈ ونسلے ڈیل کا خطاب ملا تھا۔ اسی مقدمہ (۱۸۳۱) ۳ ہیگ۔ مذہبی ۳۷۳ کو جسٹس ٹیکال نے منسوخ کر دیا۔ انھوں نے مخلوط اور مختلف وجوہ کی بنا پر ایسے ضمیمہ وصیت نامہ کے متعلق جو حسب قانون ملک تو طن نہیں مرتب ہوا تھا، پروبیٹ کا دینا منظور کر لیا اور موصی کی پولیٹیکل قومیت اور جائداد متروکہ (زر نقد انگلستان کے سرمایہ میں) کے وقوع اور اس فرضی تفریق سے جو قانون ملک تو طن کی توقیر میں وصیتی اور غیر وصیتی مقدمات میں کیجاتی ہے، بحث کی۔ سر جان ٹیکال نے مقدمہ کرلنگ بنام تھارٹن (۱۸۲۳) ۲ ۱۰ ایڈ۔ ۶ میں اسی کے قریب قریب رائے کا اظہار کیا تھا۔ نیز ملاحظہ ہو مقدمہ ڈوی تریکی قیراس بنام ہارٹفورڈ (۱۸۸۳) ۳ ۔ کر ۴۶۰ جس میں جج جنیفر فسٹ نے (۱۸۴۴) مقدمہ موسومہ کروکر بنام ہارٹفورڈ ۳ ۔ سو۔ پی ۔ وی ۳۲۹ جج واشنگٹن کی تائید کی: اس مقدمہ میں مقام تعمیل اور جائداد منقولہ کے مقام وقوع کو وصیت نامہ کی شکل کے متعلق بنیاد فیصلہ قرار دینے سے انکار کیا گیا تھا اور مقدمہ پیچ بنام ڈونوران (۱۸۷۵) ڈین ۴۷۰ جج ڈاڈسن جس میں قانون مقام تعمیل Lex loci actus کا حوالہ تک نہیں دیا گیا، مقدمہ شاہزادہ ۔ پی ۔ جی اولڈنبرگ (۱۸۸۴) ۹ ۔ پی ۔ ڈی ۲۲۴ جج بٹ میں شاہی خاندان کے مخصوص قانون کی رو سے یہ قرار پایا کہ اس خاندان کے ایک رکن کی کونسی دستاویز بحیثیت وصیت نامہ پروبیٹ میں قبول ہو سکتی ہے۔

لارڈ کنگس ڈاون کے ایکٹ کی دفعہ ۳ صرف انگریزی رعایا تک محدود نہیں ہے، باوجودیکہ ایسی رعایا کا ذکر ایکٹ کی تمہید میں کیا گیا ہے، مقدمہ گروس (۱۹۰۴) پی ۔ ۲۶۹ ۔ جج گورل بارنس۔

دفعہ ۸۶ دفعہ ۵ کا قدیم اور جدید قاعدہ شکل تکمیل تک محدود نہیں ہے، بلکہ ہر اس کیفیت پر حاوی ہے جس پر وصیت نامہ کی صحت کا انحصار ہو سکتا ہے، بہ استثناء موصی کی قابلیت کے جس کا تصفیہ جدید قاعدہ سے بھی اس کے اس ذاتی قانون سے ہوتا رہیگا جو بر وقت وفات تھا۔ اس طور سے جدید قاعدہ کے مطابق اگر موصی نے،

تبدیل توطن کے بعد نکاح کیا ہے اور اس کے آخری توطن کے قانون کے لحاظ سے اس کا نکاح نافذ وصیت ہے لیکن اس قانون توطن کے لحاظ سے جو بروقت تکمیل وصیت نامہ تھا ایسا نہیں ہے تو وصیت نامہ منسوخ نہ ہوگا۔

مقدمہ ریڈ (۱۸۹۶) ایل۔ آر۔ آئی۔ پی۔ ایم۔ ۴ ۔ ۲ ۔ ۲ ۔ ۲

جس کا حوالہ دفعہ ۸۵ میں دیا جا چکا ہے۔

دفعہ ۸۸ "ہر وصیت نامہ اور ہر وصیتی دستاویز جس کی تکمیل کسی انگریزی رعایا نے بیرون سلطنہائے متحدہ کی ہوگی خواہ تکمیل دستاویز کے وقت یا کاتب دستاویز کی موت کے وقت اس کا توطن کہیں کا ہو، جہاں تک کہ اس کا تعلق ذاتی جائداد سے ہوگا، انگلستان اور آئرلینڈ میں پروبیٹ اور اسکاٹ لینڈ میں تصدیق کی غرض سے قبول کیے جانے کے لئے صحیح مرتب شدہ قرار پائے گی بشرطیکہ وہ حسب نمونہ تھا کہ وہ قانون مقام تکمیل دستاویز یا قانون توطن جو تکمیل دستاویز کے وقت تھا یا اس قانون کے مطابق ہو جو ہز مجسٹی کے ممالک محروسہ کے اس حصہ میں جہاں اس کا پیدائشی توطن Domicile of origin ہے نافذ تھا، مرتب ہوئی ہو۔" قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریہ فصل ۱۱۴ دفعہ ۱۔ اس ایکٹ کے اجزا سے ان مقدمات میں جن میں وہ کام میں لایا جاتا ہے، دفعہ ۸۵ کے جدید قاعدہ میں دو اور صورتوں کے لئے "قانون مقام تکمیل" اور "قانون مروجہ توطن پیدائشی بروقت تکمیل دستاویز" کا اضافہ ہو گیا ہے اس کا تعلق صرف دستاویز کی شکل سے ہے، کسی دوسری حالت سے جس پر وصیت نامہ کی صحت کا انحصار ہو۔

قانون متذکرہ دفعات ۷، ۸، ۸۵ ان لوگوں کے وصیت ناموں سے متعلق کیا گیا جنھوں نے انگریزی رعایا ہونے کے حقوق حاصل کر لئے تھے۔ مقدمہ گالے (۱۸۷۶) ۱۔ پی۔ ڈی ۴۳۰۔ بمبئی (متعلقہ دفعہ ۸۷) ۔ مقدمہ لیکر اسک (۱۸۷۷) ۲۔ پی۔ ڈی ۹ بمبئی (متعلقہ دفعہ ۸۸) مقدمہ مقدم الذکر کا فیصلہ دفعہ ۸۵ کے جدید قاعدہ کی رو سے اور مؤخر الذکر کا فیصلہ اسی قاعدہ سے بشرکت قاعدہ متذکرہ دفعہ ۸۷ ہو سکتا تھا، جو ایکٹ ۱۸۷۰ء میں حقوق باشندگان ملک، غیر اشخاص کو دیئے جانے (Naturalization) کے متعلق جاری ہوا، اسکے دفعہ ۲ کی رو سے یہ قوانین ملک غیر کے اشخاص کے وصیت ناموں سے متعلق نہیں کئے گئے تھے۔ مقدمہ بولاکرم بنام فیوری (۱۸۸۲) ۸۔ پی۔ ڈی ۱۰۱۔ بمبئی جس کی تائید ہنکسورن۔ کارنج اور کاٹن نے (۱۸۸۴) ۹۔ پی۔ ڈی۔ ۱۲۰ میں کی۔ اور نہ یہ تو امید (ضمنی تجویز ہے) انگریزی توسیت کے ایکٹ ۱۹۱۴ء کی دفعہ ۱ کی رو سے اُن سے متعلق ہو سکتے ہیں، کیونکہ یہ حق ان کو بصراحت نہیں عطا ہوا ہے، اور لارڈ کنگسڈاؤن کے ایکٹ

کے وقت میں بصراحت انگریزی رہا یا ہونا مشروط ہے۔ نہ تو قواعد مذکور ان لوگوں کے وصیت ناموں سے متعلق ہیں، جو پیدائش کے لحاظ سے انگریزی قومیت رکھتے تھے مگر بعد کو وہ اس سے زائل ہوگئی۔ مقدمہ وال بورنگ (۱۸۸۱) ۶ پی۔ ڈی ۲۱۱۔ ج، ہیں۔ بنا علیہ ان لوگوں کے وصیت ناموں کا جب قانون توطن جو ترتیب دستاویز کے وقت یا کاتب کی موت کے وقت تھا، مرتب ہونا ضرور ہے۔

دفعہ ۸۹ دفعات ۸۵، ۸۷، ۸۸ کی تعبیر میں ملک غیر کے اس قانون میں جس کی رو سے ایک وصیت نامہ کا جواز ثابت ہوتا ہے، قانون بین الاقوام جیسا کہ اس ملک میں اختیار کیا جاتا ہے، شریک ہے۔ اس طور سے اگر ملک مذکور میں ایک وصیت نامہ اس بنا پر جائز قرار پائے کہ وہ کسی دوسرے قانون مثلاً قانون مقام تکمیل یا موصی کے سیاسی قومیت کے قانون کی محکومہ شکل میں مرتب ہوا ہے، تو اسی تکمیل (ان اشکال کے لحاظ سے قانون توطن کے مطابق متصور ہوگی، اگرچہ وہ قانون توطن کی محکومہ شکل میں نہ ہو۔

دیکھو وہ مقدمات جن کا ذکر صفحہ ۲۹ پر ہوا ہے، مقدمہ کالیر بنام ریواز۔

دفریمیر بنام فریمیر و بریمر بنام فریمیر، مقدمہ برادرز سکوار، جس میں قرار پایا کہ یہ تعبیر دفعہ ۸۵ کے قدیم قاعدہ اور مقدمہ لیکر اس اور دفعہ ۸۸ سے بھی متعلق ہے۔

دفعہ ۹۰ ان تمام صورتوں میں جن میں دفعات ۸۵، ۸۷، ۸۸ کے لحاظ سے اشکال علی سبیل البدل بتائے گئے ہیں، عدالت ایک وقت میں صرف ایک ملک کے قانون پر لحاظ کرے گی، اور وہ ممالک کے قانونی اصول کو مخلوط نہونے دیگی۔

مقدمہ مشیل بنام بلڈرے (۱۸۶۹) ایل۔ آر۔ آئی۔ پی و ایم ۶۷۳ - ج،

دفعہ ۹۱ جب ایک دستاویز کا یہ مقصد ہو کہ اس کے ذریعہ سے حسب وصیت تقسیم جائداد کے اس اقتدار Power[1] کا نفاذ ہو، جو خود کاتب دستاویز کو

---

[1] لفظ یا ورد Power جو اس دفعہ اور اسکے مابعد دفعات میں استعمال ہوا ہے، انگریزی قانون کی ایک مخصوص اصطلاح ہے۔ "پاور" وہ طریقہ ہے جس کے ذریعہ سے ایک مخصوص شخص بلا تصرفی طریقہ عطایا انتقال، یا وصیتی انتقال کے کسی جائداد کا مالک قرار دیا جاتا ہے۔ دیکھو اصطلاحات قانونی سولسٹر ڈکشنری نردھم۔ مترجم۔

کسی دوسری ایسی دستاویز کی بنا پر جو انگریزی قانون میں جائز سمجھی جاتی ہے حاصل ہوا ہو تو ایسی دستاویز پر وبیٹ کیلئے منظور ہونی چاہیئے یا اس کے متعلق اجازت نامہ اہتمام تر کہ مع دستاویز کے دیا جانا چاہیئے۔ باوجودیکہ ان صورتوں میں سے کسی صورت میں بھی مکاتب دستاویز کو کوئی وصیتی قابلیت بجز اس کے کہ وہ اس اقتدار کا ہو ہوب لہ ہے حاصل نہ ہو۔

پروبیٹ اس صورت میں دیجائے گی جبکہ دستاویز اس نمونہ کے مطابق ہوگی جو نمونہ جائز وصیت نامہ کی حیثیت پیدا کرنے کیلئے از روئے قانون مذکور یا دوسرے قوانین کی رو سے جو حسب دفعات سابق معمولی موصی پر نافذ ہوتے ہیں لازم قرار پایا ہو۔

بارنس بنام ونسنٹ (۱۸۴۶) ۵ مو۔ پی۔ سی ۲۰۱ جج بروہام۔ بنگلا۔ کاٹن ہام کمبل: نائٹ بروس پراؤی کونسلر کا اتفاق جنھوں نے بحث سماعت کی، اور لینڈ ہرسٹ وسگڈن کی بحث جس پر فیصلہ صادر ہوا، بروہام نے صفحہ ۲۱۸ پر نقل کی ہے کہ

شخصی قانون بین الاقوام کا کوئی سوال اس مقدمہ میں پیدا نہیں ہوا، مگر قرار یہ پایا کہ انگلستان کی ایک منکوحہ عورت کا وصیت نامہ جو انگلستان کے وصیتی نمونہ کے مطابق ہو بلا دریافت اس امر کے کہ آیا ان مخصوص ضوابط کی پابندی بھی کیگئی ہے یا نہیں، جو اس اقتدار سے عائد ہوتے ہیں جس کی تعمیل میں وہ مرتب ہوا پروبیٹ کے لئے منظور ہونا چاہیئے۔ اور نیز یہ کہ جو تاریخ وصیت نامہ کی ہے وہ اس کے فیصلہ میں وصیت کے ایکٹ سے مدلیجانے کی مانع ہے۔ اس ایکٹ سے اب انگلستان کے قانون کا یہ قاعدہ قرار دیا گیا ہے کہ انگلستان کے عام وصیتی نمونے ان مخصوص ضوابط کے قائمقام ہو جاتے ہیں جو وصیت کے ذریعہ سے اقتدارات کی تعمیل میں عائد ہوتی ہیں۔ فیصلہ کا اصول یہ تھا کہ پروبیٹ دینے سے دستاویز 122
کے نمونہ کی بنا پر انکار نہ کیا جانا چاہیئے۔ ایسی صورت میں کہ اسی نمونہ کے ساتھ معمولی وصی کو پروبیٹ کا دیا جانا لازم ہو۔ اس اصول کا جو اثر شخصی قانون بین الاقوام پر پڑتا ہے، اس سے بھی لارڈ بروہام نے بحث کی ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۱۷ وی ہورٹ بنام ہارکنس (۱۸۶۵) ۲۴ بیو۔ ۳۲۴ جج، رالے مقدمہ ہذا میں اس اصول کے

بین الاقوامی استعمال کا موقعہ پیش آیا جو ایک سکونہ عورت کا وصیت نامہ جو ایکٹ وصیت کے نفاذ کے بعد بنائے ایک انگریزی اقتدار کے مرتب ہوا اقتدار انگریزی نمونہ کے مطابق نہ تھا اگرچہ اسکے آخری وطن کے قانون کے لحاظ سے باضابطہ تھا۔ وہ بظاہر بغیر کسی عذر کے مصدق Proved ہو چکا تھا اور اقتدار کی صحیح تعمیل قرار پا چکا تھا لیکن مقدمہ ڈالفن بنام رائس (۱۸۵۹) ۷ ایچ۔ ایل۔ ۴۱۹ میں لارڈ کرنیورتھ نے اپنی رائے میں اس اصول سے اختلاف کی طرف رجحان ظاہر کیا۔ اس میں مقدمہ بارنس بنام ونسنٹ کا حوالہ دیا جانا ظاہر ہے جو ایسی دستاویز میں جس سے اقتدار کا نشوا ہو وہ عام ہو یا خاص وجود میں آتا پایا جاتا ہو وصیت نامہ کی تعریف میں ہر ایسا نوشتہ داخل ہے جو انگلستان کے قانون میں وصیت نامہ تسلیم کیا جاتا ہو اگرچہ اس کی تکمیل انگلستان کے قانون کے مطابق نہ ہوئی ہو۔ مقدمہ تھلیک ولکنس (۱۷۹۱) ۱ چانسری ۲۲۰ نج، سارجنٹ ۱ و بعض لوگوں نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ ایکٹ وصیت کی دفعہ ۱۰ کا لحاظ کرتے ہوئے اقتدار کی صحیح تعمیل اسوقت تک نہیں ہو سکتی جبتک کہ اقتدار کے مندرجہ شرائط یا ایکٹ وصیت کے بمنیہ ضوابط کی تکمیل نہ ہوئی ہو۔ مقدمہ اوقاف کروان (۱۸۸۳) ۲۵ چانسری ڈویژن ۳۴۳ نج، کے تو مقدمہ ہول بنام ہول (۱۸۹۸) ۱ چانسری ۶۴۲ نج، کیلوٹ بنام لکن بعد کے اکثر مقدمات میں ان رایوں کی صحت کی نسبت شبہ ظاہر کیا گیا ہے نا۔ اس لئے وہ صحیح نہیں قرار دیجا سکتیں جس صورت میں وصیت نامہ آخر وطن کے قانون کے لحاظ سے باضابطہ ہوگا تو اس سے مقدمہ ڈی ہوراٹ بنام ہارنس کا اصول متعلق کیا جائیگا۔ نہ صرف عدالت پروبیٹ کی کارروائی کا بلکہ دستاویز کو حسب وصیت نامہ تقسیم جائداد کے سارے اقتدار کی صحیح تعمیل قرار دینے میں بھی۔ مقدمہ برائس و مقدمہ نوطن بنام لٹمیر (۱۹۰۰) ۱ چانسری ۴۲۲ نج، اسٹرلنگ پر قبل ازیں یہ قرار پایا تھا کہ وصیت نامہ صرف بلحاظ تعمیل کے جائز متصور ہوتا ہے جبکہ وہ ایکٹ وصیت کے دفعہ ۲۷ کی مدد کے بغیر ایسا سمجھا جا سکتا ہو۔ دفعہ مذکور کی رو سے عام ہبہ وصیتی کرنا عام اقتدار کی صحیح تعمیل قرار پاتی ہے۔ ڈی ایٹ کے تلک نامہ

امانت کا مقدمہ ویلٹر بنام ڈی ایسٹ [۱۹۰۳] ۱۔ چانسری ۸۹ ۸ نج، نکلے ہے جس کا اتباع مقدمہ شوفیلڈ و شوفیلڈ بنام سینٹ جان [۱۹۰۵] ۲ چانسری ۸۰۴ نج، کیلوج میں کیا گیا جس میں صرف شرائط پر اتفاق کیا گیا تھا [۱۹۰۷] ۱۔ چانسری ۴ ۶۶ نج، لیکن اگر اس صورت میں وہ دستاویز جس کی بنا پر اقتدار دیا گیا ہے مخصوص ضوابط کی ہدایت کرتی ہے جن کی تعمیل نہیں ہوئی ہے، تو عدالت اس نقص تعمیل کو اقتدار وصیت دینے والے کی اولاد کے فائدہ کے لئے معاف کر دیگی۔ مقدمہ واگر یکال بنام برڈس [۱۹۰۸] ۱۔ چانسری ۔ ۵۶۰ نج جو اس پر شرط اب قائم نہیں ہے۔

آخری فیصلہ جات کا رجحان اس طرف ہے کہ اقتدار زوجہ وصیت کی تعمیل میں جہاں تک ہو سکے وہی بجائے جو اصول مقدمہ سمسن و کاٹس و کمپنی بنام چرچ مشنری سوسائٹی [۱۹۱۶] ۱۔ چانسری ۶۲ ۵ نج، میں قائم ہوا اور جس کا اتباع مقدمہ ولکنسن کی تملیک [۱۹۱۷] ۱۔ چانسری ۔ ۶۲ نج، سارجنٹ میں کیا گیا۔ وہ یہ ہے کہ ایسی عطا (gift) جو وصی کے قانون تملیک کے لحاظ سے جائداد منقولہ کی عام وصیتی bequest متصور ہوتی ہو عام اقتدار تقسیم جائداد کا لفظ دیکھی جائیگی جبتک وصیت نامہ سے اس کے خلاف نشانہ ظاہر نہ ہو۔ علاوہ اس کے جب قانون ملک غیر میں اس امر کا اختیار ہو کہ کوئی موصی اپنی جائداد کو جو اس کی ملک ہے وصیت کے ذریعہ سے تقسیم کر سکے تو جس طرح ایک انگریزی وصیت کی تعبیر کیجاتی ہے اسیطرح اس ملک غیر کی وصیت کی تعبیر کی جائے گی اگر وصیت مذکور لحاظ اقتدار کے جائز ہے"۔

اس طور سے تملیک وصیت سنہ ۱۸۵۰ء کی دفعہ ۱۰ کی مدد سے ایسے وصیت نامہ میں جو کہ موصی کے برطانی قانون کے کاتا سے جائز ہو عام وصیتی ہبہ کا کرنا عام اقتدار کی تعمیل متصور ہوگی۔ دیکھو لیوال کے تملیک امانات کا مقدمہ [۱۹۱۸] ۲۔ چانسری ۱ ۳۹۔ نج، پیٹرسن ۔ اس مقدمہ میں موصی نے جو انگلستان کی عورت تھی، ایک فرانس کے مرد سے جو فرانس ہی میں توطن رکھتا تھا، نکاح کر لیا۔ اس عورت نے ۱۰ سال کی عمر میں ایک غیر مصدقہ وصیت نامہ اپنے ہاتھ سے لکھا تھا،

جس میں اپنے شوہر کو جملہ جائداد کا موہوب لاقرار دیا — تملیک نامہ نکاح کی رو سے جو کہ انگلستان میں مرتب ہوا اور زیر تملیک نامہ اطفال بابتہ ۱۸۵۵ء منظور ہو چکا تھا اس کو اقتدار تقسیم جائداد حاصل تھا۔ اپنے وطن یعنے فرانس کے قانون کے لحاظ سے یہ دستاویز جائز وصیت نامہ تھی مگر اس کو وصیت کے ذریعہ سے صرف اپنی نصف جائداد کے انتقال کا اختیار تھا۔ جملہ جائداد کا موہوب لاقرار دینا اس اقتدار کی جائز تعمیل قرار پائی — اسباب میں ایکٹ وصیت کے دفعہ ۲۷ سے فرانسیسی وصیت نامہ کی تعمیر میں مدد لی گئی۔ چونکہ فرانس کے قانون کے لحاظ سے وصی کو صرف اپنی جائداد کے نصف حصہ کے انتقال کا حق حاصل تھا، اسلئے نصف سرمایہ جو زیر اقتدار تھا وصیت کے ذریعہ سے منتقل ہو گیا اور بقیہ اس بنا پر اس کو پہنچا کہ تقسیم کامل نہیں ہوا۔ مگر مقدمات ڈی ایسٹ (حوالہ حسب سابق) اور شونفیلڈ میں عدالت نے اس اصول کے منظور کرنے سے انکار کر دیا۔

۹۲ دوسری صورت یہ ہے کہ جب وصیت انگلستان کے نمونہ وصیت کے مطابق ہو — اگرچہ وہ ان نمونہ جات کے مطابق نہ ہو جن کی بنا پر زیر دفعات سابق اس کا جواز بحیثیت ایک عمومی وصی کے وصیت نامہ کے تسلیم کیا جا سکتا ہو۔

ٹیلنال بنام ہنکلے (۱۸۴۳) ۲ - مو - پی - سی ۳۴۲ - ج ۲ بر دوام اس مقدمہ کی رپورٹ کی تکمیل و ترمیم ہوئی اور اس کا اتباع مقدمہ مالگرنڈا (۱۸۶۱) ۲۹ - ایل - جی - (سلسلہ جدید) پی وایم ۳۹۳ و آئی ایس وی ۳۵۴ میں کیا گیا۔ دیکھو کرانسول کا اختلاف اپنی پہلی رائے سے جو اس فاضل جج نے مقدمہ کرکنڈال بنام مرفی (۱۸۵۹) ۲۷ آئی ایس وی ۴۴۴ میں ظاہر کی تھی۔ مقدمہ ٹیلنال بنام ہنکلے کا پھر باختلاف آرا — مقدمہ الیبرٹن (۱۸۶۹) ایل - آر - ۱ - پی وایم ۹۰۰ - ج ۲ وائٹ میں متبع کیا گیا۔ اور اب وہی قانون سمجھے جانے کے قابل ہے جو مقدمہ مرفی بنام ڈیچلر [۱۹۰۹] ۱ - ای - سی ۴۴۶ - ج ۲ نورتھرن - بیشپرن - ٹیکیٹس - شاٹ ف ڈنفرملین میں بھی مقدمہ مذکور قابل اتباع قرار پایا ہو

جو مقدمات اس دفعہ میں داخل ہوتے ہیں ان میں انگریزی عدالتیں اجازت نامہ اہتمام ترکہ صرف اس جائداد کے متعلق دیتی ہیں جس کے انتقال کا متوفی کو حق تھا اور اس نے

ذریعہ دستاویز اس کو منتقل کیا۔ مقدمہ سمہ بہرر [۱۸۹۶] پی ۲۰۹۔ جج جنکنس (دیکھو ۱۸۹۹ صفحہ ۲۵) ہوگ مقدمہ سر ٹیفیوٹ [۱۸۹۹] پی ۲۴۰۔ جج جنکنس۔ بجز اس صورت کے کہ عطا میں اشخاص متعلقہ کی رضامندی سے اضافہ ہو سکتا ہو۔

مقدمہ دیبانی [۱۹۰۱] پی ۳۳۰۔ جج جینز۔

دفعہ ۹۳ جب دستاویز ہر دو صورتہائے متذکرۂ بالا میں نہ داخل ہو یا اگر داخل ہو مگر ان مخصوص صورتوں کی تکمیل نہ کرتی ہو جو اقتدار میں بتائی گئی ہیں تو وہ اقتدار کی صحیح تعمیل نہیں متصور ہوگی۔

مقدمہ ڈیلے (۱۸۸۸) ۲۵ بیو۔ ۴۵۶۔ جج ارولے۔ بربیوسام نگ [۱۹۰۰] ۲۔ چانسری ۳۲۹۔ جج۔ بائیرن۔

دفعہ ۹۴ یہ امر کہ دستاویز ہر دو اشکال متذکرۂ بالا میں سے کسی ایک شکل میں داخل ہوتی ہے، انگلستان میں ثابت کیا جانا چاہیئے۔

مقدمہ ویلس (۱۸۸۲) ۲۴۔ چانسری ڈویژن۔ ۱۷۷۔ جج پیٹرسن۔ مقدمہ امانت ٹوٹل (۱۸۸۲) ۲۳۔ چانسری ڈویژن ۲۲۔ جج وچٹی کی توضیح یا تصحیح کیگئی۔

دفعہ ۹۴ (الف) جب انگریزی اقتدار تقسیم کی دستاویز اس طور سے مرتب ہوئی ہو کہ سرمایہ fund وصی appointer کا اثاثہ assets قرار پاتا ہو، تو اس کے منتقل کرنے کی جو قابلیت وصی کو حاصل ہوگی، اس کا اندازہ اسکے
124 وطن کے اس قانون سے کیا جائے گا، جو موت کے وقت تھا نہ تملیک کرنے والے کے قانون وطن سے۔

مقدمہ پرائیس وافورڈ بنام پرائیس [۱۹۱۱] ۲۔ چانسری ۲۸۶۔ جج کاکرس ہارڈے۔ بجز کنڈے جنہوں نے پاکر کی تجویز کو منسوخ کیا۔ و مقدمہ امانت لیوال (حسب حوالہ سابق)۔

ایسے سرمایہ کو منتقل کرنے کی قابلیت کا اندازہ، جو مخصوص اقتدار کے تحت میں بربنائے تملیک نامہ نکاح حاصل ہوا ہو، وصی کے قانون سے نہیں کیا جائے گا، بلکہ اصلی تملیک کنندہ کے قانون سے کیا جائیگا (دیکھو صفحہ ۹۷ گزشتہ)۔

یہ امر ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ جو کچھ دفعات ۸۰ تا ۹۴ الف میں لکھا گیا ہے اس کا تعلق ان وصیت ناموں کی صحت سے نہیں ہے جو انگلستان کی اراضی کے متعلق ہوں مگر ذاتی یا جائداد منقولہ میں اس سرمایہ تملیکی کا محاصل، داخل ہے جو اراضی میں لگایا گیا ہو اور وہ امانتاً بغرض فروخت قبضہ میں ہو۔ دیکھو لین کی تملیک امانتی کا مقدمہ [۱۹۱۹] ۱۔ چانسری ۸۰۔ سی۔ اے۔ جج سٹوئفن آئڈی۔ ڈیوک۔ ایل۔ جنہوں نے جسٹس پیٹرسن کے فیصلہ کو منسوخ کیا، اسلئے انگلستان کی اراضی سے ایسا استفادہ اس وصیت نامہ سے منتقل ہو جائے گا جو فرانس میں مرتب ہوا ہو اور جو وہاں کے قانون کے لحاظ سے جائز متصور ہو۔

کونسی ذاتی جائداد، عطائے پروبیٹ یا اجازت نامہ اہتمام ترکہ سے منتقل ہو جاتی ہے یا جس کا حساب انگلستان کے تعمیل کنندہ یا مہتمم ترکہ سے لیا جا سکتا ہے۔

انگلستان اور دوسرے ممالک میں جن میں وفات کے بعد جائداد منقولہ کی توریث انگریزی قانون کے ان طریقوں کے مطابق جاری ہوتی ہے جن کی توضیح صفحہ ۱۰۵ پر کی جا چکی ہے، ہر عطائے پروبیٹ یا اجازت نامہ اہتمام ترکہ کی نسبت یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ متوفی کا تمام ایسا مادی اثاثہ منتقل ہو جاتا ہے جو عطائے منظوری کی تاریخ پر عدالت عطا کنندہ کی حدود اختیارات میں ہو، یا بعد اس میں آئے بشرطیکہ وفات کے بعد اس پر بطریق جائز کسی شخص کا قبضہ نہ ہو گیا ہو۔ ایسا جائز قابض وہ مہتمم ترکہ ہو سکتا ہے جس کی منظوری کسی دوسری عدالت سے جاری ہوئی ہو، یا وہ ایسا وارث یا جملہ جائداد کا موہوب لہ ہو جو یورپ کے دوسرے ممالک کے مروجہ ضابطہ کے مطابق جس کی تصریح صفحہ ۱۰۶ پر کی جا چکی ہے بغیر کسی منظوری کے اس کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ جو اثاثہ اس قسم میں داخل ہوتا ہے اس کا حق ملکیت property مجہول[1] vacant ہوتا ہے اور جس عدالت کے حدود اختیارات میں وہ واقع ہوتا ہے وہ اس تعمیل کنندہ کو جس کو وہ منظور کرتی یا اس مہتمم ترکہ کو جس کو

---

[1] توریث مجہول وہ توریث ہے جس کا وارث نامعلوم ہو۔ مترجم۔

وہ مقرر کرتی ہے ایسا حق عطا کرنے کی مجاز ہے لیکن اگر اثاثہ اس حدود میں ایسے وقت آتا ہے جبکہ اس پر بعد وفات بطریق جائز قبضہ ہو چکا ہے تو اس پر جو حق ملکیت ہے وہ کسی وقت بھی مجہول نہیں متصور ہو سکتا اور نہ اسپر خانگی منظوری کا کوئی اثر ہو سکتا ہے اس لئے لازم ہے کہ وہ ملک غیر کے وارث یا موہوب لہٗ یا وصی یا مہتمم ترکہ کا مال متصور ہو۔ ملک غیر کے وارث یا مہتمم ترکہ میں اگر مہتمم ترکہ کا لفظ جیسا کہ عام طور سے ہوتا ہے۔ وسیع معنوں میں لیا جائے تو وصی بھی شامل ہے۔ اگر اثاثہ خواہ اس کی نسبت وصیت ہوئی ہو خواہ نہ ہوئی ہو متوفی کی وفات کے بعد ملک غیر کے ایسے اختیار میں رہا ہے جس میں منظوری عطا ہوئی ہے یا کوئی وارث مستحق قبضہ موجود ہے مگر مہتمم ترکہ 125
منظور شدہ یا اس وارث نے اسپر قبضہ نہیں کیا ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں واقع ہوتا۔ اثاثہ جب خانگی حدود اختیارات Domestic jurisdiction میں داخل ہوگا وہ مجہول متصور ہوگا۔ ایک نیویارک کے متعلق مدعی کرایہ کی گاڑیاں اور گھوڑے ایک ایسی کمپنی کی ملک تھے جو روزانہ ڈاک ایک ریاست سے دوسری ریاست میں لیجاتی تھی — چانسلر الورتھ نے لکھا کہ اگر دو ریاستوں میں مہتمم ترکہ کی منظوری دو مختلف اشخاص کو دیگئی ہے تو حق ملکیت، میرے خیال میں اس مہتمم ترکہ کا ہونا چاہیے جس نے اپنی ریاست کے حدود میں جائداد پر پہلے قبضہ حاصل کر لیا۔ مقدمہ مارکٹ بنام آرمس ۳۲-۱۰۲-۳ ہیچ ۴۵۹ و ۴۶۵۔

اور اتھوری کا بیان ہے کہ "تاجر جو کاروبار کے عام رواج کے مطابق، وہ جہاز معہ سامان اور محاصل کے جو ملک کے انتقال کے وقت، ملک غیر کے حدود میں ہوتے ہیں، ہمیشہ اپنے وطن کے بندرگاہ کی طرف سفر اختیار کرتے ہیں، اور کوئی شخص متعلقہ یہ خیال نہیں کرتا کہ وہ ایسے فعل کا قانوناً مجاز نہیں ہے۔ واپسی پر ایسے مقام توطن کی عدالت کا مقرر کردہ مہتمم اس پر قبضہ حاصل کرتا اور اس کا اہتمام کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ وہ نہ صرف بطور استحقاق ایسے عمل کا مجاز ہے بلکہ اس کا اہتمام اسپر اسیطرح لازم ہے جسطرح دوسری جائدادوں کا جو بطور جائز اس کے اہتمام میں ہیں"۔ اختلاف قوانین فقرہ ۵۲۰ بناء علیہ

دفعہ ۹۵ متوفی کی مادی اشیاء اثاثہ کا اس وارث یا مہتمم ترکہ کی ملک میں آجاتی ہیں جو اس ملک میں جس کے قانون یا اختیارات کی بنا پر وہ اپنا حق یا منظوری حاصل کرتا ہے، ان پر پہلے قابض ہو جاتا ہے۔

"اگر اشیاء بعد وفات کے انگلستان میں آئیں تو کیا ملک غیر کی حکومت انکے متعلق حق دے گی؟" رولف بمقدمہ وائٹ بنام روز (۱۸۴۱) ۳ بیو - ی ۵۰۶ - فرض کرو کہ "ایک شخص کی وفات کے بعد اس کی گھڑی ایک تیسرا شخص لیکر انگلستان میں آگیا؛ انگریزی مہتمم ترکہ کے دعوی قبضہ ناجائز (Trover) کے جواب میں کیا شخص مذکور یہ حجت کرسکتا ہے کہ متوفی کی وفات کے وقت، یہ گھڑی آئرلینڈ میں تھی؟" پارکر ایضاً۔ ان سوالوں سے بظاہر یہ مقصد تھا کہ ان کا جواب نفی میں دیا جائے اور اس جائداد کی طرف اشارہ کیا جائے جس پر انگلستان میں آنے سے قبل قبضہ نہیں ہوا تھا۔ میری رائے میں انکی حجت حد سے بڑھی ہوئی ہے اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انگلستان کی کوئی عدالت اسکی مجاز نہیں ہے کہ وہ کسی ایسی شے کے متعلق کوئی حق دے جو حدود انگلستان سے باہر ہو۔ یہاں ایک شخص اپنے ایجنٹ ملک غیر کی پروبیٹ یا اجازت کی بنا پر وصی یا مہتمم ترکہ ظاہر کرکے دعوی کرسکتا ہے، اگر کیا کبھی کسی شخص نے ایسے پروبیٹ یا منظوری کی بنا پر بحیثیت وصی یا مہتمم ترکہ کے دعوی کیا ہے۔ ابن جرا ایضاً صفحہ ۵۰۴۔ اس موقعہ پر بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ ابنجر کے ذہن میں وہ اشیاء تھیں جو ان حدود میں جہاں سے منظوری صادر ہوئی، قبضہ میں آچکی تھیں؛ اگر اختیار منظوری انگلستان کی عدالت کا ہے، تو اسکے بعد انگلستان کے مہتمم ترکہ کو ان اشیاء پر حق حاصل ہو جائیگا جو انگلستان سے باہر ہیں؛ برخلاف اسکے اگر اختیار منظوری ملک غیر کا ہے، تو اسکے بعد اشیاء موجودہ انگلستان ملک غیر کے مہتمم کے متعلق ہو جائیں گی، اور وہ اس امر کا مجاز ہوگا کہ اپنے حق کی بنا پر دعوی دائر کرے، اور محض توضیح کیلئے اپنے آپ کو "مہتمم ترکہ زیر منظوری ملک غیر" کے نام سے موسوم کرے؛ مقدمہ کری بنام برکام (۱۸۲۲) ۱ - ڈو - و - رای - ۳۵ عدالت شاہی میں یہ تجویز ہوئی کہ انگلستان کا 126
مہتمم ترکہ اس امر کا مجاز نہیں کہ وہ اس غیر جسمی جائداد کی آمدنی جو بمبئی کے مہتمم ترکہ کے قبضہ میں آچکی تھی، اور جو اس نے وصول کرکے اپنے ایجنٹ موجودہ انگلستان کے پاس بھیجدی تھی، ایجنٹ مذکور سے وصول کرے۔ جائداد کے مادی یا حقوق مالش (choses in action) کے ہونے کی بنا پر بظاہر اس میں کوئی فرق

نہیں ہو سکتا تھا۔

جہاز کی صورت میں یہ تائید استثنا ایک دلیل پر مبنی ہے عائد ہونے محصول پر وبیٹ کے پیش ہو سکتی ہے۔ قانون وکٹوریہ ۲۷ و ۲۸ کی فصل ۵۶ کی دفعہ ۴ کی رو سے "ایک جہاز مملوکہ متوفی کی قیمت یا اس کے ایک حصہ کی قیمت پر جو سلطنتہائے متحدہ کی کسی ایک بندرگاہ میں رجسٹر ہو باوجودیکہ جہاز مذکور متوفی کی وفات کے وقت (خواہ اس نے کوئی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو) سمندر یا کسی دوسری جگہ سلطنتہائے متحدہ کے باہر ہو" محصول پر وبیٹ عائد کیا گیا ہو

دفعہ ۹۵ الف۔ متوفی کے وصول دیون کے متعلق جن حدود و اختیارات میں دعوی کرنا لازم یا ممکن ہے، انکا انحصار دوسرے امور پر ہے جن کو اہتمام ترکہ سے کوئی تعلق نہیں۔ وراثت کی موت کا اس مسئلہ پر کوئی اثر نہیں ہوتا بجز اس کے کہ بعض مخصوص قوانین سے استفادہ کی بنا پر وہ خود دعوی کا مستحق اور اس کا وارث یا مہتمم ترکہ اس کا غیر مستحق قرار پا سکتا ہے، جیسا کہ پولیٹن کے کوڈ کی دفعہ ۱۸۱ ہے، جس میں اہل فرانس کو یہ اجازت دیگئی ہے کہ وہ ان تمام وجوبات کے متعلق جو انھوں نے ممالک غیر کے لوگوں سے قائم کئے ہیں، فرانس میں نالش کریں۔ مگر مقدمات کے حالات کے لحاظ سے دیون کا دعوے جن حدود و اراضی میں پیش ہونا چاہیے یا پیش ہو سکتا ہے، انہیں حدود میں مہتمم ترکہ کی طرف سے جس نے انھیں حدود میں اجازت حاصل کی ہے یا صرف وارث کی طرف سے جو وہیں کے قانون سے اس کا مستحق ہے، دائر ہو سکتا ہے — یا اگر دین قابل انتقال ہے تو اس کا حق دعوی منتقل کیا جا سکتا ہے۔ دیکھو دفعہ ۶۳۔

دفعہ ۹۶ لیکن جو قاعدہ دفعہ ۹۵ الف میں بتایا گیا ہے، اس سے وہ دیون جو دستاویزات قابل بیع و شرا پر واجب الادا ہیں مستثنی ہیں، کیونکہ انپر کاغذات متعلقہ کے ذریعہ سے قبضہ ہو سکتا ہے۔ انکی حیثیت فی الحقیقت مادی اشیا کی ہے، اس لئے متوفی کی دستاویزات قابل بیع و شرا اور اس کے وثیقہ جات یا صداقت نامجات جو حامل کو واجب الادا ہوں، اس وارث یا مہتمم ترکہ کی ملک میں آجاتے ہیں، جو ان حدود ارضی میں جہاں کے قانون یا انتظامات کی بنا پر اس کو حق یا منظوری ملی ہے، پہلے قبضہ کرے اور اگر وہ متوفی کے حکم کی بنا پر واجب الادا ہیں تو وہ ان پر عبارت ظہری ثبت کر سکتا ہے۔

اور جس شخص کے حق میں ایسی عبارت ظہری لکھی جائے وہ ان کے متعلق ہر حدود و اراضی میں بغیر کسی دوسری منظوری کے دعویٰ کا مجاز ہے۔

اٹرنی جنرل بنام بونس (۱۸۴۸) ۴- ایم و ڈبلیو ۱۷۱ انج آنجر- پارکی وغیرہ: اس مقدمہ میں جس امر کا فیصلہ ہوا وہ یہ ہے کہ جب ایسے تمسکات متوفی کے انتقال کے وقت انگلستان میں پائے جائیں تو ان پر پروبیٹ کا محصول واجب الادا ہے۔ لارڈ انجر نے عدالت کا فیصلہ صادر کرتے ہوئے اس قسم کے تمسکات کو "ہر قسم اثاثہ جو اس ملک میں کسی عمل کی وجہ سے قابل انتقال ہوں یا اس ملک میں بمعاوضہ زر نقد فروخت کئے گئے ہوں" ظاہر کیا۔ حکومت کے محصول کے واجب الادا ہونے کی نسبت یہی قاعدہ جاری ہے۔ مقدمہ وینوانس بنام اٹرنی جنرل [۱۹۱۰] ۱ اے۔ سی۔ ۲۷- نج ملور بون- ایلکنسن- کورل- وشا آف ڈانفرملائین، جو مہتمم ترکہ ایک ملک میں متوفی کے کسی وثیقہ قابل بیع و شراء پر بطریق جائز قابض ہو جاتا ہے اسکے لئے یہ ضرور نہیں ہے کہ وہ اس ملک میں جہاں مدیون رہتا ہے، دعویٰ کی غرض سے اجازت اہتمام ترکہ حاصل کرے۔ یہ اتھوری کی رائے ہے: دیکھو دفعہ ۵۱۷ اختلاف قانون ۔ وائیٹ بنام روز کے مقدمہ میں جو کچھ طے ہوا، وہ یہ تھا کہ وہ مقام جہاں ایک تمسک ناقابل بیع و شراء بوقت وفات پایا گیا، اس مسئلہ میں کہ کس منظوری کی تحت میں اسکے متعلق دعویٰ ہونا چاہیئے؟ مطلق اہم نہیں ہے (۱۸۴۲) ج، ٹنڈل- انجر- کوٹین- تال- پارکی- الڈرسن- رولف، جنھوں نے ڈلیٹن- لٹل ڈیل- پیٹسن اور کوآرج کے فیصلہ کو منسوخ کیا؛ یہ اصول ان صدقات نامجات حصص سے بھی متعلق کیا گیا جو حال کو واجب الادا نہ تھے مگر جن کا قبضہ عملی طور سے قیمتی تھا۔ ذریعہ مقدمہ اسٹرن بنام مکہ (۱۸۹۶) ۱ کیو۔ پی ۲۱۱- نج، رائبٹ وکنڈی (محصول پروبیٹ)؛ مقدمہ ایگنیز [۱۹۰۰] پی- ۶۰ نج، جینن (منظوری پروبیٹ)؛ مقدمہ کلارک میکگنی بنام کلارک [۱۹۰۴] ۱ چانسری ۲۹۴- نج، فارویل (ہبہ وصیتی کی تعبیر)؛ اور نیز نوآبادیات کے وثیقہ جات کے متعلق جو حال کو واجب الادا ہوں، اگرچہ جائداد موقوعہ نوآبادیات پر اس کا بار ہو۔ ذریعہ اٹرنی جنرل بنام گیلنڈنگ [۱۹۰۴] ۲ ۹۲- ایل۔ ٹی- ۸۰- نج، فلیز (محصول مکرستہ)؛

127

مقابلہ کرو مقدمہ آسٹین کاپ [۱۹۲۲] ڈبلیو وائن ۱۲۰ جو رسل بمقابلہ جرمنی کے ایسے وثیقہ جات کے متعلق ہو حال کو واجب الادا تھے، اور ایسے شخص کی جائداد کے جز تھے جس کا تو طن انگلستان میں تھا، قرار پایا کہ وہ جرمنی کے سوتو غہ نہیں ہیں۔

دفعہ ۹۷ دیون کو قبضہ میں لانے کا دوسرا ذریعہ فیصلہ عدالتی ہے، اسلئے جب ملک غیر کے وارث یا مہتمم ترکہ نے متوفی کے قرضہ کی بابت ملک غیر میں ایک عدالتی فیصلہ حاصل کر لیا ہے، تو وہ ایسے فیصلہ کی بنا پر انگلستان میں دعوی دائر کر سکتا، یا عدالت دیوالیہ یا کسی دوسری عدالت انتظام ترکہ میں اس کو بغیر انگلستان کی منظوری کے ثابت کر سکتا ہے۔

مقدمہ ونیکولن بنام بوارڈ (۱۸۶۳) ۱۵ سی۔ بی۔ این۔ ایس ۳۴۱۔ مداول ج، ارل۔ ویبس کیننگ ۲ مقدمہ میکنی کول (۱۸۷۴) ایل آر ۱۹ ای کیو ۱۸۔ نیش ۲

دفعہ ۹۸ اگر متوفی کے دین کی بابت بغیر مقدمہ دائر کرنے کے مہتمم ترکہ کو کوئی رقم وصول ہو، تو آیا اس کی رسید مدیون کو بری الذمہ قرار دینے کے لئے کافی ہوگی؟ فرض کرو کہ جس عدالت سے اس کو منظوری ملی ہے، وہ ایسی ہے کہ اس میں مدیون سے دین وصول نہیں کیا جا سکتا تھا، اور دوسرے مہتمم نے بعد وصول قرضہ کیلئے عدالت مجاز میں دعوی دائر کیا، اصولاً رسید مذکور برائت ذمہ کے لئے کافی متصور نہونی چاہیے۔

مقدمہ ڈینیل بنام لکر (۱۵۷۱) ڈائر ۳۰۵ ڈبلیو ۶۰ میں یہ قرار پایا کہ ایک مہتمم ترکہ کا ایسے مقدمہ میں، جو دوسرے حدود اراضی میں دائر ہو، مدیون کو بری الذمہ کر دینا، دوسرے مقدمہ میں جو دوسرا مہتمم ترکہ ایسی عدالت میں دائر کرے جہاں سے وصول قرضہ کا زیادہ تر صحیح تعلق ہو، جواب دہی کیلئے کافی نہیں متصور ہو سکتا۔ دو مہتممان ترکہ کے درمیان میں جو سوال پیدا ہو، اس کا انصفاز اس مقام پر سمجھا گیا تھا جہاں وفات کے وقت دستاویز موجود تھی، مگر اس خیال کو مقدمہ مالٹ بنام روز نے باطل کر دیا، جس کا حوالہ زیر دفعہ ۹۶ دیا گیا ہے۔ مقدمہ شا بنام اسٹاگٹن (۱۶۰۰) ۳ کیبل ۱۶۲ میں یہ خیال کیا گیا تھا، کہ یہ سوال کہ آیا ایک مہتمم کا قرضہ وصول کرنا، دوسرے مہتمم کے دعوی میں کافی جواب ہو سکتا ہے، اس امر کے تعین پر منحصر ہے کہ قرضہ کا ان دونوں میں کس شخص سے زیادہ تر تعلق ہے۔

اگرچہ جائداد اس اصول کے تحت میں جس کی تشریح اس حد تک ہو چکی ہے استدعائے انگریزی منظوری سے منتقل ہوتی ہے مگر جو وسعت اس ملک میں مہتمم ترکہ کی ذمہ داریوں اور متوفی کے اثاثہ کے عدالتی اہتمام ترکہ کو دی جاتی ہے اس کا نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ آخر کار جائداد مذکور اسی منظوری میں شامل خیال کیجائے جس پر متوفی کی وفات کے بعد ملک غیر کے استحقاق یا کم از کم ایسے استحقاق کی بنا پر جو انگلستان کا عطا کیا ہوا نہ ہو قبضہ ہو چکا ہو 1:28

دفعہ ۹۹ اگر ملک غیر کا مہتمم ترکہ متوفی کا کوئی ذاتی اثاثہ انگلستان میں اس غرض سے لاتا یا بھیجتا ہے کہ اس کا اہتمام عمل میں لائے اور اس نے اس وقت تک اس کا کوئی حساب کتاب اس عدالت میں داخل نہیں کیا ہے جہاں سے اس کو یہ حق اہتمام عطا ہوا ہے اور نہ اس نے کوئی ایسا مخصوص تصرف کیا ہے جس سے اس اثاثہ کی حیثیت ایسی تبدیل ہو گئی ہے کہ وہ متوفی کی جائداد کا ایک جز نہیں سمجھا جا سکتا تو متوفی کے قرضخواہ یا وارث ما بعد عدالتی اہتمام کیلئے اس ملک میں دعوی دائر کرنے کے مجاز ہونگے۔ اور بحالت ضرورت جبکہ اجتماعی کلمہ اجرا اور رسیور کا تقرر کیا جائے گا تاکہ اثاثہ مذکور عدالت کے حدود اختیار سے باہر نہ منتقل کیا جا سکے لیکن دفعہ ۶۳ کی رو سے ایک انگلستان کے مہتمم کا تقرر اور اس کا فریق مقدمہ بنایا جانا ضرور ہے اور اثاثہ زیر اہتمام کی نسبت یہ متصور ہو سکتا کہ وہ بذریعہ منظوری اس کی طرف منتقل ہو چکا ہے۔

مقدمہ لوبنام فیرلی (۱۸۱۰) ۲ - ماڈ - ۱۰۱ - ج ج، پلیسز، مقدمہ لوگن بنام فیرلی (۱۸۱۵)
۲ - ایس - ایس - ۲۸۴ - ج ج، پیج، و مقدمہ سیڈی لینڈس بنام انس (۱۸۲۹)
۳ - سم - ۲۶۴ - ج ج شاڈول، و بانڈ بنام گرہام (۱۸۴۲) ۱ - میر - ۴۸۲ - ج ج
دیگر ہم ہوروی بنام فشر، پیٹرک تحریک اول - (۱۸۵۴) کے ۲۱ - ج ج ٹو ہیں
رسیور کی منظوری دیگئی ہے

مقدمہ ساندرسن بنام کالنز (۱۸۳۳) ۲ سے وکے ۶۲۷ - یہ ایک ایسا مقدمہ تھا جو ایک دائن نے یوں کے ہندوستان کے مہتمم کی تقرر کردہ مہتممہ ترکہ کے مقابلہ میں دائر کیا تھا۔ کہا یہ جاتا تھا کہ اسکے قبضہ میں مدعون کا اثاثہ ہے۔ ج ج پیج نے یہ تجویز کی کہ اس مہتمم کے اہتمام ترکہ کیلئے انگلستان کے مہتمم کا وجود ضروری ہے کیونکہ اس مقدمہ میں اسکی جائداد کا اہتمام زیر بحث نہ تھا لیکن مقدمہ ٹیلر بنام

بل۔ (۱۸۴۷) ۲۔ مے وکر ۹۰۰ ۱۱ میں لارڈ کاٹن ہام نے بتایا کہ جو کچھ اس میں طے ہوا ہے اسکی مطابقت اس رائے سے نہیں ہو سکتی جو جج موصوف نے مقدمہ لوگن بنام فیرلی میں ظاہر کی تھی ؛

مقدمہ ارتھر بنام ہیوز (۱۸۴۱) ۴۔ بیو۔ ۵۰۶۔ نیچ بلینگٹ ڈیل میں ایسا مخصوص تصرف ہو چکا تھا کہ مقدمہ اس دفعہ کی تحت میں داخل ہی نہیں ہو سکتا ؛ مقدمہ بانڈ بنام گریہام میں جسٹس وگرم نے اصول کو ان الفاظ میں بیان کیا: "اگر وصی یا مہتمم ترکہ نے اثاثہ کے متعلق ایسا عمل کیا ہے کہ اسکی بنا پر اس کے حیثیتی حصہ یا حصہ یا تیماندہ کی حیثیت زائل ہو گئی، اور اس نے ایک اماتی سرمایہ کی صورت اختیار کر لی، اس سے مختلف مفہوم میں جس مفہوم کے ساتھ وہ وصی یا مہتمم ترکہ کے قبضہ میں تھا۔ یعنے اگرچہ وہ وصی کی جائداد سے علیحدہ کر لیا گیا اور اس میں تصرف ہوا یا وہ امون لا (Cestul que trust) کی جائداد ہو گیا ہے تو ایسی حالت میں یہ ضرور نہیں ہے کہ امون لا متوفی کے وارث نمائندہ کو ایسے مقدمہ میں جو جائداد کے اس حصہ کے متعلق کرنے کیلئے دایر ہوا ہو عدالت میں لائے "

دفعہ ۱۰۰ اسیطرح متوفی کے اثاثہ کے اماتی معاملہ میں اگر پر بنائے نقص امانت کسی پر شخصی ذمہ داری عائد ہوتی ہو اور انگریزی عدالت اپنے معمولی قواعد اختیارات کی رو سے اس کی سماعت کی مہتمم ملک غیر کے مقابلہ میں مجاز ہو تو متوفی کے انگریزی مہتمم کے ذریعہ سے یا اس کی موجودگی میں کارروائی عمل میں آئے گی ؛ اور اس مقدمہ سے جو کچھ وصول ہو گا وہ فی الحقیقت متوفی کا اثاثہ متصور ہو گا جو اس ملک میں قابل وصول تھا۔

129 مقدمہ انڈرسن بنام کانٹرل میں اس معاملہ کا جہاں تک تعلق ہے وہ مقدمہ ٹیلر بنام بل سے منسوخ نہیں ہوا۔ بلکہ وہ مقدمات جن کا حوالہ دفعہ ماسبق میں دیا گیا ہے ؛ ٹائیسٹور بنام ٹریل (۱۸۲۴) ۷ سیم ۹۲۔ نیچ شاڈول میں ہال اور بے اے میسن کی جائداد کے مقابلہ میں ڈگری ہوئی، سو خواہ مذکر مقدمہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ملک غیر کے مہتمم کا انگلستانی مہتمم اصل متوفی کی جائداد کا مہتمم

نہیں ہے؛ برخلاف اس کے انگلستان کے مہتمم کا انگلستانی مہتمم اصل موصی کا مہتمم سمجھا جاتا ہے۔

دفعہ ۱۰۱ لیکن ایک ایسے ملک غیر کے مہتمم ترکہ کا جو اس اثاثہ کی بابت جو اس کے قبضہ میں آیا ہے اس عدالت میں جوابدہ ہے جس نے اس کو یہ حق عطا کیا ہے؛ اور جس نے اس اثاثہ کی نسبت کوئی ایسا عمل نہیں کیا ہے جس کی بنا پر وہ ذاتی طور سے قبضہ امانت کا مرتکب قرار پا سکے؛ اس شخص کا محض انگلستان میں موجود ہونا اس کیلئے کافی نہیں ہے کہ اسکے مقابلہ میں یہاں عدالتی اہتمام ترکہ کا دعویٰ دائر ہو سکے اگرچہ اسی غرض سے مدعی نے انگلستان میں اجازت نامہ اہتمام ترکہ حاصل کر لیا ہو۔

مقدمہ جانسن بنام سیلی (۱۹۸۶) ۱۔ ورن ۲۹۷ بج جیفری ہروی
بنام فٹز پیٹرک، تحریک ثانی (۱۸۵۴) کے ۴۲۴ بج ووڈ؛

دفعہ ۱۰۲ اور اگرچہ ایک ملک غیر کے وارث پر جس نے بلاقید فہرست وراثت کو منظور کر لیا ہے غالباً انگلستان میں اس بنا پر دعویٰ ہو سکتا ہے کہ وہ اس منظوری سے متوفی کے دائنوں کا ذاتی طور سے ذمہ دار ہو گیا ہے۔ اگر فی الحقیقت ایسا ہے تو اس غرض کیلئے انگلستان کے اجازت نامہ اہتمام ترکہ کی ضرورت نہیں ہے اگر اس ملک میں عدالتی اہتمام کیلئے اس کے مقابلہ میں دعویٰ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی ذمہ داری مال متروکہ Assets[1] کی بابت نہیں ہے۔

مقدمہ ہوپ بنام ہوپ (۱۸۵۶) ۲۔ کے و جے ۱۴، بج، ووڈ؛

دفعہ ۱۰۳ اگر ایک انگلستان کا مہتمم ترکہ بغیر ملک غیر کے اجازت نامہ اہتمام ترکہ کے متوفی کے متروکہ پر ملک غیر میں قبضہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے؛ تو وہ ملک ہذا کے عدالتی اہتمام یا متروکہ کے متعلق امر تنقیح طلب کے جواب میں جو دائنین کے رجوع کردہ مقدمہ میں جس کو عدالتی اہتمام سے کوئی تعلق نہ ہو قائم کیا گیا ہو اسی طرح

---

[1] Assets کا لفظ انگریزی میں چند معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور اس لحاظ سے اس کا ترجمہ ہر مقام پر مختلف الفاظ سے کیا گیا ہے اس لفظ کے مختلف معنی یہ ہیں (۱) مال متروکہ جو تاوان دیون متوفی ہو (۲) تصفیہ مال متروکہ (۳) دیوالہ کا مال (۴) جملہ جائداد متعلقہ جماعت سند یافتہ یا حقیت یعنے اثاثہ مترجم (از لغت قانونی مولفہ درگا پرشاد)؛

حساب دینے کا ذمہ دار ہوگا گویا کہ وہ متروکہ اس کو انگلستان کے اجازت نامہ اہتمام ترکہ کے ذریعہ سے دستیاب ہوا ہے۔

مقدمہ ڈوڈیل (۱۶۰۴) ۶۔ کوک ۴۹ (ب) زیر نام رچرڈسن بنام ڈوڈیل کرو۔ جے۔ ۵۵۔ عدالت اعلیٰ دیوانی انگلستان متعلقہ تنقیح بست متروکہ جسٹس، واسطے مختلف الرائے۔ مقدمہ ایکنس بنام اسمتھ (۱۷۴۰) ۲۔ اٹیک ۹۲ بج، ہارڈوک میں ایک نوٹ سے جو صاف طور سے سمجھ میں نہیں آتا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس اصول سے ایک مقدمہ عدالتی اہتمام ترکہ میں کام لیا گیا۔ اسٹوری کا یہ خیال ہے کہ انگلستان کے مہتمم کو جو ڈوڈیل کے مقدمہ میں اس متروکہ کی بابت ذمہ دار قرار دیا گیا جو اس کو آئرلینڈ میں ملا تھا، وہ فی الحقیقت بربنائے اجازت اہتمام ترکہ منظورہ آئرلینڈ تھا، اور اس لحاظ سے وہ فیصلہ زمانہ حال کے فیصلہ جات سے مطابق نہیں ہوتا۔ کتاب اختلاف قوانین دفعہ ۵۱۴ الف۔ اگر واقعات یہی تھے تو یہ فیصلہ دفعہ ۱۰۱ کے اصول کے مطابق متصور ہوگا کیونکہ یہ قرار دینا دشوار ہے کہ ایک شخص کی حیثیت میں جو ملک غیر کی منظوری حاصل کر چکا ہے محض اس بنا پر کہ اسکے پاس انگلستان کی منظوری بھی موجود ہے، کوئی فرق ہے، اگر ڈوڈیل کے کسی مقدمہ میں بھی مجھ کو آئرلینڈ کی منظوری کا ذکر نہیں ملا۔ اسٹوری کا یہ خیال ہے کہ جس مہتمم ترکہ نے متوفی کا متروکہ ایسے ملک میں پایا ہو، جہاں کی منظوری اسکے پاس نہیں ہے وہاں وہ بحیثیت مہتمم ناجائز (Executor de son tort) کے ذمہ دار ہوگا۔ اختلاف قوانین دفعہ ۵۱۴۔ ممکن ہے کہ یہ بھی درست ہو، اگر وہ اس ملک کی عدالت کا بھی ذمہ دار ہوگا جہاں سے اس کو منظوری ملی ہو۔

130

مقدمہ اسٹرلنگ میکسول بنام کارٹ رائٹ (۱۸۷۹) ۱۱۔ چانسری ڈویژن ۵۲۲۔ جج ہمیس۔ بگلے براٹول میں عدالت مرافعہ نے جسٹس ہال کے فیصلہ (۱۸۸۱) ۹۔ چانسری ڈویژن ۱۷۲، کو بحال رکھا جس میں انھوں نے یہ تجویز کی تھی کہ اگر انگریزی پروبیٹ یا اسناد اہتمام ترکہ بصراحت انگلستان کے اثاثہ تک محدود نہوں تو اہتمام ترکہ کی ایسی عدالتی تجویز میں جو اوپر بیان ہوا کوئی قید قائم نہیں

کیجائے گی، اگرچہ متوفی کا تو طن ملک غیر کا ہو، تاوقتیکہ ملک غیر میں عدالتی اہتمام ترکہ کی ڈگری نہو چکی ہو، اور ایسی صورت کے متعلق جج نے اپنی رائے محفوظ رکھی۔ جسٹس جیمس نے یہ تجویز کی کہ "اگر اسکاٹ لینڈ میں کوئی کارروائی ہوئی ہوتی، تو عدالت ہذا، اسکاٹ لینڈ کی عدالت کی اس کارروائی کو جو وہ اس معاملہ میں کرتی تسلیم کرتی، ہم کو یہ فرض کر لینے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسکاٹ لینڈ میں کوئی کارروائی ہوئی ہے" مقدمہ آرایونگ بنام آرایونگ (۱۸۵۲) ۲-۲۲ - چانسری ڈویژن ۶ ۵ ۴ - میں جج ٹیسیجر۔ کاٹن و بوتن نے جسٹس سینٹی کے فیصلہ کو منسوخ کیا، اور اس انفساخ کی تائید (۱۸۵۳) زیر نام آرایونگ بنام آرایونگ ۹ - مرافعہ ۳۴ - میں جج سلبورن پلیکبرن وواٹسن نے کی اور یہ قرار دیا کہ جس صورت میں ایک حکم اسکاٹ لینڈ میں تعمیل کی غرض سے ایسے شخص کے نام صادر ہو چکا ہو جو انگلستان اور اسکاٹ لینڈ دونوں جگہ مہتمم ترکہ ہو، اور اس وقت اسکاٹ لینڈ میں کوئی کارروائی زیر عمل رہی ہو اور شخص بلا کسی شرط کے حاضر عدالت ہو جائے تو جو فیصلہ اس مقدمہ میں صادر ہو سکتا ہے، وہ بجز اسکے نہیں ہو سکتا کہ وہ مشترکہ تمام جائداد اہتمام ترکہ کے متعلق ہوگا۔ یہی معاملہ تھا، جس پر اسکاٹ لینڈ کے مرافعہ کا مقدمہ ایونگ بنام ایونگ (۱۸۵۵) ۱۰- مرافعہ ۴۵۲ - میں جج سلبورن۔ پلیکبرن۔ وائسن۔ فرڈ جرالڈ، چلا، مقدمہ سینڈی لینڈ بنام انس (۱۸۲۹) ۳- سم ۲۶۳ (دیکھو زیر دفعہ ۹۹) میں جسٹس شاڈول نے کہا کہ جائداد کا جو حساب انگلستان میں لایا جائے اسکے ضمن میں یہ ممکن ہے کہ کل جائداد کے حساب لینے کی ضرورت واقع ہو جو ملک غیر کے اجازت نامہ اہتمام ترکہ کی بنا پر قبضہ میں آئی ہو۔ ان مقدمات سے یہ ثابت ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان کے ایسے مہتمم ترکہ میں جس نے ملک غیر کی جائداد پر بنائے منظوری ملک غیر قبضہ حاصل کیا ہے، اور اس مہتمم ترکہ میں جس نے ایسی جائداد پر بغیر ملک غیر کی منظوری کے قبضہ کیا ہے، کوئی فرق نہیں ہے۔ یا آنکہ ایک ملک غیر کے مہتمم کی ایسی جائداد کی بابت جو اس کو ملک غیر کی اجازت کی بنا پر ملی ہو، انگلستان میں حساب دینے کی ذمہ داری اس امر پر منحصر ہے کہ

اسکے پاس انگلستان کی منظوری بھی ہے یا نہیں؟

اصلی و ضمنی اہتمام ترکہ اور وہ مسائل جو اہتمام ترکہ میں قبل تقسیم جائداد باقیماندہ پیش آتے ہیں

جب متوفی کی جائداد منقولہ جائداد انگلستان اور دوسری جگہہ کی جائداد پر مشتمل ہو، اس طور سے کہ مختلف ممالک میں اس کے اہتمام کا انتظام ساتھ ہی ساتھ ہوا ہو یا ہو سکتا ہو، تو جو انتظام متوفی کے ملک توطن میں ہوگا وہ اصلی اہتمام ترکہ کہلائیگا اور جو دوسرے ممالک میں ہوگا وہ ضمنی اہتمام ترکہ کے نام سے موسوم ہوگا۔ مضمون مندرجہ صفحہ ۱۰۵ سے ظاہر ہے کہ جو اہتمام ترکہ انگلستان میں ہوتا ہے، وہ دو اجزا پر مشتمل ہے۔ اول متوفی کی جائداد منقولہ کا بہم پہونچانا اور اسکے دیون کا ادا کرنا۔ دوسرے بچت کو ان لوگوں میں تقسیم کرنا جو ازروئے وصیت، یا اگر وصیت نہو، تو حسب قانون اس کے مستحق ہوں۔ پہلے جز کا تعلق ضمنی اور اصلی اہتمام ترکہ دونوں سے ہے کیونکہ انگریزی عدالتوں نے جو نفس جائداد پر (باقیماندہ جائداد کے حق استفادہ سے جدا) مقام وقوع (Situs) کے اعلیٰ
181 اختیار کو تسلیم کرتی ہیں، اور اسی اصول پر انگلستان کی جائداد پر قبضہ کیلئے انگلستان کی منظوری کو ضروری قرار دیتے ہیں — جیسا کہ ہم کو معلوم ہو چکا ہے۔ لہٰذا یہ قاعدہ قرار دے لیا ہے کہ وہ انگلستان کی جائداد کے متعلق قرضخواہوں کو انگلستان میں چارہ کار حاصل کرنے کی اجازت دیتی ہیں، باوجودیکہ اس ملک میں اہتمام ترکہ کا انتظام ضمنی ہو۔

دفعہ ۱۰۴ انگلستان میں جو پروبیٹ یا اجازت نامہ اہتمام ترکہ دیا جائے اس کی رو سے وصی یا مہتمم ترکہ اس کا ذمہ دار ہے کہ وہ متوفی کے قرضخواہوں کو اس جائداد کے متعلق، جو اس منظوری کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہے، انگریزی عدالت میں حساب دے۔ اس صورت میں اگرچہ متوفی کا توطن ملک غیر کا ہو ایسے وصی یا مہتمم ترکہ سے یہ خواہش نہیں کی جا سکتی اور نہ وہ بلا اندیشہ ایسا کر سکتا ہے کہ بغیر تمام دیون کے تصفیہ کے جائداد کا کوئی حصہ وارث، یا ملک توطن کے مہتمم ترکہ کے حوالہ کر دے۔

پرسٹن بنام ملول (۱۸۱۶) ۸ سی ایل و ایف ۱ - ج ر کاٹن ہام ۲

لیکن یہ امر اسقدر صاف نہیں ہے کہ اہتمام ترکہ کا دوسرا جز یعنے تقسیم جائداد باقیماندہ کس حد تک انگلستان کے ذاتی نمایندہ پر لازم ہے جبکہ متوفی بحالت توطن ملک غیر

فوت ہوا ہو۔ چونکہ یہ امر تسلیم کیا جاتا ہے کہ ملک توطن کے قانون اور ملک توطن کی عدالت کے اختیارات سے جبکہ اس کی طرف رجوع کیا جائے، جائداد باقیماندہ کے متعلق حقوق کا تصفیہ کیا جاتا ہے (دفعات ۶۰ و ۵۹) تو زیادہ تر آسانی اسی میں نظر آتی ہے کہ جسقدر مسائل ان حقوق کے متعلق ہوں وہ سب ملک توطن کی عدالت میں پیش کئے جائیں: ایسی حالت میں بھی کہ کوئی وصیت عمل میں نہ آئی ہو۔ قانون توریث کا علم اسی ملک کی عدالتوں کو زیادہ تر ہو سکتا ہے جہاں وہ قانون نافذ ہو؛ اور وصیت کی حالت میں تو اسکی اور زیادہ ضرورت ہے کہ ایسے ملک کی عدالتوں سے استمداد کیجائے جہاں کے قوانین سے انکی تعبیر اور ان کے انتقالات کا جواز دریافت ہو سکتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ وصیت نامے ایسی دستاویزیں ہیں کہ ان سے زیادہ کسی اور قسم کی دستاویزوں میں قانونی مباحث پیش نہیں آتے، یہ ممکن ہے کہ خاص صورتیں ایسی پیش آئیں جن کی وجہ سے دوسرے ملک کی عدالت وصیت نامہ کی بہتر تعبیر کر سکتی ہو (دیکھو مقدمہ بونی فائیو صفحہ ۱۳۲)۔

دفعہ ۱۰۵۔ جس حالت میں اہتمام ترکہ کی کوئی کارروائی انگلستان میں نہ چل رہی ہو اور متوفی کے ملک توطن میں اس کا ذاتی نمایندہ انگریزی مفہوم میں، ایسا موجود ہو جس کے ذمہ جائداد کی تقسیم کا کام ہو، یا کوئی ایسا وارث یا موہوب لہ کل ہو، جو جائداد پر اپنے فائدہ کے لئے ہو مگر سوائے موہوب لہم کے دعاوی کے تصفیہ تک قابض ہو، تو انگلستان کے وصی یا مہتمم ترکہ کا انگلستان کے دیون ادا کرنے کے بعد اثاثہ میں سے جو کچھ بچ رہے وہ شخص مذکور الصدر کے حوالہ کر دینا انگلستان میں اسکے بری الذمہ ہونے کے لئے کافی متصور ہوگا۔

مقدمہ پیلان بنام پیلان (۱۷۴۴) امبل ۲۵ بیس ج، ہارڈوک نے اس دعوی کو جو ایک شخص ساکن جرسی کے قرابتداروں (Next-of-kin) نے، جو بلا وصیت مرگیا تھا انگلستان کی باقیماندہ جائداد کے متعلق پیش کیا تھا، یعنے سے ارکار کر دیا نہ صرف اس بنا پر کہ عام مہتمم عدالت میں پیش نہ تھا بلکہ اس عجوز کے ساتھ کہ مدعیوں نے ایک جز حساب کیلئے اس عدالت میں آنے میں غلطی کی کیونکہ حسب قانون [تقسیم] جملہ حساب کے متعلق ڈگری ہونی چاہیے"۔ اور "اگر میں جملہ حساب کی ڈگری دوں، تو جرسی کی عدالتیں اسکے خلاف کریں گی، اور اس سے

182

لوگ بیحد مشکلوں میں پھنس جائیں گے" یہ صحیح ہے کہ رپورٹر کے بیان کے مطابق لارڈ ہارڈوک نے یہ بھی لکھا کہ "یہ مقدمہ اس مقدمہ سے مختلف ہے جس میں ایک مخصوص اور معین حصہ انگلستان کے موجودہ اثاثہ پر مشتمل ہو" لیکن یہ امر اس نتیجہ فیصلہ سے مطابق نہیں ہوتا اور میرے خیال میں حقیقی الفاظ یہ ہیں کہ "یہ مقدمہ انگلستان کے مخصوص اثاثہ کے بارے سے مختلف ہے" مقدمہ اینوہن بنام ویلے (۱۸۶۲) ۱۰ - ایچ - ایل - آئی میں لارڈ ویسٹبری نے یہ قرار دیا کہ جب متوفی کا توطن ملک غیر کا ہو تو نہ صرف انگلستان کے وصی یا منتظم بلکہ انگلستان کی عدالتوں کو بھی اگر جائداد عدالتی اہتمام میں ہو لازم ہے کہ انگلستان کے باقیماندہ اثاثہ کو ان لوگوں کے حوالے کر دیں جو ملک توطن میں اہتمام جائداد کے واسطے مقرر کئے گئے ہوں تاکہ وہ ان لوگوں میں تقسیم کیا جا سکے جو متوفی کی وصیت کے مطابق یا از روئے قانون اسکے مستحق ہوں۔ لارڈ کرنیورتھ اور لارڈ چیمسفورڈ اس بارہ میں مختلف الرائے تھے مگر یہ مسئلہ ایسا نہ تھا جس کا تصفیہ مقدمہ میں ضرور تھا۔ جو مسئلہ اس وقت بیان ہوا ہے وہ اس اصول کی بحث میں آجاتا ہے جو فرائی اور جیل نے مقدمہ فیس بنام ہاکن (۱۸۸۰) ۱۶ - چانسری ڈویژن ۴۰۷ میں قایم کیا تھا۔ فرائی کی رائے کی تائید مقدمہ (۱۸۸۱) ۱۸ - چانسری ڈویژن ۳۴۷ میں کی گئی جج جیل بیگلے اور توش - مگر اس مقدمہ میں فیصلہ دوسرے وجوہ پر بھی مبنی تھا۔

دفعہ ۱۰۶ لیکن جس صورت میں اہتمام ترکہ کی کارروائی انگلستان میں چل رہی ہو اس وقت یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا عدالت اس مقدمہ کو ختم کرنے اور باقیماندہ جائداد کو اس علم کی مدد سے جو وہ متوفی کے ملک توطن کے قانون کے متعلق حاصل کر سکتی ہے تقسیم کر دینے پر اصرار کرے گی یا باقیماندہ جائداد کو متوفی کے نمایندہ ملک توطن کے سپرد کر دے گی۔

مقدمہ ویدربائی بنام سینٹ گرگیو (۱۸۴۳) ۲ - ہا - ۶۲۴ میں جسٹس جرام نے یہ خیال کیا کہ دیون کے ادا ہو جانے کے بعد ملک توطن کا مہتمم تر کہ ان لوگوں کا جو جائداد باقیماندہ کے مستحق استفادہ ہیں، صرف امین ہو جاتا ہے اور اس صورت میں جائداد باقیماندہ کا اسکے حوالہ کر دینا اس قاعدہ کے خلاف ہوگا کہ "اگر جائداد

مامون لہ کیسلئے امین کو دیجاتی ہے تو عدالت اس کو مامون لہ کے حوالے کرے گی، نہ کہ امین کے۔" اور یہ اس مقدمہ میں ہوا جس میں موصی نے بصراحت اپنے انگلستان کے وصی کو ہدایت کی تھی کہ باقیماندہ جائداد اسکے اٹلی کے مہتمان ترکہ کے سپرد کردیجائے۔ مقدمہ میکلین بنام کیمبل (۱۸۵۷) ۲۴-بی-۱۰۰ میں جسٹس رولے کا صریح رجحان اس طرف تھا کہ باقیماندہ جائداد وہ خود تقسیم کریں اور صرف اس کارروائی کو جب تک تو ملک کی عدالت میں ہو رہی ہو اختیار کرلیں۔ اسی رائے سے لارڈ کرینورتھ اور چیمسفورڈ کو بھی اتفاق تھا جیسا کہ دفعہ ماسبق میں بیان ہوچکا ہے۔ دوسری طرف لارڈ ونسبری کی رائے تھی جس کا ذکر اسی مقام پر کیا گیا ہے اور جو دلیل انگلستان کی عدالت کے طرز عمل سے بحالت توطن انگلستان پیدا ہوتی ہے اس کیسلئے آئندہ دفعہ دیکھنی چاہیے۔ مقدمہ ہنس بنام میچل (۱۸۷۷) ۳-ڈی-آر-۱۴-۱-ڈی-ای-جی-وجے ۴۲۳ میں ایک موصی، متوطن اسکاٹ لینڈ کی انگلستان کی منقولہ جائداد کا حق استفادہ زیر بحث تھا، اور اسکے متعلق اسکاٹ لینڈ میں ایک دعوی دائر تھا جس میں اس کا فیصلہ ہوسکتا تھا۔ جسٹس کنڈرسلے اور نائٹ بروس اس میں متفق الرائے تھے کہ مدعی علیہ کے نام جو اسکاٹ لینڈ میں تھے طلب نامہ جاری ہونا چاہیے تاکہ جو کارروائی انگلستان میں چل رہی ہے وہ چلتی رہے۔ جسٹس ٹرنر کو اسمیں شبہ تھا۔

مقدمہ بونی نامی سری بنام پرٹ [۱۹۱۲] پی-۲۳۳-سی-اے-سی، کو رابن ہارڈی، ایم-آر-فارول، اور لارڈ چیف جسٹس کینن نے جسٹس الیوٹ کے فیصلہ کو منسوخ کردیا۔ ایک انگریز ایک اٹلی کی عورت سے نکاح کرکے انگلستان سے چلا گیا اور اٹلی میں توطن اختیار کرلیا۔ اس نے کوئی وصیت نامہ نہیں لکھا تھا بلکہ انگلستان میں صرف ایک خط پر دستخط کئے تھے جسکی نسبت کہا جاتا تھا کہ وہ خود اسکے ہاتھ کا لکھا ہوا وصیت نامہ حسب قانون اٹلی ہے۔ اس کی بہن نے انگلستان میں بحیثیت قرابتدار قریب کے اہتمام ترکہ کا دعوی دائر کیا اور دوسرے شخص نے اس دستاویز کی بنا پر اٹلی میں کارروائی شروع کی۔ قرار پایا کہ:-

138

(۱) انگلستان کی عدالت کو اہتمام ترکہ کے حکم دینے کا اختیار تھا اور اس لحاظ سے وہ انگلستان کے متروکہ کے متعلق تمام سوالات کے تصفیہ کی مجاز تھی
(۲) چونکہ سوال صرف انگریزی الفاظ کی تعبیر کے متعلق تھا اس لئے اس کا تصفیہ انگلستان کی عدالت میں ہونا لازم ہے (نیز ملاحظہ ہو ضمیمہ مقدمہ لاریلارڈ)

دفعہ ۱۰۶ (الف) جب تک کہ دائنوں کے دعاوی انگلستان یا ملک غیر کے مہتمان جائداد کے پاس سے تصفیہ نہ ہو جائیں اس وقت تک قانون توطن کے مطابق متروکہ ورثاء مستحقین میں تقسیم نہ ہو سکے گا لیکن اگر ملک غیر کے وارث انگلستان کے مہتمان جائداد کے سامنے حاضر ہونے اور اپنے دعاوی کے ثبوت پیش کرنے سے قاصر رہیں یا انکے دعاوی خارج المیعاد ہوں (اگرچہ متوفی کے مقام توطن کے قانون سے خارج المیعاد نہ ہوں) تو انگلستان کے مہتمان جائداد کے پاس جو متروکہ بچ رہے گا اس کو انگریزی عدالتیں متوفی کے مقام توطن کے قانون کے مطابق ورثاء مستحقین میں تقسیم کر دیں گی۔

مقدمہ لاریلارڈ اگریفتہ بنام کٹ فورتھ ڈبلیو۔ این ۱۹۲۲۔ پی ۵۷۔ جے

(آگے (مندرجہ ضمیمہ کتاب) کو

دفعہ ۱۰۷ برخلاف اسکے اگر متوفی کا توطن انگلستان کا ہے، جہاں اہتمام ترکہ کی کارروائی جاری ہے اور انگلستان کے اوصیا یا مہتمان ترکہ یہ نہیں ظاہر کرتے کہ اس متروکہ کے متعلق جس کا اسکو مما لک خارجہ سے وثیقہ حاصل ہے، انگریزی عدالتیں بمقابلہ دائنین کے بطور جائز بری الذمہ نہیں کر سکتیں تو انگلستان سے ایک حکم امتناعی اس مضمون کا جاری ہو گا کہ جو عدالتی کارروائی ملک غیر میں اس کی موقوعہ جائداد منقولہ کے متعلق چل رہی ہے وہ ملتوی رکھی جائے۔

مقدمہ ہوپ بنام کارنے (۱۸۶۶) ایل۔ آر۔ ۱۔ چانسری مرافعہ ۳۲۰۔
جج، نائٹ بروس اور رلز جنہوں نے اسٹورٹ کے فیصلہ کو بحال رکھا، بحث فرمائی ان لوگوں میں تھی جن کو حق استفادہ حاصل تھا، ولی بنام ولی (۱۸۶۷) ایل آر۔ ۵۔ ای کیو۔ ۱۷۵۔ ایچ ایل سکاٹس۔ ملک غیر کے متعلقہ مقدمہ میں جو شخص مدعی تھا اس کا دعوی یہ تھا کہ اس کو بانیاندہ متروکہ میں حق استفادہ حاصل تھا اگرچہ یہ امر تسلیم کیا جاتا تھا کہ اس امر کی دریافت کے لئے کہ آیا فی الحقیقت کوئی بحث

ہے پہلے حساب کا داخل ہونا لازم ہے۔ تاہم مہتمان ترکہ نے یہ نہیں ظاہر کیا کہ انکی حفاظت کے لئے بمقابلہ دائنین کے ملک غیر کی برأت ضروری تھی بلکہ برخلاف اسکے منجملہ مہتمان مذکور کے ایک شخص حصول حکم امتناعی کی کارروائی میں شریک تھا۔

اس دفعہ میں یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ جس شخص کے مقابلہ میں حکم امتناعی چاہا جاتا ہے وہ انگلستان کے حدود اختیار کے تحت میں ہے۔ پہلا سوال جو اس معاملہ میں پیش آتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا عدالت چانسری کا کوئی قاعدہ یا اصول ایسا ہے، جس کی بناء پر وہ ایک موصی کے متروکہ کے اہتمام کی ڈگری دینے کے بعد ایک ملک غیر کے دائن کو جو اسی ملک میں رہتا ہو اپنے قرضہ کی بابت اپنے ملک کی عدالت میں چارہ جوئی سے باز رکھنے کا حکم دے سکے۔ یقیناً کوئی ایسا قاعدہ یا اصول نہیں ہے۔ ایسے دائن پر اس ملک کی عدالتوں کو کوئی اختیار نہیں ہو سکتا۔۔۔۔ یہ امر پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ہم ملک غیر کے ایک شخص بلکہ ایک سند یافتہ جماعت کے متعلق کارروائی کر رہے ہیں جو اس ملک کی عدالتوں سے کوئی استمداد نہیں کرتی۔ اگر مدعا علیہان ڈگری میں شریک ہوتے اور اس طور سے کچھ حصہ انگلستان کے متروکہ سے پاتے تو صورت حال دوسری ہو جاتی۔" لارڈ کرنورتھ، مقدمہ کیرن آیرن کمپنی بنام میکلارن (۱۸۵۵) ۵ ایچ۔ ایل ۴۱۴ و ۴۲۴ پر تو ہام کی رائے بھی تقریباً یہی تھی سینٹ لیونارڈ کو البتہ اس حد تک اختلاف تھا کہ آیا جماعت سند یافتہ ملک غیر کی تھی یا نہیں، اور اس کا اتباع مقدمہ بوائس وکرافٹن بنام کرافٹن (۱۸۰۰) ۱۵۔ جانسری ڈیرن ۵۹۱ جج ہیلنس میں کیا گیا۔ مقدمہ گرہام بنام میکسول (۱۸۴۹) ۱ سیک وگار جج کالٹ ہام نے تائید فیصلہ شاڈول میں اس پر غور نہیں ہوا کہ آیا دائن ملک غیر کا تھا یا نہیں، وہ انگلستان کے مقدمہ میں بحیثیت فریق کے حاضر تھا۔

دفعہ ۱۰۸ لیکن اگر وہ لوگ جو ایسے متوفی کے متروکہ ہو قوعہ بیرون ملک پر قابض ہیں، جو بحالت توطن انگلستان فوت ہوا ہو، اس بنا پر جو انگریزی عدالت سے بمقابلہ دائنان متوفی دی گئی بھروسہ کرنے پر معترض ہوں تو اس صورت میں یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا عدالت مذکور بذریعہ حکم امتناعی ملک غیر کی کارروائی اہتمام ترکہ کو

روک دے گی، بجز ایسی صورت کے کہ کارروائی مذکور تقسیم جائداد باقیماندہ سے متعلق ہو۔ اس سے زیادہ روک ٹوک اس رائے سے مطابق نہ ہوگی، جو کہ مقام وقوع کو مال منقولہ پر اختیار رکھنے کی نسبت قائم کی گئی ہے، اور جس پر دفعہ ۱۰۴ مبنی ہے۔

دفعہ ۱۰۹ اگر ملک غیر کے مہتمم سے، انگلستان کی عدالت میں حساب لیا جائے گا، خواہ حساب کے داخل کرانے سے یا کسی دوسرے طریقہ پر، تو اس کو کمیشن اس کاروبار پر دلایا جائے گا، جو اس نے ملک غیر کی منظوری کی بنا پر کیا ہو وہی ہوگا، جو اس کو ان حدود اراضی میں دلایا جاتا جہاں سے وہ منظوری جاری ہوئی تھی۔

مقدمہ جیتھم بنام اڈلے (۱۷۹۰) ۴۔ ویس ۲۰۷ میں آرڈن کے فیصلہ کو لوبرو نے بحال رکھا جس میں ہندوستان کا مروجہ (۵) فیصدی کمیشن دلایا گیا تھا، اور نیز مقدمہ کاکل بنام باربر (۱۸۲۶) ۱۔ بم ۲۳۰ نج، بیچ کو مقدمہ ہوی بنام ٹیکٹین (۱۷۹۹) ۴۔ ویس ۵۹۶۔ نج، آرڈن میں کاروبار کے واقعات کی بنا پر، اس کی منظوری سے انکار کیا گیا، اور نیز مقدمہ فرمین بنام فیرلی (۱۸۱۷) ۳۔ بیر ۲۴۰۔ نج، گرانٹ میں، کیونکہ وصیت نامہ میں مہتمم ترکہ کو اسکی محنت کا معاوضہ دلایا گیا تھا، اس کو پیش نظر رکھ کر یہ خیال کیا گیا ہوگا کہ وہ ہندوستان کی عملدرآمد کے مطابق بھی کمیشن کے پانے کا مستحق نہیں ہے۔

دفعہ ۱۱۰ ہر مہتمم ترکہ پر، خواہ وہ اصلی ہو یا ضمنی لازم ہوگا کہ جو متروکہ بربنائے منظوری، اس کے قبضہ میں آئے، اس کو متوفی کے دائنین کے ادا کرنے میں صرف کرے، خواہ وہ دیون ان حدود اراضی کے ہوں، جہاں سے منظوری صادر ہوئی ہے یا اسکے باہر کے، اور خواہ وہ دائن ان حدود اراضی کے متوطن یا باشندہ ہوں، یا ان کے باہر کے، اس ترتیب تقدم کے ساتھ، جو قرضہ یا متروکہ کی نوعیت کے لحاظ سے، اس ملک کے قانون میں بتائی گئی ہو، جہاں سے منظوری صادر ہوئی ہے۔

یہ قاعدہ شخصی قانون بین الاقوام کے اس اصول کا بلاواسطہ نتیجہ ہے، کہ دائنین کی ترتیب، بلحاظ تقدم و تاخر کا تصفیہ بمجالات اجتماعی Lex Comcursus قانون مقام دعوی یا قانون اجتماع سے کیا جائے گا۔ یہ ایک ایسا اصول ہے کہ اس سے گریز نہیں ہو سکتا، کیونکہ اگر دو دین، و مختلف قوانین کے تحت میں تحصیل کئے جائیں، اور ان میں سے،

ہر دین کو دوسرے دین پر اس قانون کے لحاظ سے جس کی تحت میں وہ حاصل کیا گیا ہے تقدم حاصل ہو تو انکے تقدم کی ترتیب کا فیصلہ سوائے اس مقام کے قانون کے جہاں فریقین متجمع ہوں اور کس قانون سے ہو سکتا ہے؟ یہ قاعدہ انگلستان کے قانون کے اس اختیار (Authority) کا نتیجہ ہے، جو مقام وقوع کو نفس متروکہ پر (بحیثیت کے حق استفادہ سے علیحدہ) دیا جاتا ہے کیونکہ اسی اختیار کی وجہ سے انگریزی قانون میں یہ چاہا جاتا ہے کہ پہلے متروکہ پر مقام وقوع کی منظوری سے قبضہ حاصل کیا جائے اور بعدہ دائین اس غرض سے جمع کئے جائیں کہ جو متروکہ اس طور سے قبضہ میں آیا ہے وہ پہلے دیون سے پاک ہو جائے قبل اسکے کہ اسکی بحیثیت متوفی کے متعلق مقام توطن کے قانون کا نفاذ ہو۔ اگر توطن یا قومیت کے اختیار کی نسبت یہ تسلیم کیا جاتا کہ وہ بجائے مالیتمانہ جائداد کے جملہ جائداد متروکہ متوفی پر حاوی ہے جیسا کہ یورپ کے دوسرے ممالک میں ہوتا ہے تو سلسلہ توریث جیسا کہ محاورہ ہے وہیں ٹھہلتا (قائم ہوتا) اور وہیں دائنوں کا اجتماع ہوتا اور وہیں کے قانون سے ان میں تقدم و تاخر کی ترتیب 135
قائم کی جاتی جیسا کہ یورپ کے دوسرے ممالک میں ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ اس طریقہ میں جو اجتماع ہوتا ہے وہ متروکہ کے مقابلہ میں نہیں بلکہ وارث کے مقابلہ میں ہوتا ہے اگرچہ وارث کی ذمہ داری ضبط فہرست کی وجہ سے محدود ہو گئی ہو اور وارث کا تعین، تمام مراتب کیلئے متوفی کے اس ذاتی حدود اراضی کے قانون سے ہوتا ہے جہاں سلسلہ توریث قائم کیا جاتا ہے۔

مقدمہ کلیبی و کرنہور بنام سیل برٹ (۱۸۸۴) ۲۸۔ چانسری ڈویژن ۱۷۰ جج پیٹرسن میں اس دفعہ کا حوالہ دیا گیا اور اس کا مضمون پسند کیا گیا۔ فاضل جج نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ "اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے مقدمہ میں جس میں فرانس کی بحیثیت کی تقسیم اس طرح عمل میں آئی ہو کہ فرانس کے اینول کو بحیثیت فرانسیسی ہونے کے تقدم حاصل ہو گیا ہو تو انگلستان کی بحیثیت کو تقسیم کرتے وقت عدالت کو ہوشیاری سے کام لیکر ادائی رقم کو درجہ سادات میں لانا چاہیئے اور اس امر کی احتیاط کرنی چاہیئے کہ جب تک انگلستان کے دائنوں کو حصہ تناسبہ نہ پہنچ جائے کوئی فرانس کا دائن ان میں داخل

نہ ہونے پائے، بجز اس صورت کے جس کا کیا جانا مساوات اور انصاف کے بجا لانے سے ضرور ہے یا کسی اور قاعدہ سے واقف نہیں ہوں جس کی بنا پر انگلستان کے وائنوں کو بمقابلہ ملک غیر کے وائنوں کے ترجیح دی جائے دیکھو دوسرے نظائر جو آئندہ دفعہ کے تحت میں درج ہوئے ہیں، اور مقدمہ ڈوئش (۱۸۹۶) ۲- چانسری ۳۶ - ۶۵ جج، جہاں عام طور سے انگلستان کی بیت کو انگلستان کے قانون کے مطابق تقسیم ہونا چاہیئے بلحاظ اس تقدم و تاخر کے جو اس ملک کی عدالتوں میں تسلیم کیا جاتا ہے صفحہ ۸۳۹ ؎

دفعہ ۱۱۱ اگر ملک غیر کے مہتمم کے پیش کرنے یا کسی دوسرے طریقہ سے ملک غیر کی بیت کا عدالتی اہتمام انگلستان میں کیا جاتا ہو تو عدالت اس بیت کو اسیطرح کام میں لائے گی جس طرح ملک غیر کا مہتمم کام میں لاتا بشرطیکہ خاص بیت وائنوں میں اسی ترتیب تقدم و تاخر سے تقسیم ہوگی جو اس قانون میں بتائی گئی ہے جس کی رو سے اس بیت پر قبضہ کیا گیا تھا۔

مقدمہ بن حسن بنام واکر (۱۸۲۹) ۷- ایل- جی- چانسری ۱۳۵- جج، ریچ میں، موصی متوطن انگلستان کی ارضی ملک غیر کی آمدنی اس کے وائنوں میں اسی ترتیب تقدم و تاخر کے ساتھ تقسیم کی گئی جو قانون مقام وقوع میں بتائی گئی تھی، مقدمہ کوک بنام گریسن (۱۸۵۴) ۲- ڈی- جی- آر- ۲۸۶- جج، کنڈر سلے میں، اس جائداد کے متعلق جو آئرلینڈ سے لائی گئی تھی، ایک وائن کو جو آئرلینڈ کے فیصلہ کی بنا پر وہ مویدار تھا بمقابلہ ان وائنوں کے جو محض معاہدہ کی بنا پر وہ مویدار تھے ترجیح دی گئی، لیکن انگلستان کی جائداد کے متعلق، وہ محض بنائے معاہدہ، وائن قرار دیا گیا اس قاعدہ کی پابندی کی بنا پر جس میں ایسی وقعت صرف ملک غیر کے فیصلہ کو دی جاتی ہے، اگرچہ موصی آئرلینڈ کا متوطن تھا۔ برخلاف اس کے مقدمہ ولسن بنام ٹولسین (۱۸۵۴) ۱۸- بیو- ۲۹۳- جج، رولے میں بھی موصی آئرلینڈ کا متوطن تھا، اور اس بنا پر انگلستان اور آئرلینڈ دونوں جگہ کا ترکہ آئرلینڈ کی ترتیب تقدم کے مطابق تقسیم کیا گیا، انگلستان کے فیصلہ والا وائن بھی دونوں جائدادوں کے متعلق، اس بنائے معاہدہ

قرار پایا۔ یہ مقدمہ کوک بنام گرلیسن کے مقدمہ سے پہلے فیصل ہوا تھا، مگر اس میں اس کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ اور مقدمہ کلے بی وکن رتھیر بنام گیشل برٹ (۱۸۸۴) ۲۸۔ چانسری ڈویژن ۱۰۵۔ جج، پیرسن میں اس کا حوالہ دیا گیا، مگر اس سے اتفاق نہیں کیا گیا۔ مقدمہ پارڈو بنام شگھام (۱۸۶۸) ایل۔ آر۔ ۶۔ ای کیو۔ ۴۸۵ میں جج، رومیلے کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انھوں نے یہ متدل رائے ظاہر کی کہ متوفی کے ملک توطن کے قانون سے، اس ترکہ کے متعلق جو ملک توطن کے لحاظ سے بیرونی ہو، ڈنین کے ترتیب تقدم کا تصفیہ نہیں کیا جائے گا، بجز اس دائن کے حق میں جس کا توطن اسی ملک میں ہوگا جس کا متوطن متوفی تھا۔ مگر اس کو نہ اس اصول کے کام میں لانے کی ضرورت ہوئی اور نہ اپنے پہلے بیان کردہ اصول کو کیونکہ متوفی کا بینہ توطن، بیرون انگلستان ثابت نہیں کیا گیا تھا۔ اسٹوری نے اسی اصول کو پسند کیا ہے جس کو ہم دفعہ ۱۸۶ میں درج کر چکے ہیں، وہ لکھتا ہے کہ ریاستہائے متحدہ میں وہی نافذ ہے۔ اختلاف قوانین دفعات ۵۲۵ و ۵۲۴۔ نیز ملاحظہ ہو ضمیمہ مقدمہ لاری لارڈ ہو

جو فیصلے مقدمات دیوالیہ میں تقدم کی نسبت قانون مقام اجتماع (Lex loci Concursus) کی تائید میں ہوئے ہیں ان کیلئے دیکھو مقدمہ یکطرفہ ہلمورن (۱۸۷۰) ایل۔ آر۔ ۶۔ چانسری مرافعہ جات ۶۴۔ جج ہیلیٹس و جیمس ہو مقدمہ تھربرن بنام اسٹورٹ (۱۸۷۱) ایل۔ آر۔ ۳۔ پی۔ سی۔ ۸۰۔ جج، کیرنس ہو

دفعہ ۱۱۱ (الف) جس صورت میں موصی نے امریکہ اور انگلستان دونوں جگہ جائداد چھوڑی تھی، اور دگر بداروں کے دعاوی میں، امریکہ کی کل جائداد صرف ہو گئی تھی، اور امریکہ کا کوئی دعویدار انگلستان کی جائداد سے طالب ایفاء قرض نہ ہوا تھا، مگر بعدہ امریکہ کے مہتمم جائداد نے موصی کی جائداد انگلستان کی تحویل کا مطالبہ کیا، تو یہ طے ہوا کہ موصی کے امناء کو جنہوں نے وصیت نامہ انگلستان میں داخل کیا تھا لازم تھا کہ وہ موصی کے امریکہ و انگلستان دونوں کے دائنوں کے قرضہ کے ایفاء کے لئے جس سے وہ واقف تھے، ترکہ کے طالب ہوتے، اور اگر امریکہ کے

186

دائن حاضر ہوتے تو انکو امریکہ کا وہ حکم یا صداقت نامہ جو وہاں سے ملا تھا پیش کرکے یہ ثابت کرنا پڑتا کہ وہ انگلستان میں ان کے دعاوی کے ثبوت کیلئے کافی ہے اور نیز یہ کہ ان کے دعاوی خارج المیعاد نہیں ہیں۔

مقدمہ لارڈ ہوارڈ حوالہ سابق۔

دفعہ ۱۱۲ جو محصول اموات (Death duties) پر لیا جاتا ہے، اسپر بحث کا یہی موقع ہے، کیونکہ اہتمام ترکہ میں بجبت تقسیم کرنے سے پہلے اسکے متعلق سوالات پیش آتے ہیں۔

انگلستان کا قدیم محصول اموات دو قسم کا تھا۔ اوّل محصول پروبیٹ جس میں اسناد اہتمام ترکہ اور اجازت نامہ پروبیٹ دونوں محصولوں کو ہم شامل کر سکتے ہیں۔ اور جو بعدہ بروے قوانین ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا فصل ۱۰۔ دفعہ ۴ ایسی جائداد منقولہ سے بھی متعلق ہونے لگا جس کا وصیت نامہ کی بنا پر بذریعہ اختیار تقسیم تصفیہ ہوا ہو۔ سرکار مال منقولہ کی جو حفاظت کرتی ہے اس کا معاوضہ یہ محصول سمجھا جا سکتا ہے، اس نظر سے متوفی کا توطن غیر متعلق لیکن اس جائداد کا جس کی حفاظت کیجاتی ہے، مقام وقوع متعلق قرار پاتا ہے۔ دوسرا محصول ہبہ وصیتی جس میں مال منقولہ کے وہ حصص جو قرابتداروں کو پہنچتے ہیں شریک ہیں۔ اور چونکہ یہ ایک ایسا محصول تھا جو سرکار جائداد منقولہ کو متوفی اشخاص سے زندہ اشخاص کی طرف منتقل کرنے کی بابتہ لیتی تھی، اسلئے اس متوفی کا توطن جس کی منقولہ جائداد اس طرح منتقل کیجاتی ہے متعلق، اور اس جائداد کے اجزا کا وقوع غیر متعلق ٹھہرتا ہے۔ ۱۸۵۳ء میں محصول توریث جاری ہوا جو ہبہ وصیتی کے محصول کی طرح محصلہ حق استفادہ پر ایک ٹیکس تھا مگر جہاں تک اس کا تعلق قطعی مالک کی موت کے بعد انگلستان کی جائداد غیر منقولہ سے تھا، اس کو بلحاظ ان اصول کے جو اسبارہ میں انگلستان میں رائج تھے، توطن سے کوئی تعلق نہ تھا۔ محصول توریث کا تعلق اس جائداد سے جس پر قبضہ قطعی نہو، بلکہ جو کسی شخص کو بعد قابض حال کے دی گئی ہو (Settled) زیر دفعہ ۱۱۶ بیان کیا جائے گا۔ آخر کار ان اموات پر جو یکم اگست ۱۸۹۴ء کے بعد واقع ہوں محصول پروبیٹ کا یا جانا موقوف کر دیا گیا اور اس کی جگہ ایک جائدادی محصول (Estate duty) قائم ہوا جو ان تمام جائدادوں پر حاوی تھا جن پر محصول پروبیٹ عائد ہوتا تھا اور اسی میں جائداد

غیر منقولہ انگلستان اور دوسری جائدادیں جن سے محصول توریث لیا جاتا تھا اور تمام ایسی جائدادیں جو سلطنتہائے متحدہ کے باہر واقع ہوں اور جو موت واقع ہونے پر ایسے حالات میں منتقل ہوں کہ اس قانون کی رو سے جو ۱۸۹۴ء کے قبل نافذ تھا ان پر ہبہ وصیتی یا توریث کا محصول واجب الادا ہوتا یا منتقل الیہ سے قرابت کی استثنائی صورت کے علاوہ لیا جا سکتا تھا شریک ہیں۔ موخر الذکر قسم کا نتیجہ یہ ہے کہ متوفی کا توطن بھی حفاظت جائداد کے ساتھ ساتھ جو کہ دوسرے قسم کی جائداد کا اصول ہے محصول کا ایک اصول قرار پا گیا ہے اور اس سب کا نتیجہ یہ ٹھہرا کہ جائدادی محصول دولتمندی کے محصول کی حیثیت سے ہبہ وصیتی اور توریث کے اس محصول کے پہلو بہ پہلو جسے محصلہ حق استفادہ کا نام دیا جانا چاہیئے قائم ہو گیا جس طرح پروبیٹ اور ہبہ وصیتی کے محصول اس جائداد منقولہ میں جس سے وہ متعلق ہوتے ہیں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ 1.67

پروبیٹ اور اسناد اہتمام ترکہ کا محصول جس طرح پہلے بلا لحاظ متوفی کے توطن کے واجب الادا تھا اسی طرح اب جائدادی محصول مفصلہ ذیل اشیاء پر واجب الادا ہے۔

اس کے تمام مادی اثاثہ، تمسکات قابل بیع و شراء اور ان دستاویزات یا صداقتنامجات پر جو حال کو قابل ادا ہوں اس حد تک کہ وہ متوفی کی وفات کے وقت انگلستان میں موجود تھے یا اگر وہ اس وقت دریائی سفر یا دوسری حدود ارضی میں تھے تو اس حد تک کہ وہ بعد وفات پہلے مرتبہ منظورہ مہتمم ترکہ کے قبضہ میں آئے۔

اور نیز ان دیون پر جو متوفی کو بجز بابت تمسکات قابل بیع و شرا یا دستاویزات یا صداقتنامجات کے جو حال کو قابل ادا ہوں، دوسرے طریقہ پر واجب الوصول ہوں، اور انکے کفیلوں کے حصوں اور دوسرے غیر مادی اثاثہ پر اس حد تک کہ انکی موت کے وقت انگلستان میں صحیح طریقہ سے انکے وصول کرنے یا ان پر قبضہ پانے کا دعوی ہو سکتا تھا دوسرے الفاظ میں اس کی تمام ذاتی جائداد پر جو ابتداءً انگلستان کی شقوق کے حسب دفعات ۲-۹۰-۹۵-۹۶ منتقل ہوتی ہے نہ کہ اور کسی ذاتی جائداد پر جس کی بابت حسب دفعہ ۱۰۳ انگلستان کا مہتمم ترکہ جوابدہ ہو سکتا ہے یا جس کو حسب دفعہ ۹۹ یا ۱۰۰ انگلستان کا مہتمم ترکہ وصول کر سکتا یا وہ اسکی موجودگی میں وصول ہو سکتی تھی۔

اس سوال پر کہ محصول پر وہ بیٹ ملک غیر کی اس جائداد کی آمدنی پر جو تبسم ترکہ پر بنائے عنقوری حاصل نہیں کر سکتا یا جو اسکے قبضہ میں نہیں آسکتی تھی واجب الوصول نہیں ہے اگرچہ اس کے وصول ہو جانے کے بعد وہ انگلستان میں اس کا جوابدہ اور ذمہ دار ہو مقدمہ ایلون (۱۸۲۰) ۱ سی۔ آر ۵ جے ۳۵۹ میں الگزنڈر اور ٹیلی نے بحث کی تھی اور مقدمہ اٹارنی جنرل بنام ڈائمنڈ (۱۸۲۱) ۱ سی۔ آر ۵ جی ۳۵۶ میں لینڈ ہرسٹ اور ٹیلی وغیرہ نے اس کا فیصلہ کیا ان دونوں مقدمات میں ملک غیر کی حکومت کا سرمایہ زیر بحث تھا: انگلستان کی اعلیٰ عدالت دیوانی اور باوس آف لارڈز میں (بروہام) بمرافعہ مقدمہ اٹارنی جنرل بنام ہوپ (۱۸۲۴) ۱ سی۔ آر۔ ایم و آر ۳۰۰ ۵ ۸۰ بی آئی۔ ایس۔ آر ۴۰۴ ۲ سی ایل و ایف ۸۰۴ اس کا پھر فیصلہ ہوا۔ اسمیں ملک غیر کی حکومت کا سرمایہ اور دین جو ملک غیر کے متوطن اور باشندوں لوگوں سے واجب الوصول تھا اور وہ اثاثہ جو موت کے وقت ملک غیر کے مختاروں کے پاس فروخت کیلئے تھا زیر بحث تھا اگر اس مال کے متعلق جو موت کے وقت سمندر میں تھا بلا عذر محصول ادا کیا گیا تھا اور میرے خیال میں یہ فرض کرنے کی گنجائش ہے کہ جو مال مختاروں کے ہاتھ میں فروخت کے لیے تھا وہ فروخت ہو گیا تھا اور پھر ولطن میں واپس نہیں لایا گیا تھا اور نیز یہ کہ اگر موت کے وقت ملک غیر کے حدود میں کوئی مال تھا جو بعد موت کے اس ملک میں لایا گیا اور وہ مجتمع ترکہ کے قبضہ میں آگیا تو اس مال پر محصول اسی طرح واجب الادا ہوتا جیسا کہ اس مال پر جو موت کے وقت سمندر میں تھا مگر اس مقدمہ کی کم سے کم متضاد صورت صحیح نہیں متصور ہو سکتی مقدمہ اٹارنی جنرل بنام پریٹ (۱۸۴۱) ایل آر ۹ ایچ ۱۴۰ میں سٹیفن ایڈیٹ نے اپنی جائداد پر جو موت کے وقت ایک جہاز پر موجود تھی محصول عائد کئے جانے کے متعلق اپنی رائے کو محفوظ رکھا۔ مگر جسٹس کیلی صاف طور سے اسکی تائید میں تھے اور بظاہر شبہ اور شک کی کوئی وجہ ظاہر نہیں ہوتی ایسے جہازوں کے متعلق جن کی رجسٹری سلطنہائے متحدہ میں ہوئی ہو قوانین ۲۷ و ۲۸ وکٹوریا فصل ۵۶ دفعہ ۴ دیکھو جو زیر دفعہ ۹۵ درج کئے جا چکے ہیں ؎

جو تمسکات قابل بیع و شراء موت کے وقت انگلستان میں پائے گئے ان پر

138

محصول پر وبیٹ واجب الادا قرار پایا، مقدمہ اٹرنی جنرل بنام بوانس اور دوسرے مقدمات زیر دفعہ ۹۶ ہوا، اور ریلوے کمپنیوں کے حصص پر جو کہ حدود ارضی میں قایم ہوئی ہوں، بہر ایسے مقام پر جہاں کہ ان کا کاروبار جاری ہو۔ مقدمہ اٹرنی جنرل بنام گلنس (۷ ۱۸۵) ۲۔ ایچ و این ۳۳۹۔ جج پولاک۔ ارٹن۔ واٹسن، مقدمہ اوصیا و فرومنیڈ (۱۸۷۰) ایل۔ آر۔ ۵۔ چانسری مرافعہ جات ۳۱۴ میں گفارڈ نے اسی مقدمہ (۱۸۶۹) منفصلہ رولے کو منسوخ کر دیا۔ یا ایک ایسی کمیٹی میں جو سند شاہی سے قائم ہوئی تھی، اور جس کا صدر دفتر انگلستان میں تھا، اگرچہ اس کا خاص کاروبار ہندوستان میں چلتا تھا، مقدمہ نیو یارک بیرو ورکس کمپنی بنام اٹرنی جنرل (۱۸۹۹) اے۔ سی۔ ۶۲۔ جج، ہالسبری۔ واٹسن۔ شینڈ۔ ڈیوی۔ والڈ جنہوں نے استمتہ۔ رگبی اور کالنس کے فیصلہ کی تائید کی (۱۸۹۸) ۱۔ کیو۔ بی۔ ۲۰۵۔ اور انہوں نے، ولس اور گرنہام (۱۸۹۷) ۱۔ کیو۔ بی۔ ۷۳۰۔ کے فیصلہ کو منسوخ کیا تھا، نیز قرضہ دستاویزی پر جبکہ دستاویز موت کے وقت حدود ارضی میں تھی۔ مقدمہ کمشنر اسٹامپ بنام ہوپ (۱۸۹۱) اے۔ سی۔ ۴۷۶۔ جج، فیلڈ، جو ساؤتھ ویلز کے مرافعہ پر مگر بلا مزاحمت اس محصول کے جو اس مقام پر واجب الادا ہو جہاں قرضہ محض معاہدہ کی بنا پر ہو، مقدمہ پین بنام سرکار (۱۹۰۲) اے۔ سی۔ ۵۔ ۲۔ جج، میگناٹن اور دیکھو مقدمہ منٹی بنام ملکہ [۱۸۹۶] اے۔ سی۔ ۵۹۷۔ جج، واٹسن، اور ان دیولنا پر جو انگلستان کے باشندوں سے واجب الوصول ہو۔ مقدمہ اٹرنی جنرل بنام پریٹ (۱۸۷۴) ایل۔ آر ۹۔ ای ایکس۔ ۱۴۔ جج، کیلی، پیگٹ، پارلیمنٹ لیکن۔ بورڈ آف انڈیا کے کفالت نامجات پر جو موت کے وقت اس قرضہ کی شکل میں منتقل نہیں ہوئے تھے جو انگلستان میں ایسٹ انڈیا سے واجب الوصول تھے۔ اگرچہ متوفی نے ایسی تبدیلی کیلئے اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔ پیرس بنام پیرس (۱۸۴۹) ۹ بیم۔ ۴۳۰۔ جج، شاڈول، اس امر کے متعلق کہ شریک متوفی کی پروبیٹ کا مناسب موقعہ کہاں ہے، دیکھو مقدمات: لیڈے بنام لارڈ ایڈورسٹ (۱۸۹۰) ۱۵۔ اے۔ سی۔ ۴۶۸۔ جج، ہرشل۔ واٹسن میگناٹن۔ بیور بنام ماسٹر اکیویٹی سپریم کورٹ

اوف وکٹوریہ۔ [۱۸۹۵] اے۔سی۔۲۵۱۔ج، ہرشل جنہوں نے مقدمہ اسٹامپ کمشنر بنام سالٹنگ [۱۹۰۷] اے۔سی ۴۴۹۔ج، لوتربرن۔ اشبرن۔ میگناٹن۔ ولسن اور ویس کا اتباع کیا۔

جب ایک جائداد میں جس کا کامل اہتمام حاصل نہ ہو ملک غیر کا موقوعہ ترکہ بھی شامل ہو اور قرابتدار کا ایک حصہ مجملہ بحیث ترکہ کے متوفی کے مقام توطن میں واقع ہو۔ دیکھو مقدمہ للہ رٹیڈلے بنام اٹرنی جنرل [۱۹۰۷] اے۔سی ۱۱۔ج، ہالسبری، ہرشل۔ میگناٹن۔ شینڈ۔ ڈیوی جنہوں نے لوئیس اور کے کی تائید کی (جس سے ایشر نے اختلاف کیا تھا) [۱۸۹۶] ۱۔کیو۔بی۔۴۳۵ اور جنہوں نے رسل اوف کیلون اور چارلس کے فیصلہ کو منسوخ کیا تھا۔ [۱۸۹۵] ۲۔کیو۔بی ۲۵۔ مقدمہ آمتھوریچ بنام لیچ [۱۸۹۸] ۱۔چانسری ۸۹۔ج، رومر۔ اٹرنی جنرل بنام جانسن [۱۹۰۷] ۲۔کے۔بی ۵۸۸۔ج، برے (فصول سرکاری ہے)

مقدمہ پارکنگٹن بنام اٹرنی جنرل (۱۸۹۹) ایل۔آر۔ہ۔ای وآئی۔ اے ۱۰۰، میں اجازت نامہ اہتمام ترکہ دو شخصوں کی جائداد کی بابت حاصل کیا گیا تھا۔ اگرچہ اس اصول کو کام میں لاکر جس کا تذکرہ دفعہ ۶۵ میں ہو چکا ہے، صرف ایک اجازت نامہ لینا کافی تھا جس کا اظہار لارڈ ویسٹبری نے کیا تھا۔ لارڈ ووسبری کی یہ رائے تھی کہ ایسے اجازت نامہ پر جو غیر ضروری طور سے حاصل کیا گیا ہو محصول نہیں لیا جانا چاہیے، مگر ہارٹ ٹیلے۔ کولنز اور کیرنس اس پر متفق تھے کہ اجازت نامہ خواہ ضروری ہو خواہ غیر ضروری اس پر محصول لیا جانا چاہئے کیونکہ وہ حاصل کیا گیا ہے۔ چیسفورڈ اور کیرنس نے اس اجازت نامہ کا لینا ضروری خیال کیا اسلئے انکی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اصول دفعہ ۶۵ کے خلاف تھے۔ اس دفعہ کا تعلق مقدمہ ہذا سے بظاہر انکے ذہن میں صاف نہ تھا۔

دیکھو مقدمہ بلیک وڈ بنام ملکہ (۱۸۸۲) ۸۔مرافعہ جات ۸۲۰۔ج، باب ہاؤس جس میں نوآبادی وکٹوریہ کے قانون کی تعبیر سے بحث تھی جس کی رو سے ایک محصول پروبیٹ عائد ہوتا تھا جو تمام موہوب لہم وصیتی سے بقدر ان کے حصوں کے واجب الوصول تھا برخلاف انگلستان کے محصول پروبیٹ کے

جو صرف اس صورت میں وصول کیا جاتا ہے جب کہ جائداد کے دیون وغیرہ بقیہ جائداد پر پہنچتی ہے (Residuary legatee) جوڈیشل کمیٹی نے یہ تجویز کی کہ یہ حالت اس امر کی مانع نہیں ہے کہ قانون کی یہ تعبیر نہ کیجائے کہ محصول صرف اسی جائداد پر وصول ہونا چاہئے جو منظوری کے ذریعہ سے منتقل ہوتی ہے اور اس کسوٹی سے اس جائداد منقولہ پر محصول نہیں عائد ہو سکتا جو وکٹوریہ سے باہر واقع ہو۔ اس کا اتباع مقدمہ وڈرف بنام انڈین جنرل انٹیرلو (۱۹۰۸) آئی۔ سی 139
۳۵ کلکتہ ۱۰۰۰ (پریوی کونسل) ۔ کالنس وہ کیس میں کیا گیا۔ جس میں یہ قرار پایا کہ ملک اختیار یہ کو یہ اختیار حاصل ہے تاکہ وہ ایسی جائداد پر ٹیکس عائد کرے جو اس ملک سے باہر واقع ہو۔ اور مقدمہ کالن بنام سرکار (۱۹۱۴) اے سی ۱۰۷ پی۔ سی۔ جے ۱۸۲ ڈیلیٹن۔ ٹیکس۔ مولٹن و مقدمہ برلینڈ بنام سرکار (۱۹۲۱) ڈیلیٹ ۔ ایل۔ ۴۴۳ پریوی کونسل ۲۳ جے ۱۸۲ ڈیلیٹن۔ پیک ماسٹر کیس۔ ٹیکس۔ کارسن ۲۱۳ کیوں کہ اس کے ان کے تعلق رہی محصول قرار پایا یا نہیں قرار پایا ہو۔ مقدمہ سیکرٹری بنام لوکشا (۱۹۱۲) اے۔ سی ۲۱۲ جے ۱۸۲ ڈیلیٹن میکنائن۔ شاستر انس جس میں ایک محصول پر بنسبت کسی قانون کے متعلق ایسا ہی خیال ظاہر کیا گیا تھا۔ اب نام جائداد پر جو ملک میں ہو سرکار کی محصول لیا جاتا ہے خواہ اس متوفی کا ڈومیسائل کہیں کا ہو جس کی وفات پر جائداد منتقل ہوتی ہے۔ جس کسوٹی سے جس جائداد پر پہلے محصول پر بیٹھ کیا جاتا تھا اسی پر اب جائداد پر محصول لیا جاتا ہے۔ یہ انتقال بعض خاص قسم کی جائداد کے جو فی الحقیقت ملک غیر میں واقع ہو۔ اور ان لوگوں کی ملک ہو جن کا توطن ملک غیر کا ہے مگر جو محصول پر بیٹھ کے اغراض کیلئے خاص قوانین کی رو سے ہو توطن مذکور ملک متصور ہوتی تھی جیسے جہاز جن کی رجسٹری ملک میں ہے زیر قانون ۲۷ و ۲۸ وکٹوریہ فصل ۱۱۶ و حکم ہوئی ہو۔ مقدمہ وینکاس بنام سرکار (۱۹۰۸) ۱۰ سی۔ بی۔ ۱۰۲۲ جے ۱۰۰ کوئنس ہارٹی۔ فیچر۔ توطن کو مقدمہ تیرتا ہوا وینکا بنام انڈین جنرل (۱۹۱۰) اے۔ سی ۲۷ جے ۱۰۰ لوریرن۔ ٹیکنیس گورنل۔ شاہ اوف ڈنفرم لائن نے نوٹ کر دیا ہے مقدمہ کالسولیوٹ جز آف میجسٹر

[۱۹۱۲] ۱۔ چانسری ۴۰۵ ج ۳۰ وانس ایڈی ۲۔

دفعہ ۱۱۳ جب متوفی کا متروکہ مختلف حدود ارضی میں واقع ہو، اور ملک غیر کا ایسا متروکہ جس پر انگریزی محصول پروبیٹ نہ لیا جا سکتا ہو، انگلستان کے مہتمم ترکہ کے ہاتھ آئے تو وہ اس قدر محصول ادا کرنے کا مستحق ہے جو بہ تناسب ان جملہ دیون کے ہو جو اس نے ادا کئے ہیں۔ اور بظاہر یہی عمل اب جائداد ہی محصول کے متعلق بھی ہو گا۔

سرکار بنام کمشنر اوف اسٹامپس ڈیوٹیس (۱۸۹۹) ۱۳ بوم ۴۶۲۔

نیز۔ ڈنیچن بیچی متن دکا نرخ ۲۔

دفعہ ۱۱۴ (الف) ایسی جائداد کے متعلق جس پر محصول پروبیٹ نہیں لیا جاتا تھا مگر اب اس پر جائداد ہی محصول لیا جاتا ہے اس حیثیت سے کہ اسپیشل باوجود سلطنتہائے متحدہ سے باہر واقع ہونے کے برنائے توضیح متوفی محصول وصیت یا توریث لیا جاتا تھا فینانس ایکٹ ۱۸۹۴ء کی دفعہ ۲ (۲) کے الفاظ اس امر کے مانع ہیں کہ اسکے وقوع کی بنا پر کوئی عذر کیا جائے۔

متقدمہ اسکس بنام کمشنر آف لینڈ ریونیو (۱۸۹۶) ۲ آئی آر ۴۱۸ ویکلی نوٹس ۱۸۹۶ صفحہ ۱۴۵ نیز پالمر۔ انڈر روڈ۔ قرضے میں یہ سوال پیدا ہوا تھا جبکہ ٹرسٹی ایکٹ کے سابقہ قانون کی خصوصیت کی بنا پر اور طے یہ ہوا کہ محصول واجب الادا ہے بموجب مداخلی جنرل بنام جماعت نوآبادیہائے یہودیاں [۱۹۰۰] ۱ کے بی ۱۲۳۔ اسٹھ کولنس واسٹکر لنگ نے رنجے اور ڈارلنگ کے فیصلہ کو بحال رکھا اور یہ طے کیا کہ جب یہ متعین ہو جائے کہ ایک جائداد سے محصول قابل واجب الوصول تھا تو اسپیشل سرکاری محصول اتھنی جنرل سے وصول کیا جانے کا تعین متقدمہ مسٹر سیکرٹری و ڈیپارٹمنٹ اوف انلینڈ ریونیو کا اسٹے ڈنگان بنام ڈوک اوف مینچسٹر [۱۹۱۲] ۱۔ چانسری ۴۰۵ ج ۳۰ وانس ایڈی میں ایک موسی متوفی انگلستان کے انگریزی اور ہندوستان کے جواہرات کے ہاتھ میں تھا، اس محصول سرکاری کے ادا کرنے کے ذمہ دار قرار پائے جو ملک غیر کی منقولہ جائداد پر واجب الادا تھا اگرچہ وہ جائداد منقولہ بصورت تمام

ملک غیر کے اوصیا کے سپرد کی گئی تھی، اور انھیں کے قبضہ میں رہی۔ اسیطرح مقدمہ
اسکاٹ (۱۹۱۶) [۱۹۱۶] ۲۔ چانسری ۲۶۸۔ نج، کوزنز ہارڈے فلیمور۔ 140
سالیسٹر نے بہ تائید فیصلہ مذکور یہ قرار دیا کہ جو سرکاری محصول اس اثاثہ پر
جس کی نسبت ملک غیر میں بطور خاص ہبہ وصیتی کیا گیا ہو واجب الوصول ہو، وہ
بحق جائداد منقولہ سے انگلستان کے اوصیا کو ادا کرنا چاہئے کیونکہ ایسے
موصی کی جو انگلستان کا متوطن ہو تمام جائداد منقولہ خواہ وہ کہیں واقع ہو اسکے
اوصیا کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ سرکاری محصول اس جائداد پر بھی لیا گیا، جو
ملک غیر میں واقع تھی، اور جو استمراری پٹہ دار کی موت کی بنا پر منتقل ہوئی تھی، اگرچہ
مالک گذشتہ کی موت پر محصول وصیت نامہ ادا کر دیا جا چکا تھا، اور پھر واجب الوصول
تھا۔ اڑنی جنرل بنام برٹس (۱۹۲۲) ایل۔ جی۔ پی۔ ۳۶ نج سینگلے کو
مقدمہ اڑنی جنرل بنام برٹس اب شائع ہو گیا ہے ۱۹۲۲ء میں ۱۔ کے
بی۔ ۱۹۱۔ ۴۹۱ ؎

دفعہ ۱۱۴ ہبہ وصیتی اور باقیماندہ جائداد منقولہ کے حصص پر صرف اسی
صورت میں محصول واجب الادا ہو گا، جبکہ متوفی کا آخری توطن سلطنتہائے متحدہ کا ہو گا
اور اس حالت میں محصول مذکور متوفی کے جملہ ہبہ وصیتی اور حصص باقیماندہ پر لیا جائے گا،
خواہ وہ مقدار اس متروکہ سے ہو جو کسی انگریزی اجازت اہتمام ترکہ سے ہاتھ آیا ہو وصول
ہو سکتی ہو یا نہ ہو سکتی ہو، اور خواہ موہوب لہ یا اشخاص مستحق باقیماندہ کا توطن کہیں کا ہو۔

قدیم استناد اور نظائر کی رو سے محصول ہبہ وصیتی توطن پر نہیں، بلکہ جائداد
کے انگلستان میں اہتمام ترکہ پر موقوف تھا، جس میں تمام اشکال زیر وفات ۶۲۔
۹۵-۹۶-۹۹-۱۰۰ اور ۱۰۳ آجاتی ہیں۔ مقدمہ اڑنی جنرل بنام کارپل
(۱۸۱۴) ۱۔ پرائیس ۱۶۵۔ نج، طامسن۔ ریچرڈ وغیرہ اڑنی جنرل بنام سٹین سن۔
(۱۸۱۹) ۷۔ پرائیس ۵۶۰۔ عدالت اعلیٰ دیوانی انگلستان و مقدمہ لوگن بنام
فرل (۱۸۲۵) ۲۔ ایس وایس وٹی ۲۸۴۔ نج، لیچ۔ مقدمہ ایون (۱۸۳۰)
۱۔ سی۔ آر وجی ۱۵۱۔ ۱۵۱۔ طائیر ۹۱۔ نج، الگزنڈر۔ بیلی۔ کارو و۔ دیگھان میں
متوفی کے توطن کی بحث پیش ہوئی، اور اسی بنیاد پر فیصلہ ہوا۔ ایک مقدمہ میں،

متوفی کی پولیٹیکل قومیت بنیاد فیصلہ قرار پائی مگر اس میں اس معیار اور توطن کا نتیجہ واحد تھا۔ مقدمہ بروس (۱۸۲۲) ۲ سی آر وجی ۴۳۶ - ج رلینڈ ہرسٹ وبیلی میں مگر اسی زمانہ میں اسی عدالت نے پھر توطن کو بنیاد فیصلہ قرار دیا اور اس حیثیت ایسے مقدمہ میں جس میں سیاسی قومیت کا وہی نتیجہ نہیں نکل سکتا تھا۔ مقدمہ جیکسن - بنام فارلس (۱۸۳۲) ۲ سی - آر وجی ۲۸۲ - ۲ ٹائیر ۴۳۵ - ج رلینڈ ہرسٹ بیلی - ویکھان - بولنڈ - لارڈ برو ہام نے، عدالت چانسری میں اس صداقت نامہ پر عمل کیا، جو انگلستان کی اعلیٰ عدالت دیوانی نے موخر الذکر مقدمہ میں دیا تھا، اور ہاوس آف لارڈ نے اسکی تائید کی۔ مقدمہ موسومہ اٹرنی جنرل بنام فارلس (۱۸۲۴) ۸ - بی - ایل - این - آر - ۱۵ - ۲ سی - آئی - وایف ۴۸ - ج برو ہام - پلنکٹ، لیکن جو دلائل پیش کیئے گئے ان میں قدیم اسناد اور نظائر بصراحت مستثنیٰ رکھے گئے تاکہ اس کا امکان باقی رہے کہ محصول ایسی صورت میں بھی لیا جاسکے، جبکہ توطن سلطنتہائے متحدہ سے باہر کا ہو: اگر متروکہ کا اہتمام قبل اسکے کہ اس پر وہ مخصوص عمل ہوا ہو جس کا ذکر دفعہ ۹۹ میں ہو چکا ہے سلطنتہائے متحدہ میں ہو چکا تھا۔ مقدمہ لوگن بنام فیرلی (۱۸۲۵) ۱ - جی وی - آر - ۵۹ - ج پیپس ویو نائکے (ایک مزید فیصلہ اس مقدمہ کا قبل سیج کے مقدمہ محولہ بالا کے جس میں واقعات کے متعلق مختلف رائے قائم کی گئی تھی) و مقدمہ آرنلڈ بنام آرنلڈ (۱۸۳۶) ۲ - جی وی - آر - ۲۵۶ - ج کاٹن ہام - جس میں یہ مسئلہ اس حد سے آگے نہیں بڑھا، جہاں اس کو مقدمہ اٹرنی جنرل بنام فارلس نے چھوڑا تھا۔ آخر کار جو اصول اس دفعہ میں بیان کیا گیا ہے، وہ مقدمہ طامسن بنام ایڈوکیٹ جنرل (۱۸۴۵) ۱۲ سی - ایل - وایف ۱ - ۱۳ - سم - ۳ - ۱ - ج رلینڈ ہرسٹ - برو ہام - کیمبل سے قائم ہو گیا۔ اس کا فیصلہ ٹنڈل نے لکھا، جس میں سب جج متفق الرائے تھے ؎

ہبہ وصیتی کا محصول متوفی کے ملک غیر کی جائداد غیر منقولہ کے حقوق پر واجب الادا ہے بشرطیکہ وہ زر نقد کی شکل میں بربنائے شراکت یا معاہدہ منتقل ہو جائے۔ مقدمہ فارلس بنام اسٹیونس (۱۸۷۰) ایل - آر - ۱۰ - ای -

کیو۔ ۱۷۸ ۔ جج ہمبیس و مقدمہ اسٹوکس بنام ڈکروز (۱۸۹۰) ۶۲ ۔ ایل ٹی۔ ۱۷۹ ۔ جج نارتھ ۔ محصول توریث کے ایکٹ کے جاری ہونے کے بعد یہ بحث کی گئی کہ اس ایکٹ سے ہبہ وصیتی اور ایسے بالقیمانہ حصص پر جو انگلستان میں اہتمام ترکہ سے وصول ہوں اور جس کو ایسے اشخاص چھوڑ مریں جو ملک غیر کے متوطن ہوں، وہی محصول ہبہ وصیتی مختلف نام سے عائد ہوتا ہے۔ مقدمہ ولسن (۱۸۶۴) ۱۔ ڈی۔ جی۔ ایف۔ وائس۔ ۶۵۶ میں جسٹس بٹرز نے اس بحث کی تائید میں اظہار رائے کیا جو تصفیہ مقدمہ کیلئے ضرور نہ تھا۔ ملاحظہ ہو زیر دفعہ ۱۱۶ مقدمہ کیپ ڈی ویلی (۱۸۹۴) ۲۔ ایچ وسی ۹۸۵ میں جسٹس مارٹن و جسٹس ۱۰۶۲
نے اس رائے کا اتباع کیا اور جسٹس پولاک بھی اس سے اتفاق کرنے پر آمادہ تھے اگر وہ امر تصفیہ مقدمہ کے لئے ضرور ہوتا، مگر یہ سب خود انکی ذاتی اور برائتول کی رائے کے خلاف تھا، یہ بحث آخر کار مقدمہ ولسن بنام اٹرنی جنرل اور جیوس بنام شاڈول (۱۸۶۵) ایل۔ آر۔ ۱۔ چانسری مرافعہ جات ۔ جج کرینورتھ میں رد کر دی گئی۔ دیکھو ہارڈنگ بنام کمشنر اسٹامپ کوئینس لینڈ [۱۸۹۸] اے۔ سی۔ ۷۶۹ جج ہابہاؤس و مقدمہ لیمب بنام منیول [۱۹۰۲] اے۔ سی۔ ۶۸۰ جج ہیگنا ٹن ۔

دفعہ ۱۱۵ ہر مہتمم ترکہ جو انگریزی منظوری سے مقرر ہوا ہو متوفی کی جملہ ذاتی جائداد کے متعلق جو تمام بار سے پاک ہو محصول ہبہ وصیتی کے ادا کرنے کا سرکار میں ذمہ دار ہوگا، مگر ایسے تمام متروکہ کی خالص بچت کی حد تک ..... جو اس کو کسی انگریزی منظوری سے ملا ہوگا۔

مقدمہ اٹرنی جنرل بنام نیپیر (۱۸۵۱) ۶۔ ایچ۔ سی۔ ایچ ۲۱۷ ۔ جج ۔ پارکے والیڈکرن ۱۔ اس مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پارلیمنٹ کا ایکٹ متعلقہ وصول محصول ہبہ وصیتی تمام انگریزی عدالتوں میں واجب العمل ہے، اگرچہ اس کی رو سے یہ محصول تمام ممالک انگریزی میں واجب الوصول نہیں قرار پایا ہے۔ یہ رائے قائم کرنا اس سے مختلف ہے کہ مہتمم ادائی محصول کا ترکہ کی اس حد تک ذمہ دار ہے جو اسکے قبضہ میں ایک غیر ملک کی حکومت کی

منظوری سے آیا جس کا وہ جوابدہ ہے اور جس سے ممکن ہے کہ انگلستان کے قوانین مالگزاری کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔

دفعہ ۱۱۶ اب ہم اس محصول توریث سے بحث شروع کرتے ہیں جو ایسی جائداد پر عائد ہوتا ہے، جو بعد قابض حال کے کسی دوسرے شخص کو دیگئی ہو، (Settled property) اور جو انگلستان کی غیر منقولہ جائداد کے قطعی مالک کی موت کی بنا پر نہو۔ تملیک کا جو طریقہ ہمارے یہاں رائج ہے، اس کی رو سے، جائداد منقولہ بتوسط اُمنا اور جائداد غیر منقولہ بتوسط و بلا توسط اُمنا ——— یکے بعد دیگرے مختلف لوگوں کے مابین منتقل ہوتی رہتی ہے، جو بمقدار اپنے محدود حقوق کے، مالک کے نام سے موسوم ہو سکتے ہیں۔ اگر امنا موجود ہیں، تو وہ مالکان حق استفادہ، اور اگر امنا موجود نہیں ہیں، تو وہ مالکان قطعی کہلاتے ہیں۔ اسی محدود ملکیت کی بنا پر ان میں اور قطعی مالکوں میں فرق واقع ہوتا ہے، اس لئے اکثر ہوتا ہے کہ جائداد خواہ وہ قطعی ملکیت کی ہو یا صرف حق استفادہ کی، ایک محدود مالک کی موت، اور ساتھ ہی اس کی مدت ملکیت کے ختم ہو جانے پر منتقل ہو جاتی ہے۔ یہ انتقال مالک متوفی کے وصیت نامے یا قانون متعلقہ جائداد کے اثر سے نہیں، بلکہ اس تملیک کی شرائط کے لحاظ سے ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے جائداد مذکور بقبضہ تھا۔ ممکن ہے کہ یہ تملیک کسی پہلے قطعی مالک کی وصیت یا معاہدہ نکاح یا علاوہ نکاح کے کوئی اور انتقال، درمیان اشخاص زندہ (Inter vivos) کے ہو۔ یہ صورتیں، ایسی ہیں جیسی جائداد کی تقسیم حق استفادہ (Usufruct)، اور قطعی جائداد (Nuda proprietas) میں ہوتی ہے، جو رومہ کے دوسرے ممالک میں بہت مشہور اور معروف ہے، اگرچہ ان ممالک میں ایک جائداد سے چند اشخاص کو یکے بعد دیگرے مستفید کرنے کا عام طریقہ یہ تھا۔ کہ پہلے شخص کو جائداد دیجاتی تھی جو برائے نام قطعی ہوتی تھی مگر اس شخص پر یہ فریضہ عائد کیا جاتا تھا کہ وہ جائداد کو محفوظ رکھے، اور تیسرے شخص کو حوالہ کر دے، اور یہ عمل قائمقامی (Substitution) کے نام سے موسوم ہوتا تھا۔ انگلستان کی تملیک کے تحت میں پہلا قابض ——— ایک امین بھی ہو سکتا ہے، اور اس صورت میں ایک حیثیت سے وہ استفادہ قابل انتظام سے مستفید، اور دوسری حیثیت سے امین ہوتا ہے، اسطور سے اس کو ایک حیثیت سے

حق استفادہ حاصل ہو جاتا ہے جس کا منتقل کرنا اس کا فرض ہوتا ہے جو کہ قائمقامی کا اصل اصول ہے اور اس کا وجود انگلستان کے قانون میں نہیں ہے۔ چونکہ "قائمقامی" اکثر ممالک میں ممنوع کر دی گئی ہے جیسا کہ پولین کوڈ کی دفعہ ۸۹۶ میں اس لئے مصنفین اور عدالتوں نے اکثر ایسے انتقالات کو بحیثیت حق استفادہ اور قطعی جائداد کے جائز قرار دینے کی کوشش کی جو قدیم زمانہ میں بذریعہ "قائمقامی" کے مؤثر ہوتے تھے۔ جن محصولوں سے ہم نے ابتک بحث کی ہے وہ ایسے محصول ہیں جو قطعی مالک کی وفات پر لئے جاتے ہیں۔ اب ہم کو ان محصولات پر غور کرنا ہے جو محصول توریث کے ایکٹ منظورہ ۱۸۵۳ء کی رو سے ایسے مالک کی موت پر جس کی ملکیت موت کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے اس کی منقولہ جائداد کے انتقال پر عائد کئے جاتے ہیں۔ وہ سب اسی فصل میں داخل ہوتے ہیں جس کا عنوان توریث جائداد منقولہ بربنائے وفات ہے؛ اور ان کا ذکر ہبہ وصیتی اور قدیم پروبیٹ کے محصولات کے بعد ہی مناسب ہے۔ اگرچہ بلحاظ اصول کے ان دونوں کا تعلق، بہ نسبت مشابہت کے اختلاف کا ہے؛ مگر اختلاف بھی مفید علم ہو سکتا ہے۔

پس اولاً محصول توریث کو قدیم محصول پروبیٹ سے کوئی مناسبت نہیں۔ محدود مالک کی موت پر سرکار کو جائداد فراہم کرنے کی ضرورت نہیں واقع ہوتی کیونکہ وہ پہلے سے اُسی کے پاس جمع ہوتی ہے یا بحیثیت جائداد غیر منقولہ کے اس کا ظاہری وجود ہوتا ہے۔ اگرچہ اس وقت ہم کو جائداد غیر منقولہ سے کوئی بحث نہیں ہے، اور نہ مالک متوفی کے دیون کے ادا کرنے کا کوئی سوال ہوتا ہے کیونکہ وہ جائداد کو اپنی محدود ملکیت کے زمانہ سے زیادہ کیلئے زیربار کرنے کا مجاز نہ تھا۔ ثانیاً توریث جائداد منقولہ کا محصول مثل محصول ہبہ وصیتی کے ہے اور یہ ایک ایسا ٹیکس ہے جو مال کو مردہ اشخاص سے لیکر زندہ اشخاص کو پہونچا دینے کی بابت سرکار وصول کرتی ہے۔ لیکن جو مال اس طور سے منتقل کیا جاتا ہے وہ متوفی کا نہیں ہوتا اور نہ اس کا حق منتقل کیا جاتا ہے کیونکہ وہ ختم ہو چکا۔ اس لئے بظاہر اس کا تو بطن اس محصول پر مؤثر نہیں قرار پا سکتا۔ وارث کو جو حق پہونچتا ہے نہ وہ متوفی سے پہونچتا ہے اور نہ اس قانون کے اثر سے جو اس کی جائداد پر موثر ہوتا ہے بلکہ اصل تملیک سے

پہونچتا ہے۔ اس لحاظ سے قرین عقل یہ ہے کہ محصول کی بنیاد یا تو وارث کا توطن، یا تملیک کی نوعیت قرار دیجائے اور عدالتوں کی تعبیر کے مطابق ایکٹ مذکور نے آخرالذکر امر کو اختیار کیا ہے اور محصول اسی حالت میں عائد ہوتا ہے جب کہ تملیک انگلستان کی ہو۔ 143
انگلستان کے لفظ سے مراد سلطنتہائے متحدہ ہوں (۱) نہ کہ دوسرے انگریزی ممالک۔

جب وصیت یا معاہدہ ازدواج یا کسی دوسرے انتقال درمیان اشخاص زندہ کے ذریعہ سے جائداد منقولہ ایک سلسلہ اشخاص کیلئے ایسے امناء کے سپرد کیجائے جو ذاتی طور سے کسی عدالت موقوعہ سلطنتہائے متحدہ کے اس طرح تابع ہوں کہ عدالت مذکور اس اتباع کی بناء پر جائداد کے یکے بعد دیگرے استفادہ کے دعاوی کے تصفیہ کے لئے عدالت مجاز ہو تو حق استفادہ جائداد کے ایک شخص سے دوسرے شخص پر منتقل ہونے کے وقت اس پر محصول توریث بالحاظ توطن اشخاص مذکور یا تملیک واجب الوصول ہوگا۔ اس میں کچھ فرق نہیں کہ تملیک (وصیت۔ معاہدہ یا ہبہ) ایسی ہو کہ اس سے خود سلسلہ انتقالات متعین ہو جاتا ہو یا اس میں کسی شخص کو ایسے تعین کا اختیار کسی طور سے کام میں لانے کے لئے دیا گیا ہو۔ اگر وہ شخص جس کو ایسا اختیار دیا گیا ہے (موہوب لہ اختیار تقسیم یا تقرر دیکھو دفعہ ۹۱) سلطنتہائے متحدہ کے باہر متوطن ہے اور اس اختیار کو بذریعہ وصیت کے عمل میں لاتا ہے اس حالت میں بھی انتقال متعینہ پر محصول توریث وصول کیا جائے گا کیونکہ اب بھی یہ انتقال تملیک متصور ہوگا نہ کہ ہبہ وصیتی زیر وصیت موہوب لہ۔

اگر تملیک ایسے شخص کی وصیت پر کیجائے جس کا توطن سلطنتہائے متحدہ کے باہر ہے تو سرمایہ (Fund) ہبہ وصیتی ہونے کی بنا پر امناء کے سپرد کئے جاتے وقت ہبہ وصیتی کے محصول سے محفوظ رہے گا لیکن بعدہ اس کے حق استفادہ کے منتقل ہونے کے وقت اس پر محصول توریث لیا جائے گا۔

مقدمات ذیل میں محصول توریث کا لیا جانا قرار پایا اگرچہ انتقال ایسے شخص کے اختیار وصیتی کی بنا پر عمل میں آیا تھا جو ملک غیر میں متوطن تھا۔
مقدمہ لوئیس (۱۸۵۹) ۴۔ ڈی۔ ای۔ جی و جے ۲۴۰۔ ج، نائٹ بروس ڈرز و مقدمہ واٹب (۱۸۶۴) ۱۔ ڈی۔ ای۔ جی۔ جے۔ وایس ۶۵۶۔ ج،

نائٹ بروس، وٹرز پی

اگرچہ تملیک ایک ایسے شخص کی وصیت پر عمل میں آئی تھی جو ملک غیر میں متوطن تھا، مقدمہ استحقاق (۱۸۶۴) ۱۲ ڈبلیو۔ آر۔ ۹۳۲ جج، اسٹورٹ، مقدمہ ہاڈارٹ (۱۸۷۰) ایل۔ آر۔ ۱۰۔ ای۔ کیو۔ ۲۸۰ جج، اسٹیفن، اٹارنی جنرل بنام کمبسل (۱۸۷۲) ایل۔ آر۔ ۵۔ ای۔ وائی۔ ۱۔ ۲۴۰ جج، ہیڈلے، جیمیسفورڈ، ویسٹبری، کولنز۔ اگرچہ انتقال ایسے شخص کی طرف ہوا تھا جو ملک غیر میں متوطن تھا، مقدمہ لائیل بنام لائیل (۱۸۷۲) ایل۔ آر۔ ۵۔ ای۔ کیو۔ ۱ ضمنی امر جس حالت میں ایک موصی نے جس کا توطن مینوساوٹھ ویلز میں تھا اپنی نواسی کے لیے وصیت کی کہ اسکی باقیماندہ جائداد امنائے انگلستان کے کام میں لگانے کیلئے منتقل کر دیجائے، لیکن ہنوز جائداد کا کوئی حصہ امنا کے ہاتھ میں نہیں پہنچا تھا کہ جب شرائط امانت مقرر کردہ موصی کی توریث کا عمل ہوگیا، جسٹس رڈسڈیل کی یہ رائے قرار پائی کہ اس توریث کی بنا پر جو جائداد بعد امنا کے ہاتھ آئی اس پر محصول واجب الادا نہ تھا۔ اس طور سے ایک صریح فرق موجود تھا جس پر فیصلہ کا مبنیا قائم ہو سکتی تھی، مگر بادسول وف لارڈز کے مقدمہ اٹارنی جنرل بنام عجبل کے فیصلہ پر ایک [illegible] جو اصل امر کے متعلق تھا، ضمنی امر کے نسبت انھوں نے جو کچھ کہا وہ مقدر تھا کہ میر محمد رائے میں اس سرمایہ پر جو موصی کی باقیماندہ جائداد سے [illegible] کوئی محصول نہیں لیا جا سکتا۔ 144

اگرچہ وہ سرمایہ جس پر محصول طلب کیا جاتا تھا انگلستان کے امنا کے ہاتھ اسی وقت پہنچا تھا جبکہ توریث واقع ہو چکی تھی، مگر اس سرمایہ پر امنا کو حق اس سے پہلے دیا جا چکا تھا، لائیل بنام لائیل (۱۸۷۲) ایل۔ آر۔ ۱۵۔ ای۔ کیو۔ ۱ متعلقہ اصل امر۔ جج رڈسڈیل مگر یہاں مقدمہ ہذا کا ضمنی امر قابل لحاظ ہے جو فقرہ بالا میں مذکور ہوا۔

اگرچہ وہ جائداد جو انگلستان کے امنا کی تحویل میں دیگئی ملک غیر کی حکومت کے سرمایہ یا ملک غیر کی کمپنیوں کے حصص پر مشتمل ہو، مقدمہ سیگالا (۱۸۷۸) ۷۔ چانسری ڈویژن ۳۵۱ جج، جیمل، اٹارنی جنرل بنام فلس (۱۸۹۴) ۱۰۔ ٹائمس لا رپورٹ

۳۴، ۳ ج، میتھوو کیتو واٹرفی جنرل بنام جماعت آباد کنندہ سیہو (۱۹۰۱) ۱ کے۔ بی۔ ۱۲۳۔ ۱۔ اے۔ ایل۔ ج، ۲۷ مشتمل۔ کونسل واسٹر لنگ پاور اگرچہ جائداد ایسی اراضی پر مشتمل تھی، جو ملک غیر میں واقع تھی مگر ایک امانت کی تحت میں فروخت کیلئے انگلستان کے امناء کے ہاتھ میں تھی۔ اٹرنی جنرل بنام جانسن (۱۹۰۲) ۲ کے۔ بی۔ ۵۵۔ ۷۰ ج، برے ۔

باوجودیکہ تمام امناء ذاتی طور سے سلطنتہائے متحدہ کی کسی عدالت کے تابع نہیں ہیں؛ اسوقت تک کان لوگوں کو جن کو حق استفادہ کا دعوی ہو امناء سلطنتہائے متحدہ میں نالش کرنے کی کوئی ضرورت واقع ہو، مقدمہ باؤرٹ واٹرفی جنرل بنام کیمبل جو قبل ازیں رجوع ہو چکا ہے ۔

مقدمہ سیگالا میں ابتدائی امناء میں سے ایک شخص اٹلی کا رہنے والا تھا۔ اگرچہ فیصلہ کے وقت سب امناء انگلستان کے رہنے والے تھے۔ یہاں یہ امر قابل اظہار ہے کہ برخلاف اس کے ان امناء سے جو انگلستان کے متوطن اور باشندہ ہوں اس منافع کی بابت جو ملک غیر کی کمپنی کے حصوں پر ایسے شخص کی طرف سے قابض ہیں جس کا توطن ملک غیر کا ہو اور اس کا منافع براہ راست اس کو پہنچتا ہے کوئی محصول آمدنی (Income tax) نہیں لیا گیا۔ مقدمہ لیس بنام سنگر (۱۹۲۱) ۱ آئی۔ اے۔ سی۔ ۱۵۔ ایچ۔ ایل۔ ۵ (۱۹۱۹) ۱ کے بی ۱۵۰ سی۔ ۱۔ اے۔ مع ملاحظہ اڈمی، وائکمن۔ اسٹکر ڈن جنھوں نے بشیکی کے فیصلہ کو بحال رکھا۔

اکثر مقدمات میں جنھوں نے تحریک کردہ قحم کو انگلستان کے سرمایہ میں شامل ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے یا دوسرے طریقہ سے ان کا ایک قسم کا مقامی وجود سلطنتہائے متحدہ میں قرار دیا ہے مثلاً مدیون کی سکونت کی بنا پر جس سے امناء کو قسم وصول کرنی ہو گی لیکن کسی مقدمہ میں محصول توریث اس بنا پر ایسی صورت میں عائد کرنا قرار نہیں پایا جس میں امناء ان میں سے ایک یا ایک سے زیادہ انگلستان کے نہ تھے اور مقدمہ سیگالا کا اصول جس میں ملک غیر کے سرمایہ متوضہ امناء انگلستان کے حقوق کے انتقال کے وقت محصول عائد کرنا قرار پایا ہے انگلستان کے ایسے سرمایہ کے حقوق کے انتقال کے موقعہ پر جو کلیتاً ملک غیر کے امناء کے قبضہ میں ہو مانع اخذ محصول متصور ہو گا۔ اس مقدمہ میں سر۔ جی۔ جیسل نے

کہا کہ یہ جائداد غیر منقولہ نہیں ہے، بلکہ منقولہ جائداد ہے، جو انگلستان کے امناء کے ہاتھ میں ہے، اور ہم اس کو، بغیر اسکے کہ انگلستان میں عدالتی کارروائی کیجائے، نہیں حاصل کرسکتے، یہ معیار درست ہے کہ کہ اسکے وصول کرنے کیلئے انگلستان میں آنا چاہیے ؛

دفعہ ۱۱۱ جب کسی ایسے شخص کے متروکہ پر، جس کا آخری توطن انگلستان تھا، کوئی محصول ملک غیر میں ادا کیا جائیگا، تو وہ صرف اسکے باقیماندہ ترکہ سے ہوگا، اگر وصیت نامہ میں اس کا انتظام ہے، اور اس طور سے، اسکے موہوبلہ پر کوئی بار عائد نہ ہوگا۔ دوسری صورت میں، [illegible] اسکو ادا کرنا ہوگا جسپر زور ہے اس ملک کے قانون کے، جہاں جائداد واقع ہے، وہ عائد ہوتا ہے۔

مقدمہ اسکاٹ (۱۹۰۵) (۱۹۱۰) ۱ چانسری ۹۲ ۷۹ سی، ۱۔ اے۔ جی، کورٹس ہارڈے فلیمور و جوائس نے جسٹس وارنگٹن کے فیصلہ کو بحال رکھا جس میں ایک موصی نے جس کا توطن انگلستان کا تھا، ملک غیر میں جائداد منقولہ ہبہ وصیتی کے محصول سے آزاد چھوڑی، قانون فرانس کا رو سے، جائداد پر، موہوبلہ کو فرانس کا محصول، نام کے داخل خارج کئے جانے کے متعلق، ادا کرنا چاہیے تھا، قرار پایا، کہ اس فرانسیسی محصول کا ادا کرنا موصی پر لازم نہ تھا، کیونکہ محصول توریث کے الفاظ، محدود معنوں میں استعمال ہوئے تھے ؛ 145

عدالت نے، اس مقدمہ اور دوسرے دو قدیم مقدمات پیٹرسن بنام اسٹرلنگ (۱۸۷۸) ۱۰۔ چانسری ڈویژن ۲۷۹۔ جی، اور مس و آرسیس براون سنام مارسیس (۱۸۹۶) ۷۵، ایل ٹی ۔ ۴۱۵۔ جی، نا رتھ میں جن کے وصیتی نوٹ کے الفاظ صحیح تھے، جو فرق تھا اسکو ظاہر کیا ؛ نیز مقابلہ کرو مقدمہ مڈی سمارز (۱۹۱۲) ۲ چانسری ۶۲۲۔ جی، آیا کہ جب ایک موصی متوطن انگلستان نے ایک غیر ملک کی کمپنی کے حصص فروخت کیلئے امناء کے سپرد کئے، اور امناء نے ملک غیر کا محصول توریث ادا کیا، تو یہ قرار پایا کہ محصول کا بار حصص فروخت شدہ کی آمدنی پر پڑنا چاہیے، نہ کہ جملہ جائداد پر ؛

چونکہ متوفی کی ذاتی جائداد کی بحث میں، استفادہ کا حق، اس ملک کے قانون کے تابع ہے، جہاں اس کا آخر توطن تھا (دفعہ ۵۹)؛ اسلئے ایک ہی قانون کا اتباع کیا جائیگا؛ اگرچہ متروکہ، مختلف ممالک میں واقع ہو۔ یہ امر مطلق اہم نہیں ہے کہ کونسا قرض، کس متروکہ سے ادا کیا گیا؛ لیکن فی الحقیقت ایسا نہیں ہے؛ فرض کرو، کہ متوفی کی غیر منقولہ جائداد، ایسے ملک میں واقع ہے، جو اس کے

مقام توطن سے علیحدہ ہے، اور وہاں جائداد غیر منقولہ کی توریث، اس قانون کے تابع سمجھی جاتی ہے، جہاں جائداد واقع ہو، اور متوفی کا قرضہ اس جائداد کا وارث یا موہوب لہٗ وصیتی ادا کرے، حالانکہ وصیت نامہ سے یہ منشا ظاہر نہ ہوتا ہو کہ یہ قرض اس پر عائد کیا جائے، بظاہر قانون مقام وقوع جائداد ہی ایسا قانون ہے جس کے ذریعہ سے دین جائداد منقولہ کو چھوڑ کر ابتداءً غیر منقولہ پر عائد کیا جا سکتا ہے، اس لئے اگر خود قانون مقام وقوع جائداد کی رو سے وارث یا موہوب لہٗ وصیتی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قرض ادا کردہ کی رقم کو متوفی کی جائداد منقولہ سے وصول کرنے کی کارروائی کر سکے، تو یہ قوانین کا تصادم یا اختلاف نہیں متصور ہوگا، اور یہ ظاہر ہے کہ اس کو نہرا ایسے حدود اراضی میں، جہاں متوفی کی جائداد منقولہ ملے ایسی کارروائی کا اختیار حاصل رہے گا، اور یہی انگلستان میں یا ایسی بحث کے بعد جس کا سمجھنا کچھ آسان نہیں، طے ہو گیا ہے لیکن اگر قانون مقام وقوع جائداد کی رو سے قرض ابتداءً جائداد غیر منقولہ ہی پر عائد ہوتا ہے، تو جس مخصوص توریث سے وارث یا موہوب لہٗ وصیتی فائدہ اٹھاتا ہے وہ خود اس قانون سے اسقدر جائداد غیر منقولہ تک محدود ہے، جو دین کے ادا کرنے کے بعد باقی رہجاتی ہے۔ جب وہ قانون جس سے وہ استمداد کر سکتا ہے اور جس کے اثر سے وہ وارث حق استفادہ یا دین کا منتقل الیہ قرار پاتا ہے، اس کو اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ بجائے اس دائن کے جس کا دین اس نے ادا کر دیا ہے، عام توریث کے مقابلہ میں کھڑا ہو تو کوئی وجہ نہیں نظر آتی کہ اس کو کسی دوسرے حدود اراضی میں کسی ایسی کارروائی کی اجازت دیجائے۔ یہ بھی انگلستان میں طے شدہ ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ ہر مقدمہ میں حق دعویٰ کا تعین مقام وقوع جائداد کے قانون سے کیا جاتا ہے بنا علیہ۔

دفعہ ۱۱۸ جب وصیت نامہ سے کوئی خاص منشا ظاہر نہ ہوتا ہو، تو ملک غیر کی جائداد غیر منقولہ کے وارث یا موہوب لہٗ وصیتی کے اس حق دعویٰ کا جو
98 وہ اس دین کی بابت جو اس نے ادا کیا ہے، انگلستان میں متوفی کی منقولہ جائداد کے مقابلہ میں دائر کرے تصفیہ اس مقام کے قانون سے کیا جائیگا، جہاں جائداد غیر منقولہ واقع ہے۔

دعوی کی اجازت دیگئی، جہاں اسکی اجازت قانون مقام وقوع کی رو سے جائز تھی، ۲) ایمن بنام ریوی (۱۷۲۱) پیری چا۔ ۷۷۔ ۵۔ جے ریکلس فیلڈ بظاہر یہ وہی مقدمہ ہے جو بغیر نام کے ۹۰۔ موٹ۔ ۹۶ میں سورخہ ۱۷۲۳ء ظاہر کیا گیا ہے، ۳) مقدمہ ویلسی بنام گارنٹی (۱۸۲۸) ۲۔ کین ۲۹۳۔ جے، الینگ ٹون مقدم الذکر مقدمہ میں، متوفی کا توطن، مقام وقوع جائداد غیر منقولہ کا اور موخر الذکر میں انگلستان کا تھا، دعوی کی اجازت دینے سے انکار کیا گیا جس حالت میں اس کی اجازت بقانون مقام وقوع میں نہ تھی (مقدمہ دستاویزات اسکاٹ لینڈ قابل توریث) ۴) مقدمہ ڈرومنڈ بنام ڈرومنڈ (۱۷۹۹) ۶۔ بروـ پی۔ سی۔ ۱۰۔ ۶ و ۲۔ ویسی و بی ۳۲۰ ۵) مقدمہ ایلیٹ بنام منٹو (۱۸۲۱) ۶۔ میلـ ۱۶۔ جے، ریچ۔ مقدم الذکر مقدمہ میں متوفی کا توطن انگلستان کا تھا، مگر موخر الذکر میں توطن نہیں بتایا گیا ہے،

دیکھو مقدمہ ہیوٹ۔ لاسن بنام ڈنکن [۱۸۹۱] ۳۔ چا۔ ۵۹۸۔ جے ترمز اس میں جائداد غیر منقولہ مختلف حدود واراضی میں واقع تھی، اس امر کا تصفیہ کہ غیر منقولہ اور منقولہ جائداد کس ترتیب سے ادائی دیون میں کام میں لائی جائے، زیادہ تر وصیت نامہ کی تعبیر سے کیا گیا،

دفعہ ۱۱۹ وصی یا مہتمم ترکہ سے جو شرح سود اس ترکہ پر دلائی جائے گی جو ان کے قبضہ میں ہو، اس کی شرح لازمی طور سے وہ نہ ہوگی جو عام طور سے مقام عدالت یا متوفی کے مقام توطن میں رائج ہے، بلکہ وہ ہوگی جو عام طور سے اس ملک میں دلائی جاتی ہے، جہاں مال متروکہ تھا، یہ فرض کر کے کہ جائداد مذکور بیجا طور سے ایک ملک سے دوسرے ملک میں منتقل نہیں ہوئی، یا کسی ملک میں بیجا طور سے روک نہیں رکھی گئی،

مقدمہ ملکام بنام مارٹن (۱۷۰۹) ۲۔ بروـ چا۔ ۵۰۔ جے، آرڈن ۲) مقدمہ ریمونڈ بنام براڈلیٹ (۱۸۰۰) ۵۔ ویسی۔ ۱۹۹۔ جے، راسٹن ۳) ویکر بنام رکس (۱۸۰۴) ۱۔ اوس۔ ۳۲۰ جے، گرانٹ ۴) موخر الذکر مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قاعدہ کا نتیجہ یہ ہے کہ جب متروکہ اداء وصیاء ہو، یا زیادہ تر ملک میں ہو، تو جو سود موصی لہ کو دلایا جائے گا اس کا انحصار اس ملک پر ہوگا جہاں وہ دعوی کو ناپسند ہے

انتظام ترکہ میں بچت کی تقسیم

ان حقوق استفادہ کا تعین جن کے لحاظ سے ایک متوفی کی جائداد کی بچت تقسیم ہوتی ہے۔ خواہ وصیت کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو متوفی کے آخر مقام توطن کے قانون سے ہوتا ہے۔ یہ اصول ۱۸۵۹ء میں قائم کیا گیا تھا جو ان مضامین کے لئے جو آئندہ لکھے جانے والے تھے ضرور تھا۔ مثلاً وہ وقت جو منظوری عطائے پروبیٹ یا اجازت نامہ انتظام ترکہ و جواز وصیت نامجات کے معاملات میں مقام توطن کی عدالتوں اور قوانین کو دیجاتی تھی۔ اس فصل کے بقیہ حصہ میں ہم کو صرف اسی کے نتائج سے بحث کرنا باقی رہگیا ہے۔ اب وہ تمام پیچیدگیاں جو بچت کے متعین ہونے قبل خود ترکہ پر اختیارات کے متعلق تھیں، دور ہوگئیں، اور انگلستان میں وہ اختیارات مقام وقوع کے قانون کے سپرد کر دیئے گئے۔ اسی اثناء میں ہم اس مسئلہ پر غور کر سکتے ہیں جو لارڈ ٹالبوٹ نے مقدمہ سمرویلی بنام سمرویلی (۱۸۰۱) ۵ وس ۷۹۱ء میں پیش کیا تھا:

147 "اگر بالفرض توطن ایک ہی وقت کا اور مساوی طور سے دو مختلف مقامات کا ہو تو ایسی حالت میں کیا صورت ہوگی؟"

انگریزی عدالتوں کے تجربے کے لحاظ سے یہ مسئلہ صرف خیالی ہے، مگر لارڈ ٹالبوٹ کے سوال کا جواب دیا جا سکتا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ "میں خیال کرتا ہوں کہ ایسی صورت مشکل سے پیش آسکتی ہے لیکن اس کا تصور ممکن ہے۔ ایک شخص ایک ایسے ملک میں پیدا ہوا، جس کا علم کسی کو نہیں ہے، یا اس نے ایسے مقدم کا توطن اختیار کیا جس کو اس نے مطلقاً ترک کر دیا تھا۔ اب وہی شخص اس ملک یا دوسرے ممالک میں ایک ہی وقت میں دو توطن اختیار کر سکتا ہے، اور دونوں میں ایک ہی حالت میں رہ سکتا ہے۔ مگر اس نے دو ملکوں میں دو مکانات ایک وقت میں خرید کئے، یہ کہنا مشکل ہے کہ جس پر وہ پہلے قابض ہوا اسی کو ترجیح ہونی چاہیے۔ اب فرض کرو وہ ان میں سے ایک میں مرگیا، تو کیا موت کا اس پر کوئی اثر ہوگا؟ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی اثر ہوگا۔ اور اس حالت میں بھی بلحاظ ضرورت قانون مقام وقوع جائداد کو ترجیح ہوگی، کیونکہ جس ملک میں جائداد واقع ہے، وہ اس ملک سے باہر

لیجانے کی اس وقت تک اجازت نہ دے گا جبتک اس کو یہ نہ معلوم ہو کہ جائداد مذکور کس قاعدہ سے تقسیم کی جائے گی۔ اگر جائداد ہمارے ملک میں ہوتی تو اس کو باہر لیجانے کی اسوقت تک اجازت نہیں دیجا سکتی تھی جبتک کہ یہ نہ ثابت کیا جاتا کہ متوفی کا توطن کسی دوسرے مقام کا تھا۔ برخلاف اس کے سوگنی کہتا ہے، ایک آوارہ وطن شخص کی موت پر جس کا کہیں کا توطن نہو اس کے مقام پیدائش کا قانون موثر ہوگا اور اگر وہ بھی نہیں دریافت ہوسکتا تو اس کے آخر مقام توطن و باش یعنے اس مقام کا قانون جہاں وہ مرا نافذ کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۲۰ وصیت نہونے کی حالت میں متوفی کی ذاتی جائداد کی خالص بچت ان لوگوں اور ان حصوں میں قابل تقسیم ہے جو اس کے آخر توطن کا قانون متعین کرتا ہے۔

مقدمہ پیپن بنام پیپن (۱۷۴۴) اپیل ۲۵۔ بیچ ہارڈوک ۲ تھارن بنام واٹکنس (۱۷۵۰) ۲۔ وس ۲۵ بیچ ہارڈوک ۲ اسکاٹ لینڈ کے قدیم نظائر متعلقہ مضمون ہذا جو باہم مختلف ہیں مقدمہ بروس بنام بروس (۱۷۹۰) ۶۔ برو۔ پی۔ سی۔ ۵۶۶ میں ملیں گی ۲ و مقدمہ بالفور بنام اسکاٹ (۱۷۹۳) ۶۔ برو۔ پی۔ سی۔ ۵۵۰ اس مقدمہ کی اپیل کے ضمن میں یہ قاعدہ اسکاٹ لینڈ کیلئے اسطرح طے ہوگیا جس طرح وہ انگلستان میں رائج تھا۔ لارڈ تھرلو کی تقریر جو مقدمہ بروس بنام بروس میں ہوئی وہ دوسری رپورٹ میں ملے گی ۲ ۔ ۲ بوس وپل ۲۲۹۔ نوٹ ۲

دفعہ ۱۲۱ اس لحاظ سے اگر کوئی شخص بلا وصیت اپنے مقام توطن کے علاوہ کسی دوسری جگہ پر جائداد غیر منقولہ چھوڑ مرتا ہے اور اس مقام کا قانون توریث جائداد غیر منقولہ میں مقام توطن کے قانون کے نفاذ کی اجازت نہیں دیتا بلکہ حق وراثت ایک مخصوص شخص کو عطا کرتا ہے اور اس کو بھی جائداد منقولہ میں حصہ پانے سے اسوقت تک کے لئے محروم کر دیتا ہے جبتک کہ وہ تمام جائداد غیر منقولہ کو لاکر جملہ متروکہ میں شامل نکردے، باوجود اس کے ایسا وارث بلحاظ قانون توطن کے بغیر جائداد غیر منقولہ کو شامل کئے اپنے حصہ جائداد منقولہ موقوعہ ہر دو ممالک کے متعلق دعوی کا مجاز ہوگا۔

مقدمہ بالغور بنام اسکاٹ (۱۷۹۲) ۶ برو۔ بی۔ سی۔ ۵۵۰ مرافعہ
اسکاٹ لینڈ، پیٹیشن طاحظہ ہو:۔ دفعہ ۱۲۵۔ اور اسکے تحت ۱۲۶ (ب)

دفعہ ۱۲۱ مگر مال لاوارث (Bona vacantia) جو اس ملک میں موجود ہو، وہ سرکار کا ہو جاتا ہے، اور اس پر آخر توطن کا قانون، نہیں نافذ ہوتا۔

مقدمہ امانت بارنٹ [۱۹۰۲] ۱۔ چانسری ۴۷۰ ج، کیک ۲۰۷ ج

148 **دفعہ ۱۲۱ (ب)** جو جائداد مرض الموت میں ہبہ کیجائے، اس سے عام ہبہ کا قانون متعلق ہوتا ہے، نہ کہ انتقالات وصیتی کا، باوجودیکہ جائداد موہوبہ پر، بحالت غیر کافی ہونے متروکہ کے، واہب کے دین کا بار ہو، اور اس سے توریث کا اور نیز سرکاری محصول، واجب الوصول ہو۔

مقدمہ امانت کروڈین [۱۹۲۱] ۱۔ چانسری ۳۶۲ ج، ۱۷۰

دفعہ ۱۲۲ ایک موصی کی جائداد منقولہ کی خالص بچت پر، اس کی وصیت کے اثر کا تعین بھی، تمام معاملات میں، باستثناء تعبیر وصیت نامہ کے، اس کے آخر مقام توطن کے قانون سے کیا جائے گا۔ اسلئے اگر اس کے انتقالات میں کوئی انتقال، ایسا ہے جو قانون مذکور کے دئے ہوئے اختیارات سے متجاوز ہونے یا کسی دوسری بنا پر ناجائز ہے، تو اس کا کوئی اثر نہ ہوگا اور اسی قانون سے جائداد منقولہ سند رہ وصیت نامہ کے (Destination) ورثاء کا بھی تعین کیا جائیگا۔ مقابلہ کرو دفعہ ۸۶۔

برعکس اس کے، اگر موصی کے آخر مقام توطن کا قانون، اس کو بہ نسبت اس مقام کے قانون کے، جہاں تحریر وصیت نامہ کے وقت، اس کا توطن تھا، وسیع تر اختیار انتقالات دیتا ہے، تو قانون مقدم الذکر ہی کو ترجیح دیجائے گی۔ مقدمہ گرڈس (نمبر ۲) [۱۹۱۵] ۱۔ چانسری ۲۷۵ حسب حوالہ سابق صفحہ ۱۱۹ ج

اس امر کا تصفیہ کہ بیوہ اور فرزند کے قانونی حصہ (Legitim) کا حق، کس حد تک، موصی کے ان انتقالات کا مانع ہے جو انکے حصوں میں خلل انداز ہوں، موصی کے آخر توطن کے قانون ــــ نہ مقام وقوع جائداد منقولہ کے قانون ــــ سے کیا جائے گا۔ مقدمہ ہاک بنام کیمپبل (۱۷۹۲) ۶ برو پی۔ سی۔ ۳۰۰۔

ہیگ۔ مذہبی ۱۵ ہم نوٹ ۱۶ ۔ ہاوسس) اوف لارڈز بعرافہ جات اسکاٹ لینڈ، دیفارنٹن بنام کرنگ (۱۸۲۴) ۸۔ ک ۱۰۔ ۳۱ ۔ ج ایلڈن ۔ کمبل بنام سوینے (۱۸۵۹) جونس ۳۲ ۔ ج ۔ ڈ ۔ ڈ ۔

جس حالت میں انگلستان کی غیر منقولہ جائداد امانت میں فروخت کیلئے چھوڑی جائے تو اس کا انتقال موصی کے مقام توطن کے قانون کے تابع رہے گا۔ مقدمہ ڈی ٹوالیئر [۱۹۱۶] ۱۴ ایل۔ ٹی۔ آر۔ ۹ ۔ ۱۵ ۔ ج ۔ ایو ۔ ڈ ۔ جس میں موصی نے، جس کا توطن فرانس کا تھا، اپنی جائداد غیر منقولہ واقع انگلستان کو ایک تیم خانہ کے قیام کیلئے امانت میں فروخت کے لئے رکھا تھا چونکہ وقف کی تعمیل صحیح طور سے نہیں ہو سکتی تھی اسلئے وصیت باطل ہو گئی کیونکہ فرانس کے قانون میں انگلستان کی طرح کوئی اصول تعبیر منشاء وقف (Cy-pres) کا نہیں ہے[1]

اگر عہد وصیت کے متعلق کوئی ایسا شرط موجود ہو جو مانع از روح ہو تو اسکی صحت کا اندازہ موصی کے آخر مقام توطن کے قانون سے کیا جائے گا۔ مقدمہ اتانی بنام نگھام یا سر چارلس ڈگلاس کا مقدمہ (۱۸۹۶) ۳ ۔ دس ۲۰۲ ۔ ڈ ۔ و نیز مقدمہ ریڈی بنام جانسٹن ۵ ۔ دس ۵۰۸ ۔ ڈ اور مقدمہ سمرویلی بنام سمرویلی ۳۲ ہیگ مذہبی ۴ ہم۔ نوٹ ۔ ۶ ۔ بروڈ ۔ پی ۔ سی ۵۰۰ مندرجہ عنوان مقدمہ بالغور بنام اسکاٹ ۔ جہاں توبرد تھرلو ۔ مراد جائداد اسکاٹ لینڈ ۔ ڈ ۔

ایک وصیت کرنیوالی عورت کا توطن انگلستان کا تھا جو ایک ایسے شخص کے حق میں کیا گیا تھا جو اس سے پہلے مر گیا ۔ وہ انگریزی قانون کے لحاظ سے باطل ہو گیا، اگرچہ وہ اس مقام کے قانون سے باطل نہیں ہو سکتا تھا، جہاں وصیت نامہ لکھا گیا اور جس مقام کی اصطلاحی زبان میں وہ مرتب ہوا تھا۔ مقدمہ اینسٹرو تھر بنام چامبر (۱۸۲۹) ۲ سم ۔ ۱ ۔ ج ۔ ڈ ۔ ایچ ۔ ڈ ۔

---

[1] سائپرس (Cy-press) کا اصول یہ ہے اگر موصی کسی ایسے کار خیر کی وصیت کر جائے جسکی تعمیل کسی وجہ سے نہ ہو سکتی ہو تو وہ ستاد یہ کی تعبیر اس طرح کیجائے کہ اس سے موصی کے منشاء کی تعمیل جہاں تک اور جس قسم کے قانون ممکن ہو کیجا سکے مثلاً یہ کہ اسی قسم کا دوسرا کار خیر تجویز کیا جائے ۱۲ ۔ مترجم

اس ہبہ وصیتی کا جواز، جو خیراتی کاموں کیلئے عمل میں آئے جائداد منقولہ کی حد تک مقام
149 توطن کے قانون پر منحصر ہوتا ہے، اگر موصی نے جائداد غیر منقولہ کا جو مقام توطن کے باہر
چھوڑی ہے اور وہاں کا قانون، جائداد غیر منقولہ کی توریث میں، ملک توطن کے قانون کو
تسلیم نہیں کرتا، اور بلحاظ حالات مقدمہ اس خیراتی ہبہ کو نامنظور کر دیتا ہے، تو اس کا فیصلہ، قانون
مقام توطن سے کیا جائیگا ــــ کہ آیا ایسا ہبہ تا بحد جائداد منقولہ، پورا نافذ کیا جائے یا بتناسب
اس حصہ کے، جس کا ادا کرنا بمقابلہ اس حصہ کے، جس کا ادا کرنا ممکن ہے، مراعاط
کر دیا جائے؛ سیکلٹ انلڈ (۱۸۹۲) ایل۔ آر۔ ۱۴۰۔ اے سی کیو۔ ۰۰ ۱۰ ج، لیکن دیکھو

اس وصیتی ہبہ کا جواز بھی جو امور متعلقہ توہمات (Superstitions)
کی نسبت عمل میں آئے، موصی کے توطن کے قانون پر منحصر ہے۔ مقدمہ
ایلیٹ دایلیٹ بنام جانسن (۱۸۹۱) ۳۹۔ ڈبلیو آر۔ ۲۹۷۔ ۲۰ ج، نار تھ کوٹ
مقدمہ لیگن (۱۸۹۱) ایل جے۔ نیوز۔ ۲۱۴۔ ۶۰ ج، سر تھن آئینی ایڈورڈ گفٹ
ولارڈ چیف جسٹس، ڈیوک میں، فاتحہ کیلئے ایک ایسے شخص نے ہبہ کیا تھا،
جو گو آئرلینڈ میں پیدا ہوا تھا مگر اس کا توطن انگلستان کا تھا ــــ اس کی
نسبت قرار پایا کہ وہ برخلاف آئین ۱۔ ایڈورڈ ششم فصل ۱۴ کے نافذ
نہیں ہو سکتا، کیونکہ کسی شخص کو ایسی وجہ پر تصحیح کے کام میں لگانے کی اجازت
نہیں دیجا سکتی ہے۔

تعبیر وصیت نامجات

تعبیر کی بحث کو لارڈ لینڈ ہرسٹ کی اس تقریر کے ایک فقرہ سے شروع
کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، جو انھوں نے اسکاٹ لینڈ کے مرافعہ ٹرافرز بنام ٹراڑ میں
کی تھی، جس کا تذکرہ زیر دفعہ ۱۲۵ کیا جا چکا ہے۔ انھوں نے کہا "کہ وکلا نے بیان کیا اور
نیز اخباروں کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ عدالت تحت میں بھی اس پر بحث ہوئی تھی، کہ
جب وصیت نامہ کی تعبیر کے مقدمات میں اس قسم کی کوئی اصطلاحی بحث پیش آجائے، تو
فیصلہ کنندہ عدالت کو اس ملک کے مقننین کی رائے سے استصواب کرنا چاہیے، کہ

وصیت نامہ یا دستاویز تکمیل پائی کسی طور سے بجا نہیں متصور ہو سکتا، اور جب وصیت نامہ معمولی الفاظ میں ہو، تو اسکاٹ لینڈ کی عدالتوں کے جج اس کی صحیح تعبیر اسی طرح کر سکتے ہیں، جس طرح کہ اس ملک کے مقننین کر سکتے ہیں، جہاں دستاویز تکمیل پائی تھی۔ مگر حکام تحت کو اس رائے سے اتفاق نہ تھا، اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں میرے نزدیک ایسی رائے کبھی معقول نہیں متصور ہو سکتی — وصیت نامہ کی تعبیر ہمیشہ اس ملک کے قانون سے کیجانی چاہیئے، جہاں وہ تکمیل پائی، اور جہاں وصیت کنندہ کا توطن ہے عدالتوں میں تعبیر کے خاص خاص قواعد مقرر ہیں، اور وصیت ناموں میں جو فقرات اور جو الفاظ مستعمل ہوتے ہیں، ان کا تعلق اکثر انھیں قواعد تعبیر سے ہوتا ہے، اسلئے اگر ان قواعد سے کلیتاً قطع نظر کر لیجائے، اور ان عدالتوں کے جج جو دستاویز کے لحاظ سے غیر ہیں، بغیر اس ملک کے قانون کی ضروری واقفیت کے جہاں دستاویز تکمیل پائی، اپنے قواعد تعبیر کے لحاظ سے وصیت ناموں کی تعبیر کرنے لگیں، تو اس سے بیحد نقصان پہنچ سکتا ہے، اور اکثر صورتوں میں اس کا امکان ہے کہ موصی کا منشا بالکل فوت ہو جائے۔ مزید براں ایک بڑی دقت یہ پیش آسکتی ہے کہ جو تعبیر اس کی انگریزی عدالتیں کریں، اس سے مختلف تعبیر نمالک غیر کی عدالتوں میں کیجائے۔ پس میرے نزدیک جو اعتراض کیا جاتا ہے، وہ صحیح بنیاد پر نہیں ہے۔ جس حالت میں، ایک وصیت نامہ ملک غیر میں، ایسے شخص کی طرف سے 150
تکمیل پائے، جس کا توطن اسی ملک کا ہو تو شخص مذکور کی جائداد کے متعلق، اسکی تعبیر اسی ملک کے قانون کے لحاظ سے ہونی چاہیئے، جہاں وہ لکھا گیا تھا، اگر کسی کارروائی میں، وہ زیر بحث ہو، تو اس کی وہی تعبیر قرار پانی چاہیئے، جو اس ملک کی عدالتوں میں قرار پاتی، جہاں اس کی تکمیل ہوئی ہے۔ بناءً علیہ میری رائے میں ججوں کا یہ ہدایت کرنا کہ حسب قانون انگلستان، اس وصیت نامہ کے مفہوم اور تعبیر کے متعلق، انگلستان کے سربرآوردہ مقننین کی رائے لیجائے، بالکل درست تھا۔"

اس موقعہ پر لارڈ لینڈ ہرسٹ نے یہ فرض کر لیا تھا کہ وصیت نامہ موصی کے مقام توطن میں مرتب ہوا تھا، اگر وہ کسی دوسرے ملک میں بھی مرتب ہوتا، تو انگریزی نظار، اور اسناد کے لحاظ سے، قانون مقام توطن کو ترجیح دیجاتی، قدیم زمانہ میں اس قانون سے مراد، اس مقام کا قانون ہوتا تھا، جو موصی کا آخری توطن تھا، مگر اب (لارڈ کنگس ڈاون کے

ایکٹ کی اس تجویز کی بنا پر کہ وصیت نامہ کی تعبیر میں، موصی کے تبدیل توطن مابعد سے کوئی فرق نہ پڑے گا (دیکھو دفعہ ۱۲۵) اس سے مراد اس مقام توطن کا قانون ہوتا ہے جہاں موصی نے وصیت نامہ کی تکمیل کی اور اسی کے لحاظ سے اس کی تعبیر کیجانی چاہیئے۔ میں اس کو حقیقی ترقی اور اصلاح تصور کرتا ہوں اور میرے نزدیک جو عام اختیار متوفی کے آخری توطن کو جائداد کی خالص بحث کے حق استفادہ پر دیا گیا ہے وہ اس کے مخالف نہیں ہے۔ تعبیر ایک واقعاتی امر ہے اور وہ قانون جو کہ بعد تعبیر کے ہبہ وصیتی کی صحت یا غیر صحت کا فیصلہ کرتا ہے تعبیر میں کسی دوسری مدد کا محتاج نظر آتا ہے۔

مزید برآں مسئلہ تعبیر اور اس کے عمل میں تمیز کرنا کچھ آسان کام نہیں ہے؛ اس طرز سے مقدمہ اینسٹر و تھر بنام چامر جو زیر دفعہ ۱۲۲ لکھا جا چکا ہے، تعبیر کا ایک مسئلہ متصور ہو سکتا ہے یعنے یہ کہ کیا اس ہبہ کی نسبت جو موہوب لہ وصیتی کے قائمقام کے حقیں کی گئی ہے، اور جو انگریزی قانون کے لحاظ سے جائز ہے یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ وہ اس ہبہ وصیتی سے مستنبط ہوتی ہے، جو ایسے قانون کی اصطلاحی زبان میں کی گئی ہے، جس میں موہوب لہ کے موصی کی زندگی میں فوت ہو جانے سے سقوط عائد نہیں ہوتا؟ اور مقدمہ میں جس قدر یہ امر صاف ہوگا کہ مسئلہ تعمیل کا نہیں بلکہ تعبیر کا ہے۔ اسی قدر زیادہ عدالت کو اس کا موقعہ ملے گا کہ وہ مقدمہ کے مخصوص حالات کے لحاظ سے جو اس کے پیش نظر ہوں، عام نتیجہ کو قانون مقام توطن کے مطابق کر سکے۔

اس سے مفصلۂ ذیل قاعدہ مستنبط ہوتا ہے:- 1:51

دفعہ ۱۲۳ جب کسی انگریزی عدالت کو ایک وصیت نامہ متعلقہ جائداد منقولہ کی تعبیر کی ضرورت واقع ہو اور موصی کے آخر مقام توطن کے کسی فیصلہ سے مدد نہ ملتی ہو (جس کے متعلق دیکھو دفعہ ۱۲۵) تو اس کو اس ملک کے قانون سے ہدایت حاصل کرکے جہاں تحریر وصیت نامہ کے وقت موصی کا توطن تھا وہاں کے واجب العمل قواعد تعبیر سے کام لینا چاہیئے اور اگر وہاں ایسے قواعد موجود نہوں تو تمام حالات پر بشمول اس ملک کی عدالتوں کے اس رجحان اور عملدرآمد کے، جو تعبیر و تاویزات کے متعلق رائج ہو اور جو ماہران فن کی شہادت سے ثابت کیا جا سکتا ہے، بطرز معقول لحاظ کرنا چاہیئے۔

لیکن موصی کے صریح اور صاف منشا کے خلاف یہ قاعدہ نافذ نہ ہوسکیگا

جس سکہ میں ہبہ وصیتی کی رقم ادا ہوتی ہے، وہ عام طور سے وہی سمجھا جائیگا، جو موصی کے مقام وطن میں رائج تھا، اگرچہ وصیت نامہ کے مفہوم اور اس سرمایہ کے مقام وقوع سے جس پر یہ رقم بطراحت عائد کی گئی ہے، کچھ فرق واقع ہوسکتا ہے۔ سانڈرس بنام ڈریک (۱۷۴۲) ۲-۱-ے-ٹی- کے ۴۶۵ - بج، ہارکورٹ بنام گارنٹ (۱۷۰۶) ۲-برو-چانسری، ۳۸ بج، کیتان بنام جنیوں نے اس مقام کا ذکر کیا جہاں وصیت نامہ مرتب ہوا مگر وہ وہی تھا، جہاں اس کا تو وطن تھا، و مقدمہ مسکم بنام مارٹن (۱۷۸۹) ۳-برو-چانسری، ۵۰۰ بج، ارڈن بنام اگر رقم ہبہ جو وطن ملک غیر کے سکہ میں دیگئی ہے، انگلستان میں ادا کیجاتی ہے، تو اس قدر انگریزی سکہ دیا جانا چاہیئے جو اگر ملک تو وطن میں دیا جاتا تو اس سے اس ملک کے سکہ کی مقدار حاصل ہوسکتی۔ مقدمہ کاکریل بنام باربر (۱۸۱۰) ۱۶-وس-۱۶۱-بج، ایلیٹن بنام و مقدمہ کیمبل بنام گرہام (۱۸۳۰) ۱-رو و سے-۴۵۳-بج، ایلیٹ بنام جرج کے ساتھ پرتو ہام نے اتفاق کیا، جیسا کہ انھوں نے ہوس اوف لارڈز میں مراضہ کیمبل بنام لیسنڈ فورڈ (۱۸۳۴) -سی-ایل-و ایف میں ظاہر کیا تھا؛

اس مسئلہ کے تعلق کہ جو ہبہ از روئے وصیت نامہ کیا گیا تھا، آیا وہ اس دین کی ادا کی غرض سے تھا، جو ایک بیرونی معاہدہ ازدواج کی بنا پر واجب الادا تھا؛ ایک وصیت نامہ کی تعبیر موصی کے ملک تو وطن کے قانون سے کی گئی کیمبل بنام کیمبل (۱۸۶۶) ایل-آر-ائی-ایچ-کیو-۳۰۳-بج، و ڈ؛ اور نیز اس سوال کے تعلق کہ ایک ہبہ میں جو موہوب لہٗ کے قرابتداروں کے حق میں کیا گیا، کون کون لوگ شامل تھے، مقدمہ فرگوسن (۱۹۰۲) ۱-چانسری-۴۸۳-بج، ارڈ؛ نیز مقابلہ کرو مقدمہ بونیفائے (متذکرہ صفحہ ۱۳۲) کا اس میں وصیت نامہ کی تعبیر موصی کے قانون قومی سے کی گئی، جو کہ قانون تو وطن نہ تھا مگر مقدمہ کے حالات، مخصوص تھے؛

نیز دیکھو۔ ایک عجیب مقدمہ تعبیر کا جو اس دفعہ کے اصول کے مخالف تھا۔ مقدمہ

برنل بنام برنل (۱۸۳۸) ۳ - ایم وسی - آر - ۵۵۹ - ج، کاٹن بام ہو
جب کوئی موصی اپنی جائداد، اثاثہ یا ملک کسی خاص ملک میں ہبہ وصیتی
کرتا ہے تو اس میں بادی النظری طور سے وہ سب دیون شامل ہوتے ہیں، جو
اس کو اس ملک کے باشندہ ہونے سے واجب الوصول ہیں۔ نسبٹ بنام مرے (۱۶۹۹)
۵ - وس - ۱۴۹ - ج، ارڈن ہو و مقدمہ ارنالڈ بنام ارنالڈ (۱۸۲۴) ۲ - ے -
وکے - ۳۶۵ - ج، پیپس ہو و مقدمہ ٹائرن بنام واٹر فورڈ (۱۸۶۰)
ڈی - ایف - وجے - ۶۱۲ - ج، نائٹ بروس صفحہ ۶۲۸ ہو، اور اس سے
کم واضح طور سے کیمبل ٹرز ــــــ مقدمہ گوتھری بنام الروڈ (۱۸۸۳) ۲۲ -
چانسری ڈویژن - ۵۷۳ - ج، فرائی ہو مقدمہ کلارک وسیکنسی بنام کلارک
(۱۹۰۴) ۱ - چانسری - ۲۹۴ - ج، فارول میں تصفیات کے متعلق یہ قرار پایا کہ
وہ جائداد منقولہ نئی ہبہ وصیتی کے ساتھ ایسے ملک میں منتقل ہو گئے، جس میں وہ
واجب الادا تھے، اگرچہ وہ حال کے نام اور دوسرے ملک میں تھے۔ اور جائداد
غیر منقولہ کے ہبہ وصیتی کے ساتھ حصص اس ملک میں منتقل ہو گئے، جہاں اصل اثاثہ تھے
اور جہاں وہ قابل انتقال تھے، اگرچہ وہ کمپنی جس کے یہ حصص تھے اور اس کا
صدر دفتر ملک غیر میں واقع تھا۔ لیکن مقدمات جس میں محصول پر وبیٹ اور اب
محصول سرکاری عائد ہوا زیر و صفحہ ۱۱۲ ہو

مقدمات بریڈ فورڈ بنام نیگ (۱۸۸۴) ۲۶ - چانسری - ڈویژن - ۶۵۶
152 ج، پیرسن ہو و (۱۸۸۵) ۲۹ - چانسری ڈویژن - ج، کاٹن - لنڈلے - و فرائی -
سے جو کچھ مستنبط ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ جائداد منقولہ کے وصیتی انتقال میں جو اصطلاحات
اس قانون کے جو موصی کے مقام توطن کے قانون سے علیحدہ ہے، واقع ہوں،
انکی تعبیر اسی قانون سے کیجانی چاہیئے، جس کے وہ مصطلحات ہیں، اگر ان کا منشاء
دریافت ہو سکتا ہو۔ مگر عدالت اعلیٰ اس پر آمادہ نہ ہوئی کہ وہ آسانی سے قانون
مقام توطن سے آگے بڑھے ہو

ایسی نظیر کیلئے جس میں ایک وصیت نامہ کی تعبیر قانون مقام توطن کے
علاوہ بلحاظ اس منشا کے جو اس سے ظاہر ہوتا ہو دوسرے قانون سے کی گئی،

دیکھو مقدمہ پرائس وتاملن بنام لیٹر [۱۹۰۰] ۱۔ چانسری ۴۲۴ جج، اسٹرلنگ۔ جس کا حوالہ زیر دفعہ ۱۹ متعلقہ تکمیل مختار نامجات دیا گیا ہے اور نیز مقدمہ نسبن [۱۹۱۶] ۱۔ چانسری ۵۰۲۔ جج، رینول ہو و مقدمہ امانات لیول (متذکرۂ سابق صفحہ ۱۲۲) اور ایسے مقدمہ کیلئے جس میں یہ قرار پایا کہ کوئی ایسا منشاء ظاہر نہیں ہوتا جس سے قانون مقام توطن کا قاعدہ تبعیہ ساقط کیا جائے دیکھو مقدمہ بارنگ بنام الشیبرٹن (۱۸۸۶) ۵۴۔ ایل۔ ٹی۔ ۲۶۲۔ جج، چٹی ۔

جس حالت میں وصیت نامہ غیر زبان میں ہو اور پروبیٹ کے دفتر جسٹری میں، صرف اس کی نقل داخل ہوئی ہو، اور پروبیت صرف انگریزی ترجمہ کی دیگئی ہو جو غیر صحیح معلوم ہوتا ہو تو عدالت تعبیر نہ صرف مجاز ہے بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ اصل دستاویز کا معائنہ کرے۔ مقدمہ لافٹ بنام لا۔ بیٹ (۱۷۱۹) ۱۔ پی۔ ڈبلیو۔ ۲۶۵۔ جج ہیکل۔ اس مقدمہ کی رپورٹ کی اصلاح مقدمہ امانات کلف (۱۸۹۲) ۲۔ چانسری ۲۲۹۔ جج، نارتھ میں کی گئی ہے موخرالذکر مقدمہ میں اس امر کی نسبت شبہ ظاہر کیا گیا کہ اگر مقدمہ کے کسی فریق کی طرف سے اعتراض ہوا تو کیا پہلے پروبیٹ کے صیغہ سے استدعا کیجانی چاہیے کہ وہ ترجمہ کی اصلاح کرے، موخرالذکر مقدمہ میں اس امر پر اصرار کیا گیا، اور فیصلہ اس ضرورت کے خلاف کیا گیا، مقدمہ برکل بنام برکل (۱۸۳۸) ۳۔ ایم ڈی ۶۴۲ میں جو کچھ لارڈ کاٹن ہام نے کہا وہ یہ تھا "پروبیٹ کاپی کو قطعی طور سے وہ دستاویز سمجھنا چاہیے جس پر عدالت کو عمل کرنا ہوگا" اس مقدمہ میں نہ اصل اور نہ اس کی نقل دفتر جسٹری میں داخل کی گئی تھی ۔

دفعہ ۱۲۴ دفعہ ہذا اور دفعہ ۱۲۳ کو اس مقولہ قانونی کے قیود (Qualification) سمجھنا چاہیے جس کی رو سے اوخال شہادت کا مسئلہ اس مقام کے قانون کا تابع ہوتا ہے، جہاں مقدمہ دائر ہو۔ اس کو لارڈ بروہام کے الفاظ میں جو انھوں نے ایک اسکاٹ لینڈ کے مرافعہ میں استعمال کئے تھے، ظاہر کرنا زیادہ مناسب ہوگا "اس سے ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ جب شہادت میں ملک غیر کی عدالت کا

کوئی تجویز مثلاً ایک انگریزی وصیت کی پروبیٹ پیش ہو تو وہ قبول نہ کیجائے، اور نہ میری یہ رائے ہے کہ اسکے فطری اور واجبی اثر سے انکار کیا جائے۔ میرے نزدیک یہ امر بالکل صاف ہے کہ وہ دوسری دستاویزات کی طرح ایسے ثبوت کے پیش ہونے پر، جو اس عدالت میں جس میں وہ پیش کی گئی ہے، رائج ہے، قبول کیجانی چاہئے۔ اس سے جو کچھ مستنبط ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ اگرچہ ایسی پروبیٹ جس سے وصیت کا ایک جز حذف کر دیا گیا ہے، داخل ہو سکے گی، اور عدالت اجلاس کنندہ کو جز حذف شدہ پر غور کرنے کا حق نہ ہوگا۔ کیونکہ ایسا عمل بمنزلہ اس کی تبدیلی یا کم از کم عدالت پروبیٹ کی تجویز سے بے اعتنائی کے متصور ہوگا۔ مگر ایک شخص کے وصیت نامہ کی نامنظوری، پروبیٹ کا اخراج (non probate) وصیت نامہ کے ادخال اور اس پر غور کا مانع نہ ہوگا۔ بشرطیکہ خود اس عدالت کے قواعد اس کے ادخال کے مزاحم نہ ہوں۔ اس موقعہ پر اس امر کا فیصلہ کرنا بھی ضرور نہیں کہ انگلستان کے ان وصیت ناموں کی نسبت، اسکاٹ لینڈ کی عدالتوں میں کیا عمل ہوگا جو جائداد غیر منقولہ سے متعلق ہوں، اور جن پر صرف ایک شخص کی گواہی ہو۔ اور اس کے بعد کے مجریہ قانون سے، دو آدمیوں کی شہادت ضروری قرار دیجائے، جیسا کہ اب ہوا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ان قواعد کا لحاظ کرکے، جو اسوقت نافذ ہوں، وہ شہادت میں داخل ہو سکیں گے لیکن اس کے انتقالات اس وجہ سے نافذ نہ ہو سکیں گے کہ انگلستان کے قواعد، دو آدمیوں کی شہادت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ اور یہ ضرورت صرف دستاویز کی شکل کی تکمیل کیلئے نہیں ہے کہ اس سے کاغذی شہادت مہیا ہو سکے، بلکہ یہ ضرورت حقیقی ہے تاکہ وصیت کرنے والوں کی بستر مرگ پر حفاظت کیجا سکے۔"

153

اس کا استعمال مقدمہ متذکرہ میں کیا گیا، اور قرار پایا کہ اسکاٹ لینڈ کی عدالت، اس وصیت نامہ کے معائنہ کی مجاز تھی جو ایک شخص ہم وطن انگلستان نے لکھا تھا، اور جس کی پروبیٹ انگلستان میں اس وجہ سے نہیں دیجا سکی کہ وہ وصیت نامہ ایک دوسرے وصیت نامہ سے جو وہاں ثابت کیا جا چکا تھا، منسوخ ہو گیا تھا۔ اسکاٹ لینڈ کی عدالت وصیت نامہ اس غرض سے معائنہ کرنا چاہتی تھی کہ اس کو ایک دستاویز امانت یا تیسرے وصیت نامہ

کی تعبیر میں مدد ملے، جو بظاہر اسکاٹ لینڈ میں اس رقم کے متعلق جو وہاں کے ایک بینک میں جمع تھی بجائز قرار پایا تھا۔

ٹیٹ بنام ٹامسن (۱۸۳۸) ۳۔ سی۔ ایل وایف ۔ ۴۴۵ ؛

چونکہ انگلستان کا قانون نوشتہ جات کے ادخال شہادت میں شہود شفتی کا برتاؤ کرتا ہے اسلئے یہ قیاس نہیں ہو سکتا کہ انگریزی عدالت سے، یہ درخواست کیجائے گی کہ وہ ایسے نوشتہ پر غور کرے، جس کو عدالت مقام توطن نے قابل ادخال شہادت قرار دے چکی ہو۔ ایسی حالت میں بھی کہ لارڈ لینڈ ہرسٹ کی یہ رائے تھی کہ ایک وصیت نامہ کی وہی تعبیر کیجانی چاہیئے، جو اس ملک کی عدالت میں کیجاتی جہاں وہ مرتب ہوئی تھی۔" بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ "جہاں موصی کا توطن تھا۔" لارڈ براہام اور عدالت مافوق کی اس رائے سے مخالفت نہ کبھی جائے، جو انھوں نے ٹیٹ بنام ٹامسن میں ظاہر کی تھی؛ بمقابلہ کوہ، مقدمہ شول فیلڈ [۱۹۰۵] ۲۔ چانسری ۴۰۸، ۴۴۸۔ سے ؛

دفعہ ۱۲۵ اگر موصی، ایسے ملک میں جو اس کے مقام توطن کے علاوہ ہے، جائداد غیر منقولہ چھوڑتا ہے اور اس کا وصیت نامہ، اس جائداد پر موثر نہیں ہوتا، مگر یہ حجت کیجاتی ہے کہ وصیت نامہ میں جو جائداد کے ہبہ کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص قانون مقام وقوع جائداد کی رو سے وارث ہے، اس کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ جائداد مذکورہ اور اس رقم میں سے جو وصیت نامہ کے ذریعے اس کو دیگئی، کسی ایک کو اختیار کرے۔ تو یہ سوال کہ آیا اس کو ایسا اختیار دیا گیا ہے، تعبیر کے متعلق ہے اور وصیت نامہ کی تعمیل متعلقہ انتقال جائداد منقولہ کا تصفیہ موصی کے مقام توطن کے قانون سے ہوگا۔

مقدمہ براڈی بنام ہیری (۱۸۱۳) ۲۔ وی و بی ۱۲۷۔ نیچ، گرانٹ فوٹر اڑ بنام ٹیلر (۱۸۲۹) ۴۔ بی۔ ایل۔ ایس۔ آر۔ ۵۰۲۔ ۳۔ ولسن وشا۔ ۴۰۷۔ نیچ چیلیٹ ہرسٹ و مقدمہ جانسن بنام ٹلفورڈ (۱۸۳۰)۔ آر و ایم۔ ۲۴۳۔ نیچ، پیج فونڈاس بنام فونڈاس (۱۸۳۰)۔ ۲۔ ڈی وی۔ ۳۴۹۔ نیچ، براہام فولڈن بنام انڈرسن (۱۸۴۶) ۵۔ ایچ۔ اے۔ ۱۶۳۔ نیچ، ویگرام فوڈیار بنام سیٹ لینڈ (۱۸۶۶) ایل۔ آر۔ ۲

ای۔ کیو۔ ۸۴۴۔ ج، اسٹورٹ پر و بارنگ بنام اسبرٹن (۱۸۹۶) ۵۴۔ ایل۔ ٹی۔ ۴۹۲۔ ج، چینچی۔ نیز ملاحظہ ہو دفعہ ۱۲۱ پر

ایک موصی متوطن اسکاٹ لینڈ نے دو وصیت نامے لکھے اور یہ ہدایت کی کہ انگریزی وصیت نامہ کی تعبیر اسکاٹ لینڈ کے قانون سے اور اسٹریلیا کے وصیت نامہ کی تعبیر اسٹریلیا کے قانون سے کیجائے۔ اور اگلی بیوہ C نے بلحاظ اسکاٹ لینڈ کے وصیت نامہ کے، جائداد منقولہ میں حق زوجیت (Jus relicta) اور ایک ثلث اراضی (Terce) کا دعوی کرنا مناسب تصور کیا قرار پایا کہ وہ اسٹریلیا کے وصیت نامہ سے استفادہ کا دعوی نہیں کر سکتی۔ مقاصد انتخاب کے لئے دونوں وصیت نامے ایک متصور ہونگے۔ مقدمہ ڈگلاس منسٹریز بنام اغلبی [۱۹۰۸] اے۔ سی۔ ۲۲۴۔ ج، سیگناٹن۔ رابرٹسن۔ آگیلوی۔ کالنس۔ ڈسٹن پر

دفعہ ۱۲۵ (الف) یہ امر قابل لحاظ نہیں، کہ وصیت نامہ جائداد غیر منقولہ واقعہ ملک غیر پر موثر نہیں ہے، خواہ اسوجہ سے، کہ وہ نمونہ مقررہ کے مطابق نہیں؛ یا اسوجہ سے، کہ قانون مقام وقوع جائداد 154
کی رو سے، موصی، اس امر کا مجاز نہ تھا، کہ وہ اپنی غیر منقولہ جائداد، قانونی وارث کے سوائے، کسی اور کے نام منتقل کر دے: دونوں صورتوں میں، وارث قانونی کو، جسے اسی وصیت نامہ کے ذریعہ سے جائداد منقولہ دیگئی ہے، حق انتخاب[1] دیا جائے گا۔ بشرطیکہ موصی کا آخر توطن، انگلستان کا ہو۔

مقدمہ اگلوی [۱۹۱۸] ۱۔ چانسری۔ ۴۹۲۔ ج، سیگر "یہ امر ریاستداری کے خلاف ہے کہ ملک غیر کا ایسا وارث، جس کو اسی وصیت نامہ میں مقرر کر دلایا گیا ہو

---

[1] یہ لفظ الیکشن (Election) کا ترجمہ ہے۔ قانون میں یہ لفظ کئی معنی میں مستعمل ہوا ہے: جب کوئی موصی کسی ایسی شے کو جس کا حق اسکو نہیں ہے، بدلیہ وصیت نامہ کے منتقل کر دیتا ہے، تو مستحق کو یہ اختیار رہتا ہے، کہ اسکو منظور کرے یا نہ منظور کرے۔ . . . . نامنظوری کی حالت میں، اسکو یہ حق باقی نہیں رہتا، کہ وہ وصیت نامہ کی بناء پر کسی شے کا دعوی کرے، جو وصیت نامہ میں اسکو دلائی گئی ہو۔ اسی منظوری یا نامنظوری کا نام "انتخاب" ہے اور یہ لفظ یہاں اسی معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ مترجم

ملک غیر کے قانون کی مدد سے، اس اراضی پر متصرف اور قابض ہو جائے، جو وصیت کی رو سے اور دوسرے کیلئے تھی بغیر اس کے کہ انگریزی متروکہ سے اس شخص کو ایک حد تک اس مایوسی کا جو اس کو ہوئی معاوضہ ادا کر کے موصی کے کامل منشاء کی تکمیل کرے۔ . . . . . عدالت ہمیشہ یہی طریقہ اختیار کرے گی جب تک کہ وارث کے بہبود وصیتی پر اراضی کے موہوب لہٗ کو معاوضہ دینے کی صورت میں ویسا ہی تصرف نہ کیا جائے، جیسا موصی قانون توطن کی رو سے جائز طور سے اس پر بذریعہ وصیت کے کر سکتا تھا۔"

انگلستان کی عدالتوں نے اس اصول کا ایک مستثنیٰ قائم کر لیا ہے جس کی بنیاد، بمشکل کسی منطقی دلیل پر مبنی ہو سکتی ہے، لیکن وہ ایسی راسخ ہو گئی ہے کہ اس کے خلاف، بحث کرنا بیکار محض ہے۔" جبکہ قانون توطن کی رو سے وصیت نامہ جائداد غیر منقولہ موقوعہ انگلستان کے انتقال پر غیر موثر ہو تو انگلستان کا قانونی وارث، انتخاب پر مجبور نہ کیا جائے گا، بلکہ وصیت نامہ سے استفادہ کریگا: اور نیز وہ حصہ پائے گا جس کا بحیثیت وارث ہونے کے مستحق ہے (ہرلی بنام گرین بیک۔ ا۔ وس بسن ۲۹۸: جس کا اتباع مقدمہ ڈی ورٹی، دیانی بنام رگلونی ڈی ورٹی [۱۹۱۵] ا۔ چانسری ۹۲۔ ۲۔ جج، جوئیس، میں کیا گیا) کہا جاتا ہے کہ یہ استثناء انگلستان کی اراضی کے وارث کے حق میں، ایک خاص رعایت کی بنا پر قائم کیا گیا ہے لیکن جو فرق انگلستان کے قانونی وارث، اور دوسرے وارث میں قائم کیا جاتا ہے، وہ قابل اطمینان نہیں ہے (سب بیان جسٹس سٹیرلی، مقدمہ انگلوئی حسب حوالہ سابق برصفحہ ۴۹)۔ جو دلیل مسئلہ انتخاب کی تائید میں پیش کیجاتی ہے کہ اگر اس سے موصی کا منشا کامل طور سے پورا ہو جائے، وہ، ایسے موصی سے بھی متعلق ہوتی ہے، جو جائداد غیر منقولہ انگلستان میں چھوڑتا ہے، اور نیز اس جائداد غیر منقولہ سے جو وہ انگلستان کے علاوہ دوسری جگہ چھوڑ جاتا ہے۔

دفعہ ۱۲۵ (ب) جس صورت میں، ملک غیر کا قانون جائداد غیر منقولہ کی توریث میں مانع ہو، مثلاً جائداد بذریعہ وصیت کے ورثا کے فائدہ کیلئے، انما کے تفویض کر دیگئی ہو تو معاملہ کی صورت دوسری ہو جائے گی۔ اور اس صورت میں، وہ وارث

جو قانون مقام وقوع جائداد کی رو سے جائداد غیر منقولہ کی توریث کا مستحق ہوگا، انتخاب پر مجبور نہ کیا جائے گا؛ اگر وہ وصیت مذکور کی رو سے دوسری اراضی کا بھی مستحق ہے۔ مقدمہ برون بنام گرین (۱۹۲۰) اے۔ سی۔ ۸۶۶۔ ایچ۔ ایل (ہالڈین۔ فینلے۔ ڈینیلن مولٹن۔ کیو: مختلف الرائے) ؛ ایک موصی متوطن اسکاٹ لینڈ نے بذریعہ وصیت نامہ اراضی واقعہ اسکاٹ لینڈ، اور اراضی واقعہ ارجنٹائن کو اپنی اولاد کے لیے امانتاً تفویض کر دیا؛ ارجنٹائن کا قانون، اراضی کے متعلق، امانت کو تسلیم نہیں کرتا؛ اور اس کی اولاد بلا وصیت کے (Abintestato) اراضی کی وارث ہوگی، قرار پایا کہ ایسی اراضی ملک غیر کے حصص اور ان فوائد میں جو وصیت نامہ کے تحت میں ان کو دیئے گئے ہیں، انتخاب نہیں کرایا گیا۔

"ملک غیر کی عدالت کے لیے یہ امر خلاف معاہدہ باہمی ہوگا کہ وہ ایک شخص کو اختیار رکھنے کی وجہ سے، دوسرے ملک کی اراضی کو امانت کے قاعدہ کی تحت میں داخل کر دے جو اس ملک کے قانون کی رو سے ممنوع ہے"۔ (بیان جسٹس فینلے صفحہ ۸۷۶)۔

دفعہ ۱۲۶ انگلستان کے قانون تقسیم، اور انگلستان کے متوطن موصی، کے وصیت نامہ متعلقہ جائداد منقولہ میں لفظ "اولاد" میں خواہ وہ لفظ "جائز" سے محدود کیا گیا ہو یا بیکیا گیا ہو — وہ اولاد شریک ہے جو نکاح مابعد کی بنا پر جائز قرار پائی ہو، ان تمام حالات 155
کو پیش نظر رکھ کر جو ایسے جواز کے لئے انگلستان میں ضروری سمجھے جاتے ہیں: جن کے لئے ملاحظہ ہوں دفعات ۱۰۲ و ۱۰۳۔

مقدمہ گڈمین بنام گڈمین (۱۸۹۲) ۳ گف۔ ۶۴۳۔ نیچ، اسٹورٹ (ہبہ وصیتی)؛ مقدمہ گڈمین (۱۸۸۱) ۱۷۔ چانسری۔ ڈویژن۔ ۲۶۶۔ نیچ، کاٹن۔ جیمس بر خلاف نش، بہ تسلیم فیصلہ جسٹس (۱۸۸۰) ۱۴۔ چانسری ڈویژن ۷، ۲۲۔ نیچ، کے (ہبہ وصیتی) جس کے خلاف جو فیصلہ ہے: برائز بنام ہنڈیل (۱۸۹۲) ۱۔ ایچ۔ وایم۔ ۸۰۔ ۷۹۔ نیچ، ڈوڈ (ہبہ وصیتی) لیکن کاٹن اور جیمس نے گڈمین کے مقدمہ کا فیصلہ کرتے وقت، اس سے اختلاف کیا ہے۔

انگلستان کی اراضی کے بہ وصیتی سے بھی یہی اصول متعلق ہوگا! اصول یہ ہے کہ۔ انگلستان کے رہنے والے کے وصیت نامہ میں لفظ "اولاد" کی تعبیر، انگریزی قانون سے کھینچنی چاہیئے جو اس جواز کو، جو ملک غیر کا مناسب قانون مقرر کرتا ہے، تسلیم کرتا ہے؛ اور

یہ اس مخصوص قاعدہ سے علیحدہ ہے، جس کی رو سے انگلستان کی اراضی کے وارث غیر وصیتی کا بحالتِ نکاح پیدا ہونا لازم قرار دیا گیا ہے جس کے متعلق دیکھو دفعہ ۱۷۰ جو آگے آتی ہے۔

یہی مقدمہ امانت گری بنام اسٹیمفورڈ [۱۸۹۲] ۲ - چانسری - ۸۸ -
جج، اسٹرلنگ میں قرار پایا۔

فصل ششم

156

دیوالیہ

ازدواج اور موت کے علاوہ، جن صورتوں میں جائداد کے مخصوص تعلق کی بحث ایک شخص کی ذات سے کیجاتی ہے، وہ کارروائی دیوالیہ ہے۔ اس لفظ میں میں ان تمام صورتوں کو داخل کرتا ہوں جن میں ایک زندہ شخص یا ایک ایسی جماعت یا کمیٹی کی جائداد کے مقابلہ میں جس کا قانونی وجود ہو، دائنین کا اجتماع یا مقابلہ قائم ہو جائے خواہ اس کا اصطلاحی نام دیوالیہ، مفلسی، ضبطی، تحویل مال بہ دائیناں (Cessio-bonorum) یا تصفیہ حساب وکتاب، وختم شراکت: اور کچھ قرار دیا جائے اور خواہ وہ لوگ جو دائنوں کے لئے جائداد کا انتظام کرتے ہیں، امین، مفوض الیہ، محافظ، مستعوفی یا مختار یا کسی دوسرے اصطلاحی نام سے موسوم کئے جائیں، جہاں لفظ امناً استعمال ہو وہاں یہ سب لوگ شامل سمجھے جائیں گے۔ اور اس فصل میں، شخصی قانون بین الاقوام کے انہیں مسائل سے بحث کیجائے گی، جو اس طرح کے مقابلہ میں، مدیون کی جائداد کے جمع اور تقسیم کرنے میں پیش آتے ہیں۔ مدیون کی برائت کے مسئلہ پر (جس کا تعلق عموماً اگرچہ لازمی طور سے نہیں تو می قانون میں، ایسے ہی مقابلہ سے ہوتا ہے۔) اس وقت بحث کیجائے گی، جب ہم وجوبات کے زائل ہو جانے پر، غور کریں گے۔

پہلے ہم کو ان دو آرا یا عملدرآمدوں پر غور کرنا چاہئے جو اس معاملہ میں رائج ہیں؛ جو رائے کارروائی دیوالیہ کی وحدت (Unity of bankruptcy) کی مؤید ہے وہ ہمیشہ مصنفین کے نزدیک قابل پسند قرار پائی ہے ۱۸۴۹ء میں سوگنی نے یہ رائے ظاہر کی کہ "چونکہ کارروائی دیوالیہ میں چند دائنین کے دعاوی کا تصفیہ پیش نظر ہوتا ہے،

اس لئے اس کا تصفیہ ایک ہی مقام یعنے مدیون کے مقام توطن میں ممکن ہے؛ اس طور سے نومہ داری کی مخصوص عدالت اس موقعہ پر عام ذاتی عدالت سے مغلوب ہوجاتی ہے[1]؛ اور چونکہ اس میں مالی معاملات کا تعلق ہوتا ہے اس لئے یہاں عام ذاتی عدالت کے تعین میں جس کا اظہار ان معاملات میں ہوتا ہے جن کا تعلق ایک شخص کی ذات اور خاندان سے ہوتا ہے، توطن کو قومیت پر ترجیح دینے کی طرف میلان نہیں ہوتا جن ممالک میں قانون دیوالیہ صرف تجارت پیشہ لوگوں پر نافذ ہوتا ہے، وہاں توطن بھی، عدالت دیوالیہ کے تعین میں کارآمد نہیں ثابت ہوتا بلکہ تجارت کے صدر دفتر کے مقام سے اس کا تعین کیا جاتا ہے۔ دوسری رائے جداگانہ کارروائی دیوالیہ کی موید ہے: 157
یعنے یہ کہ جن جن حدود ارضی میں مدیون کی جائداد واقع ہو وہیں وہ جمع اور تقسیم کیجائے۔ وضع قوانین کے عمل سے اس رائے کو زیادہ تر مدد ملتی ہے جس میں تفرقہ قومی اور خود مختاری کے خیال کو بڑا دخل ہے؛ اور نیز ان دائنوں کی ضروریات کا لحاظ کرنا پڑتا ہے جو وضعان قوانین سے حفاظت کی توقع رکھتے ہیں۔

کارروائی دیوالیہ کا انتظام بسگونی نے مفصلۂ ذیل فقرہ میں بیان کیا ہے، جو اس زمانہ کے مروجہ قانون پروشیا کے لحاظ سے تھا اور جس کو وہ واجبی تصور کرتا تھا۔

"اس قانون کے لحاظ سے دیوالیہ کی کارروائی صرف مشترک مدیون کے مقام توطن میں ہوسکتی ہے، جس عدالت دیوالیہ پروشیا کی ان عدالتوں سے استمداد کرتا ہے، جن کے حدود ارضی میں جائداد کے اجزا واقع ہوتے ہیں۔ اگر جائداد کے اجزا بیرون ملک واقع ہیں تو وہ یہ دریافت کرتا ہے کہ آیا ان مقامات کے ساتھ باضابطہ معاہدات ہیں یا نہیں؛ اگر نہیں ہیں تو جج کو ملک غیر کے جج سے اس کارروائی دیوالیہ میں جو پروشیا میں ہو رہی ہے اسیطرح مدد کی درخواست کرنی چاہیے جس طرح وہ خود پروشیا کے عدالتوں سے کر چکا ہے۔ اگر اس میں کامیابی نہیں ہوتی تو محافظ کو اس ملک (پروشیا) کے دائنین کے حقوق کی حفاظت ملک غیر کی مخصوص عدالت دیوالیہ میں کرنی پڑے گی۔ اس قانون کے بعد جس قدر معاہدات ہوئے ہیں وہ اسی اصول پر مبنی ہیں کہ دیوالیہ کی صرف ایک

---

[1] (Syst 374—Guthrie 209)

کارروائی ہوا کرے گی؛ اور بطور قاعدہ عام، اسی مقام پر جہاں مدیون کا توطن ہے۔ مشترکہ مدیون کا اثاثہ، جو دوسری سلطنتوں میں واقع ہو، فروخت کر کے، اس کی قیمت، عدالت دیوالیہ کے حوالے کر دیجائے؛ اور اسی میں تمام دائنین کو حاضر ہونا چاہیئے۔ دائنین کے تقدم اور تاخر کی ترتیب، جائداد منقولہ کے دعاوی میں، عدالت کارروائی کنندہ کے قانون کے مطابق؛ اور جائداد غیر منقولہ کے حقوق کے متعلق، بلحاظ اس مقام کے قانون کے، جہاں وہ واقع ہے قرار پائے گی۔ صرف فرق اتنا ہے (۱۸۳۹ء کے بعد سے) کہ جدید معاہدات کی رو سے، اس جائداد غیر منقولہ کے حقوق کی نسبت، جو عدالت دیوالیہ کے حدود و اختیارات سے، باہر واقع ہوں، اس مقام پر بھی عذر کیا جا سکتا ہے جہاں وہ واقع ہوں، قبل اس کے، کہ جائداد مذکور، عدالت دیوالیہ کے جج کی تحویل میں دیدیجائے۔ اگر یہ کارروائی ایسے دائنین کی طرف سے ہو جن کے پاس جائداد مکفول کر دی گئی تھی، تو وہ وہیں فروخت کر دیجائیگی اور رقم دائنین کو دیدیجائیگی اگر اس کے بعد کوئی رقم پس انداز ہوگی، تو صرف وہی، عدالت دیوالیہ کے سپرد ہو سکے گی[1]

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک زمانہ میں یورپ کے مختلف ممالک کے مجموں میں، کارروائی دیوالیہ میں، ایک دوسرے کی مدد کرنے کا طریقہ مروج تھا، جیسا کہ تسوگنی کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ البتہ اکثر اوقات ہمیشہ اس کے خلاف رہے ہیں کہ ملک غیر کی کارروائی 158
دیوالیہ کا اثر، جائداد غیر منقولہ پر پڑنے دیا جائے، جہاں تک کہ محض ذاتی دعاوی کے استیفا کا، جائداد مذکور سے تعلق ہے۔ جیسا کہ تسوگنی کا خیال تھا، اور تنہا اسی کا یہ خیال تھا۔ لیکن ان اثرات سے جن کو ہم بیان کر چکے ہیں، یہ طریقہ مندرس ہو کر اس کی جگہ دوسرا طریقہ قائم ہو گیا، جس کی تشریح، ہم اب کرنا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کیلئے ہم کو پروشیا کے قانون ۱۸۵۵ء سے بحث کی ضرورت باقی نہیں رہی جس میں کسی معاہدہ باہمی کے نہ موجود ہونے کی وجہ سے متروکہ موجودہ پروشیا میں، پروشیا کے دائنین کو ترجیح دیجاتی تھی، اگرچہ اس میں یہ ہدایت بھی تھی، کہ متروکہ کی بچت، اس ملک کے دعاوی کے ادا کرنے کے بعد، ملک غیر کی کارروائی دیوالیہ میں نہیں، بلکہ موصی کے اسٹیٹ کارروائی دیوالیہ کے حوالہ کر دیجائیگی۔

---

[1] (Savigny 374- guthric 218)

اب ہم سلطنت جرمنی کے قانون دیوالیہ مورخہ ۱۰ فروری ۱۸۷۷ء سے بحث کرنا چاہتے ہیں جو ۱۸۷۹ء میں نافذ ہوا، اور جس میں مفصلہ ذیل فقرات موجود ہیں:۔

فقرہ ۴۔ ملک غیر کے قانون کی وہی حیثیت ہے جو اپنے ملک کے قانون کی ہوتی ہے۔ سلطنت کے چانسلر کے حکم سے جو معاون ریاستوں کی مجلس کی رائے کے اتفاق کے ساتھ صادر ہوگا، یہ طے کیا جا سکے گا کہ آیا سلطنت غیر کے اشخاص اور اسکے متعلق الیہم کے ساتھ جو اجرائی عمل کیا جائے یا نہیں، یعنے وہ عمل جو ان سلطنتوں میں اس ملک کے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

فقرہ ۵۔ دیوالیہ ہونے کے ساتھ ہی، (یہ فیصلہ عدالتی کارروائی کے بھی ہو سکتا ہے) اس کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے جس کو انگلستان میں عمل دیوالیہ کہتے ہیں۔ جے۔ ڈبلیو) شتر کہ مدیون کا اختیار متعلقہ انتظام و انتقال جائداد متعلقہ دیوالیہ سلب ہو جاتا ہے۔ اس جائداد کے انتظام اور انتقال کا حق جسم دیوالیہ عمل میں لاتا ہے۔

فقرہ ۳۹۔ جو اثاثہ بلحاظ عائد ہونے تعمیل کے جائداد غیر منقولہ میں شمار ہوتا ہے، وہ جداگانہ استیفاء (ادا) میں صرف کیا جائے گا جبکہ ایک ایسا حقیقی یا مخصوص حق موجود ہو جس کا اول ادا کیا جانا اس سے لازم ہو۔ سلطنت اور اس کی معاون ریاستیں یہ امور طے کریں گی کہ جائداد غیر منقولہ میں کون کون سی چیزیں شریک ہیں، اور کس قسم کے دعاوی اس سے ادا ہونے چاہئیں اور کس ترتیب سے؟۔

فقرہ ۲۰۰۔ جب کسی ایسے مدیون کے اثاثہ واقعہ ملک غیر پر دیوالیہ کا اثر ہو جو اس ملک میں بھی اثاثہ رکھتا ہے تو آخر الذکر اثاثہ کے متعلق اہتمام کی کارروائی ہو سکتی ہے۔

اس قاعدہ میں سلطنت کے چانسلر کے حکم سے جو معاون ریاست کی مجلس کی رائے کے اتفاق کے ساتھ صادر ہوگا استثنا قائم ہو سکتا ہے۔

فقرہ ۲۰۸۔ ممن دیوالیہ ایسے مدیون کے اثاثہ موجودہ سلطنت پر بھی جاری کرایا جا سکتا ہے جس کی سلطنت میں کوئی عام ذاتی عدالت نہ ہو [یعنے جو بر بنائے قومیت یا وطن کے جو من کے حدود اختیارات میں نہ ہو۔ جے۔ ڈبلیو] بشرطیکہ سلطنت میں اس کا کوئی کارخانہ صنعت و تجارت کا یا دوسرا زریعہ کسب معاش موجود ہو،

یا جس سے اس کا کاروبار ہوتا ہو۔

یہی صورت اس جائیداد کی ہے جس کی سلطنت میں کوئی ذاتی عدالت نہیں ہے۔ مگر وہ سلطنت میں بحیثیت مالک یا متصرف یا کرایہ دار کے کسی جائیداد یا مکانات کو دوکان یا کاروبار کا انتظام کرتا ہو۔

جس صرف ایسے ضلع کی عدالت سے حاصل کیا جا سکتا ہے جس کے حدود اربعہ میں وہ کارخانہ یا جائیداد واقع ہوگی۔

جب ملک غیر میں دیوالیہ کی کارروائی شروع ہو جائے تو سلطنت میں کارروائی شروع کرنے کے لیے دیوالیہ ہونے کا ثبوت لینے کی ضرورت نہیں۔

159 اس طور سے جو ترجیح ملک کے دائنوں کو ۱۸۸۳ء کے قانون پر اشتہار کی رو سے دی جاتی تھی، وہ زائل ہو گئی ہے بجز اس صورت کے کہ اس کا عمل بجوابی طور سے کیا جائے۔ البتہ ایک مخصوص جرمنی کارروائی دیوالیہ بربنائے قیام کاروبار بحالت عدم موجودگی مقام ذاتی عدالت کے اختیار کیا جا سکتی ہے۔ اور اگر چانسلر اور ریاستہائے معاون کی مجلس نے ان اختیارات سے کام نہ لیا ہو جو ان کو حاصل ہیں اور جن کے ذریعہ سے وہ معاہدات کی تعمیل کرا سکتے ہیں تو ملک غیر کی کارروائی دیوالیہ اس امر کی مانع نہیں ہے کہ مخصوص دائن اہتمام کی اجازت جرمنی میں حاصل کریں۔ اس طور سے کارروائی دیوالیہ کی وحدت تسلیم نہیں کی گئی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کارروائی دیوالیہ میں اس کی اجازت نہیں دیجاتی کہ جائیداد خود ملک کے قانون سے آزاد رہے۔

فرانس کی عدالتوں کے عملدرآمد کا اگر اصول رائے سے مقابلہ کیا جائے اگرچہ وہ رائے خود بھی مختلف ہے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ بھی وحدت کارروائی دیوالیہ کے خلاف ہے۔ ہر چند ان معاہدات کا جو سوئٹزرلینڈ سے ۱۸۶۹ء اور بلجیم سے ۱۸۹۹ء میں ہوئے وہی بنیادی اصول ہے لیکن عدالتوں کا جو عملدرآمد ہے وہ بڑی حد تک ملک غیر کی کارروائی دیوالیہ پر موثر ہے۔ اس رائے کی وجہ سے جو فیصلہ جات عدالتی کی نسبت یورپ کے دیگر ممالک میں عام طور سے شائع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سے دیوان کی جائداد امینوں یا مختاروں کی طرف منتقل نہیں ہوتی بلکہ وہ دائنوں کے حق میں صرف ایک فیصلہ ہوتا ہے، جس کا اثر ملک غیر میں بطور فیصلہ (chose Jugee) یا جب

اس کی تعمیل مطلوب ہوتی ہو تو بطور امر تعمیل طلب کے۔ جیسا کہ محاورہ ہے۔ یا بطور اجازت نفاذ (Exequatur) کے[1]، اسیطرح ہوتا ہے جیسا کہ عدالت ملک غیر کے دوسرے فیصلہ جات کا ہوتا ہے۔ ان شرائط کی پابندی کی بنا پر، جو امین یا مختار، اس کے ذریعہ سے مقرر ہوتا ہے، اس کی وہی حیثیت ہوتی ہے جو خود اس ملک کے مقرر کردہ امین یا مختار کی ہوتی ہے۔ اور اس حرمتی ہستم کی طرح جو ۱۰ فروری ۱۸۰۶ء کے قانون کے دفعہ ۸ کی تحت میں مقرر کیا جاتا تھا، اس کو وائین کے مختار کی حیثیت سے، دیوالیہ کی جائداد کے انتظام کا حق ہوگا بغیر اس کے کہ وہ دیوالیہ کی ملکیت کو اس جائداد سے زائل کر سکے اور وائین کیطرف سے وہ تمام دعاوی دائر کر سکے گا جو خود دیوالیہ دائر کر سکتا تھا (عدالت دیوانی فرانس ۱۲ جنوری ۱۸۶۵ء)۔ اس حیثیت سے، ملک غیر کا امین اگر کوئی خود اس ملک کی علیحدہ کارروائی دیوالیہ میں مزاحم نہیں ہے تو۔ دیوالیہ کی جائداد کے کسی جز پر قبضہ پا سکتا ہے، باوجود اس کے کہ ملک غیر کا کوئی دائن، اس کی ضبطی کی کوشش کرے۔ لیکن اس وجہ سے کہ نپولین کے کوڈ کی دفعہ ۱۴ کی رو سے، ایک فرانسیسی دائن کو یہ حق قطعی طور سے حاصل ہے کہ وہ ملک غیر کے مدیون پر، فرانس میں دعوی دائر کرے، اس لئے، جو ضبطی وہ کرائے گا وہ جائز قرار پائے گی نیز یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ خود فرانس کے قانون کا یہ مقصد ہے کہ دیوالیہ کی جائداد مساوی طور سے تقسیم ہو، اس لئے اس کا اثر اس سے زیادہ نہیں ہونے دیا جائے گا کہ جو حصہ فرانسیسی دائن کو ملک غیر کی کارروائی میں ملا ہے اس کی محافظت ہو جائے (عدالت مرافعہ پیرس، ۱۴ اگست ۱۸۶۸ء) فیصلہ عدالتی کے تعمیلی قرار دیئے جانے کے قبل بھی 160
ملک غیر کا امین، اگر اتفاقاً اس کی اس حیثیت کے متعلق کوئی اعتراض نہ ہو، اس امر کے متعلق عذر پیش کر سکتا ہے جس سے بالآخر اس کے حقوق میں خلل اندازی کا اندیشہ ہو۔ (عدالت مرافعہ پیرس، ۷ مارچ ۱۸۷۰ء) اور اس طور سے وہ ضبطی کو برخاست کرا سکتا ہے، اگرچہ وہ بغیر اجازت کے کوئی حکم ادائی رقم یا تحویل کا اپنے حق میں نہیں حاصل کر سکتا

---

[1] Exequatur اصل میں اس اجازت کو کہتے ہیں جو ایک حکومت دوسرے ملک کے سفیر کو اسکی خدمت کا جائزہ لیکر، کام شروع کرنے کیلئے دیتی ہے۔ مترجم۔

عدالت مرافعہ سیلان، ۵ دسمبر ۱۸۷۶ء)

اس معاملہ میں یورپ کے دوسرے ممالک کا، جو قانونی اصول ہے، اس کی انگریزی عدالتیں تتبع نہیں کرتیں، وجہ یہ ہے کہ ہمارے جج، ملک غیر کے ججوں کے ساتھ ملکر اسطرح کارروائی نہیں کرتے جیسا کہ سوئٹزرلینڈ نے، فقرۂ متذکرہ بالا میں، ظاہر کیا ہے۔ اور نہ ہمارے یہاں، ملک غیر کے فیصلہ جات کو، تعمیلی قرار دینے کا کوئی ضابطہ ہے۔ آئندہ فصل میں، اس کی تشریح کیجائے گی، کہ ملک غیر کا فیصلہ، انگلستان میں کبھی تعمیل کیلئے نہیں لیا جاتا، بلکہ اس کو بناء دعوی قرار دیکر نالش کیجاتی ہے۔ اس لئے ہمارے لئے، یہ امر ممکن نہیں کہ ہم یورپ کے دوسرے ممالک کے فیصلہ جات دیوالیہ کی وہی حیثیت تسلیم کریں، جو ان ممالک میں تسلیم کیجاتی ہے۔ یعنے ان فیصلہ جات کو صرف، موثر بہ انتقام جائداد ــــ بمنزل حق ملکیت دیوالیہ ــــ قرار دیں۔ مزید برآں، ہمارے ملک کی کارروائی دیوالیہ میں تقرر محافظ کی بنیاد، قانون روما پر نہیں ہے، نہ صرف اس کا تغیر و تبدل بلکہ خود اس کا وجود، برنائے قانون قائم ہوا ہے اور اسکی رو سے، دیوالیہ کی جائداد، امین کو بطور قانونی انتقال کے پہنچتی ہے۔ اس لحاظ سے، اگر یورپ کے دوسرے ممالک کے فیصلہ جات، قابل تعمیل قرار بھی دئے جائیں، تو وہ خود، ہمارے ملک کے فیصلہ جات سے مطابقت نہیں رکھ سکتے۔ مگر اس کی وجہ سے، ہماری حقیقی وسعت نظری میں، کوئی فرق نہیں آتا۔ انگلستان میں، ملک غیر کی عدالتوں کے فیصلے، جائداد منقولہ کے متعلق، نافذ کئے جاتے ہیں، اس مفروضہ اصول پر کہ وہ اپنے ملک میں، انتقالات کی حیثیت رکھتے ہیں، بشمول، اس منقولہ قانونی کے کہ "مال منقولہ، مالک کی ذات کے ساتھ جاتا ہے"۔ یہ انتقال، ہمارے ملک میں، ان انتقالات میں شمار کیا جاتا ہے، جو عموماً (Universal assignment) انتقال عام کے نام سے موسوم ہیں، اور اس مضمون پر، جو فاضلانہ مباحث ہوئے ہیں، وہ زیادہ تر انھیں دیوالیہ کے مقدمات میں، پائے جاتے ہیں۔ اسکاٹ لینڈ کے دیوالیہ کی، ایک کارروائی میں لارڈ میڈ وینک نے، وہ قانونی مقولہ، بیان کیا، جس کا حوالہ اکثر دیا جایا کرتا ہے: "ازدواج میں، قانونی انتقال بالحاظ ملک کے تمام عالم میں نافذ ہوتا ہے"[1]

---

[1] بقدمہ رائل بینک اوف اسکاٹ لینڈ بنام مکنتھ بٹ (۱۸۱۳) ۱۰ روز ۴۸۱ و ۱۷۹ ۔ الف ۔ سی ۔ ۷۹ ۔ ۲ بوکینن ۳۳۶ ۔

اس موقعہ پر سرسری طور سے یہ امر قابل بیان ہے کہ انتقال کا تصور انگلستان میں حساب و کتاب کر کے کمپنی کی شراکت کو فسخ کر دینے سے اسی طرح متعلق ہے جسطرح اس کا تعلق اصطلاحی کارروائی دیوالیہ سے سمجھا جاتا ہے کیونکہ کمپنی کی جائداد کی ایک امانتی حیثیت پیدا ہو جاتی ہے جس کا اہتمام عہدہ دار میاق کنندہ (Liquidator) 161
دائنوں کی طرف سے کرتا ہے: اور اس طور سے جائداد کا حق استفادہ حقیقی طور سے منتقل ہو جاتا ہے۔ اسی دلیل سے یہ بحث بھی کیجا سکتی ہے کہ ملک غیر کے فیصلہ دیوالیہ کو ایک انتقال قرار دینا فرضی اصول پر مبنی نہیں ہے: بلکہ دونوں مختلف ہیں: اور ان سے جو شکلیں امانت اور حق استفادہ کی پیدا ہوتی ہیں، ان میں یورپ کے دوسرے ممالک میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔ یورپ کے دوسرے ممالک کی کارروائی دیوالیہ کے مختار کے مخصوص فرائض ہوتے ہیں علاوہ اس کو اختیار بھی ہوتا ہے، جس کے ذریعہ سے وہ ان فرائض کو بجالاتا ہے مگر وہ یہ نہیں مانتے کہ اس کے ساتھ ان اشیاء کی ملکیت میں کوئی تبدیلی واقع ہوتی ہے جن کے متعلق اس کو اپنے فرائض منصبی ادا کرنے ہیں۔

انگلستان کے مقننین نے جس طور سے اس مضمون پر نظر ڈالی ہے اس سے ایک اہم نتیجہ کا پیدا ہونا لازم تھا۔ جب ایک ملک غیر کی کارروائی دیوالیہ، ملکی جج کی امداد دوستانہ کی بنا پر نافذ اور جائز قرار پائے، تو اس امداد کا اثر جائداد منقولہ اور غیر منقولہ دونوں پر یکساں ہونا چاہیئے تھا۔ ایسا ہونے کی وجہ صرف وہی احتیاط تھی، جو شخصی قانون بین الاقوام کے متعلق قدیم رائے کے مطابق قوانین متعلقہ جائداد غیر منقولہ (Real statute) کی نسبت برتی جاتی تھی۔ مزید برآں جب ملک غیر کے فیصلہ میں اجازت نفاذ (Exequatur) شامل ہے تو فطری طور سے اس کا اثر بہ تحفظ ان حقوق متعلقہ جائداد غیر منقولہ کے جو وہ ان نے فیصلہ جات مذکور کے ذریعہ سے حاصل کئے ہیں، جائداد غیر منقولہ پر اسطرح پڑنا چاہیئے جیسا کہ جائداد منقولہ پر پڑتا ہے لیکن جب ملک غیر کی کارروائی دیوالیہ کا جواز اس بنا پر قرار دیا جاتا ہے کہ وہ انتقال مجموعی ہے، اور خود انتقال مجموعی کے جواز کا انحصار اس مقولہ قانونی پر ہے کہ "مال منقولہ مالک کی ذات کے ساتھ جاتا ہے" تو کارروائی دیوالیہ سے جائداد غیر منقولہ کے استثناء کو قوانین متعلقہ جائداد

غیر منقولہ کی احتیاط اور سختی پر محمول کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس کے ذریعہ سے ایسا عمل ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے انگلستان کے مقننین نے ابھی اس مسئلہ سے بحث ہی نہیں کی ہے کہ آیا ملک غیر کی کارروائی دیوالیہ کا اثر بطور غیر منقولہ پر بھی پڑ سکتا ہے یا۔

جن کمپنیوں کی قانونی شخصیت ہو ان کیلئے وہ حدود داخلی جس کے قانون کی رو سے ان کی قانونی شخصیت پیدا ہوئی یا وہ مقام جہاں ان کے کاروبار کا صدر مقام ہو (جو بظاہر ان کا توطن ہی ہوگا) عام مقام عدالت قرار پائے گا۔ اور وہی ان کے مقابلہ میں صدور فیصلہ کا مجاز ہوگا۔ اور جبتک یہ فیصلہ تنہا ہے گا ان لوگوں کے لئے جو کارروائی دیوالیہ کی وحدت کے قائل ہیں کافی متصور ہوگا۔ اگر ان دونوں مقامات کی عدالتوں میں اختلاف ہوتا ہے تو یورپ کے دوسرے ممالک میں اس مقام کی عدالت کو جہاں کاروبار کا صدر مقام ہوتا ہے ترجیح دیجاتی ہے۔ یہی عمل ایک تنہا تاجر کی دیوالیہ کارروائی میں کیا جاتا ہے۔ اگر ایک کمپنی دیوالیہ ہو جانے کی بنا پر کمپنی کو توڑ دینا مناسب خیال کرے تو صرف وہی قانون جس کی اجازت سے وہ قائم ہوئی تھی اس اجازت کو واپس لینے کا مجاز ہوگا۔ فرانس میں ایسی کمپنیاں جن کی قانونی شخصیت ملک غیر کی عطا کردہ ہوتی ہے برابر دیوالیہ قرار دیجاتی رہتی ہیں اگرچہ منفرد تجار کی طرح ان کے کاروبار کا صدر مقام اس ملک میں نہیں ہوتا۔ نظائر یہ ہیں۔ مقدمہ کریڈٹ فانسیر سوئز جس کا صدر مقام پیرس میں تھا
162 (عدالت تجارت علاقہ سین، ۵ مارچ ۱۸۷۸ء) ایک بلجیم کی کمپنی جس نے فرانس میں ڈھالنے کا کارخانہ قائم کیا تھا (عدالت مرافعہ نینسی، ۸ مئی ۱۸۷۵ء) اسکے ساتھ ہی عدالت نے بلجیم کے ایک فیصلہ دیوالیہ کے متعلق اسی کمپنی کے مقابلہ میں اجازت نفاذ دینے سے انکار کر دیا۔ ایک آسپین کی کمپنی جو آسپین میں ریل تیار کرنے کیلئے قائم ہوئی تھی جس کا ایک دفتر اور ایک کمیٹی فرانس میں بھی تھی اور وہیں قرض لینے کی کارروائی ہوئی تھی (عدالت مرافعہ پیرس، ۱۱ جولائی ۱۸۷۷ء) اور مقدمہ ہوفمین جو لندن کا سوداگر تھا اس کے کاروبار کی شاخیں ہیمبرگ، میلان، اور پیرس میں تھیں، وہ انگلستان میں دیوالیہ قرار دیا جا چکا تھا مگر باوجود انگلستان کے امین کے اختلاف

اور اس درخواست کے، کہ اس کو، انگلستان کے فیصلہ دیوالیہ کے نفاذ کی اجازت دیجائے؛ عدالت فرانس نے اس کو دیوالیہ قرار دیا (عدالت مرافعہ پیرس، ۷ مارچ ۱۸۶۳ء) مگر اسی مدیون کے متعلق، میلان کی عدالت مرافعہ نے ۱۵ دسمبر ۱۸۶۶ء کو، یہ رائے ظاہر کی، کہ اس کو ملک توطن کی کارروائی دیوالیہ کے، عام تسلیم کرنے میں، کوئی تامل نہیں، اور انگلستان کے امین کی درخواست پر، ایک دائن کو، اس تعمیل سے مستفیض ہونے دیا: جو اس نے، اٹلی میں کرائی تھی۔ دیکھو صفحہ ۱۶۰۔ ان میں، سب سے زیادہ دلچسپ، کریڈیٹ فانسیر سوئز کا مقدمہ ہے؛ جس کا فرانسیسی فیصلہ، زیادہ تر فرانس اور سوئٹزرلینڈ کے معاہدہ ۱۸۶۹ء پر مبنی تھا؛ جس میں یہ قرار پایا تھا: کہ ایسی فرانسیسی رعایا کو، جس کا تجارتی کارخانہ، سوئٹزرلینڈ میں ہو، اس علاقہ کی عدالت، جہاں، سوئٹزرلینڈ میں وہ رہتا ہے، اس کو دیوالیہ قرار دے سکتی ہے؛ اور اسیطرح اسکے خلاف۔ یہ کمپنی جنیوا میں جہاں اس کا توطن تھا، عدالت پیرس سے دو دن پہلے، دیوالیہ قرار دیجا چکی تھی؛ اور اس کو جنیوا کی عدالت مرافعہ نے، بحال رکھا: مگر ۱۲ جنوری ۱۸۷۵ء کو، سوئٹزرلینڈ کی وفاقی کونسل نے، اس بنا پر اس کو منسوخ کر دیا، کہ معاہدہ کا مقصد یہ تھا، کہ دیوالیہ کی ایک ہی کارروائی عمل میں آئے۔ اور اگرچہ اسکی رو سے، دونوں دیوالیہ کی کارروائیاں درست تھیں؛ مگر ایک کو بحال رکھنا چاہئے: جو اس ملک میں ہوئی ہو، جہاں اس کے کاروبار کا صدر مقام تھا۔ کونسل مذکور نے، یہ بھی اضافہ کیا کہ اس کارروائی دیوالیہ میں، جنیوا کی عدالتوں کی تمام کارروائیاں، جو ان معاہدات پر مبنی ہونگی، جو کمیٹی مذکور نے، بمقام جنیوا کئے، تسلیم کیجائیں گی۔ سر چارلس روچر صدر نشین عدالت دیوانی جنیوا نے، کونسل وفاقی کے فیصلہ کو، امنی بر نصفت، اور موجب آسانی؛ مگر غیر قانونی، قرار دیا (کلونٹ جرنل ڈو ڈرائٹ انٹرنیشنل پرایوی، ٹی ۲ صفحہ ۴۶۳) — 163
بناء علیہ، یہ امر ذہن نشین رکھنا چاہئے، کہ جن فیاضانہ اصول کا، فرانس میں ملک غیر کی کارروائی دیوالیہ کی نسبت، برتا جانا بیان کیا گیا ہے، وہ اسیوقت برتے جاتے ہیں، جبتک کہ خود فرانس میں، کوئی ایسی کارروائی دیوالیہ نہو رہی ہو؛ اور نیز، یہ کہ مدیون یا کمپنی کی قومیت یا توطن، اس امر کا مانع نہو، کہ خود فرانس میں وقت واحد میں، ایسی کارروائی دیوالیہ دائر کیجا سکے۔ کارروائی دیوالیہ کے، دو جگہ ساتھ ساتھ چلنے سے، مختلف قسم کی مشکلیں ہو سکتی ہیں، جن کے متعلق، قدیم مصنفین نے بہت کچھ بحث کی ہے۔ بعض مقامی قوانین میں، ایسی کارروائی دیوالیہ کی اجازت ہے، جو توطن پر مبنی

ہو، اور ایسے لوگوں کی کمی نہیں رہی ہے، جو اصول ہذا کی اس بنا پر تائید کرتے رہے ہیں کہ ملک غیر کے تاجروں کو جو قرض دیا جاتا ہے، وہ بہ نسبت ان کی ذات کے، زیادہ تر ان کی جائداد کے لحاظ سے دیا جاتا ہے اور نیز یہ کہ اختیارات حدود ارضی کے تو اعد کی پابندی سختی کے ساتھ تجارت کے معاملات میں ہونی چاہیے لیسل سابق الذکر کی بنا پر بعض لوگوں نے یہ رائے قائم کی کہ متعاقدین کا منشا ہیں ان دائنوں کو ترجیح دیجانی چاہیے جن سے اسی مقام میں قرض لیا گیا ہے۔ اس بحث کے لئے آخرین راڈو برگ کی کتاب (De jure quod oritur e statutorum deversitate) حصہ اول فصل ۵۔ دفعہ ۱۶ کو ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ مصنف بہ اتفاق رائے برگنڈ اس بحث حالت میں بھی جبکہ مدیون کے ایک ہی حیثیت کے کارخانہ جات تجارت مختلف مقامات میں ہوں بشرطیکہ اس کا وطن بھی ان میں ایسے مقام کا نہ ہو، وحدت کارروائی دیوالیہ کے حق میں فیصلہ کرتا ہے (وطن کے مساوی ہونے کی حالت کے لئے دیکھو صفحہ ۱۲۷ کتاب ہذا) دوسری صورت میں، دائنوں کی ترتیب تقدم و تاخر کا فیصلہ، قانون وطن سے کیا جانا چاہیے، اور کسی دوسری جگہ، اہتمام کی اجازت نہ ملنی چاہیے لیکن یہ قدیم رائیں، ان بیشمار فیصلوں اور اصولی تالیفات سے جو انکے مقابلے میں شایع ہو چکی ہیں، بالکل دب گئی ہیں، اور وہ ضوابط کے ایسے پہلوؤں سے متعلق ہیں جن کو انگلستان کے ضوابط سے کوئی مشابہت نہیں اور اس لئے اس ذخیرہ کو بطور اختصار کے بھی پیش کرنے سے کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔

دفعہ ۱۲۷ انگلستان کے قانون دیوالیہ کا عمل، مدیون پر، خود اس کی درخواست، یا کسی دائن کی درخواست، سے ہو سکتا ہے۔ کارروائی حکم تقرر رسیور سے شروع ہوتی ہے، اور بعدہٗ حسب حالات مندرجہ دفعہ ۹۵ فصل ۵۔ قانون ۵ و ۴ جارج۔ ایکٹ سنہ ۱۹۱۴ء[1] دیوالیہ، مدیون کے دیوالیہ قرار دیئے جانے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ دائنوں کی طرف سے ایسی کارروائی شروع ہونے کی حالت میں، علاوہ ان شرائط کے،

---

[1] سنہ ۱۹۱۴ء کے قانون نے ۱۸۸۳ء کے قانون کو منسوخ کر دیا ہے، جس کا حوالہ پہلے ایڈیشنوں میں دیا گیا ہے۔

جس کا تعلق قانون بین الاقوام سے نہیں ہے، اور جن کی بنا پر یہ کارروائی تجارت پیشہ لوگوں تک محدود نہیں ہے، مدیون میں مندرجہ ذیل شرائط میں سے ایک شرط کا پایا جانا لازم ہے:-

(۱) وہ انگلستان کا مستوطن ہو، جس سے یہ مراد ہے کہ اس کا وطن کامل ہونا چاہیے جیسا کہ ذاتی الہیت یا وصیتی مقدمات میں مطلوب ہے یا (۲) وہ معمولی طور سے انگلستان میں رہتا ہو یا وہاں اس کی سکونت کا مکان یا مقام کاروبار ہو۔ یا 164
(۳) درخواست پیش ہونے کے ایک سال قبل سے معمولی طور سے انگلستان میں رہتا ہو یا وہاں سکونت کا مکان یا مقام کاروبار رکھتا ہو۔ یا (۴) (بہ استثناء اس شخص کے جس کا وطن اسکاٹ لینڈ یا آئرلینڈ کا ہو) اس جماعت یا شراکت کے جس کے کاروبار کا صدر مقام اسکاٹ لینڈ یا آئرلینڈ میں ہو) اس نے انگلستان میں بذات خود یا بذریعہ مختار یا منیجر کے کاروبار کیا ہو۔ یا (۵) (بہ استثناء مذکورہ بالا) وہ ایسی جماعت یا شراکت کا ایک رکن ہو یا عرصہ مذکورہ بالا میں ایک رکن رہا ہو، جس نے بذریعہ کسی شریک یا مختار یا منیجر کے انگلستان میں کاروبار کیا ہے یا (۶) وہ ایسا مدیون ڈگری ہو جو دفعہ ۱۵ ایکٹ مدیون ۱۸۶۹ء زیر حوالات رکھا جا سکے۔ اس صورت میں بجائے زیر حوالات رکھے جانے کے بہ اتفاق ڈگریدار حکم تقرر ریسیور جاری ہو سکتا اور اس کے بعد فیصلہ صادر کیا جا سکتا ہے۔ مزید براں اگر کارروائی دیوالیہ کا آغاز دائن کی درخواست پر ہوا ہے تو لازم ہے کہ درخواست مذکور کسی ایسے دیوالیہ فعل پر مبنی ہو جس کا ارتکاب مدیون نے درخواست کے پیش ہونے سے تین مہینے کے اندر کیا ہو۔ ۱۸۸۳ء کے ایکٹ دیوالیہ میں یہ قرار پایا تھا کہ دیوالیہ فعل کی ترکیب (فرم) جماعت شرکا کی حیثیت

لہ ایکٹ دیوالیہ ۱۹۱۳ء (دفعہ ۱) ضمن (۵)۔

لہ انگلستان کیلئے مدیون کے متعلق جو شرائط از (۱) تا (۵) لکھے گئے ہیں وہ ایکٹ دیوالیہ کے دفعہ ۱ (۱) میں مندرج ہیں۔ (۲) شرط (۳) سے ماخوذ ہیں جن میں شامل ہے۔ (۶) شرط بھی ایکٹ مذکور کی دفعہ (۱۵) کے متعلق ہے۔ شرط (۴) کے لئے یہ ضرور نہیں ہے کہ کوئی اور شرط بھی اس کے ساتھ پائی جائے۔ مقدمہ کلارک بنام کلارک (۱۸۹۵) ۱ کیو بی ۲۰۰ اسے ایل جے (کے بی) ۲۰۰ جس کا اتباع مقدمہ بالیں بنام بالیں (۱۹۰۹) ۲ کے بی ۳۳۰ مع فیصلہ میں کیا گیا ہے

جماعت کے نہیں ہو سکتی، بلکہ وہ ایسے شخص کا فعل یا ترک فعل ہو گا جو دیوالیہ قرار دیا جانے والا ہے۔ نظیر۔

بلین بنام سارووس (۱۸۷۹) ۱۲۔ چانسری ڈویژن ۵۲۲۔ جج جیمس۔ برٹیٹ وکاٹن جو مقدمہ کوک بنام اے چارلس اوگلوی کمپنی [۱۹۰۱] اے۔سی۔۱۱۳ میں پسند کیا گیا۔ جدید ایکٹ کی دفعہ ۴۔ (۱) ھ کے احکام نے ان اصول کو تبدیل کر دیا جو ان فیصلہ جات میں قائم کئے گئے تھے، اور جو مقدمہ کوک بنام چارلس اے۔ اوگلوی کمپنی [۱۹۰۱] اے۔سی۔۱۰۲ میں ان الفاظ میں ظاہر کئے گئے تھے "ایک ملک غیر کا باشندہ جو اس ملک میں نہیں آیا، اور اس ملک کی عدالت دیوالیہ کی حدود ارضی کے اندر بذات خود کسی دیوالیہ فعل کا مرتکب نہیں ہوا، دیوالیہ نہیں قرار دیا جا سکتا، محض اس بنا پر کہ وہ اس ملک میں بذریعہ اپنے کارندہ کے تجارت کرتا تھا، اور اپنے ملک میں ایسے دیوالیہ فعل کا مرتکب ہوا جس کا ارتکاب اگر وہ اس ملک میں کرتا تو فعل مذکور ضرور دیوالیہ قرار دیا جاتا۔"

مقدمہ پیرسن و مقدمہ بکیلر فہ پیرسن [۱۸۹۲] ۲ کیو۔بی۔۲۶۳۔ جج ایشر و بریٹ، قرائی دو تمیز میں قرار پایا کہ عدالت ایک ملک غیر کے باشندے پر جو اس کے حدود ارضی سے باہر ہو، اطلاعنامہ دیوالیہ جاری کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی مگر ملک غیر کے باشندے کا مفہوم لمحاظ قوانین کے لینا چاہیے، نہ کہ لمحاظ قومیت کے۔ انگلستان میں ایسے دیون پر اطلاعنامہ دیوالیہ کی تعمیل ہو سکتی ہے جو اسکے اجرا کے وقت انگلستان سے باہر تھا، اس شرط کے ساتھ کہ اسکے متعلق اس بحث کا موقعہ رہے گا کہ اطلاعنامہ ناکوں کی کیا حیثیت ہے۔ مقدمہ کلارک بکیلر فہ بکیلر ایکاک و کمپنی لمیٹڈ (۱۸۹۶) ۱ کیو۔بی۔۴۷۶۔ جج رنڈل۔ لوپس۔ گمی۔ یہ اطلاعنامہ یا درخواست دیوالیہ کی تعمیل کیلئے حکم صادر ہو سکتا ہے اگر عدالت کو اس امر کا اطمینان ہو جائے کہ مدعون تعمیل سے بچنے کے لئے عدالت کے حدود ارضی سے باہر چلا گیا تھا۔ مقدمہ ارکہارٹ بکیلر فہ ارکہارٹ (۱۸۹۰) ۲۴۔ کیو۔بی۔ڈی۔۲۳۷۔ جج ایشر۔ قرائی۔ لوپس۔ اگر مدعون کے انگلستان کے توطن پر بھروسہ کیا گیا ہے، اور اسکی نسبت بحث ہے تو اس کا باثبوت کرانا

165

درخواست گزار پر ہوگا۔ مقدمہ ریکلفہ کینگھام وسقدمہ سیکل (۱۸۸۴) ۱۳ کیو۔ بی ڈی ۱۸۴۔ جج، بیگلے۔ کاٹن۔ لنڈلے وسقدمہ بارنی (۱۸۸۶) ۱۶ کیو۔ بی ڈی ۲۲۵۔ جج، ایشر۔ لنڈلے۔ ولوپس ج

مکان بود و باش جو چھوڑ دیا گیا ہو وہ ایکٹ کے حکم میں نہیں آتا؛ اگرچہ اب تک مدیون کی ملک میں ہو مقدمہ نارٹون فلٹ (۱۸۹۵) ۱ کیو۔ بی۔ ۱۵۱ جج، ایشر۔ لوپس۔ رگبی ج

دائن کی درخواست کہ ایسے متوفی دیوالیہ کی جائداد کا اہتمام حسب قاعدہ دیوالیہ کیا جائے جو انگلستان میں نہ رہتا تھا؛ ائی کورٹ میں پیش ہونی چاہیئے۔ مقدمہ ایوانس وریکلفہ ایوانس (۱۸۹۱) ۱ کیو۔ بی ۱۴۲۔ جج، ایشر لوپس۔ لنڈلے ج

اس سے ظاہر ہے کہ انگلستان کا نظام قانون دیوالیہ کی وحدت کارروائی (یعنے اس امر کو کہ دیوالیہ کی کارروائی صرف ایک ہی ملک میں ہونی چاہیئے۔ مترجم) کی تائید نہیں کرتا۔ اور ایسے مقدمات میں جو کامل توطن یا صدر مقام کاروبار کے علاوہ دوسرے امور پر مبنی ہوں، دیوالیہ کی منظوری دینے میں اس امر کا امکان باقی رہتا ہے کہ انگلستان کی کارروائی دیوالیہ ملک غیر کی ایسی کارروائیوں کے ساتھ ساتھ چلتی ہے جو انھوں نے اپنے اصول پر چلائی ہوں۔

جب مدیون نے انگلستان کی ایک جماعت کی شراکت میں کاروبار کیا ہو اور جو بیرون ملک کی جماعت کے ساتھ بھی، اور دونوں جگہ عدالتی فیصلہ ہوا ہو تو عدالت اس امر کی مجاز ہے: کہ متفقہ اہتمام کی تجویز کی منظوری دے۔ مقدمہ میکفیڈن و کمپنی ریکلفہ وجیانگرم کمپنی لمیٹڈ (۱۸۹۰) ۱ کے۔ بی۔ ۵۷۶ جج، کینگھام ج

دفعہ ۱۲۸ جب دفعہ ۶ ایکٹ دیوالیہ، مدیون کا درخواست دیوالیہ پیش کرنا، بجائے خود ایک دیوالیہ عمل ہے۔ اور مدیون کی تعریف، دفعہ ضمن (۲) میں کی گئی ہے، اور اس میں ہر شخص شامل ہے — خواہ وہ انگریزی رعایا ہو یا نہ ہو — جو فعل دیوالیہ کے عمل میں آنے، یا فعل مذکور سے متاثر ہونے کے وقت، — (الف) بذات خود انگلستان میں موجود تھا؛ یا (ب) معمولی طور سے انگلستان میں رہتا تھا؛ یا وہاں اس کے بود و باش کا مقام تھا؛ یا (ج) انگلستان میں کاروبار بذات خود یا بذریعہ مختار، یا منیجر کے کرتا تھا؛

یا (ح) ایسی جماعت یا شراکت کا ایک رکن تھا جو انگلستان میں کاروبار کرتی تھی۔

مدیون کی یہ تعریف اس جماعت سے زیادہ تر اشخاص پر حاوی ہے جن کے معاملے میں حسب دفعہ ۴۔ (۱)۔ ح۔ دائن کارروائی کر سکتا ہے۔ اور ایک ملک غیر کا باشندہ، انگلستان میں خود اپنی درخواست پر دیوالیہ قرار دیا جا سکتا ہے؛ صرف اس شرط کے ساتھ کہ جس وقت، وہ کسی دیوالیہ فعل کا مرتکب ہوا وہ انگلستان میں تھا۔

دفعہ ۱۲۹ دائن کے درخواستگذار ہونے کی صورت میں، یہ امور قابل لحاظ نہیں ہیں کہ اس سے دین کہاں لیا گیا تھا؛ اور آیا وہ متوطن یا باشندہ انگلستان 168
ہے، یا وہاں کاروبار کرتا ہے؛ اور نہ کسی صورت میں اس پر لحاظ کیا جائیگا کہ آیا مدیون، اپنے مقام توطن کے قانون کی رو سے (اگر وہ انگلستان کے علاوہ کوئی دوسرا مقام ہے) قانون دیوالیہ کا تابع ہے؛ اور آیا وہ بروقت پیشی درخواست انگلستان میں موجود تھا؛۔

قدیم مقدمات میں، انگلستان میں تجارت کرنے اور انگلستان سے تجارت کرنے، میں فرق کیا گیا ہے جب شخص کی تجارت کی کوٹھی انگلستان میں ہوتی تھی یا جو بذات خود، وہاں تجارت کرتا تھا، گو کہ اسکا آنا تھوڑے ہی تھوڑے زمانہ کیلئے کیوں نہ ہوتا ہو، اس کی نسبت کہا جاتا تھا، کہ وہ انگلستان میں تجارت کرتا ہے؛ لیکن جس کی تجارتی کوٹھی ملک غیر میں ہوتی تھی، اور وہ صرف سامان انگلستان میں فروخت کے لئے بھیجتا تھا، اور وہاں سے سامان بذریعہ مختار یا بذریعہ تحریر منگاتا تھا: اس کی نسبت کہا جاتا تھا کہ وہ انگلستان سے تجارت کرتا ہے۔ اس زمانہ میں انگلستان کا قانون دیوالیہ صرف تاجروں سے متعلق تھا، اور فعل دیوالیہ کا ارتکاب انگلستان میں ضروری تھا، اور فیصلہ جات کا حاصل یہ تھا کہ صرف وہی لوگ جو انگلستان میں یا انگلستان سے تجارت کرتے تھے، دیوالیہ قرار دئے جا سکتے تھے۔ مقدمہ ہاڈسوتھ بنام اینڈرسن (۱۷۸۱)۔ بی، ٹی جونس۔ ۱۴۱۔ کنگس بنچ؛ انگلستان میں کبھی کبھی آکر بذات خود تجارت کرنا۔ مقدمہ برڈبنام سجوک (۱۸۹۲) ۱۔ سال ۱۱۰۔ کنگس بنچ؛ انگلستان سے تجارت کرنا۔ مقدمہ یکطرفہ آنتھ (۱۷۳۷) جو، پی سی۔ ویب کے نوٹس متعلقہ مقدمہ الگزنڈر بنام ویگھم سی اوڈبلیو پی۔ ۳۹۹ سے منتخب کیا گیا تھا، جو خلاف کر مقدمہ بھی انگلستان سے تجارت کرنے کے متعلق تھا۔

اور لارڈ ہارڈوک نے بظاہر اس کا فیصلہ صرف باتباع مقدمہ برڈ بنام سیجوک کی بنا پر یہ لکھکر کیا کہ "اگر دیوالیہ کے فعل کا ارتکاب بیرون ملک ہوا ہے تو یقیناً اس فعل کے متعلق کسی کمیشن کے باہر بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ یہ الفاظ کسیقدر تعجب انگیز ہیں اور بظاہر اس میں رپورٹر کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس زمانہ میں کارروائی دیوالیہ کے متعلق کوئی کمیشن باہر اس دیوالیہ فعل کے متعلق نہیں بھیجا جا سکتا تھا، جس کا ارتکاب ملک غیر میں ہوا ہو لیکن مقصد صاف یہ ہے کہ اس فعل دیوالیہ کی وجہ سے جس کا ارتکاب انگلستان میں ہوا تھا وہ مدیون جو انگلستان سے تجارت کرتا تھا، وہاں کے قانون دیوالیہ کا محکوم تھا۔ مقدمہ کیطرفہ ولیس (۱۷۵۱) ۲۔ وس سیین۔ ۲۴۹-۱۔ ایک۔ ۲۸۲ دوسرا مقدمہ ایسے دیوالیہ کا ہے جو انگلستان سے تجارت کرتا تھا اور اسی جج کے سامنے پیش ہوا تھا، اس میں بھی تاجر مقدمہ مرڈاڈ سوار تھ بنام انڈرسن کی طرح آئرلینڈ کا ستوطن تھا۔ آئرلینڈ میں اس زمانہ میں کوئی قانون دیوالیہ نافذ نہ تھا۔ اس بناء پر ان مقدمات میں یہ طے ہوا کہ مدیون کا اپنے ملک توطن کے قانون کی رو سے کارروائی دیوالیہ کا تابع ہونا لازم نہ تھا۔ مقدمہ فلکنس کی رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے کہ لارڈ ہارڈوک نے مدیون کا کسی ملک متعلقہ سلطنت برطانیہ عظمیٰ میں تجارت کرنا لازم قرار دیا ہے۔ لیکن مقدمہ ولیسی کی رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے یہ کہا کہ "جب کوئی شخص جو ملک کے کسی حصہ کا باشندہ ہو یا ملک غیر کا یہاں قرض لیتا ہے" اور یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے، فی الحقیقت مقدمہ برڈ بنام سیجوک کا مدیون پرتگال میں رہتا تھا "یہاں قرض لینے" سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود تھا کہ وہ انگلستان سے تجارت کرتا تھا۔ اور یہ کہ جب اس کا محکوم قانون دیوالیہ ہونا ثابت ہو گیا تو انگلستان کے قوانین دیوالیہ کے استفادہ کو صرف ان دائنوں تک محدود رکھنا جن سے صرف انگلستان میں قرض لیا گیا منقطع نہ تھا۔ لارڈ مینسفیلڈ نے مقدمہ الکزنڈر بنام ویکھام (۱۷۷۶) سی۔ اور ڈبلیو۔ پی ۳۹۲ میں ان سب پر تبصرہ کیا اور ان کو تسلیم کیا، مقدمہ ایلن بنام کینن (۱۸۲۱) ۴۔ بی و اے ۴۱۸۔ مع، ایسٹ وغیرہ میں قرار پایا: کہ انگلستان میں چند روز کے لئے آتے رہنا اور سامان خریدنا انگلستان سے

تجارت کرنے کے ثبوت کیلئے کافی تھا، اگرچہ وہاں سامان فروخت نہ کیا گیا ہو۔

مقدمات متذکرۂ بالا کے بعد انگلستان کا قانون غیر تجارت پیشہ لوگوں سے بھی متعلق کر دیا گیا، اور ان افعال میں فرق قائم کر دیا گیا جس کا ارتکاب تجارت پیشہ اور غیر تجارت پیشہ لوگوں میں فعل دیوالیہ متصور ہوگا۔ اور بعض افعال کا ملک غیر میں ارتکاب، فعل دیوالیہ قرار دیا گیا، مگر ان میں سے کوئی فعل ایسا نہ تھا جو صرف تاجروں کی طرف سے ظہور پذیر ہونے کی حالت میں دیوالیہ قرار پاتا۔ قانون کی اس حالت میں، اس اصول کے مطابق جو لارڈ ہارڈوک نے بمقدمہ بکیطرفہ اسمتھ ظاہر کیا تھا، یہ طے ہوا کہ کوئی شخص، جو متوطن انگلستان نہ ہو، یا بذات خود انگلستان میں تجارت نہ کرتا ہو کبھی فعل دیوالیہ کی بنا پر جس کا ارتکاب اس نے ملک غیر میں کیا ہو دیوالیہ نہیں قرار دیا جا سکتا، اور نیز یہ کہ انگلستان میں ہر شخص غیر تجارت پیشہ 167
اشخاص کے افعال دیوالیہ کے ارتکاب پر دیوالیہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ بمقدمہ بکیطرفہ کرسپین (۱۸۷۳)۔ ایل۔ آر۔ ۸۔ چانسری مرافعہ ۲۷۴۔ ج، میلتش و سلبورن، قانون کی اسی حالت میں بمقدمہ بکیطرفہ پاسکل (۱۸۷۶) ۱۔ چانسری ڈویژن ۵۰۹۔ ج، جمیس میلتش دیگلے، یہ ظاہر ہوا کہ مدیون کے سمن کی تعمیل انگلستان میں ہو سکتی ہے خواہ اس کا آنا عارضی ہی کیوں نہ ہو۔ بطور بنیاد فعل دیوالیہ کے برخلاف اس کے مقدمہ بکیطرفہ اولاگ لین (۱۸۷۱) ایل۔ آر۔ ۶۔ چانسری مرافعہ ۴۰۶۔ ج، جمیس و میلتش میں یہ ظاہر ہوا کہ سمن کی تعمیل بیرون انگلستان نہیں ہو سکتی۔

مفصلہ ذیل مقدمات ابھی تک قابل پابندی ہیں بعض حالات سے ایک شخص باشندہ انگلستان یا وہاں کاروبار کی کوٹھی رکھنے والے کے نسبت یہ نتیجہ نکالا جائیگا کہ وہ ملک مذکور سے چلے جانے یا دوسروں کو محروم رکھنے یا انکو تعویق میں ڈالدینے کی نیت سے بیرون ملک ٹھہر جانے سے فعل دیوالیہ کا مرتکب ہوا، انھیں حالات کی بنا پر دوسرے شخص کی نسبت ایسا نہیں سمجھا جائے گا۔ مقدمہ بکیطرفہ کرسپین بحوالہ سابق، مقدمہ بکیطرفہ کرڑیز (۱۸۷۹) ۱۱۔ چانسری ڈویژن ۲۹۰۔ ج، جیل جمیس و براؤن، و مقدمہ بکیطرفہ برائنڈن (۱۸۸۴) ۲۵۔ چانسری ڈویژن (۵۰۰)۔ ج، سلبورن

کاٹن و فسرائی ؛

مقدمہ یکطرفہ گراپسن سے، یہ بھی ظاہر ہوتا ہے، کہ تعمیہ کیلئے درخواست کے پیش ہونے کے وقت، مدیون کا انگلستان میں موجود ہونا لازمی نہیں ہے؛ اور مقدمہ یکطرفہ پاسکل بحوالہ سابق سے، یہ ظاہر ہوتا ہے: کہ وہ مقام قابل توجہ نہیں ہے؛ جہاں کہ وائن درخواست گزار سے قرض لیا گیا تھا؛

دفعہ ۱۳۰ یہ امر کہ کسی مدیون کے مقابلہ میں کسی دوسرے ملک میں کارروائی دیوالیہ جاری ہے، انگلستان میں اس کے مقابلہ میں کارروائی دیوالیہ شروع کرنے کی قطعی وجہ نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ ظاہر ہو کہ ایسے عمل سے دائنوں کا فائدہ ہے یا ہو سکتا ہے تو انگلستان کی عدالت ایسا کرنے کی مجاز ہے؛ مگر کارروائی کے آغاز ہو جانے کے بعد بھی اس کا التوا ہو سکتا ہے: اگر یہ معلوم ہو کہ وہ بیکار ہے مثلاً۔ اس وجہ سے کہ تمام متروکہ بیرون ملک اور ملک غیر کی عدالت کے ذریعے سے، معرض تقسیم میں ہے۔

مقدمہ چلانے کی ایک درخواست پر اجازت دیگئی، جس کی نسبت خیال تھا، کہ وہ ایک قابل کی کارروائی کو منسوخ کر دیگی: اور اس سے زیادہ اثاثہ وصیا ہو سکیگا۔ مقدمہ میک کلا (۱۸۸۰) ۱۴۔ چانسری ڈویژن۔ ۱۶۔ جج ہکین: جس کو حسین کاٹن اور تھسیگر نے بحال رکھا۔ مقدمہ چلانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا گیا؛ جبکہ ضبطی کی کارروائی اسکاٹ لینڈ میں جاری تھی اور اسکے آغاز کے بعد سے کوئی قرض نہیں لیا گیا تھا، اور نہ کوئی اثاثہ انگلستان میں تھا۔ مقدمہ رابنسن (۱۸۸۳) ۲۲۔ چانسری ڈویژن۔ ۱۶۔ جج جیمل۔ بیگلے۔ لنڈلے؛ انگلستان میں جو کارروائی ہو رہی تھی، اس کو روکنے کیلئے، دیکھو رائے جسٹس جیمس کی جو انھوں نے بمقدمہ یکطرفہ پاسکل (۱۸۷۶) ۱۔ چانسری ڈویژن ۱۲ ۵۔ و مقدمہ میک کلا حسب حوالہ گذشتہ صفحہ ۲۳ میں ظاہر کی ہے ؛

یہ امر کہ ایک مدیون کے متعلق ملک غیر میں دیوالیہ کی کارروائی پہلے سے چل رہی ہے جو اس کا مقام قوطن نہیں ہے انگلستان کہ کارروائی دیوالیہ اس کے مقابلہ میں روک دینے کیلئے کافی وجہ نہیں ہو سکتا؛

اگر پہلے کی کارروائی مقام قوطن میں چل رہی ہو تو کیا ہوگا؟

مقدمہ ارتولا ہرموناس۔ و مقدمہ میکلفرنہ انڈری چالی (۱۸۹۹) ۲۴ کیو۔ بی۔ ۱۴۰ ج، کالرج و قرائی ۵

جس صورت میں وائنڈنگ اپ درخواست گزار نے، انگلستان میں ایک مدیون کے نام اطلاعنامہ دیوالیہ جاری کرایا تھا؛ اور تعمیل اطلاعنامہ کے بعد، مدیون کی درخواست اسکاٹ لینڈ کی جائداد کی قرقی کے متعلق پیش ہوکر، ایسدن منظور ہی ہوی۔ قرار پایا:۔ کہ انگلستان میں جو حکم، تقرر سیور کا صادر ہوا، وہ درست تھا؛ جائداد انگلستان میں موجود تھی؛ انگلستان کے اطلاعنامہ کارروائی دیوالیہ کی عدم تعمیل، خود مدیون کا فعل تھا؛ اس کو اس مقصد کیلئے، اسکاٹ لینڈ کی کارروائی سے استفادہ کی اجازت نہیں دیجاسکتی ۵ ایک مدیون کے مقدمہ [۱۹۲۲] ڈبلیو۔ این۔ ۱۹۳ سی۔ اے۔ ج، اسٹرن ڈیل۔ وارنگٹن بیکر: عدالت نے مقدمہ رابنسن کو اس سے علیحدہ بتایا؛ اس مقدمہ میں انگلستان میں کوئی ترکہ نہ تھا، برخلاف اس کے مقدمہ ہذا میں ترکہ، انگلستان میں موجود تھا ۵

دفعہ ۱۳۱ جس کمپنی نے، اپنا سندی یا دوسری نوع کا قانونی وجود، انگلستان کے قانون یا قانون برطانیہ سے، جس کا تعلق، بہ نسبت ملک کے دوسرے اقطاع کے، خاص انگلستان سے ہو، حاصل کیا ہو، اسکے تصفیہ حساب (Winding up) کی کارروائی انگلستان میں ہوسکتی ہے؛ خواہ اس کا کاروبار کہیں ہو۔ اور اگر اس کا کل کاروبار، ملک غیر ہی میں ہو، تو یہ بجائے خود، ایک وجہ، اس کے فسخ کی قرار پاسکتی ہے۔

مقدمہ میٹروپولیٹن ریلوی کمپنی (۱۸۴۹) ۳۔ ڈی۔ جی و ایس ۱۲۷۔ ج، نائٹ رو ۵: جن کی تجویز کو کاٹن ہام نے بحال رکھا۔ ۱۸۵۵) ۲۔ ایم و جی۔ ۱۹۹ ۵ مقدمہ فلکنج پرنٹنگ لمیٹڈ (۱۸۶۴) ۳۴۔ ایل۔ جی (این۔ ایس) چانسری ۱۴۰ ج، روٹلے ۵ مقدمہ پروونشن ریلوے کمپنی لمیٹڈ (۱۸۶۷) ایل۔ آر۔ ۲ چانسری۔ مرافعہ ۶۱۷۔ ج، کیرنس و ٹرنر: جنہوں نے، سیلنس کے فیصلہ کو بحال رکھا ۵ مقدمہ جنرل کمپنی، بغرض اصلاح قرضہ متعلقہ اراضی لمیٹڈ (۱۸۷۰) ایل۔ آر۔ ۵ چانسری۔ مرافعہ ۲۶۳۔ ج جسٹس کیفرڈ ۵ جنہوں نے، مقدمہ شہر اوی ریلوے بنام ہوس (۱۸۷۱) ایل۔ آر۔ ۵۔ ای آئی واے۔ ۱۷۶۔ ج ہیٹلے نے کوئینز۔ کیرنس۔ موخرالذکر مقدمہ، وہ کہا آخری جزئی سند ہے گیفرڈ اور ہیٹلے رے کی بظاہر یہ رائے معلوم ہوتی ہے، کہ کمپنیوں کے ایکٹ ۱۸۶۲ کے احکام کی رو سے کوئی کاروبار تجارت

جو بیرون ملک کیا جاتا ہو، قابل لحاظ نہیں متصور ہو سکتا، اور ایسی کمپنی کو عدالت، توڑ دینے کی مجاز ہے، جس نے تاریخ قیام سے ایک سال کے اندر اپنا کاروبار نہ شروع کیا ہو یا جس نے ایک سال تک اپنا کاروبار ملتوی کر دیا ہو۔" لیکن یہ رائے عہدہ سے متجاوز ہے، کیونکہ بہت سی کمپنیاں انگلستان میں، محض بیرون ملک کاروبار تجارت کرنے کی غرض سے رجسٹر ہوتی ہیں اور جب ایک کمپنی انگلستان میں اس غرض سے رجسٹر ہو کہ وہ اندرون اور بیرون ملک، دونوں جگہ کام کریگی، تو اس کا اول سال میں انگلستان میں کام نہ کرنا اور بالخالیکہ اس نے بیرون ملک کاروبار شروع کر دیا ہو، اس کے توڑ دینے کیلئے حکم مذکورہ بالا کے تحت میں کافی وجہ نہیں متصور ہوئی۔ مقدمہ کیپیٹل فائر انشورنس ایسوسیشن (۱۸۸۲) ۲۱۔ چانسری ڈویژن ۲۰۹۔ جج چیتی۔ مقدمہ شہزادی ریوس بنام بوس میں کیرنس کا یہ خیال تھا کہ بالخالفہ احکام محولہ بالا جو کمپنی بیرون ملک کاروبار کرتی ہو اور صرف وہیں کاروبار کرنے کا ارادہ رکھتی ہو، اس کا لحاظ فشاء ایکٹ توڑ دینا مناسب اور قرین انصاف ہوگا۔ سلیفس نے اسے مقدمہ میں توڑ دینے کے حکم دینے سے انکار کر دیا، کیونکہ یہ معاملہ عدالت کے اختیار تمیزی پر منحصر تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ کمپنیوں کے ایکٹ (یکجائی) ۱۹۰۸ء۔ ایڈورڈ کی فصل (۷) دفعہ ۶۹۔ کی رو سے جس امر کی ضرورت ہوتی ہے وہ اسکاٹ لینڈ یا آئرلینڈ میں کاروبار کرنے سے پوری ہو جاتی ہے، اور جو حکم دفعہ ہذا کے آخر جز میں دیا گیا ہے، وہ اس سے متعلق نہیں ہوتا۔ دیکھو لبوچیر بنام جنس کیپل نے ضمنی طور سے مقدمہ پلپ وپیپر انویسٹمنٹ کمپنی (۱۸۷۸) ۳۔ چانسری ڈویژن میں کہا تھا۔

دفعہ ۱۳۲ جس کمپنی کی سند قیام سلطنت متحدہ کے قانون کی بنا پر نہ ہو، اس کے خلاف انگلستان میں تصفیہ حساب کی کارروائی چل سکتی ہے، بشرطیکہ انگلستان میں اس کا دفتر ہو اور وہاں اس نے کاروبار کیا ہو اور اس کا کوئی اثاثہ بھی موجود ہو۔ مگر یہ کارروائی مذکور، اس کے توڑ دینے (dissolve) پر حاوی نہیں ہو سکتی۔

دفعہ ۲۶۸ (قیام) کمپنیوں کا ایکٹ بابتہ ۱۹۰۰ء۔

مقدمہ مکرٹل بنک آف انڈیا (۱۸۶۸) ایل۔ آر۔ ۶۔ ای کیو۔ ۵۱۷۔

نج، روسے بنام مقدمہ مچیسن براورس لمیٹیڈ (۱۸۸۴) ۲۷ - چانسری ڈویژن ۲۲۵ - نج، کے بنام مقدمہ کمرشیل بنک جنوب اسٹریلیا (۱۸۸۶) ۳۱ - چانسری ڈویژن ۱۷۴ - نج، پیرسن و نارتھ بنام مقدمہ مرکنٹائل بنک آف اسٹریلیا [۱۸۹۲] ۲ - چانسری ۲۰۴ - نج، نارتھ بنام مقدمہ انگلش، اسکاٹش و آسٹریلین چارٹرڈ بنک (۱۸۹۲) ۳ - چانسری ۳۰۵ - نج، واگن ویلس جن کی تائید لنڈلے، لوپیز اے ایل اسمتھ نے کی بنام مقدمہ فڈرل بنک آف اسٹریلیا [۱۸۹۳] ڈبلیو این [illegible] ۶۸ - ایل [illegible] نج، کے، نے کی بنام مقدمہ کونس لینڈ مینشل [۱۸۹۳] ڈبلیو - این ۱۲۸ نج، واگن ویلس بنام مقدمات نمبر ۲ - ۳ و ۶ - سے ظاہر ہوتا ہے کہ کمپنی کے مقام توطن میں فسخ کی کارروائی کا جاری رہنا، ملک ہذا میں ضمنی کارروائی کا مانع نہیں ہے۔ اگر کمپنی بذریعہ رجسٹریشن اسکاٹ لینڈ یا آئرلینڈ میں قائم ہوئی ہے تو ازروے ایکٹ کمپنی سلطنت ہائے متحدہ کے اجزائے مذکور فسخ کی کارروائی کیلئے مناسب مقامات متصور ہونگے۔

دفعہ ۱۳۳ ایسی کمپنی کے متعلق، جو بیرون ملک قائم ہوئی ہو، انگلستان میں کوئی حکم فسخ کے متعلق جاری نہیں ہو سکتا، اگر اس کا دفتر انگلستان میں نہیں ہے: 169
اگرچہ وہ اپنے مختاروں کے ذریعہ سے وہاں کاروبار کرتی ہو۔

مقدمہ لائیڈ جنرل اسٹیمپو (۱۸۸۵) ۲۹ - چانسری ڈویژن ۲۱۹ - نج، پیرسن بمقدمہ یونین بنک آف کلکتہ (۱۸۵۰) ۳ - ڈی - جی و سمن ۲۵۳ - نج، نائٹ بروس میں اس امر پر بحث کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہاں فسخ کے حکم کے اجرا سے ابتدائے اختیار تمیز ہی انکار کیا گیا تھا۔

دفعہ ۱۳۴ اگر محافظ یا ایجنٹ یا دوسرے اشخاص، اس ملک کے قانون کی رو سے، جہاں کا مدیون متوطن ہے، یا اگر خود مدیون، کارروائی میں کوئی فریق ہے، تو اس ملک کے قانون کی تحت جہاں کا وہ باشندہ ہے۔ اس امر کے مجاز ہوں کہ اسکی جائداد کا منجانب دائن انتظام کریں؛ تو وہ لوگ، اس حیثیت کے لحاظ سے انگلستان میں، مدیون کے ذاتی اثاثہ اور اسکے حقوق نالشات کے مستحق متصور ہونگے۔

[نوٹ۔ جن الفاظ کے نیچے خط کھینچا گیا ہے، وہ قدیم قاعدہ پر ان تین مقدمات کی بناء پر اضافہ کئے گئے ہیں، جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں، اور جو طبع اوّل کے بعد فیصل ہوئے ہیں۔ مترجم]

مقدمہ سولو ماس بنام راس (۱۷۹۲) ۱۔ ایچ۔ بی۔ آئی۔ ۱۳۱۔ نوٹ میں جسٹس باتھرسٹ لارڈ چانسلر نے انگلستان کی عام رائے کا ذکر کیا ہے جو اس وقت پائی جاتی تھی (۱۷۹۹) ۱۔ ایچ۔ بی۔ ایل۔ ۱۲۲۔ نوٹ۔ جج کیٹن نے مقدمہ ذیل کا انگلستان (۱۷۹۲) ۱۔ ایچ۔ بی۔ ایل۔ ۱۲۲۔ نوٹ میں ڈنڈاس بنام ہیڈ کے لارڈ چانسلر نے ایسا ہی فیصلہ ایک انگلستان کے مستقل الیہ کے حق میں کیا جس کے ساتھ اکثر کریڈٹ کے حق متفق تھے۔ ان سب مقدمات میں محافظین یا مستقل الیہم کے حقوق کا فرق کرانے والے دائن کے حقوق کے ساتھ مقابلہ تھا۔ فرق کے مقدمہ کے فیصلہ پر اس وقت بحث ہوئی، جبکہ ان کا تقرر ہو چکا تھا۔ مقدمہ فولیٹ بنام اگڈن ۱۔ ایچ۔ بی۔ آئی۔ ۱۳۲ کے اثنائے بحث میں، لوبرن نے جو کہ سالوشس بنام راس کے مقدمہ میں وکیل تھے، کہا کہ اس کا فیصلہ صرف اس اصول پر ہوا تھا کہ دیوالیہ کی جائداد کا محافظین جائداد ہائے تباہ شدہ واقع ملک ہالینڈ کی طرف منتقل ہونا بدل قیمتی کے ساتھ اتصال تھا۔

مقدمہ الیون بنام فرنوال (۱۸۳۴) ۱۔ سی۔ آ۔ ایم۔ اور آر۔ ۲۷۷۔ ۴۔ طائمز ۵۱۷۔ جج، پارک وغیرہ میں جو کہ ہیمبرگ محافظین کی طرف سے ان کے دیوالیہ کے واجب الوصول قرضہ کی بابت دائر کیا گیا تھا، یہ ان کی فرضی حیثیت، بغیر اتصال کے تسلیم کی گئی تھی، اور اگرچہ ان کی تعداد تین تھی مگر اس ثبوت کے پیش ہونے پر، کہ وہ بغیر تیسرے کی شرکت کے فرانس میں ارجاع دعوی کے مجاز تھے: صرف دو کو کچھ رقم کی اجازت دی گئی۔

پہلا انگریزی مقدمہ جس میں بیرونی حقوق کی بنیاد کے لئے توطن کی ضرورت پر غور کیا گیا، وہ، بلتھین (۱۸۶۹) ایل۔ آر۔ ۲۔ ای کیو۔ ۲۳ کا مقدمہ ہے، جس میں ایک نوآبادی کی دیوالیہ کارروائی میں مستقل الیہ اور دیوالیہ کی وصیہ میں نزاع تھی۔ رومیلے نے یہ قرار دیا کہ مقدم الذکر شخص کے حق کا انحصار اس امر پر ہے کہ آیا دیوالیہ نوآبادی کا متوطن تھا یا نہیں۔ اس کے بعد مقدمہ ہیوارڈ بنام ہیوارڈ (۱۸۹۷)

۱۔ چانسری ۹۰۵۔ دائر ہوا جس میں کیکوچ نے مقدمہ ہذا کو نظر پسندیدگی دیکھا۔ لیکن مقدمہ ڈیوڈسن (۱۸۷۳) ایل۔ آر۔ ۱۵۔ ای کیو ۳۸۳ میں جج جیمس نے بمقابلہ مدیون کے بحق منتقل الیہ فیصلہ کیا؛ بلا لحاظ اس امر کے کہ توطن کس مقام کا تھا؛ کیونکہ مدیون خود اپنی درخواست پر دیوالیہ قرار پایا تھا۔ اور اسی کی سپردگی مقدمہ امانت لاسن میں کی گئی [۱۸۹۶] ۱۔ چانسری ۱۷۵۔ جج۔ نارتھ کو مقدمہ اینڈرسن [۱۹۱۱] ۱۔ کے۔ بی۔ ۹۶۔ میں جج ہملیمور نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک نوآبادی کی کارروائی دیوالیہ میں، جو انگلستان کی کارروائی دیوالیہ سے پہلے کی تھی؛ انگلستان کی ذاتی جائداد منتقل الیہ کیطرف منتقل ہوگی؛ اگرچہ مدیون کا توطن انگلستان کا تھا: اس بنا پر کہ مدیون، نوآبادی کی کارروائی کا ایک فریق تھا۔ بظاہر فاضل جج نے یہ خیال کیا کہ سابق اصول مقدمات ڈیوڈسن اور لاسن سے منسوخ ہوگیا؛ مگر کم از کم فیصلہ کا یہ جز مقدمات متقدمین اور ہیوز ڈ کے مخالف معلوم ہوتا ہے۔ اس فیصلہ کا اتباع مقدمہ گریگ (۱۹۱۶) ۸۶۔ ایل۔ جی۔ سی ایچ۔ ۹۔ جج، ایلو، میں کیا گیا اور یہ قرار پایا کہ ایک نوآبادی کے مقدمہ دیوالیہ میں رقم موجودہ عدالت کا حق عودی، امین کو پہنچتا ہے؛ اگرچہ مدیون نوآبادی کا متوطن نہ ہو۔ مدیون نے ایک درخواست کے ذریعہ سے اپنا زیر اختیار عدالت نوآبادی ہونا قبول کر لیا تھا؛ اسیطرح مقدمہ برگ۔ ۱۴۸۔ ایل۔ ٹی۔ ۱۷۵۔ جج، ہیملٹن میں ہوا: اس میں منتقل الیہ ایک کارروائی ملک غیر میں مقرر ہوا تھا؛ وہ اثاثہ موقوعہ انگلستان کا مستحق قرار پایا: اگرچہ مدیون انگلستان کا متوطن نہ تھا۔ مدیون نے ملک غیر کی عدالت میں ایک درخواست، عدالتی طور سے تصفیہ حساب دکھانے اثاثہ کے لئے زیر قانون ملک غیر پیش کی تھی؛ اور پھر اس کا اتباع مقدمہ گرمر بنام مارش [۱۹۲۱] ۱۵۱۔ ایل۔ ٹی۔ ۲۶۴۔ جج ہیل میک میں کیا گیا، جس میں ایک دیوالیہ کی کارروائی میں، ایک بلجیم کا امین، ایک انگریز متوطن انگلستان کے تمام اثاثہ کا مستحق قرار پایا: یہ انگریز بلجیم کی ایک کوئلی میں شریک تھا اور ملک بلجیم کی کارروائی دیوالیہ میں اپنے شریک کے ساتھ دیوالیہ قرار پا چکا تھا۔ ابتدائی ڈگری مدعی علیہ کی عدم موجودگی میں صادر ہوئی تھی، بعدہ اس کو

170

اطلاع دیگئی اور اُس نے حاضر ہوکر اس کی صحت کی نسبت عذر کیا، مگر اس کا عذر قبول نہیں ہوا، اور یہ قرار پایا کہ یہ عمل بمنزلہ اس کے ہے کہ اس نے عدالت مذکور کا اختیار اپنی نسبت قبول کر لیا۔ موخر الذکر مقدمات میں جو عمل انگلستان میں کیا گیا، اس سے یہ اصول مستنبط کرنا غلط ہوگا کہ مقدمات دیوالیہ میں تجارتی توطن، اختیار سماعت کی کافی بنیاد ہو سکتا ہے۔ مقدمہ ڈوینی بنام میری (۱۹۱۰) ۱۔ کے۔ بی۔ ۵۲۶ میں جج چیمبل نے یہ قرار دیا کہ جو اصناف ذریعہ دستاویز انتقال مرتبہ ملک میرے لینڈ بغرض نفع وائنین مقرر ہوئے تھے، اور جو ملک مذکور کی عدالت کے زیر حکم اس امانت کے اہتمام کے مجاز کئے گئے تھے، ان کے حقوق بمقابلہ ان تعمیل خواہ کے جس کے حق کی بنیاد صرف یہ اصول ہے کہ مال منقولہ مالک کی ذات کے ساتھ جاتا ہے، مرجح اور فائق ہیں۔ ایکٹ اہتمام سنہ ۹۱ء کی دستاویزات کی تحت میں دستاویز کی رجسٹری نہیں ہوئی تھی اور وہ اس مقدمہ سے تعلق نہیں کیا گیا کہ دفعہ ۱۲۲ کے متعلق اسکاٹ لینڈ کے مقنین مختلف الرائے تھے۔ لیکن مقدمہ اشمور و تھربنام ریڈ (۱۸۰۳) ۱۳ فیک ڈی ۲ ۲۵ میں عدالت سیشن نے ایک انگلستان کے متوطن کی انگلستان کی عدالت کی کارروائی دیوالیہ میں منتقل الیہم کے حقوق کو بمقابلہ ان اشخاص کے حقوق کے جو اسکاٹ لینڈ کی قرقی (Arresment) کے ذریعے سے جس کی تعمیل ذریعہ (Decreet) ڈگری قبل تعویض کے حاصل نہیں ہوئی تھی، ترجیح اور فائق سمجھا۔ اسی کا اتباع مقدمہ رائل بینک آف اسکاٹ لینڈ بنام گھتبرٹ یا بنام اسٹین کے منتقل الیہم کے (۱۸۱۳) ۱۷ فیک۔ ڈی۔ ۲۔ ۱۰۷۔ رورڈ ۴۶۲ میں کیا گیا۔ اس میں اسی عدالت نے یہ قرار دیا کہ انگلستان کی کارروائی دیوالیہ سے جائیداد غیر منقولہ جائداد، جن کا کاروبار اسکاٹ لینڈ اور انگلینڈ دونوں جگہ تھا، مگر جن میں سے وہ انگلستان اور وہ اسکاٹ لینڈ کے متوطن تھے، اسکاٹ لینڈ میں منتقل ہو گئی، تاکہ بعدہٗ اسکاٹ لینڈ کی قرقی اور تحویل (Sequestration) کے اثر سے نہ صرف

لہ یہ ایکٹ اب منسوخ ہو گیا ہے اور اسکی جگہ ایکٹ بابت سنہ ۹۱ء جاری ہے۔

چاروں کی جائداد شتر کہ بلکہ ان اشخاص کی علیحدہ جائداد بھی جو اسکاٹ لینڈ کے متوطن تھے اور جدا گانہ بھی اسکاٹ لینڈ میں کاروبار کرتے تھے محفوظ رہے۔ اسکے بعد ہوس آف لارڈز نے ایک اسکاٹ لینڈ کے مرافعہ سلک رگ بنام ڈیوس (۱۸۱۴) ۲۔ راس۔ ۲۹۱۔ ۲۰۔ ڈو۔ ۲۲۰۔ ۲۰ ج، ایلڈن میں یہ فیصلہ کیا کہ انگلستان کی کارروائی دیوالیہ اسکاٹ لینڈ کی مابعد ترقی و تحویل کے قائمقام ہے، جبکہ دیوالیہ اسکاٹ لینڈ کا متوطن ہو۔ مگر انگلستان اور اسکاٹ لینڈ دونوں جگہ تجارت کرتا ہو۔ مگر قسمتی سے یہ امر دریافت کرنا سخت دشوار ہے کہ مقدمہ سلک رگ بنام ڈیوس میں اصل بنیاد فیصلہ کیا ہے؟ یا یہ کہ مقدمہ رائل بنک آف اسکاٹ لینڈ بنام گھبرٹ کے فیصلہ کا کونسا جز مقدمہ سلک رگ بنام ڈیوس کے مماثل ہے؟۔ اس میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا، کہ اسکی بنیاد کسی نہ کسی طرح وضع قانون کی وہ شاہی حیثیت قرار پائے گی، جس پر انگلستان کی کارروائی دیوالیہ کا انحصار ہے۔ اور نیز یہ کہ مقدمات ہذا اس امر کے متعلق بطور نظیر نہیں پیش کئے جاسکتے، کہ ان سے اسکاٹ لینڈ یا انگلستان کی جائداد منقولہ ایسی کارروائی دیوالیہ سے جو سلطنتہائے متحدہ میں ہوئی، اور نہ مدیون کی جائے وطن میں منتقل ہو جاتی ہے۔ چونکہ اس وقت اس امر پر اتفاق تھا کہ انگلستان کے قوانین دیوالیہ کا یہ نشانہ تھا کہ وہ اسکاٹ لینڈ کے مال منقولہ کو منتقل کردیں؛ اس امر سے کہ ان کو ایسا اختیار حاصل تھا یہ استنباط نہیں کیا جاسکتا کہ ان کا منشا یہ تھا اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ وہ اس اصول کا اتباع کرتے تھے کہ مال منقولہ مالک کی ذات کے ساتھ جاتا ہے تو یہ دلیل وہاں کارآمد نہ ہوگی، جہاں مقام وطن انگلستان نہ ہوگا۔ مقدمات سلک رگ بنام ڈیوس و اسٹراتھ بنام ریڈ سے مزید برآں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مدیون کو اطلاع انتقال جو اسکاٹ لینڈ کے قانون کی رو سے منتقل الیہ کے تکمیل حق وصول قرضہ کیلئے عام طور سے ضروری سمجھی جاتی ہے، اسکاٹ لینڈ میں ان لوگوں کے لئے لازم نہیں ہے، جو ملک غیر کی کارروائی دیوالیہ کی بنا پر کسی قرضہ کے مستحق قرار پاچکے ہیں۔

جس صورت میں تواریخ کی ترتیب حسب ذیل تھی۔

171

۱۔ عمل دیوالیہ جس کے متعلق انگلستان کا کمیشن مقرر ہوا تھا۔
۲۔ درخواست قرقی و تحویل جس کے متعلق اسکاٹ لینڈ کا فیصلہ تھا۔
۳۔ انگلستان کا کمیشن دیوالیہ (جواب عدالتی کارروائی متصور ہوگی)۔
۴۔ اسکاٹ لینڈ کی تجویز قرقی و تحویل۔

ایک اسکاٹ لینڈ کے مرافعہ میں ہاوس آف لارڈز نے یہ طے کیا کہ انجمن تحویل و قرقی (Sequestration) کو تفویق ہے مقدمہ گیڈاس بنام موٹ (۱۸۲۴) ۱۔ جی۔ ایل وجی ۴۱۴ گیڈاس بنام موٹ (۱۸۲۴) ۱۔ جی۔ ایل ۴۱۴۔ جج گفرڈ ؎

دفعہ ۱۲۵ لیکن جن صورتوں میں دستاویز انتقال کا خاص شکل میں ہونا ضرور ہو: مثلاً ایسی صورت میں کہ رقم پبلک فنڈ میں ہو، یا وہ حق وصول قرضہ ذریعہ نالش ہو، جو صرف ضابطہ انگلستان نئے ایکٹ ۱۸۷۳ کے دفعہ ۲۵ ضمن ۶ کے مطابق منتقل ہو سکتا ہے، تو ایسی حالتوں میں ملک غیر کا قانون جس کی رو سے مہتمم یا مختار یا دوسرے اشخاص مستحق قرار پاتے ہوں، ایسی دستاویزات انتقال کی عدم موجودگی کی کمی کو پورا نہیں کر سکتا، اگرچہ حق استفادہ اس کا متبع اور پابند رہے گا۔

اسکاٹ لینڈ کی قرقی و تحویل گو کہ انگلستان کی پارلیمنٹ کے ایکٹ کی بنا پر ہوا مین کو اس کا مجاز نہیں کرتی کہ وہ وصول زر قرضہ کا دعویٰ اپنے نام سے دائر کرے۔ جیفری بنام میگناگرٹ (۱۸۱۷) ۶۔ ایم و ایس ۱۲۶ جج ایلن برو۔ وایتیٹ کو

اسی طرح انگلستان کی ایک کارروائی دیوالیہ جو جائداد غیر منقولہ کو ایسی زوادی میں منتقل کرتی ہو، جہاں تکمیل حق کے لئے اس کی رجسٹری ہونا لازم ہے، رجسٹری کی ضرورت کو رفع نہیں کر سکتی: جیسا کہ مقدمہ کیلڈر ۔ رابرٹس (۱۸۸۱) ۱۶۔ چانسری۔ ڈی ۶۲ میں جج جیسل نے قرار دیا ۱۹۱۴ء کے ایکٹ دیوالیہ کی دفعہ ۴۲ ضمن (۲) کی رو سے دیوالیہ پر لازم گردانا گیا ہے کہ وہ اپنی جائداد کی قوم کی فراہمی میں مدد دے: اور اس لئے اگر کسی انتقال کیلئے رجسٹری کرانے کی ضرورت

ہو تو اس کو اسبارہ میں حکم دیا جا سکتا ہے۔

دیوالیہ ایکٹ کی دفعہ ۱۱۸ کے الفاظ یہ ہیں کہ مدیون عمل دیوالیہ کا مرتکب ہوتا ہے اگر وہ انگلستان یا کسی دوسرے مقام میں وہ اپنی جائداد کا انتقال عمل میں لاتا ہے۔ اس سے یہ قدیم قانون نہیں بدلتا کہ اس انتقال کا منشا یہ ہے کہ اس کا عمل انگلستان کے قانون کے مطابق ہونا چاہیے اور اس لئے عمل دیوالیہ ہونے کیلئے یہ ضرور ہے کہ اس کی تعمیل انگلستان کے قانون کے مطابق ہو۔

دفعہ ۱۳۶۔ ملک غیر کی کارروائی دیوالیہ کا مہتمم مختار یا منتقل الیہ محض اس بناء پر کہ وہ انگلستان میں موجود ہے اور دیوالیہ کا سرمایہ اس کے ہاتھ میں ہے انگلستان کی عدالت کا جوابدہ نہیں قرار پا سکتا اور نہ وہ عدالت اس کے معاملہ میں کوئی دست اندازی کریگی جبتک یہ نہ ثابت کیا جائے کہ ملک دیوالیہ سے اسکی غیر حاضری مانع داد رسی ہے۔

استحقہ بنام مانف (۱۸۹۵) ۱ ایل۔ آر۔ آئی۔ ای کیو۔ ۳۹۷ بج ۶۷ ڈ ۶۴

ملاحظہ ہوں۔ اشخاص متوفی کی جائداد کے بیرونی مہتممین کے مماثل مقدمات

172 دفعات ۱۹۰-۱۰۱ گزشتہ۔

دفعہ ۱۳۷۔ قدیم قانون یہ تھا کہ انگلستان کی کارروائی دیوالیہ یا ایسی جماعت شخصی کے تصفیہ حساب کی کارروائی میں جو انگلستان میں قائم ہوئی ہو، دیوالیہ یا جماعت شخصی کی تمام اصلی جائداد یعنے جائداد غیر منقولہ سلطنت انگلستان کے ہر حصہ میں متاثر ہو سکتی تھی۔ یہ آئین دیوالیہ کے اجتماعی ایکٹ بابت ۱۸۴۹ء کی دفعہ ۱۲۴ میں محکوم تھا مگر ایکٹ مذکور بمنسوخ کارروائی دیوالیہ از عدالت دیوالیہ کے ایکٹ ۱۸۶۹ء سے منسوخ ہو گیا اور ایکٹ دیوالیہ ۱۸۸۳ء کی دفعہ ۴۴ میں جو لفظ "تمام" واقع ہوا تھا اسی پر اس مسئلہ کا انحصار ہو گیا۔ لفظ "تمام" سے دیوالیہ کی اس جملہ جائداد کا اظہار مقصود تھا جس سے اس قانون میں بحث کی گئی تھی۔ لفظ مذکور کے صاف اور سادہ معنی کے علاوہ اس تعبیر کی دو بنیادیں تھیں۔ اول یہ کہ پارلیمنٹ کے منشاء کا اندازہ اس کے وسعت اختیارات سے کیا جاتا تھا۔ دوسرے یہ کہ قدیم قانون کے الفاظ میں تبدیلی مماثل معاملات میں (in pari materia)

بغیر مخصوص مقصد کے فرض نہیں کیا جا سکتی تھی۔ اگرچہ عام طور سے اس تعبیر سے خاموشی کے ساتھ اتفاق کر لیا گیا تھا، مگر لارڈ ہوب ہاؤس نے بمقدمہ کلنڈر سائیکس کمپنی بنام سکرٹری نوآبادی لاگوس وڈیوس بمبیس بنام ڈیوس [۱۸۹۱] اے۔سی۔ ۴۶۰ صفحہ ۴۶۶ میں فیصلہ جوڈیشل کمیٹی (لارڈز وٹسن۔ ہوب ہاؤس و مارنس۔ سر آر کوچ۔ ولارڈ شینڈ) صادر کرتے وقت جو کچھ کہا اس سے لوگوں کی توجہ اسطرف مبذول ہوئی اور اسپر غور کیا جانے لگا۔

"یہ امر مسلم ہے کہ ہر ملک کا قانون اس اراضی کے متعلق نافذ ہونا چاہیے، جہاں وہ واقع ہے۔ اگر کسی نوآبادی کے قوانین، ایسے ہیں کہ اس میں اراضی محض حکم تفویض یا محض تقرر امین سے نہیں منتقل ہو سکتی، تو اس کے متعلق مختلف سوالات پیدا ہو سکتے ہیں، جن کا تصفیہ ہر مقدمہ کی صورت حال کے لحاظ سے کرنا پڑے گا۔ یہ سوالات مخصوص ان نوآبادیوں میں پیدا ہو سکتے ہیں جن کو شاہی مجلس وضع آئین و قوانین سے خود اپنے لئے قوانین بنانے کے اختیارات عطا ہوئے ہیں، اور جن میں دیوالیہ کے متعلق قوانین وضع ہو چکے ہیں۔" اس معنی خیز ریمارک سے جو کمپنیوں کے ایکٹ کے عام الفاظ سے بھی اسی طرح متعلق ہے، یہ امر مستنبط ہوتا ہے کہ ۱۸۶۹ء میں پارلیمنٹ نے جو الفاظ میں ترمیم کی اس کا منشا یہ تھا کہ عدالتوں کو ایک درجہ تک ان تعلقات کے قیام میں آزادی رہے، جو اصل سلطنت اور اس کی اہم نوآبادیوں میں ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں کینیڈا کی نوآبادی جدید قائم ہوئی تھی، اور اس کے تعلقات بالکل نئے تھے، ۱۹۱۴ء کے دیوالیہ ایکٹ میں "جائداد" کی جو تعریف کی گئی ہے، اس میں صاف طور سے ہر قسم کی جائداد داخل ہو سکتی ہے۔ خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ، اور خواہ وہ انگلستان میں واقع ہو یا کہیں اور (دفعہ ۱۶)۔ ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگلستان کی کارروائی دیوالیہ بیرون ملک کی اراضی موقوعہ پر بھی حاوی ہے: لیکن یہ خیال کہ اراضی مقامی قانون کی تابع ہے، انگلستان کے خانگی قانون بین الاقوام کے نظام قانونی میں اس طرح رائج اور متمکن ہے، کہ یہ کسی طرح بھی فرض نہیں کیا جا سکتا کہ اصل سلطنت نے جس حالت میں کہ وہ ایسی نوآبادیاں اور ریاستیں قائم کر رہی تھی جو اخوات السلطنت (Sister state) کے نام سے موسوم کیجاتی ہیں، یہ خیال کیا ہو کہ وہ 178

اپنے قوانین سے ان ممالک کی اراضی پر کوئی اثر ڈالے۔ ایسا فرض کرنے کی تائید میں اتحاد کار روائی دیوالیہ کا کوئی اصول پیش نہیں کیا جا سکتا: کیونکہ انگلستان کے نظام قانونی میں کار روائی دیوالیہ کے وحدت کا اصول unity of bankruptcy اختیار نہیں کیا گیا ہے۔ اتنا کہنا غالباً کافی نہ ہو کہ جب انگلستان کی کار روائی دیوالیہ یا کار روائی تصفیہ حسابات اسی قسم کی کار روائی سے جو ایک خود مختار نوآبادی کے قانون کے تحت میں ہوئی ہو، تاریخ مابعد کی ہو، تو پارلیمنٹ کا ہرگز یہ منشا نہیں ہو سکتا کہ وہ مقامی جائداد منقولہ کے اس انتظام میں ردّ و بدل کرے جو وہاں کے قانون کے مطابق یا اس کے ذریعہ سے ہو چکا ہو۔ اور اتنا کہنا بہ مشکل کافی ہے کہ ایسی حالت میں بھی جبکہ انگلستان کی کار روائی بلحاظ تاریخ کے مقدم یا تنہا ہو، پارلیمنٹ کا ہرگز یہ منشا نہیں ہو سکتا کہ وہ اس نوآبادی کی اراضی پر آئندہ ان قوانین کا اثر نہ ہونے دے جو نوآبادی مذکور میں دیوالیہ کے متعلق نافذ کیے گئے ہوں۔ پارلیمنٹ کے منشا، غالب کا انحصار یقیناً اس امر پر نہیں ہو سکتا کہ آیا فلاں نوآبادی میں کوئی قانون دیوالیہ جاری ہوا ہے یا نہیں؟ بلکہ اس امر پر ہو گا کہ آیا آبادی مذکور نے ایسی جداگانہ حیثیت پیدا کر لی ہے، جس کی نسبت انگلستان کا خیال ہوتا ہے کہ اس کی موقوعہ اراضی پر دوسری پولیٹیکل حکومت کے قانون کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا[1]۔ ایسی حالت میں، میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ایک دیوالیہ یا کمپنی کی جائداد غیر منقولہ واقع نوآبادی محض انگلستان کی کار روائی دیوالیہ یا کار روائی تصفیہ حساب کے قانونی اثر سے منتقل نہیں ہو سکتی؛ اگرچہ اس لحاظ سے کہ نوآبادی کی عدالتیں، انگلستان کی کار روائی کو بین الاقوامی حیثیت دیتی ہیں، جائداد مذکور اس کار روائی میں شریک ہو سکتی ہے۔ دوسرے انگریزی ممالک کی صورت میں تمام مقامی غیر منقولہ جائدادیں زیر اثر قانون انگلستان تصور ہوں گی۔

---

[1] ڈولن کا یہ اصول تھا کہ از روئے قانون بر بنائے سابقہ سکوت، بیرون ملک کی غیر منقولہ جائداد پر بھی جاری ہے، باقی جو کچھ کتاب میں لکھا گیا ہے، اسپر بلحاظ اصول مذکور بڑی نکاس بنام کریر کے دوسرے مقدمہ کے فیصلہ کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ دیکھو صفحہ ۲۷۴۔

اگر کسی انگریزی نوآبادی یا حکومت ماتحت کی موقوعہ جائداد غیر منقولہ کسی انگلستان کی کارروائی دیوالیہ یا اسی قسم کی دوسری کارروائی میں شریک ہو تو اسکے حق کی تکمیل مقامی قانون کی رو سے ہونی چاہیئے۔ ایسا عمل زیادہ تر تصفیہ حسابات (Winding up) کی کارروائی میں کرنا پڑے گا کیونکہ جماعتہائے مشترکہ کا ایکٹ کسی اثاثہ کو کمپنی کی ملکیت سے منتزع نہیں کرتا، بلکہ جملہ اثاثہ پر دائنوں کے فائدے کیلئے صرف بار امانت عائد کرتا ہے۔

دفعہ ۱۳۸ انگلستان کی کارروائی دیوالیہ یا ایسی کمپنی کے تصفیہ حسابات کی کارروائی، جو انگلستان میں قائم ہوئی ہو، دیوالیہ شخص یا کمپنی کی ایسی ذاتی یا منقولہ جائداد پر، جو ممالک انگریزی کے کسی حصہ میں واقع ہو یا وہاں دستیاب ہو سکتی ہو، حاوی سمجھی جائے گی ویسے جائداد مذکور پر موثر ہوگی۔ 174

دیکھو ارقدہ بیطرفہ رابرٹسن (۱۸۷۵) ایل۔ آر۔ ۲۰۔ ای۔ کیو۔ ۳۲۷ جج ہکن۔ جس میں ایک دائن متوطن اسکاٹ لینڈ کو حکم دیا گیا کہ وہ اس رقم کو جو اُسے انگلستان کے تصفیہ حساب کی کارروائی شروع ہونے کے بعد ایک تصفیہ حساب کے مدیون سے علی الحساب وصول ہوئی تھی، انگلستان کی کارروائی تصفیہ حساب کے امین کے حوالے کردے۔ جج نے فیصلہ کی بنیاد اس پر قائم کی کہ دائن نے اپنے زر بقایا کا ثبوت دیا تھا، اور اس کا ثبوت دینا بمنزلہ اس معاہدہ کے تھا کہ کل جائداد کا اہتمام تصفیہ حسابات یا دیوالیہ کی کارروائی میں کیا جائے۔

مقدمہ اورینٹل انلینڈ سٹیم کمپنی و مقدمہ بیطرفہ سنڈریلوی کمپنی (۱۸۷۴) ایل۔ آر۔ ۹۔ چانسری مرافعہ ۵۵۰ میں جس میں جسٹس ولیمس نے نیلسن کے فیصلہ کو بحال رکھا، اور مقدمہ انٹرنیشنل لیپ ویپر کمپنی (۱۸۷۶) ۳۔ چانسری ڈویژن ۵۹۴۔ جج جیمس: میں ایک کمپنی کے دائن کو جو انگلستان میں زیر تصفیہ حسابات تھی روکدیا گیا: مقدمہ مقدم الذکر میں اس جائداد کی قرقی سے جو کمپنی مذکور کی ہندوستان میں واقع تھی، اور مرخوالذکر مقدمہ آئرلینڈ میں ارجاع دعوی سے، اگر کوئی ہندوستان یا نوآبادی کی کمپنی انگلستان کی تصفیہ حسابات کی کارروائی میں زیر اصول دفعہ ۳

اسکی محکوم ہوتی، تو یہ فرض کرنا مشکل تھا کہ اس کی ایسی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ، جو انگلستان سے باہر واقع تھی، اس کارروائی تصفیہ حساب سے باضابطہ طور سے منتقل ہو گئی؛ اگرچہ بظاہر آسانی یہ ممکن تھا کہ اس کا اہتمام انگلستان کی عدالت کے ذریعہ سے ہوتا بشرطیکہ ساتھ ہی ساتھ کمپنی کے مقام توطن میں کوئی کارروائی تصفیہ حسابات کی نہ ہو رہی ہوتی۔

دفعہ ۱۳۹۔ لیکن اگر ایک ایسے شخص کے مدیون نے جو انگلستان میں دیوالیہ ہے، دیوالیہ کی کارروائی کے آغاز ہونے کے بعد حکمنامہ عدالت کی بنا پر کسی ملک میں، خواہ وہ انگلستان ہو یا غیر انگلستان، اپنا قرضہ ادا کر دیا ہے، تو اسنا کارروائی دیوالیہ اس سے دوبارہ وصول قرضہ کے مجاز نہیں ہیں؛ اگرچہ وہ دائن جس نے ذریعہ حکمنامہ قرقی اس قرضہ کے ادا کرنے پر مجبور کیا؛ اس رقم کی بابت اسنا کا جوابدہ ہوگا۔

مقدمہ سلی شو ولیمز بنام لیچ (۱۷۷۹) ۱۔ ڈاک ۔۔ ۷۰۱۔ ج، سینیفیلڈ ۶۔

دفعہ ۱۴۰۔ قبل ازیں، یہ امر مسلم تھا کہ انگلستان میں، دیوالیہ مجبور نہیں کیا جا سکتا، کہ وہ اپنا یا اپنی ایسی جائداد غیر منقولہ جو سلطنت انگلستان کے حدود سے باہر واقع ہو، منتقل کر دے، یا جائداد منقولہ بھی، جو ایسے ملک میں واقع یا دستیاب ہو سکتی ہو، جہاں ایسی جائداد کی نسبت، اسنا کا حق اس کامل طریقہ سے تسلیم نہ کیا جاتا ہو جیسا کہ وہ انگلستان میں تسلیم کیا جاتا ہے۔

مقدمہ بیکر بنام المکیس (۱۷۸۷) کاکس ۳۹۸۔ ج، متعلقہ قرضہ ملک غیر ج، ایڈون، مقدمہ سلک رگ بنام ڈیوس (۱۸۱۴) ۲۔ راس ۔ ۳۱۱۔ ۲۔ دو۔ ۲۴۵، متعلقہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ، یہ امر مناسب ہو گا کہ دیوالیہ دوسرے طریقوں سے مجبور کیا جائے اور اس کا صداقت نامہ روک لیا جائے، اس وقت تک کہ وہ اپنی جائداد غیر منقولہ موقوعہ ملک غیر منتقل کر دے۔ ج، پارکی، بمقدمہ کاکرل بنام ڈلکینس۔ (۱۸۴۰) ۳۔ مو۔ پی۔ سی ۔ ۱۳۳۔

لیکن ۱۸۸۳ء کے دیوالیہ ایکٹ کے دفعہ ۲۲ میں محکوم ہے، کہ مدیون ایسے تمام انتقال نامجات اور دستاویزات کی تکمیل کرے گا، جن کی تکمیل کی بطور معقول،

امناء کی طرف سے خواہش کیجائیگی۔ اس کا اثر یقیناً اس جائداد غیر منقولہ پر نہیں پڑیگا، جو ملک غیر میں واقع ہے، اور جو قانون مقام وقوع کے لحاظ سے کارروائی دیوالیہ کے امناء پر منتقل نہیں ہوسکتی۔ البتہ یہ عمل تمام جائداد منقولہ کے انتقال میں موثر ہوگا۔ اب فرض کرو کہ ایک ایسے شخص نے، جو انگلستان میں دیوالیہ ہے، دیوالیہ کی کارروائی شروع ہوجانے کے بعد، اپنے مدیون سے، بیرون حکومت انگلستان، 175
کوئی رقم حاصل کی — خواہ وہ جائداد غیر منقولہ کی ہو، خواہ ایسی جائداد منقولہ کی ہو جس کے متعلق انگلستان کے امناء کی طرف سے نہ کوئی استدعا ہوئی، اور نہ اس ملک کے قانون کے لحاظ سے، جہاں وہ واقع یا واجب الوصول ہے، اُمناء کا ایسا حق تسلیم کیا جاتا ہے — ایسی صورتوں سے جو اصول متعلق کیا جاتا ہے، وہ کلکتہ کے ایک مراسلہ (دیوالیہ ہندوستان) کے فیصلہ پرائوی کونسل میں قائم کیا گیا ہے، اور تقریباً وہی ہے جس کے مطابق انگلستان کی کارروائی دیوالیہ میں عمل ہوتا ہے۔ "اگر قانون ۹۔ جارج فصل ۴۔ ۳، دفعہ ۹۔ (یہ ہندوستان کی کارروائی دیوالیہ کا قانون ہے) کے انتقالات کی رو سے، جائداد غیر منقولہ واقع جاوا منتقل نہیں ہوئی ہے، اور نہ عام دائنوں کے فائدہ کیلئے منتقل ایسہم کو دستیاب ہوسکتی ہے، تو جو مخصوص دائن قانونی طریقہ سے، اس کے حصول میں کامیاب ہوگا، وہ اس کو اپنے قبضہ میں رکھنے کا مستحق متصور ہوگا؛ اور اگر اس نے، جائداد مذکور سے، اپنے دین کے کسی جز کے وصول پانے سے پہلے، اپنے قرضہ واجب الوصول کو ثابت کردیا ہے، تو وہ جائداد دیوالیہ سے، اس وقت تک اقساط پانے کا مستحق متصور ہوگا، جبتک کہ روپیہ میں پورے سولہ آنے نہ وصول ہوجائیں۔ ایسی طریقہ سے جس طرح کہ ایک دائن کے قرض کا بار کفالت، جائداد غیر منقولہ پر، تا یسرا شخص، اس کے قرض کا ضامن ہوا ہوتا۔ ایسی حالت میں جو رقم اس کو جائداد غیر منقولہ سے ملی ہے، اور نہ وہ اقساط، جو اس کو دین کی بابت ملے ہیں، اس سے واپس لیجاسکتی ہیں؛ اور نہ وہ آئندہ کے لئے، ان کے لینے سے روکا جاسکتا ہے، جبکہ وہ واجب الادا ہوں۔ اصول یہ ہے، کہ ایک دائن، اس رقم کا کوئی جز نہیں حاصل کرسکتا، جو تمام دائنوں کے دیون کے ادا کرنے کے لئے ہو، اور جو رقم اس کے ادا کرنے کے بعد باقی رہجائے، اس میں، پھر دوسرے دائنوں کی شرکت میں، اس کو حصہ پانے کے دعوی کرنے کی اجازت

نہیں دیکھا سکتی۔ لیکن یہ اُصول ایسے دائن سے متعلق نہیں ہو سکتا، جو اپنی دوا دوش سے کوئی ایسی شئے حاصل کر لیتا ہے، جو اس سرمایہ میں نہ شریک تھی اور نہ شریک ہو سکتی تھی۔" مقدمہ کاکریل بنام ڈیکنس (۱۸۴۰) ۲ - مو - پی - سی - ۱۳۲ - یہ انتخاب صاف طور سے اس سرمایہ کے متعلق، ایک اصول قائم کرتا ہے، جو ایک مخصوص دائن کے قبضہ میں، نہ آجانے کی صورت میں بھی، عام طور سے دوسرے دائن کے فائدہ کے لئے، دستیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن اُس سرمایہ کے متعلق، ایسی صراحت کی، اس موقع پر ضرورت نہ تھی، جس کا تمام دائنین کے فائدہ کے لئے دستیاب ہونا ممکن تھا۔ یہ مخصوص دائن، حدود ملک غیر کے باشندے تھے، ان لوگوں نے نہ صرف دیوالیہ کی جائداد غیر منقولہ واقعہ جاوا سے ایک رقم پائی تھی، بلکہ دیوالیہ کے مدیونوں کے خلاف نیکوکن میں، جو کہ ڈچ ایسٹ انڈیا کی ایک نوآبادی ہے، عدالتی کارروائی شروع کر دی تھی، اگرچہ اس سے، ان کو اس وقت تک کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا تھا۔ فقرہ متجمہ بالا میں، جو کچھ لکھا گیا ہے، اس کی بنا پر، کلکتہ کے متقل الیہم نے، وہاں کی کارروائی دیوالیہ میں، ان کا حصہ، اس وقت کے لئے موقوف کرا دیا جب تک وہ نیکوکن کی مرجوعہ کارروائی 176
سے دست بردار نہ ہو جائیں۔ اگر یہ مخصوص دائن، حدود اختیارات عدالت کے باشندے ہوتے، اور نیکوکن کی کارروائی سے مستفید ہوئے ہوتے، تو یہ سوال پیدا ہوتا کہ آیا متقل الیہم، اس امر کے مجاز نہیں ہو سکتے تھے، کہ وہ فائدہ مذکور کو ان سے واپس لے کر، اس سرمایہ کا ایک جز قرار دیں، جو عام دائنین کے لئے تھا، اور جس کو وہ دائنین، خود کارروائی دیوالیہ کے قانون کے زیر اثر ہونے کی بنا پر، عام سرمایہ سے علیحدہ رکھنے کے مجاز نہیں ہو سکتے تھے۔ جو مسئلہ اس صورت میں ہمارے سامنے پیش ہے، اب ہم اس کی توضیح کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

دفعہ ۱۴۱ ہر دائن، خواہ وہ انگلستان کا باشندہ ہو یا ملک غیر کا، اس کا مجاز ہے کہ وہ ایسی رقم کو، جو وہ دیوالیہ یا کمپنی زیر تصفیہ کی جائداد غیر منقولہ واقع بیرون ملک انگلستان سے وصول کر سکتا ہو، اپنے قبضہ میں رکھے، اور اگر رقم وصول شدہ اس کے قرضہ کا ایک جز ہو تو کارروائی دیوالیہ یا تصفیہ حساب میں، اپنے بقیہ قرضہ کی بابت، دوسرے دائنین کیطرح، اور انکے ساتھ، اقساط پانے کا مستحق ہوگا۔

کا کریل بنام ڈیکنس (۱۸۴۰) ۲- مو- پی- سی- ۹۸- ج، پارکی ؛
مقدمہ سنٹرل ٹنگر فیکٹری واقع برازیل- ومقدمہ فلیک (۱۸۹۴) ۱-
چانسری ۲۶۹- ج، نارتھ میں ایک وائن کو ایک انگریزی کمپنی کی جائداد
غیر منقولہ موقوعہ برازیل کے متعلق کارروائی کرنے کی اس بنا پر ممانعت
کر دی گئی کہ ایسی کارروائی جائداد مذکور کے بطریق احسن فروخت میں مزاحم
تھی ؛ مگر یہ قرار دیا گیا ــــ کہ اسکے اس حق کے متعلق کہ اس کا قرضہ جائداد مذکور
سے ادا کیا جائے ــ بعدہٗ تحقیقات کیجائے گی ؛

یہ اصول جو انگلستان کے نظائر میں عام الفاظ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے،
وہ اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ ملک غیر کی کارروائی دیوالیہ کو کسی ملک میں، وہاں کی
موقوعہ جائداد غیر منقولہ پر موثر ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی ؛ لیکن چونکہ
فی الحقیقت ایسا نہیں ہے، اسلئے جو اصول مقدمہ کا کریل بنام ڈکنس میں قائم ہوا ہے،
وہ ان رقوم تک محدود رہنا چاہیے، جو ایسی جائداد غیر منقولہ سے وصول کی جائیں جو ایسے
ممالک میں واقع ہوں جہاں کہ انگلستان کے امناء ان سے کسی طرح مستفید
نہیں ہو سکتے ۔

اس وضعہ کا اصول، ان رقوم سے بھی متعلق ہے، جو ملک غیر میں، بذریعہ فیصلہ جات
تعیسی (in rem) جائداد منقولہ سے وصول ہوں ۔

مقدمہ مینا کریگ اسٹیم شپ کمپنی بنام چارٹرڈ مرکنٹائل بینک آف انڈیا
لندن وچین (۱۸۹۷) ۱- کیو- بی- ۵۵- ج، کانفس ؛

اب ہم جائداد منقولہ کی عام حالت پر غور کرتے ہیں، فرض کرو کہ ایک ایسا
ملک ہے، جہاں اس کے متعلق انگلستان کے امناء دیوالیہ کے حقوق سے قطعی طور
سے انکار نہیں کیا جاتا، کیونکہ ایسا کوئی ملک نہیں ہے ؛ مگر حقوق مذکور، دیوالیہ کی
بعد کی کسی کارروائی کی تعمیل یا قرقی کی بنا پر ملتوی رکھے جاتے ہیں ۔ اگر
کوئی وائن، ایسی تعمیل یا قرقی کے ذریعہ سے کوئی رقم وصول کر لیتا ہے، تو اس کی نسبت
یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے اس رقم کا ایک جز حاصل کر لیا، جو تمام دائنین کے دیوان
کے ادا کرنے میں کام آ سکتا تھا، کیونکہ اگر کسی کی طرف سے مداخلت نہ ہوتی، تو

امناء جائداد منقولہ کے متعلق بمقابلہ دیوالیہ کے کامیابی کے ساتھ اپنا استحقاق
177 ثابت کر سکتے تھے۔ اس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ اس میں دوسرے ایسے دائن خلل انداز ہوتے، جو انگلستان کی عدالتوں کی دسترس سے باہر تھے، اسلئے اگر ایسا دائن، جو انگلستان کی عدالتوں کے تابع ہے، ملک مفروضہ میں اپنی محنت کے نتیجہ سے محروم رکھا جائیگا تو جائداد منقولہ سے صرف وہ دائنین فائدہ اٹھائیں گے، جو ان عدالتوں کے تابع نہیں ہیں جواب کا کافی یا غیر کافی ہونا خاص حالات میں، موخرالذکر دائنین کے وجود اور ان کی اہمیت پر منحصر ہے، مگر عدالتوں نے کبھی اسطرف توجہ نہیں کی؛ بلکہ ایک دوسرا راستہ اختیار کیا ہے، جس کی تشریح غالباً آئندہ دو دفعات سے ہو جائے گی۔

دفعہ ۱۴۲ جو انگلستان کا دائن یا انگلستان کا باشندہ یا ایسا شخص، جو دائن کی حیثیت سے انگلستان کا متصور ہوتا ہو، اس بنا پر کہ دین، انگلستان کے ایسے کارخانہ کا ہے، جس کا وہ ایک رکن ہے؛ انگلستان میں کارروائی دیوالیہ یا تصفیہ حساب کی کارروائی کے شروع ہونیکے بعد ــــ نہ کہ کارروائی دیوالیہ یا تصفیہ حساب کی کارروائی سے پہلے کی کفالت یا فیصلہ باتعمیم کی بنا پر، دیوالیہ یا کمپنی کی جائداد منقولہ واقع ملک غیر میں سے کوئی رقم وصول کرے ــــ اس کو لازم ہوگا کہ وہ رقم مذکور کارروائی دیوالیہ کے امنا یا تصفیہ کنندگان حساب کو واپس دے ــــ خواہ وہ اپنے تئیں دین کی بابتہ (اگر کچھ ہو) طالب اقساط ہوا اور خواہ رقم مذکور اس کو عدالتی کارروائی کے ذریعہ سے ملی ہو اور خواہ ایسی کارروائی میں امنا یا تصفیہ کنندگان حساب کی طرف سے طلب حق کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو ــــ اور ایسے تمام دائنین، ملک غیر میں ایسی رقم کے وصول کی کارروائی عمل میں لانے سے ممنوع کئے جائینگے۔

مقدمہ سوتھ ایسٹرن برتگال ریلوی کمپنی (۱۸۶۹) ۱۷۔ ڈبلیو۔ آر۔ ۹۸۲۔
جج، مانس کا مقدمہ نارتھ کارولینا اسٹیٹ کمپنی (۱۸۸۹)۔ ۵۔ ٹی۔ ایل۔ آر ۳۲۸۔ جج، چٹی کا مقدمہ بلغاسٹ شپ اونر کمپنی [۱۸۹۴] اے سی۔ آر۔ ۲۲۱ جج، چیٹرٹن جس کی تائید ڈاکر۔ بالس۔ فشر گبن نے کی، یہ نظائر دائنین کے روکنے کے متعلق ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہو

دفعہ ۱۴۳ اگر دائن کی وہ حیثیت نہیں ہے جو دفعہ متذکرۂ بالا میں بیان ہوئی ہے، اور اس نے انگلستان کی کارروائی دیوالیہ یا کارروائی تصفیہ حساب کے شروع ہونیکے بعد ــــ نہ برنبائے کسی بار کفالت قابل کارروائی دیوالیہ یا تصفیہ حساب، یا فیصلہ بالتعمیم کے ــ دیوالیہ یا کمپنی کی جائداد منقولہ واقع ملک غیر سے کوئی رقم پائی ہو، تو اسپر لازم ہوگا کہ وہ اس کا حساب دے، اگر وہ اپنے بقیہ قرضہ کی بابت (اگر کچھ ہو) اقساط کا طالب ہے اگر ایسا نہیں ہے تو وہ رقم محصلہ پر متصرف ہوسکتا ہے، خواہ رقم مذکور عدالتی کارروائی کے ذریعے سے وصول ہوئی ہو، اور خواہ امنا یا تصفیہ کنندہ حساب کے حقوق ایسی کارروائی میں ــــ اگر کوئی کارروائی ہوئی ہے ــــ ظاہر کئے گئے ہوں یا نہ کئے گئے ہوں۔

اس میں اہم نظائر یہ ہیں مقدمہ نمبر بنام پاٹس (۱۷۹۱) ۴۔ ٹی۔ آر ۱۹۲ کنگسبس بنیج۔ عدالت کا فیصلہ، جج کینیان نے صادر کیا، مقدمہ سل بنام درسوک (۱۷۹۱) ۱۔ ایچ۔ بی۔ ایل۔ ۶۶۵۔ مقدمات دیوانی فیصلہ عدالت جج لارڈ نے صادر کیا، مقدمہ فلپس بنام نمبر (۱۷۹۵) ۲۔ ایچ۔ بی۔ ایل۔ ۴۰۲ عدالت اعلیٰ قانون انگلستان بنج، میکڈانلڈ ہوتھم۔ پیرن ہیتہ وٹاسٹن۔ وبرکس برخلاف، ایرسکی: ان سب مقدمات میں انگلستان کی کارروائی دیوالیہ کے منتقل الیہم نے ان دائنوں سے رقم وصول کرلی جو انھوں نے ذریعہ قرقی بیرون ملک حاصل کی تھی۔ 178

مقدمہ نمبر بنام پاٹس میں قرقی جزیرہ روڈس میں ہوئی تھی، اور منتقل الیہم نے اس میں کوئی دخل نہیں دیا تھا، اور نہ یہ ثابت کیا گیا تھا کہ اس ملک میں انکے حقوق کس نظر سے دیکھے جائینگے۔ لارڈ کینیان نے دائن کے انگلستان کی سکونت، اور اس امر سے بحث کی کہ جب اس نے قرقی کی کارروائی شروع کی اس وقت اس کو کارروائی دیوالیہ کا علم تھا، مگر انکے فیصلہ کی اصل بنیاد دیوالیوں کا انگلستان کا قانون تھا، مقدمہ سل بنام وارسوک میں قرقی برٹش وسٹ انڈیز میں ہوئی تھی، بیس اگر منتقل الیہم کی طرف سے دعوی ہوتا تو ان کا حق سمجھا جاتا، اور مقدمہ کا فیصلہ اصول مندرجہ دفعہ ۱۳۰ کی بنا پر ہوتا مگر لارڈ ڈلابرو نے

وائن کی سکونت انگلستان، اور اسکے انگلستان کے حلف، اور کارروائی دیوالیہ کے علم اور بیان حلفی کو جس سے کارروائی قرقی کا آغاز ہوا تھا، فیصلہ کیلئے کافی تصور کیا۔ انھوں نے اس مسئلہ میں اس سے زیادہ چھان بین کی، جسکی انکی رائے میں، بلحاظ حالات مقدمہ ضرورت تھی، اور دیوالیہ کے توطن پر، بڑا زور دیکر لکھا کہ "میری یہ خواہش نہیں ہے کہ اس سے یہ سمجھا جائے کہ جو رائے میں دیرہا ہوں، اس سے یہ امر بطور نتیجہ کے مستنبط ہوتا ہے، بلکہ جس دلیل سے میں کام لے رہا ہوں اس سے نتیجہ اسکے خلاف پیدا ہوگا کہ اگر ایک وائن اس ملک میں (نوآبادی نہیں) بلکہ مفروضہ ملک حکومت انگلستان سے باہر) جو کہ قوانین دیوالیہ کا تابع نہ ہو اور نہ ان سے متاثر ہو سکتا ہو، اپنا قرضہ وصول کرنے اس ملک میں آنے کے بعد رقم قرضہ کی واپسی کا مستوجب ہو، اگر اس نے بمقابلہ منتقل الیہم مقدمہ دائر کر کے قرضہ وصول کیا ہے" تو صاف ظاہر ہے کہ وہ کسی طرح مستوجب واپسی نہیں قرار پا سکتا۔ لیکن اگر اس ملک کا قانون ایسا ہے کہ وہ وائن کو بمقابلہ منتقل الیہم کے ترجیح دیتا ہے تو گو کہ میں اس فیصلہ کو غلط قرار دونگا، مگر میں نہیں سمجھتا کہ میرا اس کے خلاف رائے دینا اس ملک سے فیصلہ کو مسترد کرسکے گا، البتہ میں اس اصول کو ضرور ناپسند کرونگا جس کی بنا پر وہاں کے قانون نے ایسا فیصلہ صادر کیا ہے"۔ فلپس بنام ہڑ کے مقدمہ میں، قرقی پنسلوینیا میں ہوئی تھی، منتقل الیہم کی طرف سے کوئی کارروائی عمل میں نہیں آئی، اور نہ یہ ثابت کیا گیا کہ ان کے حقوق وہاں کس نظر سے دیکھے جاتے۔ عدالت کے ججوں کے بڑے حصہ نے اپنے فیصلوں میں، قرق کرانے والے وائن کے حامیوں کے انگلستان ہونے سے بحث کی ——— اگرچہ وہ امریکہ میں رہتا تھا ——— اور نیز اس پر کہ وہ ایک ایسی جماعت تجار کا شریک تھا، جس کی تجارتی کوٹھی صرف انگلستان میں تھی، اور جہاں اس کے دوسرے شرکاء رہتے تھے، اور جہاں دیوالیہ نے کوٹھی سے قرضہ کا معاملہ کیا تھا، انھوں نے ان سب امور کو اہم تصور کیا، انکی رائے کا خلاصہ مفصلہ ذیل فقرات سے ظاہر ہوگا، اسلئے کہ جب قرض لیا گیا، اس وقت مقدمہ کے تمام فریق انگلستان کے قوانین دیوالیہ کے اسیطرح تابع تھے جس طرح دوسرے قوانین ملک کے تھے جہاں

وہ رہتے تھے ..... اور یہ ایک دانشمندانہ اصول ہے کہ مختلف خود مختار سلطنتیں، اپنے ملک کے باشندوں کے مختلف تمدنی تعلقات کو تسلیم کرتی اور انکے مطابق عمل پیرا ہوتی ہیں۔ ان دو دفعات کے مرتب کرنے میں میں نے دیوالیہ کے قرض لینے کے مقام اور اس وقت کے مخصوص حالات کو نظر انداز کرنے کی جرأت کی ہے، کیونکہ یہ امور خانگی قانون بین الاقوام کے مسلمہ اصول کے مطابق اصل فرمانروائی کے عائد کرنے میں موثر ہو سکتے ہیں، لیکن انکی خلاف ورزی کے چارہ کار پر ان کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔

لارڈ ہارڈوک اس سے قبل اس رائے کا اظہار کر چکے تھے کہ انگلستان کی کارروائی دیوالیہ میں منتقل الیہم کے حقوق بمقابلہ ان حقوق کے جو اسکاٹ لینڈ کی قرقی اور تحویل سے حاصل ہوتے ہیں، مرجح ہوتے ہیں۔ یہ ایسی رائے ہے جو دفعہ (۱۳۸) کے اصول کے مطابق ہے، بمقدمہ میکنٹاش بنام انگلوی (۱۷۴۸) ۴۔ ٹی۔ آر۔ نوٹ ۱۹۳ میں، جج موصوف نے، ذریعہ حکمنامہ ممانعت روانگی (ne'exeat) دائن کو ایسی قرقی و تحویل کیلئے اسکاٹ لینڈ جانے سے روک دیا۔ 179
اور کپتان ولسن کے مقدمہ کی دوسری نوبت میں، جو زیر نام رچرڈسن بنام بریڈشا رپورٹ کیا گیا ہے (۱۷۵۲) ۱۔ اٹیک ۱۲۸۔ مگر جس میں لارڈ لاٹبرو کے بیان مندرجہ مقدمہ سیل بنام وارسوک ۱۔ ایچ۔ بی۔ ایل۔ ۶۹۲ سے ظاہر ہوتا ہے کہ لارڈ ہارڈوک اور عدالت سشن نے انتقال کو، بمقابلہ قرقی و تحویل کے مرجح قرار دیا تھا۔ اس کے بعد لارڈ میسفیلڈ نے ایک مقدمہ میں جس میں تہلاوہ معہ جوری (nisi prius) کے مجوز تھے، یہ فیصلہ دیا کہ ایک دائن انگلستان کا باشندہ، اس امر کا مجاز تھا کہ وہ انگلستان کی کارروائی دیوالیہ کے منتقل الیہم کے مقابلہ میں، ان رقوم پر متصرف رہے جو اس نے ذریعہ تعمیل آغاز کارروائی دیوالیہ کے بعد جبل الطارق میں حاصل کی تھیں، بمقدمہ نائٹ (۱۷۶۵) لکس بنک۔ لا ۔ ۳۰۰۔ اور عدالت سشن اسبارہ میں متردد تھی، جیسا کہ صفحہ ۱۷۹ پر بیان ہوا ہے، اور یہ کل معاملہ تذبذب کی حالت میں تھا، جبکہ وہ اہم تین مقدمات، فیصل ہوئے، جن کا ہم تبصرہ کر چکے ہیں۔

مقدمات بیکطرفہ ڈوبری ولی، میمرو، یر ۱۸۰۳ء ۸ - دس ۲۰ء میں لارڈ ایلڈن نے انگلستان کی کارروائی دیوالیہ اور جرمنی کی ترقی کی اولیت کو مسلوم کرنے کیلئے، عبوریانت وقت کی کارروائی کیجانے کی اجازت دی تھی

دفعات ۱۴۲ و ۱۴۳ کا اصول، انگلستان کے ڈنیچر ہولڈر (حصص داروں) کے سیور، اور ایسے سادہ دائنین کے درمیان ہیں، جنہوں نے بیرون ملک کوئی رقم حاصل کرلی ہو یا حاصل کرنا چاہتے ہوں، کارآمد نہیں ہوسکتا، بمقابلہ سادہ دائن کے ڈنیچر ہولڈر کو برتری نصف کوئی ترجیح نہیں دیجاسکتی۔

مقدمہ ماڈسلے و فسر زندان وفیلڈ (۱۹۰۰) ۱- چانسری ۶۰۲. نج، کوزنس ہارڈے ۔

دفعہ ۱۴۴ جس حالت میں، ایک ہی شخص کی جائداد، یا ایسے شرکاء کی جائداد، جو انھیں اشخاص سے مرکب ہو، اگرچہ اس کا نام دوسرا ہو، انگلستان اور بیرون ملک میں زیر کارروائی دیوالیہ ہو، اور ایک دائن نے، بیرون ملک کی کارروائی میں، اپنے دین کا کوئی جز حاصل کرلیا ہو، تو اس کو انگلستان کی کارروائی میں، کوئی جز اس وقت تک نہیں ملے گا، جبتک کہ سب دائن، مساوات کے درجہ میں نہ آجائیں: اگرچہ وہ، بیرون ملک کی، کارروائی دیوالیہ کی رو سے، ترجیح کا مستحق قرار پاتا ہو۔

مقدمہ بیکطرفہ ولسن (۱۸۷۲) ایل. آر. ۷. چانسری مرافعہ. ۴۹۰. نج، جیمس. ولیشیئر، و مقدمہ بیکطرفہ مینکو ڈی پورچگال (۱۸۷۹، ۱۱- چانسری ڈویژن. ۳۱۷. نج، جیمس. بیگلے و برآنول. جس کو زیر نام مینکو ڈی پورچگال بنام واڈل (۱۸۸۰) ۵- مرافعہ. ۶۱. جان، کیرنس سیلسورن - بلیکرن، نے بحال رکھا، مقدمہ بیکطرفہ ولسن میں یہ لکھا گیا کہ: اس مقدمہ کی فی الحقیقت صورت یہی ہے، کہ انگلستان کی کارروائی دیوالیہ کے شروع ہوجانے کے بعد، ایک دائن، بیرون ملک تعمیل قرقی کے ذریعہ سے کوئی رقم حاصل کرے، لیکن اگر انگلستان کا دائن، ایسا کرنا تو وہ، دفعہ ۱۴۲ کے سخت قاعدہ کے زیر اثر آجاتا، اور یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ولسن کے بیکطرفہ مقدمہ کا دائن، انگلستان کا نہ تھا۔

اسی اصول پر، ایسی صورت میں، کہ انگلستان کا ایک جہاز، لڑکر، ایک ملک غیر کی عدالت کی ڈگری کی بنا پر، فروخت کر دیا گیا تھا، اور رقم تقسیم ہو گئی تھی، انگلستان میں اس رقم کی تقسیم کی بابت، دعوی دائر ہوا، جو مالکان جہاز نے، اپنی ذاتی ذمہ داری کی بنا پر، ادا کی تھی۔ جسٹس گورل بارنس نے، ان دعویداروں کو، جو ملک غیر کی کارروائی میں شریک نہ تھے، ان دعویداروں کے مساوی کر دینے کی تجویز کی، جو اس میں شریک رہے تھے۔ وہی کرتھی [۱۸۹۰] پی۔ ۱۷۸ اور نیز ملاحظہ ہو! تجویز منظورہ عدالت، بمقدمہ میکفاڈین وکمپنی [۱۹۰۸] ۱۔ کے۔ بی۔ ۶۵۰، ۶۵۶۔ بج، بیگھام کو

دفعہ ۱۴۵ جس صورت میں کوئی شخص انگلستان میں دیوالیہ ہو جائے، اور اس کے شرکا بیرون ملک رہتے ہوں — خواہ وہ ملک، سلطنت انگلستان کا ایک جز ہو یا نہ ہو — اور وہ لوگ دیوالیہ نہ ہوں، تو شخص مقدم الذکر کا ہر وائن، خواہ وہ انگلستان کا ہو یا بیرون ملک کا، بیرون ملک کے شرکا سے جو کچھ حاصل کرے، اس پر متصرف ہو سکتا ہے کہ اور اگر رقم وصول شدہ، اس کے دین کا ایک جز ہو، تو وہ اپنے بقیہ قرضہ کی بابت، کارروائی دیوالیہ میں دوسرے دائنوں کے ساتھ ساتھ حصہ پانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ 180

بریکوڈ بنام طر (۱۸۱۷) ۲۔ بیر۔ ۲۷۹۔ بج، گرانٹ: جن کا بیان تھا کہ "تقسیم کی صورت میں، مساوات ممکن نہیں"۔

دفعہ ۱۴۶ جس حالت میں ایک یا ایک سے زیادہ اشخاص، انگلستان میں دیوالیہ ہو جائیں، اور اس جماعت کی جائداد، جس کا شخص یا اشخاص مذکور شریک ہوں، بیرون ملک بھی — خواہ وہ ملک سلطنت انگلستان کا ایک حصہ ہو یا نہ ہو — زیر کارروائی دیوالیہ ہو، تو اس امر کا تصفیہ کہ آیا وہ دائن، جو بیرون ملک کی کوٹھی کے مقابلہ میں ثبوت دے چکا ہے، ماتحت یا انگلستان کی چھوٹی کوٹھی کے مقابلہ میں بھی ثبوت دے سکتا ہے؟ انگلستان کے ان قواعد کی رو سے کیا جائے گا، جو دوہرے یا متضاعف ثبوت دینے کے متعلق نافذ ہیں۔

مقدمہ بیکلرفہ کو بیرڈی لومیٹیر، ۲ ڈ مقدمہ دنیر (۱۸۳۴) ۱۔ ایم وائے

۲۴۵۔ جج، برد بام؛ جنہوں نے عدالت نظر ثانی کے فیصلہ کو بحال رکھا؛
ومقدمہ یکطرفہ گولڈ اسٹڈر (۱۸۵۶) ۱۔ ڈی۔ جی۔ ۲۵۷۔ جج، نائٹ بروس
وڈرز پر مقدمہ (۱۸۵۸) صرف ٹرز۔ موخر الذکر مقدمہ میں نائٹ بروس
کا اختلاف انگلستان کے قواعد کے متعلق تھا کہ

دفعہ ۱۴۷ انگلستان کی کارروائی دیوالیہ کے امناء کو، دیوالیہ کی جو جائداد منقولہ یا غیر منقولہ، موقوعہ ملک غیر ملتی ہے، اس کے طریقہ تصرف میں، وہ انگلستان کے قانون دیوالیہ کے تابع رہیں گے۔ اور اس لئے ان کا تصرف، ان تمام حقوق کا پابند رہے گا، جو بمقابلہ دیوالیہ کے عائد ہوتے تھے؛ بشرطیکہ حقوق مذکور، خود قانون دیوالیہ کی رو سے، ناقابل نفاذ نہ ہوں۔ اور اگر دیوالیہ نے بذریعہ معاہدہ نافذ جائداد پر کفالت کرنے کا معاہدہ کیا ہے، تو اس کی پابندی، امناء کو بھی کرنی پڑیگی؛ اگرچہ اس کفالت کی تکمیل، اس مقام کے قانون کے لحاظ سے ہوئی ہو، جہاں کہ جائداد واقع ہے یا جہاں وہ واجب الوصول ہے۔

مقدمہ یکطرفہ، ہوتھامن (۱۸۴۳) ایل۔ آر۔ ۹۔ چانسری۔ مرافعہ
۲۲۔ جج جیمس و میلش کا

دفعہ ۱۴۸ جب ایک دین کا جواز، قانون مقام معاہدہ یا کسی دوسرے متعلقہ قانون کی رو سے، ثابت ہو جائے، تو کارروائی دیوالیہ میں، اس کے تقدم کی ترتیب، قانون دیوالیہ، مقام کارروائی، یا مقام داوری Lex loci concursus or Lex fori پر منحصر ہوگی۔

مقدمہ یکطرفہ، بلوران (۱۸۷۰) ایل۔ آر۔ ۹۔ چانسری۔ مرافعہ ۶۴۔
جج، میلش و جیمس کا و مقدمہ مقربون بنام اسٹوواورڈ (۱۸۷۱) ایل۔ آر
۲۔ پی۔ سی۔ ۴۷۰۔ جج، کیرنس کا

دفعہ ۱۴۹۔ (الف) لیکن قانون مقام کارروائی کے، ایسے احکام، جن کے ذریعہ سے امناء کے حقوق، کسی تاریخ قبل تجویز سے متعلق ہوتے ہوں، اس جائداد یا دیون کی کفالت، یا ترتیب تقدم پر موثر نہ ہونگے، جو دوسرے حدود ارضی میں واقع یا واجب الوصول ہوں؛ اور جو اسی مقام کے قانون کی رو سے، بحق نہ

کی تاریخ کے قبل، حاصل کئے جا چکے ہوں۔ 181

گلبرتھ بنام گرشا (۱۹۱۰) اے۔ سی۔ ۵۰۸۔ ج، لارڈ برن ہیگنانٹن
جیمس آف ہیرفورڈ۔ ڈینیڈن: جنہوں نے فارویل۔ بنگلے۔ کینیڈی کی رائے
کو بحال رکھا، اور ریڈے کی رائے کو منسوخ کر دیا۔

انگلستان کے یہ مسائل، جن پر تبصرہ کیا گیا ہے، ان مسائل سے بہت مشابہ ہیں، جو فرانس میں رائج ہیں؛ دونوں ممالک میں، مدیون کے بیرونی مقام توطن کے اثناء کارروائی دیوالیہ کے حقوق، بمقابلہ اس مخصوص دائن کے حق کے، جو کہ بعد کی تعمیل یا قرقی کے ذریعہ سے، ان کو حاصل کرنا چاہتا ہے؛ مقدم اور مرجح متصور ہوتے ہیں۔ اور خاص اپنے ملک میں، کارروائی دیوالیہ نہ ہونے کی صورت میں، مدیون کی کل جائداد، دونوں ممالک میں، انکے قبضہ میں آجاتی ہے۔ اگرچہ انگلستان میں، جائداد حقیقی (جائداد غیر منقولہ)، اس سے مستثنیٰ کیگئی ہے۔ لیکن دونوں ممالک میں، روزانہ، یہ واقعات پیش آتے رہتے ہیں، کہ ایسے مدیون، دیوالیہ قرار دیئے جاتے ہیں، جن کا توطن وہاں کا نہیں ہوتا۔ اور فرانس میں، جن حالات میں، یہ عمل ہوتا ہے، اس کے لئے یہ شرط بھی لازمی نہیں متصور ہوتی، کہ مدیون کے مقام توطن میں، کوئی کارروائی دیوالیہ، اس کے مقابل میں نہیں ہو رہی ہے: اگرچہ بظاہر انگلستان میں، ایسی کارروائی کے عمل میں آنے کی صورت میں، بجز انگلستان کی موقوعہ حقیقی جائداد کے، کوئی اور جائداد، بعد کی تجویز کیلئے دستیاب نہیں ہو سکتی۔

ان دو نظامہائے قانونی میں جو اختلاف ہے، اس سے کہیں زیادہ، جرمنی اور اٹلی کے قوانین میں، پایا جاتا ہے:۔ ایکطرف قانون جرمن ہے، جو ملک غیر کے اعلان دیوالیہ کے بعد بھی، تعمیل کی اجازت دیتا ہے؛ اور دوسری طرف اٹلی کا قانون ہے، جس میں حسب اصول مجوزہ برگنڈس، راڈنبرگ، وسوگنی، اسکی کوشش کیجاتی ہے، کہ کارروائی دیوالیہ، صرف ایک ہی ہونی چاہئے۔

یہ امر کسیقدر تعجب انگیز معلوم ہوتا ہے، کہ انگلستان کے نظام قانونی میں، اس معاملہ میں، توطن کو، اسقدر وقعت دیجاتی ہے؛ حالانکہ مسئلہ توریث مابعد موت میں، جس کے متعلق، تمام یورپ کی رائے، غیر معمولی طور سے متفق اور متحد تھی، ہم نے توطن کی وقعت کو

جائداد منقولہ کی بحث کے استفادہ تک محدود کر دیا ہے؛ اور اس معاملہ کے اُس جز میں، جو کارروائی دیوالیہ سے بہت زیادہ مُشابہ تھا، مختلف انتظامات کر کے، وارث کے دائنوں میں، ایسی ترتیب قائم کی ہے، جو دوسرے نظامہائے قانون سے مختلف ہے۔ اس کے دو اسباب ہوئے:۔ کارروائی دیوالیہ میں مذہبی عدالتیں، مال متروکہ کا پروبیٹ حاصل کرنے کے لئے موجود نہ تھیں؛ اور تجارتی آسانیاں ایک ہی کارروائی کئے جانے کی مؤید تھیں، یہی آسانیاں آئندہ اس کا فیصلہ کریں گی کہ آیا وحدت کارروائی کے طریقہ کو، توسیع دینا یا اس کو اور زیادہ محدود کر دینا چاہئے! یا صرف اسیطرح اس کو چلاتے رہنا چاہئے! جس طرح وہ اسوقت ملک میں چلرہا ہے؟

182 اس میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا، کہ اس بارے میں قانون اور قواعد کی ضرورت ہے؛ اور اسبارہ میں جسقدر اختلاف آرا ہے، اس سے، ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے، کہ بقیاس غالب، اس کی اصلاح، عدالتی فیصلوں، اور کسی ایک ملک کے قانون وضع کر لینے سے، نہیں ہوسکتی؛ اسکے انتظام کی یہی صورت ہوسکتی ہے، کہ بین الاقوام معاہدات کئے جائیں؛ اور ان کی تعمیل کی غرض سے، ہر قوم، قانون وضع کرے۔

188

فصل ہفتم

جائداد منقولہ

اب ہم نکاح، موت، اور دیوالیہ، کی حالتوں پر غور کر چکے؛ یہی تین مخصوص صورتیں ہیں، جن میں انسان کی جائداد، یا کم از کم اس کی منقولہ جائداد، پر بحیثیت کلی (As an entirety) اور بناءً علیہ اس کی جائداد متعلقہ ذات پر، بلحاظ حالات کے غور کرنا پڑتا ہے۔ اب ہم کو جائداد کی، خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ، مخصوص اشیاء کے حقوق، اور ان حقوق کے استفادہ سے بحث کرنا باقی ہے: مخصوص اشیاء منقولہ بلکہ جملہ جائداد منقولہ کے متعلق جو قانون ہے وہ، ان عام تعلقات کی بنا پر، جو اس میں اور مالک کی ذات میں، مخصوص حالات سے قطع نظر کر کے، فرض کر لئے گئے ہیں؛ عام طور سے ان اشیاء کے مالک کی ذات پر منحصر سمجھا جاتا ہے: اسلئے قانون مذکور، ان صورتوں سے جنپر ہم قبل ازیں تبصرہ کر چکے، بہ آسانی غیر منقولہ کیطرف منتقل ہو جاتا ہے؛ جن کی نسبت، ایسے عام تعلقات کا اظہار، بجز ان لوگوں کے، جو قومیت کے اثر کو، خانگی قانون پر، انتہائی اصرار کے ساتھ، ڈالنا چاہتے ہیں، کسی اور نے نہیں کیا ہے۔ جائداد منقولہ اور اس کے مالکوں میں جو تعلقات فرض کئے گئے ہیں، ان کا اظہار، ان قانونی مقولوں سے کیا جاتا ہے: "حق (دعوی) بابتہ دین، دائن کے رگ و پے میں ساری ہے"۔ اور "مال منقولہ، مالک کی ذات کے ساتھ جاتا ہے"۔

منقولہ مقدم الذکر میں، صاف طور سے، صرف دیون کا خیال کیا گیا ہے؛ اور جب ہم انکی ملکیت کا ذکر کرتے ہیں، تو اس سے مقصد، صرف انکے متعلق، حق دعوی ہو سکتا ہے: خواہ وہ دیون مالک کی ذات میں ابتدائی حق سے پیدا ہوئے ہوں، خواہ حسب رضامندی یا خلاف رضامندی منتقل ہوئے ہوں۔ ان حقوق کی نسبت ہمیشہ یہ سمجھا گیا ہے، کہ وہ، خاص طور سے وقانون مقام معاہدہ یا قانون مقام ادا، پر

منحصر ہوتے ہیں، اور شاید ان میں کچھ تبدیلی قانون مقام وقوع سے بھی ہو جاتی ہے، اسلئے اس مقولہ قانونی سے مشکل سے یہ سمجھا جا سکتا کہ اس سے جائداد کی قسم اور مالک کی ذات سے، کسی تعلق کا اظہار مقصود تھا؛ بلکہ اس کا تعلق تمام ایسی صورتوں سے تھا، جن سے، یہ ظاہر ہوتا ہو، کہ اس کی جملہ جائداد سے بحث کیا جانا پیش نظر تھا۔ اس مقولہ قانونی میں، جو کچھ بیان کیا گیا ہے، وہ صرف اسقدر ہے، کہ ایسی صورتوں میں جو عام انتقالات کے نام سے موسوم ہیں، دیون سے، ذاتی قانون متعلق ہوتا ہے، نہ کہ حقیقی قانون؛ اور یہ مقولہ کسی اصول قانون متعلقہ مخصوص انتقال جائداد منقولہ کی تائید میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ 184

دوسرا مقولہ یعنے "مال منقولہ، مالک کی ذات کے ساتھ جاتا ہے" ——— اگرچہ متعلق ہے، اور اس کا منشا یہی ہے، کہ وہ، مادی اشیاء سے متعلق کیا جائے، اور اس پر زور دیا جائے، کہ ان کی ملکیت کا انتقال، فروا فروا نہ کہ بحیثیت کل کے، مالک کے ذاتی قانون پر منحصر رہتا ہے۔ اسٹوری کا بیان ہے، کہ بعض لوگوں کی یہ رائے ہے، کہ تمام قوانین متعلقہ جائداد منقولہ اصلی ہیں، مگر ساتھ ہی اس کے، وہ لوگ، اس کے بھی قائل ہیں، کہ ایک قانونی مفروضہ کی بنا پر، تمام جائداد منقولہ کی نسبت، یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ، مالک کے مقام توطن میں واقع ہوتی ہے۔ دوسرا فریق کہتا ہے کہ ایسے تمام قوانین ذاتی ہیں، کیونکہ قانون کی نظر میں، جائداد منقولہ کا کوئی مقام نہیں؛ بلکہ جہاں مالک ہو، وہ، اس کی ذات کے ساتھ متحرک متصور ہوگی؛ اور اس صورت میں، اسی قانون کی تابع ہوگی، جس کے تابع، خود اس کی ذات ہے؛ یعنے قانون توطن کی اکتاب اختلافات قوانین دفعہ (۳۸) اسطور سے، قانون کی نوعیت کے متعلق، دو مختلف خیال، اور ان کی بین الاقوامی قبولیت کا، جن کی تکمیل، مناسب مفروضات سے ہوتی ہے، ایک ہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے؛ اسی نتیجہ پر لارڈ لوبرو تیسرے طریقہ سے پہنچے تھے۔

اس مسئلہ میں، کہ جائداد منقولہ مالک کے ساتھ رہتی ہے؛ انھوں نے نہ صرف جائداد مذکور کو مالک کے مقام توطن یا اس کے مقام موجودگی میں فرض کر لینے سے انکار کیا بلکہ یہ بھی قرار دیا، کہ جائداد منقولہ کا کوئی مقام نہیں ہوتا۔ انھوں نے بیان کیا کہ یہ نہ صرف قانون انگلستان؛ بلکہ دنیا کے ہر ملک کے قانون کا جسپر ا[illegible] نے کا اطلاق

ہوسکتا ہے۔ یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ ذاتی جائداد کا کوئی مقام نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ذاتی جائداد کا کوئی قابل احساس مقام نہیں ہوتا، بلکہ اس کا منشا یہ ہے کہ وہ اسی قانون کی تابع ہے، جس کی تابع مالک کی ذات ہوتی ہے، اور اس کے تصفیہ اور اس کے انتقال میں خواہ وہ توریث خواہ کسی طریق کے عمل کی بنا پر ہو، اسی قانون پر عمل کیا جاتا ہے جو ذات (مالک) پر نافذ ہوتا ہے۔ مالک مجاز ہے کہ اپنا ذاتی مال جس ملک میں چاہے منتقل اور فروخت کردے۔ اگر وہ مرجائے تو اس کی وراثت کا تصفیہ اس ملک کے قانون سے کیا جائیگا جس کی وہ رعایا ہے، نہ کہ اس ملک کے قانون سے جہاں جائداد مذکور واقع ہے۔ مثلاً اگر ایک ایسا پرنسی جس کی جائداد اس ملک کے فنڈ (سرمایہ) میں شریک ہو، یہیں مرجائے تو اس کی جائداد کا دعویٰ ان حقوق کی بنا پر کیا جائے گا جو اس کے جانشینوں کو اس کے ملک کے قانون کی رو سے حاصل ہونگے۔ (سل بنام وارسوک (۱۷۹۱) ۱۔ ایچ۔ بی۔ ایل۔ ۶۹۰) جو کچھ ہم نے لکھا ہے، اس کا بڑا جز ان انتقالات کے متعلق ہے جو عام انتقالات (Universal assignments) کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں۔ توریث کا معاملہ اس کارروائی کی صحیح مثال نہیں ہوسکتا جس میں ذاتی قانون کا عمل مخصوص انتقالات پر ہوتا ہو، کیونکہ اس معاملہ میں انگلستان کا قاعدہ ذاتی قانون کے عمل کو حق استفادہ سے آگے نہیں بڑھنے دیتا، اور سختی کے ساتھ حکم دیتا ہے کہ وارث کی منقولہ اشیاء کا حق اس ملک کے قانون کے تابع رہے گا، 185
جہاں اشیاء مذکور موجود ہوں۔ لیکن باوجود ان تمام امور کے یہ صاف طریقہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ لارڈ ٹورو کا منشا یہ تھا کہ ذاتی قانون مخصوص جائداد منقولہ کے انتقال کے معاملہ میں بطور قاعدہ کے نافذ کیا جانا چاہیے۔

اس قاعدہ کی نسبت جس پر لوگ اسقدر مختلف اصطلاحی طریقوں سے پہنچے ہیں، یہ سمجھنے کی گنجایش ہے کہ وہ اصل وہ کسی حقیقی ضرورت پر مبنی ہے۔ اس امر کی کہ ذاتی قانون کو ذاتی جائداد کے تصفیہ کا حق ہونا چاہیئے، ایک وجہ عدالت نے بغلیہ آرائقیدمہ فلیز بنام ہنٹر (۱۷۹۵) ۲۔ ایچ۔ بی۔ ایل۔ ۴۰۹ میں بیان کی ہے۔ بحثوں کے دلائل کے خلاصہ میں جو ہم تک پہنچا ہے، قانون مقام وقوع کے حقوق پر غور کرنے کے بعد جس کی بنا حقوق ملکیت کی وہ حفاظت ہے جو قانون مذکور سے حاصل ہوتی ہے، عدالت لکھتی ہے

"اس ملک کو جہاں مالک رہتا ہے، اس کی اور اس کی جائداد کی، دوسری قسم کی حفاظت کرنے کی بنا پر، یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس جائداد کے متعلق، مالک کے طرز عمل کی نگرانی کرے۔ اپنی ملک میں رہنے والی رعایا کی جائداد، ہو قومہ ملک غیر کی، جو حفاظت کیجاتی ہے، وہ خیالی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔ اس سلطنت کے انتظامی عہدہ دار، اپنی رعایا کی اس تجارت کی، جو ملک غیر سے ہوتی ہے، حفاظت کرتے، اور انکے دیون کے وصول کرنے میں آسانیاں پیدا کرتے ہیں؛ اور اگر اس کی داد رسی میں تویق یا انکار ہوتا ہے، تو بادشاہ اپنے سفرا کے توسط سے، اس کا مطالبہ کرتا اور چارہ حاصل کرتا ہے۔" لیکن اس عارضی حفاظت کا مقابلہ، جب اس دائمی حفاظت سے کیا جاتا ہے، جس پر جائداد کا استفادہ منحصر ہے، تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس امر کے تصفیہ کرنے میں، کہ اس سے کونسا قانون متعلق ہونا چاہیے، اس عارضی حفاظت کا کوئی وزن باقی نہیں رہ سکتا۔ مزید براں یہ حفاظت، اس ملک کے انصاف کے مقابلہ میں نہیں ہے، جہاں، مالک اپنے جہاز یا سامان بھیجتا ہے؛ بلکہ عدم انصاف کے امکان پر ہوتی ہے: اور اس لیئے اپنے عمل کو، بطور قاعدہ کے، پہلے سے فرض کر لیتا ہے۔ مزید براں اس اصول کی کہ منتقل کرنے والے کا قانون ہی اس کی جائداد منقولہ کے انتقال میں، نافذ ہونا چاہیئے! اس خیال پر بھی تائید کی گئی ہے، جس کو لارڈ کاٹس نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ "ایک مالک یا واہن کا وصیت نامہ، بموجب قانون ملک کے، ایک قابل نفاذ حق ہے، جو ہر ملک میں تسلیم کیا جانا چاہیئے۔" (متعلقہ نصفت۔ بی۔ ۳۔ سی۔ ۸۔ ۸۔ دفعہ ۴) لیکن لارڈ کاٹس نے اگرچہ مالک کو، واہن سے جدا کیا ہے، لیکن وہ اپنی رائے کو انتقالات دیون سے آگے نہیں بڑھنے دیتے۔ اور قانون ممالک سے، ان کا مقصد، مثل روما کے مجسٹریٹوں کے، صرف مختلف اقوام کے قوانین کے مشترکہ اصول سے تھا۔ پس جو طریقہ استدلال انھوں نے اختیار کیا ہے، وہ اس سے مختلف ہے، جو خالص قانون بین الاقوام کے تمام اصول کے متعلق، اختیار کیا جاتا ہے؛ — یعنے ایک مخصوص قانون کا انتخاب کرنا نہ کہ مختلف قوانین کے مشترکہ مسائل سے کام لینا۔ اس میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا کہ تجارتی ضرورتیں، اسی کی مقتضی ہیں کہ مالکوں کو حق انتقال میں، بڑی آزادی دیجائے، اور یہی خیال، ان انتقالات کے جواز کا موید ہے، 186

جو منتقل کرنے والے کے ملک توطن کے قانون کے مطابق کئے جاتے ہیں؛ مگر یہ خیال اسیطرح اور اسی حد تک اس انتقال کا بھی موید ہے، جو قانون مقام فروخت کے مطابق عمل میں آتا ہے۔ اگرچہ متواتر اسپر اصرار کیا جاتا ہے کہ قانون مقام توطن ہی جائداد منقولہ کا قانون ہے، مگر ایسے مواقع پر عام طور سے مقام فروخت کے قانون کی محکومہ اشکال سے کام لیا جاتا ہے: اور اسی پر وہ مقننین بھی جو کہ قانون مقام توطن کے طرفدار ہیں زور دیتے ہیں۔ جو سوال عام طور سے پیش آتا ہے، وہ یہ ہے کہ آیا بغیر حوالگی کے کامل حق پیدا ہو جاتا ہے یا نہیں؟ ایک طرف پوتھیئر کے کوڈ کی دفعہ (۱۱۳۸) ہے، جس کی رو سے معاہدہ فروخت کے ساتھ ہی جائداد منتقل ہو جاتی ہے۔ انگلستان کا قانون جس کا اتباع اکثر نوآبادیوں اور امریکہ کی ریاستوں میں کیا جاتا ہے، یہ ہے، کہ مشتری کا فرض ہے کہ وہ معقول مدت میں قبضہ حاصل کرے، یا اگر مال فروخت کے وقت سمندر میں ہو، تو بندرگاہ کے پہنچنے سے ایک معقول مدت کے اندر اس پر قابض ہو جائے۔ اگر وہ ان شرائط کی پابندی کرتا ہے، تو انگلستان کے قانون کے لحاظ سے اس کا حق، بمقابلہ مشتریان مابعد یا دائنین کے جنہوں نے جد وجہد کر کے اس سے پہلے قبضہ حاصل کر لیا ہے، مرجح قرار پائے گا۔ برخلاف اس کے پرتوشیا کا کوڈ ۱۹۴۷ء اور توسینا وغیرہ کے قوانین جو قانون رومہ پر مبنی ہیں، مال کا مستحق اسی شخص کو قرار دیتے ہیں جو جائز حق کی بنا پر پہلے قابض ہو جاتا ہے؛ اور حقوق میں ترجیح اور تقدم کا مطلق لحاظ نہیں کرتے، اور نہ اس پر لحاظ کیا جاتا ہے کہ آیا اس وعویدار کیطرف سے جو مال سے محروم رہا، قبضہ لینے میں کوئی غفلت یا توقف بیجا (laches) ظاہر ہوئی۔ اسیطرح انگلستان کے قانون کی رو سے رہن، عام طور سے انتقال جائداد کی صورت اختیار کر لیتا ہے، جس کا انفکاک، دین کے ادا کر دینے سے ہو جاتا ہے، مگر دوسرے ممالک کے قوانین کے لحاظ سے رہن، انتقال جائداد کی کارروائی سے ایک بالکل جداگانہ اور مختلف کارروائی ہے۔ اسلئے صرف یہی بحث کافی نہیں کہ جن ممالک میں فروخت کی تکمیل کیلئے حوالگی ضرور ہے، انہیں ملک غیر کی فروخت بغیر حوالگی کے تکمیل پاتی ہے یا نہیں؟ — بلکہ یہ امر بھی بحث طلب رہتا ہے کہ آیا حوالگی کے بعد بھی ملک غیر کے رہن سے کوئی حق پیدا ہوتا ہے؟ — بغیر اسکے کہ وہ حوالگی بہ صورت بیع عمل میں آئی ہو۔

متعلق، اسٹوری کہتا ہے، کہ فروخت سامان میں حوالگی کو اس بنا پر لازم قرار دینا، کہ وہ اس مقام کا قاعدہ ہے، جہاں سامان مذکور موجود ہے۔ "اس اعتبار میں بڑا خلل ڈال دے گا جو تجارتی دنیا اس وقت تک اس حق کے مسئلہ عام اور نافذ ہونے پر رکھتی ہے، جو بل آف لیڈنگ (جہاز کے مال کی بلٹی) سے پیدا ہوتا ہے۔" (دفعہ ۳۹۳) لیکن جب جہاز کے مال کی بلٹیاں، اور بیمہ رگاہونے کے مجریہ اطلاع تامجات اسامان متعلقہ کے قائم مقام کاغذات قابل بیع و بشری ہیں، تو یہ نہیں کہا جا سکتا، کہ مقام وقوع کا قانون، بمقابلہ قانون توطن سے ترک کر دیا گیا ہے، بلکہ اگر وہ ترک ہوا ہے، تو
187 بمقابلہ قانون مقام کارروائی (lex loci actus) کے ترک ہوا ہے: جس سے ایسی دستاویزات کا انتقال، عبارت ظہری وغیرہ کے ذریعہ سے ہو جاتا ہے۔

بہر حال، اس مقولہ قانونی کی تائید میں کہ "مال منقولہ مالک کے ساتھ جاتا ہے" یعنے اس کے مال منقولہ پر اس کا ذاتی قانون جاری ہوتا ہے، جو دلائل پیش کئے گئے ہیں، انکی نسبت، یہ نہیں کہا جا سکتا، کہ وہ قابل اطمینان ہیں۔ اور ناظرین کو معلوم ہوگا، کہ انیسویں صدی میں، انگلستان سے باہر، عام رائے سختی کے ساتھ قانون مقام وقوع کو جائداد منقولہ اور غیر منقولہ سے متعلق کرنے کے خلاف ہو گئی ہے، بجز ان صورتوں کے، جو عام انتقالات کے نام سے موسوم ہیں۔ انگلستان، اس رائے کے ساتھ کہاں تک متفق ہے، اسپر بعدہ غور کیا جائے گا، مگر اس موقع پر، ایک ملک غیر کی رائے کا انتخاب پیش کردہ فولسک، کا پیش کر دینا موجب آسانی ہوگا۔ فولسک ایک علی مصنف ہونے کی بنا پر، خاص طور سے قابل لحاظ ہے وہ لکھتا ہے (دیکھو شخصی قانون بین الاقوام ۶۲)۔۔۔ کہ یہ ہم کو معلوم ہو چکا، کہ وہ قاعدہ، جس کی رو سے جائداد غیر منقولہ پر مالک کے مقام توطن کے قانون کا عمل ہوتا ہے! ان گہرے تعلقات پر مبنی ہے، جو جائداد منقولہ اور ان کے مالک کی ذات میں قائم ہوتے ہیں، اور اس قیام کی بنیاد وہ قانونی مفروضہ ہے جس کی رو سے یہ سمجھا جاتا ہے، کہ یہ جائداد وہیں واقع ہوئی ہے، جہاں مالک کا توطن ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے، کہ یہ قاعدہ بجز ان حالات یا افعال کے، جن میں جائداد منقولہ، اس شخص کے ذاتی لوازمات میں سمجھی جاتی ہے، کسی اور صورت سے متعلق نہیں ہو سکتا! مثلاً بحالت وراثت بلا وصیت، و انتقالات ذریعہ وصیت نامہ

آخری، یا ایسے انتقالات بحالت زندگی، جیسے کہ صریح یا ضمنی معاہدات نکاح ہیں۔ یہ قاعدہ کسی ایسی صورت سے متعلق نہیں ہو سکتا جس میں جائداد منقولہ کو مالک کی ذات کے ساتھ مخصوص تعلق نہ ہو: مثلاً جبکہ جائداد منقولہ کی حقیت کے متعلق کوئی دعوی، یا نزاع ہو، یا جب کہ اس منقولہ قانونی سے کہ جہاں تک مال منقولہ کا تعلق ہے، قبضہ ہی حق کی دلیل ہے" استمداد کیجائے؛ یا جبکہ حق ارتہان کی بحث ہو: یا مرجع ادائے رقم کا دعوی ہو؛ یا تعمیل حکم نامہ، یا جائداد منقولہ کے عدم انتقال، اس کی قرقی، اور منطبی منجانب سرکار، یا اس کو ملک سے باہر لیجانے کی ممانعت سے بحث ہو؛ تو ان سب حالتوں میں اسی مقام کا قانون جہاں کہ جائداد منقولہ فی الحقیقت موجود ہو گی، نافذ کیا جائیگا۔ کیونکہ متذکرۂ بالا مفروضہ قانونی حقیقی واقعہ کے سامنے قائم نہیں رہ سکتا، واقعہ کے وقوع کے ساتھ ہی اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر ایک معاہدہ بیرون ملک کیا جائے جس میں جائداد منقولہ کا مالک اس جائداد پر اجو فی الحقیقت فرانس میں واقع ہے، حق ارتہان دینا منظور کرے (حسب دفعہ ۲۷۰-۲ و دفعات مابعد سول کوڈ)، تو اس کا کوئی اثر فرانس میں نہ ہو گا، اگر شے مرہونہ، دائن کے قبضہ میں نہیں دیدیگئی ہے (دفعہ ۲۰۷۶)

188 اگرچہ مالک کے مقام توطن کے قانون کی رو سے، یہ شرط لازمی نہ ہو" اس طور سے ان تمام صورتوں میں جن میں ایک شخص کی جائداد بمنزلہ اس کے جز لاینفک کے سمجھی جاتی ہے، اور اس کی ذات کے مرکز کے گرد دائرہ کے طور سے واقع ہوتی ہے؛ اور ان صورتوں میں جن میں وہ اشیاء جس سے جائداد مذکور مرکب ہے اس سے جدا خیال کیجاتی ہے، بین فرق پیدا ہو جاتا ہے۔

سوئنی کا اصول بھی اسی کے مماثل ہے۔ یہ بیان کرنے کے بعد "کہ ایک شے کی خائنگی ملک میں آجانے کی قابلیت کا اندازہ اس قانون سے کیا جاتا ہے جہاں کہ وہ شے موجود ہوتی ہے" اور یہ کہ "یہی قاعدہ بہت سی اشیا میں قبضہ کے ذریعے سے حصول حقیت کے جواز یا عدم جواز کے متعلق جاری ہے، جس کی ایک مثال، وہ قوانین متعلقہ محصول سرکاری ہیں جن کی رو سے کہربا اور دوسرے معدنیات پر حق شاہی لیا جاتا ہے"۔ وہ لکھتا ہے کہ "انتقالات یعنے ایک جائداد کے برضا و رغبت کسی شخص کے نام منتقل کر دینے کے متعلق مختلف قوانین رائج ہیں، مگر اس اصول کے لحاظ سے، جو اوپر

بیان ہوا، ہم کو اسی قانون کی پابندی کرنی چاہیئے، جو اس مقام میں جاری ہو، جہاں کہ شے مذکور موجود ہو، بلا لحاظ اس کے، کہ کسی شخص یا اشخاص کا مقام توطن کیا تھا؟ اور بلا لحاظ اسکے، کہ معاہدہ کہاں ہوا تھا؟ ۔ اسیطرح قانون روما میں، انتقال کا انحصار شے کی حوالگی پر ہے، اور پروشیا کا بھی یہی قانون ہے، برخلاف اسکے فرانس کے قانون میں، جائداد کا انتقال محض معاہدہ سے ہوجاتا ہے۔۔۔۔ اگر ایک فرانسیسی، اپنا سامان خانہ داری، جو برلن میں ہے، ایک فرانسیسی کے ہاتھ، پیرس میں فروخت کردیتا ہے، تو سامان مذکور، صرف بربنائے رسم ورواج منتقل ہوجاتا ہے، لیکن اس کے برخلاف، اگر ایک برلن کا باشندہ اپنا سامان موجودہ پیرس، ایک برلن کے رہنے والے شخص کے ہاتھ، برلن میں فروخت کردیتا ہے، تو اس معاہدہ کی بنا پر، جائداد منتقل ہوجاتی ہے۔۔۔۔ اس قاعدہ پر عمل کرنا کافی ہوگا، اگر جائداد کا کسی مقام پر موجود ہونا، صرف عارضی یا تھوڑے عرصہ کیلئے ہو، کیونکہ ہر صورت میں، جائداد کا انتقال، فوری عمل سے ہوجاتا ہے، اور اس کیلئے زیادہ وقت کی ضرورت نہیں ہوتی، لیکن مستثنی حالتوں میں، جن میں سامان کے موجودہ مقام میں قائم رہنے کے زمانہ کا تعین نہیں ہوسکتا، اور نہ اشخاص متعلقہ کی نسبت یہ سمجھا جاسکتا ہے، کہ وہ یقین کے ساتھ کوئی علم رکھتے ہیں، تو اسکی صورت دوسری ہوجاتی ہے۔ ان صورتوں میں ہم کو اس مقام کو، جہاں کہ اشیاء مذکور موجود ہیں، ایسا مقام فرض کرنا پڑیگا، جہاں، اشیاء مذکور کو ابتداً موجود ہونا چاہیئے تھا، اور یہ بالعموم موجودہ مالک کا جو بالیقین ہے، مقام توطن ہی ہوگا۔۔۔۔ جو حقیت جائداد بربنائے تصرف حاصل ہوتی ہے، ایسی اور اس حقیت میں، جو محض بربنائے رسم حاصل ہوتی ہے، بڑا فرق ہے۔ مقدم الذکر کا انعقاد کسی فوری فعل سے نہیں ہوتا، بلکہ اس کیلئے ایک زمانہ دراز درکار ہوتا ہے۔ جائداد غیر منقولہ پر، اس مقام کے قانون کا نفاذ، جہاں کہ جائداد مذکور واقع ہے، ایک مسلمہ امر ہے، برخلاف اس کے جائداد منقولہ پر، جو حق بربنائے تصرف حاصل ہوتا ہے، اس کے متعلق آرا مختلف ہیں۔

189 اور یہ مسئلہ خاص طور سے، اس وجہ سے اور زیادہ قابل توجہ ہوجاتا ہے، کہ مختلف ممالک کے قوانین، اس بارہ میں مختلف ہیں۔ قانون روما میں، اس کے لئے تین سال کا قبضہ، اور قانون پروشیا میں، دس سال کا قبضہ درکار ہے، فرانسیسی قانون میں مسلسل قبضہ کی ضرورت نہیں، بلکہ اس کی ابتدا ہی سابق مالک کے حق نامی کو

ساقط کر دیتی ہے[1]۔ یہ استثنا نے مال گم شدہ یا سرقہ کے جس کی میعاد تحفظ تین سال کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔ اس موخر الذکر قاعدہ سے فرانس کا قانون عملی نتیجہ کے لحاظ سے قانون روما کے قریب قریب ہو جاتا ہے۔ یہی ٹھیک وہ موقعہ ہے، جہاں قانون مقام وقوع جائداد کا نفاذ یقینی ہے، اس وجہ سے کہ تمام تصرفات کی بنا سلسل قبضہ ہے، لیکن قبضہ کا فیصلہ جو فی الحقیقت واقعات کا باہمی تعلق ہے، بلاشبہ حقیقی حق کی طرح قانون مقام وقوع جائداد کی رو سے ہونا چاہیے، مگر اب بھی ایک بحث باقی ہے:۔ اس صورت میں کہ زمانہ تصرف میں اشیاء کی جگہ مختلف ممالک میں بدلتی رہی ہو! اس میں کوئی شک نہیں کہ قبضہ کی یہ سب مدتیں جمع کی جانی چاہئیں، مگر تصرف کی مدت اور جائداد کے کامل حصول کا تصفیہ اس مقام کے قانون سے ہونا چاہیے جہاں کہ اشیاء مذکور آخر مرتبہ پائی گئیں، کیونکہ تمام مدت کے ختم ہو جانے کے بعد ہی حقیت اشیاء میں تبدیلی واقع ہوتی ہے، اسکے قبل صرف اس کا مواد جمع ہو رہا تھا۔ جب اس قانون کے مطابق جائداد پر بنائے تصرف حقیت ثابت ہو جائے تو وہ ہر ملک میں قابل تسلیم ہونی چاہیے، اگرچہ اس ملک کے قانون کے لحاظ سے اس کیلئے اس سے زیادہ طویل مدت کی ضرورت ہو[2]۔

فولیکس اور سوئی کی جو رائے ہے، وہ ہی امریکہ کی اعلیٰ عدالت اور عدالتہائے ریاست کی رائے ہے، جیسا کہ ان کے فیصلوں سے ظاہر ہوتا ہے جن کو وارٹن نے (اختلاف قانون ۱۸۴۵ء) میں بیان کیا ہے۔ وہ ان کا خلاصہ اس طرح کرتا ہے:۔ اس لئے ہم ریاستہائے متحدہ کا قانون یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ایک ریاست میں ایسی جائداد منقولہ کا انتقال جو دوسری ریاست میں واقع ہو، درانحالیکہ جائداد مذکور راستہ میں یا مالک کیساتھ نہ ہو، کوئی حیثیت نہیں پیدا کرتا تاکہ وہ منتقل کرنے والے کے اثاثے وکیلوں کی قرقی سے محفوظ ہو جائے جبکہ موخر الذکر ریاست کے مدعی ہوں، اور ایسا انتقال وہاں کے قانون

---

[1] En fait de meubles, la possession vaut titre. Cod. Nap., Art. 2279.

[2] Syst. 536, Guthrie, 138—141.

کے لحاظ سے ناجائز ہو" دفعہ ۲۵۳۔ جائداد کے راستہ میں، یا مالک کے ساتھ ہونے کا، جو استثنا قایم کیا گیا ہے وہ ڈارٹن کے پیش کردہ نظائر میں نہیں پایا جاتا، مگر ڈارٹن نے سوئنی کے اس فقرہ کے مدنظر کہ "جس صورت میں اشیاء کا وقوع اسطرح غیر متعین ہو کہ اشخاص متعلقہ کی نسبت، یہ سمجھنے کی گنجایش نہ ہو کہ ان کو کوئی یقینی علم ہوگا" اسکو قائم کیا ہے سوئنی اس استثنا کو تسلیم کرتا تھا، جیسا کہ ہم کو قبل ازیں معلوم ہو چکا۔ امریکہ 190
کے ججوں نے بظاہر اس تفریق کنندہ کے توطن پر بھی زیادہ زور نہیں دیا ہے، اگرچہ جو وجہ انھوں نے قانون مقام وقوع جائداد منقولہ کے اختیار کرنے کی قرار دی ہے، اس میں اپنی ریاستوں کے باشندوں کی حفاظت کو بڑا دخل دیا ہے۔ اسبارہ میں، اہم نظیر لوئیسیانا کا مقدمہ ایلورسبام ٹونس ہے (۲۴ ہاورڈ۔ ۲۰۶ ڈارٹن۔ این۔ ایس۔ ۹۲۰) جس میں جسٹس پورٹر نے عدالت کا فیصلہ صادر کیا، اس میں انھوں نے لکھا کہ "ہم نے ایک ایسے دائن کی صورت فرض کی ہے، جو اپنے مدیون کی جائداد کو قرق کراتا ہے، قبل اسکے کہ جائداد مذکور بذریعہ فروخت اور حوالگی کے منتقل ہو گئی ہو" قانون لوئیسیانا کی رو سے بحالات موجودہ مقدمہ ہمی چارہ کا تھا، مگر مقدمہ زیر بحث میں جو کچھ پیش کیا جاتا ہے، وہ یہ ہے کہ تمام مہذب ممالک کے قوانین کے لحاظ سے جائداد منقولہ کے انتقال کا تصفیہ، مالک کے مقام توطن کے نافذہ قوانین، قواعد اور ضوابط سے ہوتا ہے، اس لئے اس امر پر زور دیا جاتا ہے کہ اس ریاست کے قانون کے لحاظ سے جہاں کہ بائع رہتا تھا تکمیل بیع کے لئے حوالگی ضروری تھی، پس بیع مذکور یہاں بھی کامل متصور ہونی چاہیے۔ اور نیز یہ کہ اس معاہدہ سے اس ملک کے قواعد کو تعلق کرنا جو فریقین معاہدہ کے ذہن میں بھی نہ تھے، اصول متذکرہ بالا کی صریح خلاف ورزی رہے۔ مرافعہ علیہ کی طرف سے جو عام اصول پیش کیا جاتا ہے، اس سے بلا تامل ہم کو بھی اتفاق ہے۔ اس نے، اپنی بحث کی تائید میں مختلف نظام قوانین کے حوالے پیش کئے ہیں، لیکن بعض انھیں حوالوں میں، وہ استثنا موجود ہے، جس پر ہمارے خیال کے مطابق اس مقدمہ کا تصفیہ ہونا چاہیے۔ اور وہ یہ ہے کہ "جب وہ قوانین باہم مختلف ہوں، اور اس ملک کے باشندوں کے حقوق میں خلل انداز ہوں، جہاں فریقین معاہدہ داد رسی چاہتے ہیں، تو ان میں کسی ایک قانون کو نظر انداز کر کے مقام داد رسی کے قانون کو ترجیح دی جانی چاہیئے جس انگریزی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے، اس کے الفاظ

یہی ہیں؟ یہ امر قابل افسوس ہے کہ عدالت نے اس عام اصول سے انکار نہیں کیا جو مرافعہ علیہ کی طرف سے پیش ہوا تھا۔ اس کا ایسا عمل دنیا کی عام قانونی رائے کے مطابق ہوتا اور جو فیصلہ اس نے قرق کنندہ دائن کے حق میں کیا تھا اس پر سختی کے ساتھ، وہ اعتراضات نہ ہوتے جو فیصلہ مذکور پر انگلستان میں ہوئے اور اس وجہ سے کئے۔ جو صورت اختیار کیگئی، اس میں اعتراضات سے محفوظ رہنے کا بہت کم موقعہ تھا کیونکہ عدالت نے استثنا کے پردہ میں اس قاعدہ کو بالکل معطل کر دیا جس کو برائے نام وہ تسلیم کرتی تھی اور وہ بھی محض توہین کے باشندوں کی آسانی کے خیال سے۔ باوجود ان تمام باتوں کے اس فیصلہ سے، وہ مختلف صورتوں کے صحیح فرق کا پتہ چلتا ہے۔ اول وہ صورتیں، جن کا تعلق وراثت سے ہوتا ہے اور جس میں جائداد مالک کی ذات سے لحق بھی جاتی ہے۔ دوسرے وہ صورتیں جن میں جائداد کے انتقال سے 191
بحث ہوتی یا اس کے مقابلہ میں کوئی خاص دعوی ہوتا ہے جبکہ جائداد مالک کی ذات سے علیحدہ متصور ہوتی ہے۔ یہ تسلیم کر کے کہ "ذاتی جائداد کی تقسیم اس سلطنت کے قانون کے مطابق ہونی چاہیئے، جہاں موصی فوت ہوا ہے"۔ فاضل ججوں نے یہ اضافہ کیا ہے مگر جہاں تک کہ انہوں کا تعلق ہے، اس کا تصفیہ اس ملک کے قانون سے کیا جاتا ہے، جہاں کہ جائداد واقع ہے۔ اگر کوئی انگریز یا فرانسیسی اپنے ملک سے باہر جائداد چھوڑ کر فوت ہو جاتا ہے تو اس امر کا فیصلہ کہ اس کے دیون کس ترتیب سے ادا کئے جائیں ہم اپنے عدالتی اختیارات سے کرتے ہیں، نہ کہ اس کے مقام توطن کے قانون سے"۔

انگلستان میں جو نظائر حال میں ہوئے ہیں وہ فونسک ہسوگنی اور امریکہ کی عام الثبوت کی رائے کے مطابق ہیں لیکن قبل اس کے کہ ہم ان مقدمات پر نظر ڈالیں جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے ہم کو اس قانون یا خیالی قانون کا مذکرہ کرنا ضرور ہے جو جائداد منقولہ کی ایک قسم یعنے جہازوں سے متعلق ہوتا ہے اور جو اس ضمن میں ان تمام قوانین یعنے قانون مقام وقوع، قانون مقام توطن، قانون مقام معاہدہ، یا قانون مقام کارروائی سے جن کا اوپر ذکر ہو چکا، اہم سمجھا جاتا ہے۔ یہ عام بحری قانون ہے، جس کے متعلق مفصلہ ذیل نظیر بطور خاص قابل توجہ ہے:۔

لیورپول میں ایک جہاز ایک انگریز کی ملکیت میں تھا اس کو بعض لوگوں نے گرفتار کر لیا، جو غلامت گریبان کئے جاتے تھے۔ اسکے ناخدا کے اڑ جانے کے بعد

اس کو سرکار انگریزی کے ایک جنگی جہاز نے ان لوگوں سے چھین کر شاہی بیڑہ کے ایک ناخدا کے اس غرض سے سپرد کر دیا کہ وہ بمبئی پورٹ پہنچا دیا جائے۔ چونکہ جہاز کو بہت نقصان پہنچا تھا، اس لئے وہ جزیرہ فائل میں لنگر انداز ہوا اور سسٹم کے ڈائرکٹر سے سرکاری معائنہ کی درخواست کی گئی۔ تین معائنے ہوئے، رپورٹ کا مضمون یہ تھا کہ جہاز کی مرمت تقریباً تین سو پونڈ میں ہو سکتی ہے۔ ناخدا کو اس پر اطمینان نہ ہوا، اور اس نے خانگی طور سے اس کی جانچ کرائی۔ رپورٹ یہ ہوئی کہ جہاز بحری مقاصد کیلئے بیکار ہے، اور ناکارہ قرار دیا جانا چاہیے۔ سسٹم کے ڈائرکٹر نے ناخدا کی درخواست پر حکم دیا کہ جہاز زر یہ نیلام عام فروخت کر دیا جائے، اور وہاں کے طریقہ کے مطابق اس کا اعلان کر دیا۔ اس کو ایک پرتگال کے تاجر نے خرید لیا، اور فوراً مرمت کرا کے اس پر سامان بار کیا اور بمبئی صید بندر پر جہاں اصل مالک نے اس کو ایک قبضہ دہانی کے مقدمہ میں قرق کرا لیا۔

تجویز یہ ہوئی کہ (۱) ناخدا کو وہی اختیار تھا جو ایک معمولی ناخدا کو ہوتا ہے، نہ کہ اس سے زیادہ۔ (۲) فروخت کے مسئلہ کا تصفیہ قانون بحری سے ہونا چاہیے (۳) بحری اور نیز انگلستان کے قانون کے لحاظ سے ناخدا کا جہاز کو فروخت کر دینا اگرچہ بلا ضابطہ ہو، اسی وقت جائز متصور ہوگا جبکہ ایسے عمل کی اشد ضرورت ہو (۴) جہاز رہنے کے متعلق قانون مقام معاہدہ پر عمل نہیں ہو سکتا، جبکہ وہ بحری قانون کے مخالف ہو۔ (۵) مقدمہ کی صورت حال سے بیع کی اشد ضرورت غیر ظاہر ہے (۶) بیع ناقابل نفاذ ہے، اور جہاز اصل مالک کو سمہ خریدہ کے واپس ملنا چاہیے۔ [نظیری رپورٹ] مندرجہ نوٹس حاشیہ، مقدمہ سگرٹیڈ دیا ایلیزا کارلنش (۳ ۵ ۱۸) اسپنسن ایکلو آدم ۳۶ ۔ بج، واشنگٹن ۔

ڈاکٹر واشنگٹن نے جس قانون سے اس موقعہ پر کام لینا ضروری تصور کیا، اس کو انھوں نے خود اس طرح بیان کیا ہے "سب سے پہلے جو امر میرے ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ جس قانون سے میں کام لینا چاہتا ہوں (بشرطیکہ میں اس کو دریافت کر سکوں) وہ بحری قانون ہے، جس کا تذکرہ بجا بجا لارڈ اسٹوول اور دوسروں نے کیا ہے، جن کے قدم بقدم میں چلنا چاہتا ہوں: مگر اس کی تعریف کسی نے نہیں کی: 192

اور غالباً اس کی صحیح تعریف ہو بھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ہر ملک کا قانون بعض اجزا میں دوسرے ملک کے قانون سے مختلف ہوتا ہے، باوجود اس کے کہ یہ (قانون بحری) ایسا لفظ ہے جو ہر ملک میں یکساں طور سے مستعمل ہوتا ہے۔ اور میرے خیال میں اس سے مراد وہ قانون ہے جس کو عام طور سے بحری سلطنتیں برتتی ہیں" (لیو۔ ایس صفحہ ۵۴)۔ اس کے بعد فاضل جج نے اس قانون کو انگلستان اور جزیرہ فائیل کے قانون سے ممیز اور جدا کر کے دکھایا اور آگے چلکر اس کو "مہذب دنیا کے موجودہ تحریری قانون" (لیو۔ ایس صفحہ ۵۶) کے نام سے یاد کیا۔ اور بطور خود یہ سوال کیا کہ آیا وہ قانون مقام معاہدہ کے اصول پر جزیرہ فائیل کے قانون کو اختیار کر سکتے ہیں؟ ــــ اور خود ہی یہ جواب دیا کہ "ایک جہاز کے فروخت کے معاملہ میں قانون مقام معاہدہ کو صحیح طرح دخیل اور نافذ قرار دیا جا سکتا ہے"۔ اگر ایسے عام خیالات کو دخل دیا جائے تو فروخت جہاز کا قانون، ایک ایسا قانون ہو گا جو ہر ایسے ملک کے قانون سے تبدیل ہوتا رہے گا، جہاں کہ ملک غیر میں معاملہ فروخت واقع ہوا ہو۔ ایسے قانون کی تلاش کبھی ہم کو جزیرہ فائیل اور کبھی اپنی نوآبادیوں اور کبھی وینزوئلا اور کبھی ٹرینیڈاڈ اور کبھی فرانسیسی نوآبادیوں اور کبھی انگلستان کے قوانین میں کرنی پڑے گی۔ میرے خیال میں اس مشتری کو جس نے ملک غیر میں ایک جہاز خریدا ہو، بشرطیکہ وہ اس ملک کی رعایا کا نہ ہو، مطلق یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ قانون مقام معاہدہ سے استمداد کرے، سوائے اس ایک صورت کے کہ اس کو استحقاق، ایک جائز عدالت کی ڈگری کی بنا پر حاصل ہوا ہو، جو عدالت مذکور نے اپنے ہی حدود ارضی میں صادر کی ہو۔ اگر جہاز کی خرید عدالت امیر البحری کی ڈگری کی بنا پر ہوتی، اور اس میں جہاز کو قبضہ کارروائی مقدمہ اپنی ہی حدود ارضی میں فروخت کر دینے کی ہدایت دیگئی ہوتی، یا ایسے عدالت کے قانون کی بنا پر ہوتی، جو ہماری اعلیٰ عدالت دیوانی کے مماثل ہے تو مجھ کو اس کے حق کے متعلق شبہ کرنے میں بیحد تامل ہوتا" (لیو۔ ایس صفحہ ۵۷)۔

امر موخر الذکر پر طویل بحث کرنے کے بعد ڈاکٹر لوشنگٹن نے اپنی بحث کو اس طرح ختم کیا کہ میں یہ امر صاف کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر عدالت امیر البحری سے جس کو ایسا اختیار حاصل ہو، یا معمولی عدالت سے کوئی حق دیا جائے تو میں اس کو حق جائز تسلیم کرنے میں، مطلق تردد نہیں ہوں علاوہ اس کے فرض کرو کہ ایک جہاز کمشنروں یا اعلیٰ عدالت دیوانی

کی ڈگری سے، برنبائے قرقی فروخت کر دیا جائے، تو اگر ایسی صورت واقع ہو، تو میں
193 اس کو حق جائز تصور کروں گا۔ فرض کرو کہ ایک جہاز ملک غیر میں، برنبائے قوانین نافذہ
دیوالیہ فروخت کر دیا گیا، اس کو بھی میں صحیح فروخت سمجھوں گا، مگر یہ امر ذہن نشین کرا دینا
چاہتا ہوں، کہ جس اصول پر میں چل رہا ہوں، اس کے سوا کوئی اور صورت میرے
خیال میں فروخت کی کافی وجہ، اور مشتری کے حق کے جواز کی نہیں ہو سکتی"۔ اور
اس اصول سے اظہار اتفاق کر کے کہ "ہر معاہدہ کی جواز کا انحصار عام طور سے
قانون مقام معاہدہ ہوتا ہے"۔ انھوں نے مسٹر براڈی کے اس نوٹ کی بعض مستثنیات
سے بحث کی، جو انھوں نے لارڈ اسٹیر کے آئین کو جمع کرتے وقت لکھا تھا۔
ڈاکٹر لوشنگٹن نے کہا کہ انکے (یعنی براڈی) کے فیصلے کے لحاظ سے اکثر ایسے وجوہ
نظر آتے ہیں، جن کی بناء پر قانون مقام معاہدہ ہمیشہ کام میں نہیں لایا جا سکتا۔
وہ کہتے ہیں کہ ایسی جماعت میں، جو اتفاقیہ طور سے کسی ملک غیر میں آگئی ہو، اور
ان لوگوں میں جو وہاں رہتے ہوں ہمیشہ فرق کیا جانا چاہئے۔ اور یہ فرق خاص کر اس
شخص کے متعلق، زیادہ تر قابل لحاظ ہے، جو بحیثیت ایک ناخدا کے ملک غیر
کی بندرگاہ میں کسی جہاز کا مہتمم ہو، ایسی صورت میں ان کا بیان ہے کہ وہ
بقیاس غالب، اس ملک کے قانون سے ناواقف ہوگا، اور اس لئے بیحد سختی
کے ساتھ اس کا پابند نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ ایک اور فرق ہے جو اس سے
بھی اہم ہے۔ مسٹر براڈی کہتے ہیں کہ ایسی صورتوں میں (Mandatory)
معاہدہ، ناخدا سے ہوتا ہے، جو مالک جہاز کا مصنوعی مہتمم تصور ہوتا ہے، اور صورت معاملہ کا بڑا
درجہ تک، اس کی وسعت اختیارات پر انحصار ہوتا ہے۔ یہ مسلم ہے کہ جو شخص کسی عہدہ پر متعین ہوتا ہے،
اسکی نسبت، یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ اسکو عہدہ مذکور کے معمولی اختیارات حاصل ہونگے، پس اسکے
معمولی اختیارات پر کسی قسم کے قیود، ایسے فریق کے مقابلہ میں جسکو پہلے سے ان قیود کی اطلاع
نہ کر دی گئی ہو، کسیطرح کارآمد نہیں ہو سکتے۔ مگر اسکے ساتھ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جو لوگ مختاروں سے
معاملہ کریں، ان کا فرض ہے کہ وہ پہلے ان لوگوں کے حدود اختیارات معلوم کر لیں، جو ان کو
بصراحت حاصل ہوں، یا جن کا موجود ہونا ان کے عہدہ کے لحاظ سے، عام طور سے،
قیاس کیا جا سکتا ہو۔ پس جو اختیار اہتمام قیاس کیا جائے، اسکی جانچ یا تو قانون بحری کے

کسی عام اصول، یا اس ملک کے قانون سے جہاں کا وہ جہاز ہے ہونی چاہیئے۔ قانون بحری کا ایسا عام اصول بجائے خود میرے خیال میں ایک دوسرے طریقہ سے مقامی قانون کا مانع اور مزاحم ہوگا۔ اور چونکہ قانون بحری کا ایسا عام اور مسلمہ اصول موجود نہیں ہے، اس لئے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں ہو سکتا کہ قانون مقامی کا استعمال اور زیادہ سختی کے ساتھ ممنوع قرار پائے۔ اس کے بعد وہ انگلستان کے قانون کفالت جہاز (Hypothecation) سے بحث کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس کا استعمال کس طرح ہونا چاہیئے۔" (یو۔ ایس صفحہ ۵۹ و ۶۰)

اس لئے مقدمہ سگریڈ میں ڈاکٹر لوشنگٹن نے جس رائے کا اظہار کیا ہے اس کا خلاصہ اس طرح ہو سکتا ہے:۔ (۱) عدالت امیر البحری یا معمولی عدالت دیوانی کی ایک قطعی اور تعمیمی ڈگری (in rem) یا کارروائی دیوالیہ کی بیع، ایک جہاز یا کسی دوسری منقولہ شے کے متعلق حق پیدا کر دیتی ہے، بشرطیکہ یہ فرض کر لیا جائے کہ عدالت دیوالیہ، یا قطعی اور تعمیمی ڈگری صادر کنندہ عدالت کو، اسبارہ میں اختیار حاصل تھا۔ (۲) ایک مختار کو یہ اختیار کہ وہ جہاز کو فروخت یا مکفول کر دے، قانون مقام وقوع یا قانون مقام معاہدہ سے نہیں حاصل ہو سکتا؛ اس کا ماخذ نہ صرف وہ ہدایات ہیں، جو اس کو دیئے گئے ہیں، یا اس ملک کا قانون جہاں کا وہ جہاز ہے، بلکہ قانون بحری بھی ہے۔ اس رائے کا آخر جز ہسٹر براڈی کی رائے کے خلاف ہے، جن کے نزدیک کسی ایسے بحری قانون سے مدد لینا ممکن نہیں، کیونکہ کوئی ایسا قانون، جو دنیا بھر میں تسلیم کیا جاتا ہو، موجود ہی نہیں ہے۔ (۳) بجز ان صورتوں کے جو ضمن (۱) میں بیان کی گئی ہیں، اور جس میں فاضل جج جہاز کی اس بیع کو بھی شامل کر دینے کے لئے یقیناً آمادہ ہو جاتے جو زیر حکم عدالت اہتمام ترکہ عمل میں آئی ہو، جو بیع سرکاری طور سے مقام وقوع جائداد میں واقع ہو، اس میں اس امر کے دریافت کی ضرورت باقی رہتی ہے، کہ آیا جو شخص اس کو فروخت کرتا ہے اس کو ایسا اختیار بھی حاصل ہے یا نہیں؛ اس رائے کے دوسرے اجزا پر بروقت موقعہ آئندہ غور کیا جا سکے گا؛ مگر مسٹر براڈی نے ایسے مسلمہ بحری قانون کے متعلق جس سے فی الحقیقت کوئی کام لیا جاتا ہو، جو رائے ظاہر کی ہے وہ بلا تامل قابل قبول ہے۔ اگر یہ خیال قائم کر لیا تھا تو ایسے قانون کے تعین اور دریافت میں، انھیں تمام دقتوں کا سامنا ہوگا، جو مذہبی علما کو ایسے اصول کے دریافت 194

اور استعمال میں پیش آئیں جو ہر زمانہ میں، ہر جگہ اور ہر موقعہ پر صحیح ہوں۔ خانگی قانون بین الاقوام کا عام اور مسلمہ تصور یہی ہے کہ وہ ہر مقدمہ میں مختلف اقوام کے قوانین میں سے کسی ایک قانون کو منتخب کر لیتا ہے، نہ یہ کہ وہ چند اصول کو لیکر بطور خود کوئی ایسا قانون بنا دیتا ہے، جس کی قانونی منظوری کسی قوم سے نہ ہوئی ہو۔ جب اس عام بحری قانون کا تذکرہ کیا جاتا ہے، جس کے مطابق انگلستان کی عدالت بحری میں عمل ہوتا ہے، تو اس کا مقصد انگلستان کے قانون کے ایک جزو سے ہوتا ہے، جس کا ماخذ انگلستان کا کوئی خاص رواج نہیں ہے اور نہ وہ خاص طور سے وضع کیا گیا ہے؛ بلکہ جہاں تک ہمارے قوانین سے پتہ چلتا ہے، اس کو قانونی حیثیت ان تمام ممالک میں حاصل تھی جو ہمارے قدیم مقننین کے پیش نظر تھے۔ جسٹس ولز نے مقدمہ لائیڈ بنام گیوبرٹ (ل۔ آر۔ ا کیو۔ بی۔ ۱۲۵ ۱۸۶۵ء) کے فیصلہ عدالت مرافعہ کے صادر کرنے کے وقت یہ الفاظ استعمال کئے تھے "عام بحری قانون جو انگلستان میں استعمال ہوتا ہے، یا صاف طور سے یوں کہو کہ قانون انگلستان"۔ اس مضمون پر مزید بحث ہرجہ (ٹارٹ) کے ضمن میں کیجائے گی، جہاں جہازوں کے تصادم کا تذکرہ ہوگا۔

اب ہم اس معاملہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ انگلستان میں جائداد منقولہ کی ملکیت پر مختلف فیصلہ جات اور قوانین کے اثرات کی نسبت کیا خیال تھا۔ ابتدا میں زیادہ زور
195 قنیمی فیصلہ جات (judgments in rem) پر دیا جاتا تھا، کیونکہ اس وقت ایسی تجویزیں بمقابلہ ایسے قوانین کے عمل کے جن کا حوالہ تجاویز مذکور میں نہیں ہوتا تھا، زیادہ تر مستحکم اور قطعی تصور ہوتی تھیں۔ اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ قنیمی فیصلہ جات کی صحت کی بنیاد کسی ایسے اصول پر سمجھی جاتی تھی، جو قانون میں موجود نہ ہوتا تھا۔ مگر بعدہٗ دونوں صورتوں کا عملاً یکساں اور مقام وقوع کے زیر اقتدار رہنا زیادہ ترقوت کے ساتھ تسلیم کیا جانے لگا۔ مگر ساتھ ہی اس کے جو ترتیب پہلے سے قائم تھی، اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، کیونکہ تجاویز اور قوانین دونوں براہ راست اصلی اقتدار کی عملی شکلیں تھیں، اور انگریزی اصول کے ارتقا میں جو تاریخ ترقی ہوئی، اس کی ترتیب کے ساتھ ایک گونہ دلچسپی ہوگئی تھی۔

لہ بحری قانون یا قانون امیرالبحری اسکاٹ لینڈ اور انگلستان میں ایک ہی ہے مقدمہ کرمی بنام میک نائٹ (۱۸۹۹ اے۔ سی۔ ۹۔ جے۔ تسبری۔ واشنگٹن۔ ہرمثل ریورس۔ شانڈو)

دفعہ ۱۴۹ انگلستان میں جائداد منقولہ کی ملکیت کا تعین اُس تعمیمی فیصلے سے ہوگا جو وہ عدالت صادر کرے جس کے حدود ارضی میں جائداد مذکور موجود تھی۔ تعمیمی فیصلہ جات کی امتیازی صفت یہ ہوتی ہے کہ وہ نہ صرف جائداد منقولہ میں کسی فریق کے حق استفادہ (interest) پر موثر ہوتی ہے بلکہ خود جائداد مذکور کا تصفیہ کر دیتی ہے۔ یہ امر مطلق قابل لحاظ نہیں کہ تجویز مذکور سے یہ عمل کس طرح ہوتا ہے خواہ وہ اس طرح ہو: کہ (۱) جائداد کی ملکیت بمقابلہ تمام عالم کے بغور کسی ایک فریق کے سپرد کر دی جائے جیسے سررشتہ مالگزاری کی ایک شق کے ذریعہ سے جائداد حکومت کی ملکیت میں آجاتی ہے یا جیسے عدالت ہائے بحری کے فیصلہ سے گرفتار کردہ جہاز کی ملکیت گرفتار کرنے والے کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ یا (۲) کسی جائداد منقولہ کے فروخت کی ڈگری دیجائے یا وہ ڈگری بحال رکھی جائے ایسے مطالبہ نقد کے ادا کرنے کے لئے جس کا بار کفالت خود جائداد پر ہو۔ نہ کہ اس میں کسی فریق کے حق استفادہ پر ہونا، عدالت تجویز کرے۔ یا (۳) کارروائی دیوالیہ یا وراثت میں کسی جائداد منقولہ کے بطور اہتمام ترکہ فروخت کئے جانے کی ڈگری دے، یا اس ڈگری کو بحال رکھے۔

دوسری صورت اور فروخت زیر تعمیل میں جو فرق ہے وہ بآسانی معلوم ہو سکتا ہے؛ تعمیل میں صرف مدعون کے حق کا تصفیہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔ تیسری صورت کی جو خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ اس میں عدالت عام انتقالات کے اصول پر عمل کرنے کی مدعی ہوتی ہے؛ اور بناء علیہ ایسے لوگوں کی بھی مزاحم ہوتی ہے جنہوں نے مقدمہ میں شرکت اور کارروائی سے مستفید ہونے کی اجازت سے فائدہ نہ اٹھایا ہو۔

اہم نظیر کا شریک بنام امری (۱۸۶۰) ۸ سی۔ بی (این۔ ایس) ۱۔ نج، آرل بمس۔ وسل بمقابلہ کنگ مسنوخ ہوا (۱۸۶۰) ۸ سی۔ بی (این۔ ایس) ۴۰۵۔ نج، کاکبرن۔ ویلز بمقابلہ بل۔ بلیک برن۔ تارٹن۔ براموبل کی تائید ہوئی۔ (۱۸۶۰) ایل۔ آر۔ ۱ ایچ۔ ایل۔ آئی۔ اے۔ ۱۴۱۔ نج، ہیڈرے جمپسٹورڈ۔ کو لنسری۔ بہ ابتداع ہے۔ بلیک برن۔ براموبل۔ بلر۔ برٹ کیلبائی وکیٹنگ، جنہوں نے اپنی پہلی رائے سے برجائے فیصلہ مراعوہ مقدمہ کیل بنام سیول رجوع کیا تھا؛ موخرالذکر مقدمہ کو

اور اس کو ۱۸۹۶ء میں (۱۸۹۶ - اے۔ سی۔ ۱۸۰) کاکبرن۔ وائٹ۔ لمیٹیڈ۔ کراسٹن۔ اور کمپنی نے بحال رکھا۔ بائیلس نے اختلاف کیا۔ زیر نظر مقدمہ میں جائداد منقولہ کے ضمن میں تجویز قطعی اور تمیمی کی جو تعریف کی گئی ہے وہ ان تمام قانون آرا کے مطابق ہے جن کا اظہار مقدمہ کاسٹریک بنام امری میں کیا گیا ہے۔ بجز اس کے کہ جو فرانسیسی فیصلہ مقدمہ مذکور میں زیر بحث تھا اس کو لمیٹیڈ۔ ولس۔ اوکیفنگ نے برنائے واقعات کارروائی عدالت فرانس قطعی اور تمیمی قرار نہیں دیا تیسرے مقدمہ قطعی اور تمیمی فیصلہ متذکرہ بالا سے جہاں تک کہ اس کا تعلق کارروائی دیوالیہ کی فروخت سے ہے۔ لوشنگٹن نے مقدمہ سگرڈ میں بحث کی تھی۔ دیکھو صفحات ۱۹۴-۱۹۱ اگرچہ مقدمہ کیل بنام سیول میں لکڑے کے تختوں کی ملکیت کی بحث تھی جو ایک ایسے جہاز پر لادے تھے جو کاروے کے کنارے پر تباہ ہو گیا تھا یہ تختے ایک بیع میں جو اسی ملک میں جہاز کے ناخدا کے زیر ہدایت واقع ہوئی خریدے گئے تھے اور جہاز کے بیمہ کرنیوالوں کے مختار کی طرف سے اسی ملک میں بحیثیت تختوں کی واپسی کے دعوی میں بیع بحال رکھی گئی تھی۔ (انگلستان میں) اسی کاروے کے فیصلہ کی بنا پر عدالت تحت نے اس کا تصفیہ کیا۔ مارٹن نے اپنی اور بالک اور چیمبل کی طرف سے کاروے کی تجویز کو قطعی اور تمیمی تجویز قرار دیا۔ اس بنا پر کہ اس میں جو الگی خاص کی استدعا کی گئی تھی۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ جہاز کے بیمہ کرنے والے جو کہ انگلستان کی کارروائی میں مدعی تھے۔ کاروے کی کارروائی میں بھی شریک رہ چکے تھے۔ اسکی قطعیت کی مزید تائید تصور ہو کر اپیل کی گئی حالانکہ قطعی اور تمیمی فیصلہ تمام عالم کے مقابلہ میں قطعی تصور ہوتا ہے۔ عدالت نے فیصلہ جات کی نوعیت کے متعلق زیادہ تر واضح رائے اختیار کی اور جو فیصلہ کہ مشتری کیا۔ اسکی بنیاد یہ قرار دی کہ قانون کاروے کے لحاظ سے جہاں تختے موجود تھے۔ جو انتقال ذریعہ بیع ہوا وہ نافذ اور جائز تھا۔ مقدمہ کاسٹریک بنام امری میں عدالت کا فیصلہ صادر کرتے وقت بلیکبرن نے کہا کہ یہ امر قابل بیان ہے کہ نالشات متعلقہ شے (actions in rem) اور نالشات متعلقہ ذات actions (in personum) کے الفاظ اور یہ عام بیان کہ ایک کا پابند، فریق ثالث ہوتا ہے، اور دوسرے کا نہیں، ایسا ہے کہ اس کی بنا پر ممکن ہے کہ انگلستان کے کسی قانون پیشہ

198

اصحاب الفاظ مذکور کو محض بہ معنی کے تعین کئے بغیر استعمال کرتے رہے۔ ہمارے خیال میں اس کا صحیح اصول وہ ہے جو ان سوخرالذکر چند الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے، جو اسٹوری سے ماخوذ کئے گئے ہیں۔ ہمارے نزدیک سب سے پہلے یہ امر دریافت طلب ہے کہ آیا جائداد متنازعہ فیہ بحیثیت وقوع کے اس سلطنت کے جائز اختیارات میں تھی جسکے زیر حکم عدالت (فیصل کنندہ) قایم ہے۔ دوسرے یہ کہ سلطنت مذکورہ نے اپنے شاہی اختیارات کی بنا پر عدالت کو ایسی جائداد کے تصفیہ کا اختیار دیا ہے اور عدالت نے ان اختیارات کے ماتحت عمل کیا ہے۔ اگر ان شرائط کی تکمیل ہوئی ہے تو اس کا فیصلہ تمام دنیا کے مقابلہ میں قطعی ہے (ایل۔ آر۔ ۴۔ ای۔ وائی۔ ۱ اے۔ ۲۹ ۱)۔ یہ اقتباسات نہایت اہم ہیں اور ان سے وہ اصول معلوم ہوتا ہے جس پر تمیمی اور قطعی تجویز کا بین الاقوامی جواز اور اس جواز کی شرط کا انحصار ہوتا ہے۔ یعنی یہ کہ جائداد منقولہ عدالت فیصل کنندہ کے حدود اراضی میں واقع تھی یا

مقدمہ سمسن بنام نوگو (۱۸۶۰) ۱۔ جی۔ ایچ ۱۸ و (۱۸۶۳) ۱۔ ایچ و ایم ۱۹۵۔ جج وڈ ہاؤس نے نیو انگلینڈ کی تجویز عجیب حالات میں معرض بحث میں آئی: لیورپول کا ایک انگریزی جہاز جس حالت میں کہ وہ سمندر میں تھا ایک لیورپول کے بینک کے پاس انگلستان کے طریقہ کے مطابق رہن کر دیا گیا۔ اس بنا پر رہن کے جواز کے مسئلہ میں قانون مقام وقوع کو مالک کے مقام توطن کے قانون کے ساتھ مخالفت کا کوئی موقعہ ہی نہ تھا۔ اسکے بعد راہن کے دیوالیہ نے اس جہاز کو نیو انگلینڈ میں قرق کرا لیا جہاں جائداد منقولہ کے حق قبضہ کی تکمیل کیلئے حوالگی ضروری ہے اور وہاں اس خدشہ کی بنا پر فروخت کر دیا گیا۔ مرتہن نے قبضہ کے لئے درخواست کی مگر اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ مرتہن نے جس کے قرضہ کی مقدار جہاز کی قیمت سے زیادہ تھی عدالت بحری پر انگلستان میں نالش دائر کی جہاں جہاز لایا جا چکا تھا اور وہ وہاں کو دلا دیا گیا۔ مگر مشتری کا حق لفات بمقدار اس رقم کے تسلیم کرایا گیا جو اس نے بروقت تقسیم قیمت جہاز ان مخصوص دیونین کو دلانی تھی جنہوں نے وہاں کے قانون کے مطابق ایسا حقیقی حق کر لیا تھا جس کی بنا پر وہ جہاز کے قرق کرانے کے مجاز تھے۔ وائس چانسلر نے یہ امر تسلیم کیا کہ اگر جہاز اس متعلقہ مقام

جس کا انعام ترقی سے ہوتا فروخت کر دیا جاتا تو اسکی ملکیت منتقل ہو جاتی ۱۔ ایچ
وایم ۲۴۸۰ اس بنا پر ان واقعی حقوق کا پورا سہارا کیا گیا جو ازروئے قانون
مقام وقوع حاصل تھے۔ یا جن کو مقام وقوع کی عدالت نے تسلیم کر لیا تھا۔ جو شے متقومہ 197
ترقی کی ڈگری کی بنا پر عمل میں آئی اس سے صرف جائداد منقولہ میں وائن کا حق
استفادہ منتقل ہو گیا اور اسکی صحت کی نسبت بمقابلہ مرتہن کے بنا بر اس کے شریک
مقدمہ ہونے کے خواہ کوئی بحث کیجائے مگر یہ امر مسلم ہے کہ کم از کم بربنائے تجویز تعمیمی اور
قطعی کے وہ بمقابلہ مرتہن کے جائز نہ تھا دیکھو ایلکیو بن کے بمقابلہ کس مقدمہ کا شریک
بنام ادمری میں ایل۔ آر۔ ۴۔ ای وا ۲۶۰۷ ۴ ؎

اب ہم ان قوانین پر غور کریں گے جو تعمیمی اور قطعی تجاویز میں شامل ہوئے بغیر موثر
ہوتے ہیں ہم کو معلوم ہو چکا ہے کہ لارڈ ڈلیکرن نے اس وقت کو جو ایسے تجاویز کو دیجاتی
ہے اس سلطنت کے شاہی اختیارات کی طرف منسوب کیا ہے جس کے حدود ارضی میں
جائداد منقولہ موجود ہوتی ہے اس لحاظ سے اگر اسی وقت کی نظر سے اس سلطنت کی مرضی
اور خواہش دیکھی جائے جس کا اظہار سادہ تر طریقہ سے بذریعہ وضع قوانین ہوتا ہے تو ہم کو
کچھ تعجب نہ کرنا چاہیئے۔

دفعہ ۱۵۰ جو سوالات جیسی جائداد منقولہ کے انتقال یا حصول حقیت، یا
ان سے کمتر وسیع واقعی حقوق مثلاً رہن و کفالت وغیرہ کے متعلق پیدا ہوتے ہیں
ان کا تصفیہ عموماً قانون مقام وقوع کی رو سے کیا جاتا ہے۔

اگر سوال ایسے جہاز کے متعلق ہو جو سمندر میں تھا تو اس کا تصفیہ مالک یعنے ایسے شخص کے ذاتی قانون سے کیا جائیگا
جس کی طرف سے یا جس کے مقابلہ میں اس انتقال یا حصول حقیت کا عمل میں آنا بیان
کیا جاتا ہے۔ اس قانون کا عمل یا تو بحیثیت قانون مقام وقوع کے ہوگا اس مفروضہ
کی بنا پر جس میں جہاز مالک کا ایک جز متصور ہوتا ہے اور اس کا تعین اس جھنڈے سے
کیا جاتا ہے جو اس پر نصب ہوتا ہے یا خود اس کے ذاتی قانون کی حیثیت سے جس
حالت میں قانون مقام وقوع کا مالک سے متعلق نہیں کیا جا سکتا تو صرف یہی ایک ایسا
قانون ہے جو کسی کے حق کا مزیل متصور ہو سکتا ہے۔ اس میں ضرورت سے زیادہ

تکلف ہے کہ عارضی اور اتفاقی مقام وقوع کے قانون کو عام اصول کے اندر داخل کیا جائے جس کا خیال بھی معاملہ کے وقت فریقین کو نہ تھا۔ مثلاً وہ سامان جو معاملہ کے وقت، ایک تیسرے ملک کے جہاز پر ہو یا ملک مذکور کے کسی بندرگاہ کے گودام میں رکھا ہو۔۔۔۔ اس بارہ میں سوئنی کا بیان دیکھو اصفحہ ۱۸۸۔

"فریسندہ مال کا مال کو ایسے جہاز پر پہنچا دینا جو مرسل الیہ نے کرایہ کیا ہو، اسکی حوالگی تصور ہوگی، اور فریسندہ مال کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ مال اثنائے راہ میں روک رکھے یا ایک مقدمہ میں ایسے جہاز پر جو ملک روس میں تھا مال پہنچا دیا گیا تھا، اسی ملک کے قانون کے لحاظ سے مالک مجاز تھا کہ وہ مشتری کے دیوالیہ ہو جانے کی حالت میں جہاز سے مال کے واپس لینے کا حکم عدالت سے حاصل کرے، اور مال کو قیمت کے ادا ہونے تک روک رکھے۔ مال بار کر دینے کے بعد، مالکوں کو مشتری کا دیوالیہ ہونا معلوم ہوا، انھوں نے جہاز مذکور کے ناخدا سے درخواست کی کہ وہ جہاز کے مال کی بقیٹی پرزن کی ہدایت کے مطابق دستخط کر دے، اور بغیر اسکے کہ عدالت سے کسی حکم کے اجرا کی ضرورت پڑے، ناخدا نے اس کو منظور کر لیا۔ قرار پایا کہ یہ قانون مذکور کی پوری تعمیل تھی، اور ناخدا پر اس ملک میں پہنچنے کے بعد لازم تھا کہ وہ مال، ان لوگوں کو حوالہ کرے جن کو بائع ہدایت کریں نہ کہ مشتری کے منتقل الیہم پر، جو کہ دیوالیہ ہو گیا تھا۔" مقدمہ انگلسٹس بنام لیشروڈ (۱۸۰۱) ۱۔ ایسٹ۔ ۵۱۵ نج، کینیان۔ کراس۔ لارنس لمٹڈ بینک بکینیان اور لارنس۔ نے، معاملہ کی نسبت کہا کہ وہ ملک روس میں ہوا جس کا مفہوم معاہدہ بیع ہو سکتا تھا مگر اس نے اس حوالگی کو جو یہاں عمل میں آئی، روسی حوالگی کہا، اور اس طور سے اس امر کی طرف اشارہ کیا جس کا ذکر حاشیہ کے نوٹ میں ہوا تھا اور جس کو ہم نے بجنسہٖ نقل کر لیا ہے۔ کسی نے بائع کے قوانین سے بحث نہیں کی، اس سے ظاہر ہے کہ یہ سوال کہ مال میں حقیت کس وقت قطعی طور سے منتقل ہوئی، قانون مقام وقوع سے فیصل ہوا۔ 198

"جہاز کا ناخدا اس کا مجاز نہیں ہے کہ وہ مال محولہ جہاز کو فروخت کر دے، مگر بحالت اشد ضرورت، اس کو ایسا اختیار حاصل ہے۔ اسلئے ایک مقدمہ میں جس میں ایک جہاز، جو ہندوستان سے نیل لیکر آرہا تھا اثنائے سفر میں کیپ گڈ ہوپ کے قریب،

تباہ ہوگیا۔ کچھ نیل جو سامان محولہ جہاز کا ایک جزو تھا تباہی سے بچ گیا اور زیر ولایت ناخدا بہ نیک نیتی کے ساتھ عمل کر رہا تھا، اور جس کو وہ اپنی رائے میں تمام اشخاص متعلقہ کیلئے مفید تصور کرتا تھا؛ زر یہ بہ رواج عام (نیلام) فروخت کر دیا گیا؛ مگر جواری کے نزدیک فروخت کی اشد ضرورت ثابت نہیں ہوئی، وقرار پایا کہ مشتری کی طرف حقیت منتقل نہیں ہوئی اور چونکہ نیل اس ملک کیلئے بھیجا گیا تھا، اس لئے اصل مالک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اسکی قیمت وصول کرے"۔ مقدمہ فریمین بنام ایسٹ انڈیا کمپنی (۱۸۲۲) ۵۔ بی والا ۔ ۷۱۶۔ جج، ایمٹ ٹیلی۔ ہوالیہ رائنٹ: بسٹ نے مشتری کی واقفیت حالات کی نسبت لکھا کہ فرض کرو کہ ہالینڈ کا قانون (جو کیپ گڈ ہوپ میں رائج تھا) جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے وہی تھا جو اسبارہ میں انگلستان کا قانون ہے، تو اس علم کی بناء پر وہ عام بازار کی خریداری کے اصول سے فائدہ اٹھا کر محفوظ نہیں ہو سکتا"۔ اسپر مقدمہ کیل بنام سیول میں جسٹس کراسپٹن نے یہ ریمارک کیا کہ "مقدمہ فریمین بنام ایسٹ انڈیا میں بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہی عدالت نے یہ تسلیم کر لیا کہ ہالینڈ کے قانون کے کھلے بازار کے اصول کی بنا پر مال کی حقیت منتقل ہو جاتی" اگر معاملہ کے حالات کے علم کی وجہ سے وہ صحت قانون مذکور کے حدود سے خارج نہ ہو گئی ہوتی"۔ ۵۔ ایچ وائین ۴۵۷ و ۴۵۸

کیل بنام سیول کا تذکرہ قبل ازیں ہو چکا ہے، صفحہ ۱۹۵:۔ عدالت تحت میں پلک نے یہ کہا تھا اگرچہ ان کی رائے اس معاملہ میں بنیاد فیصلہ نہیں قرار پائی کہ اگر منقولہ جائداد اس طریقہ سے منتقل کر دی گئی ہے جو اس ملک میں جہاں وہ واقع ہے قابل پابندی ہے تو وہ انتقال ہر جگہ موثر اور قابل پابندی متصور ہوگا۔ ۳۔ ایچ۔ این ۱۳۸۔ مرافعہ میں جسٹس کراسپٹن نے بہ استثنائے بائیلس کے جملہ عدالت کی طرف سے فیصلہ صادر کرتے ہوئے کہا کہ "بحث میں اکثر مقدمات کا ذکر ہوا اور اس سے بھی زیادہ دوسری ایسی صورتیں پیش ہو سکتی ہیں جن میں ملک غیر کے مال کی نسبت اس ملک یا کسی دوسرے ملک کے قانون کا نفاذ سختی سے خالی نہیں معلوم ہوتا؛ مثلاً بیرونی اشخاص کے مال کی قرقی برائے کرایہ، یا مال کے مسروقہ ہونے کی صورت میں اسکی حقیت کا علانیہ بازار کی فروخت کے بعد بھی منتقل ہونا۔ مگر ہم

نہیں سمجھتے کہ ممالک غیر کے رہنے والوں کا مال ایسے قوانین کے عمل سے محفوظ رہ سکتا ہے؛ اگر ان قوانین کی بنا پر اسکی ملکیت منتقل بھی ہو جاتی تو ملک غیر میں مال کے لے جانے کے بعد بھی اس میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ اس کے بعد انھوں نے جسٹس پولاک کے اصول متذکرہ عدالت تحت کو پسند کر کے لکھا کہ:

"ہمارے نزدیک اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ مال تباہ ہو گیا اور وہ اس ملک کے لئے نہیں بھیجا گیا تھا جہاں وہ فروخت کر دیا گیا۔ ہمارا یہ خیال نہیں ہے کہ مال کے اس ملک میں تباہ ہو جانے کی بنا پر مال مذکور کے ہمارے قوانین متعلقہ علانیہ فروخت یا مالک مکان کے حق قرقی کے برابر ہونے میں کوئی فرق واقع ہو گا۔ اسی طرح سے مالک کے خیال میں وہ مقام جس میں کہ مال کسی طرح انگلستان پہنچ جائے گا" پائینٹن نے جو اختلاف کیا وہ مالک کے قوانین مقام توطن کی بنا پر نہ تھا، بلکہ ملک ثالث کے قوانین کے بموجب قوانین کی بنا پر تھا جن کی نوعیت انکے خیال میں خوفناک اور دنیا کے عام بحری قوانین سے (کم از کم جیسا کہ وہ اس ملک میں سمجھے جاتے ہیں) مختلف تھی۔ لیکن کرن نے اپنے پائینٹن کی رائے کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے ایک ایسا فقرہ لکھ دیا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کم از کم خواندہ قانون کے بارہ میں بقابلہ اشکلن کے براڈی کے ساتھ متفق تھے۔ اس مسئلہ کا فیصلہ قوموں کے قانون سے نہیں ہو سکتا کیونکہ قانون بین الاقوام میں تاخدا کے اختیارات کے متعلق بڑا اختلاف ہے جیسا کہ ان مجموعہ قوانین سے ظاہر ہو چکا۔ واشنگٹن جسٹس 199
میں ہمارے سامنے پیش ہوئے تھے۔ ۲ ایچ اور ایم ۴۴۴ ۔۔۔ متعلقہ کاسٹر بنام امری ۸ سی بی (این ایس) ۴۳۰ میں پرائول نے پولاک کے اصول کو پسند کر کے اس کا حوالہ دیا اور اسی مقدمہ میں بلیکبرن نے ہوس آف لارڈز کی عدالت کی طرف سے فیصلہ صادر کرتے ہوئے اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا۔ کیل بنام سیول میں ایک اس سے زیادہ عام اصول قائم کیا گیا تھا یعنے یہ کہ اگر مال منقولہ اس طریقہ سے منتقل کر دیا ہو جو اس مقام کے قانون کے مطابق ہو جہاں کہ مال مذکور موجود تھا تو وہ انتقال ہر جگہ قابل پابندی ہے۔" اس کو ہم بطور عام قاعدہ کے صحیح تصور کرتے ہیں، اگرچہ اس میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ اس میں استثنا اور حدود

قائم کئے جانیکی گنجائش ہے۔ اسکی نسبت یہہ کہنا درست ہے کہ یہ عام قاعدہ کہ عمومی اور قطعی تجویز ہر جگہ قابل پابندی ہے جو انگلستان کے قانون پیشہ لوگوں میں عام طریقہ سے رائج ہے۔ اسی عام اصول کی ایک شاخ ہے۔ ایل آر ۴۰۔ ای وآئی ۱۔ ۷۔ ۴۲۹ ثر

مقدمہ کلائیڈس ڈیل بینک لمیٹیڈ بنام شرزیڈ رکمپنی [۱۹۱۳] ۲۔ کے۔ بی۔ آئی۔ جی۔ برتے میں قرار پایا کہ جو قسمہ ملک غیر میں عدالت کے حکمنامہ کی بنا پر ادا کی جائے وہ انگلستان کے مقدمہ میں اس مدد کے ساتھ کہ وہ بذریعہ قرق وصول کی گئی تھی واپس نہیں دلائی جا سکتی۔ یہ رقم بہ اظہار عدم رضامندی ادا کی گئی تھی کہ ایک جہاز کو جو کہ ایک حکمنامہ کے ذریعہ سے متعلقہ تھا رہائی دلائی جائے اور ملک غیر کے قطعی اور عام حکمنامہ پر یہاں اعتراض نہیں ہو سکتا جس صورت میں یک ملک غیر کی رعایا نے بحالت مرض الموت اپنی جائداد جو انگلستان میں واقع تھی ہبہ کی اور وہ ہبہ انگلستان کے قانون کی رو سے جائز تھی تو واہب کے ورثاء کے مقابلہ میں جن کی طرف سے یہ عذر کیا جاتا تھا کہ ہبہ کے جواز کا فیصلہ واہب کے مقام توطن کے قانون سے ہونا چاہیے، موہوب لہ کا حق قائم رکھا گیا۔ مقدمہ کاروتھرس [۱۹۲۱] چانسری ۳۴۲۔ جی۔ آئی ۲

مقدمہ کوٹ بنام جکس (۱۸۹۲) ایل۔ آر۔ ۱۱۔ ای کیو۔ ۵۹۷۔ جی۔ میں قرار پایا کہ انگلستان کا قانون بس اوقات ایک ایسے ٹرسٹ کو جو انگلستان میں منتقل ہوا ہو ایسے بل سے متعلق نہیں کیا جا سکتا جو ایک انگلستان کے دائرہ سے انگلستان میں ایک انگلستان کے دیوان کو حوالہ کیا ہو۔ اس کا اتباع مال کے متعلق آئرلینڈ میں مقدمہ بروس بنام برسین میں کیا گیا۔ (۱۸۸۰) ۶۔ ایل آر۔ آئرش۔ ۵۔ جی۔ مارش ورسیشن ۲

مقدمہ لیورپول، برین کرڈٹ کمپنی بنام ہنٹر (۱۸۶۸) ایل۔ آر۔ ای۔ کیو۔ ۶۷۔ جی۔ وغیرہ میں جب کہ کمپنی لورڈ نے (۱۸۶۸) میں ایل۔ آر۔ ۳۔ چانسری ۴۷۹ بحال رکھا یہ ہوا کہ انگلستان کے قانون کے مستند نے یہ نہیں کہ ہم جہازوں کے قرق کرانے سے باز نہیں رکھے جا سکتے اس خیال سے کہ دیوان انگلستان

کے ستوطن مرحوم کے ساتھ انصاف نہ ہوسکے گا۔ اور جو دستاویز یا مچلکہ ایسے مرتہنوں نے جہاز کی رہائی کے لئے نیوارلینس میں لکھ دیا ہو اسی بنا پر انگلستان میں دعوے ہوسکے گا۔ یہ امر قابل بیان ہے کہ ان بیانات کے مطابق جو مقدمہ ہذا اور مقدمہ سمسن بنام فینگو صفحہ (۱۹۶) میں کئے گئے ہیں، نیوارلینس کی عدالتیں اصول متذکرہ صفحہ ۱۹۱-۱۹۰ سے اسقدر تجاوز نہ ہوجاتی ہیں کہ وہ مال منقول کے ایسے انتقالات اور ارتہان پر جو بتوسط حوالگی کے عمل میں آئے ہوں مطلق لحاظ نہیں کرتیں، اگرچہ وہ معاملات مال کے لوسیانا میں پہنچنے سے پہلے تکمیل پاچکے ہوں۔ مقصد زیر بحث کیلئے، جسٹس وڈ کے ان الفاظ کی طرف توجہ دلانا کافی ہے جو انھوں نے ملک غیر کے قوانین مجریہ کی نسبت استعمال کئے ہیں "خواہ وہ کیسے ہی سخت اور بے اصول ہوں"۔ اگرچہ انکی منصفوں کو کوشش اسبارہ میں تھی کہ وہ ملک غیر کی عدالتی کارروائی اور وہاں کے مجریہ قوانین میں تمیز اور فرق کریں۔ ایل۔ آر۔ ۴۔ ای کیو۔ ۶۸۔ اور جسٹس فورڈ کے اس بیان کی طرف بھی جو انھوں نے توبرو کے قدیم اصول کی تجدید کی غرض سے ان الفاظ میں کیا تھا "جائداد منقولہ کا انتقال، مالک کے مقام توطن کے قانون کے مطابق ہونا چاہیئے، اور اگر اس قانون کے رو سے جائز ہو تو وہ ہر ملک کی عدالت میں بھی" کہ یہ مسئلہ زیر بحث ہو جائز تصور ہونا چاہیئے۔ ایل۔ آر۔ ۳۔ چانسری۔ مرافعہ ۴۴۳۔

یہ امر بظاہر ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ ان دوسری بنیادوں کی موجودگی میں جو اس موقعہ پر جمع کیگئی ہیں، یہ قاعدہ اس سے وسیع تر پیمانہ پر قبول کیا جائے جتنا کہ وہ دفعہ (۱۵۰) کی ترتیب میں تسلیم کیا جاچکا ہے، اور جس کی تائید بعد مقدمہ مسٹی بنک بنام بیرو سے بھی ہوچکی ہے (۱۸۸۰) ۵۔ مرافعہ۔ کینڈا۔ ۶۶۴۔ جو بسلسلہ تجدید زیر بحث ہے۔ 300

بلیکبرن۔ واٹسن: لارڈ بلیکبرن نے کہا کہ "جس رہن پر مدعی علیہ اپنا دعوی قائم کرتا ہے، وہ ایسے مال کی نسبت ہے جو اس وقت کینڈا میں موجود تھا، اس لئے میرے نزدیک اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ اس رہن کا جواز کینڈا کے قانون پر منحصر ہے"۔ اس مقدمہ میں لنڈلے نے بحیثیت جج عدالت ابتدائی اور تمام ججان عدالت مرافعہ اور جملہ مخترلارڈز نے اپنے فہم اور ادراک کے مطابق قانون کینڈا کی طرف توجہ کی، اگرچہ مال مرہونہ کی مالک ایک انگلستان کی کمپنی تھی، اور بظاہر سے

مالک کے مقام توطن کا قانون، بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ مقدمہ انگلش بنام رابرٹسن [۱۸۹۵] اے۔ سی۔ ۶۱۶۔ جج، ہاسبری۔ واشنگٹن ہیرالڈ بیگنانٹن وتارس میں، طے ہوا کہ اس مال کے ارتہان کا جو انہوا ایک متوطن انگریز نے، اسکاٹ لینڈ میں کیا تھا، اسکاٹ لینڈ کے قانون پر منحصر ہونا چاہیے۔

مگر اس سوال کی نسبت کہ آیا مرتہن، اس امر کا مجاز ہے کہ وہ مال کو کسی محدود مقصد کیلئے پھر راہن کو سپرد کر دے، اور جو حق مال کی نسبت اس کو از روئے رہن نامہ حاصل ہے، اس میں کوئی فرق نہ آئے، ایک مقدمہ میں جس میں فریقین کا مشترد توطن، ایسے ملک کا تھا جو اس ملک کے علاوہ تھا جہاں [illegible] یہ سمجھا گیا کہ اس کا تصفیہ مقام توطن کے اس قانون سے ہونا چاہیے جو اس معاملہ کے متعلق تھا جو فریقین میں ہوا (ہرشل) ۔ اور نہ اس مال کی حیثیت پر موثر ہونے کیلئے جو مسلم طور سے فریقین میں سے کسی ایک کا تھا (واٹسن)۔ مقدمہ نارتھ ویسٹرن بنک بنام بوئٹر [۱۸۹۶] اے۔ سی۔ ۵۶۔

اسی طرح ایک ملک غیر کی ڈگری جس کے ذریعہ سے وہ کسی جائداد منقولہ کا تصفیہ اپنے ملک میں کر دے، انگلستان کی عدالتوں میں قابل پابندی متصور ہوگی، بشرطیکہ ملک مذکور کے قضائی اختیارات تسلیم کر لئے گئے ہوں، اور اس ملک کی عدالتیں، یہ دریافت نہیں کریں گی کہ آیا ڈگری، مال کو بحق سرکار ضبط کرنے والی، یا فطری انصاف کے اصول کے خلاف ہے؟

مقدمہ کمپنی فارو ڈورک۔ اے۔ ایم لوتھر بنام جے۔ ساگو کمپنی [۱۹۲۱] ۱۔ کے۔ بی۔ ۴۵۹ و ۴۶۴ میں بھنگیز اسکروٹن نے راک کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا، محض اس بنا پر کہ آیا روس کی سوئیٹ گورنمنٹ کو، سرکار انگریزی نے تسلیم کیا ہے یا نہیں؟ میکسیکو کی بغاوت میں جو مقدمات پیدا ہوئے، ان کا فیصلہ بھی اسی اصول پر، امریکہ کی عدالتوں نے اسی طرح کیا ہے۔ مقدمہ انجن بنام سنٹرل لیدر کمپنی [۱۹۱۷] ۲۴۶۔ یو۔ ایس۔ ۲۹۰۔ مقدمہ ریکاڈ بنام امریکن سٹل کمپنی الیفنا۔ ۲۰۴۔

دفعہ ۱۵۱ اس موقعہ پر اس فرق کا خیال کیا جانا چاہیے جس کی طرف، مقدمہ سگریڈو (صفحہ ۱۹۱) میں توجہ نہیں کی گئی تھی، اور ممکن ہے کہ حالات مقدمہ کے لحاظ سے،

اس کی ضرورت بھی نہ پیش آئی ہو۔ اسی لئے ایسٹ انڈیا کمپنی کا قانون نہایت غیر مکمل طریقہ سے ثابت کیا گیا تھا۔ جس قانون کے پابند مالک نہ ہوں اس سے ان کے مختاروں کو اس کے مقابلہ میں کوئی اختیار حاصل نہیں ہو سکتا۔ مگر باوجود اس کے قانون مقام وقوع اگر چاہے تو جائداد منقولہ کے مشتری یا راہن کو مختاروں کے عمل کی بنا پر حقیت عطا کر سکتا ہے۔ مختاروں کے اختیارات کا مسئلہ قانون معاہدہ سے کمار مشتری یا مرتہن کے حقوق کا مسئلہ قانون جائداد سے متعلق ہے۔ اور بالآخر اسی قانون سے اس کا تصفیہ ہوگا جس کا تعلق جائداد سے ہے۔ اگرچہ فروخت یا رہن کرنے والے مختاروں کے اختیارات جو اصول قانون معاہدہ کی رو سے قرار پائیں اس تصفیہ میں موثر اور دخیل ہوں۔

مقدمہ کیل بنام سیول میں کراسٹیٹن نے زنہ عدالت کا فیصلہ بہ استثناء ہائیکس کے بعدالت رافعہ میں صادر کرتے وقت بیان کیا کہ "جو کچھ نتیجہ بہم شہادت سے اخذ کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہمارے قانون کے لحاظ سے ان حالات میں جو مقدمہ ہذا میں پیش آئے جہاز کے ناخدا کا مال کو فروخت کر دینا جہاں تک معاملہ کا تعلق اس سے اور اسکے مالکوں یا مال کے مالکوں سے ہے بحالت موجودہ درست نہ تھا اور اس غیر مجاز فروخت کی بابت وہ ان لوگوں کو ذمہ دار ہوگا۔ مگر اس بنا پر مشتری کو جس نے مال مالک کے مختار سے خرید کیا جائداد منقولہ پر کامل حقیت حاصل ہوگی۔ اس میں ہمارے نزدیک کوئی ایسا وشبہ یا خلاف قیاس امر نہیں ہے جس کی بنا پر ہم اس کو تسلیم کرنے سے باز رہیں۔ نہ ہمارا قانون "علانیہ فروخت" کے متعلق اسطرح کا ہے۔ اور اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ ایسے بیوپار کے جاری رکھنے میں جن کی ضرورت بلحاظ حالات مقدمہ ثابت ہوا بجز مضرت کا اندیشہ ہے لیکن اگر مشتری کا حق صرف انھیں صورتوں پر تسلیم کیا جائے جن میں خداہ اپنے اور مال کے مالکوں کے تعلقات کے لحاظ سے مال کے فروخت کا بالکل باقاعدہ طریقہ سے مجاز ہو تو مضرت کا اندیشہ اس سے بہت زیادہ ہو جائیگا۔ اس صورتیں مشتری جن کو بشکل صورت حال معلوم ہو سکتی ہے مال کی پوری قیمت اپنے قبضہ میں نہ ہونگے اور ناخدا کے جائز اور باضابطہ فروخت میں بھی پوری قیمت نہ آئے گی۔

۱۰۵ انگلش رولنگ ۳۰۰ ۵۰۰

جب تک غیر کا کوئی جہاز ایسے حالات میں فروخت کیا جائے مشتری کو مقام 201

بائع کی ذاتی نصفت کے علاوہ کامل حیثیت نہ حاصل ہوتی ہو، تو قانون مقام معاہدہ سے اس امر کا تصفیہ ہونا چاہیئے کہ آیا ملک غیر کے ملک کا طرز عمل اپنا رہا ہے کہ وہ مشتری کی حیثیت پر مستعرض ہونے کا مانع قرار دیا جا سکے۔ ہوپر بنام گرم ایم ایلان بنام گرم (۱۸۹۷) ایل۔ آر۔ ۲۔ چانسری۔ مراجعہ ۲۸۲۔ ج ہیمس فوراڈ و ٹرمز جنہوں نے مقدمہ موخر الذکر میں جسٹس کوزنس کے فیصلہ کو بحال رکھا، اور مقدمہ مقدمہ الذکر میں ان کے فیصلے کو بربنائے واقعات مشوح کر دیا، ملک غیر کا اخذ بربنائے اس معاہدہ حفاظت نقصان کے جو وہ انگلستان کے لوگوں سے کرے، جن کا جہاز یہ مال بار ہو، مالکان جہاز پر قرضداری عائد کرنے کا مجاز ہے۔ مونا [۱۹۲۰] پی۔ ۲۲۔ ج، ہل ۔

امریکہ کے حصص ریلوے کے ایسے صداقت ناموں کا تصفیہ جو انگلستان میں موجود ہوں اور انکی حیثیت ان معاملات پر منحصر ہو جو انگلستان میں ہوئے ہوں، انگلستان کے قانون سے ہونا چاہیئے لیکن معمول حیثیت حصص کے لئے صداقت نامہ کی حیثیت کا تصفیہ امریکہ کے قانون کے لحاظ سے کیا جائیگا۔ لیمیں بنام کارویل بنک۔ وومیں بنام لندن چارٹرڈ بنک آف آسٹریلیا، (۱۸۹۹) ۲۸۔ چانسری ڈویژن۔ ۲۸۸۔ ج، کاٹن۔ لنڈلے۔ لوئن و جن کو تیک رنج کے ساتھ اس وقت تک اتفاق تھا (۱۸۹۰) ۱۵۔ مراجعہ کینیڈا۔ ۲۶۷۔ ج، السبری و لارڈ ہرشل و ہرشل، براصول اور سوئنس کو تجویز سے اتفاق تھا مگر انھوں نے انتخاب قوانین کے متعلق خاموشی اختیار کی ۔

وضعی ۱۵۲ جس عدالت میں معمول قرضہ کا دعوی دائر کیا جاتا ہے، اس میں اور اس مقام میں جہاں مادی جائداد منقولہ موجود ہوتی ہے، بہت زیادہ مشابہت ہے۔ اور جو اطلاعنامہ انتقال قرضہ کا مدیون کے نام جاری ہوتا ہے، وہ مادی جائداد منقولہ کی اس حوالگی سے مشابہ ہے جو بحق منتقل الیہ عمل میں آتی ہے۔ جس طرح مادی جائداد منقولہ کی تکمیل انتقال کیلئے بعض قوانین کی رو سے حوالگی ضروری ہے، اسیطرح بعض قوانین ایسے ہیں۔ جیسے کہ قانون انگلستان، جن کی رو سے اگرچہ مدیون، دین کے منتقل کرنیوالے کو ایسے وقت میں رستم دیکر کہ انتقال قرضہ کی اطلاع اس کو نہ پہنچی ہو،

بری الذمہ ہو جاتا ہے، اور اگرچہ منتقل الیہ، جس نے، ایسے اطلاعنامہ کے اجرا سے قبل دعوی دائر کر دیا ہو، کسی شکل میں منتقل کرنے والے کے نام سے کارروائی کر رہا ہو، اور اس کا مستوجب ہو کہ اس کے مقابلہ میں ایسا عذر کیا جائے جو منتقل کرنے والے کے مقابلہ میں قابل قبول ہوتا، تاہم وہ انتقال بغیر انتقال کی اطلاع کے اسقدر کامل ہوگا کہ اطلاع اثنائے مقدمہ (Pendente lite) اس امر کی مانع ہو جائے گی کہ اس قرضہ کو کوئی منتقل الیہ مابعد یا وائن قرقی کنندہ وصول کر سکے۔ اور چونکہ ایسے قوانین بھی موجود ہیں جن کی رو سے، مادی جائداد منقولہ کے انتقال کی تکمیل کے لئے، حوالگی ضرور ہے، اسیطرح ایسے قوانین کا بھی وجود ہے مثلاً قانون اسکاٹ لینڈ، جن کے لحاظ سے، انتقال قرضہ بغیر اطلاع کے، اسقدر بے اثر ہے کہ اطلاع اثنائے مقدمہ 202
بعد از وقت متصور ہوتی ہے، اسلئے مادی جائداد منقولہ کے انتقال کے قوانین کے متعلق، ایسی ہی رائیں قائم ہیں، جیسی کہ ان قوانین کی نسبت ہیں جن کا تعلق معاملہ دین سے ہے۔ لارڈ کیمس (دیکھو صفحہ ۱۸۵) واسٹوری (خلاف قوانین دفعہ ۳۹۷) نے، یہ رائے قائم کی، کہ قرضہ کا ایسا انتقال، جو مدیون کے مقام توطن کے قانون کی رو سے بغیر اطلاع کے کامل ہو، ہر جگہ کامل قرار پانا چاہیے، مگر انگلستان میں، یہ طے ہو چکا ہے، کہ جس منتقل الیہ کو وصول قرضہ کا جائز حق قانون مقام عدالت کی رو سے، حاصل ہو چکا ہے، وہی قابل ترجیح ہے۔

اس کی بنا مقدمات کونس لینڈ مرکنٹائل وانکیشی کمپنی بخلاف اسٹریلین انوسٹمنٹ کمپنی، مع بخلاف یونین بنک آف آسٹریلیا [۱۸۹۱] ۱۔ چانسری۔ ۵۲۶۔ رجوع فرمائیے ہیں، جس کو لنڈلے۔ یوٹن۔ فرائی نے بحال رکھا [۱۸۹۲] ۱۔ چانسری ۲۱۹ تو انگلستان کے ایک مانتی سرمایہ میں، انتقال حق استفادہ کی اطلاع اسناد کو دیگئی، قبل اس کے کہ اسی حق استفادہ کے ایک قبل کے انتقال کی اطلاع، انکو دیجاتی، مقدم الذکر ہی کو ترجیح دی گئی، باوجودیکہ پہلا انتقال منتقل کرنیوالے کے مقام توطن میں عمل میں آیا تھا، جہاں کہ قانون کے لحاظ سے تکمیل انتقال کے لئے، اسناد کو ایسی اطلاع دینے کی ضرورت نہ تھی۔ مقدمہ کیلی بنام سلوئن، [۱۹۰۵] ۲۔ چانسری ۱۰۱۔ رجوع، وارنگٹن نو

بناء تجویز (Ratio decijendo) اس عدالت کا قانون تھا جو سرمایہ کا اہتمام کر رہی تھی (صفحہ ۱۲۲) بجز "مقام عدالت کے قانون وصول قرضہ" کے سادی ہے، جس کا ذکر کتاب میں کیا گیا ہے۔

جس حالت میں حق وصول قرضہ (Chose in action) کی نسبت دعوی حقیقی استحقاق یا حق کفالت lien کی بنا پر کیا جائے تو ظاہر ہے کہ اس کا انحصار مقام عدالت کے قانون متعلقہ حق وصول قرضہ پر ہوگا۔

ایک امریکہ کا باشندہ بیسن فرانسکو میں ایک امریکہ کے جہاز پر جو انگلستان جا رہا تھا بطور سکنڈ میٹ" کے لیا گیا۔ چند سوات کی وجہ سے جو پے بہ پے واقع ہوئیں، وہ جہاز کا ناخدا ہو گیا، اس نے عدالت امیرالبحری میں اپنی اجرت کی بابت دعوی کیا کہ وہ رقم کرایہ سے دلائی جائے۔ طے ہوا کہ اس کے دعوی کا تصفیہ قانون مقام عدالت سے ہونا چاہیے، نہ کہ قانون مقام معاہدہ سے، اس مقام کے قانون سے جہاں کہ وہ بطور سکنڈ میٹ کے ملازم رکھا گیا تھا۔ اور قانون مقام عدالت، مرچنٹ شپنگ ایکٹ میں ملے گا نہ کہ اس قانون بحری میں جو قبل ازیں انگلستان میں عمل ہوتا تھا۔ مقدمہ ملسورڈ (۱۸۵۸) سابق ۳۶۲۔ ج، لوشنگٹن: یہ ممتاز مقنن، مقدمہ جناتھن گڈہیو (۱۸۵۹) سابق ۵۲۶ میں بھی اپنی اسی رائے پر جما رہا، مگر جسٹس فلیمور نے مقدمہ سیلی (۱۸۶۷) ایل۔ آر۔ ۲ ۔ اے ۔ ای ۔ ۱۲ ۔ میں یہ ریمارک کیا کہ "مجھ کو اس امر کا اظہار ضرور ہے کہ جو دلیل فاضل جج نے قائم فرمائی، اور جو ان فیصلوں کی بنیاد ہے اس پر میرے دل کو کبھی اطمینان نہیں ہوا، مجھ کو یہ دریافت کر کے خوشی ہوئی کہ ایک حال کے مقدمہ میں جس کا ذکر مجھ سے سر کلارکسن نے کیا فاضل جج نے ان فیصلہ جات کے اصول پر نظر ثانی کرنے کی آمادگی ظاہر فرمائی ہے، مگر لوشنگٹن کی نسبت یہی سمجھنا چاہیے کہ انکی رائے وہی رہی جس کا اظہار پہلے ہو چکا۔ پہنچے وہ قانون مقام عدالت کی تائید میں رہے جس سے ایک غیر ماری حق کا تصفیہ ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جج موصوف کی تجویز کی بنیاد یہی قاعدہ تھا کہ "چارہ کار اسی عدالت کے قانون کے مطابق ہونا چاہیے جہاں کہ چارہ کار کی استدعا کیجاتی ہے" سابق،

۳۶۶ مگر یہ قاعدہ دوسری اور زیادہ ترمروج صورتوں میں، صرف چارہ کار کی شکل سے متعلق ہوتا ہے، یا زیادہ سے زیادہ چارہ کار کے اس وجود پر، جس کا انحصار ضوابط پر ہوتا ہے۔ (اور انگلستان میں میعاد کے قواعد اسی میں آتے ہیں)؛ نہ اس کے ایسے وجود پر جس کا انحصار کسی حق پر ہو۔ اس قاعدہ کو اس طور سے ملفورڈ کے مقدمہ سے متعلق کرنا فی الحقیقت مقامی عدالت کو ایک غیر مادی حقیقی حق کے معاملے میں وہی قانونی وقعت دینا ہے جو مقام وقوع کو مادی اشیا منقولہ کے متعلق حاصل ہے۔ مقدمہ ملفورڈ کا اتباع مقدمہ ٹوکس [۱۹۰۳] ۱ چ۔ ڈبلیو۔ ن۔ ج، ۴۴ فلیمور میں بھی کیا گیا جسٹس فلیمور نے، اگرچہ مرچنٹ شپنگ ایکٹ ۱۸۹۴ء کی دفعہ ۶۵ کے لحاظ سے اس اصول کے خلاف بحث کی، مگر اسکو اختیار نہیں کیا ہو

ایک مقدمہ میں انگلستان کے ایک بیمہ زندگی کے صداقت نامہ کا انتقال، جو منتقل کرنے والے نے اپنی زوجہ کے نام ایسے مقام میں کیا تھا جہاں فریقین متوطن تھے، اور جہاں کے قانون کی رو سے ایسا انتقال جائز نہ تھا، انگلستان میں ناجائز قرار دیا گیا۔ لی بنام اڈی (۱۸۸۶) ۱۷ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۳۰۹۔ ج، ۵۷ ۔ ولس۔ دیکھو لارڈ ہرشل کی رائے۔ مقدمہ نارتھ ویسٹرن بینک بنام پوائنٹر منذکرہ صفحہ ۲۰۰ پر ایک عدالت فک غیر کا فیصلہ جس میں ایک غیر صحیح النسب اولاد کو جو باپ کے مرنے کے بعد پیدا ہوئی تھی، نان و نفقہ دلایا تھا، جب انگلستان میں وہ مناط دعوی قرار دیا گیا تو دیئے ہوئے:۔ وہ بمقابلہ اثاثہ موجودہ انگلستان کے جاری نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ انگلستان میں بنائے دعوی ہی ناقابل تسلیم تھی: نفقہ دلانے کے متعلق فیصلہ ذاتی (in personam) تھا اور قانون مقام وقوع مدعی علیہ کی ذمہ داری کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ مقدمہ میکارتھی [۱۹۲۱] ۱ چانسری۔ ۵۲۲۔ ج، اسٹیری ج

ایسے فرضہ کی بابت، جو ملک غیر میں واجبی طور سے قابل وصول تھا، مدیون کے نام حکم (Garnishee) کے اجرا سے اسوجہ سے انکار کر دیا گیا کہ اس حکم کی بنا پر رقم کا وصول کیا جانا، ملک غیر میں تسلیم نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مقدمہ مارٹن بنام ناڈل [۱۹۰۶] ۲۔ کے۔ بی۔ ۲۶۔ ج، اگنیس دی سٹرلنگ بمقابلہ ونے

203

سٹن کے فیصلہ کو منسوخ کیا ہے

اس مسئلہ پر کہ انگلستان کی ایک تملیک کے ضمن میں جو حق جائداد میں تصرف کا بقید حصول جائداد مذکور کے دیا گیا ہو، اسپر قیود کا قائم کر دینا جائز ہے خواہ زوجہ کا ذاتی قانون کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ (مقدمہ پلین بنام بروکنگ (۱۸۵۵) ۲۵ بیو۔ ۲۱۸۔ نج، رجوع ملے) جب اس تیار کے ساتھ نظر ڈالی جاتی ہے کہ تملیک انگلستان کی تھی (دفعہ ۱۱۶ صفحہ ۱۴۱)، تو وہ ایک نظیر اس امر کی ہو جاتی ہے کہ جائداد منقولہ کی ملکیت کا تصفیہ قانون مقام وقوع سے کیا جاتا ہے جو غیر ماوی حقوق سے بھی اسطرح متعلق ہے ؛

لیکن رسوخ (صداقت) کی اغراض کے لئے دین اس مقام کی موقوعہ جائداد متصور ہوتا ہے، جہاں اس کی بابت ضمانت موجود ہو، اگرچہ مدیون کا توطن اور مقام حصول دین کہیں اور ہو۔ ایسی جائداد کی قیمت جس کا انحصار ضمانت پر ہو، ممکن ہے کہ مقدار قرضہ سے کم ہو، اور اگر مزید ضمانتیں دوسرے مقامات پر بھی لی گئی ہوں، تو باغراض رسوم قیمت قرار دینے میں ان پر لحاظ کیا جانا درست ہے۔

واٹس بنام کوئن (۱۸۹۴) ۱ ای سی ۴۲۳، ج، واٹس۔ ہرسٹل۔ ہائوس سیکنانن بشمینہ۔ کوئج ؛

دفعہ ۱۵۳ یہ قاعدہ کہ قانون مقام وقوع سے جائداد منقولہ کی حیثیت کا تصفیہ ہوتا ہے، جس کی تشریح اس فصل کے ابتدائی حصہ میں ہو چکی ہے، عام طور سے حق استفادہ اور قانون تملیک دونوں سے یکساں متعلق ہوتا ہے ؛ لیکن جو صورتیں ان انتقالات میں داخل ہوتی ہیں جو عام طور سے "انتقالات مجموعی" کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں، ان میں حق استفادہ پر ذاتی قانون جاری ہوتا ہے، اور قانون تملیک کے متعلق قانون مقام وقوع کے تمام مراتب کی تکمیل ضرور ہوتی ہے۔ جیسا کہ دفعہ ۱۳۵ میں کیا جا چکا ہے، توریث اجداد کے متعلق انگلستان کے جو قواعد ہیں، انکی تیسری صورت ہے ؛ ذاتی قانون کو اسقدر بھی وسعت نہیں دیگئی ہے کہ وہ تمام جائداد منقولہ کے حق استفادہ پر حاوی ہو، اس کے احکام صرف جائداد کے بقیہ حصہ پر جاری ہوتے ہیں، جو متوفی کے دیون کے ادا کر دینے کے بعد باقی

رہ جاتا ہے۔

اب ہم جائداد منقولہ کے مخصوص اقسام کی بین الاقوامی حیثیت سے بحث کرینگے:

دفعہ ۱۵۴ انگریزی جہاز، انگریزی مملکت کا ایک جزو ہے جب تک کہ وہ کسی سمندر، یا ملک غیر کے ایسے دریا میں تمام پلوں کے نیچے سفر کر رہا ہو، جس میں مد و جزر ہوتا ہے؛ البتہ اگر جہاز خانگی ہے تو موخرالذکر صورت میں اس سلطنت کو بھی جس کی ملک میں وہ دریا ہے، مساوی اختیار سماعت حاصل ہوگا۔ اور اگر جہاز کسی انگریزی بندرگاہ کا ہے، تو مملکت انگلستان کے ایک جزو ہونے کی وجہ سے اسپر انگلستان ہی کا قانون جاری کیا جائے گا۔

سرکار بنام لوپز (۱۸۵۸) ۱۔ ڈی و بی۔ ۵۲۵ سرکار بنام سٹیلر۔ (۱۸۵۸) ۱۔ ڈی و بی۔ ۳۹۵ جن کا تصفیہ کیسل۔ کاکبرن۔ پولاک۔ کوتراج۔ ٹین۔ ارل ویسبی۔ مارٹن۔ کرامپٹن۔ کروڈر۔ ویس۔ ولسن۔ چیپل اور ہالمز نے ہلکر کیا ہو مقدمہ کوئین بنام انڈرسن (۱۸۶۸) ایل۔ آر۔ ۱ سی۔ سی۔ آر۔ ۱۶۱۔ جج، بالڈون۔ چیپل ہالمز۔ بلیکبرن رٹش ۱۔ ان مقدمات میں انگریزی جہازوں پر ارتکاب جرم ہوا تھا؛ موخرالذکر مقدمہ میں جہاز ملک غیر کے ایسے دریا میں تھا جو مد و جزر سے متاثر ہوتا تھا۔ اس دفعہ کا حکم ایسی حالت میں بھی نافذ متصور ہوگا، جبکہ جہاز ملک غیر کے دریا کی گودی میں لنگر انداز ہو، اور نہ صرف جہاز کے ملازمین بلکہ تمام اشخاص، جو کسی حیثیت سے بھی جہاز پر آمد و رفت رکھتے ہوں، انگلستان کے قوانین فوجداری کے تابع سمجھے جائیں گے۔ مقدمہ کوئین بنام کار (۱۸۸۲) ۱۵ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۷۶۔ جج، کوتراج۔ پولاک۔ لوپس۔ اسٹیفن و اٹکن ویسبی کو

مارشل بنام مرگرائیڈ (۱۸۷۰) ایل۔ آر۔ ۶ کیو۔ بی ۱۳۱ جج، بلیکبرن۔ ولسن: جن میں ایک حکم متعلقہ تعین ولدیت زیر قانون انگلستان بمقابلہ ایک شخص کے جو اس لڑکے کا باپ مشہور تھا جو سمندر میں لیورپول کے ایک انگریزی جہاز پر پیدا ہوا تھا، بحال رکھا گیا ہو

دیکھو امریکہ کا مقدمہ یونائیٹڈ سٹیٹس بنام ہملٹن (۱۸۱۶)۔ ایلیس ۲۰ ۱۵۲۔ جج اسٹوری: اس فاضل جج نے لکھا کہ "امیر البحری سے یہ کبھی طے نہیں ہوا کہ

ان گہرائیوں کا پانی، جہاں سے وہ گزرتا ہے، صحیح طور سے عین سمندر کہا جا سکتا ہے جب تک وہ پانی ایسا نہ ہو کہ اس میں سمندر کی انتہائی کمی آب کا نشان موجود نہ ہو۔ عمومی قانون نے ان اصطلاحات کی اور زیادہ تنگ تعبیر کرنے کی کوشش کی ہے۔"

اٹلی کا ایک جہاز جو سمندر میں تنہا چھوڑ دیا گیا تھا ایک انگلستان کے بندرگاہ میں لایا گیا، قانون اٹلی کے بموجب اس پر ان اخراجات کا بار تھا جو گورنمنٹ مذکور نے کارکنان جہاز کو ان کے وطن بھیجنے میں برداشت کئے تھے، یہ بار تسلیم کیا گیا اور قابل نفاذ قرار پایا۔ مقدمہ ریوٹیا (۱۸۸۳) ۸۔ پی۔ ڈی۔ ۲۰۹۔ بج، صفحہ ۲۱۰

دفعہ ۱۵۴ (الف) تمسکات قابل بیع و شراء موقعات ۱۴۹ و ۱۵۰ کے حکم میں داخل ہیں، ان کے انتقال سے، ایسے دیون کے حق وصول کے استفادہ پر اثر پڑے گا جو کہ بموجب قانون مقام وقوع، بوقت انتقال ان تمسکات کی بنا پر واجب الوصول تھے۔

الکاک بنام ہمتھ [۱۸۹۲] ۱۔ چانسری۔ ۲۳۸۔ بج، تودہ جس کو، لنڈلے۔ واپس۔ کے، نے بحال رکھا، مقدمہ امپریل بنام امپیریل اسٹریلین بینک [۱۹۰۴] ۲۔ کے۔ بی۔ ۷۰۷۔ بج، واٹسن جس کی [۱۹۰۵] ۱۔ کے۔ بی۔ ۶۷۷، میں اگہتن ولیس۔ تودہ اور اسٹرلنگ نے تائید کی ہے

کفالتوں پر رسوم اسیطرح واجب الوصول ہیں جس طرح وہ مالک غیر کی کمپنیوں کے ان کفالت نامجات پر وصول کئے جاتے ہیں جو سلطنتہائے متحدہ میں تیار یا جاری ہوتے ہیں، بشرطیکہ وہ سلطنتہائے مذکور میں داخل ہونے کے بعد مصدق ہو جانے کیوجہ سے قابل بیع و شراء ہو جائیں۔ مقدمہ بارنگ بنام کمشنران ان لینڈ ریونیو [۱۸۹۰] ۱ کیو۔ بی۔ ۷۰۔ اے ایل۔ بج، صفحہ ۷۔ گیے و کانسس جنہوں نے ارسٹ اور رڈتے کے فیصلہ کو بحال رکھا اور اسی کی، مقدمہ سلاڈ رول اسٹوک بنام وغیرہ وغیرہ [۱۸۹۸] ۱۔ اے سی۔ ۵۶۵۔ بج، ہالسبری۔ بیکناٹن۔ آرش شیفیلڈ نے تائید کی ہے

205 **دفعہ ۱۵۴** (ب) سند اختراع یا اس میں شرکت، یا اس سند کے استعمال کی اجازت، اس ملک کی موقوعہ جائداد نہیں متصور ہوگی، جس میں وہ حق قائم ہے: کم از کم جہانتک کہ اس کا تعلق قانون مالکاری سے ہے۔

اسلٹنگ کمپنی آف اسٹریلیا بنام کمشنران ان لینڈ ریونیو [۱۸۹۶]
۲۔ کیو۔ بی۔ ۱۷۹۔ پولاک اور برونس نے اتفاق کیا۔ گرووسری بنام ایشر۔ لوپس۔ رنگبے نے (۱۸۹۷) ۱۔ کیو۔ بی ۷۵ میں اسکو بحال رکھا ہے
لیکن بمقدمہ رے بنام لیکوٹریر [۱۹۰۸] ۲۔ چانسری ۱۵۷۔ جو [۱۹۱۰] اے۔ سی۔ ۲۶۲ میں بحال رہا یہ طے ہوا کہ ملک غیر کی ایک جماعت موجود انگلستان کا نشان تجارت اس جماعت کے مقام توطن کے اس قانون کا تابع نہ تھا جسکی رو سے جائداد کی ضبطی کیجاتی تھی کیونکہ ملک غیر کا قانون تعزیرات انگلستان میں موثر نہیں ہے
لیکن کاروبار تجارت کی ساکھ یا نیک نامی جن میں ضمنی طور سے بعض معاہدات کا استفادہ بھی شریک ہو، قانون مال کے مفہوم میں اس ملک کی موقوعہ جائداد متصور ہوتی ہے جہاں اس تجارتی کاروبار کی کوٹھی واقع ہو۔
ٹراوہ کمپنی کی مارگرائن لمیٹیڈ بنام کمشنران ان لینڈ ریونیو [۱۹۰۰]
۱۔ کیو۔ بی۔ ۳۱۰۔ اے۔ ایل۔ جے۔ استمتھ۔ کانس وگھان ولمیس مجنوں نے ڈسکے۔ اور لارڈ کانس کے فیصلے کو منسوخ کر دیا۔ سابق فیصلہ کو [۱۹۰۱] اے۔ سی۔ ۲۱۔ میں یگناٹن۔ ڈیومی جیمس۔ برامپٹن۔ سابر لشن اور لنڈلے نے بحال رکھا۔ السبری مخالف الرائے رہے
اس کمپنی کے حصے جو انگلستان میں اس غرض سے رجسٹر ہوئی ہو کہ ایک بیرون ملک کے تجارتی کاروبار کو حاصل کرے، قانون مال کے مفہوم میں جائداد موقوعہ انگلستان متصور ہونگے۔
کمشنران ان لینڈ ریونیو بنام نیل کمپنی (پیرس) لمیٹیڈ [۱۹۰۸]
اے۔ سی۔ ۲۲۔ جے۔ ہیگنائن۔ ایشبرن۔ جیمس آف ہرفورڈ۔ اکنسن وجنہوں نے موٹن اور فارول (کانس نے دوسرے وجوہ پر اختلاف کیا) کا وہ فیصلہ منسوخ کر دیا تھا جس میں انہوں نے والٹن کی تجویز کو بحال رکھا تھا
گذشتہ دو نظائر سے قانون مالگزاری کے مفہوم میں تعمیل کے لئے جائداد موقوعہ مقام عدالت نہیں متصور ہوتی۔
ڈونبن گلکر ٹیکٹری بنام کمشنران ان لینڈ ریونیو [۱۹۰۱] ۱ کیو۔ بی۔

۲۴۵۔ اے۔ ایل۔ جے، ۱۳ تھ۔ کانس واٹر لنگ جنہوں نے ریڈ ٹے اور وارلنگ کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا ہے

کاغذی دیون، جو کاروبار تجارت کے سرمایہ میں شریک ہوں اس مقصد کے لئے ذاتی زمہ واری متصور ہوتے ہیں، اور اسلئے بغرض تعمیل، جائداد موقوعہ مقام عدالت نہیں سمجھے جاتے بیان پر انگلستان کے رسوم واجب الادا ہیں، اگر بیرونی تجارت کی بیع انگلستان میں واقع ہو۔ ویلاسکیوز لمیٹیڈ بنام کمشنران ان لینڈ ریونیو (۱۹۱۱) ۲۔ کے۔ بی۔ ۴۵۸۔ جج، کوزنز ہارڈے۔ ایم۔ آر۔ لارڈ جسٹس پکفورڈ۔ لارڈ جسٹس ربنفین ایڈی نے جسٹس اسکوروٹن کے فیصلے کو بحال رکھا ہے

دفعہ ۱۵۴ (ج) ملک غیر کی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کے رسیور (مہتمم) عموماً انگلستان کی عدالت سے مقرر ہوتے ہیں لیکن جب تک انکی یہ حیثیت، مقامی قانون سے نہ قائم ہو جائے، اس وقت تک کوئی شخص جو انگلستان کے مقدمہ میں فریق نہ رہا ہو۔ اور اگرچہ وہ انگریزی رعایا بھی ہو۔ اس بناء پر توہین عدالت کا ملزم نہیں قرار پا سکتا کہ اس نے ملک غیر میں ایسی کارروائی اختیار کی جس کا مقصد ان مہتموں کے قبضہ میں مخل انداز ہی تھا۔

مقدمہ ماڑسلے دفرزندان وغیرہ [۱۹۰۰] ۱۔ چانسری ۶۰۲۔ جج، کوزنز ہارڈے

دفعہ ۱۵۵ انگلستان میں، ملک غیر کے بادشاہ یا سلطنت کے دیوانی حقوق کی یقیناً حفاظت کیجاتی ہے خواہ ان کا تعلق جائداد سے ہو یا ذمہ داریوں سے 206
اور خواہ وہ بادشاہ کے ذاتی حقوق ہوں یا عام حقوق، لیکن یہ امر غیر متعین ہے کہ ملک غیر کے بادشاہ یا سلطنت کے سیاسی حقوق کی حفاظت کس درجہ تک ہو سکتی ہے۔ اگرچہ ان سے مالی فوائد بھی حاصل ہو سکتے ہوں۔ یا یوں کہو کہ یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا انگلستان میں سیاسی حقوق اس بنا پر کہ ان سے مالی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں، اثاثہ یا جائداد منقولہ سمجھے جائیں گے یا نہیں؟۔ بمقدمہ امپرر آف آسٹریا بنام مے وے کوتھ (۱۸۶۱)۔ ۲۔ گرف ۶۲۸۔ جج، اسٹورٹ۔ وی۔ ڈی۔ ایف۔ جے۔ ۲۱۷۔ جج، کیمبل۔ نائٹ بروس وٹرز میں یہ بحث پیش آئی، اس بنا پر کہ امپرر کی طرف سے یہ دعوی ہوا تھا: کہ اس کو جو مخصوص حق اپنے ملک میں کاغذات کے جاری کرنے کا حاصل ہے اس کی خلاف ورزی کا انسداد،

بذریعہ امتناعی حکم کے کیا جائے جسٹس اسٹورٹ نے، حکم امتناعی برنبائے حق جاری کرنا منظور کیا، اور اس حق کو مالی قیمت پر مبنی کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی لیکن مرافعہ میں تمام ججوں نے ان سے اس بارہ میں اختلاف کیا کیمبل اور نائٹ بروس نے حکم امتناعی کو، اس بناء پر بحال رکھا، کہ وہ مدعی کا ایسا حق تھا جو مالی فائدہ پر مبنی تھا جسٹس ٹرنر نے اس کی اس بنا پر تائید نہیں کی بلکہ بہ وجہ قرار دی کہ "جعلی اشاعت سے مدعی کی رعایا کا نقصان متصور ہے"۔ لارڈ کیمبل نے دوسری قسم کے سیاسی حقوق سے، جو مالی فوائد پیدا کرتے ہیں، اور جو بین الاقوامی معاہدات کے جواز کے ضمن میں ہمارے سامنے آئیں گے، حسب ذیل بحث کی "زیادہ تر وقیع عذر، اس قسم کے مقدمات پر مبنی تھا، جن میں یہ طے ہو چکا ہے کہ ہم ممالک غیر کے قوانین مال کا مطلق لحاظ نہیں کرتے، اس لحاظ سے اگر ملک غیر کا کوئی بادشاہ اس امر کے متعلق حکم امتناعی کی درخواست کرے، کہ انگلستان کے تیار کردہ سامان کو اس کے ملک میں خفیہ طور سے لانیکا انسداد کیا جائے، جو اس کے سخت مالی نقصان کا موجب ہے، تو یقیناً وہ درخواست نامنظور کیجائے گی: اگرچہ بلحاظ ارتباط بین الاقوام قاعدہ یہی رہا ہے کہ ممالک غیر کے قوانین کی وقعت کی جائے مگر آزاد تجارت کی تائید میں "قوانین مال" اس سے مستثنیٰ رہے ہیں اور استثنا کی ایک ایسی مثال ہے جو قاعدہ کو ثابت کرتی ہے"۔ (یو۔ ایس صفحہ ۲۴۱)۔

207

فصل ششم

جائداد غیر منقولہ

اٹلی کے مجموعہ قوانین میں بھی، جو کہ شخصی قانون بین الاقوام میں اصول قومیت کو لئے ہوئے قانون کا بہترین اور اعلیٰ ترین نمونہ سمجھا جاتا ہے، اور جس کے ابتدائی دفعہ (۷) میں محکوم ہے کہ "جائداد منقولہ مالک کی قوم کے قانون کی تابع ہے، بجز اس کے کہ اس ملک کا قانون جہاں کہ وہ جائداد پائی جائے اسکے خلاف حکم کرتا ہو۔ یہ حکم موجود ہے کہ "جائداد غیر منقولہ اسی مقام کے قانون کی تابع رہے گی، جہاں کہ وہ واقع ہے" یہ امر صفحہ (۹) پر بیان ہو چکا ہے کہ قانون مقام وقوع یا حقیقی قانون کا اصول اراضی کے متعلق، انگلستان میں نہایت عجلت کے ساتھ اختیار کر لیا گیا، اور وہیں اس کا نشو و نما ہوا۔ اس لئے جائداد منقولہ کے متعلق انگلستان کے مسائل بیان کرنے میں ہمکو صرف اس اصول کو وسیع کر کے ان مختلف صورتوں میں دکھانا ہوگا، جن کی تائید نظائر وغیرہ سے ہوتی ہے، اور جن میں باہم بہت کم اختلاف ہے۔ اگر اس کے متعلق کچھ شبہات ہیں تو وہ قانون سے زیادہ تر اختیار سماعت کے متعلق ہیں۔ مقام وقوع کے اصول کا اراضی سے متعلق ہونا مسلم ہے، کیونکہ وہی با اختیار لوگ، جو اس مقام پر موجود ہوں قبضہ لینے یا دینے میں جبر سے کام لے سکتے ہیں، ممالک غیر کے عہدہ داروں کا قبضہ دلانی یا اس کی ملکیت کی تجویز کرنے میں براہ راست کوشش کرنا ایک عبث فعل ہوگا — اگر فعل مذکور، فوری یا آئندہ کے حق قبضہ سے بالکل جدا اور غیر متعلق رہے۔ البتہ ملک غیر کے عہدہ دار بالواسطہ اراضی کے قبضہ یا ملکیت کے فیصلہ کی اسطرح کوشش کر سکتے ہیں کہ اس شخص کو جو ذاتی طور سے ان کے احکام کا تابع ہے، مجبور کریں کہ وہ ان حقوق

قبضہ یا ملکیت کو، جو اُسے مقام وقوع جائداد میں حاصل ہیں، اس طرح کام میں لائے کہ اُن کی ایسی تجویزیں موثر ثابت ہوں جو بغیر اس عمل کے بالکل بے کار تھیں۔ مگر بظاہر معقول اصول یہ معلوم ہوتا ہے کہ محض کسی شخص کی ذات پر اختیار حاصل ہونے کی وجہ سے ایسی کوشش نہ کیجانی چاہئے، ایسی کوشش صرف اسی صورت میں ہونی چاہیے جبکہ کوئی ایسا فعل کیا گیا ہو جس میں شخصی اختیار سماعت سے کام لینے کی ضرورت برپا ہے اس ذمہ داری کے پیش آتی ہو جس کا تعلق صحیح طور سے فعل مذکور سے ہو؛ اور ملک غیر کی اراضی کے متعلق تجویز کرنا اس ذمہ داری کے تصفیہ کیلئے ضروری سمجھا جاتا ہو۔ یہ امر صاف طور سے ظاہر ہے کہ اس اصول کے استعمال میں بیحد احتیاط کی ضرورت ہے، اور اس میں ایسی صورتیں بھی پیش آسکتی ہیں جن میں غیر منقولہ حقوق زیر بحث 208
کا تعلق بخود اراضی یا اس کے قبضہ سے نہیں ہوتا۔

دفعہ ۱۵۶ جائداد غیر منقولہ کی ملکیت اور ان کے انتقال کے طریقوں کے متعلق تمام مباحث کا تصفیہ، قانون مقام وقوع کی رو سے کیا جاتا ہے۔ انگلستان میں انتقال کی ان تمام صورتوں کے جو بروئے قانون مقام معاہدہ عمل میں آئیں نافذ کئے جانے کی نسبت دیکھو صفحہ ۱۰ گزشتہ۔

غیر منقولہ حقوق کی رستاویزات انتقال پر مہر کا ہونا قانون مقام وقوع پر منحصر ہے۔ مقدمہ ڈاس بنام کلوڑ بک (۱۸۸۳) ۱۰ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۳۰۴۔ ۳ کیو۔ بی۔ ج

دفعہ ۱۵۷ ۔ اراضی کے متعلق ایسے حقوق جو میعادی ہوں ۔ خواہ وہ چند سال کیلئے ہوں یا زندگی بھر کیلئے، یا اس کے علاوہ، یا ایسے حقوق جو اپنی نوعیت کے ہوں، مثلاً قانونی (ex jure Quiritium)؛ یا متعلقہ استفادہ in bonis؛ یا استفادہ ہائے حقیت تابع (servitudes)؛ یا بار، یا کفالتیں، اور اراضی کی ہر قسم کی تقسیمیں ۔ اراضی کی طرح غیر منقولہ متصور ہوتی ہیں۔

دفعہ ۱۵۸ قانون مقام وقوع، جس رقم کو جائداد غیر منقولہ کے قائمقام قرار دے، اس پر وہی تمام حقوق قائم ہوتے ہیں جو جائداد غیر منقولہ پر قائم ہوتے ہیں، لیکن اگر جائداد مذکور، مالک کے منتقل کرنے یا اس کی کسی کارروائی کی بنا پر،

فروخت ہو جائے تو اس کی قیمت پر وہ حقوق عائد نہیں ہوتے، جو بحیثیت جائداد غیر منقولہ کے اس پر عائد ہوتے تھے، جب تک کہ وہ فریقین کی رضامندی یا قانون مقام وقوع کی رو سے بحال نہ رکھے جائیں۔

اس دفعہ کے جزاول کی توضیح اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ قانون انسداد غلامی کی تحت میں جو معاوضہ دیا گیا اس پر وہی حقوق قائم کئے گئے جو خود غلاموں کے متعلق تھے۔ دیکھو فارس بنام ایمس (۱۸۳۹) ۹ سلکم ۔ ۴۶۲ ۔ جج شاؤ ڈیل کا مقدمہ جس میں ریاد ریا بنام ریا (۱۹۰۲) ۱۔ آئی۔ آر۔ ۱۵۱ ۔ ۴ ۔ جج ٹوڑ میں ایک شخص متوطن آرلینڈ لاولد اور بلا وصیت کے مر گیا، اس نے ایک بیوہ اور جائداد چھوڑی جس کی قیمت ایکہزار پونڈ سے زیادہ تھی۔ جائداد میں ارا ضی موقوعہ وکٹوریا (اسٹریلیا) بھی شریک تھی۔ اس ملک کے قانون کے لحاظ سے ان حالات میں بیوہ کو بجملہ جائداد کے ایکہزار پونڈ کا حق حاصل تھا اور بقیہ جائداد اس میں اور رشتہ داران مابعد میں قابل تقسیم تھی۔ وکٹوریہ کے مہتمم ترکہ نے ارا ضی کو فروخت کر کے اس کی قیمت بیوہ کے پاس بھیجدی جو آئرلینڈ میں مہتمم ترکہ تھی۔ دفعہ ہذا کے جزاول کی رو سے بیوہ دیون کے بار کے ساتھ قبل عائم تقسیم کے، ارا ضی کی قیمت میں سے ایکہزار پونڈ کی مستحق تھی مگر قرار یہ پایا کہ دیون کی ادائی کے لئے ارا ضی موقوعہ وکٹوریا کی قیمت سے ایکہزار پونڈ کے بار کفالت کے عام جائداد میں شریک کر دی جائے۔ اس طور سے بیوہ کو جو پانچ سو پونڈ انگلستان کے ایکٹ متوفیان لاوصیت ۱۸۹۰ء کی تحت میں دلائے گئے اس کا بار کفالت بھی جائداد پر پڑا۔ اس میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ بیوہ اگر اپنے حق میں مفید تصور کرتی تو وکٹوریا کی ارا ضی کی نصف قیمت کا ۔ بشرطیکہ قرضہ دیون اور ایکہزار پونڈ کے ۔ دعوی کر سکتی تھی، مگر پانچسو پونڈ کے متعلق ایسے دعوی کی مجاز نہیں ہو سکتی تھی، جب تک کہ وہ یہ رقم جملہ جائداد سے وصول کئے جانے پر رضامند نہ ہوتی جیسا کہ انگلستان کی پارلیمنٹ کا منشا تھا کہ اس رقم کا بار جملہ جائداد پر عائد کیا جائے۔ 209

دفعہ ہذا کے دوسرے جز کی توضیح ملک غیر کی جائداد غیر منقولہ کی فروخت سے ہوتی ہے، جو بغرض تصفیہ حسابات شراکت یا بہ تعمیل وصیت ذریعہ اُمنا گل میں آئے،

ایسی حالت میں فروخت کی رقم سے رسوم وراثت واجب الادا ہیں۔ مقدمہ فاربس بنام اسٹیون۔ ڈکنز بنام فاربس (۱۸۷۰) ایل۔ آر۔ ۱۰۔ ای۔ کیو۔ ۱۷۸۔ جج جیمس و اسٹوکس۔ اسٹوکس بنام ڈکرانز (۱۸۹۰) ۶۲۔ ایل۔ ٹی ۱۷۶ جج، نارتھ ۔ رقم فروخت میں توریث انگلستان کے قانون امانت کے مطابق جاری ہوگی نہ کہ مقام وقوع کے قانون وراثت کے مطابق۔ مقدمہ پیری و ٹھام بنام پیری (۱۸۹۵) ۱۔ چانسری ۸۳۔ جج نارتھ ۔

تملیک نامہ کے ذریعہ سے جو حق استفادہ دیا گیا تھا، اور جس کی بنا پر انگلستان کی موقوفہ جائداد غیر منقولہ بغرض فروخت و تقسیم امانت میں تھی، ذاتی جائداد قرار پایا، اور اس بنا پر اس کا بذریعہ ایسی وصیت کے جو ملک غیر کے طریقہ پر کیجائے منتقل ہونا جائز رکھا گیا۔ ایسی وصیت جائداد منقولہ کیلئے لارڈ کنگس ڈاون کے ایکٹ کے لحاظ سے صحیح تھی۔ یعنی کے تملیک نامہ امانت کا مقدمہ (۱۹۱۹) ۱۔ چانسری ۰۰۔ جج سوانسٹن ایڈی۔ ایم۔ آر۔ لارڈ جسٹس ڈیوک جسٹس آیو ہجنز نے پیرسٹن کی تجویز کو منسوخ کر دیا۔

ایک موصی نے اسکاٹ لینڈ کی جائداد غیر منقولہ کی اراضی کی رقم فروخت کے تصرف (Appointment) کا اختیار اپنے امانت بغرض فروخت حاصل تھا۔ ایک وصیت نامہ کے ذریعہ سے جو اسکاٹ لینڈ میں لکھا گیا تھا اور جو وہاں کے قانون کی رو سے ناجائز تھا (انگلستان کی) وصیت کے لحاظ کی رو سے جائز تھا، جائداد کا بقیہ حصہ اپنی زوجہ کے لئے چھوڑا۔ طے ہوا کہ یہ انتقال جائز تھا کیونکہ رقم فروخت میں استفادہ، بمنزلہ اراضی کے تھا اور اس کا انتقال قانون مقام وقوع کے لحاظ سے صحیح تھا۔ پری بنام چیپرنونی (۱۹۰۲) ۲۔ آئی۔ آر ۲۲۴ مگر یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا یہ فیصلہ اس فیصلہ کے مطابق ہے جو لیٹن کے مقدمہ امانت میں کیا گیا تھا؟ یہ وصیت نامہ حسب ایکٹ لارڈ کنگس ڈاون صحیح اور بطور جائز انتقال جائداد کے لئے کافی ہوتا، اگر یہ فرض کر لیا جاتا کہ وہ ذاتی جائداد تھی۔ مگر عدالت میں اس امر پر لحاظ نہیں کیا گیا، اور اس لئے فیصلہ کہ:۔ "وہ اراضی جو فروخت کے لئے امانت میں ہو، بمنزلہ اراضی کے متصور ہوتی ہے" ——— نہایت مشتبہ ہے!

جائداد غیر منقولہ کے متعلق انگلستان کا جو عام اصول ہے، وہ انھیں تین دفعات میں درج کر دیا گیا ہے۔ انگلستان کے وہ مخصوص مباحث جن میں اس اصول سے کام لیا جاتا ہے، اہم اور مختلف ہونے کی وجہ سے علیحدہ دفعات میں ذکر کئے جائینگے۔

دفعہ ۱۵۹ بار لگان، جو ارضی واقع انگلستان سے پیدا ہو، غیر منقولہ متصور ہوگا، اور جب انگلستان کے کسی قانون کی رو سے اس پر بحیثیت جائداد منقولہ کے رسوم وراثت عائد ہوتے ہوں تو وہ رسوم واجب الادا ہیں: اگرچہ مالک متوفی کا توطن ملک غیر کا ہو، اور اس لئے جو جائداد منقولہ وہ چھوڑے اس پر یہ رسوم نہیں لئے جائیں گے۔

مقدمہ چیٹ فیلڈ بنام برچولڈ (۱۸۷۲) ایل۔ آر۔ ۷۔ چانسری۔
مرافعہ ۱۹۲۔ جج جیمس ملیشن جنہوں نے بیچ کا فیصلہ منسوخ کیا (۱۸۷۱) ایل۔ آر۔ ۱۲۔ ای کیو۔ ۴۶۴ ؛

دفعہ ۱۶۰ جب کسی ایسے دین کی بابت، جو ذاتی طور سے بھی واجب الادا ہو، جائداد غیر منقولہ کی کفالت دیجائے، تو اس امر کا فیصلہ کہ آیا دین مذکور غیر منقولہ ہے؟ — اس مقام کے قانون سے کیا جاتا ہے، جہاں جائداد مذکور واقع ہے: یعنے یہ امر کہ جائداد غیر منقولہ کی قیمت کے اس جز کی جس پر دین مذکور لیا گیا، حیثیت منقل ہوگئی؟ — یا وہ صرف ایک دین مزید کفالت کے ساتھ ہے!

ایک ارتہان کے مقدمہ میں جو دین ارضی واقع کینیڈا کی کفالت پر لیا گیا تھا، جسٹس سوئنفن ایڈی نے اس دفعہ کے مندرجہ احکام کو بسند کیا (۱۹۱۱)
۲۔ چانسری صفحہ ۳۱۳۔ اور عدالت مرافعہ نے (کورنس آر ڈی۔ فارول۔ جسٹن گرسوالڈ نے ایسے وجوہ پر جو اس نے ظاہر نہیں کئے) اس پر شبہ کیا، یہ فیصلہ کیا، کہ ارتہان غیر منقولہ ہے۔ مقدمہ ہولیز۔ روبنام چیگ (۱۹۱۱)۔ چانسری، ۷۹، ۱۔ لیکن قانون مقام وقوع جو کام میں لایا گیا اسکی نسبت سمجھا گیا کہ وہ وہی ہے جو انگلستان کا قانون ہے؛ اس صورت میں جائداد کا منقولہ اور غیر منقولہ میں تقسیم کئے جانے کا کوئی عمل نہیں ہو سکتا تھا۔ دیکھو صفحہ ۱۸۵۔ مج، فارول ؛ 210

اسکاٹ لینڈ کے ایک مسلک قابل توریث میں یہ صورت پیش آئی کہ قرضہ جو دیون

کی ذات اور نیز راضی سے جب الوصول تھا وہ وائن کے وارث جائداد غیر منقولہ کو پہنچا اور مدیون کا وارث جائداد غیر منقولہ، مدیون کی جائداد منقولہ کے حوالے سے اپنی برائت کا دعویٰ نہ کر سکا۔ اس لئے اس صورت میں کہ وائن انگلستان کا متوطن تھا اور اس نے ایک ایسا وصیت نامہ مرتب کیا تھا جس کے ذریعہ سے جائداد غیر منقولہ موجودہ اسکاٹ لینڈ منتقل نہیں ہو سکتی تھی، قرضہ اس کے اسکاٹ لینڈ کے وارث پر عائد ہوا۔ مقدمہ جانسٹن بنام بیکر (۱۸۱۷) ۴ - میڈ - ۴۰۷ - نوٹ - جج گرانٹ - مقدمہ جرنگھام بنام ہربرٹ (۱۸۲۹) ۴ - رس - ۸۸ - ۱۰۴ - جج لیچ - ومقدمہ ایلن بنام انڈرسن (۱۸۴۶) ۵۰ - ۱۰ - ۱۶۳ - جج ویگرام - اس صورت میں بھی کہ مدیون انگلستان کا متوطن تھا، اس کا اسکاٹ لینڈ کا وارث متوفی کی جائداد منقولہ کی بنا پر اپنی برائت کا دعویٰ نہ کر سکا۔ مقدمہ ڈرینڈ بنام ڈرینڈ (۱۷۰۹) وہوس اوف لارڈز بمرافعہ اسکاٹ لینڈ۔ رابرٹسن کی کتاب وراثت صفحہ ۲۰۹ والیسٹ بنام منٹو (۱۸۲۱) ۶ - میڈ - ۱۶ - جج لیچ - نیز دیکھو دفعہ ۱۱۰ لیکن اب قانون وکٹوریا ۳۱ و ۳۲ فصل ۱۰۱ دفعہ ۱۱۷ کی رو سے اسکاٹ لینڈ کی قابل وراثت کفالتیں وائن کی توریث کے لحاظ سے چند استثنات کے ساتھ منقولہ متصور ہوتی ہیں۔

دفعہ ۱۶۱ اگر دوسرے ملک میں اسی وین کی بابت جداگانہ کفالت لے لی گئی ہو گی، تو موخرالذکر دفعہ سے کام نہیں لیا جائے گا، کیونکہ جائداد غیر منقولہ کی کفالت کا قانون مقام وقوع وین کی مجموعی حیثیت پر موثر نہیں ہو سکتا۔

جس صورت میں اس قرضہ کی بابت جو اسکاٹ لینڈ کے ایک قابل توریث تمسک سے ملا تھا، انگلستان میں کفالت لے لی گئی تھی، تو قرضہ مذکور وائن کے وصیتی موہوب لہ کی طرف منتقل کر دیا گیا اگرچہ وصیت نامہ ایسا تھا کہ اس سے اسکاٹ لینڈ کی جائداد غیر منقولہ منتقل نہیں ہو سکتی تھی۔ مقدمہ بکلے بنام ہور (۱۸۱۹) ۴ - میڈ - ۴۶۷ - جج لیچ جنہوں نے اپنا ذاتی اختیار وائن کے اسکاٹ لینڈ کے وارث پر استعمال کر کے اس کو موہوب لہ وصیتی کا امین قرار دیا۔ مقدمہ گیسٹ بنام گورنگ (۱۸۵۴) - ۸ - بیو - ۳۰۲ - جج رومیلے۔

دفعہ ۱۶۲ دیون اور ہبہ جات وصیتی کے ادا کرنے کے طریقوں کے متعلق کوئی قانون، جو اس ملک میں رائج ہو، جہاں متوفی کی جائداد کا اہتمام ہو رہا ہو، گو کہ متوفی وہیں کا متوطن ہی کیوں نہ ہو! دیون اور ہبہ جات مذکور کے متعلق، اس سے زیادہ بار، اس کی جائداد غیر منقولہ پر نہیں عائد کر سکتا، جو از رو نے قانون مقام وقوع، اس پر عائد ہوتا ہو۔

ہرسین بنام ہرسین (۱۸۷۲) ۱۰ ج، سلبورن جمیس سلیشن (۱۸۷۳) ۲ جس میں سلبورن وسلیشن نے (ولمے (۱۸۷۲) کا فیصلہ منسوخ کیا، جس کی توجہ اس معاملے کی طرف مبذول نہیں کرائی گئی تھی۔ ایل۔ آر۔ ۸۔ چانسری مرافعہ ۴۳۲۔ مقدمہ ہیوٹ دلاسن بنام ولکن (۱۸۹۱) ۳۔ چانسری ۵۶۸ ج، زر مرنگلستان کی اراضی سے خیراتی ہبہ وصیتی کا اجرا نہیں ہو سکتا، اگرچہ موصی کی یہ خواہش ہو: کہ اس کے معاملات کا تصفیہ اسکاٹ لینڈ کے قانون سے ہونا چاہیئے۔ اس بنا پر یہ مقدمہ دوسرے امور متعلقہ اہتمام ترکہ میں ہرسین بنام ہرسین سے مختلف ہو گیا ہو

دفعہ ۱۶۳ اگر مقام معاہدہ کے قانون کی رو سے معاہدہ ناجائز ہے، تو اس کے متعلق، جو کفالت جائداد غیر منقولہ کی دیجائے گی، وہ بھی ناجائز ٹھہرے گی، اگرچہ معاہدہ مذکور، کفالت کے مقام وقوع کے قانون کے لحاظ سے ناجائز نہ ہوتا۔

ریکارڈ بنام گولڈ (۱۸۲۷) ۱۔ سوے ۲۲۔ ج، ہارٹ ہو

دفعہ ۱۶۴ اراضی کا میعادی پٹہ، اگرچہ انگلستان یا مالک کے کسی 211
دوسرے ذاتی قانون کے لحاظ سے، جائداد منقولہ ہو، مگر انگلستان میں شخصی قانون بین الاقوام کے مقاصد کیلئے، جائداد غیر منقولہ متصور ہوتا، اور قانون مقام وقوع کا تابع رہتا ہے۔

ایک موصی متوطن آئرلینڈ کو انگلستان کے ایک میعادی ہبہ کے انتقال کیلئے، تھیلوتسن کے ایکٹ سے مدد لینی پڑے گی۔ مقدمہ فریک بنام کاربری (۱۸۷۳) ایل۔ آر۔ ۱۶۔ ای کیو ۴۶۱۔ ج، سلبورن ہو ایک ایسے مالک کے مرجانے کے بعد جس کا توطن اٹلی کا تھا، اس کے پٹہ میعادی واقع آئرلینڈ کی توریث کا انحصار آئرلینڈ کے قانون پر رہے گا اور حسب اہتمام ترکہ

کی منظوری دیجا سکے گی۔ مقدمہ جنٹلی (۱۸۷۵) ایپیش لا رپورٹ ۔ ۹ ۔ آئی کیو۔ ۱۴۱ ۵ ۔ نج، اگرچہ یہ بھی صورت واں بھی جہاں مقام وقوع جائداد منقول تھا۔ مقدمہ موسی بنام ولیٹیا گن [۱۹۰۸] ۲ ۔ چانسری ۔ ۲۲۵ ۔ نج، سوئفٹ ایڈمی ۵

انگلستان کے میعادی پٹوں سے مارٹین کا ایکٹ متعلق ہوتا ہے، اور اسکی وجہ سے جسقدر جائداد یا مقدار خیراتی کاموں سے خارج ہو جاتی ہے، وہ انگلستان کے قانون کے مطابق بعد کے قریب ترشتہ دار کو پہنچتی ہے۔ مقدمہ ڈاکن بنام لاسن (۱۸۸۹) ۴۱ ۔ چانسری ڈویژن ۔ ۳۹۴ ۔ نج، کہتے ہیں

لیکن جس حالت میں متوفی کا بحالت وطن اسکاٹ لینڈ انتقال ہوا ہو، اور اس کا مہتمم ترکہ انگلستان میں بھی منظور کر لیا گیا ہو، تو انگلستان کے پٹہ جات کے متعلق اس کو وہی اختیارات حاصل رہیں گے جو ایک انگلستان کے مہتمم ترکہ کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ مقدمہ ہڈ بنام بارانگٹن (۱۸۶۸) ایل۔ آر۔ ۶ ۔ ای کیو۔ ۲۱۸ ۔ نج،

روسے

دفعہ ۱۶۵ جائداد غیر منقولہ کی انتقال حقیت یا وصیتی انتقالات کے موانع کے متعلق جس قدر سوالات پیدا ہونگے، اس کا تصفیہ قانون مقام وقوع سے کیا جائیگا ۔ خواہ وہ موانع عام ہوں یا خاص۔ اور خاص ہونے کی صورت میں، خواہ وہ موانع انتقال حقیت یا طریقہ انتقال وصیتی کے متعلق ہوں، مثلاً ذریعہ وصیت نامہ، یا مخصوص اشخاص کے حقیں بشکل زوجہ اور شوہر ہیں، یا خاص مقصد کیلئے، جیسے خیرات وغیرہ، اور خواہ وہ موانع کلی ہوں، یا قیمت کے کسی خاص جز تک محدود ہوں۔

مارٹین کا ایکٹ انگلستان کی اراضی کے انتقال وصیتی کا مانع ہے، اگرچہ اس سے بیرون ملک خیراتی کام لینا بھی مقصود ہو ۵

مقدمہ کرٹس بنام ہٹن (۱۸۰۸) ۱۴ ۔ ویس ۵۳۷ ۔ نج، اگرانٹ: چونکہ یہ ایکٹ قانون کینیڈا کا ایک جز ہے، اسلئے اس رقم سے بھی متعلق متصور ہوگا، جو کینیڈا کی اراضی کے ارتہان سے حاصل کی گئی ہو ۔ مقدمہ تولیر۔ رو بنام جیک (۱۹۱۱) ۱ ۔ چانسری ۱۷۹ ۔ نج، کوزنس ہارڈی ۔ موشس (بحالت شبہ) بوفارول،

مؤثر بہ سوئفٹن ایڈمی ؛

اس موقع پر یہ امر قابل بیان ہے اگرچہ وہ اس وقعہ کی بحث میں صحیح طور سے نہیں آسکا کہ ایک موصی متوطن اسکاٹ لینڈ کے اہتمام ترکہ میں انگلستان کی عدالت نے ایسی جائداد منقولہ کے وصیتی ہبہ کے نفاذ سے انکار کردیا جس سے انگلستان کی اراضی کا خیراتی امانت میں آجانے کا امکان تھا: جو مارٹین کے ایکٹ کے خلاف ہے۔ مقدمہ اٹرنی جنرل بنام ٹرو، (۱۸۲۷) ۲۔ اس۔ ۸۰۔ ۳۔ ج، لنڈہرسٹ: اس کی تائید (۱۸۳۱) میں ہوئی؛ ۲۔ ڈی۔ سی۔ ایل۔ ۲۹۲۔ ج، لنڈہرسٹ لیکن اسکے بعد سے پراوتی کونسل میں یہ طے ہوا ہے جو میرے خیال میں صحیح ہے: کہ ایک نوآبادی کا رہنے والا، موصی انگلستان کی اراضی کو خیراتی امانت میں لانے کے لئے جائز طور سے رقم دے سکتا ہے۔ کونسل مذکور نے یہ بحث کی کہ مقدمہ اٹرنی جنرل بنام مل میں موصی اسکاٹ لینڈ کا متوطن نہیں خیال کیا گیا اگرچہ اس رپورٹ اور لارڈ سینٹ لیونارڈ کے الفاظ (قانون جائداد صفحہ ۱۹۴ میں اختلاف تھا..... لارڈ سینٹ لیونارڈ، اس مقدمہ میں وکیل تھے؛ مقدمہ سیوراف کنٹربری بنام وائیمن (۱۸۹۵) ۱۔ ے۔ سی ۸۹: انھوں نے اپنے اور جسٹس سلبورن کی طرف سے فیصلہ صادر کیا۔ وائسن بگینٹن موریس سٹینڈ۔ اور کوچ کی رائے کا اظہار، لارڈ ہابہوس نے کیا؛

ایک حال کے مقدمہ میں اسٹریلیا کی ایک ایسی کمپنی کے ڈائرکٹروں (تمسک اقرار دین) پر جس کے پاس انگلستان کی ہبہ کی اراضی بھی تھی خیراتی ہبہ وصیتی کا عائد کیا جانا جائز قرار دیا گیا، کیونکہ انگلستان کے مارٹین کے ایکٹ کے لحاظ سے یہ سے استفادہ کا حق خیراتی کاموں کیلئے وصیت نہیں کیا جاسکتا۔ 212
اسٹریلیا کا قانون جو کہ موصی کے مقام توطن کا قانون تھا، اس کی اجازت دیتا تھا کہ وصیت کے ذریعہ سے خیراتی کاموں کے مصارف کا بار اراضی پر عائد کیا جائے؛ مگر مقام وقوع جائداد کے قانون کے الفاظ کے لحاظ سے تمام وصیت اس بناء پر کہ اس میں جائداد غیر منقولہ سے تمتع کا ایک شعبہ پایا جاتا تھا، ناجائز قرار پائی ؛

مقدمہ ڈاسن [۱۹۱۵] ۱۔ چانسری ۲۶۔ ۶۔ سی۔ اے۔ جج، کورنس ہارڈی، ایم۔ آر۔ ماسٹر۔ جوائنس ج

ملک غیر کی موقوعہ جائداد غیر منقولہ کو ٹارٹین کے ایکٹ کے مقاصد کیلئے انگلستان کی عدالتیں خاص منقولہ جائداد قرار دیتی ہیں۔ مقدمہ ہیوانٹ بنام اولیورا (۱۸۶۸) ایل۔ آر۔ ۶۔ ای۔ کیو۔ ۵۳۴۔ جج، اسٹورٹ۔ (۱۸۶۹) ایل۔ آر۔ ۴۔ چانسری۔ مرافعہ۔ ۲۰۹۔ جج، سٹون۔ وکفرڈ ج

مقدمہ موخر الذکر کے ضمن میں یہ امر قابل بیان ہے کہ جس زمانہ میں انگلستان کی حقیقی جائداد پر ہر صورت میں ایک متوفی کے قرض کا بار عائد نہیں ہو سکتا تھا تو وہ ملک غیر کی موقوعہ قسم کی جائداد کہی جاتی تھی۔ اس نقطہ میں یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ حق توریث بھی ملک غیر میں واقع ہونے کی بنا پر ادائی دین اور وصیت کیلئے جائداد منقولہ از قسم اثاثہ متصور ہوتا ہے۔ مقدمہ نوئل بنام رابسن (۱۹۰۱) ۲۔ ونٹرس۔ ۳۵۸۔ جج، ناٹھنگام ج

ایک حال کے مقدمہ میں ادائی ہبہ وصیتی کے لئے اس اصول سے کام لیا گیا اور یہ قرار پایا کہ ہبہ کے وصیتی بار کو ارضی اور جائداد منقولہ کے سرمایہ موجودہ ارجنٹائن پر عائد کر دینے سے یہ مفہوم نہیں ہو سکتا کہ ہبہ کے ادا کرنے میں ارضی اور اثاثہ کی حیثیت یکساں ہوگی، بلکہ اس کا منشا یہ ہے کہ ارضی اس کی ادائی کے لئے ایک مزید فنڈ ہو جائے۔ مقدمہ آمچھ بنام استمھد [۱۹۱۳] ۲۔ چانسری ۲۱۷۔ جج، آیو۔ جج نے اس اصول کو جو انگلستان کی ارضی کے متعلق ہے، ملک غیر کی ارضی سے متعلق کیا ج

دفعہ ۱۶۵ (الف) جائداد غیر منقولہ کے متعلق معاہدہ کرنے کی قابلیت، قانون مقام وقوع جائداد کے تابع ہے۔

جو معاہدہ ایک مشکوحہ عورت متوطن انگلستان، انگلستان میں جائداد موقوعہ ملک غیر کے متعلق کرے وہ قابل نفاذ نہ ہوگا، اگر معاہدہ مذکور کا مشکوحہ عورت کیطرف سے عمل میں آنا قانون مقام وقوع کے لحاظ سے باطل ہو۔ مقدمہ بنک آف افریقہ لمیٹیڈ بنام کوہن [۱۹۰۹] ۲۔ چانسری ۱۲۹۔ جج، بکلے۔ کنیدی

کورنس بارڈی جنہوں نے جسٹس آبوکی تجویز کو بحال رکھا ہے۔

دفعہ ۱۶۵ (ب) اراضی کے متعلق جو معاہدہ ہو اس کی تعبیر میں، صحیح قانون معاہدہ کو ——— جس کا قانون مقام وقوع جائداد ہونا لازمی نہیں ہے ——— ہمیشہ ترجیح حاصل ہوگی۔ مقدمہ برٹش سا وتھ افریقہ کمپنی بنام ڈی بیرس کانسولیٹیڈ مائنس لمیٹیڈ (۱۹۱۰) ۲۔ چانسری ۵۰۲۔ نیز ملاحظہ ہو صفحہ ۲۱۔

دفعہ ۱۶۶ کسی ولی، مہتمم، جائداد کی کمیٹی، یا کارروائی دیوالیہ میں مفوض الیہ کو خواہ ان کا تقرر ملک غیر کے عدالتی اختیارات کی بناء پر ہوا ہو، خواہ ملک غیر کے قانون کی وجہ سے انکی یہ حیثیت قائم ہوئی ہو، ——— اپنے بالغ، مجنوں یا دیوالیہ کی جائداد غیر منقولہ واقع انگلستان کے متعلق کوئی اختیار نہیں ہے۔

ایک اراضی کی قیمت، جو ریاست چلی کے ایک مجنون کی ملک تھی، ۱۸۶۸ء کے ایکٹ تقسیم کے محاظ سے فروخت کر دیگئی مگر قیمت اس کی چلی کے مہتمم کے حوالہ نہیں کیگئی۔ مقدمہ گرسوڈ بنام بارٹلس (۱۸۷۷) ۴۶۔ ایل۔ جے۔ (این۔ ایس) چانسری ۸۸۔ ۷۔ ج ۳ آل پی

عہد وکٹوریہ کے ایک ایکٹ دیوالیہ کی رو سے دیوالیہ کو یہ حکم دیا جا سکتا ہے کہ وہ داخوں کے فائدہ کے لئے اپنی غیر منقولہ جائداد آبادی سے باہر لائے۔ چونکہ دیوالیہ کی زندگی میں اسے حکم کے اجرا کی درخواست نہیں کی گئی اس لئے اسکے حق متعلقہ جائداد موقوعہ انگلستان پر کسی قسم کا اثر نہیں پڑا۔ مقدمہ ویٹ بنام بنگلے (۱۸۸۴) ۱۱ چانسری ڈویژن ۴۶۔ ۶۔ ج ۳ آل پی

دفعہ ۱۶۷ جب ازدواجی توطن کے قانون کی رو سے ازدواجی جائداد کا اشتراک ہونا لازم ہو، یا باہم اس حکم کا صریح معاہدہ ہو گیا ہو، تو ان کی مملوکہ جائداد 318
غیر منقولہ واقع انگلستان میں زوجین میں سے کسی ایک کا حق تابع قانون مقام وقوع نہ متصور ہوگا۔ دیکھو مقدمہ ڈی نکلاس بنام کرلیر (۱۹۰۰) ۲۔ چانسری ۔ ۱۰۔ یو۔ آر صفحات ۷۵۔ ۴۔ لیکن دوسری صورتوں میں زوجین کی انگلستان کی جائداد غیر منقولہ کے متعلق صرف انگلستان کا قانون نافذ کیا جائے گا، خواہ جائداد قبل ازدواج پیدا کی گئی ہو، یا بحالت ازدواج۔

دفعہ ۱۶۸ بلا وصیت فوت ہونے کی حالت میں انگلستان کی جائداد غیر منقولہ انگلستان کے قانون کے مطابق ورثاء کو پہنچتی ہے، خواہ متوفی کا ذاتی قانون کچھ ہو۔ دیکھو اوفات ۱۷۸، ۱۷۹۔

دفعہ ۱۶۹ کوئی محدود حق استفادہ، یا بار کفالت، یا دوسرے قسم کی تقسیم ملکیت انگلستان کی اراضی کے متعلق عمل میں نہیں آسکتی، اور نہ انگلستان کی کوئی غیر منقولہ جائداد بشمول پٹہ چند سال کے اشخاص زندہ میں منتقل ہوسکتی ہے، اور نہ کوئی انگلستان کی غیر منقولہ جائداد وصیت کے ذریعہ سے عطا ہوسکتی ہے جب تک وہ اس شکل میں نہ ہو جو انگلستان کے قانون میں ان مختلف مقاصد کیلئے مقرر ہے۔

۱۸۹۷ء کا ایکٹ انتقال اراضی (وصیتی) اہتمام کو حقیقی قائمقام قرار دیتا ہے جس سے انگلستان کی تمام غیر منقولہ جائداد جس کا حق کسی شخص کو اسطرح حاصل ہو کہ اس میں کسی دوسرے شخص کو حق پس ماندگی (survivorship) نہ ہو، اس کی موت پر کسی وصیتی انتقال کی موجودگی میں بھی اسی وصی یا اہتمام کی طرف منتقل ہوگی۔ ایسے قائمقام کو دیون اور ہبہ وصیتی کے ادا کرنے کی غرض سے جائداد غیر منقول کا انتظام کرنا ہوگا، اور اس پابندی کے ساتھ ان لوگوں کے فائدہ کے لئے جو از روئے قانون اسکے مستحق ہیں جائداد مذکور کو امانتاً رکھنا پڑے گا۔ ایکٹ وصیت البتہ قانون مقام وقوع متصور ہوگا، اور اسی سے ایسے وصیت نامہ کی شکل کا تصفیہ ہوگا جس سے انگلستان کی حقیت قابل ارث (Free holds) میں حق استفادہ کا تعین ہوتا ہو۔ قائمقام کی قانونی ملکیت ایک درمیانی ملکیت متصور ہوگی۔

انگلستان کی اراضی اگر میراثی یعنے چند سال کیلئے ہو تو بحالت موت اس کے منتقل ہونے کا یہ قاعدہ ہے کہ اس کی قانونی حقیت صرف پرو بیٹ یا سند اہتمام کی بناء پر منتقل ہوتی ہے، اور ایسے انتقال کے لئے جس شکل یا صورت کی ضرورت واقع ہوتی ہے اس کا جواب ان شرائط کی تشریح میں دیا جا چکا ہے، جو حصول پروبیٹ یا سند اہتمام کی منظوری کے لئے ضروری ہیں۔ اس موقع پر ہم کو صرف انتقال حق استفادہ سے بحث ہے، خانگی قانون بین الاقوام کے متعلق انگلستان میں جو رائے قرار پائی ہے، اس کے لحاظ سے ایسے انتقال کے لئے وصیت نامہ

کا جس شکل میں ہونا ضروری ہے، اس کا تصفیہ قانون مقام وقوع سے ہونا لازم ہے! مگر یہاں ایک دقت پیش آتی ہے، اس بناء پر کہ انگلستان کی حقیت پٹہ lease hold کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں، یعنے غیر منقولہ اور منقولہ کی۔۔۔ مقدم الذکر کا تعلق صحیح طور سے قانون مقام وقوع سے ہے، اور اس میں تمام ذاتی لحاظ نا قابل توجہ ہونے چاہئیں، مگر انگلستان میں، جو قواعد حقیت پٹہ کو بحالت فوت منتقل کرنے کے متعلق جاری ہیں، ان کا تعلق موخر الذکر حیثیت سے ہے۔۔ اور اس بناء پر اس میں ذاتی لحاظ کی آمیزش ہو جاتی ہے۔ ایسے مواقع پر، ایکٹ وصیت نامجات، اور اجرائی ایکٹ مذکور سے پہلے کا قانون متعلقہ وصیت نامجات اور قانون تقسیم statute of distribution بر بنائے
214 توطن، ہمیشہ کام میں لائے جاتے رہے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے، کہ اس معاملہ میں کوئی ایسا قانون مقام وقوع نہیں ہے، جیسا کہ انگلستان کی حقیت قابل ارث کے بارہ میں موجود ہے۔ ایسی حالت میں، اس مشکل کو حل کرنے کے لئے، جو صورت اختیار کیجا سکتی ہے، اور جس پر سب سے کم بقاعدہ ہونے کا اعتراض ہو سکتا ہے، وہ یہی ہے، کہ یا تو صرف ایکٹ وصیت نامجات منتخب کر لیا جائے، یا ایکٹ وصیت نامجات اور لارڈ کنگس ڈاون کا ایکٹ بلحاظ حالت مخصوصہ مقدمہ، ملا جلا کر، انگلستان کی حقیت پٹہ کے وصیت نامہ کی شکل کے لئے، قانون مقام وقوع قرار دیا جائے، اور اسطرح، وصیت نامہ نہونے کی صورت میں، حق استفادہ حقیت پٹہ کے متعلق، قانون تقسیم، قانون مقام وقوع ٹھہرا لیا جائے۔ چنانچہ مقدمہ ڈنکن بنام لاسن میں، جس کا ذکر دفعہ ۴۱۶ کی تحت میں ہو چکا ہے، موخر الذکر صورت کے مطابق عمل ہوا، لیکن دوسری صورت کے متعلق جو مقدمات پیش آئے، انکو جانچنا ضرور ہے۔

مقدمہ ڈی فاگا سیرا بنام ڈوبرٹ (۱۸۸۱) ۱۱ ایل۔ آر آئرلینڈ ۱۲۳ بنچ، وارن میں، خانگی قانون بین الاقوام کی اغراض کے لئے، یہ قرار پایا کہ آئرلینڈ کی حقیت پٹہ کے متعلق (جس کی حالت مثل انگلستان کی حقیت پٹہ کے ہے) جو وصیت کیجائے، اسکی شکل اور صورت، قانون وصیت نامجات کے مطابق ہونی چاہیئے، اور وہی اس کی صحت کا معیار ہے اور جب وصیت نامہ اس کے مطابق پایا گیا، تو نہ۔ اہتمام معہ وصیت نامہ

جو حقیقی اثاثہ واقع انگلینڈ تک محدود تھی، اس غرض سے عطا کیگئی کہ وصیت کا عمل اس کے متعلقہ حق استفادہ کی نسبت ہو سکے۔ موصی فرانسیسی رعایا اور فرانس ہی کا متوطن تھا، وصیت نامہ اس کے ملک توطن کے قانون کے مطابق نہ بروقت تحریر تھا، اور نہ اسکی نوٹ کے وقت، اور اس لیے بجز خانگی قانون بین الاقوام کی مدد کے نہ پروبیٹ مل سکتا تھا اور نہ سند اہتمام ترکہ، اور لارڈ کنگس ڈاؤن کے ایکٹ کا جس سے اس معاملہ میں کوئی مدد نہیں مل سکتی تھی کوئی تذکرہ بحیثیت معیار کے نہیں کیا گیا تھا۔ مقدمہ پیپن بنام پیپن [۱۹۰۲] ۱۔ چانسری ۴۲۴۔ جج، ویگھن ممیتس۔ رومر۔ کوزن ہارڈی نے کی، وصیت نامہ موصی کی وفات کے وقت اس کے مقام توطن کے قانون کے مطابق تھا، اور جو سند اہتمام ترکہ اس کے ساتھ منسلک تھی وہ لارڈ کنگس ڈاؤن کے ایکٹ کی مدد کے بغیر عطا ہوئی تھی، چونکہ وہ ایکٹ وصیت نامجات کے مطابق نہ تھی، اور وہی ایکٹ بطور معیار کے مذکور ہوا تھا، اسلئے انگلستان کے ٹپہ کا حق استفادہ جس کی نسبت وہ وصیت تھی، قریب تر رشتہ دار کو دلایا گیا۔ برخلاف اس کے ایک انگریز متوطن چلی کا وصیت نامہ جو چلی کے قانون کے مطابق تھا، انگلستان کی جائداد غیر منقولہ کے منتقل کرنے کے لئے کافی متصور ہوا، وہ اسطرح مرتب اور مصدق ہوا تھا کہ اسکی تکمیل ایکٹ وصیت نامجات کے مطابق صحیح اور جائز تھی۔ مقدمہ نکلاس بنام نکلاس [۱۹۲۱] ۲۔ چانسری۔ ۱۱۲ جج، ایوبچ

مقدمہ گراسی۔ اسٹیر فیلڈ بنام گراسی [۱۹۰۵] ۱۔ چانسری ۴۵۴۔ جج، بکلے، میں موصی نے جو انگلستان کی رعایا تھا اپنا وصیت نامہ وصیت نامجات کے ایکٹ کے مطابق نہیں، بلکہ مقام ترتیب کے قانون کے مطابق مرتب کیا تھا، اور وہ لارڈ کنگس ڈاؤن کے ایکٹ کی دفعہ (۱) کے تحت میں پروبیٹ کے لئے منظور کر لیا گیا، اور قرار پایا ــــ کہ اس سے انگلستان کی حیثیت ٹپہ اس بنا پر منتقل ہو گئی کہ دفعہ مذکور میں یہ حکم ہے کہ "وصیت نامہ پروبیٹ کی منظوری کیلئے

جائز متصور ہوگا اور اس کا قائم مقام ہوگا ایسے مقاصد کے لئے جو حسب قانون انگلستان پروبیٹ سے پیدا ہوتے ہیں، فائدہ سمجھا جائیگا۔" یہ دلیل پین بنام بوروبر کے مقدمہ کے اصول سے بمشکل مطابق ہو سکتی ہے؛ اس میں سند اہتمام ترکہ معہ وصیت نامہ کے متعلق، جو شکل پروبیٹ کے ہے، یہ قرار پایا تھا کہ اس سے وہ نتائج نہیں پیدا ہو سکتے جو فاضل جج نے پروبیٹ کی طرف منسوب کئے ہیں۔ لیکن اگر ہم قانون مقام وقوع کو ایکٹ وصیت نامجات اور لارڈ کنگس ڈاؤن کے ایکٹ کا مجموعہ مخصوص حالات کے لحاظ سے قرار دیں تو اس فیصلہ کا اصول، مقدمہ پین بنام بروبر اور آرلیسٹے کے مقدمہ کے اصول سے مخالف نہیں رہتا۔ یہ امر کہ خاص حالات میں انگلستان کے قانون کا کیا فیصلہ ہوگا، حقیقی قانون مقام وقوع کے سوال سے زیادہ بعید ہے اور نہ میری رائے میں کسی طرح
215 اس سوال سے کچھ کم معقول ہے کہ جو شخص بحالت توطن انگلستان میں فوت ہو جائے اسکے متعلق انگلستان کا وہ قانون کیا عمل کرتا ہے جو انگلستان کی حقیت پٹہ کے متعلق وصیت نامہ کی شکل کی صحت کا سیاہ، صرف ایکٹ وصیت نامجات کو قرار دیتا ہے۔

انگلستان کی جائداد غیر منقولہ ایک ایسے وصیت نامہ کے ذریعہ سے منتقل ہوگئی جس پر صرف تین آدمیوں کی شہادت تھی؛ یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جبکہ اس مقصد کے لئے انگلستان میں یہی شکل رائج تھی اگرچہ وصیت نامہ صندر بار مرتب ہوا تھا۔ کوپن بنام کوپن (۱۷۲۵) ۲۔ پی۔ ڈبلیو۔ ۲۹۱۔ نیز دیکھو مقدمہ ادمس بنام چیڑک متذکرہ دفعہ ۵۶ ل

دفعہ ۱۷۰ معاہدات، وصیت نامجات، یا دوسرے انتقالات متعلقہ جائداد غیر منقولہ کی دستاویزات کی تعبیر کی نسبت کوئی عام قاعدہ مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ قانون مقام وقوع جائداد غیر منقولہ زیر بحث کا قاعدہ مقررہ تعبیر اس امر کا مانع ہوگا کہ کوئی دستاویز جائداد غیر منقولہ پر موثر ہو جب تک کہ وہ قانون مذکور کے مطابق مرتب نہ ہوئی ہو، لیکن دوسری صورت میں تمام حالات بشمول قانون مقام معاہدہ، یا تکمیل، اور وصی یا دوسرے منتقل کرنیوالے، اور فریقین کی قومی خصوصیات

یا توطن پر منقول توجہ کرنی پڑے گی۔

ایک اسکاٹ لینڈ کے باشندے نے بذریعہ وصیت نامہ جو اسکاٹ لینڈ کی مروجہ شکل میں مرتب ہوا تھا اپنی اسکاٹ لینڈ اور انگلستان کی جائداد غیر منقولہ اپنے بیٹے اور اپنے صلب کی اولاد ذکور کے حق میں وصیت کی تیسرا رہا یہ کہ ان الفاظ سے انگلستان کی جائداد کے متعلق حقیت محدود قابل ارث (estate tail) پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ ان سے اسکاٹ لینڈ کی جائداد کے متعلق ایسا حق پیدا نہیں ہوتا۔ انگلستان کے قانون مقام وقوع میں تعبیر کا جو معین قاعدہ مقرر تھا اسکی پابندی کی گئی اور انگلستان کی اراضی کے ذیلی حقوق کا تعین اسی قانون کی رو سے ہونا چاہیئے بمقدمہ ریلر۔ [۱۹۱۴] ۱۔ چانسری۔ ۱۱۵ بج، وارنگٹن لکین مقدمہ اسٹڈ بنام کک۔ ۸ مور۔ ۱۰۷۔ ۵۔ بج، اسٹیلبورن۔ ولسن۔ فنٹر خیر اللہ میں وصی متوطن انگلستان نے بذریعہ وصیت نامہ کے جو کہ بطریق انگلستان مرتب ہوا تھا، جائداد موقوعہ انگلستان و اسکاٹ لینڈ چھوڑی۔ قرار پایا کہ تمام وصیت نامہ کی تعبیر انگلستان کے قانون کے مطابق ہونی چاہیئے اور اس سے اسکاٹ لینڈ اور نیز انگلستان کی جائداد غیر منقولہ میں صرف حقیت معین حیاتی پیدا ہوتی ہے۔

مفصلۂ ذیل مقدمات وہ ہیں جن میں کسی یا اس مقام کا تعین جہاں رقم کا ادا کرنا مقصود تھا، یا جو شرح سود مقرر ہوئی تھی، اس کا تعین کسی اور طریقہ پر نہیں ہوا تھا؛ اور جن میں وصیت یا انتقال کی بناء پر ایسے ملک کی موقوعہ اراضی پر رقم عائد کی گئی تھی جو اس ملک سے مختلف تھا، جہاں وصیت یا انتقال عمل میں آیا تھا، یا جہاں موصی یا منتقل کرنے والا متوطن تھا۔

مقدمہ فلپس بنام انگلسی (۱۷۲۱) ۱۔ پی۔ ڈبلیو۔ ۶۹۶۔ ۵۔ ون۔ ایر۔ ۲۰۹۔ بج، پارکر مقدمہ واس بنام پرائٹ ول (۱۷۲۲) ۲۔ پی۔ ڈبلیو۔ ۸۸ بج، مکلیس فیلڈ مقدمہ لینسڈون بنام لینسڈون (۱۸۲۰) ۲۔ بی۔ ایل۔ ۶۰۰۔ بج، ایڈکن۔ ریڈ سڈیل: ان سب مقدمات میں فیصلہ، موصی یا منتقل کرنے والے کے مقام توطن کے سکے کی تائید میں ہوا، مگر اوا کا مقدمہ، قرار پایا، جہاں وہ جائداد

واقع تھی، جس پر یہ رقم عائد کی گئی تھی۔ مقدمہ ہوسس بنام ہوس (۱۸۳۰) ۱۔ رو۔ و سے۔ ۶۰۔ ۶۰۔ ج، تیج میں موصی، وصیت کے وقت اسی ملک کا متوطن تھا، جس میں وہ جائداد واقع تھی، جس پر سالانہ رقم کا بار عائد کیا گیا تھا۔ فیصلہ اس ملک کے اسی وقت کے مروجہ سکے کے حق میں کیا گیا، اگرچہ اس کی موت کے قبل سکہ اور نیز اس کا مقام توطن بدل گیا تھا جس صورت میں تملیک نامہ ازدواج کی بنا پر جو انگلستان کے قاعدہ کے مطابق مرتب ہوا تھا رقم جائداد متوقعہ آئرلینڈ پر عائد کی گئی تھی، اور فریقین بھی بظاہر انگلستان یا اسکاٹ لینڈ کے رہنے والے تھے، یہ قرار پایا۔ کہ تملیک نامہ میں کسی ایسے لفظ کے نہ ہونے سے جس سے اس کے خلاف کوئی امر مستنبط ہوتا ہو آئرلینڈ کی شرح سود نافذ ہونی چاہیے۔ مقدمہ الفورد بنام کوپر (۱۸۸۲) ۲۳۔ چانسری ڈویژن ۲۷۔ ج، بکلے۔ و۔ لنڈسے جس کا تائیدی حوالہ جسٹس کوزنس آرڈی نے مقدمہ ڈارلیس سیوبی بنام ڈارلیس [۱۹۰۲] ۱۔ چانسری صفحہ ۹۶، میں دیا ہے۔ 216

مفصلہ ذیل مقدمات اس سوال کے متعلق ہیں کہ آیا غلام، جانور، اور دوسری جائداد منقولہ، جو اس حقیت کے استفادہ کے لئے ضروری ہو، ایسے وصیت نامہ کے ذریعہ سے منتقل ہو جاتی ہے جس میں موصی نے صرف حقیت کا ذکر کیا ہو؟ قرار پایا کہ وہ جملہ اشیاء اس ملک کے مفہوم کے مطابق، جہاں جائداد واقع ہو، حقیت کے ساتھ منتقل ہو جاتی ہیں۔

واشنگٹن بنام سیول (۱۸۲۷) ۱۔ سم۔ ۴۳۵۔ ج، ہارٹ۔ واسٹورٹ بنام گارنٹ (۱۸۳۰) ۳۔ سم۔ ۲۹۸۔ ج، شاؤول، موخر الذکر مقدمہ میں موصی، اسی ملک کا متوطن تھا، جہاں جائداد واقع تھی، مگر مقدم الذکر مقدمہ میں یہ حالت نہ تھی۔

دفعہ ۱۷۱ جائداد غیر منقولہ میں حصول "حقوق بر بنائے قدامت (Prescription) کی میعاد" قانون مقام وقوع جائداد پر منحصر ہوتی ہے۔

بیک فورڈ بنام وڈ (۱۸۰۵) ۷۔ وس۔ ۸۷ فیصلہ پریوی کونسل بر صدر گرانٹ: غیر حاضر دینے کے متعلق، جب کہ بصراحت تذکرہ نہ ہو کوئی استثناء جائز

نہیں رکھا گیا، اگرچہ وہ لوگ کبھی مقام وقوع جائداد میں نہیں آئے تھے بمقدمہ پیٹ (۱۸۶۹) ایل۔ آر۔ ۱۔ ای۔ کیو۔ ۲۰۲۔ جج جمیسن میں جو رقم ہندوستان میں اراضی کی فروخت سے حاصل ہوئی تھی۔ اور بمقدمہ پیٹ بنام ڈیکری (۱۸۷۶) ۲۔ چانسری۔ ڈویژن ۲۹۵۔ جج ہال میں: جو لگان اور منافع اراضی واقع جمیکا سے حاصل ہوا تھا۔ اس کا اہتمام انگلستان کی عدالت کے ذریعہ سے انجام پانا قرار پایا، اور جو دعاوے ان کے متعلق تھے ان کا تصفیہ اس مقام کے قانون حقوق برنائے قدامت سے کیا گیا جہاں سے وہ حاصل ہوا تھا۔

دفعہ ۱۷۲ انگلستان کی عدالتیں مجاز ہیں کہ ملک غیر کے مالک جائداد غیر منقولہ یا اس میں حق رکھنے والے شخص کو اس پر مجبور کریں۔ بشرطیکہ ان کو شخصی طور پر ذات پر اختیار حاصل ہو۔ کہ وہ جائداد کی حقیت یا اپنے حق کو، اس غرض سے فروخت کر دے، کہ اس سے ان ذمہ داریوں کی تکمیل ہو سکے، جو خود اسی کے معاہدہ یا ہرجہ سے، جائداد مذکور کے متعلق پیدا ہوئی ہوں۔ اور ان ذمہ داریوں کا انداز، ملک غیر کی جائداد غیر منقولہ کے قانون مقام وقوع سے نہیں کیا جائے گا، بلکہ خانگی بین الاقوام کے قواعد سے ہوگا، جو ان ذمہ داریوں کے متعلق ہیں، جو معاہدہ یا ہرجہ کی بنا پر، یا ان سے پیدا ہوتی ہیں۔" اگر فی الحقیقت اس ملک کا قانون جہاں جائداد واقع ہے، مدعی علیہ کو، ایسے عمل کی اجازت نہیں دیتا، یا ایسا نہیں کرنے دیتا جیسا کہ عدالت حکم دینا مناسب تصور کرتی ہے، تو ایسی حالت میں، مدعی علیہ کو، کسی ایسے فعل کے کرنے کا حکم دینا، محض فضول اور بیجا ہوگا، لیکن اگر ایسے موانع نہ ہوں، تو اس ملک کی عدالتیں، ان معاہدات پر، اختیارات رکھنے کی بنا پر، جو یہاں کئے گئے ہوں، یا ان فریقین میں مساوات قائم کرنے کی غرض سے، جو اس ملک میں رہتے ہوں، خود اپنے قواعد پر عمل کریں گی: اور اس کی کچھ پروا نہ کریں گی کہ ایسے معاہدات کا اس ملک میں کیا اثر ہوگا جہاں جائداد واقع ہے؟ یا وہاں کی عدالتیں، ایسی نصفت رسانی کے متعلق، کس طرح عمل پیرا ہوں گی؟"

جو انتخاب اس دفعہ میں دیا گیا ہے، وہ لارڈ کاٹن ہام کی اس تجویز سے

ہے جو انھوں نے پولارڈ کے بخلاف مقدمہ (۱۸۴۰) مونٹ وجار۔ ۲۲۹ (صفحہ ۲۵۰) ۴۔ ویکن ۲۷۔ میں صادر کی تھی: اس مقدمہ میں ایک معاہدہ ضمانت کی تعمیل جس کی شکل انگلستان کی دستاویز استحقاق کے رہن کی سی تھی، اسکاٹ لینڈ کی اراضی پر بمقابلہ مدیون کے منتقل الیہ کے جو کارروائی دیوالیہ میں مدیون کے قائمقام کی حیثیت رکھتا تھا کرائی گئی، اگرچہ معاہدہ مذکور بجائے خود اسکاٹ لینڈ کے قانون کی رو سے ناقابل نفاذ تھا۔ مقدمہ کنچا بنام کنچا [۱۸۹۲] اے۔ سی صفحہ ۶۷۵ میں جو کچھ لارڈ میگناٹن نے لکھا وہ ضرور قابل لحاظ ہے: "انگلستان کی عدالت چانسری کے قواعد اگر سختی کے ساتھ ان اثاثی جائدادوں کی کارروائیوں سے متعلق کئے جائیں، جو ملک غیر کے رہنے والوں کے مقدمات میں، ملک غیر کے قوانین کے تحت میں عمل میں آتی ہیں اور جن کے تعلقات صحیح طور سے امین یا مامور لہ کے نہیں ہوتے تو اس میں ایک مرتکب بے انصافی کا اندیشہ ہے"۔

مقدمہ ارگلاس بنام میوز کیمپ (۱۶۸۲) ۱۔ ورن ۔۔۔ ۷۵، ج، ناٹنگھام میں ایک حکم جاری ہوا جس سے وہ جائداد مدعی کی اراضی واقع آرلینڈ پر براہ فریب عائد ہوا تھا اٹھا لیا گیا۔ مقدمہ ارگلس بنام ایلس (۱۷۴۷) معاملات ویسٹ منسٹر، ۱ ڈوک میں ایک حکم بابت قبضہ اراضی واقع اسکاٹ لینڈ برنائے فریب۔ مقدمہ پن بنام بالٹیمور (۱۷۵۰)۔ ورس ۳۴۴، ج، ۱ ڈوک ۔ ایک معاہدہ تصفیہ سرحدات نوآبادی امریکہ کی تعمیل مختص کے متعلق۔ مقدمہ گرنیٹاون بنام جانسٹن (۱۷۹۶) ۳۔ ورس۔ ۱۷۰۔ ج، ۱ ڈوک مجلس بنام پڑبی (۱۸۰۴)۔ ۱۔ ورس ۱۶۴۔ ج، ایلکن ۴ وائٹ بنام ہال (۱۸۰۶) ۱۲۔ ورس ۳۲۱۔ ج، ارسکن ۱ احکام مقابلہ وغیرہ جن کی نسبت یہ الزام تھا کہ انھوں نے فریب سے معاملتی فروخت کی اجازت مقدمہ وقوع جائداد یعنے ویسٹ انڈیز میں حاصل کی تھی۔ مقدم الذکر مقدمہ میں سر آرتھر پیگاٹ ڈوک نے مدعی علیہ کو اس جائداد کا جو اس نے حاصل کی تھی، امین قرار دیا، بغیر یہ کہے ہوئے کہ یہ فروخت وہاں یعنے مقام وقوع جائداد میں از روئے قانون یا

217

نصف منسوخ ہو سکتی تھی۔" اور اسقدر اضافہ کیا کہ میں یہ قاعدہ بطور عام قرار دیتا ہوں کہ عدالت ہذا اس کو کسی ملک کے قانون سے استفادہ کر کے صریح ظلم کرنے کی اجازت نہیں دیگی۔ ۲۰۔ دسمبر ۱۸۳۰ء کو ڈبنام کو ڈ (۱۸۳۱ء) ۹۔ جر (سلسلہ جدید) ۱۳۳۵۔ جج، رہن ملے ایک مالک اراضی واقع چلی کے امین قرار دیا گیا اور اس کو اجازت دیگئی کہ وہ تمام کارروائی اس معاہدہ فروخت کی تعمیل کے متعلق عمل میں لائے جس کی نسبت چلی کی عدالتیں یہ طے کر چکی تھیں کہ اس کا وجود نہیں ہے اور اس کو ان عدالتوں میں مزید کارروائی نہ عمل میں لانے کا حکم دیا گیا۔ مرکنٹائل ان وسٹمنٹ اینڈ جنرل ٹرسٹ کمپنی بنام ریورپلیٹ ٹرسٹ لون اینڈ ایجنسی کمپنی [۱۸۹۲] ۲۔ چانسری ۲۰۳۔ جج، مارتھ: دعوی منظور کیا گیا، جس صورت میں کہ مدعی علیہ کمپنی نے ملک غیر کی ایسی اراضی لی تھی، جسپر مالک سابق نے ایک مطالبہ (Equity) عائد کر دیا تھا۔ ڈوڈر بنام اسٹرڈم ٹرسٹی کمنٹور [۱۹۰۲] ۲۔ چانسری ۱۳۲۔ جج، بایرن: برازل کی اراضی پر مطالبہ کا عائد کیا جانا۔ برٹش سادتھ افریقہ کمپنی بنام ڈی بیرس کانسولیڈیٹڈ مائنس لمیٹڈ [۱۹۱۰] ۲۔ چانسری ۲۰۵۔ جج، کوزنس ہارڈی: خارجی دکنندی جنہوں نے جسٹس اڈمی کی تجویز کو بحال رکھا (جس کی رائے انگریزی قانون کے متعلق منسوخ کر دیگئی تھی [۱۹۱۲] اے۔ سی ۱۵۲۔ انگلستان کا قانون مانع انفکاک کا استعمال اس بار پر کیا گیا، جو انگلستان میں ملک غیر کی اراضی پر عائد کیا گیا تھا۔ ایک ایسے مقدمہ میں جس میں موصی نے ایک انگریزی دستاویز کے ذریعہ سے جائداد غیر منقولہ موقوعہ ملک غیر میں اپنے حصہ پر بضمانت ادائی ایک قرضہ کے ایک بار عائد کیا تھا، اور عند الطلب رہن نامہ لکھدینے کا معاہدہ کیا تھا، باتباع اس فیصلہ کے حکم دیا گیا کہ متہمان ترکہ موجود انگلستان باضابطہ رہن نامہ کی تکمیل کر دیں۔ ملک غیر کے قانون کی رو سے اس رہن کا بار جائز طور سے جائداد پر عائد نہیں ہوتا تھا، مگر معاہدہ کی تعبیر انگریزی قانون کے لحاظ سے ہونی چاہیے تھی، اور فریقین میں سے کسی ایک شخص کا فوت ہو جانا قانون تعبیر میں کسی تغیر اور تبدیل پیدا کرنے کے لئے کافی

نہ تھا۔ مقدمہ ایمتھ [۱۹۱۶] ۲۔ چانسری ۲۰۶۔ ج، آیو: اسیطرح کا عمل، اس مقدمہ میں ہوا جس میں اراضی موعودہ فرانس کے انگریزی معاہدہ فروخت میں یہ شرط تھی کہ بایع کا حق بغیر طلبت کے تسلیم کیا جائیگا، اور اگر خواہش کیجائے گی تو جائداد بایع ہی کی نام قائم رکھی جائے گی، اس صورت میں بایع کو لازم ہوگا کہ وہ بحق مشتری ایک اقرارنامہ مشعر اعلان امانت لکھ دے۔ قرار پایا کہ اگرچہ فرانس کے قانون کے لحاظ سے کسی دستاویز انتقال کی ضرورت نہ تھی مگر انگلستان کے قانون کے لحاظ سے بعض امور تکمیل طلب تھے، اور اس لئے عدالت بصیغہ زرثمن کے دعوی کو سماعت نہیں کر سکتی تھی۔ مقدمہ الفورڈ بنام کلارک [۱۹۱۵] ۵۶۔ ایل۔ ٹی۔ ۶۸۔ ج، شیرین مقدمہ بلیک پوائنٹ سنڈیکیٹ بنام ایسٹرن کانسیشن لمیٹیڈ [۱۸۹۸] ۷۹۔ ایل۔ ٹی۔ ۶۵۸۔ میں مسٹر جسٹس اسٹرلنگ نے کہا کہ اگر ملک غیر کی اراضی سے استفادہ کے معاہدہ کی تعمیل کے متعلق عدالت کو کوئی اختیار حاصل ہے تو اس کا استعمال نہایت احتیاط کے ساتھ ہونا چاہیے۔ 218

جو مقدمات تملیک نامہ یا دوسرے دستاویزات کے اُمنا کے مقابلہ میں بغرض تکمیل امانت دائر کئے جائیں اور ان میں ملک غیر کی جائداد غیر منقولہ شریک ہو ان کا تعلق بھی اسی دفعہ سے ہے۔ ایسے اور نیز ان تمام مقدمات میں جو اس دفعہ کی تحت میں دائر ہوں ملک غیر کی جائداد کیلئے بحالت ضرورت رسیور مقرر کئے جائینگے۔ ہرسین بنام گرنی (۱۸۲۱) ۲ جیک ڈبلیو ۵۶۳۔ ج، ایلڈن۔ کلارک بنام ارسٹ (۱۸۲۱) جیک۔ ۱۱۹۔ ۱۲۱۔ ج، ایلڈن، مقدمہ ہرسین بنام گرنی میں اُمنا کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ عدالت مقام وقوع میں اسی امانت کی تعمیل کے لئے انگلستان میں ڈگری پانے کے بعد مزید کارروائی سے باز رہیں جس صورت میں ایک موضیہ متوطن اسکاٹ لینڈ نے اسکاٹ لینڈ کی جائداد غیر منقولہ کو بعض امانت میں منتقل کر دیا تھا، انگلستان کی عدالت نے قرار دیا کہ جائداد امانتی کی فروخت کے لئے درخواست اسکاٹ لینڈ کی عدالت سسشن میں پیش ہونی چاہیے۔ مقدمہ چارجس (۱۹۲۱) ڈبلیو۔ این۔

۱۹۱۰ء ج، سارجنٹ بعض اشخاص نے حقوق معدنیات موقوعہ ایکاڈور کے متعلق نیو یارک میں ایک معاہدہ کیا، اور یہ قرار دیا کہ اس معاہدہ کی نسبت یہ سمجھا جائیگا کہ وہ لندن میں کیا گیا اور وہیں تکمیل پایا۔۔۔ عدالت نے تجویز کی کہ اس کو اختیار سماعت حاصل تھا اگرچہ مدعی علیہ نے انگریزی عدالت سے سمن کے جاری ہونے کے بعد اس معاہدہ کے متعلق نیو یارک میں کارروائی شروع کر دی تھی۔ مقدمہ برٹش کنٹرولڈ اوئیل فیلڈس لیمیٹڈ بنام اسٹینگ (۱۹۲۱) ڈبلیو۔ این۔ ۲۱۹۔ ج، سارجنٹ ؛

مقدمہ جنی بنام میکنامش (۱۸۸۶) ۳۳۔ چانسری ڈویژن۔ ۵۹۵۔ ج، نارتھ میں بجملہ چند مدعی علیہم کے جن کو کہ اراضی موقوعہ ٹرینیڈاڈ میں حقوق حاصل تھے ایک مدعی علیہ پر بروں صدود اراضی عدالت اجرائی سمن کی اجازت دیگئی؛ اراضی مذکور میں حق استفادہ، قانون ٹرینیڈاڈ کی رو سے بذریعہ وستاویز دائمین محدود تھا اور اسی کی تعمیل کی استدعا تھی، دوسرے مدعی علیہم انگلستان میں رہتے تھے ؛

مفصلہ ذیل مقدمات سے دفعہ ہذا کے آخری جز کی توضیح ہوتی ہے؛ انگلستان کے تملیک ازدواجی کے ایک معاہدہ میں جو شرط اس جائداد کی تملیک کے متعلق تھی جو بعد ازدواج پیدا کیجائے ناقابل نفاذ قرار پائی؛ جہاں تک کہ اسکا تعلق اراضی واقع جرسی سے تھا؛ قانون مقام وقوع کے لحاظ سے بغیر کافی مالی بدل کے اسناد کے نام انتقال باطل تھا۔ مقدمہ پیرس سلنٹ و پیرس بنام پیرس (۱۹۰۹) ۱۔ چانسری ۳۰۴۔ ج، آیرو منک آف افریقہ لمیٹیڈ بنام کرہن (۱۹۰۹) ۲۔ چانسری۔ ۱۲۹ متذکرہ زیر دفعہ (۱۶۵) الف ؛

دفعہ ۱۷۳ لیکن جس صورت میں ایسی داورسی کی استدعا ــــ جس کا اثر ملک غیر کی موقوعہ اراضی پر پڑتا ہو، ان وجوہ کی بنا پر جن کا ذکر دفعہ بالا میں کیا گیا ہے ــــ کیجائے، تو انگلستان کی عدالت محض مدعی علیہ کی ذات پر اختیار رکھنے کی وجہ سے جائداد ملک غیر کے متعلق حقوق کا تصفیہ کرنے، یا اس پر قبضہ دہانی سے انکار کر دیگی۔ شاید یہ ممکن ہو کہ وہ ایسے حقوق کا اس بنا پر

تعین کرنا منظور کرے کہ اسی کارروائی میں جائداد منقولہ بھی شریک ہے۔

ارضی ملک غیر کی تقسیم کے متعلق انگلستان میں دعوی نہیں کیا جا سکتا۔

کارٹرٹ بنام پٹی (۱۷۶۰) ۲۔ ایس۔ ڈبلیو ۳۲۳۔ نوٹ ۲۔ سی۔ ایچ۔ سی ۱۔ ۲۱۴۔ نہ تو فتح ہے اور نہ ملک غیر کے وصیت نامہ کی صحت کی جانچ کیلئے کارروائی ہو سکتی ہے، یا ایک بنام ہور (۱۷۶۳) ۲۔ ایڈن ۲۰۔ ۱۸۲۔ جج، ہیلے ہے اور نہ ملک غیر کی ارضی پر کوئی بار عائد کرنے کی کارروائی ہو سکتی ہے، اس بناء پر کہ مالک نے اس کو ایک معاہدہ یا منصوبہ انتقال کی اطلاع کے ساتھ لیا تھا جس میں نہ وہ خود کوئی فریق تھا اور نہ شریک۔ مقدمہ ناریس بنام چیمبرس (۱۸۶۱) ۲۹۔ بیو۔ ۲۴۶۔ جج، رولے جس کو جسٹس کیمبل نے بحال رکھا (۱۸۶۱) ۲۔ ڈی۔ ایف اور جے۔ ۵۸۳ اور نہ کوئی کارروائی اس غرض سے ہو سکتی ہے کہ جس شخص نے ملک غیر کی وہ جائداد فروخت کر دی جس کی نسبت مدعی اپنے حق کا اظہار کرتا ہے اسکے زرثمن کے متعلق شخص مذکور مدعی کا امین قرار دیا جائے۔ مقدمہ ہاتھارن گریہام بنام اسی (۱۸۸۲) ۲۲۔ چانسری ڈویژن۔ ۴۳۷، جج، کے اور نہ ملک غیر کی ارضی کے استقرار حق یا حق قبضہ کے متعلق۔ مقدمہ کمپنی موزمبیک بنام برٹش ساؤتھ افریقہ کمپنی [۱۸۹۲] ۲۔ کیو۔ بی۔ ۴۵۸ پر تجویز لارنس مدائط جس کو رائٹ نے صادر کیا اور مرافعہ میں اس بحث سے رست مدعی کر لی گئی۔ مقدمہ ڈی چمپس بنام لر [۱۹۰۸] ۱۔ چانسری۔ ۸۵۶۔ جج، پارکر ہے مقام وقوع جائداد میں جو کارروائی جائداد غیر منقولہ کے متعلق ہو رہی ہو اسکے خلاف، بادی النظری طور سے نہ کوئی حکم حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مقدمہ ہور بنام ایگلو اٹیلین بنک (۱۸۷۹) ۱۰۔ چانسری ڈویژن ۱۸۱۔ ۱۹۰۔ جج ہیل ——— نیز ملاحظہ ہو۔ نارٹن بنام فلارنس لینڈ و پبلک ورکس کمپنی زیر دفعہ ۱۷۵ ایڈ

219

مگر جو اصول اس دفعہ میں بیان ہوا ہے [illegible] میں مضبوطی کیساتھ قائم نہ ہوا تھا۔ مقدمہ ارچر بنام پیرسٹس جس کا حوالہ جسٹس ہانگھام نے تائید کی، مقدمہ انکلاس بنام سیسیپ (۱۸۸۲) ۱۔ ورن ۱۷۷۔ میں دیا ہے اور مقدمہ کلڈیر بنام اسٹیس (۱۸۸۶) ۱۔ ورن ۱۹۰۔ ۴۱۹۔ جج جیفریز۔ ٹرنگ نیلڈ و اگلینٹن ۱۔ ور

لارڈ انگلیسی کا مقدمہ جس کا ذکر بطور اپنی ڈگری متعلقہ تصفیہ حدود اراضی واقعہ آئرلینڈ کے آرڈوک نے مقدمہ پن بنام بالٹیمور ۱۔ وس سن ۔ ۴۵۔ میں کیا ہے۔ ان سب مقدمات میں کوئی وجہ صدور ڈگری بجز ذاتی اختیارات سماعت کے ظاہر نہیں ہوتی۔ ان ڈگریوں کے صدور میں ممکن ہے کہ کچھ دخل اس اعلیٰ اختیار کو ہو جو انگلستان کی عدالتیں اس وقت آئرلینڈ کی اراضی کے متعلق استعمال کرتی تھیں اور یہ سب مقدمات اراضی ہی کے متعلق تھے، لیکن مقدمہ فوسٹر بنام ویسل (۱۷۴۷) ۳۔ ایٹک ۔ ۵۸۹ میں آرڈوک نے نوآبادیات کی وہی حیثیت قرار دی جو آئرلینڈ کی تھی۔ اور ناٹگھام نے مقدمہ کارٹیرٹ بنام پٹی کا فیصلہ کیا تھا جس کا تعلق آئرلینڈ کی اراضی سے تھا، مقدمہ روبرڈیو بنام روس (۱۷۳۸) ۱۔ ایٹک ۔ ۴۳۰ ۔ بج، آرڈوک کی رپورٹ، ناقابل فہم ہے بجز اس امر کے جس کا ذکر دفعہ ۱۷۶ کی تحت میں کیا گیا ہے۔

(دفعہ ہذا کے آخری جز کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ مقدمہ بیزی بنام بیزی (۱۸۳۹) ۱۔ بیو ۔ ۳۱۸ ۔ بج، لینگ ڈیل میں جس کو کاٹن ہام نے بحال رکھا، مدعی علیہم ڈمیرارا میں اس عرض سے کارروائی کر رہے تھے کہ وہاں کی بعض اراضی میں اپنے حقوق قائم کرائیں، حجت یہ کیجاتی تھی کہ قانون مقام وقوع کے لحاظ سے جائداد زیر بحث اس جائداد میں شریک ہو گئی ہے جو زوج اور زوجہ میں مشترک تھی۔ مدعی کی استدعا یہ تھی کہ زوج نے جو تملیک نامہ اور وصیت نامہ لکھا تھا اور جو بحالت صحت حجت مدعی علیہم صرف اس کے حقوق متعلقہ اراضی پر موثر ہو سکتا تھا، ان دونوں کی تعمیل کل اراضی اور جزا جائداد منقولہ کی نسبت کرائی جائے۔۔۔ مدعی کو کامیابی ہوئی اور مدعی علیہم مزید کارروائی ڈمیرارا میں کرنے سے روک دیئے گئے، مقدمہ ہوپ بنام کارنیگی (۱۸۸۶) ایل۔ آر۔ ۱۔ چانسری۔ مرافعہ ۳۲۰ میں بھی ۔۔۔ جس میں ٹرنر نے اسٹوری کی تائید کی اور نائٹ بروس نے اختلاف ۔۔۔ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ دونوں شریک تھیں (دیکھو دفعہ ۱۰۷ گزشتہ) اور موخر الذکر جائداد کے متعلق عدالت مقام وقوع کی کارروائی روک دی گئی تھی کیونکہ یہ ثابت نہیں کیا گیا تھا کہ کارروائی حرف

اس جائداد کے متعلق تنہا بھی چل سکتی تھی۔

مقدمہ تلاک بنام ہارٹلے (۱۸۴۱) ۱۔ وائی وسی وی۔ سی۔ ۱۱۴ جج، نائٹ آروس، میں: اراضی موقوعہ جمیکا سے، جو بہ بالوصیت اور رقوم سالانہ کے ادا کرنے کی ڈگری کا دیا جانا ظاہر ہوتا ہے؛ اور اس غرض کے لیے موصیہ کی جائداد موقوعہ جمیکا کے حدود کا دریافت کرنا، اور اگر ضرورت ہو تو اس کا تصفیہ، ان کمشنروں کے ذریعہ سے ہونا چاہیئے جن کو انگلستان کی عدالت چانسری نے مقرر کیا ہو۔

نیز ملاحظہ ہو مقدمہ مگر ے بنام سینٹو با و نارتھ ویسٹرن ریلوی کمپنی کمپنیز [۱۸۹۷] اے۔ سی۔ ۲۵۴۔ جو ڈیشل کمیٹی؛ و مقدمہ کلنٹن و کلنٹن بنام کلنٹن [۱۹۰۳] ڈبلیو۔ این۔ ۲۰۔ جج، جو ائیں میں انگلستان کی عدالت نے ایک غیر منقولہ جائداد مشترکہ موقوعہ نوآبادی کے اس جز پر اپنے اختیارات کو استعمال کیا، جسے شریک متوفی نے امانت میں رکھا تھا۔ نہ اس جز پر جو براہ راست، موصی کے وارث کو پہنچتا تھا۔

دفعہ ۱۷۴ تلاک غیر کی اراضی کے انفکاک رہن، یا سقوط استحقاق

انفکاک کا مسئلہ جداگانہ بحث کے قابل ہے۔ یہ امر کہ ایک دین کی کفالت، اس کے رہن سے کی گئی ہے، اس کا مانع نہیں ہے کہ مدیون اور دائن سے حساب لیا جائے، اور ایسی عدالت، جو مدیون کی ذات کی نسبت، اختیار سماعت رکھتی ہو، قیمۃ رقم واجب الادا کے ادا کرنے کا حکم دے۔ یہ امر بھی، دفعہ ۱۷۳ کے خلاف نہیں ہے کہ مدیون کی رقم واجب الادا کے ادا کرنے کے بعد، ایسی عدالت، جسے 320
اس کی ذات پر، اختیار سماعت حاصل ہو، جائداد کی واپسی، یا اس کو بار کفالت سے سبکدوش کرنے کا حکم دے لیکن مدیون سے، رقم نہ ادا ہونے کی حالت میں، انفکاک کی ڈگری کا دیا جانا دفعہ ۱۷۳ کے خلاف ہوگا، اور یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ مقام کفالت کی عدالت، ایسی ڈگری کی کوئی وقعت کرے گی، اگر قانون مقام وقوع کی رو سے، رہن نہ کو رہنوز قابل انفکاک ہو، اور اس مقصد کیلئے وہاں کارروائی شروع بھی ہو چکی ہو۔ مگر باوجود ان تمام امور کے، انگلستان کا عملدرآمد یہی ہے کہ مالک غیر کی اراضی کے

انفکاک کی ڈگریاں دیجاتی ہیں۔

مقدمہ ٹالر بنام کارپریٹ (۱۷۰۵) ۲۔ ورن ۴۹۴۔ ج رائٹ۔ پیگٹ
بنام اٹیمر (۱۸۰۴) ایل۔ آر۔ ۱۸۰۔ ای کیو۔ ۱۱۸۔ ج رکین ۔

اراضی ملک غیر کے انفکاک رہن کا مقدمہ نہ صرف عدالت میں لیا گیا بلکہ اس کی تائید میں ایک حکم امتناعی برخلاف اس کارروائی کے جاری کیا گیا جو مقام وقوع میں انفکاک رہن کیلئے ہو رہی تھی، اس بناء پر کہ حسابات کا تصفیہ زیادہ تر آسانی اور اطمینان کے ساتھ انگلستان میں ہو سکتا ہے۔

بیکفورڈ بنام کیمبل (۱۸۲۲) ۱۔ ایس و ایسٹ۔ ۷۔ ج، لیچ ۔

اور سر شاڈول نے یہ رائے ظاہر کی کہ اراضی ملک غیر کے انفکاک رہن کے متعلق، قانون مقام وقوع کام میں لایا جانا چاہیے۔

مقدمہ رابنسٹ بنام ینگ (۱۸۳۸) ۹۔ سم۔ ۱۰۔ صفحہ ۱۹۰ ۔

اور یہ عام طور سے صحیح ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہو، تو محض ذاتی اختیار کی بنا پر مدعی علیہ کی ملکیت، زائداد غیر منقولہ سے جو اس کو قطعی طور سے قانون مقام وقوع سے حاصل ہے، لے لیا جا سکتی ہے جو دفعہ ۱۷۳ کے منشا کے خلاف ہے۔ دیکھو دفعہ ۱۷۵۔ لیکن یہ دلیل، (ہر جگہ) کارآمد نہیں ہے، اور قیاس غالب یہ ہے کہ جسٹس شاڈول ایسی رائے کبھی نہ دیتے، ایسی حالت میں کہ مدعی علیہ کسی خاص معاہدہ کا پابند ہوتا جس کا تعلق کفالت سے محض ضمنی نہ ہوتا تاکہ دفعہ ۱۷۲ کے اختیارات عمل میں لائے جائیں۔

دفعہ ۱۷۵ جس حالت میں کہ ملک غیر کی جائداد غیر منقولہ کا مالک، یا حق استفادہ رکھنے والا، اپنے کسی معاہدہ یا افعال قابل ہرجہ کی بنا پر جائداد مذکور کے متعلق کسی ذمہ داری کا پابند ہو، اور پھر اختیار سماعت مقدمہ تسلیم کر لیا جائے تو ایسی حالت میں اس امر کا تصفیہ قانون مقام وقوع کے لحاظ سے ہونا چاہیے کہ آیا وہ اپنی جائداد یا اسکے استفادہ سے کسی ایسے معاہدہ کی تعمیل کا پابند ہے جو فریق ثالث نے جائداد مذکور یا اسکے منصوبہ انتقال کے متعلق کیا ہو۔ اس بنا پر کہ اس کو جائداد مذکور کی ملکیت یا حق استفادہ حاصل کرتے وقت ایسے معاہدہ یا منصوبہ انتقال کا علم تھا، یا کسی دوسری بنا پر۔

321 مقدمہ مارٹن بنام مارٹن وبل بنام مارٹن (۱۸۳۱) ۲ ۔ ریروے ۵۰۷، ۵۰۹ جج تیج: ازدواج کے معاہدہ کے متعلق تھا۔ مقدمہ وائٹر ہاؤس بنام ایسین فیلڈ (۱۸۵۱) ۹ ۔ ہ ۲۳۴ و (۱۸۵۲) ۱۰ ۔ ہا ۔ ۴ ۲۵ ۔ جج ٹرنر: میں معاہدہ نہایت اور مقدمہ کس بنام پاول (۱۸۶۹) ایل ۔ آر ۔ ۴ ۔ چانسری مراضہ ۱۰۴، ۱۰۷ میں ہو جس میں مسٹر رسیڈ نے لنگیفرڈ کی تائید کی، ایک غیر رجسٹری شدہ تملیک نامہ زیر بحث تھا۔ اس کی نسبت تسلیم کیا گیا کہ وہ فریق ثالث کے مقابلہ میں، ناقابل نفاذ تھا، کیونکہ وہ قانون مقام وقوع کی رو سے، ان کے مقابلے میں نافذ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور مقدمہ مارٹن بنام فلارنس لینڈ و پبلک ورکس کمپنی (۱۸۷۷) ۷ ۔ چانسری ڈویژن ۲۳۲ ۔ جج جیبل میں نکتہ صرف یہ طے ہوا کہ اس امر کا انحصار، قانون مقام وقوع پر تھا کہ آیا اراضی موقوعہ ملک غیر کے متعلق معاہدہ کفالت، بمقابلہ فریق ثالث کے قابل تعمیل تھا یا نہیں؟ ۔ بلکہ یہ بھی تجویز ہوئی کہ عدالت مقام وقوع میں مقدمہ کا دائر ہو جانا، جس میں مسئلہ زیر بحث کا تصفیہ ہو سکتا ہے، دعوی کی (دوسری جگہ) سماعت کا قطعی مانع ہے۔

مقدمہ نکسن بنام بروڈ پورٹ (۱۸۴۶) ۸ ۔ بیو ۔ ۴۷ ۵ ۔ جج لینگ ڈیل، میں ملک غیر کی جائداد غیر منقولہ کو، بذریعہ وصیت نامہ، ایک شاخ میں منتقل کرنے کی کوشش کی گئی تھی، اس ترکیب سے کہ وارث مندرجہ وصیت نامہ میں مقرر کر دیا گیا تھا جہاں تک کہ بلا خلاف ورزی قانون مقام وقوع ممکن ہو، تعمیل امانت پر مجبور کیا جا سکتا تھا، کیونکہ اس نے وراثت قبول کر کے اپنے آپ کو ایک درجہ تک معاہدہ کا پابند کر لیا تھا۔ اس طور سے پابند ہو جانے اور اس ذریعہ سے ایک محدود حق استفادہ حاصل کر لینے کے بعد، قانون مقام وقوع میں تبدیلی واقع ہوئی، اور حق مذکور قطعی ہو گیا۔ اب وہ اس قطعی حق کو، تعمیل امانت کیلئے مزید کام میں لانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا، بلکہ وہ اس کو محض اپنے لئے محفوظ رکھ سکتا ہے۔

دفعہ ۱۷۶ جب کسی عدالت میں جس کو مدعی علیہ کی ذات پر اختیار سماعت

حاصل ہو کسی رقم کا مطالبہ کیا جائے تو یہ عذر نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا کسی طور سے تعلق ملک غیر کی جائداد غیر منقولہ سے ہے۔

مقدمہ کارٹریٹ بنام ٹی (۱۹۰۶) ۲۔ ایس۔ ڈبلیو۔ ۳۲۳۔ نوٹ۔ ۲ چانسری۔ کنیڈا۔ ۲۱۴۔ جج، فیج نے اگر لینڈ کی اراضی کے معمولی کاشتکار نہیں، نقصان کا حساب کیا اور ڈیو بنام رومس (۱۷۳۸) ۱۔ ایک۔ ۵۴۲۔ جج، بارڈوک ہسینٹ کر اسٹوفر کی اراضی کے معمولی کاشتکاروں میں لگان اور منافع کا حساب کیا مقدمہ ہیلی بنام ایڈورڈز (۱۷۸۴) جج، تھرلو نے اسی نام کے مقدمہ ۳۔ ایس۔ ڈبلیو۔ ۲۰۷ میں جمیکا کی اراضی کے محاصل زمانہ قبضہ کا ذکر کیا جو ایک وصیت نامہ کی بنا پر قبضہ میں آئی تھی، مقدمہ بالتھ بانی بنام والفورڈ (۱۸۸۶) ۳۳۔ چانسری ڈویژن۔ ۶۲۴۔ جج، نارتھ: اسٹروہنگیرین کے ایک مقدمہ امانت (فریضہ وصیت (Fidei commis)) میں وارث کو، مقدمہ اہتمام ترکہ میں اپنے جانشین سابق کی جائداد کے مقابلے میں کھڑے ہونے کی اجازت دی گئی، تاکہ وہ اسٹروہنگری میں جائداد کے نقصان اور افتاح کی بحیثیت کے متعلق اپنا دعویٰ ثابت کر سکے۔

لیکن یہ قاعدہ اس حالت میں متعلق نہیں ہوتا جب کہ مطالبہ ٹیکس یا محصول یا اسی نوعیت کا ہو، مقدمہ میونسپل کونسل آف سڈنی بنام ہل (۱۹۰۹) ۱۔ کے بی۔ ۔ ۔ جج اگر انتہام: اس مقدمہ میں اگر وہ ریمارک جو جج نے کئے ہیں، اس دوسری بنا کی تائید میں متصور ہوں جو عنوان میں دی گئی ہے یعنے یہ کہ جب رقم کا بار ملک غیر کی جائداد غیر منقولہ پر عائد کیا گیا ہو تو اسکے متعلق انگلستان میں مدعی علیہ پر دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ تو کہنا پڑتا ہے کہ یہ ان نظائر کے خلاف ہے جو اوپر بیان کی گئی ہیں۔

بعض امور جن کا تعلق بہ نسبت خانگی قانون بین الاقوام کے انگلستان کے قانون سے بہتی خاص میں زیادہ تر ہے، بلکہ اسی کا ایک جز ہیں، اسی سلسلہ میں بہ آسانی ذکر کئے جا سکتے ہیں۔

دفعہ ۱۷۶ انگلستان کے بادشاہ یا اس کی حکومت کی نسبت ہمیشہ

یہ سمجھا جائے گا کہ وہ حکومت انگلستان کے ہر حصہ میں موجود ہے، پس بادشاہ یا گورنمنٹ کے محکمہ کا ایک لازمی فریق ہونا، ایسی اراضی کے مقدمہ کے واسطے جو حکومت کے دوسرے حصے میں واقع ہو، انگلستان میں اختیار سماعت نہیں پیدا کرتا۔ 222

مقدمہ ہوس (۱۸۶۱) ۲۔ جے وائی۔ ۵۲۷۔ بی۔ ڈی۔ میئر بنام سلیسبری (۱۸۷۶) ۲۔ چانسری ڈویژن۔ ۸۰۲۔ بی۔ ماشس۔

دفعہ ۱۷۸ انگلستان کی جائداد غیر منقولہ کی وراثت کے لئے لازم ہے کہ وارث، خانگی قانون بین الاقوام کے قواعد صحیح النسبی کے مطابق صحیح النسب ہو۔ دیکھو قواعد مندرجہ صفحات ۹۹-۱۰۴۔ اور اپنے والدین کے حقیقی ازدواج کے بعد پیدا ہوا ہو، جو اس ازدواج سے مختلف ہے، جس کی تاریخ کسی قیاسی یا امر مفروضہ قانونی کی بنا پر قبل کی قرار دیگئی ہو، یعنے وہ صحیح النسب ازدواج مابعد کی بنا پر، نہ قرار پایا ہو، خواہ وہ ایسے ملک ہی کا کیوں نہ ہو جہاں قیاس یا امر مفروضہ قانونی کی بنا پر ازدواج مابعد سے صحیح النسبی تسلیم کرلی جاتی ہے[1]

مقدمہ برٹویسل بنام ورڈل (۱۸۲۶) ۵۔ بی۔ سی۔ ۴۳۸۔ جے۔ ایبٹ۔ بیلی۔ ہوارائیڈ۔ ٹل ڈیل۔ (۱۸۳۰) ۲۔ سی۔ ایل۔ وائیف۔ ۱۰۵ و ۹۔ بی۔ ایل۔ این۔ آر۔ ۳۲۔ مجوں کا فیصلہ اسی اصول پر تھا جس کو لارڈ الکزنڈر نے ہاوس آف لارڈز میں صادر کیا (۱۸۳۵) ۲۔ سی۔ ایل۔ وائیف۔ ۵۸۲۔ بی۔ ایل۔ (سلسلہ جدید)۔ ۷۔ برتوہام نے جو تجویز صادر کی ہو، اس مضمون کی تھی کہ جو حیثیت صحیح النسبی کی قائم کی گئی ہے وہ کافی ہے۔ لینڈ ہرسٹ اور ڈنمین نے اپنی رائے محفوظ رکھی۔ مرافعہ سے مقدمہ میں ججوں کے سامنے مزید بحث کیجانے کا فیصلہ دیا گیا۔ (۱۸۳۹) ۷۔ سی۔ ایل۔ وائیف۔ ۸۹۵۔ ٹنڈل۔ واگھان۔ بوسانکے پیٹیشن۔ ڈیمیس۔ کوترج۔ کوٹمین۔ ماتلے۔ پارک وگرتی کی تجویز ہاوس آف لارڈز میں ٹنڈل نے صادر کی، جو دفعہ ہذا کے مطابق تھی۔ (۱۸۴۰) ۷۔ سی۔ ایل

---

[1] بس نظام قانونی میں یہ اصول تسلیم کرلیا گیا ہے کہ ازدواج مابعد سے سابق کی مجامعت مجرمانہ کا نقص رفع ہو جاتا ہے۔ مترجم۔

والیف۔ ۱۹۰۰ء ہوس آف لارڈز کی تجویز کی بہ تائید فیصلہ (سبجت)
تحریک کاٹن ایم نے کی، برڈہام نے اختلاف نہیں کیا، اگرچہ وہ اس پر مطمئن
نہ تھے۔ اس بڑے مقدمہ کے سلسلہ میں، اسکاٹ لینڈ کے مرافعہ نٹن بنام
لونگ اسٹون (۱۸۵۹) ۳۔ میک۔ ۱۹۷۔ ۲۱ جے، برڈہام کریٹور تھے۔ ونسلے ٹرسٹ۔
چیمنسفورڈ کو بھی پڑھنا چاہیئے۔

یہ مسئلہ اسی حالت تک محدود ہے جس میں وصیت نہ کی گئی ہو۔ دیکھو صفحہ ۱۵۱
گزشتہ۔

اس یعنی ۱۷۸۸ء کے اصول کے متعلق، عام طور سے یہ کہا جاتا ہے کہ وہ
اس قانونی اصول کا علمبردار ہے کہ "جائداد غیر منقولہ، قانون مقام وقوع کی تابع ہوتی
ہے"۔ اس اصول کی بنا پر یہ رائے قائم ہوئی ہے کہ جو شخص انگلستان کی اراضی
کا وارث ہو، اس کو لازم ہے کہ وہ قانون انگلستان کے مخصوص مفہوم کے لحاظ
سے، وارث ہو، اور اس لئے اسپر لازم ہے کہ وہ قانون مذکور کے مخصوص مفہوم کے
لحاظ سے، اپنے آپ کو صحیح النسب ثابت کرے۔ اور قانون انگلستان میں، ازدواج
مابعد سے صحیح النسبی ثابت نہیں ہوتی۔ اگر جائداد منقولہ زیر بحث ہو تو اس کو
قانون انگلستان کے وسیع مفہوم میں، اپنے آپ کو صحیح النسب ثابت کرنا کافی ہے،
جو اس اصول کی بنا پر: کہ "جائداد منقولہ، مالک کے ساتھ جاتی ہے" صحیح النسبی کو ذاتی
قانون پر محمول کر دیتا ہے۔ اور اس صورت میں، ازدواج مابعد کی صحیح النسبی کو، جو ذاتی
قانون سے حاصل ہوتی ہے، اپنا ایک جز قرار دیکر اختیار کر لیتا ہے۔ یہ بظاہر درست
معلوم ہوتا ہے، لیکن بہ نظر تعمق دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے دو بڑی قباحتیں
لازم آتی ہیں:۔ اول یہ کہ صحیح النسبی کو ذاتی قانون پر محمول کرنا، جیسا کہ صفحہ ۹۹ میں بتایا جا چکا
ہے، دائرہ میں دخیل کرنا ہے، کیونکہ اکثر صورتوں میں، ایک شخص کی قومیت یا توطن کا
حال معلوم کرنے کیلئے جسپر اس کے ذاتی قانون کا انحصار ہوتا ہے، پہلے اس کی 298
صحیح النسبی کے فیصلہ کرنے کی ضرورت واقع ہوتی ہے۔ صحیح النسبی کا مسئلہ، مختلف واقعات
کی قانونی وقعت پر منحصر ہے، اور خانگی قانون بین الاقوام، جو کچھ کرتا یا کر سکتا ہے، وہ
صرف اسقدر ہے کہ وہ، ان مختلف واقعات کی قانونی وقعت کی علیحدہ علیحدہ جانچ کے

متعلق، ایک مناسب قاعدہ بنا دے۔ دوسرے یہ کہ اگر قرار دیا جائے کہ جب جائداد غیر منقولہ زیر بحث ہو، تو صحیح النسبی، قانون مقام وقوع پر محمول ہونی چاہیئے ۔۔۔ تو اسکے معنی اور اس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہو سکتا کہ ان تمام مختلف واقعات کی قانونی جانچ جن پر صحیح النسبی کا انحصار ہوتا ہے، مقام وقوع کے قانون سے ہونی چاہیئے لیکن اس صورت میں حقیقی ازدواج کے قبل یا مابعد کی پیدائش کے مسئلہ سے ہم کو آگے بڑھ جانا پڑے گا۔ صحیح النسبی کیلئے نکاح کا گو کہ وہ پیدائش کے قبل کا ہو، جائز ثابت ہونا لازم ہے۔ اور پھر ممکن ہے کہ نکاح کا جواز قبل کے نکاح سے طلاق کے جواز پر منحصر ہو۔ پس ہم کو یہ دریافت کرنا پڑیگا کہ قانون مقام وقوع کے استعمال کا سلسلہ کہاں جاکر ختم ہوگا ۔۔۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو بظاہر معقول اصول قائم کیا گیا ہے، جب اس کا استعمال کی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کی نسبت کیا جاتا ہے، تو وہ ناقابل اطمینان ثابت ہوتا ہے۔ لارڈ برروہام کی زور کے ساتھ یہ رائے تھی، کہ جن واقعات پر صحیح النسبی کا انحصار ہوتا ہے، ان میں قانون مقام وقوع کے استعمال کی حد کو متعین کر دینا محال ہے۔ اور انہیں وجوہ کی بناء پر انھوں نے مقدمہ برٹوسیل بنام وردل میں اس امر پر زور دیا کہ انگلستان کی جائداد غیر منقولہ کے وارث سے بجز اس صحیح النسبی کے جو محض اسکی ذاتی حیثیت کا ایک جز ہے کسی اور صحیح النسبی کا ثبوت طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ صحیح النسبی، قانون مقام وقوع یا کسی دوسرے ایک قانون کی رو سے نہ کوئی چیز ہے اور نہ بہ آسانی اس کا امکان ہے۔ جو کچھ خانگی قانون بین الاقوام بتاتا اور جب تک کہ سخت دقتیں اس کے سد راہ نہ ہوں بتا سکتا ہے، وہ یہی ہے: کہ صحیح النسبی، ایک ذاتی حیثیت ہے، جس کا انحصار اس مجموعی نتیجہ پر ہوتا ہے جو مقدمہ کے ہر جداگانہ واقعہ کو اس کے مناسب قانون سے جانچنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اس بنا پر یہ کہنا کہ صحیح النسبی کے تعین میں، ایک قانون کو بمقابلہ دوسرے قانون کے ترجیح ہے صحیح نہیں ہو سکتا ۔۔۔ کہنا یہ چاہیئے کہ انگلستان کی اراضی کی توریث کے مسئلہ میں صحیح النسبی کی ذاتی حیثیت، قابل قبول ہے یا ناقابل قبول۔ مقدمہ برٹوسیل بنام وردل میں جو کچھ طے ہوا، وہ دراصل یہی ہے، اور یہی فاضل ججوں کا خیال تھا کہ انگلستان کے قانون کا ایک قاعدہ، ایسی توریث کیلئے پیدائش بعد ازدواج کی ایک مزید شرط

لگاتا ہے۔ اسبارہ میں بلحاظ تاریخ کے ان کا خیال غالباً غلط نہ تھا، اور یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ڈی آرسی بڑی نے اسیطرح کا ایک عام قاعدہ قرار دیا تھا، کہ اگر کوئی شخص کسی 224
ملک میں صحیح النسب قرار دیا جائے تو اصولاً اسکے یہ معنی نہیں ہوتے کہ اسکے وراثتی اور جائدادی حقوق بھی قائم ہو گئے (برٹیو نم لیگس دفعہ ۲۱۸ فصل ۶ نمبر ۲۰)۔ یہ قاعدہ بجنسہ نہیں ہے جو اوپر ذکر ہوا، کیونکہ کلیسائی قانون جو صحیح النسبی کے متعلق تھا، اسقدر رائج اور شایع تھا کہ کسی ایسے قاعدہ کے منظور کر لئے جانے کی امید نہیں ہو سکتی تھی، جو کلیسائی قاعدہ کو منسوخ کر کے تناقض قوانین کو دور کرنے کے لئے، ایسے عام الفاظ میں مرتب ہو سکے۔ سیاق عبارت سے ظاہر ہے کہ ڈی آرسی بڑی ملک غیر کے عدالتی احکام متعلقہ صحیح النسبی کے اثر کا خیال کر رہا تھا، مگر یہ صورت کافی طور سے قاعدہ مذکورہ بالا کے مشابہ ہے۔ فرض کرو کہ تمام ممالک کے جاگیری قوانین کے مصنف اس امر پر متفق ہو جائیں کہ ملک غیر کا حکم متعلقہ صحیح النسبی، یا ایسی صحیح النسبی، جو کسی ایسے قانون سے قرار پائی ہو، جس کا وجود مقام وقوع میں نہ ہو، جائداد غیر منقولہ کی وراثت کے مستحق ہونے کے لئے کافی نہ متصور ہوگا۔ یہ باوجود قرار پا جانے کے بھی اپنی نوعیت کے لحاظ سے، ہر ملک کے مخصوص قانون کا ایک قاعدہ متصور ہوگا نہ کہ مختلف مخصوص قوانین میں ایک قانون کے انتخاب کا۔ یا یوں کہو کہ ہمارے مفہوم کے مطابق شخصی قانون بین الاقوام کا کوئی قاعدہ۔

اسبارہ میں جس رائے کا اظہار ہوا ہے، اس سے اس سوال کا جواب ملتا ہے، جو لاکو اٹرلی ریویو جلد ۵ صفحہ ۴۴۲ میں پیش کیا گیا تھا، جب کہ انگلستان کی ارضی کامیابی پر شخصی قانون بین الاقوام کے اغراض کے لئے جائداد غیر منقولہ متصور ہوتا ہے (دیکھو دفعہ ۱۶۴)، تو اس کی وراثت کے لئے صحیح النسبی کا تعین قانون مقام وقوع سے نہیں ہو سکتا۔ اور کیا یہ قاعدہ اس سے مطابق ہوگا کہ انگلستان کی جائداد منقولہ کی وراثت کے واسطے، وہ بچہ صحیح النسب ہے جو والدین کے ازدواج مابعد کی بناء پر، اس ملک میں جہاں کہ ایسا قانون جاری ہے، صحیح النسب سمجھا جاتا ہے؟ (دفعہ ۲۶ گزشتہ)۔ اس کا جواب یہ ہے کہ انگلستان کی جائداد غیر منقولہ کی حالت میں بھی وارث کی صحیح النسبی، ان معنے میں جو کہ سوال میں متصور ہے، قانون مقام وقوع پر محول نہیں کیجاتی ہے، بلکہ وراثت انگریزی

قانون کے ایک ایسے قاعدہ کے ماتحت ہوتی ہے جو سیعادی پٹہ کیلئے نہیں ہے:
ایسی حالت میں سوخوالذکر (یعنی پٹہ بتقریب تصحیح النسب رشتہ دار کے نام بغیر
خلاف ورزی دفعہ ۱۶۴ کے منتقل ہوجاتا ہے۔

دفعہ ۱۷۹ جو شخص دفعہ ۱۷۸ کی رو سے انگلستان کی جائداد غیر منقولہ
کا وارث نہیں ہوسکتا، وہ انگلستان کی جائداد غیر منقولہ کو بذریعہ وراثت سوائے
اپنی خاص اولاد کے، اور کسی شخص کیطرف منتقل بھی نہیں کرسکتا۔

مقدمہ ڈان (۱۸۵۷) ۴ ڈریو۔ ۴ ۱۹۔ جج کنڈرسلے

225

فصل نہم

اختیارِ سماعت و حدودِ اختیارِ سماعت (Jurisdiction) کے متعلق عام تصورات

شخصی قانون بین الاقوام کے متعلق انگلستان کے اصول کی توضیح میں، جو تیسری فصل سے شروع ہوتی ہے، ہم نے جو ترتیب ملحوظ رکھی ہے، وہ یہ ہے، کہ سب سے پہلے اشخاص کی حیثیت پر غور کیا گیا ہے، اور بعدہٗ ان مقدمات پر، جن سے ممیز طور سے جائداد کے مختلف حقوق اور ذمہ داریاں ظاہر ہوتی ہیں، اور جو بمنزلہ اس دائرہ کے ہیں جن کا مرکز خود مالک کی ذات ہے، اور سب سے آخر میں، خود جائداد کے حقوق سے بحث کی گئی ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہم نے، وہ تمام مسافت طے کرلی ہے، جو اس فن کی قدیم اصطلاح میں ذاتی اور حقیقی قوانین کے نام سے موسوم کیجاتی تھی۔ اب ہم کو صرف ذمہ داری سے بحث کرنا باقی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا قانون، جو کسی شخص کی ذاتی حالت کا خود اس کے یا دوسرے اشخاص کے، طرزِ عمل کی بنا پر تصفیہ کرتا ہے، مثلاً اسکو خود اس کے یا اس کے والدین کے بعض رسوم کے ادا کرنے کی بنا پر نسبی یا صحیح النسب قرار دیتا ہے، یا بعض افعال کے ارتکاب یا ان کے ترک مثلاً وصیت یا غیر وصیت یا انتقال وغیرہ کی بنا پر، بعض امور کا بشمول غیر مادی حقوق کے تصفیہ کرتا ہے، اس قانون سے بالکل جدا ہے جس سے معاہدہ یا ہرجہ کی بنا پر کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ مقدم الذکر صورتوں میں ایک حالت یا شے کے متعلق تصفیہ ہوتا ہے، اور اگرچہ حالت کی بنا پر بعض فرائض قابل عمل پیدا ہوتے ہیں، مگر جو فرائض شے کے متعلق پیدا ہوتے ہیں، وہ صرف منفی ہوتے ہیں، یعنی یہ کہ جس شخص کے حق میں قانون نے اس شے کا تصفیہ کردیا ہے، اسکے استفادہ میں کسی قسم کی خلل اندازی نہ ہونے پائے۔ موخر الذکر صورتوں میں عملی فرائض جن کا تعلق دینے یا کرنے، یا مہیا کرنے سے

ہوتا ہے، فریق پر عائد کئے جاتے ہیں؛ ان کے سوائے کوئی دوسرا امر مقابل تصفیہ نہیں ہوتا۔ جو قوانین مقدم الذکر صورتوں سے متعلق ہیں، ان کی بنیاد، وہ اختیارات ہیں، جو ان کو اس حالت یا شے کے متعلق، حاصل ہوتے ہیں، جو مادی طور سے ان قوانین کے حدود سماعت میں موجود ہوتی ہے؛ یا مسلمہ رسم و رواج یا مفروضہ اصول کی بنا پر، ان امور سے جن پر وہ محاط ہیں تعلق رکھتی ہے۔ برخلاف اس کے، جو قوانین موخر الذکر صورتوں سے متعلق ہوتے ہیں، ان کی بنیاد وہ اختیارات ہیں، جو انکو فاعل فعل (Agent) کے متعلق حاصل ہوتے ہیں۔ فاعل کے مفہوم میں، وہ فریق بھی داخل ہے، جو ترک فعل کا مرتکب ہو؛ لیکن فاعل پر، اختیارات ہونے کی حالت میں، قانون اور اختیار سماعت، صرف ان اختیارات کی، دو مختلف حیثیتیں متصور ہوں گی۔ ہم صفحہ 226 پر لکھ چکے ہیں کہ قانون بین الاقوام کے قواعد اکثر حدود سماعت کے بین الاقوامی قواعد سے، اس اصول کے ذریعہ سے کہ "قانون کا انحصار، اس مقام پر ہوتا ہے، جہاں مقدمہ کی سماعت ہوتی ہے" اخذ کئے گئے ہیں۔ اس عمل کی صحت کے دلائل حسب ذیل ہو سکتے ہیں:-

اولاً۔ یہ کہ: روایات، طرز عمل یا مقدمہ کے ضروریات، ان حدود اراضی کا پتہ دیتی ہیں جس میں اس مقدمہ کا تصفیہ بہترین طریقہ سے ہونا چاہیئے؛ یا بطریق موثر ہو سکتا ہے۔

ثانیاً۔ ان لوگوں کو جنھیں تصفیہ مقدمہ سے تعلق ہے، عام طور سے کوئی وجہ اس دعوی کرنے کی نہیں ہوتی کہ عدالت سماعت کنندہ کو، بجز اپنے قانون کے کسی دوسرے قانون کا اتباع کرنا چاہیئے۔

ثالثاً۔ اگر معاملہ اتفاقیہ طور سے، دوسرے حدود اراضی میں پیدا ہوا ہو، تو یقین، جو کہ قانون میں اسقدر اہم ہے، اس کا متقضی ہوتا ہے، کہ اس کا تصفیہ، اسطرح کیا جائے، جسطرح اس مقام پر ہوتا، جو ابتدائی اختیار سماعت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ کیفیت، ہر قسم کے مقدمات کے حسب حال ہے، مگر دوسری شکل، بہ نسبت اشیاء یا حالت کے ذمہ واری کے معاملہ میں، زیادہ تر مستحکم ہو جاتی ہے۔ ذمہ واری کے معاملہ میں، اس امر کا، جس کی نسبت تصفیہ مطلوب ہوتا ہے، کوئی وجود، اس ابتدائی اختیار سماعت کے قانون سے علیحدہ نہیں ہوتا، جو اسکی تعمیل کیلئے معین ہے۔ حدود

اختیارات کے ابتدائی ہونے کا یہی نتیجہ ہے؛ اگر وہ عدالت جس کا صحیح طور سے مدعی علیہ تبع ہے بلحاظ حالات مقدمہ، اس کو ذمہ دار نہیں قرار دیتی، تو وہ ذمہ دار نہیں ٹھیرتا؛ اور مقدمہ میں کوئی جان باقی نہیں رہتی۔ البتہ اس میں یہ شرط ضرور لگی ہوئی ہے کہ ذمہ داری کی بحث میں قواعد متعلقہ انتخاب قوانین برسبیل روایات بحال خود قایم ہوں؛ اگرچہ اختیار سماعت کے وہ قاعدے جن سے قواعد مذکور پیدا ہوئے منسوخ اور باطل ہو گئے ہوں، یا یہ کہ ایسے قواعد ان ممالک میں اختیار کر لئے گئے ہوں جنھوں نے اختیار سماعت کے قواعد کو، جو ان کے ماخذ ہیں کبھی اختیار نہیں کیا تھا۔ انصاف سابق کے لئے جو اتحاد اقوام میں قائم ہوتا ہے، اس سے اس قسم کے نتائج کا پیدا ہونا ایک لازمی امر ہے لیکن اس سے ان اصول پر کوئی اثر نہیں پڑتا، جن پر یہ اتحاد مبنی ہے۔ ان قیود اور خود ان مسائل سے جن کے متعلق یہ قیود قائم کئے جاتے ہیں، اس امر کی ضرورت ثابت ہوتی ہے کہ ذمہ داری کے متعلق انتخاب قوانین کے قواعد سے بحث شروع کرنے سے پہلے طالب علم کو ان مسائل کی تاریخ سے آگاہ کر دیا جائے، جو اختیار سماعت کے متعلق یورپ میں رائج تھے۔ تبصرہ کے اس حصہ میں جو قوانین روما کے متعلق ہے، میں سوگنی کی اس اہم کتاب کی آٹھویں جلد کا اتباع کروں گا جو اس نے زمانہ حال کے قوانین روما پر تالیف کی ہے۔

جسٹینین کے عہد حکومت میں ہر قسم کی ذمہ داریوں کے مقدمات، بلالحاظ نوعیت اور مقام معاہدہ کے، مدعی علیہ کی ذاتی عدالت میں پیش ہو سکتے تھے۔ یہ ہر اٹلین کے لئے تھا، خواہ وہ شہری ہو یا سلطنت کے کسی دوسرے حصہ کا باشندہ، یا اس مقام کا، جہاں اس نے توطن اختیار کر لیا ہے؛ کیونکہ تمام اٹلی، سوئیٹاس Civitas یا رس پبلیکا (Respublica) میں منقسم تھی جن کو ابتدائی اختیارات سماعت حاصل تھے، اور ہر اٹلین میونسپل شہری 227

لہ سیوس (Civis) کا استعمال صرف روما کے شہری کی نسبت ہوتا تھا بمقابلہ لیٹینس (Latinus) اور پریگرینس (Peregrinus) کے، اگر میونسپس (Municeps) سے مراد ہر میونسپل کا شہری تھا خواہ وہ میونسپیم کا ہو خواہ کالونیا (Colonia) کا، دونوں رس پبلکا (Respublica) تھے، لیکن کالونیا میونسپیم میں داخل نہ تھا۔

ہونے کی حیثیت سے، ان میں سے کسی نہ کسی ایک کا رکن ہوتا تھا۔ جس کے، یہ معنے ہیں کہ وہ اس جماعت کے اختیارات عدالت ابتدائی کا تابع ہوتا تھا؛ اگرچہ وہ کسی ایسے دوسرے شہر یا صوبہ کا متوطن ہو۔ اور ایسی حالت میں وہ اپنے مقام توطن کی عدالت کا بھی تابع متصور ہوتا تھا۔ اصول کے لحاظ سے، مدعی کو اختیار تھا، کہ وہ اپنا دعوی اس عدالت میں دائر کرے، جو اسکی مستقل سکونت کا مقام، پیدائش کی بنا پر ہو؛ یا مدعی علیہ کے مقام توطن کی عدالت میں! ــــ لیکن قیاس غالب یہ ہے کہ کسی صریح حکم کی بنا پر، جس کا پتہ اس وقت نہیں چلتا، اس کو عدالت مقدم الذکر میں مقدمہ دائر کرنے کی ممانعت تھی؛ بجز اس حالت کے کہ مدعی علیہ اپنی پیدائش کے ملک میں پایا جائے۔ اگر ایسا نہ بھی ہوتا تب بھی اپنی آسانی کے لحاظ سے مدعی عام طور سے، مقام توطن کی عدالت ہی کو ترجیح دیتا ہوگا۔

لیکن چونکہ صوبوں میں جو شاہی گورنروں کے ماتحت ہوتے تھے، ایک عرصہ تک ابتدائی اختیارات کے ساتھ سوئیٹیس (Civitates) قائم نہ تھے، اس لئے کچھ اسی قسم کے اختیارات کے ساتھ ڈیفینسورس (Defensores) پیدا ہو گئے؛ اور ایک صوبہ کے باشندے کے لئے بجز اس کے مقام توطن کی عدالت کے، کوئی دوسری ذاتی عدالت نہ تھی۔ البتہ کارا کلا کے آئین کے مطابق جس کی رو سے حکومت کی تمام آزاد رعایا کو شہر روما کی باشندگی کے حقوق دیدیئے گئے تھے، اس کے لئے مقام سکونت برنائے پیدائش کی عدالت روما میں بھی کھلی ہوئی تھی۔ اس سے بہت قبل شہر روما کی باشندگی کے حقوق آئین جولیا کے ذریعے سے تمام اٹلین کو حاصل تھے، اس بنا پر ایسے اشخاص کو جن کا بلا واسطہ تعلق شہر روما سے نہ تھا ــــ بلکہ وہ دراصل کسی دوسری اٹالی کی رس پبلیکا کے رہنے والے تھے ــــ دو شہروں کے حقوق حاصل تھے۔ علاوہ اس حق توطن کے، جو بظاہر ان دونوں سے جدا تھا، ایسے اٹلین اور باشندگان صوبہ کے متعلق، کارا کلا کے آئین کے اجرا کے بعد، مجموعہ قوانین میں صریح احکام موجود ہیں کہ ان پر روما میں بنائے حقوق شہریت دعوی نہیں ہو سکتا تھا، جب تک وہ حقیقی طور سے وہاں موجود نہ ہوں۔ اور اس میں بھی بہت سے مستثنیات تھے جو مجموعی طور سے (Jus domum - Revocandi) کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے۔ اس سے یہ استنباط ہوتا ہے،

جیسا کہ قبل ازیں بیان ہوا، کہ اس قسم کی حفاظت کا وجود تمھاکو حق شہریت کی بنا پر، مدعی علیہ کو اپنے تو طن سے جواب دہی کے لئے کھینچ کر بلوانے کی ضرورت نہ واقع ہو۔ مدعی علیہ کی عدالت کے علاوہ، مدعی کو قانون روما سے یہ اختیار حاصل تھا، کہ وہ ذمہ داری کے صحیح حدود اختیارات میں، مدعی علیہ پر دعوی دائر کرے، اسی کیلئے عدالت مقام معاہدہ (Forum contractus) اور قانون مدعی علیہ (Rei gestae) زمانہ حال کی اصطلاحات ہیں، اور وسیع طور سے ان مقدمات کے متعلق مستعمل ہوتی ہیں، جن کا پتہ ان الفاظ سے نہیں چلتا۔ سوگنی کا بیان ہے کہ ان اختیارات سماعت کو مفصلہ ذیل صورتوں پر مبنی قرار دینا چاہیے:۔

۱۔ "ایسے مقام پر، جس کو فریقین نے باہمی رضامندی سے بطور خاص تعمیل کے لئے قرار دیا ہو، خواہ اس مقام کا بصراحت نام لیا گیا ہو، جیسا کہ اس مشہور اصول قانون میں بتایا گیا ہے، کہ "ہر شخص کی نسبت اس جگہہ معاہدہ کیا جانا سمجھا جائے گا، جہاں اس نے ادائی کی ذمہ واری قبول کی ہو" (خلاصہ ۴۴۔۷۔۲۱)۔ یا اس بنا پر کہ "جو فعل، ذمہ داری کے قبول کرنے سے عمل میں آنے والا ہے، وہ صرف ایک ہی مقام پر، عمل میں لایا جا سکتا ہو" جیسا کہ اراضی یا مکان کی فروخت یا پٹہ میں ہوتا ہے، جس میں قبضہ کا دیا جانا لازم ہے۔ 228

۲۔ "مقام تعمیل، متعین ہونے کی صورت میں، یہ اختیار سماعت، اس امر پر، مبنی ہو سکتا ہے کہ ذمہ داریاں، مدیون کے سلسلہ کاروبار سے پیدا ہوتی ہیں، اور مقام کاروبار متعین ہوتا ہے[1] جیسے ان اشخاص کی ولایت جو اپنا انتظام خود نہ کر سکتے ہوں، اور دوسری ہر قسم کی حفاظت، اور دوسرے اشخاص کے کاروبار کی انجام دہی، — خواہ اس کے کل کاموں کی ہو، بذریعہ مختار نامہ عام، یا خاص کاموں کی، مثلاً صرف صنعتی یا تجارتی کاموں کی، — اور خواہ وہ، بر بنائے معاہدہ ہو یا حکم، بشرطیکہ وہ محض ایک مخصوص

---

[1] گوتھری کا یہ کہنا کچھ کم صحیح نہ ہوگا، بلکہ بعض مثالوں میں زیادہ ترموزوں ہوگا، جیسا کہ میں قبل ازیں ترجمہ میں کہہ چکا ہوں کہ حدود اختیارات کی بنیاد اس واقعہ پر قائم کیجا سکتی ہے کہ ذمہ داریاں، مدعی علیہ کے اس کاروبار کی انجام دہی سے پیدا ہوتی ہیں جس کا تعلق ایک قابل تعین مقام سے ہوتا ہے۔

کام کیلئے عارضی نہو، — یا مثل معاہدات کی عمل آوری جس میں فریقین میں سے صرف ایک فریق کی مرضی پر کام ہوا ہو، — یا بلا علم و رضامندی مالک کے کوئی کام کیا جائے: اس میں بھی یہی شرط ہے کہ وہ صرف ایک مخصوص کام اور عارضی نہو۔ اور سب سے آخر مثال خود ایک شخص کی مہاجنی اور کمیشن ایجنسی کی ہے۔ اس دوسری قسم میں جو مثالیں دی گئی ہیں، ان میں جو اختیارات بربنائے کاروبار قائم ہوتے ہیں، وہ اکثر صورتوں میں اس اختیار سے مطابق ہو جاتے ہیں، جن کی بنیاد توطن پر ہوتی ہے، گران دونوں کے علیحدہ علیحدہ ہونے کا امکان ہے۔

۳ "اختیار سماعت اس مقام سے بھی متعین ہوتا ہے، جہاں ذمہ داری پیدا ہوتی ہے، اگر مدیون کے توطن کا مقام بھی یہی ہو، یعنے اس حالت میں اختیار سماعت کی دو بنیادیں ہو جاتی ہیں، اگر مدیون کے تبدیل مقام یا موت سے اس کے ورثا یا خود وہ جدید مقام توطن کی عدالت کا بمنزلہ دو وجوہ متذکرہ بالا کے ایک وجہ کی بنا پر تابع ہو جاتا ہے، پھر بھی وہ اور اس کے ورثا دوسری وجہ کی بنا پر قدیم عدالت کے تابع رہتے ہیں۔

۴ "اس مقام سے بھی جہاں ذمہ داری پیدا ہوتی ہے، اختیار سماعت قائم ہو جاتا ہے، گو کہ وہ مدیون کے مقام توطن سے علیحدہ ہو، بشرطیکہ حالات ایسے ہوں کہ اسے اس امید کئے جانے کی گنجایش ہو کہ اس کی تعمیل بھی اسی مقام میں ہوگی"۔

"ایسی امید اس شخص سے کی جا سکتی ہے، جو اپنے مقام توطن سے علیحدہ ایک درجہ تک مستقل کوئی تجارتی کاروبار قائم کرتا ہے، اور ایسا انتظام کرتا ہے، جس سے 229
یہہ خیال ہو سکتا ہے کہ جس سامان کو وہ اس مقام پر فروخت کر رہا ہے، اس کو وہیں حوالے کر دیگا۔ اس طور سے وہ اپنے آپ کو اس مقام کی مخصوص عدالت ذمہ داری کا تابع کر دیتا ہے، جہاں معاہدہ منعقد ہوا تھا۔ اپٹین نے اس اصول کو تفصیل سے بیان کیا ہے، مگر اسکے ساتھ ہی محض معاہدہ کے کسی مقام پر منعقد ہونے کی بنا پر بغیر تمام شرائط کے پائے جانے کے، اختیار سماعت کے فرض کر لینے کے خطرات سے بھی متنبہ کیا ہے۔ اس نے اس انتباہ کی تائید میں ایسے شخص کی صورت پیش کی ہے، جو

سفر کی حالت میں کوئی معاہدہ کرتا ہے اور ایسی حالت میں کسی صورت سے، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ بمقام معاہدہ کی عدالت کے اتباع پر رضامند تھا۔

"ایسے تجارتی تعلق کو عدالت ذمہ داری کی ایک مثال تصور کرنا چاہئے، نہ کہ لازمی شرط، کیونکہ جب کوئی معاہدہ اس مقام کے زمانۂ قیام میں ہوتا ہے جو جائے وطن کے علاوہ ہے، تو مضمون پر غور کر کے یہ اخذ کرنا ضرور ہوتا ہے کہ اس کی تکمیل کے متعلق بقیاس غالب فریقین کا کیا منشاء تھا؟ اسلئے اگر کوئی عہدہ دار سرکاری بغرض ادائے فرائض منصبی، یا مجلس وضع آئین و قوانین کا کوئی نمایندہ، چند ماہ کسی ایک مقام پر قیام کرے، اور وہاں اپنے روزمرہ کے مصارف کے لئے قرض لے، تو اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہاں ذمہ داری کی مخصوص عدالت قائم ہو جائے گی: اسیطرح اگر کسی مقام تفریح پر جا کر انھیں اغراض سے قرض لیا جائے۔ برخلاف اسکے اگر تفریحگاہ یا مقام تفریح میں ایسے تجارتی معاملات کئے جائیں، جن میں مزید کارروائی مقام توطن میں متوقع ہو، تو اختیار سماعت مقام معاہدہ کو حاصل نہیں ہو سکتا، چونکہ اس معاملہ میں تمام تر دارومدار فریقین کے غالب منشاء پر ہوتا ہے، اس لئے بعض حالات میں چند روزہ قیام بھی ایسے اختیارات کے قائم کر دینے کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ ایسا اختیار سماعت اس مسافر کے مقابلہ میں ثابت قرار دیا جائیگا جو سرائے کے مطالبہ کو ادا کرنے سے انکار کرتا ہے، کیونکہ اس معاملہ میں فوراً رقم ادا کرنے کا عام دستور ہے، اور اسی کی ہر شخص کو توقع ہوتی ہے۔ اس طور سے تمام امور کا انحصار اس تعلق پر جا کر ٹھہرتا ہے جو قیام کی نوعیت اور مدت کو ذمہ داری کے معاملہ سے ہوتی ہے"۔

۵۔ "اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو عدالت ذمہ داری مدیون کے مقام توطن کی عدالت ہے"۔ امثلہ:۔ وہ معاہدات جو بحالت سفر کئے جائیں، اس حد تک کہ وہ ضمن ۴ کے تحت میں نہ داخل ہوتے ہوں۔ مقدمات واسپی جہیز شوہر کے مقام توطن 230
میں دائر ہونے چاہئیں، نہ کہ وہاں جہاں ان کا معاہدہ ہوا تھا۔ اس صناع کا مقدمہ، جو اپنے ایجنٹ کو حصول فرمایشات کے لئے باہر بھیجتا ہے، کیونکہ اس صورت میں معاہدہ کی تکمیل اشیاء کی روانگی سے اس جگہ ہوتی ہے، جہاں وہ تیار ہوتی ہیں۔ جیسا کہ قانون روما کی اس تجویز سے ظاہر ہوتا ہے، کہ اشیاء اسی وقت سے خریدار کی

ذمہ داری میں آجاتی ہیں، اگرچہ ملکیت جس کی تبدیل کے لئے تحویل ضرور ہے، اسوقت تک قائم رہتی ہے جب تک کہ اشیاء مذکور مقام مقصود تک نہ پہنچ جائیں۔

"یہ تمام مقدمات اگرچہ بظاہر مختلف معلوم ہوتے ہیں، اور ان کے باہمی تعلقات محض عارضی نظر آتے ہیں، باوجود اس کے، وہ سب ایک عام اصول کے تحت میں آجاتے ہیں: یعنے ہمیشہ مقام تعمیل سے اختیارات سماعت کا تعین ہو جاتا ہے، خواہ وہ صریح طور سے مقرر کیا گیا ہو (نمبر ۱) یا اس کا انحصار صریح توقع پر ہو (از نمبر ۲ تا ۵)۔ دونوں صورتوں میں یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ مدعی علیہ نے اس اختیار سماعت کا اتباع بخوشی منظور کر لیا تھا، جب تک کہ بصراحت اس کے خلاف اظہار عمل میں نہ آیا ہو۔[1]

مخصوص اختیارات سماعت، جو بربنائے ارتکاب افعال قابل ہرجہ پیدا ہوتے ہیں، ان کا پتہ قدیم قانون روما میں نہیں چلتا، قیام بادشاہی کے بعد سے ان کا آغاز ہوا، ان کو اس حد تک قبولیت کا مرتبہ ملا کہ بعد وہ قوانین مصدرہ سلطنت میں بھی مثل عدالت توطن، وعدالت معاہدہ، وعدالت مدعی علیہ، کے شمار ہونے لگے۔ ان کو عدالت ذمہ داری کی، جو عام طور سے عدالت معاہدہ بھی کہی جاتی ہے، ایک شکل قرار دینا غلط ہوگا، کیونکہ عدالت ہرجہ (Forum delicti) مفروضہ اختیاری اتباع سے نہیں پیدا ہوتی، اور اس لحاظ سے وہ حدود وجو عدالت ذمہ داری کے متعلق قائم کئے گئے ہیں، اس پر صادق نہیں آتے۔ اس اختیار سماعت کے قیام کے لئے نہ توطن، اور نہ کسی دوسرے ظاہری تائیدی حالات کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ وہ اتفاقی اور عارضی قیام کے مقام میں بھی ارتکاب فعل قابل ہرجہ سے پیدا ہو جاتا ہے؛ اس لحاظ سے اس کی ایک مخصوص صورت ہے۔ اس کا قیام خود اختیاری اتباع پر نہیں بلکہ جبری اتباع پر ہوتا ہے، جو خطا کار کے ارتکاب خطا کے ذریعہ سے خلاف ورزی حق کا بلاواسطہ نتیجہ ہے۔ علاوہ اس کے خطا کار کی نسبت، جو اختیار سماعت حاصل ہوتا ہے، اس میں بھی معاہدہ کیطرح بہت کم مستثنیات کی گنجایش ہوتی ہے، تاہم مدعی کو ہمیشہ یہ اختیار رہتا ہے کہ وہ

---

[1] صفحہ ۳۲۰ کے (۱) سے لیکر یہانتک کہ سوگنی کی کتاب "نظام قانون روما" کے دفعہ (۳۷۰) کے مکتب یا بطور خلاصہ کے لیا گیا ہے۔ جو فقرے "اوورڈ کا" میں ہیں، وہ گوتھری کے ترجمہ کے ہیں صفحات ۱۶۴-۱۶۰ ا ا

خواہ اس مخصوص اختیار سماعت سے استفادہ کرے، یا اس عام اختیار سماعت سے جو مدیون کے توطن پر مبنی ہے!" یہ سوال اکثر پیش کیا گیا ہے کہ آیا عدالت ذمہ داری صرف انہی افعال تک محدود ہے جو ذمہ داری کے سلسلہ میں فطری طور سے بڑھکر اس کی تعمیل کی طرف منجر ہوتے ہیں، یا اس کا تعلق ان افعال سے بھی ہے جن کا رجحان دوسری طرف ہوتا ہے، یعنے وہ ذمہ داری کو منسوخ یا جو کچھ اس کی تعمیل کے متعلق ہو چکا ہے، اس کو الٹ پلٹ کر دینا چاہتے ہیں۔ عام قاعدہ تو یہی ہے کہ اس اختیار سماعت کا اصلی اور محدود استعمال ہی تسلیم کیا جاتا ہے، اور اس کا ضمنی اور وسیع تر استعمال بطور استثنا کے ان چند مقدمات میں واقع ہوتا ہے، جن میں ذمہ داری کے پیدا اور اس کے منقود ہو جانے کی بنیادیں اشتراک ہوتا ہے، مثلاً — جبکہ ایک ایسی ذمہ داری کی تشخیص جو معاہدہ سے پیدا ہوئی ہو دوسرے اسی کے ساتھ کے معاہدہ سے روکی ہو"۔۔۔۔۔

"مقام ذمہ داری کے اختیارات سماعت اسی وقت کامل متصور ہوتے ہیں، جبکہ اس ملک میں، مدیون موجود ہو، یا وہاں اس کے قبضہ میں جائداد ہو، موخر الذکر صورت میں ڈگری کی تعمیل اس کے خلاف اس جائداد کی قرقی سے عمل میں آئے گی، جو اس کے قبضہ میں ہوگی۔ قدیم قوانین روما کے لحاظ سے اس صورت کی نسبت جو علی سبیل البدل بتائی گئی ہے، کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا، مگر جسٹینین کے ایک قانون کے لحاظ سے اس کو منسوخ سمجھنے کا امکان ہے، مگر وہ قانون خود اسقدر عام اور غیر محدود الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے، اور مختلف حدود و اختیارات اس طور سے بلا امتیاز مخلوط کر دیئے گئے ہیں، کہ اس سے یقین کے ساتھ یہ استنباط نہیں کیا جا سکتا کہ قدیم قانون کو منسوخ کرنا مقصود تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ڈگریوں کے فیصلہ جات میں اس کا مطلق لحاظ نہیں کیا جاتا، بلکہ قدیم قانون کی لفظی پابندی کیجاتی ہے۔ سوئنی کہتا ہے: کہ "موجودہ عملدرآمد کا زیادہ تر رجحان (اس سے اس کی مراد اس عملدرآمد سے نہیں ہے جو زمانہ حال کے قوانین یا آئین میں بتایا گیا ہے بلکہ مقصد اس عملدرآمد سے ہے جو قانون روما میں جہاں قانون مذکور رائج ہے بتایا گیا ہے) اسی رائے کی طرف ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے: کہ مقام ذمہ داری کے اختیارات سماعت محض ایک ملک غیر کی عدالت کی درخواست پر

231

ایک غیر حاضر شخص کے مقابلے میں موثر نہیں ثابت ہو سکتے۔ اس میں کچھ کلام نہیں کہ اس شرط کے لگا دینے سے عدالت مقام ذمہ داری کی اہمیت میں بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔[1]

سوگنی کی اس رائے کی مخالفت میں جو رائیں پیش ہوئی ہیں ان میں سے جس پر سب سے زیادہ عملدرآمد رہا ہے، وہ یہ رائے ہے، کہ قانون روما میں عموماً مقام تکمیل معاہدہ سے ۔۔۔ نہ کہ اس مقام سے جہاں اس کی تعمیل قرار پائی تھی ۔۔۔ مخصوص اختیارات کا تعین ہوتا ہے، اور یہی رائے قرون وسطیٰ میں عام طور سے رائج تھی۔ اس کی تائید میں البیرین کی یہ عبارت پیش کیجاتی تھی "اگر کوئی سوداگر کسی مقام پر اپنا مال فروخت یا تقسیم کرتا یا معرض بیع میں لاتا ہے (بجز اسکے کہ وہ اس کو محافظت کے لئے کسی دوسرے مقام پر جمع کرے) تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کو اسی مقام کی عدالت میں جواب دہی کرنی چاہیئے"۔ کتاب ڈائجسٹ ۵-۱-۱۹- دفعہ ۲ - مگر یہ صرف اس فقرہ کی تمہید ہے جس میں البیرین اپنے ناظرین کو متنبہ کرتا ہے کہ اس کے الفاظ کی غیر مشروط تعبیر نہ کیجانی چاہیئے، اور بعدہٗ اپنے خیالات کی توضیح کرتا ہے، جس کو ہم صفحہ ۲۲۹ پر لکھ آئے ہیں۔ 282

دوسرا اقتباس جو اسی مقصد کیلئے پیش کیا جاتا ہے، وہ کیپس کی ایک تالیف متعلقہ احکام صوبہ جات سے اخذ کیا گیا ہے، جو حسب ذیل ہے:-

"معاہدات کے متعلق۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ معاہدہ کا وقوع میں آنا اس جگہ سمجھا جاتا ہے، جہاں رقم کا ادا کرنا قرار پاتا ہے ۔۔۔ نہ کہ وہاں جہاں اسکے متعلق گفت و شنید ہوئی ہو"۔ خلاصہ ۴۲-۵-۲-

اس اقتباس کا آخری جز بلحاظ تاثیر کے قانون مقام مصرحہ معاہدہ کے مساوی ہے، جس کو ہم صفحہ ۲۲۸ پر بیان کر چکے ہیں۔ اور اس کو فقرہ کے جزاول ۔۔۔ "جہاں ایک شخص معاہدہ کرتا ہے" ۔۔۔ کی توضیح تصور کرنی چاہیئے، لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو رائے قانون مقام تعمیل معاہدہ کے متعلق تھی، اس میں زور پیدا ہو گیا۔ اور یہ سمجھا جانے لگا کہ فقرہ کے جزاول میں ایک قاعدہ بتایا گیا ہے، اور جز ثانی میں قانون مقام مصرحہ معاہدہ کے ساتھ، ایسی حالت میں کہ معاہدہ میں رقم کے ادا کرنے

---

[1] سوگنی دفعہ (۳۷۱) نظام قانون گوتھری ۔۴-۱۷-۱۷۱ ۔

کے لئے کوئی مخصوص مقام مقرر کیا گیا ہو، اس کا صرف ایک استثنا بیان ہوا ہے۔ پروشیا کا ضابطہ دیوانی انھیں خیالات کے مطابق مرتب ہوا ہے، اور اس میں بتایا گیا ہے کہ عدالت معاہدہ، اس مقام کو قرار دینا پڑے گا، جو از روئے معاہدہ، اس کی تعمیل کے لئے متعین کیا گیا ہو، بشرطیکہ کوئی تعین ہوا ہو۔ اگر کوئی تعین نہیں ہوا، تو اس مقام کو، جہاں معاہدہ نے، واجب التعمیل ہونے کی حیثیت پیدا کی۔ حصہ اول فصل ۲، دفعہ ۱۲۹۔ مگر عام رائے یہ قرار پائی ہے کہ مقام تعمیل سے ــــ خواہ اس کا تعین، معاہدہ سے ہوتا ہو، یا اس کا استنباط، مقدمہ کی نوعیت سے کیا جا سکتا ہو ــــ صحیح عدالت ذمہ داری قائم ہوتی ہے، اور جو ضابطہ دیوانی ۱۸۷۶ء میں تمام جرمنی سلطنت کے لئے جاری ہوا ہے، اس کو بلا کسی امتیاز کے عدالت مدعی علیہ کا صحیح بدل قرار دیتا ہے۔ دفعہ ۲۹۔

تمام یوروپین ممالک میں، روما کے نظام قوانین کے خلاف صرف یہی ایک اہم استثنا پایا جاتا تھا کہ قرون وسطیٰ میں فرانس میں، عدالت معاہدہ، خواہ تکمیل کے متعلق ہو یا تعمیل کے، تسلیم نہیں کیجاتی تھی۔ فیس پانے والے امرائے علاقہ جات کو، انصاف رسانی کا موروثی حق حاصل تھا، اور شاہی عدالتوں میں ججوں کو، جو تنخواہ ملتی تھی، وہ زر خرید ہونے کی بنا پر، ان کی ایک قسم کی جائداد متصور ہوتی تھی۔ اس لحاظ سے، مدعی علیہ کی تحقیقات کا، اس کے مقام توطن میں عمل میں آنا، مدعی علیہ سے زیادہ، جج کا حق سمجھا جاتا تھا، جس سے مدعی علیہ، دوسری جگہ، متعدد دائر ہو جانے کی حالت میں، عدالت مذکور کے اختیارات کو تسلیم کر لینے، یا معاہدہ میں پہلے سے شرط کر لینے کی بنا پر، دست بردار نہیں ہو سکتا تھا۔ اور امراء مذکور، اور نیز شاہی عدالتوں کو، یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ، ایسی عدالتوں سے بھی، ــــ جہاں مقدمات دائر ہو چکے ہوں، اور جو بلحاظ اصول قانون روما و نوعیت معاملہ، مجاز سماعت ہوں، مگر صرف بر بنائے توطن، غیر مجاز قرار پاتی ہوں ــــ مقدمات کی واپسی کا دعویٰ کریں۔ فریقین مقدمہ کے حقوق سے، جو بے پروائی کی جاتی تھی، وہ، اس ظاہری شاندار اصول کے تحت میں سمجھی جاتی تھی بلکہ "اختیارات سماعت کے تعین کا حق، عام قانون کو ہے، کسی فریق کو یہ حق نہیں پہنچتا، کہ وہ، اس میں

خلل انداز ہوئے[1] ۱۸۷۳ء میں جو آئین تجارت جاری ہوا، اُسی سے عدالت معاہدہ کی بنیاد پڑی، اور وہ بھی صرف ایسے مقدمات کے لیے جو ججان ان کونسل، کی سماعت کے قابل تھے: ان میں مدعی کو اختیار تھا کہ وہ اپنا مقدمہ مدعی علیہ کے مقام توطن میں، جہاں وعدہ ہوا، اور سامان حوالہ کیا گیا، یا جہاں اس کی قیمت واجب الادا قرار پائی تھی، دائر کرے (فصل ۱۲۔ دفعہ ۱۔ ضابطہ دیوانی فرانس کے موجودہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۴۲ جو صرف تجارتی عدالتوں سے متعلق ہے، ۱۸۷۳ء کے ایکٹ سے بجنسہ ماخوذ ہے، مگر ان معاملات میں جن پر فرانس میں لفظ دیوانی کا اطلاق ہوتا ہے، اس وقت تک، عدالت معاہدہ کسی فجریہ قانون کے ذریعہ سے تسلیم نہیں کی گئی ہے، البتہ یوں تسلیم کی جاتی ہے کہ ایکٹ مذکور کے ایک فقرہ سے معاملہ کے فریق کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ معاملہ کی تمام کارروائیوں کے متعلق ایسے مقام توطن کو منتخب کرلے جو اس کے حقیقی مقام توطن کے علاوہ ہو (کوڈ نپولین دفعہ ۱۱۱) برخلاف اس کے نپولین کے کوڈ کی دفعہ ۱۴ میں باشندگان فرانس مجاز کیے گئے ہیں کہ وہ ممالک غیر کے رہنے والوں پر فرانس میں دعوی دائر کریں، اگرچہ وہ لوگ وہاں مقیم نہ ہوں: اور گو معاہدہ ملک غیر میں ہوا ہو۔ اس سے مدعی کی ذاتی عدالت کا جدید تصور پیدا ہوا۔ بنیاد یہ قرار دی گئی کہ ملک کے باشندے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی سلطنت سے انصاف کا خواستگار ہو۔

عدالت معاہدہ کی، جو حالت فرانس میں تھی، اس کو مدنظر رکھ کر، بولنیس لکھتا ہے کہ قانون مقام معاہدہ کے اصول کی، جو دوسرے ممالک میں اصل بنیاد سمجھی جاتی ہے، وہ یہاں مفقود ہے، اور بجائے اس کے کہ وہ اسے کوئی قاعدہ تسلیم کرے، وہ تمام ایسے مقدمات کے فیصلہ میں، جو عام طور سے اس کے تحت میں آتے ہیں، ہر ایک کے فیصلہ کی جداگانہ وجوہ قرار دینا زیادہ تر مناسب تصور کرتا ہے۔ ہم صفحہ (۱۸) پر بتا چکے ہیں کہ فرانس کے بڑے بڑے مقننوں کا رجحان اس طرف تھا کہ وہ رسم و رواج کو بجائے قانون کا مرتبہ دینے کے نسبتیین

---

[1] فصل اول صفحہ ۳۰ و ۳۱ کتاب ہنری ڈی پیچی (۳) ایڈیشن ۵

کے منشا کے اظہار کا ایک ذریعہ تصور کریں؛ اور مقام وقوع کے رسم و رواج کو مقام وطن کے رسم و رواج کے مقابلہ میں جس کا استنباط منشاء مفروضہ سے ہوتا ہو باطل قرار دیں۔ متذکرہ بالا حالات میں یہ امر فطری تھا کہ مقام وطن کے رسم و رواج، مقام معاہدہ کے رسم و رواج پر بھی غالب آجائیں؛ اسی بناء پر ڈائجیسٹ میں لکھا گیا ہے کہ "قانون مقام معاہدہ پر عموماً اس قانون کو ترجیح دیجاتی تھی، جو مقام وطن کا ہوتا تھا" (۲۱-۲-۶)۔ یہ عام طور سے مقام فروخت کے رسم و رواج کے متعلق سمجھا گیا تھا، مگر ڈومولن کے نزدیک یہ قاعدہ اس ایک ہی ملک کے بائع اور مشتری سے متعلق نہیں ہو سکتا تھا؛ جنھوں نے اتفاق سے کسی دوسرے ملک میں معاہدہ کی تکمیل کی ہو۔ کیونکہ اپنے مشترک مقام وطن کے رسم و رواج کا دونوں کو علم تھا، اور ان دونوں کا منشا یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ اس کو صریح طور سے رد کر دیں؛ اور اسی لحاظ سے اس معاملہ میں بائع کی ذمہ داری کا تعین ہونا چاہیے[1]۔ 234

جب ہم نہر کے اس طرف — یعنی اپنے ملک انگلستان — کا خیال کرتے ہیں تو ہم کو بالکل مختلف حالت نظر آتی ہے، جس وقت سے قانونی تاریخ شروع ہوتی ہے، انگلستان کی اعلیٰ عدالتوں کو ملک کے تمام حدود میں ابتدائی اختیارات حاصل تھے۔ انگلستان میں ایسے مقامی اختیارات کا وجود نہ تھا، جس کی بنا پر وطن و مقام معاہدہ وغیرہ کے مقدمات میں تمیز کرنے کے لئے قواعد کے وضع کئے جانے کی ضرورت ہو؛ البتہ اس امر میں غور اور تمیز کئے جانے کی گنجایش تھی، کہ کونسے مقدمات قومی یا شاہی عدالت میں دائر ہو سکیں گے، اور کن مقدمات کا تعلق محض ممالک غیر کی عدالتوں سے رہے گا؛ مگر بعض مخصوص اصول، ایسے شایع تھے کہ انھوں نے اس معاملہ پر زیادہ توجہ مبذول نہ ہونے دی۔ قانون غیر موضوعہ یا تعمیمی (Common law) کی رو سے یہ امر لازم تھا کہ جس حکمنامہ سے مقدمہ شروع ہوتا ہے، اس کی تعمیل مدعی علیہ کی ذات پر اور ملک کے اندر ہونی چاہیے؛ اس لئے اگر مدعی علیہ ملک سے باہر ہوتا تھا تو اس کے وطن یا انگلستان کے

---

[1] دیکھو ابنیس کی کتاب فصل ۲ صفحہ ۲۵۶ و

تبع ہونے (allegiance) کی وجہ سے، اس کے خلاف کسی فیصلہ کے حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ برخلاف اس کے اگر حکمنامہ کی تعمیل ملک کے اندر مدعی علیہ کی ذات پر ہو جاتی تھی تو اس کے خلاف فیصلہ ہو سکتا تھا، اگرچہ اس کا مستقل توطن یا اتباع ملک غیر کا ہو۔ اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ جس عارضی اتباع کا ایک راہ رو مسافر پر عائد ہونا سمجھا جاتا تھا، وہ عدالت مدعی علیہ کے قیام کیلئے کافی متصور ہوتا تھا؛ اس طور سے توطن، جو رومیوں اور قرون وسطیٰ کے یورپ کے مقننین کی نظروں میں اسقدر اہم تھا، وہ انگلستان کے مقننین کے مطلق پیش نظر نہ تھا: ایسی حالتوں میں بھی اسپر توجہ مبذول نہ ہوتی تھی جبکہ قرقی اور حقوق قانونی سے محرومی کے احکام ایسے مدعی علیہم کے متعلق جاری کرنے ہوتے تھے، جن پر ذاتی تعمیل نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کے بعد اجرائے سفینہ کا طریقہ ایجاد ہوا اور عدالت چانسری کے حدود قائم ہوئے؛ اس قید کیساتھ، کہ سفینہ کی تعمیل ملک کے اندر ہی ہوتی چاہیے۔ اگرچہ تعمیل میں یہ اجازت بھی تھی کہ خواہ سفینہ کی تعمیل مدعی علیہ کی ذات پر ہو اور خواہ وہ اس کے مقام سکونت میں ایسے شخص کے سامنے پیش کیا جائے، جس کا اس واقعہ سے، مدعی علیہ کو مطلع کرنا فرض ہو۔ تاہم موخر الذکر صورت میں مدعی علیہ کا ملک کے اندر موجود ہونا لازم نہ تھا اور نہ یہ ضروری قرار دیا گیا تھا، کہ یہ مقام سکونت اس کا مقام توطن بھی ہو: اس کا ناطہ ہے، جو مقدمات عدالت چانسری میں دائر ہوتے تھے، ان میں ذات پر تعمیل لازم نہ تھی، جو قانونی عدالتوں کی کارروائی میں
235 اسقدر تکلیف دہ ثابت ہوئی تھی۔ تاہم توطن کا خیال ۔۔۔ اسی قدر غیر ملکوں اور دور دراز کا رہا جیسا کہ پہلے تھا؛ اور اس سے ۔۔۔ نہ ایسے اشخاص کے مقابلہ میں کارروائی کرنے کے اختیارات کو محدود کرنے کا کام لیا گیا، جو اتفاقیہ طور سے انگلستان میں موجود تھے، یا وہاں کوئی سکونتی مکان رکھتے تھے، اور ۔۔۔ نہ ایسے اشخاص کے مقابلہ میں اختیارات کے قیام کی کارروائی کی گئی، جن کا توطن انگلستان کا تھا، مگر وہ نہ وہاں موجود تھے، اور نہ ان کا وہاں کوئی سکونتی مکان تھا۔

مگر ساتھ ہی اس کے، یہ بھی لازم نہ تھا، کہ جس مقدمہ میں سفینہ کی تعمیل ملک کے اندر ہو، اس کی تحقیقات انگلستان میں ہو۔ قانون غیر موضوعہ یا تعمیمی میں مقام تحقیقات (Venue) کے متعلق قواعد موجود تھے؛ یعنے اس مقام کے

متعلق جہاں سے ایک جوری طلب کی جا سکتی تھی تاکہ وہ مقدمہ کے ان امور کا، جن کا تعلق واقعات سے ہو، تصفیہ کرے۔ اور اگرچہ ان قواعد کے وضع کئے جانے کا کوئی اور منشا بجز اس کام کی تقسیم کے نہ تھا، جن کے عمل میں لانے کی، اعلیٰ عدالتیں قطعی طور سے مجاز تھیں، مگر ان قواعد سے، عدالتہائے مذکور کے اختیارات پر ایک گونہ اثر ضرور پڑا اور انکے اختیارات ان مقدمات تک محدود ہو گئے، جن کا مقام تحقیقات متعین ہو سکتا تھا۔ ذاتی مقدموں کی تقسیم، مقامی اور غیر مقامی میں تھی ـــــ مقامی مقدمات وہ تھے، جن کے اسباب کسی دوسرے مقام پر بجز اس کے جہاں وہ واقع ہوئے وقوع میں نہیں آ سکتے تھے، مثلاً مداخلت بیجا؛ اس قسم کے مقدمات کی سماعت کا مقام تھا وہ تعلقہ (جسمیں خاص لندن بھی شامل تھا اگرچہ وہ تعلقہ نہ تھا) جہاں اس کا وقوع ہوا، اس لئے مقامی مقدمات میں ملک میں، مدعی علیہ کی ذات پر حکم نامہ کی تعمیل ہو لیکے علاوہ، یہ بھی ضرور تھا کہ مقدمہ کا وقوع انگلستان ہی میں ہوا ہو۔

غیر مقامی وہ مقدمات تھے جن کی نسبت کہا جا سکتا تھا کہ وہ ہر ایک مقام پر واقع ہو سکتے ہیں، مثلاً ذاتی نقصان یا خلاف ورزی معاہدہ؛ ایسے مقدمات کا مقام تحقیقات غیر معین تھا۔ یعنے مدعی کو اختیار تھا کہ وہ اپنا دعویٰ کسی تعلقہ میں دائر کرے۔ اس لحاظ سے یہ ممکن تھا کہ حقیقی مقام وقوع انگلستان سے باہر ہو، یا انگلستان کے اندر، اس تعلقہ کے علاوہ ہو، جہاں مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔ اگر حکم نامہ کی تعمیل انگلستان میں فریق ثانی کی ذات پر کرا دی گئی ہے تو مزید کسی شرط کے پورا کرنے کی ضرورت باقی نہ رہتی تھی۔ چانسری کے مقدمات میں جوری کی ضرورت نہ تھی اور اس لئے حدود سماعت کا تعین بھی نہ تھا، اور نہ کوئی دوسری ایسی باضابطہ ضرورت تھی جس کی تعمیل کیلئے اس کے اختیارات ایسے مقدمات میں بھی محدود ہو سکیں، جن کا تعلق اراضی سے ہو؛ اور یہی وجہ ہے کہ ایک زمانہ میں عدالت مذکور ان اصول کی پابندی پر قادر نہیں ہو سکتی تھی جو دفعہ ۱۷۳ میں مذکور ہیں یعنے یہ کہ عدالت محض مدعی علیہ کی ذات پر اختیار رکھنے کی وجہ سے اس کی مجاز نہیں قرار دی جا سکتی کہ وہ مدعی علیہ کی جائداد یا قبضہ اراضی واقعہ بیرون ملک کے حقوق کی نسبت کوئی فیصلہ صادر کر سکے۔

دیکھو مضمون مندرجہ صفحات ۲۱۸ و ۲۱۹۔

انگلستان کی عدالتیں جن قانونی اصول کو خود بخود کام میں لانے لگیں، ان سے انگلستان کے اختیارات سماعت کے قدیم مروجہ قواعد پر دو طریقے سے اثر پڑا۔ اول عدالت چانسری میں۔ اس قاعدہ کے اجرا سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، دوسرے قانون غیر موضوعہ میں، لیسفیلڈ کے اس قاعدہ کے قرار دینے سے کہ "انصاف رسانی کے اغراض میں خلل نہ واقع ہونے کے لحاظ سے اس 230
امر کی ضرورت ہے کہ اس مقامی بناء دعوی کی بابت، جو ملک غیر میں پیدا ہوا ہو ہر شخص جواب دہی پر مجبور کیا جائے"[1] اگرچہ اس قاعدہ پر پوری طور سے کبھی عمل نہ ہو سکا مگر عدالت چانسری اور قانونی عدالتوں کے اختیارات سماعت میں جن کا تعلق زیادہ تر اندرون ملک کے مدعی علیہم اور معاملات ہی سے تھا: جارج دوم کے وقت سے لیکر اس وقت تک، وقتاً فوقتاً قوانین یا احکام مجلس وضع آئین، قوانین کے ذریعہ سے توسیع ہوتی رہی۔ اس تبدیل کی تدریجی ترقی سے بحث کرنا اس موقعہ پر بے کار ہے، کیونکہ اس کو خانگی قانون بین الاقوام کی پیدائش، یا اس کے اصول کی تسلیم یا عدم تسلیم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جو خیالات اس بارہ میں تھے، وہ ان خیالات کے بہت زیادہ مماثل نہ تھے، جو یورپ کے دوسرے ملک میں حدود اختیارات کے قواعد کے وضع کئے جانے کے باعث ہوئے، اور پھر ان سے قانونی قواعد بنائے گئے۔ اور اگر یہ خیالات مختلف بھی تسلیم کر لئے جائیں، تاہم یہ مسلم ہے کہ انگلستان میں حدود اختیارات کے مسائل میں اس وقت تک ترقی نہیں شروع ہوئی، جب تک کہ خانگی قانون بین الاقوام کے اصول، پوری حد تک ملک میں داخل ہو کر شائع نہیں ہوئے۔ انگلستان والوں کے خیالات، حدود اختیارات کے متعلق، عام طور سے غیر موزوں اور ناقص تھے، اور جو مختصر جز ان کا غیر موزوں اور ناقص نہ تھا، وہ اسقدر دیر میں شائع ہوا کہ اس اصول کی بنا پر "کہ جہاں جورسڈکشن ہو وہاں حق بھی پیدا ہو سکتا ہے"۔ اس

---

[1] دیکھو اارڈ لیسفیلڈ کا فیصلہ مقدمہ کوسٹن بنام فیربکاس (۱۷۶۵) کوپٹ ۱۶۱۔ نوٹ جو آئندہ صفحہ ۲۵۵ پر شروع ہوتا ہے۔

ملک میں قانونی قواعد حدود اختیارات کے قواعد سے وضع نہیں کئے جا سکتے تھے۔ حدود اختیارات کے متعلق جن عام تصورات پر ہم نے فصل ہذا میں تبصرہ کیا ہے، اس سے اُن کی اُس رفتار کا پتہ چل جائیگا جو انھوں نے یورپ کے دوسرے ممالک میں اختیار کی، اور جو قانونی قواعد اُن سے ماخوذ ہوئے، اُن کا منشاء اور مفہوم بھی سمجھ میں آنے لگے گا، جو انگلستان میں اختیار کیئے جانے کی کثیر اکثر انکے ساتھ لگا ہوا ہے، اگرچہ وہ منشا اور مفہوم ایسا ہے کہ نہ وہ انگلستان میں پیدا ہوا اور نہ ہو سکتا تھا۔

237

فصل دہم

انگلستان میں حدود اختیارات (Jurisdiction) اور قوانین ملک سے برائت (Exterriotoreality)

انگلستان کی تفصیلی حدود اختیارات کی تاریخ کا تعلق انگلستان کے قدیم قانون کی تاریخ سے ہے؛ اور اس کو اس کتاب کے مضمون سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ اس میں تخصیصی قانون بین الاقوام کے اصول کے قائم ہونے، اور ان کے قبول کئے جانے، سے کوئی بحث نہیں ہے۔ اور اگر بنظر دیکھا جائے تو انگلستان کے موجودہ حدود اختیارات کی بحث کو بھی، ہمارے مضمون سے زیادہ تعلق نہیں ہے، اور اس کی ایک دوسری وجہ ہے۔ اکثر ممالک میں عام طور سے عدالتیں ایسے مقدمات بھی لے لیتی ہیں، جن میں بلحاظ حالات کے وہ خود بھی سمجھتی ہیں کہ اختیارات کی بنیاد ایسے اصول پر قائم نہیں ہے کہ ممالک غیر کی عدالتوں کے فیصلہ جات، جو ایسے ہی حالات میں قائم کئے گئے ہوں، بین الاقوامی طور سے قابل تسلیم ہونگے۔ مثلاً نپولین کے کوڈ کی دفعہ ۱۴ سے، مدعی کیلئے، جو ذاتی عدالت قائم کی گئی ہے (دیکھو صفحہ ۲۳۲) اور جس کی نقل دوسرے ممالک میں کی گئی ہے، جن کا نظام قانون، اس کوڈ پر مبنی ہے، اسکی نسبت خود فرانس میں یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس کو بین الاقوامی قبولیت کا مرتبہ حاصل ہے۔ اور اس اصول کی بنا پر، جو دوسرے ممالک میں فیصلے صادر ہوتے ہیں، ان کو خود فرانس تسلیم نہیں کرتا؛ پس حدود اختیارات کے معاملے میں اصل سوال، قانون بین الاقوام کا یہ نہیں ہے کہ کس قسم کے مقدمات ایک ملک کی عدالتوں میں دائر ہو سکتے ہیں؛ بلکہ تحقیقی سوال یہ ہے کہ کن مقدمات

میں، وہ عدالتیں ممالک غیر کے فیصلہ جات کو تسلیم کرتی ہیں۔ اس بارہ میں انگلستان کا جو عملدرآمد ہے، اس پر علیحدہ فصل میں غور کیا جائے گا۔ سوال مقدم الذکر کو مخصوص مفہوم میں قومی قانون سے اسیقدر تعلق ہے جتنا اس سوال کو ہے۔ کہ آیا ایک ملک کے قانون میں ممالک غیر کے باشندوں کے لئے کوئی مخصوص انتظام کیا گیا ہے یا نہیں؟ اسکو ہمارے مضمون سے اتنا تعلق ضرور ہے کہ ہم حدود اختیارات کے ان اہم قواعد کو جو سپریم کورٹ کے قواعد ۱۸۷۳ء کی بنا پر جن کی ترمیم وقتاً فوقتاً ہوتی رہی ہے، انگلستان میں رائج ہیں، اس موقعہ پر پیش کرسکتے ہیں۔

دفعہ ۱۸۰۔ سپریم کورٹ آف جوڈی کیچر (اعلیٰ محکمہ عدل گستری) کا کوئی ایکٹ یا حکم اس امر کا مانع نہیں ہے کہ محکمہ مذکور کسی ایسے مقدمہ کے لینے سے باز رہے جس میں سفینہ کی تعمیل، مدعی علیہ کی ذات پر اندرون ملک ہوچکی ہو، اور جو اختیارات قانونی اور نصفتی، اعلیٰ عدالتوں کو حاصل تھے، وہ سب اس کو حاصل رہیں گے۔ علاوہ اس کے، جو قید، مقام تحقیقات کے متعلق تھی، وہ اٹھالی گئی ہے، اور سپریم کورٹ 238
کے قواعد ۱۸۷۳ء کی تنسیخ میں، جو قواعد ۱۸۹۱ء میں جاری ہوئے، ان میں بذریعہ قاعدہ (۳۶) یہ حکم دیا گیا ہے کہ سمن یا سفینہ میں جو ہدایتیں دیجاتی ہیں، ان میں یہ بتا دیا جایا کرے گا کہ مقدمہ کی سماعت کہاں ہوگی۔

مگر انگلستان کی عدالتیں، اس ذاتی اختیار سماعت کی، ملک میں تعمیل سمن ہونیکی بنا پر دعویدار ہیں، اس کے استعمال میں دفعہ ۱۸۰ کا اصول مانع ہوگا۔ یہ اصول بتدریج عدالت چانسری میں قائم ہوا، اور بالآخر اس کو سپریم کورٹ نے بھی تسلیم کرلیا: جیسا کہ ان نظائر سے ظاہر ہے، جن کو ہم دفعہ مذکور کے تحت درج کرآئے ہیں۔

انگلستان کی عدالتیں، اس اختیار سماعت کو، ان مقدمات میں استعمال نہ کرینگی، جہاں انکا استعمال، فریقین کے حقوق، موجبہ ناانصافی ہوگا، یا جہاں انکے سمن یا سفینہ کا بیجا استعمال ہوا ہوگا۔

مثلاً کوئی شخص بار فریب، اس خفیہ غرض سے حدود ارضی میں لایا جائے، کہ اس پر سمن کی تعمیل کرادی جائے۔ (کمپنس بنامہ نارتھ امریکن لینڈ اینڈ ٹمبر کمپنی لمیٹڈ [۱۹۰۳] ۲۰ ٹی ایل آر ۵۲۳ دفعہ ۱۹۰۳ء بیچی شعبہ بیچ، اون ہیز فورڈ، تاریخ ۲۰

بمجملہ جملہ مدعا علیہم کے ایک انگلستان کا رہنے والا تھا اور خاص مدعا علیہ جو ایک کمپنی اسکاٹ لینڈ کی رجسٹری شدہ تھی، سمن کی تعمیل ۔۔۔ اسکی ایک شاخ پر ۔۔۔ جو انگلستان میں واقع تھی عمل میں آئی۔ مدعی، اسکاٹ لینڈ کا رہنے والا تھا اور بنائے دعوی وہیں پیدا ہوئی تھی۔ مقدمہ کی کارروائی روکدی گئی۔ لوگن بنام بینک آف اسکاٹ لینڈ (نمبر ۲) [۱۹۰۶] ۱ کے بی ۔ ۱۴۱ ۔ جج گورل بارنس سکاٹس ۔ رتوسرہ

ایک مقدمہ میں مدعی عارضی طور سے انگلستان میں مقیم تھا، مدعا علیہ کی ذات پر سمن کی تعمیل ہوئی، اور اتفاقیکہ وہ چند روز تفریح کیلئے انگلستان میں آیا تھا۔ بنائے دعوی ہندوستان میں پیدا ہوئی تھی، مقدمہ خارج کر دیا گیا۔ اگبرٹ بنام شارٹ [۱۹۰۷] ۲ جانسری ۔ ۴۰۰ ۔ جج وارنگٹن ۔ ایک اور اسی قسم کے مقدمہ میں کارروائی روک دی گئی۔ مقدمہ مارٹن شلنٹ ۔ ومارٹن بنام مارٹن [۱۹۰۸] ۱ ۔ چانسری ۱۴۱ ۔ جج واکھن ولیس ۔ خارول کینڈی ۔

تعمیل سمن سے جو اختیارات سماعت حاصل ہو جاتے ہیں، ان کے تسلیم کرلینے سے عدالت پر یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مقدمہ کا فیصلہ بھی کرے ۔ حدود اختیار سماعت اور حدود حقوق ..... ایک نہیں ہیں ۔ مقدمہ جان رسل کمپنی بنام کیزیرارون کمپنی [۱۹۱۶] ۲ ۔ اے سی ۔ ۲۹۰ ۔ جج ہالڈین ۔ ستمبر ۔ پارسو ۔ ڈرنبری صفحہ ۲۰۲ ۔ جب قانونی اختیار سماعت کا استعمال خلاف نصفت ہوگا تو عدالت اسکے استعمال سے دست کش ہو جائیگی ۔

دفعہ ۱۸۱ (۱) اس وقت میں تعمیل سمن کی ضرورت نہیں ہوتی، جب مدعی علیہ اپنے سالیسٹر کی معرفت بذریعہ تحریر تعمیل سمن کو تسلیم کرکے عدالت میں حاضر ہو جاتا ہے ۔ (۲) جس صورت میں تعمیل سمن کی ضرورت ہوتی ہے تو اسکی تعمیل جہاں ممکن ہوتا ہے اسیطرح کیجاتی ہے جس طرح فی زمانہ ذات پر تعمیل کا قاعدہ ہے، لیکن اگر عدالت یا جج کو اس کا اطمینان دلا دیا جائے کہ مدعی کسی وجہ سے مدعی علیہ کی ذات پر بغور تعمیل سمن نہیں کرا سکتا، تو عدالت یا جج حسب حالات یہ تعمیل قائم مقامی یا کسی دوسرے طریقہ تعمیل یا اس کی جگہ بجائے اجرائے نوٹس

ذریعہ اعلان کے حکم دے سکتا ہے"۔ ۱۸۸۳ء کا آرڈر (۹)، قواعد ۱ و ۲۔ دار آرڈر ۷، ۵ قاعدہ (۶) بھی آرڈر نمبر ۹ قاعدہ ۲۔ کے متعلق ہے۔

آرڈر (۹) کے قاعدہ (۲) کے متعلق کسی قدر تشریح کی ضرورت ہے۔ 239
دفعات ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، سے ظاہر ہوگا کہ بعض خاص قسم کے مقدمات کیلئے، جو شرکاء کے خلاف دائر کئے جائیں، اور مقدمات بابت دخل یا ملکی اراضی، اور مقدمات تنسیخ in rem امیر البحری میں تعمیل کا مخصوص طریقہ قرار دیا گیا ہے۔ ان کے لئے، قائمقام تعمیل Substituted Service کی اصطلاح نہیں استعمال ہوئی ہے، یہ مخصوص طریقہ تعمیل، اس اصول کے مستثنیات متصور ہوتے ہیں، جن کی رو سے، مدعی علیہ کی ذات پر سمن کی تعمیل، لازم ہوتی ہے۔ اس اصطلاح کا استعمال، ان صورتوں میں ہوتا ہے، جن میں اس اصول کا تعلق تو مان لیا گیا ہے، مگر عملی طور سے حقیقی تعمیل، ذات پر نہیں ہو سکنے کی وجہ سے، اس طریقہ کی تعمیل کی اجازت دیجاتی ہے، مثلاً بذریعہ خط، یا مدعی علیہ کے آخری مقام سکونت پر، سمہ اعلان یا بلا اعلان کے، یا ایسے شخص پر تعمیل کے ذریعہ سے، جس کی نسبت قیاس غالب ہو، کہ وہ مدعی علیہ کو، اس سے مطلع کر دے گا، وغیرہ وغیرہ۔ جن مقدمات میں، ذات پر تعمیل سمن کا اصول، تسلیم کیا جاتا ہے، اور جن میں اس بنا پر کارروائی قائم مقام تعمیل کی ضرورت پیش آتی ہے، وہ جہانتک کہ ان کا تعلق، اشخاص سے ہے، حسب ذیل ہیں۔

(۱) ان تمام اشخاص کے مقدمات، جو اختیارات کے حدود اراضی کے اندر موجود ہوں، مگر ان مقدمات کے، دفعات ۱۸۴ یا ۱۸۲ و ۱۸۲ کی تحت میں آتے ہوں۔

کنگ بنام ڈے (۱۸۷۶) ۲۔ چانسری ڈویژن ۲۱۸۔ جج، ہائی شاہی جہاز پر جو عہدہ دار سمندر و خار میں ہوں، وہ حدود اختیارات کے اندر متصور ہونگے۔ مقدمہ سی گرو بنام مارکس [۱۸۹۱] ۱۔ کیو۔ بی۔ ۵۱۔ مسٹر کیچ اور چارلس نے جسٹس ڈینین سے اتفاق کیا، جب یورپ میں جنگ عظیم جاری تھی، اس زمانہ میں اس امر کی اجازت دیگئی تھی کہ ملک غیر کے دشمنوں کے مختاروں پر، جو انگلستان میں کاروبار کرتے تھے، سمن کی تعمیل، ذریعہ قائمقامی کیجائے۔ پورٹر بنام فرینڈ نبرگ [۱۹۱۵] ۱۔ کے۔ بی۔ ۸۵۷۔

(۲) انگلستان کی ایسی تمام رعایا کے مقدمات، جو حدود ارضی اختیارات سے باہر رہتی ہو اور اسکے مقدمات دفعات ۱۰۲ و ۱۰۳ یا ۱۰۴ میں نہ داخل ہوتے ہوں، مگر جن میں حدود ارضی سے باہر تعمیل حسب دفعہ ۱۰۶ جائز ہو؛

جسٹس براٹول، مقدمہ گریٹ اسٹرلینن گولڈ مائننگ کمپنی بنام مارٹن

(۱۸۷۷)۔ ۵ چانسری ڈویژن ۱۴۰

(۳) ان ممالک غیر کے رہنے والوں کے مقدمات، جو انگریزی سلطنت میں موجود ہوں، مگر اس کے حدود اختیارات کے تحت میں نہ ہوں!

تعمیل کے بجائے، اجرائی نوٹس کی غرض، یہ ہے، کہ سمن کے اجرا کی اطلاع، ملک غیر کے ایسے مدعی علیہ کو ہو جائے، جو سلطنت انگلستان کے حدود کے باہر ہو۔ ایسے مقدمات میں، جو دفعات ۱۰۴ یا ۱۰۳ یا ۱۰۲ میں نہیں بلکہ دفعہ ۱۰۶ کی تحت میں داخل ہوتے ہیں، سلطنت انگلستان کے باہر سمن کی تعمیل، ملک غیر کے باشندہ پر بجائے اجرائے نوٹس کے، نہ صرف بے ضابطہ بلکہ محض باطل ہے۔

مقدمہ ولسٹین بنام ایچی بولاگٹ ایجنس میکانکا سنیکا رفیرنک (۱۸۷۶)

۱۔ ایکس۔ ڈی۔ ۲۳۷، میں جسٹس کیلی۔ براٹول۔ اپیلنٹ نے ۱۸۷۵ء کے قواعد کی بنا پر فیصلہ کیا، مقدمہ سڈلے بنام کیفاسن (۱۸۷۸) ۱۰۔ چانسری ڈویژن۔ ۵۰۵۔ میں جسٹس جیمل۔ بیگلے تھیسیگر نے جسٹس ہال کے فیصلہ کو بحال رکھا، مقدمہ ہیونسن بنام فیبری (۱۸۸۸) ۲۱ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۶۰۔ جج فیلڈ ورلسن میں، اجازت دی گئی تھی، کہ مختلف مقامات کیلئے، حکم نامے جاری ہوں، اور انکی تعمیل، اس طرح ہو کہ اس کی ایک نقل، ذریعہ پوسٹ، ایسے مقام پر بھیجدی جائے، جو عدالت کے حدود ارضی کے اندر واقع ہو۔ قرار پایا، کہ یہ بادی النظری طور سے بے ضابطگی تھی، کیونکہ اس سے ملک غیر کے باشندے پر، جو حدود سلطنت سے باہر تھا، تعمیل کی ہدایت ہوتی تھی، مقدمہ کیپ بنام نیٹی ڈبلیو۔ ایس [۱۹۱۲] ۶۲۔ جج فارویل و کینڈی نے رولنٹ کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا، 240

جس صورت میں، ایک ملک غیر کے باشندے کو بجبر بیرون ملک ہو!

صرف کارروائی کی اطلاع دینا لازم ہو اور تعمیل کی ضرورت نہ ہو، وہاں ایسا عمل جو شکل میں تعمیل کے مشابہ ہو بجائے اطلاع کے نہیں تسلیم کیا جائے گا۔ مقدمہ ایکمپنی جنرل وغیرہ [۱۸۹۱] ۳- چانسری- ۴۵۱- ج؛ اسٹرلنگ بجب حسب ضابطہ سمن انگلستان میں تعمیل کیلئے جاری کیا جائے مگر اس کی تعمیل باضابطہ طور سے انگلستان میں نہ ہو سکتی ہو، تو نہ صرف تعمیل بلکہ سمن بھی بے ضابطہ متصور ہوگا۔ مقدمہ سچوک سنام بدراس بانکنگ کمپنی (۱۸۸۶) ۳۵- ڈبلیو- آر- ۸۰۰- ج؛ ہیڈ لسٹن جائے اپیل استثنا ہے لیکن جب سمن بیرون حدود ارضی تعمیل کیلئے جاری ہو تو اس کی تعمیل اندرون حدود ارضی بھی ہو سکتی ہے۔ مقدمہ فورڈ بنام شیپرڈ (۱۸۸۵) ۳۴- ڈبلیو- آر- ۶۴۲- ج؛ ڈتے و استثنا جب حکم نامے مختلف مقدمات کے لئے جو بیرون حدود ارضی واقع ہوں جاری کئے جائیں تو یہ حکم دیا جا سکتا ہے کہ مختلف مقامات پر کارروائی قائم مقام تعمیل عمل میں آئے گو ان میں سے بعض حدود ارضی کے اندر واقع ہوں۔ مقدمہ ویسٹرن بلڈنگ سوسائٹی بنام بلیچ [۱۹۰۵] ۲- چانسری ۲۰۴- ج؛ موضوع ایڈی؛ ایک ملک غیر کے باشندے کو اجازت ہے کہ وہ حکم نامہ لینے کے لئے کسی شخص کو اپنی جانب سے عدالت کے حدود ارضی کے اندر اپنا مختار مقرر کرے۔ مقدمہ مونٹگمری بنام لنجھال [۱۸۹۸] ۱- کیو- بی- ۴۸۰- ج؛ اے- ایل- انسٹہ چٹی و کالکٹر جنہوں نے جسٹس فلیمور کے فیصلہ کو بحال رکھا۔

بلحاظ تعلق معاملات، وہ مقدمات جن میں بیرون حدود اختیارات عدالت، ذات پر کمنامہ کی تعمیل یا اس کے قائمقام نوٹس کے اجرا کی اجازت ہے، وہ آئندہ کی دفعات ۱۸۹، ۱۸۷ اور غالباً ۱۸۸ میں بیان کئے گئے ہیں۔ حدود اختیارات سے باہر کے مدعی علیہم پر عدالت کے اختیارات ان مقدمات سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور نہ ان مقدمات سے جو قائمقام تعمیل کے قواعد کی رو سے، دفعات ۱۸۴ یا ۱۸۳ یا ۱۸۲ میں، داخل ہوتے ہیں۔

مقدمہ فیلڈ بنام بینٹ (۱۸۷۶) ۵۶- ایل- جے- کیو- بی ۸۹- ج؛ کولرج و ڈنیز جس کی تائید مقدمہ وی ہرنس بنام نیویارک ہرالڈ

(متذکرہ صفحہ آئندہ ۲۴۲) میں کی گئی ــــ نیز ملاحظہ ہو: گبسن و کمپنی بنام گبسن (۱۹۱۳) ۳ کے۔ بی۔ ۲۷۹۔ ج، ایکن۔ (زیر دفعہ ۳۲۱) ؛

عدالت کے حدود و اختیارات میں، ملک غیر کے باشندوں کے اس امر کے تسلیم کر لینے سے کہ وہ عدالت مذکور کے تابع ہیں، توسیع ہو جاتی ہے۔

جب ملک غیر کے مالکان جہاز جن کے خلاف کارروائی استغراثیہ ہو رہی تھی، حاضر عدالت ہو گئے تو وہ بذاتی طور سے رقسم ڈگری کی ادائی کے ذمہ دار ہو گئے۔ مقدمہ مر گیا (۱۸۹۹) پی۔ ۲۰۵۔ ج، اے۔ ایل۔ استفتہ و دیگیان و لیس۔ مقدمہ ڈوپلے (۱۹۱۲) پی۔ ۸۰۔ ج، ایونس: ایک ملک غیر کے باشندہ کو جو بذریعہ اپنے مختار کے انگلستان میں دعوی دائر کرے پیشی دستاویز (Discovery) کا حکم نہیں دیا جا سکتا، لیکن عدالت اسکی مجاز ہے کہ کارروائی کو اس وقت تک کیلئے روک دے، جب تک کہ دستاویز نہ پیش کیجائے۔ مقدمہ ولسن کمپنی بنام ہڑے (۱۸۹۲) ۲ کیو۔ بی۔ ۲۲۴۔ ج، ایشر۔ برخلاف واے ایل۔ استفتہ کہ ملک غیر کا مدعی علیہ عذر کر کے حاضر عدالت ہو سکتا ہے، اس کو اس قسم کی مشروط حاضری کی اجازت لینی چاہیئے کہ وقت مقررہ عدالت میں تنسیخ حکمنامہ کے لئے درخواست پیش کر دینی چاہیے: ایسی صورت میں جو کارروائی عمل میں آئیگی، اس کیلئے دیکھو مقدمہ بونل بنام پرسٹن (۱۹۰۸) ڈبلیو۔ این۔ ۱۵۵۔ ج، مولٹن۔ فارڈل۔ مقدمہ میئر بنام کارلی (۱۸۹۰) ۷۔ ٹی۔ آر۔ ۴۰۔ ج، میتھیو: گرفتاری جس میں مدعی علیہ کی جواب دہی کے بعد بہ عذر کے ساتھ کی گئی تھی حکمنامہ کالعدم کر دیا گیا: تنسیخ حکمنامہ کیلئے جو درخواست اب تجویز کیجائے اس میں توسیع ہو سکتی ہے۔ مقدمہ کیر بنام ریڈی (۱۹۱۲) ۱ کے۔ بی۔ ۱۵۔ ج، مولٹن و فارڈل؛

241

آخر امر قابل بیان یہ ہے کہ ذاتی تعمیل اور قائمقام تعمیل، زیر دفعات ۱۸۴ یا ۱۸۳ و ۱۸۲ اور اعلان قائمقام تعمیل کا ایک ہی اثر ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۸۲ (۱) دو یا دو سے زیادہ اشخاص، جو شرکت کے

دعویدار ہوں، یا اس کی بنا پر ذمہ دار قرار پائیں، اور عدالت کے حدود اختیارات کے اندر کاروبار کرتے ہوں، وہ اپنی اپنی جماعتوں کے نام سے (اگر کوئی ہوں) دعوی دائر کرنے اور دعوی دائر کئے جانے کے مستحق متصور ہوتے ہیں، بشرطیکہ بنائے دعوی کے پیدا ہونے کے وقت، وہ شریک رہے ہوں۔ (۲) جب زیر قاعدہ (۱) اپنی اپنی جماعتوں کے شرکا کی حیثیت سے اُن پر مقدمہ دائر کیا جائے، تو حکمنامہ کی تعمیل شرکا میں سے کسی ایک شریک یا ایک سے زیادہ شرکا پر ہو سکتی ہے، یا ایسے مقام پر جو کاروبار شراکتی کا صدر مقام ہو۔ ایسے شخص پر جو تعمیل کے وقت، وہاں کاروبار شراکتی کا منتظم اور مہتمم ہو، یہاں تعمیل پابندی قواعد ہذا اس جماعت پر صحیح تعمیل متصور ہوگی، جس کے مقابلہ میں، دعوی دائر ہوا ہے، خواہ جماعت مذکور کا کوئی رکن بیرون ملک ہو یا نہ ہو۔ اور ان کے مقابلہ میں، اجرائی حکمنامہ کی اجازت لینے کی ضرورت نہ ہوگی۔ (۳) اگر کوئی شخص، عدالت کے حدود اختیارات کے اندر، اپنے نام کے علاوہ کسی دوسرے نام سے کاروبار کرتا ہے، اس پر اس نام سے دعوی دائر ہو سکتا ہے گویا کہ وہ کمپنی کا نام تھا، اور اس سے وہ تمام قواعد بلحاظ نوعیت مقدمہ متعلق کئے جائینگے، جو ان کارروائیوں میں کام میں لائے جاتے ہیں، جو کمپنیوں کے مقابلہ میں کیجاتی ہیں۔"

حکم ۴۸ الف بابتہ جون ۱۸۹۱ء واجزاء قواعد ۳۔ قاعدہ ۲ جس کے ذریعہ سے حکم ۹ بابتہ ۱۸۸۳ء کے قواعد ۶ و ۷ منسوخ ہوگئے۔

اگر مدعی کے علم میں شراکت کا خاتمہ ہو گیا ہے تو حکم نامہ کی تعمیل ہر شخص پر اندرون حدود اختیار عدالت ہونی چاہیئے، جسپر ذمہ داری کا عائد کیا جانا مقصود ہے حسب قاعدہ ۳۔ اور جسپر حکم نامہ کی تعمیل ہو، اس کو ذریعہ نوٹس تحریری یہ اطلاع دیجانی چاہیئے کہ آیا اس پر بحیثیت شریک کے دعوی ہوا ہے یا بحیثیت مہتمم اس کاروبار کے، حسب قاعدہ ۴۔

ان شرکا پر جو ملک غیر کے مستوطن اور باشندے ہوں، اور وہیں کاروبار کرتے ہوں، اور انگلستان کے نہوں۔ ان قواعد کی رو سے دعوی نہیں ہو سکتا، اگرچہ ملک غیر کے قانون کے لحاظ سے شراکت ایک ذات متصور ہوتی ہو، اور

نہ ان شرکا پر قدیم قواعد نمبر ۶ کی بنا پر دعوی کیا جا سکتا ہے۔ مقدمہ رسل بنام کمپنی فورٹ (۱۸۸۹) ۲۳ کیو۔ بی۔ ڈی ۲۶ ۵۔ ج۔ کاٹن۔ فرائی واپس جنھوں نے مقدمہ اونیل بنام کلاسن (۱۸۷۲) ۴۹۔ ایل۔ جے کیو۔ بی۔ ۱۹۱۔ ج کو ترجیح دی پالک کو منسوخ کر دیا۔ موخر الذکر ججوں نے کلیس بائی کے فیصلہ کی تائید کی تھی!۔۔۔ یہ مقدمہ اس قاعدہ پر فیصل ہوا تھا جو ۱۸۷۵ء کے قاعدہ کے مساوی تھا اور اس سے مقدمہ بوکس فن بنام سبسن (۱۸۸۶) ۱۶۔ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۲۰۷۔ ج مقصود اتحہ منسوخ ہوا تھا۔ لیکن جو مدعی علیہ عدالت کے حدود ارضی کے اندر ہو اس پر شخصی طور سے دعوی دائر ہو سکتا ہے، دوسرے شرکا کا نام جدا جدا حکم نامہ میں ہونا ضرور ہے۔ ویسٹرن نیشنل بنک شہر نیو پارک بنام پریز ڈائمنڈ کمپنی [۱۸۹۱] ۱ کیو۔ بی۔ ۲۰۴۔ ج رنڈلے۔ بوون جن کو بمقابلہ جسٹس ایلیٹ کے بلہ حاصل ہوا اور جنھوں نے جسٹس پولاک اور رڈلے کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا، مقدمہ انڈیگو کمپنی بنام اگلوی [۱۸۹۱] ۲۔ چانسری ۳۱۔ ج، نارتھ اور رافعہ میں جسٹس لنڈلے و ہے کے، مقدمہ گرانٹ بنام انڈرگراؤنڈ [۱۸۹۲] ۱ کیو۔ بی۔ ۱۰۸۔ ج ایلیٹ و کے جنھوں نے کالرج اور رائٹ کے فیصلے کی تائید کی، مقدمہ مہین کمپنی بنام ہیل و کمپنی [۱۸۹۱] ۲ کیو۔ بی۔ ۸۲۔ ج جسٹس ایلیٹ و کے جنھوں نے کیو اور جارنس کے فیصلے کو منسوخ کیا، مقدمہ ڈاہسن بنام نسٹی ریسی و کمپنی [۱۸۹۱] ۲۔ کیو۔ بی ۹۲۔ ج، لنڈلے۔ پرسس و کے جنھوں نے جسٹس کیو اور گزمتھام کے فیصلہ کی تائید کی، حکم نامہ کے متعلق جو نوٹس دیا جائے، اسکی تعمیل بیرون حدود اختیارات ملک غیر کے شریک پر بنام کمپنی مشترکہ کی، جائز قرار پائی! اگرچہ ملک غیر کے قانون سے کمپنی مذکور ایک جداگانہ ذات تسلیم کیجاتی تھی، اور اسپر کمپنی کے نام سے دعوی ہو سکتا تھا۔ مقدمہ دالسا ہیفلڈ بنام رچسٹرز (۱۹۱۴) ۱۔ چانسری۔ ۴۸۰۔ ج، بکلے فیلیمور اسٹیرلی کو 242

حسب قاعدہ (۱) ایسی کمپنی مشترکہ پر، جو عدالت کے حدود ارضی کے اندر کاروبار کرتی ہو کمپنی مذکور کے نام سے بغیر اجازت کے دعوی ہو سکتا ہے،

اگرچہ تمام شرکا، ملک غیر کے باشندے ہوں اور بیرون ملک رہتے ہوں۔ مقدمہ ارسٹرسٹی و کاونٹی بینک انگ کمپنی بنام فرینک بالنگ کمپنی [۱۸۹۴] ۱ کیو۔ بی۔ ۸۴، ۶۳ ج کیمپبل و کالز جج کے ساتھ جسٹس ایشر۔ لاپس۔ اور ڈیوی نے جزاً اتفاق کیا۔ مقدمہ لاساٹھم بنام کلارک و کمپنی [۱۸۹۱] ۱ کیو۔ بی۔ ۵۵۲۔ ۶۰ ج کیمپبل و گرتھا ہوا ایک ملک غیر کی کمپنی جس نے لندن میں ایک ایجنٹ اس غرض سے مقرر کیا ہو کہ وہ کمیشن پر لوگوں سے فرمائشیں حاصل کرے، وہ اس قاعدہ کے مفہوم میں حدود ارضی عدالت میں کاروبار نہیں کرتی ہے۔ مقدمہ گرانٹ بنام انڈرسن (متذکرہ سابق) مقدمہ اوکورا و کمپنی بنام فابریکا و کمپنی [۱۹۱۴] ۱ کے۔ بی۔ ۱۵، ۱۰ ج بکلے۔ فلیسٹوز جنھوں نے جسٹس رڈلے کی تائید کی بقاعدہ (۲) اس ملک غیر کے باشندے سے جو بیرون ملک رہتا ہو اور عدالت کے حدود ارضی کے اندر اپنے نام کے علاوہ کسی دوسرے نام سے کاروبار کرتا ہو متعلق نہیں ہو سکتا۔ مقدمہ سینٹ گوبین چائنی و سری کمپنی بنام ہیوز سپنس انجنسی (۱۸۹۳) ۲ کیو۔ بی۔ ۹۶ ج؛ ایشر اے ایل اسمتھ۔ مقدمہ ڈی برنالس بنام نیو یارک مرلڈ [۱۸۹۲] ۲ کیو۔ بی۔ ۹۷ (نوٹ) ج، ایشر۔ لنڈلے و اے۔ ایل اسمتھ: جنھوں نے جسٹس لوپس و کاٹرج کی تائید کی جو کینڈی کے فیصلہ کے موید تھے؛ و مقدمہ میکاور بنام جی وے برش [۱۸۹۵] ۲ چانسری ۶۲۰ ج، لنڈلے۔ لوپس و رڈلے۔

دفعہ ۱۸۲ الف۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں ایک قاعدہ جاری ہوا جس میں ایسے مختار پر جو عدالت کے حدود ارضی کے اندر رہتا اور کاروبار کرتا ہو تعمیل کی اجازت دیگئی تھی جو کہ اصل شخص جس کا وہ مختار ہے، عدالت کے حدود ارضی سے باہر ہو۔

جب کوئی معاہدہ اصل شخص کیطرف سے جو عدالت کے حدود ارضی کے باہر رہتا یا کاروبار کرتا ہو، اس کا ایسا مختار جو عدالت کے حدود ارضی کے اندر رہتا یا کاروبار کرتا ہو، عدالت کے حدود ارضی کے اندر کرے یا اس کے ذریعے سے

سے کیا جائے، تو اس معاہدہ کے متعلق یا اس کی بنا پر جو مقدمات پیدا ہوں، انہیں باجازت عدالت یا جج، حکم نامہ کی تعمیل مختار پر ہو سکتی ہے۔

قبل اس کے کہ مختار کے اختیارات اور اصل شخص کے ساتھ اس کے تجارتی تعلقات کا تعین ہو، اس حکم کی اطلاع، جس کے ذریعہ سے اجازت دیگئی ہے، اور اس کی اور حکم نامہ کی نقل بذریعہ ایک محصول ادا شدہ اور رجسٹرڈ خط کے فوراً مدعی علیہ یا مدعی علیہم کے پاس ان کی حدود ارضی کے باہر کے پتہ پر بھیجدی جائے گی، مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس قاعدہ کے اجرا کے وقت، جو طریقہ تعمیل کا مقررہ تھا، وہ اس قاعدہ کی بنا پر نہ ناجائز متصور ہوگا: اور نہ اس پر کسی طرح کا اثر پڑے گا۔"

سپریم کورٹ کے ایک اعلان میں جو اس قاعدہ کے متعلق جاری ہوا ہے یہ بتایا گیا ہے کہ جو اختیار مختار پر تعمیل کا دیا گیا ہے، اس کا استعمال نہایت احتیاط کے ساتھ ہونا چاہیے۔ اس قاعدہ کا ہرگز یہ منشا نہیں ہے کہ معمولی مقدمات میں تعمیل بیرون حدود اختیارات کا طریقہ مسدود کر دیا جائے۔ اس قاعدہ کی تحت میں حکم کا اجرا عدالت کے اختیار تمیزی پر منحصر ہے، اور بجز خصوصی مقدمات کے اس کا استعمال ایسے مقدمات میں نہ ہونا چاہیے جن میں تعمیل کیلئے حکم حاصل کرنے اور اس کے حدود اختیارات کے باہر عمل میں آنے میں معمولی طور سے کوئی دقت نہیں ہے۔ اس قاعدہ کی تحت میں محض اس بنا پر حکم نہ دیا جانا چاہیے کہ مدعی علیہ نے اس ملک میں معاہدہ، یا توسط یا بذریعہ اپنے مختار کے کیا ہے۔" جو درخواست اس قاعدہ کی تحت میں اجرائی حکم کیلئے کیجائے، اس کے ساتھ ایک بیان حلفی کا ہونا لازم ہے، جس میں تفصیل کے ساتھ معاہدہ کے منعقد ہونے کی کیفیت اور وہ وجہیں جو معمولی طور سے بیرون حدود عدالت تعمیل میں پیش آرہی ہوں، بیان ہونی چاہئیں۔

دفعہ ۱۸۳ "دخل یابی اراضی کے مقدمات میں جبکہ وہ فارغ القبضہ ہو 248
سمن کی تعمیل اگر اور کسی طریقہ پر نہیں ہو سکتی، تو اسطرح ہونی چاہیے کہ سمن کی ایک نقل، مکان بود و باش کے دروازہ، یا جائداد کے کسی دوسرے نمایاں حصہ پر چسپاں

کردی جائے" آرڈر ۹ بابتہ ۱۸۸۳ء قاعدہ ۹۔

دفعہ ۱۸۴ "(۲) تمہیدی مقدمات امیرالبحری میں جب کوئی سمن یا وارنٹ جہاز کے محولہ اسباب یا سامان کے متعلق جاری کیا جائے، تو اس کی تعمیل اس طرح ہونی چاہیے کہ اصل سمن یا وارنٹ تھوڑی دیر کے لئے جہاز کے بڑے یا سنگل مستول پر لگا دیا جائے، اور جب وہ نکال لیا جائے تو اس کی جگہ اس کی ایک مصدقہ نقل لگا دی جائے۔ (۳) اگر جہاز کا سامان اتار لیا گیا ہے یا کسی دوسرے جہاز پر منتقل کر دیا گیا ہے، تو سمن یا وارنٹ جبطلی اسباب یا سامان کی تعمیل اس طرح کیجائے گی کہ سمن یا وارنٹ تھوڑی دیر کے لئے خود اسباب یا سامان پر لگا دیا جائیگا؛ اور جب وہ اتار لیا جائے گا تو اس کی ایک مصدقہ نقل وہاں چھوڑ دی جائیگی۔ (۴) اگر سامان کسی شخص کی حفاظت میں ہو اور وہ سامان تک پہنچنے کی اجازت نہ دیتا ہو تو سمن یا وارنٹ کی تعمیل محافظ سامان پر کیجائے گی"۔ حکم ۹ بابت ۱۸۸۳ء قواعد ۱۴-۱۳-۱۲۔

عدالت کو صدور تجویز کا اختیار ہے اگرچہ بعد تعمیل جب قاعدہ جہاز خفیہ طور سے عدالت کے حدود اختیارات سے باہر کر دیا گیا ہو۔ مقدمہ [۱۸۹۹] پی۔ ۱۱۱ بنچ برکنہیڈ ملاحظہ ہو۔ وہی لیڈی بلاسنگٹن ۲۴ ایڈ۔ ۳۷۰۔

جب فریقین نے باتفاق اسباب محولہ کو فروخت کر دیا ہو تو قابض قیمت پر اس قاعدہ کی تحت میں تعمیل نہیں ہو سکتی، کیونکہ مال حدود اختیار عدالت کے باہر ہیں۔ مقدمہ فارن جاٹ [۱۹۰۷] ۲۴ ٹی۔ آر۔ ۲۶ بنچ ڈویژن۔

جہاز کے اسباب محولہ پر وارنٹ اس وقت تک جاری نہیں ہو سکتا جبتک جہاز اور اس کا سامان ضبط نہ کر لیا جائے۔ مقدمہ ڈی کلائین [۱۹۱۴] ٹی ایل آر ۵۷۲ بنچ ڈویژن۔ پی۔

دفعہ ۱۸۵ سوخر الذکر دفعہ کے ضمن میں یہ امر قابل بیان ہے کہ جو مقدمات ملاحوں کیطرف سے خواہ وہ انگلستان کے ہوں یا ملک غیر کے جہازوں کے مقابلہ میں دائر کئے جاتے ہیں، ان میں اگرچہ انگریزی عدالتوں کو معاہدہ خدمت کی وجہ سے زیادہ دخل نہیں رہتا، لیکن اس سے عدالت

کے اختیارات کا سلب لازم نہیں آتا، بلکہ عدالتوں کو ایسے دعاوی کی سماعت کے متعلق اختیار تمیزی حاصل ہوتا ہے۔ مگر ایسے دعاوی کو لینے سے پہلے اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ جس ملک کا جہاز ہو اس ملک کی حکومت کے نمائندہ کو، اس کی اطلاع دیجائے۔

مقدمہ گلوبک (۱۸۴۰) ۱، ڈبلیو۔ رو ب۔ ۱۴۳۔ جج آسٹنگٹن بڑوڈی۔ نینا (۱۸۶۷) ایل۔ آر۔ ۲۔ ۱۔ اے وای۔ ۴۴۔ جج فلیمور بڑ وایل۔ آر۔ ۲۔ پی وی ۳۸۔ جج رولے بڑوی لیون سیز وہسم۔ ۸۔ پی ڈی۔ ۱۲۱ (۱۸۸۲) جج فلیمور بڑ (۱۸۸۲)۔ جج ہبرٹ وٹوون بڑ مقدمہ امپٹی وڈورا (۱۹۱۹)۔ پی ۱۰۵۔ جج ہل میں: عدالت انگریزی نے بقبضہ جہازات کے ایک مقدمہ میں جو کہ ملک غیر کے باشندوں کے درمیان میں تھا، اس ملک کے نمائندہ کی درخواست پر، اختیار سماعت کو قبول کر لیا بشمال روس کی عارضی حکومت کی طرف سے، یہ عذر ہوا کہ بعض جہازات اس حکومت کی ملازمت میں ہونے کی وجہ سے، ضبطی سے مستثنیٰ تھے۔ چونکہ وہ حکومت باضابطہ طور سے تسلیم نہیں کی گئی تھی؛ اس لئے یہ عذر ناقابل قبول قرار پایا بڑ

244

دفعہ ۱۸۶ ۱۔ "عدالت یا جج جہاز ہے کہ سمن یا اطلاع سمن کی، بیرون حدود تعمیل کیلئے حکم دے۔ جبکہ:-

(الف) شے متدعویہ کلیتاً ایسی ارضی ہو (معہ لگان یا منافع یا بغیر اسکے) جو اس کے حدود ارضی میں واقع ہو، یا اس ارضی کے متعلق شہادت کا پیش کیا جانا تحفظ کی غرض سے ضرور ہو۔

(ب) مقدمہ میں کسی ایکٹ دستاویز، وصیت نامہ، معاہدہ، یا ذمہ داری، یا وراثت متعلقہ ارضی موقوعہ حدود ارضی کی تعبیر، اصلاح، تنسیخ، یا تعمیل کرانی ہو۔ یا

(ج) کسی شخص متوطن، یا عام طور سے ان حدود ارضی کے رہنے والے کے مقابلہ میں، دادرسی چاہی جاتی ہو۔ یا

(د) مقدمہ کسی ایسے متوفی کی ذاتی جائداد کے اہتمام کے متعلق ہو، جو مرنے کے وقت، عدالت کے حدود ارضی میں متوطن تھا، یا ارضی موقوعہ حدود ارضی کے

متعلق کسی تحریری دستاویز امانت کی تعمیل چاہی جاتی ہو، اور جس تعمیل (سمن) مقصود ہو، وہ امین ہو، اور دستاویز کا قانون انگلستان کے مطابق تعمیل ہونا لازم ہو۔ یا

"(کا) مقدمہ بمقابلہ ایسے مدعی علیہ کے جو اسکاٹ لینڈ کا متوطن نہو، یا عام طور سے وہاں نہ رہتا ہو۔ بغرض نفاذ، تسخیر، ابطال، یا دوسری طرح سے معاہدہ پر موثر ہونے کی غرض سے دائر کیا گیا ہو، یا اس کا مقصد وصول ہرجہ، یا دوسری داد رسی ایسے معاہدہ کے متعلق ہو، جو (۱) حدود ارضی کے اندر کیا گیا ہو۔ یا (۲) بذریعہ یا بہ توسط ایسے مختار کے کیا گیا ہو جو حدود ارضی کے اندر رہتا یا کاروبار کرتا ہو، اس فعل شخص کی طرف سے جو حدود ارضی کے باہر رہتا اور کاروبار کرتا ہو۔ یا (۳) بذریعہ شرائط صریح یا استنباط کے قانون انگریزی کا پابند ہو، یا ایسے مدعی علیہ کے مقابلہ میں پیش کیا گیا ہو، جو اسکاٹ لینڈ یا آئرلینڈ کا متوطن نہو اور نہ وہاں عام طور سے بود و باش رکھتا ہو، اور ایسی خلاف ورزی کے متعلق ہو، جو عدالت کے حدود ارضی میں واقع ہوئی ہو، خواہ معاہدہ کہیں ہوا ہو۔ گو کہ اس خلاف ورزی سے پہلے، یا اس کے ساتھ ساتھ بیرون حدود عدالت بھی ایسی خلاف ورزی ہو چکی ہو۔ جس کی وجہ سے معاہدہ کے اس جز کا نفاذ، جو اندرون حدود عمل میں آنا چاہیے تھا، ناممکن ہو گیا ہو۔" آر۔ ایس۔ سی۔ جون ۱۹۲۱ء جس سے ضمن (کا) حکم (۱۱) قاعدہ ۱ کالعدم ہو گیا۔

"(و) مقدمہ کی بنیاد افعال ناجائز قابل ہرجہ (ٹارٹ) پر ہو، جس کا ارتکاب عدالت کے حدود ارضی کے اندر کیا گیا ہو (آر۔ ایس۔ سی ۱۹۲۰ء)۔

"(ز) جب کہ عدالت کے حدود ارضی میں کسی فعل کے کرنے کی ۔۔۔ یا کسی امر باعث تکلیف عام کے انسداد، یا اس کو دور کرنے کے لئے، عدالت سے حصول حکم کی ضرورت ہو، خواہ اس کے متعلق ہرجہ کا بھی دعوی کیا جائے، یا نہ کیا جائے۔ 245

"(ح) جب اس مقدمہ میں، جو ایسے شخص کے مقابلہ میں دائر کیا گیا ہو، جس پر باضابطہ طور سے، حدود ارضی کے اندر سمن کی تعمیل ہوئی ہو، کسی ایسے شخص کا فریق مقدمہ بننا، مناسب یا لازم ہو، جو عدالت کے حدود ارضی کے باہر ہو۔ یا

"(ط) جب مقدمہ ایسی ذاتی جائداد کے رہن کا ہو، جو عدالت کے حدود

ارضی میں موجود ہو — خواہ راہن کی طرف سے ہو، یا مرتہن کی طرف سے؛ — ادا کیں مفصلۂ ذیل اقسام کی دادرسی چاہی جاتی ہو: مثلاً فروخت بیعیات، حوالگی قبضہ منجانب راہن، انفکاک، واپسی جائداد منجانب مرتہن؛ مگر معاملہ ارتہان کے متعلق کسی رقم واجب الادا کے لئے کسی ذاتی فیصلہ یا حکم کی استدعا نہ ہو (بہ استثنائے اس رقم کے جو زیر دفعہ ضمنی (۴) قاعدہ ہذا جائز ہو)۔

اس ضمنی دفعہ میں، ذاتی جائداد موجودہ حدود ارضی عدالت سے مراد ہو ذاتی (منقولہ) جائداد ہے جس کی بابت، مالک کے بلا وصیت فوت ہونے کی حالت میں، اس کے اسٹیٹ کو مستند اہتمام ترکہ خاص رجسٹر پروبیٹ سے دیجا سکتی ہے۔ رہن سے مراد بار ارتہان یا کسی قسم کا حق کفالت ہے۔ اور مرتہن سے مراد وہ فریق ہے جس کو معاملہ ارتہان میں، فی الوقت کوئی حق یا غرض ہو۔ اور راہن سے وہ فریق مقصود ہے جس کو فی الوقت، جائداد مرہونہ میں حق ہو، یا اس سے کوئی غرض متعلق ہو (آر۔ ایس۔ سی۔ اگست ۱۹۱۶ء)۔

"۲ — جس وقت، عدالت پانچ سے حسب دفعہ بالا اسکاٹ لینڈ یا آئرلینڈ میں کسی سمن کے اجرا کی اجازت چاہی جائے، اور عدالت پانچ کو، یہ معلوم ہو، کہ اسکاٹ لینڈ یا آئرلینڈ (جیسی صورت ہو) میں بھی اس کے لئے چارہ کار موجود ہے، تو عدالت پانچ پر لازم ہوگا کہ وہ ان مصارف اور آسانیوں کا باہم مقابلہ کرے، جو کارروائی کے جس انگلستان، یا مدعی علیہ یا اس شخص کے مقام سکونت میں جس پر سمن کی تعمیل چاہی جاتی ہے — چلنے سے عائد حال ہونگی، اور مطالبات خفیفہ میں شرف" کی عدالتوں، یا اسکاٹ لینڈ کی عدالتہائے مطالبہ خفیفہ اور آئرلینڈ کی "سول بل کورٹس" کے اختیارات اور حدود ارضی کا، جو ان کو قوانین متعلقہ سے حاصل ہیں، بطور خاص لحاظ کیا جائے گا۔

"۳ — الف۔ اس آرڈر کے دفعہ (۱) میں، جو کچھ درج ہے، باوجود اس کے، ہر معاہدہ کے فریق مجاز ہیں کہ وہ اس پر متفق ہو جائیں کہ —

(الف) اس معاہدہ کے متعلق، جو مقدمات پیدا ہوں، ان کی سماعت کی مجاز "ہائیکورٹ جسٹس" ہوگی، اور مزید براں، یا علی السبیل البدل۔

(ب) ایسے مقدمات کے سمنوں کی تعمیل فریق پر یا ہر فریق کے مختار پر۔ اس طریقہ سے جو معاہدہ میں طے ہوا ہو، ہر جگہ۔ خواہ وہ مقام عدالت کے حدود ارضی کے اندر یا باہر ہو۔ ہو سکے گی؛ اور ایسے سمنوں کی تعمیل، اس جگہ (اگر کوئی ہو)، یا اس فریق یا شخص پر (اگر کوئی ہو)، یا اس طریقہ پر (اگر کوئی ہو)، جو معاہدہ میں معین یا درج ہو چکا ہے، صحیح تعمیل متصور ہوگی؛ فریقین خواہ کہیں رہتے ہوں۔ اور اگر معاہدہ میں، کوئی مقام یا طریقہ یا شخص معین یا مندرج نہیں ہوا ہے، تو بیرون حدود عدالت ایسے سمن کی تعمیل کا حکم دیا جا سکتا ہے (آر۔ ایس۔ سی۔ ۱۹۲۰ء)۔ 246

"۳۔ پروبیٹ کے مقدمات میں سمن یا اجرائی سمن کا نوٹس، اجازت عدالت یا جج کے، حدود ارضی عدالت کے باہر تعمیل کیلئے بھیجا جا سکتا ہے۔"

"۴۔ ہر درخواست، جو مدعی علیہ بیرون عدالت کے نام، ایسے سمن یا نوٹس کے اجرا کیلئے کیجائے، اس کے ساتھ بیان حلفی یا دوسری شہادت ہونی چاہئے، جس سے یہ معلوم ہو سکے، کہ بیان حلفی دینے والے کے یقین میں، مدعی کا بناء دعویٰ قابل لحاظ ہے۔ اور یہ کہ مدعی علیہ کس مقام یا ملک میں ہے، یا غالباً وہ کہاں مل سکے گا؛ اور آیا وہ انگریزی رعایا ہے یا نہیں: اور اس درخواست کی پیشی کے کیا وجوہ ہیں۔ ایسی کوئی درخواست، اس وقت تک منظور نہ ہو سکے گی، جب تک کہ عدالت یا جج، یہ کافی طور سے ظاہر نہ کرا دیا جائیگا کہ اس حکم کے تحت میں ہمقدمہ مذا کی، ایسی حیثیت ہے کہ اس میں سمن کا بیرون حدود ارضی تعمیل پانا مناسب ہے۔"

"۵۔ جس حکم میں، ایسے سمن یا ایسے نوٹس سمن کے اجرا کی، اجازت دیجائے گی، اس میں، یہ بتا دیا جائیگا کہ تعمیل سمن یا نوٹس سے، اتنی مدت کے اندر، مدعی علیہ کو، حاضر عدالت ہونا چاہئے؛ مدت کے تعین کا انحصار، اس مقام یا ملک کے لحاظ سے ہوگا، جہاں سمن یا نوٹس کی تعمیل منظور ہے۔"

"۶۔ جب مدعی علیہ، نہ انگریزی رعایا ہو اور نہ حکومت انگلستان کے حدود میں ہو، تو اس کو سمن کا نوٹس دیا جائیگا، خود سمن کی تعمیل، اس پر نہ ہوگی۔"

"۷۔ جب اس حکم کے قاعدہ ۱ و ۶۔ کے مطابق، عدالت کے حدود ارضی سے باہر، سمن کے نوٹس کے اجرا کی اجازت دیجائے گی، تو نوٹس کی تعمیل، پابندی

قاعدہ ۸ حکم ہذا اسطرح ہوگی جس طرح سمن کی تعمیل ہوتی ہے۔"

" ۸ جب کسی ایسے ملک غیر میں اجرائی سمن کی اجازت دیجائے گی جس سے حسب احکام لارڈ چانسلر یہ قاعدہ وقتاً فوقتاً متعلق ہوگا تو کارروائی بطریق ذیل کیجائیگی:۔

(۱) جس نوٹس کو بھیجنا منظور ہو تو اس پر سپریم کورٹ کی وہ مہر ثبت کیجائیگی جو بیرون حدود عدالت کے لئے مخصوص ہے اور نوٹس مذکور کا مع ترجمہ کے اس ملک کی زبان میں جہاں اس کی تعمیل چاہی جاتی ہے ڈویژن کے پریسیڈنٹ (صدر نشین) 247
کی طرف سے حکومت انگلستان کے امور خارجہ کے پرنسپل سکرٹری آف اسٹیٹ کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ بھیجا جائیگا کہ وہ اس کو اس ملک کی حکومت کے پاس بھیجدیں جہاں نوٹس کی تعمیل کی اجازت دیگئی ہے" وغیرہ وغیرہ۔

" ۸ (الف) عدالت یا جج بیرون حدود ارضی صرف مفصلہ ذیل سمنوں یا سمنوں کے نوٹس کے اجرا کی اجازت دیگا:۔

(الف) ابتدائی سمن زیر احکام ۴ و ۵ و ۵ قاعدہ ۲ یا ۴ کسی ایسے مقدمہ میں جس میں اگر کارروائی اجرائی سمن سے آغاز ہوتی تو وہ اس حکم کے قاعدہ ۱ کے مطابق ہوتی"۔

(ب) کوئی ابتدائی سمن، درخواست، اطلاع تحریک، یا دوسری ابتدائی کارروائی ــــ (۱) نسبت کسی نابالغ یا مجنون یا غیر صحیح الدماغ کے ــــ یا (۲) کسی قانون کے تحت ہرگز ــــ یا (۳) عدالت کے کسی قاعدہ یا عملدرآمد کی پابندی میں ــــ جس کی رو سے کارروائی سمن کے علاوہ دوسرے طریقہ سے بھی شروع ہو سکتی ہے"۔

(ج) بقیہ ضمن متذکرہ بالا کی عمومیت میں مخل انداز ہونے کے کوئی سمن، حکم، یا اطلاع جو ثالثات تصفیہ بین التقاریر یا تقرر ثالث یا حکم یا اس ثالثی کے فیصلہ کو جو عدالت کے حدود ارضی میں منعقد ہوئی ہو یا ہونے والی ہو، تبدیل، منسوخ، یا نافذ کرانے کی کارروائی میں جاری ہو"۔

(د) کوئی سمن، حکم، یا اطلاع جو کسی کارروائی میں جو باضابطہ طور سے ذریعہ سمن یا دوسرے ابتدائی ذرائع مندرجہ بالا سے شروع ہوئی ہو جاری ہوں۔

" حکم ہذا کے قواعد ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ میں الفاظ تبدیل طلب اس

قسم کی تعمیل سے بھی متعلق ہونگے"۔

"جو کچھ یہاں درج ہوا ہے وہ کسی طور سے عدالت کے اس عملدرآمد یا اختیار میں حارج نہ ہوگا جس کی رو سے عدالت مجاز ہے کہ وہ ایسی کارروائیوں میں جس میں ارضی، رقوم، حقوق ناش، عام حقوق یا جائداد موقوعہ حدود ارضی عدالت زیر تصفیہ یا بحث ہوں، ایسے شخص کو جو اس کے حدود ارضی سے باہر ہو بغیر اس دعوی کے کہ اس کو شخص مذکور کی ذات پر اختیارات حاصل ہیں اس کو کارروائی متدارہ کے وجود یا نوعیت سے اس غرض سے اطلاع کرادے کہ اگر اس کو کوئی دعوی، یا اختلاف، یا حق مداخلت ہو تو وہ اس کو پیش کرسکے"۔

قاعدہ ۹ میں وہ ضابطہ بتایا گیا ہے جو ان درخواستوں کے متعلق برتا جائیگا جو ملک غیر کی عدالتوں سے ان لوگوں پر جو انگلستان میں ہوں تعمیل سمن کے لئے وصول ہونگی۔

قاعدہ ۱۰ "ایسی قائمقام تعمیل" متذکرہ قاعدہ ۹، کے متعلق اجرائی احکام کی اجازت دیگئی ہے۔

یہ حکم ۱۱ بابت ۱۸۸۳ء ہے جس کی ترمیم قواعد مورخہ جولائی ۱۹۰۳ء اگست ۱۹۰۹ء و مارچ ۱۹۱۱ء و مئی ۱۹۱۲ء و اگست ۱۹۱۶ء و جولائی ۱۹۳۰ء و جولائی ۱۹۲۱ء سے ہوئی۔ اس کے مختلف اجزا کے متعلق جو مقدمات فیصل ہوئے وہ حسب ذیل ہیں:

قاعدہ ۱۰ - جب مقدمہ کا صرف ایک جز اس قاعدہ کے تحت میں داخل ہو تو غیر مشروط حاضری بمنزلہ اس کے سمجھی جائے گی کہ عدالت کا اختیار کے تمام دعوی کے متعلق تسلیم کرلیا گیا۔ مقدمہ سینڈیا باد نارتھ ویسٹ لینڈ کارپوریشن بنام ایلن [۱۹۰۲] ۲ - چانسری ۴۳۲ - ۷۱ نارتھ ۶ 248

۱ - الف - مقدمہ مستغیثہ اخراجات میں جو شاہراہ عام کے زیادہ تر استعمال کی بناء پر دائر کیا گیا تھا۔ قرار پایا کہ وہ مقدمہ اس ضمنی دفعہ اور نہ ضمنی دفعہ (۲) میں داخل ہوتا ہے۔ مقدمہ میکلیر کاؤنٹی کونسل بنام ولسن [۱۹۱۳] ۲ - آئی آر - ۸۹ ۶

۱ - (ب) مقدمہ متعلقہ توہین زبانی نسبت حق ارضی اس ضمن میں نہیں آتا ہے۔

مقدمہ کاسی بنام ارنات (۱۸۷۶) ۲ - سی - پی - ڈی - ۲۴ - جج، گرڈ وڈ بمقابلہ سٹرنگ (۱۸۸۷) ۱۹ - کیو - بی - ڈی - ۱۷۸ - جج، کاآرج میتھیو - ہمتھ ڈولسٹن کی کتاب "عملدآمد سپریم کورٹ" ساتویں ایڈیشن کے صفحہ ۱۵۱ پر بیان ہوا ہے کہ عدالت مرافعہ نے اس فیصلہ کو اس بناء پر بحال رکھا کہ مدعی اس کو نہ ثابت کر سکا کہ مدعی علیہم پٹہ کے منتقل الیہم تھے۔ جو مقدمہ بغرض حصول معاوضہ بابتہ حق کرایہ داری بربنائے رسم صوبہ اگرہ اس کی نسبت قرار پایا کہ وہ اس ضمن میں داخل ہے۔ مقدمہ کے بنام سدرلینڈ (۱۸۷۷) ۲ - کیو - بی - ڈی - ۴۷۰ - جج، اسٹفن و چارلس پٹہ میں جو شرط تسلیم تھی اس کی خلاف ورزی کا مقدمہ اس ضمن کی تحت میں سمجھا گیا۔ مقدمہ ٹاسل بنام بیلین [۱۸۹۲] ۱ - کیو - بی - ۳۲۱ - جج، کاآرج و کانسٹیبل نیز ملاحظہ ہو! مقدمہ اٹرنی جنرل بنام ڈریپر و کمپنی [۱۸۹۴] ۱ - آئی - آر - ۱۸۵ جس میں آئرلینڈ کی عدالتوں نے ارضی کے متعلق خیانت کے مقدمہ میں انگلستان میں تعمیل کی اجازت دی ہو

۱ - (ج) جماعت شرکا کے توطن یا قیام کے متعلق، دیکھو فصل آئندہ، متعلقہ جماعت، شرکا و دیگر جماعتیں۔

ایک سفیر کی زوجہ کا سفارت خانہ میں رہنا اس قاعدہ کی تحت میں قیام حدود ارضی عدالت کے اندر نہیں متصور ہو سکتا چیپس بنام ہوسیورس (۱۹۰۱) ۲۵ - ٹی - آر - ۲۲۵ - جج، پارکر ہ

۱ - (حر) ایسی جائداد کا عدالت کے حدود ارضی میں واقع ہونا اس ضمن کے تحت میں تعمیل ضمن کی مقدم شرط ہے۔ مقدمہ وٹر بنام وٹر [۱۸۹۴] ۱ - چانسری ۴۲۱ - جج، اسٹرلنگ ہ ایک عجیب مقدمہ کیلئے جس میں ایک صوبہ کی عدالت کا قاعدہ، اس قاعدہ سے وسیع تر تھا، اور اس بناء پر مقدمہ سے کے ہائیکورٹ میں منتقل ہونے کے بعد بعید مشکلیں پیش آئیں۔ دیکھو واڈ بنام میڈلٹن [۱۸۹۷] ۱ - چانسری - ۱۵۱ ہ

۱۰ (۵) یہ ضروری نہیں ہے کہ عدالت کے حدود ارضی میں تعمیل (معاہدہ) کی صریح شرط ہو، مگر اس کا معاہدہ سے مستنبط ہونا لازم ہے۔ مقدمہ پل و کمپنی بنام انیکور پ، لندن و برازیل لائن [۱۸۹۱] ۱۔ کیو۔ بی ۔۳۔۱۔ ج، ایشرد کے جنہوں نے جسٹس کیوا اور ڈے کے فیصلہ کو بحال رکھا، ایک معاہدہ کے متعلق جو انتقال حصص کے بارہ میں تھا، یہ قرار پایا کہ اس کی تعمیل کی ذمہ داری اس بنا پر عائد ہوئی کہ دستاویز انتقال متقل الیہ کے سپرد کر دی گئی تھی، جو کہ عدالت کے حدود ارضی کا رہنے والا تھا۔ ریناڈس بنام کولیس (۱۸۲۷) ۲۶۔ چانسری ڈویژن ۔۳۔۴۵۳۔ ج۔ کے جس کو کاٹن اور تو دن نے بحال رکھا، ایک ملک غیر کی کمپنی نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ صرف مدعیوں کو انگلستان میں اپنا ایجنٹ مقرر کرے گی، اسکے متعلق یہ قرار پایا کہ معاہدہ کی بنا پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ حدود عدالت کے اندر ایجنسی کے معاملے میں کوئی بہت اندازی نہ واقع ہونے دیجائے گی۔ مقدمہ ٹمرن بکر بنام لاسیگوراڈورا اسپینلو [۱۹۰۶] ۱۔ کے۔ بی۔ ۲۵۴۔ ج۔ کانس و گورل بارنس نے اس معاہدہ کے متعلق، کہ مدعیان ساکنان حدود ارضی عدالت، ایک کل کو بیرون حدود عدالت کھڑا کر دیں گے، یہ قرار پایا کہ حکم صحیح ہے، کیونکہ مدعی علیہم پر لازم تھا کہ وہ قیمت مدعیوں کو بھیجتے یا خود لاتے مقدمہ رودے بنام اسٹیل مانفک کمپنی (۱۸۸۸) ۲۱ کیو۔ بی۔ ڈی ۱۲۔ ج انشٹن و چارلس جسٹس بنام بایر [۱۸۹۳] ۲ کیو۔ بی۔ ۸۰ ج انشٹن لارڈ ایشر ایم آر اے ایل اسمتھ کا اور ایسا ہی اس سامان کے متعلق جو بحق جہاز بھیجا گیا تھا۔ مقدمہ رین بنام اسٹین [۱۸۹۲] ۱ کیو۔ بی۔ ۶۵۳۔ ج ملنڈے کے جنہوں نے جسٹس ہیوز اور کیمان بیتھرا کے فیصلے کی تائید کی تھی، اور علی ہذا القیاس معاہدہ فروخت شراب کے متعلق جس میں مدعی علیہم نے جو کہ میرو حدود کے تھے، مدعیان متوطن انگلستان سے بحیثیت انکے ایجنٹ کے شراب کی فروخت کا معاہدہ کیا تھا۔ مقدمہ چارلس ڈوڑ اینڈ کمپنی لمیٹڈ بنام گانس [۱۹۰۴] ۲۔ کے۔ بی۔ ۶۸۵ ج، ۷۔ ٹرنٹ ۔ ومختصر مقدمہ رسل بنام رسل [۱۹۱۶] ۱۔ چانسری۔ ۵۷۔ ۲ ۔ ۲۶۰ ۔ ج ۔ ایل ۔ میں یہ طے ہوا ۔ کہ زوجہ ساکن انگلستان کے نفقہ و اتفاق کا عہد ادا کرنا،

حدود عدالت کے اندر خلاف ورزی کا ارتکاب ہے، اگرچہ دستاویز میں کوئی
249 مقام ادا کے لئے نہ تصریح ہوا ہو، قاعدہ ۱۹۲۱ء کے اجرا سے پہلے، جو بغرض
ترمیم قواعد سابق جاری ہوا، ہاؤس آف لارڈز نے یہ طے کیا تھا کہ جب ایسے
معاہدہ کی جو انگلستان میں ہوا ہو، صریح خلاف ورزی بیرون حدود عمل میں
آئے تو اس بنا پر کہ معاہدہ کے شرائط کی صحیح تعمیل انگلستان میں نہیں ہوئی،
انگلستان کی عدالتوں کو اختیار سماعت حاصل نہیں ہو جاتا۔ مقدمہ جانسن بنام
ٹیلر برادرس [۱۹۲۰] اے۔ سی۔ ۴۴۱ میں برکن ہیڈ وسی ہلڈین و ڈینڈن
و انگلیسٹن و بک ماسٹر جنہوں نے جسٹس بنکیس وارنگٹن اور لارڈ چیف جسٹس
اسکوراٹن کے فیصلہ کو منسوخ کیا۔ معاہدہ یہ تھا کہ چند سال تک سوئیڈن سے
"وہاں جہازوں کے ذریعہ سے انگلستان پہنچایا جاتا رہیگا"۔۔۔۔ صریح خلاف ورزی
یہ تھی کہ مال نہیں بھیجا گیا۔۔۔۔ ضمنی خلاف ورزی یہ ہوئی کہ دستاویزات متعلقہ
روانگی مال انگلستان میں حوالے نہیں کی گئیں۔ قدیم قاعدہ کے لحاظ سے
یہ استعمال اختیارات کیلئے کافی نہ تھا، لیکن انگلستان کے واضعان قواعد
کا رجحان ہمیشہ اسی طرف رہا ہے کہ ان معاہدات کے متعلق جو ملک غیر کے
لوگ اس شرط کے ساتھ کریں کہ ان کی تعمیل انگلستان میں ہوگی، انگلستان
کی عدالتوں کو وسیع اختیارات حاصل رہنے چاہئیں۔ اور اس قاعدہ میں
کہ "مدعی، مدعی علیہ کی عدالت کا تابع ہے"۔ جہاں تک موقع ملے کمی کی
جانی چاہیے۔ یہ امر قابل بیان ہے کہ مقدمہ جانسن بنام ٹیلر پر ایک حال کے
مقدمہ ہسبرگ بنام ویسم لائیل شپنگ کمپنی [۱۹۲۱] میں پرائوی کونسل
میں بحث ہو کر یہ طے ہوا کہ ایسے شرتی کا انکار، جو ایک معاہدہ فرخت
جہازات میں مندرج تھا، اور جس میں یہ قرار پایا تھا کہ جہاز عدالت کے حدود
ارضی میں حوالے کئے جائیں گے، بہ قیمت بیرون حدود مذکور ادا ہوگی: فی الحقیقت
ایک حقیقی اور صریح خلاف ورزی معاہدہ تھی، اور اس کی بنا پر حکم نامہ بیرون
حدود عدالت جاری کرنا قطعاً جائز تھا۔ موخر الذکر قاعدہ جن الفاظ میں ظاہر
کیا گیا ہے، اسکے بعد کسی شبہہ کے باقی رہنے کی گنجایش نہیں رہتی ہے

ایک جہاز کو انگلستان کے سواحل پر بیچانے کے معاوضہ کے وصول کے متعلق جو دعوی کیا جائے وہ اس ضمن میں نہیں آتا بشرطیکہ مقام اوا برون ملک قرار پایا ہو۔ مقدمہ ڈی ایڈر [۱۸۹۳] ۱۔ کیو۔ بی۔ ۱۱۹۔ جج ایون۔ ایشر۔ لارڈ ے دبوتون نے اس حالت میں ایسا دعوی ہو سکتا ہے، جبکہ ادائی بشکل زر نقد حدود ارضی عدالت کے اندر نہ قرار پائی ہو۔ مقدمہ گیر بنام لی لینڈ [۱۸۹۸] اے۔ سی۔ ۵۲۴۔ جج، ہاتسبری۔ ہرشل۔ میگناٹن۔ مورس و شینڈ جنہوں نے ایشر۔ اے۔ ال ہمتھ اور رگبی کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا تھا نہ اس سامان کی فروخت کے متعلق جو معاہدہ سی۔ آئی۔ ایف کی بناء پر ایسے مقام سے ذریعہ جہاز منتقل کرنا ہے، جو عدالت کی حدود ارضی سے باہر واقع ہے۔ مقدمہ کوروز ر شپنگ کمپنی بنام اوربک [۱۹۰۸] ۲۔ کے۔ بی ۱۶۱۔ جج ونگھام ولیس وفارول جنہوں نے جسٹس بگھام کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا تھا۔ مقدمہ بارو بنام میرس ۴۔ ٹی۔ آر۔ ۴۱۴۔ جج اینسٹی وغیرہ لیکن مقدمہ بڈل برادرس بنام ہورسٹ کمپنی [۱۹۱۲] اے۔ سی۔ ۱۸۔ یہ طے ہوا۔ کہ سی۔ آئی ایف کے اس معاہدہ میں، جو ایک ملک غیر کے بایع اور انگلستان کے مشتری کے مابین منعقد ہو، مقام تعمیل انگلستان قرار دیا جائیگا جب تک کہ معاہدہ میں کوئی ایسا امر نہ موجود ہو، جس سے منشا اسکے خلاف ظاہر ہوتا ہو۔ اور جہازی دستاویزات کی عدم تحویل کے متعلق انگلستان میں دعوی ہو سکتا ہے، جس حالت میں نا ظلم عدالت کو اس امر کے متعلق شبہ ہو کہ آیا حدود ارضی کے اندر، معاہدہ کی خلاف ورزی ہوئی یا نہیں ہے۔ تو وہ، حدود ارضی سے باہر تعمیل کا حکم صادر کریگا، اور ساتھ اسکے مدعی پر یہ شرط عائد کر دیگا کہ وہ، اس مقدمہ میں، صرف اسیقدر رقم وصول کرے جسکی بابت، اسکی تعمیل، بیرون حدود عدالت، مناسب تصور ہو سکتی ہے۔ ٹامسن بنام سلٹن (۱۸۹۹)، ایکیو۔ بی۔ ڈی۔ ۵۹۲۔ جج ڈے جسکی تائید جسٹس ایشر۔ لوتون اور فرائی نے کی ہو، مقدمہ ٹکیس بنام تامسن [۱۹۲۲] ۲۔ اے۔ آر۔ ۱۰۲۔ ملک غیر کے مالک جہاز کا بذریعہ خط، اپنے انگلستان کے نامہ نگار کو، موقوف کر دینا، حدود ارضی عدالت میں، معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں ہے، اور نہ اس

ضمن میں داخل ہوتی ہے۔ مقدمہ ہالینڈ بنام مینٹ [۱۹۰۲] ۱ کے۔ بی۔ ۸۶۷، ۷۱ ج، ڈیچمان ولیمس دیکھو۔

ضمن (ح) کے اضافہ سے پہلے یہ طے ہوا تھا کہ جو مقدمہ بابتہ سقوط حق انفکاک رہن دائر کیا جائے وہ مقدمہ برنائے معاہدہ زیر ضمن قابل تصور ہوگا۔ ڈینیشی نیشنل بینک بنام پال [۱۸۹۸] ۱ چانسری ۲۸۲ ج، اسٹرلنگ ٹو اور نہ وہ مقدمہ جس کے ذریعہ سے ایک انگلستان کی کمپنی کے حصص پر بار کفالت عائد کئے جانے کا حکم دیا جائے۔ مقدمہ کالجین بنام میرس [۱۹۰۲] ۱ کے۔ بی۔ ۵۲۴۔ ج، ڈیچمان ولیمس و اسٹرلنگ جنہوں نے جوائس کے فیصلہ کو بحال رکھا، اس علم کی جدید شکل میں جس کی بنا پر سمن کی تعمیل کرائی جاتی ہے، جو شرائط ہوتے ہیں وہ علی سبیل البدل ہوتے ہیں، اور اس لئے اس معاہدہ کے متعلق، جو حدود داخلی کے اندر کیا جائے سمن کی تعمیل بیرون حدود کرائی جا سکتی ہے، اگرچہ اس کا تصفیہ قانون انگلستان سے ہونا تھا۔ مقدمہ وانسبرو بیر کمپنی بنام لاف لینڈ [۱۹۲۰] ڈبلیو این۔ ۲۴۴۔ ج، منکیتس۔ اسکروٹن۔ اٹکن بلو برخلاف۔ اس کے جس حالت میں معاہدہ بمقام نیویارک ایک کینیڈائی کمپنی میں جس کا ایک دفتر لندن میں تھا اور ایک ملک غیر کی رعایا میں ہوا تھا اور اس میں بصراحت قرار پایا تھا کہ معاہدہ ہذا کی ترتیب اور تکمیل کا باضابطہ طور سے ہونا لندن میں سمجھا جائیگا..... یہ طے ہوا کہ شرائط کے لحاظ سے اس سے انگلستان کا قانون متعلق ہوگا اور اس لئے جو حکم سمن کے بیرون حدود عدالت تعمیل کرانے کا دیا گیا وہ بالکل صحیح تھا۔ مقدمہ برٹش کنٹرولڈ اوئیل فیلڈس لمیٹڈ بنام اسٹیگی [۱۹۲۱] ڈبلیو۔ این ۳۱۹۔ ج، سارجنٹ۔

اس ضمن کی رو سے ایسے مدعی علیہ پر جو اسکاٹ لینڈ یا آئرلینڈ کا متوطن یا عام طور سے باشندہ ہو بیرون حدود عدالت سمن کی تعمیل کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔ جو صریح استثنا قاعدہ ۱۔ (۴) میں درج ہے وہ قاعدہ ۲ کی بنا پر ایسا استثنا نہیں ہو جاتا جس کا انحصار اختیار تمیز ہی پر ہو لیکن

250

بنام انڈرسن (۱۸۸۲) ۱۲ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۵۰۰۔ ۵۰ ج، گریو۔ ہڈلسٹن وغیرہ۔ متفق الرائے یہ نیز ملاحظہ ہو جنیل کولن وکمپنی بنام راس (۱۹۰۷) ۱۔ کے بی۔ ۱۴۵۔ ۱۔ ج، الور اسٹون وڈارلنگ، اور ایک اسیطرح کا مقدمہ کاؤنٹی کورٹ کے قواعد کے تحت میں ہوا۔ ایسے مقدمہ میں "قائم مقام تعمیل" کا عمل نہیں ہوسکتا۔ بلیارڈ بنام اسمتھ (۱۸۸۷) ۳۶۔ ڈبلیو۔ آر۔ ۷۰۔ ج، اسمتھ۔ چارلس، یہ صریح شرط مگر سمن کی تعمیل ایجنٹ پر انگلستان میں ہوسکے گی، جائز ہے۔ انگلو امریکن جوائنٹ کمپنی بنام لانبتھل کمپنی (۱۸۹۸) ۱ کیو۔ بی۔ ۴۸۷، لیکن یہ شرط کہ سمن کی تعمیل مدعی علیہ پر اسکاٹ لینڈ میں ہوسکے گی، باطل ہے۔ برٹش ویگن کمپنی لمیٹیڈ بنام گرے (۱۸۹۶) ۱ کیو۔ بی۔ ۲۵۔ ج، آشر۔ لوئس۔ کے یہ مسئلہ ہے کہ آیا یہ نظیر صحیح قاعدہ ۲۰۔ (الف) کی موجودگی میں کارآمد تصور ہوگی؟

۱۔ (و) دیکھو! مقدمہ ہائز بنام ہنس (۱۸۸۵) ۱۵۔ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۵۰۔ ج، کالنج وکیو، اور اسی مقام پر، ۶۸۰۔ ج، برٹ۔ بگلے۔ وبوڈن۔ اور اس مقدمہ کے لئے جس میں پٹیشنر رجسٹرشدہ انگلستان کی خلاف ورزی ملک غیر کے باشندوں نے کی تھی۔ مقدمہ کمیشن فبرک وارلس سینڈاس واقع ہامل بنام بیڈش ایلین اینڈ سوڈا فبرک (۱۹۰۴) ۲۰۔ ٹی۔ ۵۵۲۔ ج، میگناٹن۔ ڈیوی جمیسن۔ رابرٹسن جنہوں نے جسٹس کوئنس روٹمر۔ اور کوزنس ہارڈی کے فیصلہ کو بحال رکھا اور انھوں نے جسٹس جوائس کے فیصلہ کی تائید کی تھی، اگر یہ ثابت کردیا جائے کہ انگلستان میں حکم کی تعمیل کا نہ کوئی ذریعہ ہے، اور نہ بقیاس غالب تعمیل ہوسکتی ہے، تو بھی بظاہر اس ضمن کے تحت میں سمن کا اجرا نہ ہوسکے گا دیکھو! مقدمہ ڈی برناس بنام نیویارک ہرلڈ (۱۸۹۲) ۲۔ کیو۔ بی۔ ۷۰۔ ۹ (نوٹ) ج؛ لوئس کا آرچ صفحہ ۹۰ جس میں اجازت کے دئے جانے سے اس بنا پر بھی انکار کردیا گیا تھا کہ جو استدعا حکم کے متعلق کیجاتی ہے، وہ نیک نیتی پر مبنی نہیں ہے؛ بلکہ وہ صرف اس غرض سے بڑھادی گئی ہے کہ مقدمہ اس ضمن کی تحت میں داخل ہوجائے، عدالت کو اختیار تمیزی حاصل ہے۔ مقدمہ ڈی پنی۔ ڈی پنی

بنام کراسٹی [۱۹۱۹] ۲۔ چانسری ۶۲۰۔ جج ہٹی ہو ایک بینک از راہ حیثیت عرفی کے مقدمہ میں جو اسکاٹ لینڈ کے ایک اخبار کے خلاف تھا، اجازت تعمیل سے انکار کر دیا گیا، اس کی بہت تھوڑی کاپیاں انگلستان میں فروخت ہوئی تھیں۔ مقدمہ دواشن و فرزنداں بنام ڈیلی ریکارڈ (گلاسگو) لمیٹڈ [۱۹۰۷] ۱۔ کے۔ بی ۵۳۲۔ جج اکرائڈ و کورٹس [آرڈی جنہوں نے اے۔ ٹی لارنس کا فیصلہ منسوخ کر دیا، عدالتہائے آئرلینڈ نے ایک مقدمہ میں جو کہ ایسی کمپنی کے خلاف تھا جو کہ حدود ارضی عدالت سے باہر واقع تھی، ایک حکم کے اجرا کی اجازت دی جس میں یہ ہدایت تھی کہ کمپنی اس اشتہار کی اشاعت سے آئرلینڈ میں باز رہے۔ جس میں مدعی کی تصویر تھی، اور اسکی فرد جرم بحیثیت بیان کیجاتی تھی۔ جس نقصان کی شکایت کیجاتی تھی، اس پر مقامی طور سے اظہار ناراضی کیا جاتا تھا، اسلئے جو چارہ کار تجویز کیا جائے، اس کو مقامی طور سے موثر ہونا چاہیئے۔ مقدمہ ڈنلاپ ربر کمپنی بنام ڈنلاپ [۱۹۲۱] ۱۔ اے۔ سی ۳۷۴۔ ایچ۔ ایل۔ جج ہرکورٹ ہیڈ۔ ٹوٹس۔ ایٹکنسن۔ بک ماسٹر جنہوں نے آئرلینڈ کے عدالت مرافعہ کے فیصلہ کو بحال رکھا، ایک ضابطہ مقدمہ میں تعمیل جائز قرار دیگئی۔ مقدمہ آگلوی ڈکمپنی لمیٹڈ بنام ریفنائن فرزنداں [۱۹۰۷] و [۱۹۰۸] ۲۵۔ ٹی۔ آر۔ ۲۹۔ جج ہملکے۔ وکینیڈی ہ بارہ میں کہ "حدود ارضی میں کسی عمل کا کیا جانا" کیا ہے۔ دیکھو اوری یا وشن ایٹلن دسوڈانیبرک بنام سیل کیکل ورکس بیشلر [۱۸۹۸] اے سی ۲۰۰۔ جج ہسبری۔ ہرشل۔ میگناٹن ڈڈیوی ہ

انگلستان کی کسی عدالت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی انگلستان کے
251 باشندہ کو ان حقوق میں دست اندازی کرنے سے باز رہنے کا حکم دے جو کسی دوسرے انگلستان کے باشندہ کو ملک غیر میں اس ملک کے قانون کے مطابق دیئے گئے ہوں۔ مقدمہ مراکو بانڈ سنڈیکیٹ لمیٹیڈ بنام ہریس [۱۹۱۵] ۱ چانسری ۵۳۲۔ جج اکیکوچ ہو

۱۔ (۱) قبل اس کے کہ کوئی شخص کسی کی تحت میں بیرون حدود عدالت اجرائی سمن کا حکم جاری کیا جائے اس شخص پر جو حدود عدالت کے

اندر ہو اس کی تعمیل ہونی چاہیئے۔ لائٹ تولر بنام لائٹ تولر (۱۸۸۴) ڈبلیو۔ این۔ (۱۸۸۴) صفحہ ۸۔ جے، بٹ۔ یارک شائر آئرنری بنام انگلش کیسل کمپنی (۱۸۸۴) ۴۵۔ ایل۔ جے۔ سی۔ ایچ۔ ۱۰۔ جے، پرسن ٹیلیل بنام ہیلین مذکورہ بالا زیر ۱۔ (ب) اس ضمن کی تحت میں ایک فریق بغیر لازمی اور ضروری ہونے کے مناسب متصور ہو سکتا ہے اور وہ مناسب اس وقت متصور ہوگا، جب کہ حدود عدالت کے اندر ہونے کی حالت میں وہ بہ اقتضائے رائے عدالت زیر حکم ۱۶ بابت ۱۸۸۳ فریق بنایا جا سکتا ہو۔ میسی بنام میسی (۱۸۸۸) ۲۱۔ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۳۲۰۔ جے، وسن وگر نتھام جس کی تائید ایشر۔ لنڈلے اور لوپس نے کی دیکھو ایڈی ایڈیشن [۱۸۹۱] صفحہ ۲۶۵۔ جے، چین مقدمہ نہانمور اسٹیم شپ کمپنی بنام ٹامسن (۱۸۸۵) ۵۲۔ ایل۔ ٹی۔ ۵۲۔ یہ صحیح معیار یہ ہے کہ یہ فرض کرلے کہ دونوں مدعی علیہا کمپنیاں عدالت کی حدود ارضی کے اندر کی باشندہ ہوتیں تو کیا ان کا شریک مقدمہ کیا جانا ممکن تھا؟ مقدمہ ویڈ بنام گلبرٹ (۱۸۹۵) کیو۔ بی۔ ۔۔۔ ۵۔ جے، لنڈلے وکے جنہوں نے جسٹس ہاکنس اور کارنج کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا۔ اس کا اتباع مقدمہ راس بنام ایسن [۱۹۱۱] ۲۔ آر۔ ۴۵۹۔ جے، واکر پلیسن گسٹن اور بوائیڈ میں کیا گیا۔ اسٹیکی اسپورٹ بنام برٹش انڈ منٹی کمپنی [۱۹۱۴] ۲۔ کے۔ بی۔ ۷۴۷۔ جے، کینیڈی وسٹوفین ایڈلمی (لارڈ چیف جسٹس)، جنہوں نے جسٹس کارنج کے فیصلے کی تائید کی جب ایک پاسیی پر دستخط کروائی۔ دو کمپنیاں تھیں، ایک انگلستان اور دوسری اسکاٹ لینڈ کی، تو یہ طے ہوا کہ مقدمہ میں اسکاٹ لینڈ کی کمپنی فریق مناسب تھی۔۔۔ مقدمہ میں دونوں مدعی علیہا کے مقابلہ میں بنائے دعوی قطعاً ایک ہی ہونی چاہیئے۔ کانسٹس بنام نارتھ برٹش مرکنٹائل ایشورنس کمپنی و پریٹ بنام ڈی کو [۱۹۰۴] ۳۔ چانسری۔ ۲۲۸۔ جے، گیکو جج کا یہ امر کہ بنائے دعوی بیرون حدود عدالت پیدا ہوا قابل کسا ظ ہے۔ ڈی ڈیری اال [۱۹۰۲] پی۔ ۱۸۔ جے، گورل بارنس و مقدمہ پیپیش مشیل بنک بنام پال [۱۸۹۸] ۱۔ چانسری۔ ۲۰۲۔

جج، اسٹرلنگ نو

دیکھو وہ احکام جو زیر ضمن ہذا بہ تائید کارروائی پیشی دستاویز دائن، متعلقہ اراضی ملک غیر صادر ہوئے۔ مقدمہ جینی بنام سیکنٹوش متذکرہ صفحہ ۲۱۸۔ اور وہ احکام جو ملک غیر کی اراضی پر بار رہن سے خالی کئے جانے کی تائید میں جاری ہوئے۔ مقدمہ دیودر بنام اسٹرڈم ٹرسٹی کنٹور [۱۹۰۲] ۲۔ چانسری ۱۲۲۔ جج، بائرن ہ اور اس صورت میں کہ ایک شخص نے جو کہ حدود عدالت سے باہر تھا ایسا سامان، ایک تاجر کو آئرلینڈ میں بھیجا تھا جس سے آئرلینڈ کے رجسٹری شدہ حق پیٹنٹ کی خلاف ورزی ہوتی تھی۔ مقدمہ جوائنٹ بنام میک کوم [۱۸۹۹] ۱۔ آئی۔ آر۔ ۲۱۷ ہ اور ایسی کارروائی کی تائید میں جو ایسے شخص کی جائداد کے اہتمام کے متعلق تھی جو بیرون ملک کا متوطن تھا، مگر اثاثہ انگلستان میں چھوڑا تھا۔ مقدمہ لین۔ لین بنام رابن [۱۸۹۹] ۵۔ ایل۔ ٹی (سلسلہ جدید) ۱۴۹ ۔ جج، پیرسن۔ اور دیکھو مقدمہ میک کلین بنام گائیلس صفحہ ۲۵۳۔ کتاب ہذا: طے ہوا کہ یہ قاعدہ اس صورت سے بھی متعلق ہے جس میں مدعی کو علی سبیل البدل، بمقابلہ ایسے شخص کے دعوے ہو، جو حدود عدالت کے اندر ہو، یا ایسے شخص کے مقابلہ میں، جو حدود عدالت سے باہر ہو۔ مقدمہ وٹیڈ بنام گلبرٹ [۱۸۹۳] ۱ کیو۔ بی ۔ ۴۳۱۔ (دیکھو ایضاً مقدمہ صفحہ ۵۷۔ کتاب ہذا) کہ عدالت کو اختیار تمیزی حاصل ہے، جس کو باحتیاط تمام استعمال کرنا چاہیے۔ مقدمہ وی ہیگن [۱۹۰۸] پی ۔ ۱۸۹۔ جج، لورڈ اسٹون۔ فارول۔ کینیڈی جنہوں نے جسٹس بارگریو اوٹرین کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا تھا۔ جس میں ایک ملک غیر کے جہاز کے مالکوں پر تعمیل سمن کی اجازت کا حکم منسوخ کر دیا گیا تھا، اس بنا پر کہ تصادم بیرون ملک واقع ہوا تھا، اور کارروائی بغیر غیر ضروری تعویق کے ممالک غیر کے مالکوں نے مقامی عدالت میں شروع کر دی تھی ہ

اختیار تمیزی اس وقت کام میں نہ لانا چاہیے، جب کہ مدعی نے انگلستان میں کمپنیوں پر جو حدود عدالت سے باہر ہوں، دعوی دائر کر دیا ہو۔ انہوں نے

اپنا سامان ایک جہاز پر بار کیا تھا جس کے مالک اسکاٹ لینڈ کے
رہنے والے تھے۔ جہاز سرکاری مقررہ قوانین کے لیے پکڑا گیا اور سامان دوسرے
جہاز پر بغیر اس کے علم یا اجازت کے منتقل کر دیا گیا۔ یہ جہاز ڈوب گیا۔
مدعی علیہ اول نے انگلستان کی عدالت کے اختیار کو تسلیم کر لیا۔ اس پر مدعیوں نے
درخواست کی کہ دوسرے مدعی علیہ پر بیرون حدود عدالت سمن کی تعمیل کی
اجازت دی جائے۔ مدعی علیہ اول کی رضامندی کا کوئی اثر دوسرے
مدعی علیہ کے حقوق پر نہیں پڑ سکتا اور مدعی علیہ کے مقابلہ میں جو دعوی یہاں 252
دائر کیا گیا ہو [illegible] کیز [۱۹۱۶] اے۔ سی۔
۲۰۔ [illegible] ۱۳۸ کتاب ہذا کا صفحہ اختیار تمیزی حکم ۱۱، قاعدہ (۲)
سے متعلق نہیں ہوتا۔ مقدمہ لوسپس بنام داری [۱۹۰۱] ٹی۔ ایل۔ آر ۱۱۰
[illegible] قاعدہ [illegible] ہے۔ مقدمہ کرفٹ
[illegible] [۱۸۹۲] اے۔ سی۔ بی۔ ۱۹۰ [illegible] ٹک وکانس وغیرہ بنام ٹیمس
بنام کارٹرائٹ [۱۸۹۵] ۱۔ کے۔ بی۔ ۱۴۲ [illegible]

۱۴۔ جو اختیار تمیزی اس قاعدہ کی رو سے حاصل ہے وہ صرف ان مقدمات سے متعلق ہے
جو قاعدہ (۱) کی مشمولات میں داخل ہیں ہوتے ہوئے قاعدہ [illegible] کی مدد سے عدالت کو حاصل نہیں کرتا۔
لیڈ بری بنام [illegible] جو قاعدہ [illegible] کے تحت [illegible] دیا جا چکا ہے کا
تعلق اندرون حدود عدالت کی تعمیل سے نہیں ہے۔ لوگن بنام بینک آف
اسکاٹ لینڈ [۱۹۰۱] ۲۔ کے۔ بی۔ بر صفحہ ۵۰۰

مفصلہ ذیل مقدمات سے معلوم ہوگا کہ جو اختیار تمیزی اس قاعدہ کی
رو سے حاصل ہے اس کا استعمال کس طرح ہونا چاہیے۔ کوسول بنام پارکر
(۱۸۷۹) ۱۱۔ چانسری ڈویژن ۱۰۱۔ ۲۰۔ ج جیمس۔ بگلے و برآمویل بمقابلہ
جسٹس ملیفس کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا۔ مقدمہ ہیرس بنام ٹیلینگ (۱۸۷۹)
۱۳۔ چانسری ڈویژن ۲۰۳۔ ۲۰۔ ج، ہال ہذا دو مقدمات اسی قسم کے اختیار تمیزی
کے متعلق ہیں جو قواعد ۱۸۷۵ء کی رو سے حاصل تھا۔ مقدمہ ہروی بنام ڈاگھرتی
(۱۸۸۷) ۵۶۔ ایل۔ ٹی (سلسلہ جدید) ۳۲۲۔ ج، کے۔ دمقدمہ مارشل

بنام ارشل (۱۸۸۸) ۳۸ - چانسری ڈویژن ۳۲۰ - جج کاٹن و فرائی، جنہوں نے جسٹس ناتھ کے فیصلے کو بحال رکھا، مقدمہ برلینڈ ٹریڈ مارک برلینڈ بنام برائسبرن ایل کمپنی (۱۸۹۹) ۱ - چانسری ڈویژن ۵۴۲ - جج چیٹی، مقدمہ کیناہن بنام کیناہن (۱۸۹۰) ۴۵ - چانسری ڈویژن ۸۰ جج کیلوچ، مقدمہ ڈی چینی [۱۸۹۱] ۲ - چانسری ڈویژن - جج چیٹی، مقدمہ وئیڈ بنام گلبرٹ متذکرہ بالا، متناسب اخراجات اور آسانی ہر دو فریق کی مقصود ہے۔ مقدمہ ولیمس بنام کارٹ رائٹ [۱۸۹۵] ۱ کیو۔ بی ۱۴۲ صفحہ ۱۴۸ - جج الوپس ورتھ، پیرا ملاحظہ ہو، مقدمہ جائنٹ بنام لیک کرم [۱۸۹۹] ۱ - آئی۔ آر۔ ۲۱۰ متذکرہ سابق، شہادت کے کافی یا غیر کافی ہونے کی بحث، مقدمہ کمیشن نیبرک وارلس سینڈ اران یاسل بنام بیڈس اینیلین اینڈ سوڈا فیبرک [۱۹۰۴] ۲۰ - ٹائمس لا رپورٹ ۵۵۲ - متذکرہ قاعدہ ۱۰ (ق) کو

۸ - یہ قاعدہ اس تعمیل سے متعلق نہیں ہوتا جو سرکار انگریزی کی رعایا پر ان ممالک میں عمل میں آئے جہاں قاعدہ ہذا نافذ ہوتا ہے۔ یہ قاعدہ لارڈ چانسلر کے حکم مورخہ ۴ - جولائی ۱۹۰۲ء کی بنا پر سلطنت جرمنی سے متعلق کیا گیا تھا۔ مگر نومبر ۱۹۱۴ء میں منسوخ کر کے مخصوص ہدایات جاری ہوئیں۔ دیکھو دا انیول پریکٹس ۱۹۲۲ صفحہ ۱۰۱ - اور روس سے بذریعہ حکم مورخہ ۲۱ - مارچ ۱۹۰۶ء کے متعلق کیا گیا، اور فرانس، اسپین، اور بلجیم سے ذریعہ حکم مورخہ ۲ - اگست ۱۹۱۰ء، پرتگال سے ذریعہ حکم ۲۲ - مارچ ۱۹۱۲ء اور جاپان سے ذریعہ مورخہ اپریل ۱۹۱۲ء اور یونان سے ذریعہ حکم مورخہ ۲۵ - نومبر ۱۹۱۷ء جبتک اس قاعدہ کا نفاذ نہیں ہوتا، قدیم عملدرآمد جاری ہوتا ہے۔

۸ - (الف) جو جدید قاعدہ جولائی ۱۹۲۵ء میں نافذ ہوا اس سے عدالت کے اختیارات تعمیل بیرون حدود میں وسعت ہو گئی اور علاوہ سمن یا نوٹس سمن کے دوسری عدالتی کارروائیوں کی تعمیل کی اجازت کا بھی اختیار حاصل ہو گیا۔ اس طور سے قاعدہ مذکورہ حکم ۱۱ - کی تحت میں ابتدائی سمن یا

دوسری قسم کے سمن، نوٹس، یا حکم کو لے آتا ہے۔ مگر جب تک وہ حالات نہ ثابت کئے جائیں گے، جن کی بنا پر عدالت زیر قاعدہ ۱۔ سمن یا نوٹس سمن کی تعمیل کی بیرون حدود اجازت دینے کی مجاز ہوتی ہے، زیر قاعدہ ۸ (الف) کسی سمن، حکم، یا نوٹس کے اجرا کی اجازت نہ دیجائے گی۔ اس قاعدہ کے آخری جز سے قاعدہ ۸ کے شرائط ہر ایسے سمن، حکم، یا نوٹس سے متعلق ہونگے جو ملک غیر کے باشندے پر ایسے ملک میں تعمیل کیا جائے جس سے قاعدہ (۸) متعلق ہوتا ہے۔ مقدمہ ہیبولاگٹ رابرٹس فارسز لا سوسائٹی اینانمی (۱۹۱۰) ۲۔ کے۔ بی۔ ۲۷۰، ۷۰ ج، اور اسٹون۔ کیفورڈ، ۲۔ وکا آرج ۵۰

قدیم قاعدہ کی رو سے یہ قرار پایا تھا کہ ابتدائی سمن کی تعمیل کا حکم بمقابلہ ایک فریق کے جو اسکاٹ لینڈ میں ہو نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ قاعدہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ تعمیل کا ملک غیر میں ہونا ضرور ہے، اور اسکاٹ لینڈ پر ملک غیر کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ مقدمہ کیمبل [۱۹۲۰] ۱۔ چانسری۔ ۲۵ ج، اگرچہ موجودہ قاعدہ کے الفاظ وسیع تر ہیں اور تمام ایسے مقدموں پر جو کسی انگریزی رعایا پر بیرون حدود عدالت تعمیل کرائے جانے کی اجازت دیتے ہیں ۵

دفعہ ۱۸۷ جس صورت میں کسی مدعی علیہ کو کسی ایسے شخص کے مقابلہ میں، جو فریق مقدمہ نہو، یہ دعوی ہو کہ اس کو معاوضہ نقصان، یا بابت قسم ہرجہ کا حصہ رسدی اس شخص سے ملنا چاہیئے، تو وہ بہ اجازت عدالت پانچ شخص مذکور کے نام اس مضمون کا ایک نوٹس جاری کرا سکے گا جو آئندہ نوٹس بنام فریق ثالث کے نام سے موسوم ہوگا۔ اس نوٹس پر وہی مہر ثبت کیجائے گی، جو عموماً سمنوں پر ثبت ہوتی ہے۔ ایک نقل اس نوٹس کی عہدہ دار مجاز کے سامنے پیش کیجائیگی، اور اس کی تعمیل شخص مذکور پر کی جائیگی۔ تو اعدد کی پابندی کے ساتھ ہوگی جو تعمیل سمن کے لئے مقرر ہیں۔ حکم ۱۲۔ بابت ۱۸۸۳ء قاعدہ ۴۸۔ 258

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب مقدمہ حکم ۱۱۔ (قاعدہ ۱۸۶) میں داخل ہوتا تو اس میں بیرون حدود عدالت فریق ثالث کے نام نوٹس کے اجرا کی اجازت۔

بہ استثنائے اسکاٹ لینڈ و آئرلینڈ متذکرہ حکم مذکور کے، دیکھا جائے۔ مقدمہ ڈیبو بنام سیکفرسن (۱۸۸۹) ۲۳ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۴۰۔ نیز، اشمور وٹ کے لیکن جس معاوضہ نقصان کی بابت مدعی علیہ کو غریق ثالث کے نام نوٹس جاری کرانے کا حق پیدا ہوتا ہے وہ زیر معاہدہ معاوضہ نقصان ہونا چاہئے مقدمہ اسپلر بنام برٹش اسٹیم نیویگیشن کمپنی (۱۸۸۴) ۱۳ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۹۶۔ نیز، بریٹ۔ بوٹون و فرائی ج

لیکن فریق ثالث کے نام کوئی نوٹس بشرکہ طور سے قاعدہ ۱۱ و حکم ۹۔ قاعدہ ۱۰۔ (ج) کے تحت میں جاری نہیں ہو سکتا جبتک کہ مجوزہ فریق ثالث پر اندرون حدود دارالقضی عدالت نوٹس کی تعمیل نہ ہوئی ہو۔ مقدمہ میک جینا بنام گالیمس (۱۹۰۲) ۱۔ چانسری ۷۸۔ ۲۰۔ نیز، دیگھان بمبئی ۲۰۔ کلرز آف ڈی ج

دفعہ ۱۸۷ (الف)۔ عدالت پابند مجاز ہے کہ مقدمہ کی کسی نوبت کارروائی پر، کسی فریق کی درخواست پر، یا بطور خود، ایسے شرائط کے ساتھ، جو اس کو مناسب معلوم ہوں، یہ حکم دے ..... کہ زمرۂ مدعیان یا مدعی علیہم میں ایسے اشخاص کے نام شریک کئے جائیں، جن کے نام شریک ہونے چاہیے تھے، یا جن کی حاضری عدالت میں مقدمہ یا معاملہ کے تمام متعلقہ امور کے کامل اور قطعی تصفیہ کے لئے ضروری ہو۔ حکم ۱۶ بابت ۱۸۸۳ء قاعدہ ۱۱۔

اس قاعدہ کے متعلق عدالت کو اختیار تمیزی حاصل تھا، مگر اس نے مدعی کو یہ حکم دینے سے انکار کر دیا کہ وہ زمرہ مدعی علیہم میں ایک شخص کو شریک کرے، مجوزہ مدعی علیہ ملک غیر کا باشندہ اور عدالت کے حدود دارالقضی سے باہر رہتا تھا۔ مقدمہ رسن فرزندان و کمپنی بنام بلیکمر بروک اسٹیم شپ کمپنی (۱۸۹۲) ۱ کیو۔ بی۔ ۴۲۲۔ نیز، ایشر۔ بوٹون رائے۔ ایل ہمشہ ج

دفعہ ۱۸۸ سمن، یا نوٹس سمن، یا دوسری کارروائی کی تعمیل بیرون حدود عدالت اب صرف ان قواعد کے مطابق ہو سکتی ہے، جو دفعات ۱۸۶ اور ۱۸۷ میں بیان ہوئے ہیں، کسی سابق یا دوسرے عملدرآمد کو اس میں دخل نہیں ہے، مگر ان مستثنیات کو پیش نظر رکھنا چاہئے، جو ممکن ہے کہ مقدمہ مندرجہ ذیل سے

مستنبط ہوں۔

بیرون حدود عدالت تعمیل کی اجازت دینے کے لئے یہ وجہ کافی نہیں متصور ہو سکتی کہ مدعا علیہ واقعہ کے وقت یا اس کے بعد و قبل عدالت کے اندر گرفتار کر لیا گیا ہو تا۔ مقدمہ اسمتھ (۱۸۶۶) ۱۔ پی۔ ڈی۔ ۳۰۰۔ ۳۔ جے۔ فلیمنگ بمقابلہ دیوار (۱۸۶۶) ۲۔ پی۔ ڈی۔ ۱۹۔ ۳۔ جے۔ فلیمنگ میں کا فیصلہ جسٹس جیمس۔ بیگلے اور براموِیل نے بحال رکھا۔ مقدمہ پریس بنام رائلن فرنکوینا (۱۸۷۷) ۲۔ سی۔ پی۔ ڈی ۱۷۳۔ ۳۔ جے۔ کارٹ رائٹ۔ گریو۔ ڈوبین ۔

تعمیل بیرون عدالت کا حکم اس شخص پر بھی جاری نہیں کیا جا سکتا، کہ جو واقعتاً بیرون حدود عدالت ظہور پذیر ہوا ہے، اس سے اندرون حدود عدالت ہر جو واقعہ مقدمہ شیرمین بنام فنڈلے (۱۸۸۴) ۳۲۔ ڈبلیو۔ آر۔ ۱۲۲۔ ۳۔ جے۔ گریو۔ 254
مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی جس کا اعلان بیرون حدود عدالت ہوا تھا۔

رقوم موجودہ عدالت کی کارروائی کو بیرون حدود عدالت ایسے شخص پر تعمیل کرنے کی بربنائے ضرورت، اجازت دی گئی جس کی نسبت بیان کیا جاتا تھا کہ اس کو رقوم مذکور کے متعلق حق حاصل ہے یا وہ اس کا دعویٰ دار ہے۔ مقدمہ کالس بنام رائس (۱۸۸۶) ۵۵۔ ایل۔ ٹی۔ (سلسلہ جدید) ۹۴۔ ۳۔ جے۔ کے مقدمہ امانت رڈیمین (۱۸۸۸) ۳۱۔ سول۔ جے۔ ۲۷۱۔ ۳۔ جے۔ اسٹرلنگ بمقدمہ تیلک امانت گارڈنس (۱۸۸۷) ۔ ڈبلیو۔ این صفحہ ۱۹۲۔ ۳۔ جے۔ جیکی بمقدمہ کارخانہ بیرن لیمیٹس کوکوا اینڈ کمپنی (۱۸۸۸) ڈبلیو۔ این۔ ۱۲۰۔ ۳۔ جے۔ نارتھ بمقدمہ جلارڈ (۱۸۸۸) ۔ ڈبلیو۔ این صفحہ ۱۸۴۔ ۱۸۶۔ میں جسٹس نارتھ نے گارڈنس کے تیلک امانت کے مقدمہ کے مطابق عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ جسٹس کاٹن۔ فرائی۔ لوپس نے جو مشکل درپیش تھی اس کو دوسری طرح سے حل کیا اور اس بحث کا کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

اگرچہ انگلستان کے ایک نشان تجارت کی منسوخی کی تحریک کی اطلاع بیرون حدود نہیں دی جا سکتی، مگر عدالت نے رجسٹرشدہ مالک کی عدم موجودگی

میں جو ملک غیر میں تھا، اور جس کو حتمی نوٹس دیا گیا تھا حکم صادر کیا۔
مقدمہ کنگ وکمپنی ٹریڈ مارک [۱۸۹۲] ۲- چانسری ۴۶۲- جج لنڈلے۔
بوڈن وے کے جنہوں نے مکیکوچ کے فیصلہ کو بحال رکھا تھا، میرا لحاظ ہے!
مقدمہ جنرل کمپنی معدنیات [۱۸۹۱] ۳- چانسری ۴۵۱-
جج اشرسٹ نے
ضرورت کے معاوضہ کے ایکٹ ۱۸۹۷ (۶۰ و ۶۱- وکٹوریہ
فصل ۳۷ ضمیمہ ۲ فقرات ۹ و ۱۴) کی تحت میں جب کہ فریقین مملکت متحدہ
کے مختلف حصوں میں رہتے ہوں، اس ضلع کی عدالت کو جہاں حادثہ پیش آیا،
اختیار سماعت حاصل ہے اور کارروائی کی نقل بذریعہ خط رجسٹری شدہ ملک
کے دوسرے حصوں میں بھیجی جاتی ہے۔ مقدمہ سمیر کار بنام ایرین [۱۹۰۲]
کے بل ۴۳۶- جج ایڈورڈ سٹون۔ ڈارلنگ چیئرمین۔

دفعہ ۱۸۹ ۱۸۸۳ کے قواعد کا کوئی اثر بعض معاملات میں (جن میں سے صرف کارروائی طلاق یا دوسرے ازدواجی مقدمات ہمارے مضمون کے لئے اہم ہیں) ضابطہ یا عملدرآمد پر نہیں پڑتا۔ حکم ۶۵ بابت ۱۸۸۳ قاعدہ ۱-۱ اور یہ مقدمات عملدرآمد قدیم کے طریق رہتے ہیں۔

درخواست کی تعمیل مدعی علیہ پر بیرون عدالت بلا اجازت۔
اور بلا لحاظ اس کے وطن یا قومیت کے، ہو سکتی ہے۔ مقدمہ ریٹ بام ریٹ
۹ اسٹورٹ [۱۹۱۰] پی- ۱۷۱- جج ایڈورڈس- اعادہ حقوق زوجیت
کے مقدمات میں تعمیل کے قواعد پر جو پریسیڈنٹ ڈویژن نے ۱۹۱۴
میں جاری کئے صفحہ ۹۲ پر درج ہو چکے ہیں۔
مقدمہ ٹرنر بنام ٹرنر و کرسٹینا (۱۸۸۹) ۱۵- پی- ڈی- ۳۴- جج بٹ،
میں یہ اجازت دی گئی کہ سمن ملک غیر کے شریک مدعی علیہ پر بیرون حدود
عدالت تعمیل کیا جائے، اس طور سے کہ سمن اس کے نام کا ایک رجسٹر شدہ
خط میں ملفوف کر دیا جائے۔ یہ ثابت کیا گیا تھا کہ اگر ملک غیر کا کوئی سمن اپنے
بذریعہ کسی مقامی شخص کے تعمیل پا جاتا تو اس کو اس ملک کے قانون سے

جہاں وہ رہتا تھا، حق کارروائی پیدا ہو جائے گا۔ اسی طرح کی ایک تعمیل کا خمیر یک مدعی علیہ پر حکم دیا گیا جو پرتگال میں تھا اگرچہ یہ ثابت کیا گیا تھا کہ اگر انگلستان سے پرتگال کو کوئی درخواست بھیجی گئی تو وہ بیکار ثابت ہوگی۔ مقدمہ دے بنام رے وڈی الیٹ یا [۱۹۰۱] پی ۱۳۲۔ جج اگورل تاریخی مقدمہ سمپل وزیل [۱۹۰۱] ۔۔۔ ۔ ایل۔ جے۔ پی۔ ۶۔ جج رجیس نہیں ملک غیر کے باشندے پر جو کہ بیرون ملک ہونا کا الزام لگایا جائے ماس پرد۔ خواست کی تعمیل بغیر خبر ہونے کے متعلق دیکھو مقدمہ بوچر بنام بوچر [۱۹۰۸] پی ۳۰۰۔ جج بارگریو مقدمہ ریشس بنام رش و پائینٹا [۱۹۱۳] استذکرہ صفحہ ۸۹ ف

نوٹ متعلقہ کارروائی مداخلت بیجا بملک غیر

مقدمہ ایم۔ ماکسہام عدالت امیرالبحری میں شروع ہوا، مگر اس عدالت کے انضمام کے بعد سپریم کورٹ میں طے ہوا۔ ایک انگریزی جہاز کی ٹکر سے اسپین کے ساحل کے ایک گھاٹ کو نقصان پہنچ گیا تھا، فریقین اس امر پر متفق ہو گئے تھے کہ ان میں جو تنازعات ہوں ہیں ان کا تصفیہ انگلستان میں کرایا جائے۔ اس کے متعلق ارڈ چیف جسٹس جمیس نے یہ لکھا کہ اگر باہمی اتفاق نہ ہو گیا ہوتا تو "عدالت ہذا کو ایک ایسے مقدمہ میں کسی قسم کی کارروائی کرنے میں بے شمار دقتوں کا سامنا تھا جس میں نقصان ملک غیر میں واقع ہوا تھا" (۱۸۷۶) ۱ پی۔ ڈی۔ ۹۔ ۱۰ ہمر کو دفعہ ۱۸۰۔ سے معلوم ہو چکا ہے کہ جو ایکٹ یا احکام سپریم کورٹ کی ہدایت کے لئے جاری ہوئے ہیں ان میں کوئی امر اس قسم کی کارروائی کا مانع نہیں ہے، جبکہ سمن کی تعمیل انگلستان میں ہونی ہو اور خلاف اس کے ان ایکٹوں اور احکام میں کوئی ایسا امر نہیں ہے جس سے بعد احت اختیارات کا حاصل ہونا مستنبط ہوتا ہو پس اس مسئلہ کو طے کرنے کے لئے کہ آیا اختیار حاصل ہے یا نہیں ہمیں ان عدالتوں کے اختیارات کو ملاحظہ کرنا چاہئے جن کی جانشین سپریم کورٹ ہے۔ 255

مقدمہ اسکنر بنام ایسٹ انڈیا کمپنی (۱۷۶۵) میں جو مقدمہ سٹن بنام فیبر پکاس (۱۷۷۴) کے اور ڈبلیو پی صفحہ ۱۹۸، لارڈ مینسفیلڈ کے سامنے پیش کیا گیا تھا، بادشاہ کے طرف سے یہ اجلاس کونسل ججوں سے یہ سوال ہوا تھا کہ "آیا مسٹر اسکنر" جو اس ہرجہ کے طالب تھے، جو مبنی ایک غیر اور غیر مہذب اقطاع میں عائد ہوا تھا، کسی معمولی عدالت میں کامل داد رسی حاصل کر سکتے ہیں؟" ججوں نے اس کا جواب یہ دیا: کہ اعلیحضرت کی معمولی عدالتیں، موقوعہ ویسٹ منسٹر — انکے جہاز کے چھین لئے جانے، اور اس کو اور سامان اور کاغذات کو خراب کر دینے، اور خود انکی ذات پر حملہ کرنے اور ان کو زخمی کر دینے کی بابت — داد رسی کی مجاز نہیں، اگرچہ یہ فعل کارروائی سمندر پار ہوئی ہو، لیکن مکانات اور جزائر پر قبضہ قائم رکھنے کا جو تذکرہ مقدمہ میں کیا گیا ہے، اس کے متعلق، کوئی معمولی عدالت کچھ کارروائی کرنے کی مجاز نہیں ہے۔"

لارڈ مینسفیلڈ (صفحہ ۱۸۰) نے ایک ایسے مقدمہ کا بھی ذکر کیا جو قبل ازیں انہیں کے سامنے بنچ کیمبر کے خلاف، انگریزی اقطاع میں، اگرچہ غیر مہذب ہوں، مکانات کے منہدم کر دینے کے متعلق پیش ہوا تھا، اس کے متعلق، نظر تذکرہ بالا کی بنا پر عذر کیا گیا، مگر اس کے مقابلہ میں ایک دوسرا مقدمہ پیش کیا گیا جس میں لارڈ چیف جسٹس آرمی نے اصول مذکور کو غلط ٹھہرایا تھا۔

لارڈ مینسفیلڈ کا بیان ہے کہ "میں نے اس عذر کو اس بنا پر قابل قبول قرار دیا کہ جو معاوضہ مقدمہ ہذا میں طلب کیا جا رہا ہے وہ ذاتی اور برنائے نقصان کے ہے، اگر یہ عذر قابل سماعت قرار دیا جائے، تو انصاف میں خلل واقع ہوگا، کیونکہ سوائے نواسکاٹیا پر جہاں کا یہ واقعہ ہے، ضابطہ عدالتیں موجود نہیں ہیں، اور اگر ہوتیں، تو کپتان کیمبر وہاں وہ بارہ کیوں جانے لگے تھے: بنا علیہ مقام کا عذر انگلستان میں دعوی دائر کرنیکے متعلق نہیں چل سکتا۔ میں نے اسی قسم کے زیان بجا کا ایک اور مقدمہ ایسٹ انڈیز کے متعلق پیش کیا تھا، جس میں لارڈ ہارڈوک نے باوجود عدالت کے عدالت مضمت ہونیکے ہرجہ کی ادائی کا حکم دیا۔"

مقدمہ برٹش ساؤتھ افریقہ کمپنی بنام کمپنیادی موزمبیک [۱۸۹۳] اے۔ سی۔ ۶۰۲ صفحہ ۶۲۳ میں لارڈ ہالسبری نے اس مقدمہ کو جو جسٹس آیر کے سامنے پیش تھا، مقدمہ شلنگ بنام فارمر [۱۷۳۸] ۱ اسٹرینج ۶۴۶ کے مطابق ٹھہرایا اور بیان کیا کہ لارڈ مینسفیلڈ نے جس طرح اس کو بیان کیا تھا، وہ صحیح نہ تھا۔ جسٹس آیر نے اس شہادت کو جو ایسٹ انڈیز کے موقوعہ مکان میں مداخلت بیجا کے متعلق پیش ہوئی تھی، قابل قبول قرار دیکر صرف ذات کے متعلق جو مداخلت بیجا ہوئی تھی، اس کو قبول کیا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ لارڈ مینسفیلڈ کی رائے میں (اگرچہ وہ جسٹس آیر کی رائے کے مطابق نہ ہو) اس بنائے دعویٰ پر جو ہر ایسے ملک پیدا ہوا، مقامی طور سے بالش ہو سکتی ہے؛ غالباً یہ فرض کر کے کہ وہ علیہ یا انگلستان کی رعایا یا انگلستان کا باشندہ ہے۔ اگر ایسا قیاس نہ کیا جائے تو اتنی دلیل قائم نہیں رہ سکتی، کیونکہ اس حالت میں اس پر بالش خود اس کے ملک میں ہو سکے گی۔

لیکن مقدمہ ڈاس بنام تیجوز (۱۸۹۲) ۴۔ ٹی۔ آر۔ ۵۰۳ کو جس کی بنائے دعویٰ یہ تھی کہ مدعی اپنے مکان سکونت واقعہ کینیڈا سے نکال دیا گیا تھا، جسٹس کیمانن اور ہیلے نے صرف اس فرق کی بنا پر جو عارضی اور مقامی مقدمات میں کیا جاتا ہے، مدعی کے خلاف فیصلہ کیا۔ جسٹس ہیلے نے یہ بھی کہا کہ اس وقت اصول ہذا کی قطعی یا انگریزی عملی پر بحث کرنا بیکار ہے۔ اور برٹش ساؤتھ افریقہ کمپنی کے مقدمہ میں جو لارڈ آف لارڈس کے مجوزہ فیصلہ سے یہ ظاہر کیا کہ ایسے فیصلوں کی بنا محض وہ اصلاحی حکمیں نہیں ہوتیں جو مقامی حدود و اختیارات سماعت کے متعلق پیش آتے ہیں۔ دیکھو ہالسبری انگلینڈ مخصوص طور سے ہرشل ۶۲۱ ۶: اس مقدمہ میں قطعی طور سے طے کر دیا گیا ہے کہ انگلستان کی عدالتوں کو ایسے مقدمات کی سماعت کا اختیار نہیں ہے جس میں اراضی موقوعہ ملک غیر کے نقصان کے بابتہ دعویٰ ہو۔ کمپنیادی موزمبیک بنام ساؤتھ افریقہ کمپنی [۱۸۹۳] ۱ ۔ سی۔ ۶۰۲۔ نیز ہرشل۔ ہالسبری۔ بیگناٹن و مارس جنہوں نے جسٹس فرائی اور ویلیس کے فیصلہ کو منسوخ کیا تھا [۱۸۹۲] ۲ کیو۔ بی۔ ۴۵۸۔ اور

اشیر کی رائے کی تائید کی جنہوں نے جسٹس لارنس اور رائٹ کی رائے سے
256 عدالت مرافعہ میں اختلاف کیا تھا؛

قوانین ملک سے برائت Exterritoriality

قواعد متذکرۂ بالا میں جن سے ان مقدمات کا تعین ہوتا ہے، جو انگلستان کی عدالتوں میں سموع ہو سکتے ہیں، بعض قسم کے مستثنیات بھی ہیں جن کو خاص طور سے ہمارے مضمون زیر بحث سے تعلق ہے، کیونکہ وہ نہ صرف قانون بین الاقوام کے اجزاء ہیں، بلکہ وہ انھیں اصول اور انھیں حدود یا تقریباً انھیں حدود کے ساتھ دوسرے ممالک میں بھی تسلیم کئے جاتے ہیں: ان کا تعلق سلطنتوں، بادشاہوں، سفیروں، یا دوسرے ایسے اشخاص سے ہے، جو سفارت کی خدمات پر مقرر ہوتے ہیں۔ انکی بنیاد سلطنتوں، حکمرانوں اور انکے نمائندہ سفرا کی خود مختاری، اور وقعت، اور اس ضرورت پر قائم ہے کہ جو سرکاری کام سفرا کے ذمہ کئے جاتے ہیں، ان کی انجام دہی میں، وہ تکلیف اور تصفح اوقات، جو مقدمات کا لازمی نتیجہ ہے، مانع اور مزاحم نہ ہو۔ اس آزادی اور برائت میں دست اندازی عام قانون بین الاقوام کی سخت خلاف ورزی متصور ہوتی ہے۔ قدیم زمانہ میں ان کو ضرورت سے زیادہ وسعت ہو گئی تھی، اور اکثر ممالک میں سفارت خانے، جرائم فوجداری کے ملزمین کیلئے جائے پناہ بن گئے تھے، اور بعض اوقات، شہر کے اس حصہ کو جہاں یہ سفارت خانے واقع ہوتے تھے، بڑے بڑے حقوق حاصل ہو جاتے تھے۔ اصول مفروضہ کے لحاظ سے جس کو عملی طور سے، ان حدود سے آگے نہ بڑھانا چاہئے، جس کے لئے ہر معاملہ میں، صریح سند موجود ہو، ایسے مقامات، اور نیز وہ مقام جہاں ملک غیر میں بادشاہ کا قیام ہوتا تھا، اس سفیر یا اس بادشاہ کے ملک کا ایک جز متصور ہوتا تھا، اور اس طور سے اس ملک کے حدود سے خارج ہو جاتا تھا، جہاں وہ فی الحقیقت واقع ہوتا تھا، اور اسی اصول مفروضہ سے انگریزی میں Exterritoriality کی اصطلاح ماخوذ ہے، جو اب عام قواعد اختیارات کے تمام مستثنیات کے متعلق استعمال ہونے لگی ہے۔

عام طور سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو سلطنت یا اشخاص اس قسم کے

مستثنیات میں داخل ہوتے ہیں، اُن پر اگر دعوی ہو سکتا ہے، تو اس کے لئے عدالت (Forum rei-gestae) کا وجود نہیں ہے، اور عدالت مدعی علیہ (Forum rei) وہ عدالت قرار پائے گی، جو خود اس سلطنت میں یا اس شخص کے صحیح ملک میں واقع ہوگی، لیکن برائت کے یہ مستثنیات، عدالت مقام وقوع جائما (Forum rei sitæ) پر حاوی نہ ہونگے، کیونکہ کسی حکومت سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ، اپنے ملک کی اراضی پر کسی دوسرے ملک کے تصفیہ کو، نافذ کرنے پر رضامند ہوگی۔ جو اصول انگلستان میں قائم کئے گئے ہیں، وہ حسب ذیل ہیں:۔

دفعہ ۱۹۰ سلطنتہائے غیر، اور ان کے حکمرانوں پر۔ خواہ وہ شہنشاہ کے خطاب سے مخاطب کئے جاتے ہوں، خواہ بادشاہ، یا سردار اعظم، یا کسی اور خطاب سے، اور خواہ وہ اپنے ممالک میں جملہ یا محدود اقتدارات کام میں لاتے ہوں:۔ انگلستان میں، معاہدہ، یا معاملات از قسم معاہدہ، یا افعال بیجا کی بنا پر، دعوی نہیں ہو سکتا: البتہ یہ ممکن ہے کہ دعوی تعمیمی میں، ایک ملک غیر کے بادشاہ کے خانگی جہاز کے مقابلہ میں جو پوری طور سے تجارتی کام میں لگا ہوا ہو، بحری کفالت کا نفاذ کرایا جا سکے[1] 257

ایک ملک غیر کے بادشاہ پر اس طور سے، اور ایسے معاملہ میں جس کو اس کی شاہی حیثیت سے کوئی تعلق نہ ہو، دعوی دائر ہونے میں ممکن ہے کہ اتنا اعتراض نہ ہو، جتنا اس پر سمن یا اطلاع سمن کے اجرا میں ہو سکتا ہے[2]

بحری کفالتیں ملک غیر کے جنگی جہازوں کے مقابلہ میں نہیں نافذ کیجا سکتی ہیں۔
مقدمہ وی کاسٹیٹوشن (۱۸۷۹) ۴ - پی - ڈی - ۳۹ - جج فلیمور: جہاز کے بچانے کے معارضہ کے ایک مقدمہ میں یہ برائت اس سامان پر حاوی قرار دیگئی:

---

[1] کتاب ہذا کی پہلی طبع میں یہ الفاظ تھے کہ "غالباً کفالت کا نفاذ کرایا جا سکتا ہے" بلحاظ جدید فیصلہ جات کے، جس میں سرکاری جہاز کی برائت میں کسیقدر اضافہ ہو گیا ہے، یہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو پہلے سے زیادہ تر محتاط ہیں۔

[2] اس کل بحث پر اے۔ ڈی۔ میکنائر کا مضمون پڑھو جو برٹش ایر بک انٹرنیشنل لا ۱۹۲۱ء میں طبع ہوا ہے۔

جس کی نسبت ملک غیر کی حکومت کی طرف سے یہ بیان کیا گیا تھا کہ اس نے بقاعدہ عامہ کے لحاظ سے سامان مذکور کو اپنی حفاظت میں لے لیا تھا۔

مقدمہ جہاز موسومہ چرخیہ (۱۸۷۳) ایل۔ آر۔ ۲۔ اے۔ ای۔ ۵۹ میں جس میں ہرجہ کا دعویٰ بمقابلہ ایک جہاز ملوکہ خدیو مصر کیا گیا تھا جو کہ تجارت کے کاروبار میں لگا ہوا تھا، جسٹس فلیمور نے بحق مدعی ڈگری صادر کی۔ اس بناء پر کہ خدیو نہ کامل طور سے بادشاہ تھے اور نہ غیر کامل طریقہ پر ہو اور اگر وہ بادشاہ تسلیم ہوتے بھی تو مقدمہ کے موجودہ حالات کے لحاظ سے وہ بری نہیں ہو سکتے تھے۔ جہاز موسومہ پارلیمنٹ بلج کے مقدمہ (۱۸۷۹) ۴۔ پی۔ ڈی۔ ۱۲۵۔ میں جس میں ہرجہ کا دعویٰ بمقابلہ ایک بلجیم کے سرکاری جہاز کے کیا گیا تھا، اسی جج نے مدعی کے حق میں فیصلہ کیا۔ اس بناء پر کہ اس سے کامل طور سے تجارتی کام لیا جاتا تھا اگرچہ اس کو جیمس، بیگلے اور برٹ نے منسوخ کر دیا اور یہ طے کیا کہ بادشاہ بلجیم کے اس اعلان کے بعد کہ جہاز مذکور ان کے قبضہ میں بحیثیت شاہی تھا اور سلطنت کا عام جہاز تھا، اس امر کے دریافت کی کوئی گنجائش نہیں رہی کہ اس سے فی الحقیقت کیا کام لیا جاتا تھا۔ (۱۸۸۰) ۵۔ پی۔ ڈی۔ ۱۹۷: اسی تجویز میں اس خیال کو بحث کر کے غلط قرار دیا ہے کہ صرف جنگی جہاز نہ کہ تمام سرکاری جہازات ملک غیر کے اختیار عدالتی سے خارج ہیں۔ اس کا اتباع مقدمہ جہاز موسومہ روی جینی [۱۹۰۶] پی۔ ۲۷۰۔ جج گورل بارنس میں کیا گیا۔ سنہ ۱۹۱۴ء سے لیکر سنہ ۱۹۱۸ء تک جو لڑائی یورپ میں جاری رہی، اس میں اس قاعدہ کی اور زیادہ توضیح ہوئی۔ جنگ مذکور کے دوران میں تجارتی بیڑے کا بڑا حصہ سلطنتوں نے سامان جنگ کے حمل اور نقل کیلئے بحق سرکار متعرق کر لیا تھا اور بقول لارڈ چیف جسٹس اسکرٹن "قومی بنا لینے کا ایک فیشن رائج ہو گیا تھا"۔ جو جہاز اس طور سے حاصل کئے جاتے تھے ان کو برأت کے وہی حقوق حاصل ہو جاتے تھے جو سرکاری جہازوں کو حاصل ہیں، اگرچہ ان سے محض جنگ کا کام نہ لیا جاتا ہو۔ مقدمہ پورٹوا مکونڈر [۱۹۲۰] پی۔ ۲۰۔ سی۔ اے۔ لارڈ چیف جسٹس بینکیز ہوا کنگٹن اور اسکرٹن نے جسٹس

ہل کے فیصلے کو بحال رکھا۔ امریکہ کے مشہور جج مارشل نے رائے اس کے خلاف قائم کی، مگر مقدمہ یونائیٹڈ اسٹیٹ بنک بنام پلنڈرس بنک (۱۸۲۴) ۹۔ وٹین ۹۰۴ میں اس کا اتباع نہیں کیا گیا۔ نیز ملاحظہ ہو مقدمہ جہاز موسوسہ براڈمین [۱۹۱۶] ۔ پی۔ ۴۔ جج ایونس جس کو سوئفٹ اڈمی، بکفورڈ اور مینکیز نے بحال رکھا۔ مقدمہ جہاز موسوسہ میکیونا [۱۹۱۶] ۳۲۔ ٹی ایل۔ آر۔ ۵۱۹۔ جج ایونس؛ مقدمہ انیٹی روڈورا [۱۹۱۹] پی۔ ۱۰۵۔ جج ہل؛ مقدمہ گھاگرا [۱۹۱۹] پی۔ ۹۵۔ جج ہل؛

جن جہازوں کو کوئی سلطنت بحق سرکار قرق کر لیتی ہے وہ اس قرقی کے قیام تک قید وغیرہ سے آزاد رہتے ہیں، مگر کارروائی تعمیمی انکے مقابلہ میں جاری رہ سکتی ہے تاکہ قرقی کے ختم ہوتے ہی فیصلہ کا نفاذ کیا جا سکے۔ مقدمہ جہاز موسوسہ براڈمین (امریکہ) نیز ملاحظہ ہو مقدمہ جہاز ترواٹی خیبہ صفحہ (۲۷)؛

جو حقوق سرکاری جہازوں کو حاصل ہیں، ان کا، ایسے جہازوں سے متعلق کرنا جو سلطنت اپنے تجارتی کاروبار کے لئے استعمال کرے اصولاً صحیح نہیں متصور ہو سکتا۔ اور یہ امر قابل لحاظ ہے کہ جنگ عظیم کے ختم ہو جانے کے بعد جو معاہدات ہوئے ان میں ایک فقرہ اس مضمون کا شریک کر دیا گیا ہے کہ اگر وہ سلطنتیں جو قبل ازیں دشمن شمار ہوتی تھیں، بین الاقوامی تجارت میں شریک ہونگی تو ان کو وہ حقوق اور رعایتیں اور برأتیں نہیں دیجائیں گی، جو اوشاہی کیساتھ مخصوص ہیں، دیکھو فقرہ ۲۸۱ معاہدہ ورسیلز، فقرہ ۲۶۸ معاہدہ سیورس) بظاہر قرین قیاس یہی ہے کہ بین الاقوامی عدالت کی رائے یہی قرار پائے گی کہ یہی تو اعد متحدین کے ان جہازوں سے بھی متعلق کئے جائیں جو تجارتی کاروبار میں مصروف ہوں اور یہ فقرات اس بین الاقوامی قاعدہ کی تمہید ٹھہریں کہ برأت کا حق صرف سرکاری جہازوں تک محدود رہیگا۔ عدالت، ملک غیر کے بادشاہ یا حکومت کے اختیارات کی نوعیت اور حدود کی نسبت تجویز کی مجاز ہے۔ مقدمہ گمبل بنام سلطان جوہر [۱۸۹۴] ۱۔ کیو۔ بی۔ ۱۴۹ متذکرہ زیر دفعہ ۱۹۲ و مقدمہ فوسٹر بنام

258

گلوب سنڈیکیٹ لمیٹیڈ (۱۹۰۰) ۱ چانسری ۱۱۰۔ ۸۰ ج ۶ فاروں ہو کسی جدید حکومت ریاست یا بادشاہ کے ایک مرتبہ تسلیم کرنے جانے سے اس میں قطعیت نہیں پیدا ہو جاتی ہے ممکن ہے کہ وہ تسلیم نارضی ہو لیکن جب اس کی تصدیق سرکار انگریزی سے ہو جائے تو اس کا تسلیم کرنا عدالت پر لازم ہو جاتا ہے اور اس کی ضرورت نہیں رہتی کہ وہ سلطنت مذکور کے سرکاری ایجنٹوں یا حکومت یا بادشاہ کے طرز حکومت پر خود غور کرے۔ مقدمہ گھاگرا و۔ انٹی وڈور را (امریکہ) ہوسٹلہ قائم تعمیل کے ایر پیر سے ایسی تاویل نہیں کیجا سکتی جس کی بنا پر سلطنت انگریزی کی کسی نوآبادی کی حکومت پر انگلستان میں اثر ہو سکے۔ مقدمہ سالومن بنام گورنر و گورنمنٹ نیو زیلینڈ (۱۹۰۶) ۱ کے بی۔ پی ڈی ۵۶۳۔ ۷۵ ج جمیسن سلیش و بیگلے ہو

جو جہاز کنفیڈریٹ گورنمنٹ کا ملکو کہ ہو وہ اس مقصد کے لئے سلطنت (انگلستان) کا جہاز متصور ہوگا۔ مقدمہ ہنگ بنام ایس۔ ایس۔ اسکاٹیا (۱۹۰۳) اے سی ۵۰۱۔ ۷۲ ج ہالسبری لیگز مین سیٹ ۔ ڈلوس۔ رابرٹسن لینڈے۔ دکسن ہو

ہندوستان کا ایک غیر ملکی خود مختار حکمراں اطلاق کے مقدمہ میں شریک مدعی علیہ نہیں ہو سکتا۔ اسٹیٹ بنام شیتھو گائیکوار بڑودہ (۱۹۱۲) ۱ کے بی ۳۶۳ ج ۸۱ بار گریو ۔ ۔ ۔ ہو

دفعہ ۱۹۰ (الف) سرکاری جہازوں کی عدم گرفتاری کا جو اصول ہے وہ اس وقت متعلق نہیں ہوتا جبکہ جہاز سرکاری کام سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور جو کارروائی اس کے خلاف ایسے زمانہ کے کسی فعل کے متعلق ہو رہی تھی جبکہ وہ سرکاری کام میں تھا اس کی تعمیل اب ہو سکتی ہے۔

ایک جہاز حکومت ملجمع کا جو حکومت مذکور کے کام میں تھا دوسرے جہاز سے لڑ گیا اس تصادم کے بعد جہاز مذکور ایک خانگی شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا ۔۔۔ قرار پایا ۔۔۔ کہ مالک مذکور جس کے جہاز سے فروختہ شدہ جہاز لڑ گیا تھا مجاز ہے کہ وہ جہاز مذکور کے معاملہ میں بحری حق کفالت کی تعمیل کرائے جہاز موسومہ ترتی ۔ ڈبلیو۔ این (۱۹۲۲) صفحہ ۱۰۶ ۔ ج ڈیوک ۔ پی ۔

انگریزی عدالتوں میں ملک غیر کے سرکاری جہازوں کے معاملہ میں، جو دست اندازی سے انکار کیا جاتا ہے اس کی یہ بنیاد نہیں ہے کہ جو افعال سلطنتوں کے

ملازمین سے صادر ہوتے ہیں، ان سے حقوق پیدا نہیں ہوتے یا ایسی ذمہ داری عاید نہیں ہوتی، جس کے متعلق مقدمہ چل سکے؛ اور نہ یہ ہے کہ جو اشیاء و سلطنتیں سرکاری کام میں استعمال کرتی ہیں، وہ سرکاری کام میں آنے کی وجہ سے ان دعاوی سے بری ہو جاتی ہیں، جو عام طور سے قابل سماعت عدالت ہیں، بلکہ سلطنت ملک غیر اپنے منظور کردہ مختاروں کے ذریعہ سے اپنے جہازوں پر ہر حیثیت کفالت عائد کرتی ہے۔ اور اس ہر حیثیت کفالت کی تعمیل کرائی جا سکتی ہے بشرطیکہ یہ عمل سلطنت ملک غیر کے کام میں بواسطہ یا بلا واسطہ بارج و مزاحم نہ ہو۔

مقدمہ جہاز تراوتی (امریکہ)

دفعہ ۱۹۱ - جو قاعدہ دفعہ ۱۹۰ میں درج ہے، اس سے مستثنیٰ بظاہر وہ ملک غیر کا بادشاہ ہے، جو سرکار انگریزی کی رعایا بھی ہو۔ ۱۸۳۱ء میں ڈیوک آف کمبرلینڈ ہینوور کے بادشاہ منتخب ہوئے۔ ایک ایسے فعل کی بابتہ جس کو عدالت چانسری اور نیز ہوس آف لارڈز نے سرکاری کام قرار دیا تھا، ان پر اس ملک میں دعوی دائر کرنے کی کوشش کی گئی مگر اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ لارڈ لیننگ ڈیل نے لکھا: کہ میرے نزدیک بادشاہ ہینوور، اس ملک کی عدالت میں مدعی علیہم کے زمرہ میں شریک کئے جانے سے مستثنیٰ ہیں، اور ان کو مستثنیٰ رکھنا چاہیئے، ان افعال کی بابتہ جو وہ بحیثیت بادشاہ ہینوور یا رئیس ہونے کے عمل میں لائیں۔ لیکن اس لحاظ سے کہ وہ سرکار انگریزی کی رعایا ہیں، ان پر بھر ایسے فعل کی بابتہ جو وہ بحیثیت رعایا سرکار انگریزی کے عمل میں لائیں یا عمل میں لا رہے ہوں، دعوی دائر ہو سکتا ہے۔ مقدمہ ڈیوک آف برنسوک بنام کنگ آف ہینوور۔ ۱۸۴۴ء ۶ بیو ۵۔

اس مقدمہ کے مرافعہ میں لارڈ بروہام نے لکھا: کہ یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ اگر بالفرض ملک غیر کے ایک ایسے بادشاہ کی جس نے اس ملک کی رعایا کے حقوق حاصل کر لئے ہوں (Naturalized) کوئی جائداد غیر منقولہ اس ملک میں واقع ہو، اور اس نے جائداد مذکور کے متعلق کوئی معاملہ مثلاً معاہدہ بیع یا رہن کیا ہو، تو اس ملک کی عدالت نصفت اس سے معاہدہ مذکور کی تعمیل مخصوص نہ کرا سکے۔ ۸ ہیر ۲ - ایچ - آف - ایل - ۲۴۔ اور لارڈ کیمپبل نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ اگر وہ (گرانڈ ڈیوک)

ایک تعلیک از دواجی کا، ایسے وقت میں امین ہوا ہو جب کہ وہ اس ملک میں موجود تھا، اور جس امانت کو وہ قبول کر کے اس کا ذمہ دار ہو گیا تھا، اور جس کو وہ اسوقت صحیح طریقہ سے انجام نہیں دے رہا ہے، تو ایسی حالت میں، یہ کہنے کے لئے آمادہ نہیں ہوں، کہ عدالت چانسری کو اس پر اختیار حاصل نہیں ہے۔" حوالہ متذکرہ بالا، صفحہ ۲۵۔ لیکن فی زمانہ یہ امر تقریباً محال ہے کہ ایک ملک غیر کا بادشاہ انگریزی رعایا بھی ہو، کیونکہ اگر کوئی شخص انگریزی رعایا میں سے کسی ملک غیر کی بادشاہت کو قبول کرتا ہے، تو وہ برضامندی خود اس ملک کی رعایا ہونا قبول کر لیتا ہے، اور حسب دفعہ ۳ قانون قومیت انگلستان، اس کی انگریزی قومیت زائل ہو جاتی ہے، اور ملک غیر کا کوئی بادشاہ، بغیر پارلیمنٹ کے خاص ایکٹ کے، ان شرائط کو پورا نہیں کر سکتا، جو اس ملک کی رعایا ہونے کے لئے لازم ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے، کہ اس کو ان شرائط کے پورا کرنے کے لئے، کوئی خاص وجہ تحریک نہ ہوگی، کیونکہ اگر وہ، اس ملک میں جائداد غیر منقولہ لینا چاہتا ہے، تو وہ، اب بحیثیت باشندہ ملک غیر کے بھی، لے سکتا ہے۔ اگر ملک غیر کے کسی بادشاہ کو، بذریعہ انتقال کے، کوئی جائداد، انگلستان میں ملے، اور وہ اس پر قابض ہو جائے، تو یہ خیال نہیں کیا جا سکتا، کہ ایک ایسے مدعی کے حق میں، جو اسی اراضی کا، بہتر حق کے ساتھ دعویدار رہے، فیصلہ نہیں کیا جا سکتا، اور قبضہ نہیں دلایا جا سکتا، یا ایک انگلستان کی اراضی کا مرتہن، اپنا معمولی چارۂ کار، انگلستان میں، اس بناء پر حاصل نہیں کر سکتا، کہ راہن، ایک ملک غیر کا بادشاہ ہے۔ برائت کا استثناء، جیسا کہ قبل ازیں بتایا جا چکا ہے، عدالت مقام جائداد پر حاوی نہیں ہے، ایسی صورت میں، غالباً عدالت، وزارت امور خارجہ سے درخواست کرے گی، کہ بذریعہ سفیر، اس کی اطلاع، اس بادشاہ کو دیجائے، اور ایسی اطلاع دہی، حسب حکم ۹ بابتہ ۱۸۸۳ء قاعدہ (الف) یا (ب)، بمنزلہ تعمیل سمن کے متصور ہوگی، ایسے بادشاہوں کے متعلق، جو انگلستان کی اراضی پر بحیثیت انگلستانی مکی پیدائشی رعایا، یا ایسی رعایا کہ جس نے ایسے حقوق بعدہ حاصل کر لئے ہوں، قابض ہوں۔ قدیم زمانہ میں، خواہ کچھ کارروائی ہو، مگر فی زمانہ ظاہر ہے کہ ملک غیر کے بادشاہ کو، جو ان اراضی پر بحیثیت باشندہ ملک غیر کے قابض ہو، کوئی انگریزی

عدالت اس امر پر مجبور نہیں کر سکتی کہ وہ معاہدہ یا رہن کی تعمیل مختص کرے۔

دفعہ ۱۹۲ لیکن اگر کوئی حکومت یا شخص جو اس برأت کا مستحق ہو، کوئی دعوی انگلستان میں دائر کرے تو اس پر مثل ایک معمولی جماعت یا شخص کے لازم ہوگا کہ وہ مقدمہ کی تمام کارروائی میں مدعی علیہ کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کرے، اور مدعی علیہ مجاز ہوگا کہ اس کے مقابلہ میں عکسی دعاوی اور متقابل مطالبات، اور ایسی جوابدہی اور کارروائی کرے جس کا وہ معمولی اشخاص کے مقابلہ میں کامل انصاف کے حصول، یا مدعی کے دعوی سے اپنی حفاظت کے لئے مجاز ہو سکتا تھا۔ عدالت چانسری کا قدیم مقولہ یہ تھا کہ جو شخص نصفت کا طالب ہو اس کے لئے ضرور ہے کہ خود بھی نصفت کا عمل کرے۔ پس کہتا ہے کہ ایک ملک کا باشندہ، دوسرے ملک کے باشندہ کے خلاف دادرسی کا خواستگار ہو سکتا ہے لیکن ساتھ ہی مدعی پر از روئے انصاف یہ فرض عائد ہو جاتا ہے کہ ملک غیر کی ضمنی کارروائیوں اور فیصلہ جات کو قبول کرے، خواہ وہ اسکے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ ڈائجسٹ ۵-۱-۲۲۔ 260

مقدمہ پلیٹ بنام شاہ اسپین (۱۸۲۸) ۱ ڈی۔ سی۔ ای۔ ۱۹۹۔ بنج، رڈسڈیل ولیمز جسٹس: میں بمنظوری رائے سوخواندگی کر یہ طے ہوا کہ ایک ملک غیر کا بادشاہ، عدالت نصفت میں چارہ جوئی کا مجاز تھا۔ اسپر اعتراض یہ کیا گیا تھا کہ اسپر صحیح طریقہ سے سمن کی تعمیل یا نصفت کا ہونا یا ڈگری کی تعمیل محال ہے لیکن جسٹس لیمنڈ مرحوم نے کہا کہ جب وہ عدالت ہذا میں بحیثیت مدعی کے آئے ہیں، تو عدالت کو ان پر پورا اختیار ہے اور وہ انکو تمام مناسب شرائط کا پابند کر سکتی ہے" ——— اسکے بعد ایک عکسی دعوی اسکے مقابلہ میں پیش کیا گیا، اور عدالت نے طے کیا کہ اسکو بذات خود، حاضر عدالت ہو کر بکلف جوابدہی کرنی چاہئے۔ مقدمہ بادشاہ اسپین بنام پلیٹ (۱۸۳۳) ۱ سی۔ ایل۔ ایف ۲۳۲۔ بنج، پلینکٹ۔ ونسنٹ ڈی۔ برڈ ام: جس میں سوخواندگی رائے سے اتفاق کیا گیا تھا۔ مقدمہ روہس پائیلڈ بنام ملکہ پرتگال (۱۸۳۹) ۲ ڈی۔ ڈی۔ ای۔ اس۔ سی۔ ایچ ۵۹۴ بنج، ایلڈرسن: میں، عدالت نصفت نے ایک مکمنار، غرض

پیشی دستاویز ایک ملک غیر کے بادشاہ کے نام جاری کرنا منظور کیا تاکہ مدعی علیہ کو اس مقدمہ کی جوابدہی میں تائید ملے، جو ملکہ موصوفہ کیطرف سے دایر ہوا تھا۔ مقدمہ گورنمنٹ کولمبیا بنام رابنسن چائیلڈ (۱۸۳۶) ۱۔ بم۔ ۹۴: میں جسٹس لیچ نے یہ طے کیا کہ ملک غیر کی ریاست جمہوری کو عدالت چانسری میں اپنے کسی عہدہ دار کے نام سے نالش دائر کرنی چاہئے تاکہ مدعی علیہ کے سمن کی تعمیل اس شخص کے نام پر ہو سکے، اور جس سے دعوی عکسی کا جواب (بحالت ضرورت) لیا جا سکے۔ مگر بعد کو یہ قاعدہ قرار پایا کہ جن ریاستہائے جمہوری کو حکومت انگلستان تسلیم کرتی ہے، وہ خود اپنے نام سے دعوی دائر کر سکتی ہیں۔ اور عدالتیں اس امر کا اطمینان کر لیں گی کہ ان سے دستاویزات وغیرہ کے پیش کرائے جانے کا مناسب انتظام ہو گیا ہے۔ دیکھو امقدمہ پریولو بنام ریاستہائے متحدہ امریکہ (۱۸۶۶) ایل۔ آر۔ ۲۔ ای کیو ۹۵۹۔ جج، ڈوڈ، مقدمہ ریاستہائے متحدہ امریکہ بنام ویگنر (۱۸۶۷) ایل۔ آر ۲۔ چانسری۔ مرافعہ ۵۸۲۔ جج چیمبرفورڈ۔ ٹرنر و کیرنس جنہوں نے جسٹس وڈ کے فیصلے کو منسوخ کیا۔ ایل۔ آر۔ ۲۔ ای کیو۔ ۲۴۷، مقدمہ ریاست جمہوری لبریا بنام امپریل بنک (۱۸۷۳) ایل۔ آر۔ ۱۶۔ ای کیو۔ ۱۷۹۔ جج، ہانس لے، مقدمہ ریاست جمہوری پیرو بنام وگیلن (۱۸۷۵) ایل۔ آر۔ ۲۰۔ ای کیو۔ ۱۴۰۔ جج، ہال، مقدمہ ریاست جمہوری کاسٹاریکا بنام ارلانگر (۱۸۷۵) ۱۔ چانسری ڈویژن۔ ۱۷۱۔ جج جیمس بیلیش و بیکبرن جنہوں نے جسٹس ہانس کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا، ایک ملک غیر کی دعوی کرنے والی حکومت سے خریدے کے بابت ضمانت لی گئی۔ مقدمہ ریاست جمہوری کاسٹاریکا بنام ارلینگر (۱۸۷۶) ۳۔ چانسری ڈویژن۔ ۶۲۔ جج جیمس بیلیش و بیگلے، جو ابسار دیں، ہانس سے متفق تھے، ایک ملک غیر کے بادشاہ کیطرف سے اس ہرجہ کا دعوی پیش ہوا، جو جہازوں کے تصادم سے واقع ہوا تھا، بادشاہ کو اس ہرجہ کی بابت بجز مدعی علیہ کے دعوی عکسی سے مانع ہونے اور خلاف کا حکم دیا گیا، کیونکہ مدعی کے جہازوں کی گرفتاری ممکن نہ تھی۔ مقدمہ جہاز

موسومہ نیو سیٹیل (۱۸۸۵) ۱۰۔ پی۔ ڈی۔ ۲۳۔ جج۔ برٹ۔ کاٹن و لنڈلے:
جنہوں نے جسٹس بٹ کے فیصلہ کو بحال رکھا۔
یا مثلاً کہ ملک غیر کے بادشاہ پر بجائے خود دعویٰ نہیں ہو سکتا، ایسے کسی دعویٰ کے قبول کئے جانے کی کوئی دلیل نہیں قرار دیا جا سکتا؛ جو ایک معمولی مدعی کے مقدمہ میں قبول نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مقدمہ ریاست جمہوری جنوبی افریقہ، فرانس و ملجیم کمپنی [۱۸۹۷] ۲۔ چانسری۔ ۴۸۷۔ جج، لینڈلے۔ لنڈلے۔ جنہوں نے جسٹس نارتھ کے فیصلہ کو بحال رکھا۔ یا جس دعویٰ کسی کا قبول کرنا انصاف رسی کیلئے اس کے مقدمہ میں ضرور نہیں ہے۔ فریقین حسب سابق [۱۸۹۸] ۱۔ چانسری ۱۹۰۔ جج، نارتھ، ملک غیر کے بادشاہ کا اختیار عدالت کو تسلیم کرنا بعد دائر ہونے مقدمہ کے ہونا چاہئے؛ اس کا استنباط اس کے کسی عمل قبل سے کرنا صحیح نہیں متصور ہو سکتا۔ مقدمہ میگل سنام سلطان جوہر [۱۸۹۴] ۱۔ کیو۔ بی۔ ۱۴۹۔ جج لارڈ ولارنس، جسکو جسٹس آشبورن اور کے نے منظور کیا ہے، جو بادشاہ زیر حفاظت کسی سلطنت کے ہو، وہ قاعدہ ۱۲ کے مقاصد کیلئے، بادشاہ متصور ہوگا جو حسب سابق صفحہ ۱۴۲ اسی طرح ہند و مصر کے حکمران رئیسوں کا حال ہے۔ مقدمہ اسٹہم بنام اسٹیفہم و گائیکوار بڑ و دہ [۱۹۱۲] پی۔ ۶۲۔ دیکھو صفحہ ۲۵۸؛
اس کا تصفیہ عدالت سے ہوگا کہ آیا ایک ملک غیر کی حکومت جو خود اپنے نام سے دعویٰ کر رہی ہے، سرکار انگریزی کی تسلیم کردہ ہے یا نہیں، مقدمہ سٹی آف برن بنام بنک آف انگلینڈ (۱۸۰۴) ۹۔ کرس۔ ۴۰۰۔ جج لارڈ الن، کسی حکومت یا بادشاہ کے تسلیم کئے جانے کے متعلق عام طور سے وزارت خارجہ کا صداقت نامہ کافی متصور ہوگا؛ اکثر مقدمات میں جو انگلستان کی عدالتوں میں ۱۹۱۸ء میں روس کی سلطنت کے ٹوٹنے اور اسکے مختلف ریاستوں میں تقسیم ہو جانے کے بعد پیش ہوئے؛ عدالتوں نے ان عارضی حکومتوں کے شاہی حقوق تسلیم کر لئے ہیں؛ باوجود عارضی ہونے کے وزارت خارجہ سے انکی یہ حیثیت تسلیم کر لی گئی تھی۔ اسی بنا پر مقدمہ جہاز موسومہ گھاگرا میں عدالت نے جہاز مذکور پر جس کی ملک کی آستہونیا کی قومی کونسل دعویدار تھی، کسی قسم کا

اختیار رکھنے سے انکار کر دیا سلطنت کے ایک نمائندہ کے اس بیان پر کہ ملک منظم کی حکومت نے فی الحال عارضی طور سے، اور بہ تحفظ تمام آئندہ حق کارروائی کے، اتھوپیا کی فوجی کونسل کو واقعی خود مختار مجلس تسلیم کر لیا ہے؛

اسیطرح مقدمہ اے۔ او۔ لوتھر بنام جیمس سیگورو کمپنی [۱۹۲۱] ۱۔ کے بی۔ ۵۲۶ (۲۷) کی عدالت مرافعہ نے یہ طے کیا کہ اس کو ہائکڑی کے اس ذخیرہ پر جو انگلستان میں موجود تھا اور جس کی نسبت روس کی سوئٹ گورنمنٹ دعویدار تھی، کوئی اختیار نہیں ہے۔ دفتر وزارت خارجہ نے جو صداقت نامہ دیا تھا، اس کا مضمون یہ تھا کہ سوئٹ گورنمنٹ کے متعلق یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ وہ ملک روس میں شاہی اختیارات پر قابض ہے۔ جسٹس رائش نے فیصلہ اسکے خلاف کیا تھا کیونکہ جب یہ مقدمہ انکے سامنے پیش تھا اس وقت تک، سوئیٹ گورنمنٹ تسلیم نہیں کی گئی تھی، اور اسی بنا پر انھوں نے یہ لکھا کہ اگر کوئی حکومت یا بادشاہ، سلطنت انگلستان سے نہیں تسلیم کیا جاتا تو اس ملک کی عدالتیں بھی اس کو نہ تسلیم کر سکتی ہیں، اور نہ ان کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ جو حصہ مقدمہ کی ابتدائی سماعت اور مرافعہ کے پیش ہونے میں گزرا اسمیں ایک تجارتی معاہدہ، سرکار انگریزی اور سوئیٹ گورنمنٹ میں ہو گیا تھا جس سے اس گورنمنٹ کا تسلیم کیا جانا مستنبط ہوتا تھا اور یہی ابتدائی تجاویز کی تنسیخ کا باعث ہوا؛

ضابطہ کے مسائل کو چھوڑ کر اب ہم اس امر کیطرف متوجہ ہوتے ہیں کہ سلطنتہائے ملک غیر یا اس کے بادشاہوں پر جو انگلستان میں دعوی کریں، لازم گردانا گیا ہے کہ وہ ان معاملات میں جو مقدمہ میں زیر بحث ہوں، مدعی علیہ کی جوابدہی کی پوری وقعت اور اس کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کریں، جیسا کہ مقدمہ ذیل سے ظاہر ہوگا: مقدمہ ریاستہائے امریکہ بنام ریولیو (۱۸۹۵) ۱۔ ایچ۔ وائی۔ ۵۵۹ نج ووڈ جو مقدمہ ریاستہائے متحدہ امریکہ بنام میکرائی (۱۸۹۷) ایل۔ آر۔ ۳۔ ایچ۔ ایل۔ ۳۲۷ نج ووڈ؛ جس کو جسٹس چیمسفورڈ نے منسوخ کیا تھا۔ ایل۔ آر۔ ۳ چانسری مرافعہ ۷۹؛ ایک گورنمنٹ، جو دوسری گورنمنٹ کی ملک اور جانشین ہو، انکو، مدعی علیہ کے ان تمام عہدات کی وقعت کرنی چاہیئے،

جو سابق گورنمنٹ کے مقابلہ میں پیش ہو سکتے تھے۔ مقدمہ ریاست جمہوری۔ پیرو بنام ڈرلفیس (۱۸۸۸) ۳۸۔ چانسری ڈویژن۔ ۴۸۳۔ ج ح، کے ۲ لیکن ایک فاتح گورنمنٹ مفتوحہ گورنمنٹ کے مطالبہ جات کی ذمہ دار نہیں ہو سکتی۔ مقدمہ ویسٹ رینڈ گولڈ مائننگ کمپنی بنام سرکار [۱۹۰۵] ۲۔ کے۔ بی۔ ۳۹۱ ؛ اگر کسی حکومت غیر کے وزیر سے کوئی معاہدہ ہوا ہو تو اس کا جانشین عہدہ دار اسکی بنا پر دعوی کر سکتا ہے بشرطیکہ معاہدہ کے ظاہری منفعا یہی ہوں۔ مقدمہ ڈیکروڈ بنام کلائیڈ بنک انجینیرنگ وشپ بلڈنگ کمپنی [۱۹۰۲] اے۔ سی۔ ۲۴۵۔ ج ح، ہالسبری۔ میگناٹن یرامپٹن۔ رابرٹسن۔ ولنڈلے۔ تعینین سابق [۱۹۰۵] اے۔ سی۔ ۶ ؛

اگر ملک غیر کی حکومت یا شخص جو کہ حق برأت کا مستحق ہے اپنے مقدمہ میں آخری فیصلہ حاصل کر چکا ہے تو بنا بر دفعہ ہذا اس کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ کوئی جداگانہ مقدمہ اسی بنا پر دائر کرے۔ مقدمہ اسٹورڈ بری بنام ریاست جمہوری کاسٹاریکا (۱۸۸۰) ۲۹۔ ڈبلیو۔ آر۔ ۱۲۵۔ ج ح، جیمس۔ جیمس۔ لوش۔ جسٹس جیمس نے لکھا ہے کہ اگر صدور فیصلہ کے بعد کوئی امر ایسا پیدا ہو جائے، یا علم میں آئے جسکی بنا پر مدعی کی ڈگری کا نفاذ قرین انصاف نہ ہو تو میری رائے میں مدعی علیہ کیلئے صحیح راستہ یہی ہوگا کہ وہ بجائے جدید مقدمہ کے ایسی کارروائی میں ان اختیارات کو کام میں لانے کی درخواست کرے جو ہر عدالت خود اپنے فیصلوں کی نسبت ہمیشہ کام میں لا سکتی ہے اور مقدمہ میں ڈگری مذکور کے ملتوی رکھے جانے کی اس بنا پر درخواست کرے کہ اس پر عمل آوری قرین انصاف نہ ہوگی ؛

گورنمنٹ جاپان بجوکہ انگلستان کے سفارت خانہ کی عدالت میں مدعی ہو اسپر مجبور نہیں کیجا سکتی کہ وہ کسی دعوی کی سماعت کے اختیارات کو بھی تسلیم کرے اگرچہ وہی واقعات جو اس مقدمہ کے دائر کئے جانے کی بنا بتائے جاتے ہیں، کسی دعوی کے مقابلہ میں بطور جوابدہی کے مستعمل ہو سکتے ہوں۔ چونکہ عدالت کے اختیارات محدود ہیں، اسلئے اگر جاپان کے کسی معمولی

شخص کیطرف سے بھی دعوی ہوتا، تب بھی نتیجہ واحد ہوتا۔ مقدمہ شاہی
گورنمنٹ جاپان بنام پی اینڈ او۔ اسٹیم نیویگیشن کمپنی [۱۸۹۵] اے سی ۶۴۴
262 جج، ہرشل۔ واٹسن۔ ہوب ہاوس۔ میگناٹن۔ شینڈ۔ ڈیوی۔ وکوچ ؛

دفعہ ۱۹۳ جو قاعدہ دفعہ ۱۹۰ میں قائم کیا گیا ہے، اس کے متعلق، ایک اصول کا بیان کیا جانا ضرور ہے، جس کو لارڈ کینگڈیل نے، ان الفاظ سے شروع کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، جو انھوں نے عدالت چانسری کے متعلق کہے تھے "اکثر ایسے مقدمات پیش ہوتے ہیں، جن میں عدالت ہذا کو ایسی رقمیں تقسیم کرنی پڑی ہیں، جن کا تعلق کسی ملک غیر کی حکومت یا بادشاہ سے تھا؛ ایسی رقوم کی صحیح تقسیم کے لئے، یہ امر مناسب اور قرین مصلحت سمجھا گیا کہ وہ حکومت یا بادشاہ بھی، فریق مقدمہ بنایا جائے؛ اس ترکیب سے، مقدمہ ترتیب فریقین کے لحاظ سے، تو مکمل ہو جاتا ہے، لیکن جو ملک غیر کی حکومت یا بادشاہ، اس قسم کے مقدمات میں، زمرہ مدعی علیہم میں شریک کر لیا جاتا ہے، اس کا یہ اثر نہیں ہے کہ ایسی حکومت یا بادشاہ کو مجبور کیا جائے یا مجبور کرنے کی کوشش کیجائے، کہ وہ معمولی کارروائی مقدمہ میں شریک ہو کر فیصلہ کی تعمیل کرے؛ بلکہ اس کا منشا یہ ہے کہ اس بادشاہ کو اس امر کا موقعہ دیا جائے کہ اگر وہ چاہے، تو مقدمہ میں شریک ہو کر اپنا دعوی یا حق، جائداد زیر بحث میں ثابت کرے۔ اگر وہ دعوی میں شریک ہو گیا، تو گویا اس معاملہ میں اس نے عدالت ہذا کے اختیار کو تسلیم کر لیا؛ اور اگر اس نے شرکت مقدمہ سے انکار کر دیا تو پھر غالباً اس کو اسی حق کی نسبت کسی دوسری شکل میں دعوی کرنیکا حق باقی نہ رہے گا۔ ایسا ہی عمل، اس صورت میں ہوگا، جب کہ اس ملک میں کسی مدعی علیہ سے، ایسی کارروائی کے متعلق جواب لیا جاتا ہو، جو اس نے ملک غیر کے بادشاہ کے گماشتہ (ایجنٹ) کی حیثیت سے کی ہو۔ مقدمہ کی تکمیل، فریقین کے لحاظ سے، اسوقت تک نہیں ہو سکتی، جب تک کہ وہ بادشاہ، باضابطہ طریقہ سے زمرہ مدعی علیہم میں شریک نہ کر لیا جائے؛ اور اس کو، زمرہ مدعی علیہم میں شریک کر لینے سے، خود اس کو اپنی برائت کے لئے، جوابدہی کا موقعہ ملتا ہے؛ بجائے اس کے کہ کل جوابدہی گماشتہ کے ہاتھ میں رہے۔ اور اس طور سے، اگر وہ چاہے، شریک مقدمہ

ہو سکتا ہے، اگر اس نے شرکت سے انکار کیا تو جو فیصلہ اس کے گماشتہ کے خلاف ہوگا، اس کا غالباً وہ ذمہ دار قرار پائے گا۔" مقدمہ ڈیوک آف برنس وک بنام شاہ ہینوور - ۱۸۴۴ - ۶ - بیو - ۲۹۔

یہ اصول جس حد تک صحیح ہے، اب (بجائے چانسری کے) سپریم کورٹ سے متعلق ہوگا! اس کا جزو اوّل یقینی طور سے صحیح ہے، جس کا تعلق ان رقوم سے ہے، جو عدالت کو تقسیم کرنی پڑیں۔ دوسرا جزو، جس کا تعلق ان مقدمات سے ہے جنہیں لوگوں نے ملک غیر کے بادشاہوں کی طرف سے بحیثیت گماشتہ کے کارروائی کی ہو، زیادہ تر محتاط طریقہ سے بیان کیا جانا چاہئے تھا! اگر مدعی یہ ثابت کر سکتا ہے کہ اس جائداد کی نوعیت یا اس رقم یا شے کے ارتھان کے لحاظ سے، جو گماشتہ کے اہتمام میں اس ملک میں ہے اس کو کوئی حق حاصل ہے، تو یہ معاملہ اسی اصول کے تحت اور انہیں مقدمات میں آجاتا ہے، جن میں عدالت کو رقم تقسیم کرنی پڑتی ہے؛ کیونکہ فی الحقیقت، ایک رقم عدالت کے حدود اراضی میں موجود ہوتی ہے، اور اس کے متعلق عدالت صدور فیصلہ اور اس کی تعمیل کرانے سے انکار نہیں کر سکتی، اس سے انکار کرنا ایسا ہی خلاف انصاف ہوگا جس طرح عدالت اس اراضی کے حوالہ کرنے سے انکار کرے، جس کی نسبت کسی شخص نے اپنا بہتر حق قبضہ یا حق سقوط انفکاک رہن، بمقابلہ ملک غیر کے بادشاہ کے ثابت کر دیا ہو۔ 263
ان اختیارات کے استعمال کی تائید میں ایک مزید وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ملک غیر کے بادشاہ پر نالش کی ضرورت ہی نہیں باقی رہتی، کیونکہ جائداد منقولہ پر بذریعہ گماشتہ کے عدالت کی دسترس ممکن ہے، اور اس گماشتہ کی حفاظت بمقابلہ اصل شخص کے بذریعہ تجویز کے ہو سکتی ہے لیکن اگر مدعی کے دعوی کی بنیاد ایسی ذمہ داری ہے جس کا عاید ہونا، ملک غیر کے بادشاہ یا مملکت پر بیان کیا جاتا ہے، اور اس کو وہ خود مملکت یا بادشاہ کے مقابلہ میں نہیں چلا سکتا تھا! تو وہ اس کو بالواسطہ گماشتہ کے ذریعہ سے بھی نہیں چلا سکتا ہے: اور مملکت غیر یا اس کے بادشاہ کے انکار حاضری اور عدم تسلیم سے، اس کا دعوی باقی نہیں رہتا ہے۔

منصلہ ذیل مقدمات میں، لارڈ لیونگ ڈیل کے اس اصول کے آخری

جز سے کام لینے کی کوشش کی گئی، جس کا ذکر ۱۹۰۳ء میں ہو چکا ہے، مگر آخر کار ان میں سے کسی مقدمہ میں بھی چارہ کار حاصل ہو سکا۔ تمام مقدمات میں یہی طے ہوا کہ فوجیت جائداد یا رقم یا شئے زیر اہتمام گماشتہ کے ارتہان کے لحاظ سے کوئی حق ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ مقدمہ ہمتھ بنام وگلین (۱۸۶۹) ایل۔ آر۔ ۸۔ ای کیو۔ ۱۹۸۔ جج، رٹوٹے، یہ مقدمہ لاریوری بنام ارگن جس کا فیصلہ جسٹس مالٹس نے بحق مدعی کیا، اور مرافعہ میں جسٹس ہیڈرلے نے تائید ہی بجواز صادر کی۔ (۱۸۷۲) ایل۔ آر۔ ۷۔ ای وآئی۔ اے۔ ۴۲۳۔ منفصلہ کیرنشن۔ اوسیگن چیمپیفورڈ بمقدمہ ٹوئیکس بنام ڈیوفس۔ (۱۸۷۷)۔ ۵۔ چانسری ڈویژن ۶۰۵۔ جج، ہال جس کی تائید جسٹس جیمیل اور جسٹس بیس نے کی، مقدمہ گلیڈ اسٹون بنام مسرور بے (۱۸۶۲) ۱۔ ایچ۔ ایم۔ ۴۹۵۔ جج، ووڈ میں مدعیون نے بنک آف انگلینڈ پر جس کے پاس رقم شرط جمع کرا دیگئی تھی، ایک درمیانی حکم حاصل کیا، لیکن اس سے زیادہ مقدمہ کا پتہ نہیں چلتا، مقدمہ گلیڈ اسٹون بنام عثمانیہ بنک (۱۸۶۳) ۱۔ ایچ۔ ایم۔ ۵۔ ۵۔ جج، ووڈ میں مدعیوں نے اس رقم یا شئے پر اکتفا نہیں کیا، جو انگلستان میں موجود تھی، بلکہ عثمانیہ بنک کو ٹرکی میں ان حقوق کے استعمال سے باز رکھنے کی کوشش کی، جو اس کو سلطان ٹرکی کے حکم سے ملے تھے، اور جس کو مدعیان اپنے حقوق کی خلاف ورزی تصور کرتے تھے۔ اگر وہ سرکار انگریزی کی پارلیمنٹ کی کسی کارروائی کے متعلق بھی اسی قسم کی شکایت کرتے، تو اس کا نتیجہ بھی یہی ہوتا، جیسا کہ جج نے بتایا ہے، مقدمہ اسٹراس برگ بنام ریاست جمہوری کاشاریکا (۱۸۸۰) ۲۹ ڈبلیو۔ آر۔ ۱۲۵۔ میں جج جیمیل و جسٹس بیس نے، لارڈ لینگڈیل کے اصول کا اعادہ کیا، جو ان مرقوم کے متعلق ہے، جو حدود عدالت کے اندر رہنے والوں کے ہاتھ میں ہو، نہ کہ اس سے زیادہ۔

مقدمہ ویلا کیسور بنام کروپ (۱۸۷۸) ۹۔ چانسری ڈویژن ۴۵۱۔ میں (جج جیمیل جس کی تائید جسٹس برٹ و کاٹن نے کی) ایک ملک غیر کے بادشاہ کو، جس کے گولوں کو باہر لیجانے کی اجازت دیگئی، اگرچہ مدعیوں کی استدعا

یہ تھی کہ وہ اس بنا پر ضایع کر دیئے جائیں کہ بادشاہ مذکور کے گماشتہ نے ان کے پٹنٹ کی خلاف ورزی کی تھی ؛

دفعہ ۱۹۴ "تمام ایسے سمن اور اطلاع نامے جو اس کے بعد تعمیل ہوں، یا ان کے متعلق کارروائی کیجائے ۔۔۔ اور انکی بنا پر ۔۔۔ کسی ایسی مملکت غیر یا وہاں کے ارشاہ کا ۔۔۔ کوئی سفیر یا وزیر (Minister) ۔۔۔ جسکو ایسا حق دیا گیا ہو، اور اس کو ملکہ معظمہ، ان کے ورثا، یا جانشینوں نے تسلیم کر لیا ہو، یا ایسے سفرا یا وزرا کے ۔۔۔ کوئی خانگی شخص یا خانگی ملازم ۔۔۔ گرفتار یا قید کیا گیا ہو، یا ۔۔۔ اسکا یا انکا ۔۔۔ سامان یا اسباب خانگی، قرق یا ضبط کیا گیا ہو، ۔۔۔ وہ سب اس مقصد، انشاء اور تعمیر کیلئے، باطل اور کالعدم متصور ہونگے" ۔ اسٹاٹیوٹ، این۔ فصل ۱۲ دفعہ ۳۔ 264

"لیکن یہ شرط پیش نظر رہنی چاہئے کہ کوئی سوداگر یا تاجر ۔۔۔ جو ان قوانین کی تعریف میں داخل ہوتا ہے جو اشخاص دیوالیہ کے متعلق جاری ہوں، ۔۔۔ کسی سفیر یا وزیر کی خدمت میں داخل رہنے یا داخل ہو جانے کی بنا پر اس ایکٹ سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانے کا مجاز نہ ہوگا" ۔ حوالہ حسب سابق دفعہ ۵ ۔

اس قانون کے نفاذ کی وجہ یہ ہوئی: کہ ایک معمولی شخص نے لندن کے سفیر کو انکی گاڑی سے اتروا کر قید کرا دیا تھا۔ اس کی دفعہ ۳۔ متذکرہ بالا کے متعلق ہمیشہ یہ سمجھا گیا کہ وہ صرف غیر موضوعہ قانون کا اعادہ ہے، البتہ سفرا یا وزرا کو اس سے زیادہ برائت حاصل ہے، جتنی اس دفعہ سے بظاہر معلوم ہوتی ہے ۔۔۔ نہ صرف ان کی ذات قید سے مستثنیٰ، اور ان کا سامان اور اسباب قرقی سے محفوظ ہے، بلکہ ان پر مطلق دعوی ہی نہیں ہو سکتا ۔۔۔ اس غرض سے بھی نہیں کہ اسوقت فیصلہ حاصل کر لیا جائے، اور تعمیل ایسے وقت کرائی جائے، جب کہ وہ اس برائت کے مستحق نہ رہیں ۔

سیگڈ ایسا اسٹیم ٹوگیشن کمپنی بنام مارٹن (۱۸۵۹) ۲۔ ای۔ ای۔ ۹۴ ۔ بج کمپیل ۔ ویٹین ۔ آرل ۔ کراٹجن ؛ یہ حق طلب شدہ سفرا سے بھی متعلق رہتا ہے، جو ملک میں اپنے سرکاری کاروبار کو ختم کرنے کیلئے، چند روز قیام کریں، جب کہ ایک سابق وزیر اپنا کام ختم کرنے کے بعد چھ ماہ تک غائب رہا، تو یہ طے ہوا کہ اس کے حق کے باقی رہنے کے متعلق کوئی سوال قابل

تصفیہ نہیں ہے؛ مقدمہ سوارز بنام سوارز [۱۹۱۸] ۱۔ چانسری ۱۷۶۔
سی۔ اے۔ بنج، سوئنفن ایڈی۔ وارنگٹن واسکروٹن (لارڈ چیف جسٹس)؛ میعاد
کا آغاز اس وقت تک نہیں ہوتا، جب تک کہ سابق سفیر پر کامل طور
سے تعمیل (سمن) نہ ہو جائے؛ اور اس قانون کا کوئی اثر اس اختیار پر نہیں پڑتا جو
بیرون حدود تعمیل کے متعلق حاصل ہے؛ مقدمہ سمرویلے بنام گڈبان
[۱۸۹۴] ۲۔ کیو۔ بی۔ ۳۵۲۔ بنج، اے۔ ایل۔ اسمتھ و ڈیوی جنہوں نے
رائٹ اور لارنس کے فیصلہ کو بحال رکھا ہے۔

نہ وہ بحیثیت اپنے بادشاہ یا مملکت کے قائمقام کے مدعی علیہ بنایا جا سکتا ہے، اس غرض سے کہ اس کو حاضر عدالت ہو کر اپنے بادشاہ یا مملکت کے حقوق کی حفاظت کا موقعہ ملے؛ جبکہ ان کا تصفیہ لارڈ لینگڈیل کے اصول متذکرہ ۱۸۳۳ء کے مطابق کیا جاتا ہو۔

مقدمہ گلیڈ اسٹون بنام مسرویلے (۱۸۶۲) ۱ ایچ۔ اینڈ ایم۔ ۴۹۵ بنج، وغیرہ

اور نہ اس حالت میں۔ کہ ملک غیر کا بادشاہ یا مملکت کسی ایسے مقدمہ میں جس کا ذکر اوپر ہوا، مدعی علیہ بنائی گئی ہو، جس کی تعمیل سفیر یا وزیر پر، اس غرض سے ہو سکتی ہے: کہ اس کی اطلاع ایسے بادشاہ یا مملکت کو ہو جائے۔

مقدمہ اسٹوارٹ بنام بنک آف انگلینڈ [۱۸۷۶] ڈبلیو۔ این صفحہ ۲۶۳۔
بنج، تعمیل؛

265 اگر سفیر یا وزیر نے عدالت کے اختیار کو تسلیم کر لیا ہے، اور اس کا موقعہ باقی نہیں رہا، کہ وہ مقدمہ سے اپنا نام خارج کرانے یا اپنے مقابلہ میں کارروائی کے ملتوی رکھے جانے کی درخواست کر سکے؛ خصوصاً ایسی حالت میں کہ اس پر بشمول دوسرے اشخاص کے دعوی چل رہا ہو: تاہم جبتک وہ اس عہدے پر قایم ہے، فیصلہ کی تعمیل میں اس قانون کا لحاظ رکھا جائیگا (یعنی اس کے مقابلہ میں فیصلہ کی تعمیل نہ ہو سکے گی)۔

مقدمہ ٹیلر بنام بسٹ (۱۸۵۴) ۱۴ سی۔ بی۔ ۴۸۷۔ بنج، جرسٹن مارٹن
مقدمہ سوارز بنام سوارز (نمبر ۲) [۱۹۱۷] ۲۔ چانسری۔ ۱۲۱۔ بنج، یوٹ

لیکن اگر اس نے بصراحت اپنے حقوق سفارت سے دست برداری کر کے عدالت کے اختیارات کو تسلیم کر لیا ہے تو بعد ختم زمانہ سفارت اس فیصلہ کی تعمیل ہو سکے گی اگرچہ وہ اس وقت تعمیل کے متعلق بربنائے اپنی خدمت کے عذر کرے۔ مقدمہ سوارز بنام سوارز (نمبر ۲) [۱۹۱۸] ۱۔ چانسری ۶۷۔ سی۔ اے۔ جج اسٹوفن ایڈیلی وارنگٹن۔ لارڈ چیف جسٹس اسکرٹن ؛

اس حق برأت سے سفیر اپنی گورنمنٹ یا بادشاہ یا عہدہ دار بالادست کی رضامندی سے دست بردار ہو سکتے ہیں اور جب کوئی سفیر بصراحت اپنے حق سے دست بردار ہو گا تو یہ فرض کر لیا جائیگا کہ اس نے ایسی رضامندی حاصل کر لی ہے کیونکہ خود بادشاہ سے یہ درخواست نہیں کیجا سکتی کہ وہ اپنے بمقبولہ گماشتہ کے فعل کی منظوری دے لیکن دست برداری بصریح اور صاف ہونی چاہئے۔

مقدمہ بلیو یا اسپلوریشن سنڈیکیٹ [۱۹۱۴] ۱۔ چانسری ۱۳۹۔

جج۔ ایسٹی بری ؛

قانون میں جن ملازمین کا ذکر ہے اور انکی نسبت جو فیصلے ہوئے ہیں ان کا اصول بمفصلہ ذیل انتخابات سے ظاہر ہو گا۔

"خانگی ملازم قرار دئے جانے کے لئے یہ ظاہر ہونا لازم نہیں ہے کہ وہ اسی مکان میں رہتا ہے۔ اگر تم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ شخص مذکور گرجا میں مناجات خواں اور ایسی حالت میں ہے کہ بوتریا کے سفیر کو سفارت خانہ کی گرجا میں عبادت کیلئے اس کو وقتاً فوقتاً بلانے کی ضرورت پڑتی ہے تو میرے نزدیک اس بناء پر وہ ایک درجہ تک ملازمین خانگی میں شمار کئے جانے کا حق رکھتا ہے۔ جج، بیلی: بمقدمہ فشر بنام بگز (۱۸۳۲) ایس۔ ایم۔ ۱۱۷ صفحہ ۲۴ اور جسٹس بولسٹڈ نے بھی تقریباً یہی رائے دی؛ اور اس میں اسقدر اضافہ کیا ہو یقیناً جسٹس بیلی کا بھی منشا تھا: "اگر ایسا شخص گرجا میں حاضر رہتا ہے" حوالہ سابق صفحہ ۱۲۷ "اگرچہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہر وقت طلب کیا جا سکتا ہے مگر یہ ظاہر نہیں کیا گیا ہے کہ اس کو فی الحقیقت کسی وقت سفیر نے کسی عبادت میں شریک ہونے کیلئے طلب بھی کیا تھا" جسٹس بیلی:

بمقدمہ فشر بنام بگز (۱۸۲۳) ۲ سی۔ ایم۔ ۲۴۰ صفحہ ۲۴۳ مقدمہ پوئیٹر بنام کروزا (۱۸۴۹) ۱۔ ڈبلیو۔ بی ایل۔ ۴۸۰ میں ہسپانیا کے سفیر کی پنشن خدمت غیر ثابت قرار پائی۔

ممکن ہے کہ ملازم علیحدہ اور مناسب مکان میں قیام کرے اس کا جو سامان اس مکان میں ہوگا وہ محفوظ متصور ہوگا لیکن اگر اس نے کوئی عام قیامگاہ قائم کر رکھا ہے تو اس کا جو سامان وہاں پایا جائے گا وہ غربا کے ٹیکس کے مطالبہ میں قرق ہو سکے گا۔ مقدمہ ناویلو بنام ٹوگڈ (۱۸۲۳) ۱۔ بی وسی۔ ۵۴۰ ۔ جے ایسٹ ۔ تیلی۔ ہولرائیڈ۔

قانون میں الفاظ خانگی اشخاص اور خانگی ملازم میں فرق کیا گیا ہے ـــ خانگی اشخاص سے سفیر یا وزیر کے خاندان اور اس کے عملہ کے لوگ مراد ہیں۔ عام قانون بین الاقوام کے مقنین کا ایک اصول یہ ہے اگرچہ اس کے استعمال کا ابتک انگلستان میں کوئی موقعہ پیش نہیں آیا کہ جو حق برأت ممبران خاندان اور ملازمین کو دیا گیا ہے وہ فی الحقیقت سفیر یا وزیر کا حق ہے جو ان سے اس حق کے سلب کر لینے کا مجاز ہے اگر ہی حالت میں کہ وہ لوگ خود اس کے مقرر کردہ ہوں نہ کہ اس کے بادشاہ یا مملکت کے ۔ 266
گر وہ لوگ خود ان حقوق سے دست برداری نہیں کر سکتے جس کا تعلق مملکت کی وقعت اور اس کے کاروبار کی آسانی سے ہے۔

یہ حق متعینین اور انجیوں سے بھی متعلق ہے۔ مقدمہ ہاپکنس بنام ڈی رو بک (۱۸۰۹) ۳۔ ٹی۔ آر۔ ۷۹ ۔ جے کیناں۔ اشہرسٹ وکر اس کے مقدمہ پارکنس بنام پوٹر (۱۸۸۵) ۱۶ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۱۵۲ ۔ جے ہیگو۔ ورلس۔

جس صورت میں سفیر، وزیر، یا سفارت خانہ یا وزارت کا کوئی رکن، اسی ملک کی رعایا ہو جہاں وہ متعین کیا گیا ہے تو اس کو بھی برأت کے تمام حقوق حاصل رہیں گے اگر اس ملک کی حکومت نے جہاں وہ شخص متعین کیا گیا ہے اسکی تعیناتی کے وقت ہی بصراحت اس کے دینے سے انکار نہ کر دیا ہو۔

مقدمہ میکارٹنے گارنٹ (۱۸۹۰) ۴ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۲۶۸ ۔ جے میتھو ایک انگریزی رعایا جس نے سفارتخانہ میں ملازمت اس غرض سے اختیار

کی ہے کہ وہ، اپنے قرضخواہوں سے محفوظ ہو جائے اور اس کے تقرر کو انگریزی حکومت نے تسلیم نہیں کیا ہے تو وہ ایسی حفاظت سے مستفید نہیں ہو سکتا۔ مقدمہ کلوٹ بمقابلہ کلوٹ (۱۸۹۱) ۶۵۔ ایل۔ ٹی۔ ۱۰۲۔ ۱۰ جج، ایشر رپورٹس دیکھئے۔

دفعہ ۱۹۴ الف) حکومت سوویٹ کا ایسا سرکاری مختار، جو اس تجارتی معاہدہ کے مقاصد کے لئے، جو انگریزی حکومت اور روسی سوویٹ جمہوریہ میں ہوا۔ انگلستان میں تسلیم کر لیا گیا ہو، دیوانی کارروائی سے برائت کا مستحق نہیں قرار دیا گیا جیسا کہ دوسرے ممالک غیر کے مسلمہ نمائندے قرار دیئے جاتے ہیں۔ جو تجارتی معاہدہ ہوا، انہیں سرکاریں کے مختار، صرف قید اور تلاشی سے بری کئے گئے تھے۔

مقدمہ فنٹن لیکساٹیل ایسوسی ایشن بنام کراسن (۱۹۲۲) سی۔ اے۔ ۳۰۔ ٹی۔ ایل۔ آر۔ ۲۵۹۔

دفعہ ۱۹۵ قنصل (consul) اس کا خاندان، اور اس کے ملازم، احکام دفعہ ۱۹۴ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے، مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مشرقی ممالک میں قنصلوں کی حیثیت، سیاسی ہوتی ہے۔

مقدمہ باربٹ (۱۷۲۷) فوسٹر و کیمس تمپ ٹالبوٹ۔ ۱۸۲۰۔ ج ج، ٹالبوٹ کو نیز ملاحظہ ہو، مقدمہ ڈیوش بنام بیکر (۱۸۱۴) ۳۔ ایم واس۔ ۲۸۴۔ ۱۰ جج، ایشر رپورٹ میں، اس سوال کے ساتھ کہ آیا قنصلوں کو سفارت کی برائت حاصل ہے یا نہیں؟ یہ سوال بھی شریک تھا کہ اگر حاصل ہے، تو اس میں اس ملک کی رعایا بھی شریک ہو سکتی، جہاں وہ متعین کئے گئے ہیں!

قنصلوں کی عدالتوں کے اختیارات کے متعلق دیکھو امپریل جاپانی گورنمنٹ بنام پی اونیگیشن کمپنی (۱۸۹۵) ۱۔ اے سی۔ ۶۴۴، جس میں یہ طے ہوا۔ کہ انگلستان کے قنصل کی عدالت واقع جاپان کو، یہ حق نہیں ہے کہ وہ، اس عکسی مقدمہ کی سماعت کرے جو ایک انگریز مدعی علیہ نے ایک جاپانی مدعی کے مقابلہ میں، دائر کیا تھا۔ ایسے مقدمات کی سماعت کا مختص، جاپان کی عدالتوں کو رہے گا۔

267

فصل یازدہم

افعال ناجائز قابل ہرجہ (TORTS)

اگر کسی ایسے فعل کے متعلق جس کا عمل یا ترک ناجائز متصور ہوتا ہے، ہرجہ کا دعویٰ کیا جاتا ہے تو اس قانون کے انتخاب میں جس سے اس کا تصفیہ کیا جائے گا، فریقین کے کسی ملک کے قانون کے تسلیم کرنے یا نہ کرنے کا سوال مطلق پیش نہیں آتا، جو ان مقدمات میں پیش آتا ہے، جو معاہدات پر مبنی ہوتے ہیں، کیونکہ اس صورت میں ایسے معاملہ کا وجود ہی نہیں ہوتا جس پر فریقین متفق ہوتے ہوں۔ معاہدات میں جو کچھ واقع ہوتا ہے، اس کا اتباع اور نقل کرکے یہ بحث کیجاتی ہے کہ مدعی علیہ نے اس ملک کے قانون کو تسلیم کر لیا ہے، جس میں وہ اپنے عمل یا اس کے ترک سے، اس فعل یا اس کے ترک کا مرتکب ہوا۔ یا اگر وہ اس ملک کا رہنے والا نہیں ہے۔ اس نے اس ملک کے داخل ہونے کی بناء پر وہاں کے قانون کو تسلیم کر لیا ہے۔ لیکن یہ استدلال حد سے بڑھا ہوا ہے، کیونکہ اگر ہر ایسا امر اس ملک کے مخصوص قوانین سے متعلق کر دیا جائے، جہاں وہ واقعہ ہوا، تو شخصی قانون بین الاقوام کی جڑ ہی کٹ جاتی ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ کسی ملک میں داخل ہونے یا وہاں کسی عمل کے کرنے سے تم اس ملک کے مخصوص قوانین کے اسی حد تک پابند ہو جاتے ہو جس حد تک فن قانون میں یہ متعین کر دیا گیا ہے کہ فلاں مقدمہ کا تصفیہ فلاں قانون کی رو سے کیا جائیگا۔ یا زیادہ تر صحت کے ساتھ یوں کہا جا سکتا ہے کہ تم اس ملک کے مخصوص قوانین کو اپنے اوپر عمل کرنے کا اس حد تک موقعہ دیتے ہو۔ قانون کا عمل خاص حالات پر منحصر ہوتا ہے، اور جہاں وہ حالات موجود ہوتے ہیں، وہاں قانون اپنا عمل اس ملک کی پیدا شدہ رعایا اور ان لوگوں پر جو بطور خود اپنے آپ کو اس کے تحت میں لے آئے ہیں یکساں کرتا ہے۔ پس قانون افعال ناجائز بین الاقوام پر معاہدات،

کے خیالات سے علیحدہ ہو کر اور اس مضمون سے پہلے نظر ڈالنی چاہیئے۔

یہ امر پیش نظر رکھ کر کہ حدود اختیارات کے عام خیالات کے لحاظ سے عدالت مقام وقوع جرم (Forum delicti) اور عدالت مدعی علیہ (Forum rei) دونوں مقدمات افعال ناجائز کی سماعت کی مجاز ہیں، ہم کو اس پر غور کرنا ہے کہ ان دونوں عدالتوں میں سے ابتدائی اختیارات رکھنے والی کون سی عدالت ہے۔ اس پر بلحاظ تاریخ کے نظر ڈالنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ہم صفحہ ۲۳۰ پر لکھ آئے ہیں کہ عدالت مدعی علیہ قدیم تر ہے۔ ہم کو جو کچھ دیکھنا ہے، وہ یہ ہے کہ مناسب تر کونسی عدالت ہے، جس کو بجز اپنے قوانین کے دوسرے ممالک کے قوانین سے استمداد کی ضرورت نہ ہو؟ (دیکھو صفحہ ۲۲۶)۔ یہ مرتبہ صرف عدالت مقام وقوع جرم کو حاصل ہے، کیونکہ شخص متضرر کی یہ خواہش واجبی ہوتی ہے کہ جلد سے جلد اور بطریق آسان اسکی دادرسی ہو جائے، اور اس کو ضرر رساں کے پیچھے پیچھے اس کے ملک تک جانے کی ضرورت نہ پڑے۔ علاوہ اس کے قانون کا اہم مقصد یہ ہے کہ ملک میں امن قائم رہے، اور اس بنا پر ایسے افعال کی قانونی دادرسی کیجائے، جو بحالت عدم دادرسی امن میں خلل انداز ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر مدعی عدالت مدعی علیہ میں جانا پسند کرے، تو کیا وہ یہ خیال کر سکتا ہے کہ اس کے مقدمہ کا وہی فیصلہ ہوگا، جو عدالت مقام وقوع جرم میں ہوتا؟ — بقیاس غالب، دوسری عدالتوں کے حدود اختیارات میں، اس قانون کے اتباع کا جس سے عدالت ابتدائی میں کام لیا جاتا، اصل محرک حصول یقین ہے، مگر اس یقین سے وہی یقین مراد ہے، جو انسانوں کو باہمی معاملات میں ہوتا ہے، اور ایسے افعال ناجائز کے مقدمات میں بہت کم دخل ہے، کیونکہ ان مقدمات میں معاملت کا وجود ہی نہیں ہوتا۔ جو قانون افعال ناجائز کی بابتہ ہرجہ دلاتا ہے، اس کو انصاف یا عامہ خلایق کی آسانی پر مبنی ہونا چاہیئے، اور اگر مدعی علیہ کا ذاتی قانون، اس ہرجہ کے دلانے سے انکار کرتا ہے، جو قانون مقام وقوع فعل ناجائز دلاتا، تو مقدم الذکر کو موخر الذکر قانون کے اختیار کرنے میں، اسیقدر، بلکہ اس سے بہت زیادہ تکلیف ہوگی، جتنی، مدعی کو اپنے دعوی کے ناقابل سماعت قرار پانے سے ہو سکتی ہے — اس فرض کر لینے کے بعد بھی کہ اس کو مدعی علیہ پر کامیابی کے ساتھ

268

فعل زیر نالش کی بابتہ مقام وقوع جرم میں دعوی کرنے کا موقعہ نہ ملا تھا۔ برخلاف اس کے اگر مدعی علیہ کا ذاتی قانون ایسے فعل کی بابتہ ہرجہ دلاتا ہے، جس کو قانون مقام وقوع جرم جائز سمجھتا ہے تو مدعی علیہ یہ عذر کر سکتا ہے کہ اگر اس کے فعل سے، کسی تمدنی ترکیب میں خلل پڑا تو وہ اس مقام کا تمدن تھا جہاں کہ فعل مذکور واقع ہوا اور وہیں کا قانون اس کا ذمہ دار ہو سکتا ہے۔

اس استدلال سے جو نتیجہ نکلتا ہے، وہ یہ ہے کہ کسی فعل کے قابل ہرجہ قرار دینے کیلئے قانون مقامی اور قانون مقام وقوع جرم کو متفق ہونا چاہئے۔ اور یہی اصول جیسا کہ ہم کو معلوم ہو گا، انگلستان نے اختیار کر لیا ہے۔ یورپ کے دوسرے ممالک اسبارہ میں متفق الرائے نہیں ہیں۔ بیوگنی کی یہ رائے ہے کہ صرف قانون مقامی کو بحیثیت مثبت یا منفی کے اسبارہ میں اختیار حاصل ہے یعنی لے لینے قانون کو کام میں لانے یا نہ لانے کی نسبت جسکی رو سے ارتکاب فعل ناجائز کی بنا پر ذمہ داری عائد ہوتی ہو[1] اس کی دلیل یہ ہے کہ جسقدر قوانین افعال ناجائز کی نسبت ہیں، ان کا تعلق امن خلائق کے ساتھ ایسا گہرا ہے کہ وہ سب اس سے فائدہ اٹھانے کے مستحق ہیں، جن کو میں نے صفحہ ۱۵ پر "سخت خانگی حکمت عملی کے تحفظ" کے نام سے موسوم کیا ہے۔ برخلاف اس کے ایم چارلس برو چر قانون مقام وقوع فعل ناجائز کی تائید ایسے الفاظ میں کرتے ہیں جس سے مستنبط ہو سکتا تھا کہ اختیار صرف اسی قانون کو
269 ہے، اگر وہ ناظم عدالت کی نسبت، یہ نہ کہتے کہ اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس خلائق کے مسئلہ پر غور کرے اور اسپر غور کرنے کے بعد عملی طور سے وہ جس نتیجہ پر پہنچے گا وہ غالباً اس سے مختلف نہ ہو گا جو عام طور سے انگلستان میں شایع ہے[2]۔

دفعہ ۱۹۶ انگلستان میں کسی مدعی علیہ کا کوئی ایسا فعل ناجائز نہیں قرار پائے گا، جو اس ملک میں جہاں وہ واقع ہوا، مدعی علیہ کیلئے ناجائز نہ ہو، خواہ وہاں کے موجودہ قانون کی رو سے یا کسی مابعد کے قانون برائت کی رو سے،

---

[1] (Syst) دفعہ ۳۷ گوتھری ۔ ۲۵۴ ؛

[2] صفحہ ۲۱۵، مقالہ جدید قانون بین الاقوامی (محوی)

جس کی بنا پر وہ اپنے آپ کو اس ملک میں بری الذمہ ثابت کر سکتا ہو۔

اس دفعہ کا جز ثانی جس میں بدائل قوی تر، جز اول بھی شریک ہے؛ ایک دیوانی کارروائی میں جس میں جمیکا کے ایک سابق گورنر پر ہرجہ کا دعوی ہوا تھا، طے ہوا تھا کہ گورنر نے ایک بغاوت کے وقت جو کارروائی کی تھی، اس سے برائت کے متعلق نوآبادی مذکور کی طرف سے ایک ایکٹ جاری کیا گیا تھا۔ مقدمہ فلپ بنام ایری (۱۸۶۹) ایل۔ آر۔ ۴ کیو۔ بی۔ ۲۲۵۔ جج، کاکبرن۔ ٹرش۔ ہیز، جو بحال رہا (۱۸۷۰) ایل۔ آر۔ ۶ کیو۔ بی۔ آئی جج، کیلے۔ مارٹن۔ ہیمل۔ پگٹ۔ کلیسیائی۔ وکس بیرسٹ: عدالت تحت کا فیصلہ صادر کرتے وقت جسٹس کاکبرن نے لکھا کہ "ہماری رائے میں یہ امر صاف ہے کہ جب کسی دوسرے ملک کے قانون کی رو سے، وہ فعل جس کی بابتہ دعوی کیا جائے، جائز ہو تو وہ فعل، اگرچہ اس کا اس ملک میں ارتکاب، ہمارے قوانین کی رو سے ناجائز ہوتا، کسی انگلستان کی عدالت میں بنائے دعوی نہیں قرار پا سکتا۔" یو۔ ایس صفحہ ۲۳۹۔ اور جسٹس وکس نے عدالت مرافعہ کا فیصلہ صادر کرتے وقت کہا کہ یہ ضرور نہیں کہ جو فعل عمل میں آیا وہ اس ملک کے قانون کے لحاظ سے جائز ہو، جہاں اسکا ارتکاب ہوا۔ یو۔ ایس صفحہ ۲۴۱۔ مقدمہ ہارٹ بنام وان گیاچ (۱۸۷۳)۔ ایل۔ آر۔ ۴۔ پی۔ سی۔ ۴۳۹۔ جج، مانٹیگ اسمتھ میں ایک بینہ ازالہ حیثیت عرفی سے جو ملک چین میں ہوئی تھی، ہرجہ کا عاید ہونا بیان کیا گیا تھا۔ مقدمہ خارج ہو گیا، کیونکہ انگلستان کے قانون کی رو سے جو ہرجہ کافی تھی۔ اسی ضمن میں یہ بحث پیش آئی مگر کوئی فیصلہ نہیں ہوا کہ آیا چین کے قانون کے لحاظ سے اس تحریر کا محفوظ ہونا کافی جواز ہی متصور ہو سکتی تھی یا نہیں؟ (صفحہ ۴۶۴-۵) ہم اس سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ وہ جواز ہی ضرور کافی ہوتی۔ مقدمہ جہاز موسوم ایم موسھام (۱۸۷۶) ۱۔ پی۔ ڈی۔ ۱۰۷۔ جج جیمس۔ میلش۔ بیگلے، جنہوں نے ڈیمور کے فیصلہ کو منسوخ کیا (۱۸۷۵) حسب حوالہ سابق ۴۳ میں ایک انگریزی جہاز کی غیر محتاط رفتار سے ایک کھاٹ کو جو ایمین کے ساحل پر واقع تھا، نقصان پہنچ گیا جو دریا کہا جاتا تھا، کہ ایمین کے

قانون کے لحاظ سے اس نقصان کا ذمہ دار خدا اور اس کا عزیز تھا نہ کہ جہاز یا جہاز کا مالک۔ طے یہ ہوا کہ اگر ایسا ہے تو انگلستان میں بھی کوہ ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا ۔۔۔ "جو عذر اس مقام میں قابل قبول ہے، جہاں کہ واقعہ پیش آیا، وہ اس مقام پر بھی قابل قبول ہونا چاہئے، جہاں کہ اس کے مقدمہ کی سماعت ہو رہی ہے۔" یہ الارڈ مینسفیلڈ نے مقدمہ موسٹن بنام فیئر بکاس (۱۷۷۵) سی اور ڈبلیو بی۔ ۵۷۱ میں اتفاقیہ طور سے کہہ چکے تھے۔

"ہمارے نزدیک، عام اصول، قانون فوجداری کا یہ ہے کہ ہر فعل کی نوعیت، اس ملک کے قانون پر منحصر ہے، جہاں اس کا ارتکاب ہوتا ہے۔" چیمبرس سلیش کا مقولہ ہے جنہوں نے پراویسی کونسل کا فیصلہ، مقدمہ اٹرنی جنرل ہانگ کانگ بنام کوکاسنگ (۱۸۷۲) ایل۔ آر۔ ۵۔ پی سی۔ ۱۹۹، صادر کیا تھا۔ اگر فعل ناجائز ہو تو یہ امر کہ اس کی بابت حسب قانون مقام وقوع ہرجہ وصول نہیں ہو سکتا، قابل لحاظ نہیں ہے، مقدمہ میکاڈو بنام فوٹس [۱۸۹۷] ۲۔ کیو۔ بی۔ ۲۳۱۔ جج، لوپس۔ رگبے: ایک مقدمہ میں ایک شخص متوطن کیوبک، انٹاریو میں سفر کرتا ہوا ریلوے کمپنی کے ملازمین کی غفلت سے فوت ہو گیا، اس کی بیوہ نے کیوبک کے قانون دیوانی کے لحاظ سے، کمپنی پر ہرجہ کا دعوی مارا کیا۔ طے ہوا کہ چونکہ قانون انٹاریو کی رو سے جو کہ قانون مقام وقوع تھا کمپنی پر نہ فوجداری ذمہ داری عاید ہوتی ہے اور نہ دیوانی، اس لئے کیوبک میں کوئی دعوی نہیں چل سکتا، مقدمہ کینیڈین پیسفک ریلوے کمپنی بنام ہیرٹ۔ پی۔ سی [۱۹۱۷] اے سی۔ ۱۹۵۔ جج، الڈرسن۔ ڈوئینڈن۔ پارکر۔ پارمور۔ مینبری: یہ عذر کہ جو فعل کیا گیا وہ، اس ملک کے شاہی حکم سے کیا گیا، قانونی عذر کے مساوی ہے۔ مقدمہ ڈوبرے بنام فیئر (۱۸۳۶) ۲۔ بینگ۔ این سی۔ ۱۸۷۔ جج ٹنڈل وغیرہ، مقدمہ سرکار بنام کیلے۔ (۱۸۶۰) ایل سی سی۔ ۲۲۔ جج، ارل۔ ویسٹ بری۔ وائٹ۔ ہل کو، مقدمہ کار بنام فرانس ٹامس کمپنی [۱۹۰۲] اے سی۔ ۱۷۶۔ جج ہالسبری، سیکنائن سٹینڈ۔ بریمپٹن۔ لنڈلے جنہوں نے، اے ایل اسمتھ، دیگھان، نیسبار

270

رقم کے فیصلہ کو منسوخ کیا جنہوں نے جسٹس گرانتھام کی تجویز کو منسوخ کیا تھا۔

دفعہ ۱۹۷ نہ کوئی ایسا فعل انگلستان میں ناجائز متصور ہو سکتا ہے، جو انگلستان کے قانون کے حساب سے، مدعی علیہ کے لئے ناجائز نہیں ہے، اگرچہ اس ملک کے قانون کی رو سے جہاں فعل مذکور واقع ہوا، مدعی علیہ پر ذمہ داری عاید ہوتی ہو لیکن انگلستان کی عدالتیں قانون ملک غیر کے ثابت کرنے کی ---- بطور ایسے واقعہ کے اجازت دیتی ہیں، جس سے فعل ناجائز کے وجود یا ہرجہ کے حق کا انحصار ہو۔ مثلاً ملک غیر کی ایک معمولی سڑک پر تصادم کے مقدمہ میں ممکن ہے کہ وہ قواعد۔ جو وہاں اسوقت راہروں کی ہدایت کے لئے نافذ ہیں، اس امر کے تصفیہ کے لئے کہ سبب غلطی یا بے پروائی کس فریق کی طرف سے ہوئی قابل لحاظ ہوں۔ اور اس طور سے مقدمہ کی جو صورت قائم ہو جائے گی، اسپر وہ اپنے ملک کا قانون استعمال اور نافذ کریں گی"۔

جو نظیریں دفعہ بالا میں نقل کئے گئے ہیں وہ مقدمہ جہاز موسوم ملی (۱۸۶۸) ایل۔ آر۔ ۲۔ پی۔ سی۔ ۱۹۳۔ ۱۷ ج اسیلون صفحہ ۲۰۔ ۲۰ سے لئے گئے ہیں؛ اس میں یہ طے ہوا کہ ایک ہرجہ کے مقدمہ میں جو مسلم کی غفلت کی بناء پر ایسے ملک کے سمندر میں تصادم سے واقع ہو جہاں جبریہ معلم کا لیا جانا کافی جواب نہ متصور ہوتا ہو، تو ملک جہاز کا یہ جواب کہ وہ معلم کے لینے پر مجبور تھا بالکل کافی ہے۔ اس میں ظیمو کا فیصلہ منسوخ ہوا تھا۔ (۱۸۶۹) ایل۔ آر۔ ۲۔ اے۔ ای۔ ۱۔ لیکن اس کا استعمال اس موقعہ پر نہیں کیا جا سکتا جہاں جہاز کا کپتان معلم کے لینے پر تو مجبور ہو مگر اس پر لازم نہ ہو کہ وہ جہاز رانی کا کل انتظام اس کے سپرد کر دے۔ مقدمہ جہاز موسوم گیز تک (۱۸۸۴) پی۔ ڈی۔ ۱۳۲۔ ۵۳ ج۔ کا آر۔ ج۔ کاٹرج جنہوں نے جسٹس فلیمنگ کے فیصلہ کی تائید کی، مقدمہ دی الیگزینڈر (۱۸۸۸) ۱۳۔ پی۔ ڈی۔ ۵۹۔ ۵۷ ج بٹ، مقدمہ جہاز موسوم برنس ہینڈرک (۱۸۹۹) پی۔ ۷۷۔ ۶۸ ج، گورل بارنس ۱۵۰

دفعہ ۱۹۸ دفعہ متذکرہ بالا کی نسبت ہمیشہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ اس اصول

---

۱۵ اس مسئلہ میں انگلستان کا قانون پائلٹیج ایکٹ ۱۹۱۳ء سے تبدیل ہو گیا ہے لیکن اصول وہی ہے جو

میں کسی طرح خلل انداز نہیں ہو سکتی کہ انگلستان کے قانون کی رو سے ایک فعل ناجائز قرار پا سکتا ہے جو انگلستان کے قانون کے لحاظ سے مدعی علیہ کے لئے ناجائز نہ تھا۔ مگر یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کہ قانون مذکور عام قانون بین الاقوام کے کسی قاعدہ کو اختیار کرے۔

مقدمہ جہاز سوسوما ماسٹر اسکنور (۱۸۱۳) ۱ ڈاؤسن ۲۹۰ - ۲۹۰ ج، اسکاٹ:
میں ایک شریک مالک اس جہاز کے افعال کا ذمہ دار قرار پایا۔ اگرچہ انگلستان کے قانون کی تنگ تعبیر کئے جانے کی حالت میں وہ اسطرح ذمہ دار نہیں قرار پا سکتا تھا۔ کیونکہ اس کا نام جہاز کے رجسٹر میں درج نہ تھا۔

271 **دفعہ ۱۹۹** اگر کوئی فعل ایسا ہے کہ وہ اس ملک کے قانون کے لحاظ سے جہاں وہ واقع ہوا جائز نہیں ہے، اور اس کی بابتہ ہرجہ قانون انگلستان کے اصول کے مطابق دلایا جا سکتا ہے تو اگر اس کی بابتہ انگلستان میں بصیغہ دیوانی کارروائی کیجائے تو یہ جواب کافی نہیں متصور ہو سکتا کہ قانون مقام وقوع فعل کی رو سے اس میں کوئی دیوانی کارروائی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے ساتھ یا اس کے قبل بصیغہ فوجداری کارروائی نہ ہو چکی ہو۔ کیونکہ اس کا تعلق چارہ کار سے ہے، اور اس بنا پر اس کا تصفیہ قانون مقامی سے ہوگا۔

مقدمہ اسکاٹ بنام سیمور (۱۸۶۲) ۱ - ایچ دبلیو - ۲۱۹ - ج، بولاک - مارٹن - وائلڈ جس کو جسٹس ولیمز - ایس - کراسپٹن - جس اور ملیکرن نے بحال رکھا۔

دفعہ ۲۰۰ لیکن ایسی حالت میں کیا ہوگا جب کہ ایک فعل اس ملک کے قانون سے جہاں وہ واقع ہوا ناجائز نہ ہو، اور باوجود اس کے اس فعل کی بابتہ وہاں کے قانون سے ہرجہ نہ دلایا جا سکتا ہو۔ اگرچہ انگلستان کا قانون اس کی اجازت دیتا ہو۔ جن مقدمات فوجداری میں حقیقی مالی نقصان واقع ہوتا ہے وہاں یہ سوال بقیاس غالب پیدا ہی نہیں ہو سکتا، کیونکہ انگلستان کا قانون دیوانی اور فوجداری ایسے معاملات میں چارہ کار کے دینے میں دوسرے ممالک کے قوانین سے زیادہ فیاض نہیں ہے۔ مگر ایسے ممالک بھی ہیں مثلاً فرانس جن میں ناجائز تعلقات (زنا) کی بنا پر

ہرجہ کے دعوی کی اجازت ہی نہیں دیجاتی ہے کیونکہ جو تحقیقات اس کے لئے کرنی پڑے گی، اس کے برے اثرات کا عام اخلاق پر پڑنے کا اندیشہ ہے۔ اور غالباً ایسے ممالک بھی ہیں جن میں خفیف حملہ اور دوسرے جسمانی ضرر میں جو حقیقی مالی نقصان کا باعث نہیں ہوتے فوجداری چارہ کار دیا جاتا ہے مگر انکی نوعیت ہرجہ کی نہیں ہوتی۔

یہ سوال بمقدمہ اسکاٹ بنام سیمور کی بحث میں پیدا ہوا تھا مگر صحیح طریقہ سے پیش نہیں کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس پر بحث تو ہوئی مگر کچھ طے نہ ہوا۔ جسٹس ویٹن کی رائے یہ تھی کہ ایک انگریزی رعایا کو دوسری انگریزی رعایا کے مقابلہ میں اس حملہ کی بابتہ جو ایسے ملک میں کیا گیا ہو جہاں فوجداری چارہ کار کے سوائے کوئی چارہ کار از قسم ہرجہ نہ مل سکتا ہو انگلستان میں مقدمہ دائر کرنے کی اجازت ہے۔ مگر جسٹس ولیس اس کے ساتھ اتفاق کرنے کیلئے آمادہ نہ تھے۔ جسٹس بلیکبرن کے نزدیک یہ امر مشتبہ تھا کہ آیا ایسی حالت میں حملہ کی بابتہ خواہ کیسا ہی سخت کیوں نہ ہو کوئی ہرجہ نہیں دلایا جا سکتا ہے۔ مگر وہ اس خیال کے موید تھے کہ فریقین کے انگریزی رعایا ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا" (۱۸۶۲) ای۔ ایچ وی۔ ۲۳۴۔ ۵۰، ۵ ہولارڈ مینسفیلڈ نے مقدمہ موسٹن بنام فیبر یکاس میں بیان کیا۔ کہ اگر دو شخص فرانس میں لڑیں اور اتفاقیہ طور سے اس ملک میں چلے آئیں اور ایک شخص دوسرے کے مقابلہ میں اس حملہ کی بابتہ دعوی کرے تو اس دعوی کا یہاں چلنا مشتبہ ہے۔ اگرچہ وہ استغاثہ فوجداری نہیں ہے مگر اس کو شاہی امن میں خلل انداز تصور کرنا چاہئے۔ جس امن میں وہ نزاع خلل انداز ہوئی وہ صرف مقامی تھا اور جو مداخلت بیجا ذات کے متعلق عمل میں آئی وہ عارضی تھی نہ اس لئے بغیر کسی (قطعی) رائے کا اظہار کئے اس کا تصفیہ شاید دیں ہو گا جہاں کے فریقین اس وقت رعایا تھے۔ مگر کیا اس میں شبہ کی گنجائش ہے کہ اس ملک میں نہ صرف معاہدات کی بنا پر جو فریقین کے ساتھ کئے جاتے ہیں بلکہ اس ضرر کے متعلق بھی جو ایک رعایا دوسری رعایا کو پہنچاتی ہے، دعوی دائر ہو سکتا ہے؟" (۱۷۷۵) سی اوڈبلیو پی۔ ۱۷۶۔ ۹۷ ایسی صورت میں جس میں انگریزی عدالت شوہر کے مقدمہ طلاق کی سماعت کرتی ہو ایسا مشکل فرض کیا جا سکتا ہے کہ ایک شریک مدعی علیہ

اس عذر کی بنا پر کہ جہاں زنا واقع ہوا وہاں یہ فعل ناقابل ادائی ہرجہ تھا۔ ہرجہ کی ذمہ داری سے بچ سکتا ہے۔ کم سے کم ایسی حالت میں جبکہ بروقت ارتکاب فعل اس کی نسبت انگلستان کا قانون ثابت ہو جو مقدمات طلاق کے اختیار سماعت کی بنیاد ہے (دیکھو دفعات ۴۴-۴۵-۵۰ کتاب ہذا)۔ 272

ایسا زنا زوجی تعلقات میں ضرر رساں ہوگا اور وہ تعلقات اس کے مستحق ہیں کہ ان کی حفاظت انگریزی عدالت کرے۔ مگر زنا کی بابت ہرجہ کا دلایا جانا طلاق کی کارروائی میں ایک ضمنی امر ہوگا اور اس سے ایک مستقل ضرر کی کارروائی میں اس ضرر کی بابت جو ملک غیر میں پہنچا ہو ہرجہ دلایا کبھی نظیر قائم کرنا صحیح نہیں متصور ہو سکتا۔ غالباً بہتر رائے یہ ہے کہ ایسی صورت میں کوئی مستقل مقدمہ دائر ہی نہیں ہو سکتا جس میں ہرجہ اس ملک کا قانون جہاں وہ فعل واقع ہوا نہیں دلاتا ہے خواہ فریقین انگریزی رعایا ہوں یا نہ ہوں کیونکہ مقدمہ میں کوئی ایسا خاندانی تعلق نہیں ہوتا جس کی حفاظت انگلستان کے قانون کے ذمہ ہو اور نہ ابتدائی حدود اختیارات میں مدعی کو کوئی ایسا دیوانی حق حاصل کرتا ہے۔ اسبارہ میں دیکھو مقدمہ میکاڈو بنام فانیٹس (۱۸۹۷) ۲ کیو بی۔ ۲۳۱۔ جج لوپس۔ ورگیو مقدمہ رینٹ بنام رینٹ واسٹوارٹ (۱۹۱۰) پی صفحہ ۲۸۶۔ جج۔ ایوٹس۔ مقدمہ غلپ بنام باتھو (۱۹۱۳) ۳۔ کے۔ بی۔ ۲۵ جس میں جسٹس اسکرٹن کی یہ رائے تھی کہ ایک مستقل کارروائی انگلستان میں اس انگریز شریک مدعی علیہ کے مقابلہ میں ہو سکتی ہے جو ہندوستان کے ایک مقدمہ طلاق میں شریک مدعی علیہ تھا۔ ہندوستان کی عدالت نے شریک مدعی علیہ پر اسکی غیر حاضری میں ہرجہ دلانے کی رائے کا اظہار کیا تھا مگر وہ صرف ایک ضمنی امر تھا۔

دفعہ ۲۰۰ (الف) جو ایکٹ بابتہ ۱۸۴۶ء و ۱۸۶۴ء مہلک حادثات کے متعلق نافذ ہیں وہ ملک غیر کے متوفی اشخاص کے ورثا کے فائدہ کے لئے ہر صورت میں ایک انگلستان کے خاطی کے مقابلہ میں استعمال کئے جاتے ہیں۔

ڈیوڈ اسن بنام ہل [۱۹۰۱] ۲۔ کے۔ بی۔ ۶۰۶ جسٹس کینڈی و فلیمور

نے مقدمہ ہوام بنام برٹش و فارن اسٹیم شپ کمپنی [۱۸۹۸] ۲ کیو۔ بی۔ ۴۳۰ میں
جج ڈارلنگ سے اختلاف کیا اور مقدمہ جہاز سوسومہ اسپیلورز (۱۸۷۰) ایل۔ آر۔
۳۔ اے۔ ایس۔ ۲۸۰ جج سر آرتھر تیسورگر کی تائید کی۔ اس کا انتباہ ایک اسکاٹ لینڈ
کے مقدمہ کا فوری بنام لانرک شائیر ٹریموے کمپنی [۱۹۰۵] ۸۔ ایس۔ ای۔
ایس ایس سلسلہ نمبر ۵ جج ڈیونیڈن۔ اوتھ ایم لارن۔ کتر میں کیا گیا، اس بنا پر
کہ اگر دعوی خلاف قانون مقام تحقیقات اور قانون مقام وقوع جرم میں قابل سماعت
ہے تو یہ امر کہ وہ دعوی کسے ذاتی قانون کے لحاظ سے ناقابل سماعت ہے قابل
لحاظ نہیں متصور ہو سکتا۔ ایک ملک غیر کا شخص بمقابلہ اپنے ملک غیر کے آقا کے،
نوکروں کے معاوضہ کے ایکٹ سے اس بنا پر فائدہ نہیں اٹھا سکتا کہ حادثہ
انگلستان یا انگلستان کے سمندری علاقہ میں ہوا۔ مقدمہ ہینا گاس بنام ہینا گاس
[۱۹۱۲] ۱ کے۔ بی۔ ۴۰۰ جج کوزنس ہارڈے۔ سولٹن ولاڈ چیف جسٹس فارڈیل ہو

دفعہ ۲۰۱ جب تک کہ اصول متذکرہ دفعات بالا مانع نہ ہوں، ایک
ملک غیر کے قانون کے خلاف بھی جو انگلستان میں ہو جو ہر جہ کا دعوی ہو سکتا،
اور حکم امتناعی جاری کیا جا سکتا ہے۔

مقدمہ کالڈویل بنام واڈنگٹن (۱۸۵۱) ۹ بیور ۱۴۵ جج رٹرنر۔

حال میں مختلف ممالک میں یہ اصول عام طور سے اختیار کر لیا گیا ہے کہ بحری قضایا
میں، بالکل جہاز پر بشرطیکہ ان کا حقیقی قصور نہ ہو، یا وہ اس کے معین نہ ہوں۔ اس
ہر جہ کی ذمہ داری جہاز کا مالک نہیں ہوتا جہاز ہوا جہاں مال محمولہ کی قیمت تک محدود
رہے گی۔ بعد میں انگلستان کے اجرا کے جن کا تعلق مختلف صورتوں سے تھا پہلی
پہلی مرتبہ کامل طور سے سلطنتہائے متحدہ (انگلستان اور [illegible]
ایکٹ ۱۸۹۴ء جو [illegible] کے مقرر کی گئی۔ اس میں کسی قسم کے
جہازوں اور [illegible] کے مالکوں کی ذمہ داری [illegible] ملک غیر کے جہازوں اور [illegible]
پر جو اثر اس کا پڑتا تھا وہ قانونی [illegible] پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ یہ حالت تقریباً نصف
صدی تک قائم رہنے کے بعد ۱۹۶۲ء کا ایک متعلقہ جہازات تجارتی جاری ہوا،
جسکی دفعہ ۴ نے ہر جہاز کے مالک کی ذمہ داری کو خواہ جہاز مذکور انگلستان کا ہو،

یا ملک غیر کا اس کے وزن کے ہرٹن کی بابت ایک معین رقم تک محدود کر دیا۔[1] اس لئے اب انگلستان کی عدالتوں کو ملاک غیر کے بالکان جہاز کی ذمہ داری کی مقدار کے تعین میں قانونی استدلال کی ضرورت نہیں پڑتی۔ لیکن شخصی قانون بین الاقوام کی کتاب میں اصول سے بحث کئے بغیر چارہ نہیں ہے۔ عام بحری قانون جن سے ہم بضمن ملکیت جائداد منقولہ (صفحہ ۱۹۴-۱۹۶) روشناس ہو چکے ہیں ان تمام بحری قواعد کا مجموعہ ہے جو زمانہ قدیم میں یورپ کے اکثر ممالک میں رائج تھے۔ مگر ان میں کوئی ایسی حد جس کا ذکر یہاں ہوا ہے معین نہ تھی۔ اس زمانہ میں ہر ملک جہاز اپنے ممالک کے قانون کے محافظ سے بلا تعین کسی حد کے ذمہ دار قرار پاتا تھا۔ جو لوگ ایسے معاملات میں عام بحری قانون سے جو انگلستان میں نافذ ہوا ہے مدد لینے کے عادی ہیں وہ معلوم نہیں اس کی نسبت کیا رائے قائم کریں گے؟ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون جہاز موسومہ کارل جان کے مقدمہ سے شروع کیا جائے جس میں لارڈ اسٹول کو ہرجہ کی مقدار کے تعین پر غور کرنا پڑا تھا، جبکہ دونوں متصادم جہازوں کے ممالک کے قوانین مختلف تھے۔

کارل جان کا مقدمہ (۱۸۲۱) ج اسٹول مشہور نہیں ہے۔ اس کا حوالہ یہ ہے مقدمہ جہاز موسومہ ڈنڈی ۱ ہیگ۔ ادم۔ ۱۱۳۔ اور مقدمہ جہاز موسومہ گرماموسو ۳ ہیگ۔ اڈم۔ ۱۹۶ میں دیا گیا ہے۔ وہ ایک تصادم کا مقدمہ تھا جس میں ایک انگلستان اور ایک سویڈن کا جہاز لڑ گیا تھا جس میں خواندگان کا قصور تھا اور ایک کی ذمہ داری کے تعین کا قاعدہ سویڈن کے قانون میں موجود تھا۔ مگر انگلستان کے قانون میں حال ہی میں ۱۸۹۳ء جارج ۲ کے ذریعہ سے قائم ہوا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ سویڈن کا جہاز مقدمہ انگلستان کے قانون سے استفادہ کر کے جواب ہی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ اس کا ذاتی قانون تھا اور نہ قانون مقام وقوع فعل۔ اسے بیان کیا جاتا ہے کہ اس بارہ میں لارڈ اسٹول نے یہ رائے

---

[1] آئین انگلستان کا قیام ۱۸۹۴ء کے ایکٹ تجارتی جہازات کے قواعد اور ایکٹ مسابقات بحری ۱۹۱۱ء سے تبدیل ہو گیا، مگر اس کے اصول بدستور قائم ہیں۔

قائم کی گئی جو قاعدہ ۵۲ (۵۳ ہونا چاہیے) آئین جارج ۲ میں قرار پایا ہے وہ خاصی حکمت عملی پر مبنی ہے اور اس کا استعمال ملک غیر کے جہازوں کے ساتھ انصاف ہوتا ہے جب اس کے فائدے اور مضرتوں میں ملک غیر کے جہازوں کے ساتھ انگلستان کے جہاز بھی شریک ہو سکتے ہوں۔ اگر تمام سلطنتیں اسی قاعدہ کی پابند ہوتیں تو کوئی دقت نہ تھی مگر کوئی ایسا اشتراک بیان نہیں کیا جاتا ہے۔ اگر سویڈن کے قانون میں ایسا قاعدہ موجود ہوتا جو دونوں ممالک کے جہازوں سے متعلق ہوتا تو دوسری بات تھی ایسی صورت میں سویڈن کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس قاعدہ سے استفادہ کا دعوی کرے، درانحالیکہ وہ انگریزی جہازوں کو اسی قسم کے مقدمات میں ایسا فائدہ پہونچنے نہ دیتی ہو۔" ۳ بیگ۔ آدم ۱۰۷۔ ماخذ ٹوٹ ڈاکٹر ارنالڈ اس سے ظاہر ہے کہ لارڈ اسٹول نے قانون انگلستان کی حقیقی حالت پر نظر کرکے یہ کہا کہ سویڈن کے مالکان جہاز حد مقررہ سے مستفید ہو سکتے اگر وہ عدالت کے ملک کے قانون میں بھی موجود ہوتی۔ وہ صاف طور سے یہ نہیں کہتے کہ انگلستان کے قانون میں کوئی حد مقرر ہونے کی صورت میں بھی سویڈن کے مالکان جہاز ایسی حد سے جو ان کے ملک کے قانون میں مقرر کی گئی ہوتی استفادہ حاصل کرنے کے مجاز تھے مگر کہا یہ جاتا ہے کہ انھوں نے جو کچھ طے کیا وہ یہ ہے کہ "آئین مذکور صرف انگلستان کے جہازوں کیلئے ہے، نہ کہ ملک غیر کے جہازوں اور نہ ان کے مالکوں کے لئے" (۱ بیگ آدم ۱۳) اس بنیاد پر یہ دریافت کرنا دشوار ہے کہ قاعدہ وجود یا عدم وجود سے سویڈن کے جہاز کے مالک کی ذمہ داری میں کس طرح فرق پڑ سکتا ہے۔ لارڈ اسٹول نے جو کچھ طرفین کے استفادہ کے متعلق کہا ہے اس پر غور کرنا باقی ہے۔ تمام حالات پر نظر کرکے بظاہر انکی رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ انگلستان کے آئین کے وجود یا عدم وجود سے سویڈن کے مالک جہاز کی ذمہ داری میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا لیکن اگر کوئی ملک جس نے اپنے جہازوں کیلئے کوئی حد مقرر کر رکھی ہے اپنی عدالتوں میں انگلستان کے جہازوں کو اس حد سے فائدہ نہیں اٹھانے دیتا تو ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عدالت ہذا میں بطور جواب کے اس ملک کو بھی اس حد سے مستفید ہونے دیں۔

27

اس سے ظاہر ہو گا کہ لارڈ اسٹول کی جو رائے بیان کیجاتی ہے اس میں بحر جوابی کارروائی کے کوئی امر ایسا نہیں ہے جو برنائے اصول آئندہ دفعہ میں خلل انداز ہو۔

دفعہ ۲۰۲ اصولاً بحری تصادم کے مقدمات میں خاطی جہاز کے مالک کیطرف سے یہ عذر ہو سکتا ہے کہ اس کی ذمہ داری قیمت جہاز اور سامان محولہ کی حد تک رہنی چاہیئے بشرطیکہ اس ملک کے قانون میں اس کو ایسا حق دیا گیا ہو جس کا جھنڈا اس پر قائم ہے۔ یہ یا تو اس امر سے مستنبط ہوتا ہے کہ خاطی جہاز کا قانون قانون مقام وقوع ہے اس مفروضہ اصول کے لحاظ سے جس کی بنا پر جہاز اس ملک کا ایک قطعہ سمجھا جاتا ہے جس کا جھنڈا اس پر قائم ہوتا ہے۔ یا یہ فرض کرنے سے کہ کوئی مقامی قانون موجود نہیں ہے اور اس لئے مدعی علیہم پر کوئی ایسی ذمہ داری عاید نہیں ہو سکتی جو ان کا ذاتی قانون عاید نہیں کر سکتا لیکن خاطی جہاز کے مالک یہ عذر نہیں کر سکتے کہ انکی ذمہ داری جہاز کی قیمت اور مال محولہ تک محدود رہنی چاہیئے جس کی اجازت صرف مدعیوں کے ملک کے قانون سے ہے اور خود ان کے ملک کے قانون سے نہیں ہے۔

"اگر وہ بحری قوانین جس کو دونوں قومیں جس کے وہ جہاز ہیں کام میں لاتی ہیں ذمہ داری کے معاملات میں یکساں ہیں تو ایسے قوانین اگر عدالت کے سامنے پیش کئے جائیں تو عدالت پر لازم ہے کہ وہ ان معاملات میں جس پر فریقین متفق ہو گئے ہیں انکو کام میں لائے اگرچہ وہ ان بحری قوانین سے مختلف ہوں جو مقدم الذکر کے ملک میں بحری قوانین سمجھے جاتے ہیں کیونکہ جہاں تک فریقین کا تعلق ہے بحری قانون وہی ہے جس کو ان دونوں نے قبول کر لیا ہے۔" ماخوذ از تجویز سپریم کورٹ ریاستہائے متفقہ امریکہ جسے جسٹس برٹیڈلے نے مقدمہ جہاز موسومہ ملجلینڈ (۱۸۸۵) ۱۱۴ یو۔ ایس۔ ۵۵۵ صفحہ ۳۷۰ میں صادر کیا تھا اور مقدمہ جہاز موسومہ اسکاٹ لینڈ ۱۵۰ یو۔ ایس ۴۰۲ ۳۱ کا حوالہ دیا تھا جو مقدمات جہاز موسومہ ٹیٹانک کی تباہی سے پیدا ہوئے ان میں امریکہ کی سپریم کورٹ نے یہ طے کیا کہ انگریزی جہازوں کے مالک امریکہ کی عدالتوں میں اس ذمہ داری کی حد سے فائدہ اٹھانے کے مستحق ہیں جو امریکہ کے قانون

میں قرار پائی ہے، اگرچہ جہاز تباہ شدہ انگلستان کا تھا اور مدعی امریکہ کے رہنے والے تھے۔ مقدمہ اورسنگ نوگیشن کمپنی بنام ملور ۲۳۳۔ یو۔ایس ۱۸۱۔

دفعہ ۲۰۲ (الف) لیکن جو زمانہ لارڈ اسٹیول اور ۱۸۶۲ء کے ترمیمی ایکٹ تجارتی کے نفاذ کے درمیان میں گزرا اس میں اکثر انگلستانی عدالتوں کا رجحان اس اصول کے اختیار کرنے کی طرف مائل رہا ہے، انگلستان کے ایسے جہاز کے مالک پر جس کا جہاز کسی ملک غیر کے جہاز سے لڑ جائے صرف انگریزی قانون کی معمولہ ذمہ داری عاید ہوگی لیکن اگر ملک غیر کا جہاز جو باشندہ ملک غیر کی ملک میں ہو، حدود بحری سے باہر کسی انگریزی جہاز سے لڑ جائے اگرچہ اس کے مالک پر اس کے ملک کے قانون کے لحاظ سے اسقدر ذمہ داری عاید ہوتی ہو جتنی انگلستان کے قانون مجریہ 270
سے عاید ہوتی ہے، مگر انگلستان میں وہاں کے قانون کے اس جز سے جو عام بحری قانون کے نام سے موسوم کیا جاتا اور کام میں لایا جاتا ہے اسپر غیر محدود ذمہ داری عاید کیجائیگی۔ (دفعہ ۲۰۲ الف) اس کے جو الفاظ عدالت مرافعہ نے بمقدمہ لائیڈ بنام گیوبرٹ۔ ایل۔ آر۔ آئی۔ کیو۔ بی۔ ۱۲۵۔ استعمال کئے وہ صحیح تھے بمقصد قانون انگلستان سے تھا مگر رفع ابہام کیلئے اسطرح کہا گیا۔ نیز دیکھو ایجوزیلارڈ جسٹس برٹ بمقدمہ جہاز موسومہ کہنانو دمیریا۔ ۷۔ پی۔ ڈی۔ ۱۴۳۔]

غالباً پہلا مقدمہ جس میں یہ اصول برتا گیا کوپ بنام دوہارٹی (۱۸۵۸) ۴۔ کے دبے۔ ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸ جو کمال رہا (۱۸۵۸) ۲۔ ڈی۔ جے۔ ۶۱۴۔ نیز نائٹ بروس وٹرز: جس میں یہ طے ہوا کہ ذمہ داری کی جو حد انگلستان کے قانون میں مقرر کر دی گئی ہے وہ ان دو امریکہ کے جہازوں سے متعلق نہیں ہو سکتی، جو انگلستان کے ساحل سے تین میل کے فاصلہ کے اندر لڑ گئے تھے جسٹس ووڈ نے لکھا: کہ اگر یہ بیان اور ثابت کیا جاتا کہ اسبارہ میں ہمارا اور امریکہ کا قانون ایک ہی تھا تو ہم اس کو دو امریکہ کے جہازوں کے معاملہ میں کام میں لا سکتے تھے، مگر امریکہ کے خاطیوں کے متعلق بمقابلہ اسکے امریکہ کے غرق شدہ جہاز کے مالکوں کے جن میں کچھ انگلستان کے لوگ بھی شریک تھے وہ یقیناً محدود ذمہ داری کے اصول کو کام میں لانے سے انکار کرتا۔ جسٹس ووڈ اور ٹرنر کی تجویز میں اسپر خوب بحث

کر کے یہ طے کیا گیا ہے کہ انگلستان کا ایکٹ پارلیمنٹ بیرونی جہازوں کے مالکوں کی ذمہ داری کو محدود کرنے کی غرض سے کام میں نہیں لایا جا سکتا۔ یہ ایک ایسا امر تھا جس سے کسی زیادہ وقت کے پیش آنے کا خیال نہیں ہو سکتا تھا، مگر وائس چانسلر نے اس سوال کی طرف توجہ نہیں کی کہ صورت مفروضہ میں انگلستان کے مالکان جہاز پر ذمہ داری عائد کرنے کیلئے کیا وثیقہ ہوگا۔ جسٹس نائٹ بروس نے ایسی صورت کے متعلق اظہار رائے سے انکار کر دیا جس میں منجملہ دو جہازوں کے صرف ایک جہاز ملجاما قومیت اور ملکیت کے انگلستان کا ہو، یا تصادم کسی انگریزی دریا یا انگریزی بندرگاہ میں واقع ہوا ہو، جو سوال جسٹس وڈ نے پیش کیا تھا اور جس کے متعلق جسٹس نائٹ بروس نے اپنی رائے محفوظ رکھی، وہ مقدمہ جہاز سوسومہ وائلڈ بینجر (۱۸۶۲) ۵۵۳ - ۵۵۳ - جج لوشنگٹن میں پیش آگیا، جس میں امریکہ کا ایک جہاز وسط سمندر میں ایک انگریزی جہاز سے لڑ گیا تھا، اور جس میں امریکہ کی حد ذمہ داری کا عذر پیش کیا گیا تھا ــــ ڈاکٹر لوشنگٹن نے ذمہ داری کی حد کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ انھوں نے اپنی رائے کی بنیاد، عام بحری قانون پر قائم کی، انکی جو رائے اس قانون کے متعلق ہے، وہ ہم کو انتقال جائداد منقولہ کے ضمن میں معلوم ہو چکی ہے۔

مقدمہ جبل آئرن اسکرو کولیر کمپنی بنام شرمین (۱۸۶۰) ۱ - جے واچ - ۱۸۰ - جج وڈ ہیں، انگلستان کی حد ذمہ داری کے اصول سے ایک انگریزی جہاز کے متعلق بمقابلہ ایک ڈچ جہاز کے کام لیا گیا۔ تصادم انگلستان کے ساحل سے تین میل کے اندر واقع ہوا تھا۔ مقدمہ جہاز سوسومہ اسیلیا کیل بنام پاپا پانی (۱۸۶۳) ۱ - مو - پی - سی - (سلسلہ جدید) ۱۷۱ جس میں جسٹس وڈ نے لوشنگٹن کی تجویز کو بحال رکھا۔ اس میں بھی انگلستان کی ذمہ داری کے اصول کا استعمال ایک انگریز جہاز کے حق میں بمقابلہ ایک بلجیم کے جہاز کے کیا گیا تھا۔ تصادم بحیرہ روم میں واقع ہوا تھا۔ یہ دونوں مقصات دفعہ ۲۰۲ کے مطابق ہیں۔

اس کا دریافت کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ جو اصول دفعہ (۲۰۲) الف میں قائم کیا گیا ہے، وہ کس نوعیت کے تصورات سے پیدا ہوا ہوگا؟ کیونکہ وہ ایسے

لوگوں کے نزدیک، جو عدالت کے مجریہ احکام کو لوگوں کی ذات اور ملکوں کی حکومت پر مبنی خیال کرتے ہیں۔ عجب معلوم ہوتا ہے۔ اس معاملہ پر ایک درجہ تک اس ریمارک سے روشنی پڑ سکتی ہے جو ڈاکٹر لوشنگٹن نے جہاز سوسہ زولیرن کے مقدمہ میں کیا تھا جو کہ بحری راہ کے قواعد کے متعلق تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ "ملک غیر کے جہازوں کے مالکوں کی نسبت، یہ نہیں فرض کیا جا سکتا کہ وہ اس ملک کے میونسپل قوانین سے واقف، یا ان کے پابند ہونگے، اس لئے مقدمہ کا فیصلہ بحری قوانین سے 276
ہونا چاہئے یعنی جہاز رانی کے ان قواعد کی رو سے جو عام طور سے ان اقوام میں رائج ہیں، جو سمندر کے اس حصہ میں، جہاں کہ تصادم واقع ہوا، جہاز رانی کرتی ہیں۔ اگر ملک غیر کا رہنے والا اس ملک کی عدالتوں میں آتا ہے تو دادرسی اور نیز کارروائی، مقامی قانون کے لحاظ سے کیجائے گی۔" سالی۔ کے۔ اڈم رپورٹ ۹۹۔ بحری قانون کو مقامی قانون کہنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف، اس امر سے واقف تھے، کہ باوجود ایک ظاہری نام دینے کے وہ فی الحقیقت انگلستان کے قانون کو ملک غیر کے لوگوں پر استعمال کر رہے تھے، جس سے غالباً ہم کو ان کی اس دلیل کا بھی پتہ چل جاتا ہے کہ جب کسی عدالت امیرالبحری کے متعلق یہ تسلیم کر لیا جاتا ہے کہ وہ مقدمہ کی سماعت کی مجاز ہے، تو عدالت مذکور کا قانون، اس اصول کی بنا پر۔ کہ "جہاں جورسڈکشن موجود ہو، وہاں حق اور قانون، دونوں پائے جاتے ہیں"۔ نافذ متصور ہوتا ہے لیکن یہ اصول، صرف ان عدالتوں سے متعلق ہو سکتا ہے، جن کو مقدمہ کی اس کارروائی سے صحیح طور سے تعلق ہو۔ (صفحہ ۷ گزشتہ)۔ مگر جن لوگوں کے ذہن نشین یہ امر ہے کہ مہذب دنیا میں تمام اقتدارات، یا تو ذات پر ہوتے ہیں، یا مقامات پر، وہ اس کے قائل ہونگے کہ وسط سمندر میں، اجرائی قوانین یا معمولی حدود و اختیارات قائم کرنے کی صحیح طور سے صرف بادشاہ یا سلطنتیں، مجاز ہو سکتی ہیں:۔ (۱) اپنی رعایا یا رکاب پر۔ (۲) ملک غیر کے باشندوں پر، جو ان جہازوں میں سفر کر رہے ہوں، جو صحیح طور سے ان کا جھنڈا اڑا رہے ہوں۔ (۳) اور بحری غار تگروں پر۔ اور صرف اسی اصول کی بنا پر، جو کارروائی جہازوں پر ہوتی ہے، اس کا قانونی اثر پیدا ہو سکتا ہے۔ اور اگرچہ جہاز کسی بندرگاہ میں موجود ہونے سے مقامی عدالت، عدالت مقام قیام مدعی علیہ ہو جاتی ہے

اور اس کو یہ حق حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اشیاء کے متعلق ان قانونی اثرات کو جو اسکے حدود اختیارات سے باہر واقع ہو سکتے تھے، عمل میں لائے، مگر اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی عدالت کے قانون سے ان اثرات کا تعین اور تصفیہ کرے۔ اس سے کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا کہ قدیم زمانہ میں وسط سمندر کے غیر مملوکہ ہونے سے یہ نتیجہ نہیں اخذ کیا جاتا تھا کہ کسی حکومت کو بغیر خاص استحقاق کے سمندر پر باضابطہ اختیارات کے کام میں لانے کی اجازت نہیں ہے۔ برخلاف اس کے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا تھا کہ ہر حکومت اس کی مجاز ہے۔ اس سے جو گمان ہو سکتا ہے وہ یہی ہے کہ ایک مخصوص ملک کے قانون کو بنام نہاد قانون بحری، بیرونی اشخاص کے ایسے افعال ناجائز سے متعلق کرنا جو ملک مذکور کے حدود سے باہر واقع ہوئے ہوں، اس خیال کی ایک یادگار ہے جس کی رو سے وسط سمندر عام اور بلا امتیاز اختیارات کے استعمال کا ایک وسیع میدان سمجھا جاتا تھا۔ اس کا اقرار لارڈ جسٹس بریٹ کے اس قول سے مستفاد ہوتا ہے جس کا اظہار انہوں نے مقدمہ چارٹرڈ بینک آف انڈیا بنام سیندرلینڈ انڈیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی میں کیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ "چونکہ مخصوص اختیارات کا قاعدہ کام نہیں دے سکتا؛ اس لئے میرے نزدیک اگر اس ملک میں ملک غیر کے رہنے والے پر اس سمن کی تعمیل ہو جائے جو اس کے لازم کے مقدمہ میں کسی ایسے فعل کی بابت جاری ہوا ہو جس کا مرتکب وہ وسط سمندر میں ہوا تھا تو اس لحاظ سے کہ سمندر پر انگلستان کو وہی حق حاصل ہے جو دوسرے ملکوں کو ہے، مقدمہ معمولی عدالت میں چل سکے گا"۔ ۱۰ - کیو - بی - ڈی - ۵۳۷۔ 27?

دفعہ ۲۰۳ - دفعات ۲۰۲، ۲۰۲ اور ۲۰۳ کے متضاد اصول کا تعلق اس قانون سے ہے جس کی رو سے کسی ملک میں ایسی ہرجہ کی ذمہ داری جس کا باعث محض ناخدا یا عملہ بحریہ کی غفلت ہو، انہیں پر عائد ہوگی اور مالکان جہاز اس سے بری رہیں گے۔ اگر مالکوں کی ذمہ داری کا اندازہ کرنے کے لئے دفعہ ۲۰۲ سے کام لیا جاتا ہے تو اس سے یہ نتیجہ مستخرج ہوتا ہے کہ خود انکی ذمہ داری کے وجود کا انحصار اس ملک کے قانون پر ہونا چاہئے جس کا جھنڈا جہاز پر قائم ہے۔ اگر دفعہ ۲۰۲ الف سے کام لیا جاتا ہے تو ملک غیر کے مالک انگلستان میں ذمہ دار قرار پائیں گے اگرچہ

وہ اپنے ملک کے قانون کی رو سے بری الذمہ رہیں گے۔

مقدمہ جہاز موسو لیون (۱۸۸۱) ۶۔ پی۔ ڈی۔ ۱۴۸۔ جج، سر آرتھر ایلیمور ہیں اسپین کے رہنے والے مالکوں کی نسبت گو کہ یہ کہا جاتا تھا کہ وہ اپنے ملک کے قانون سے بری الذمہ ہیں مگر انگلستان میں وہ لوگ اس ہرجہ کے ذمہ دار قرار دیے گئے جو وسط سمندر میں محض ناخدا یا عملہ کی غفلت سے ہوا تھا۔

دفعہ ۲۰۴ سمندر میں تصادم واقع ہونے کی حالت میں ہرجہ یہ معلم کا لیا جانا، انگریزی عدالتوں میں، مالکوں کو اس ہرجہ سے بری کر دینے کے لئے کافی ہوگا جو اس معلم کی غفلت سے ہوگا، خواہ مالک کسی ملک کے ہوں اور خواہ ان کا قانون کچھ ہو۔ یہ اس اصول کے مطابق ہے کہ انگلستان میں کوئی فعل ناجائز نہیں متصور ہوتا جو انگریزی قانون کے اصول کے مطابق مدعی علیہ کیلئے ناجائز نہیں ہے (دیکھو دفعہ ۱۹۷)

مقدمہ جہاز کرسچینا (ملک غیر کے جہازوں سے دریائے ٹیمس میں نقصان کا پہنچنا اور ہرجانے کے مقام، ذمہ داری میں کسی قسم کا فرق نہ آنا (۱۸۴۰) ۲۔ ہیگ آدمی ۱۸۳۔ جج، رالفس کو مقدمہ ورتھن (جو نقصان انگلستان کے جہازوں سے دوسرے ملک کے جہازوں کو پہنچے) (۱۸۴۲) ۱۔ ڈبلیو۔ روب۔ ۳۱۶۔ جج، لوشنگٹن کو مقدمہ نیچون ثانی (۱۸۱۴) ۱۔ وٹس۔ ۴۶۔ جج، اسکاٹ کو مقدمہ گریولا (۱۸۲۴) ۳۔ ہیگ، ادمی ۱۹۹۔ جج، نکلاس میں تصادم سمندر کے اس حصہ میں واقع ہوا جو انگریزی علاقہ میں تھا، اور باوجود جہاز معلم دیئے جانے کے ملک غیر کے جہاز ذمہ دار قرار پائے۔ موخر الذکر مقدمہ میں غلطی خود ناخدا کے جہاز کی سرداری تھی، اسلئے جو فیصلہ مقدمہ کرسچینا میں ہوا تھا، اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا تھا جیسا کہ فاضل جج نے صفحہ ۱۸۰ پر کیا ہے۔ مقدم الذکر مقدمہ میں معلم کے جبریہ لئے جانے کا کوئی ذکر نہیں ہے اس لئے ممکن ہے کہ سر ڈبلیو اسکاٹ نے معلم کے جبریہ رکھے جانے کی نسبت شبہ کیا ہو۔ مقدمہ گریولا میں یہ دوسرا امر ہے جس سے

سر۔ جے۔ بکنال نے بحث کی ہے۔

دفعہ ۲۰۵ جس وقت سمندر میں دو جہازوں کے تصادم کا اندیشہ ہو تو ہر جہاز کو وہ قاعدہ راہروی (Rule of the road) اختیار کرنا چاہئے جو انکے جھنڈوں (ممالک) کے لئے مشترک ہوں، یا اگر اس زمانہ میں دونوں جھنڈوں کیلئے کوئی مشترک قاعدہ موجود نہ ہو تو وہ قاعدہ جو کسی زمانہ میں دونوں میں مشترک تھا۔

انگلستان کے قانون میں جو قواعد بحری راہروی کے لئے قرار پائے ہیں، ان کے استعمال کا سوال انگلستان کے قانون کی اس مقررہ حد ذمہ داری 278
کے استعمال کے سوال سے، جسمیں ذمہ داری جہاز اور مال محولہ کی قیمت سے بڑھنے نہیں پاتی، اور نیز ان قانونی مستثنیات کے استعمال کے مسئلہ سے جن میں جبریہ معلم نہ دیئے جانے کی بناء پر ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے، بالکل مختلف ہے۔ جو جہاز ایک دوسرے کے مقابل آرہے ہوں، ان میں سے ہر ایک سے، ایک ہی بحری راہروی کا قاعدہ متعلق ہوگا، یا دونوں سے متعلق نہ ہوگا، برخلاف اس کے تصادم کے فریقین میں یہ ممکن ہے کہ اس کا ہر فریق ذمہ داری اور مقدار ذمہ داری کے متعلق مختلف قانون کا پابند ہو، جو قواعد راہروی کے علاوہ کسی دوسری بنا پر عاید ہوتی ہو۔ پرایوی کونسل کی جو تجویز مقدمہ جہاز تیلیے میں صادر ہوئی ہے، اس کے انتخابات دفعہ ۱۹۰۷ میں دیئے گئے ہیں، انکو دیکھنا چاہئے۔ یہ واقعہ ہے، اور محض خیال نہیں ہے، کہ ایک زمانہ میں یورپ کی تمام بحری سلطنتوں کے لوگوں میں بحری راہروی کے قواعد مشترک تھے۔ اس صورت میں جب انگلستان یا کوئی دوسری حکومت راہروی کا قاعدہ بدلتی ہے، تو اگر اس کے خلاف صراحت نہیں کر دی گئی ہے، تو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس کا یہ مقصد ہے کہ تمام ایسی صورتوں میں، جن میں امکانی تصادم کا ایک فریق جدید قاعدہ کا پابند نہیں ہے، اور نہ واضعان قوانین اس پر قاعدہ مذکور کی پابندی عاید کر سکتے ہیں، قدیم قاعدہ بحال خود جاری رہے، اور خود اس کی رعایا بھی اس کی پابندی کرے۔

مقدمہ ڈمفریز (۱۸۵۶) سابی ۶۳ میں جسٹس لوشنگٹن نے یہ طے کیا۔
کہ ایک انگریزی اور ایک ڈنمارک کے جہاز کے معاملہ میں انگلستان کا قانونی

قاعدہ نہیں، بلکہ قدیم قاعدہ کام میں لایا جائے گا۔ یہ تجویز برائے واقعات منسوخ ہوگئی۔ (۱۸۵۶) سابق ۲۵ ایڈیوی کوسل کی تجویز جسٹس پیٹرسن نے صادر کی تھی۔ ڈوسفرز کے متعلق یہ تجویز ہوئی کہ وہ غلطی پر تھے، یہ فرض کئے جانے کے بعد بھی کہ پارلیمنٹ کا ایکٹ ان پر نافذ تھا اگرچہ اس کے نافذ یا غیر نافذ ہونے کے متعلق کوئی رائے نہیں قائم کی گئی تھی۔ مقدمہ جہاز موسومہ زلوبرن (۱۸۵۶) سابق ۹۶ ج، ٹوشنگٹن میں ایک روسی جہاز کو یہ اجازت نہیں دیگئی کہ وہ بمقابلہ ایک انگریزی جہاز کے یہ عذر کرسکے کہ انگریزی جہاز ایک انگریزی قاعدہ کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوا ہے۔ جہاز موسومہ چانسلر (ریمس بنام گی) (۱۸۶۱) ۱۴ مو۔ پی۔ سی۔ ۲۰۲۔ ج، روملے کے مقدمہ میں بھی یہ تسلیم کیا گیا کہ ایک انگریزی اور ایک امریکہ کے جہاز کے مقدمہ میں انگریزی قاعدہ کام نہیں لایا جاسکتا۔ مقدمہ ریٹر بنام بریگا یا کراگیرو (۱۸۶۵) ۱۴۔ ایل۔ ٹی۔ نج، کیلی میں آیرلینڈ کی عدالت امیرالبحری نے ایک انگریزی اور ناروے کے جہاز کے معاملہ میں انگلستان کے قاعدہ کی پابندی کی۔ ناروے ایک معاہدہ کا پابند تھا جو وہاں کے بادشاہ اور ملکہ معظمہ کے درمیان ہوگیا تھا۔ مقدمہ کلپس ولسونیا (ہمبرگ) امریکن اسٹیم شپ کمپنی بنام نارتھ آف اسکاٹ لینڈ بینکنگ کمپنی (۱۸۶۲) ۱۵ مو۔ پی۔ سی۔ ۲۶۲ میں جسٹس جسٹس روملے نے جسٹس ٹوشنگٹن کے فیصلہ کو بحال رکھا، یہ قرار پایا۔ کہ انگریزی قاعدہ، انگریزی جہاز اور ایک ملک غیر کے جہاز کے معاملہ میں متعلق نہیں ہوسکتا، جس میں ساحل انگلستان سے تین میل کے اندر سمندر میں تصادم ہوگیا تھا۔ مگر تصادم سوئیٹ میں ہوتا جو جزیرہ وٹ اور سوامل ہیمپشائر کے درمیان واقع ہے، تب بھی قاعدہ مذکور متعلق ہوتا۔ مقدمہ جہاز شاہی موسومہ کنگ الفرڈ [۱۹۱۴] پی۔ ۴۰ ج، پی ایونس میں ایک اسپین کا دخانی جہاز ایک انگریزی جنگی جہاز سے لڑ گیا تھا۔ طے ہوا کہ اسپین کے جہاز کی کوئی غفلت نہ تھی جس نے محمد عدالت بحریہ کے ایک قاعدہ پر عمل کیا تھا۔ البتہ اس نے بورڈ آف ٹریڈ کے ایک اشتہار کی ہدایات کی پابندی نہیں کی تھی، جو چند سال قبل اس غرض سے

جاری ہوا تھا کہ معمولی جہازوں کو جنگی جہازوں کے بیڑے میں سے ہو کر گذرنے سے احتیاط کرنی چاہئے۔ یہ امید نہیں کیجا سکتی کہ ملک غیر کے جہاز رانگلستان کی اس ہدایت سے واقفیت کا کوئی ذریعہ ہے ؛

279 **دفعہ ۲۰۶** جس صورت میں مدعی علیہ کو مدعی کی رقم یا جائداد سے کسی ملک میں اس طور سے استفادہ کا موقعہ ملا ہو کہ اس سے مدعی کا ہرجہ ہوا ہو، تو اس کی قیمت پر اس ملک کی شرح سود کے مطابق اس کو سود دلایا جائے گا، اور اتنی رقم کی ڈگری دیجائے گی، جو بحساب نرخ تبادلہ ملک مذکور میں اسقدر سود کے حاصل ہونے کیلئے کافی ہو۔

ایکنس بنام ایسٹ انڈیا کمپنی (۱۷۱۸) ۱۔ پی۔ ڈبلیو۔ ۳۹۵۔ نج،
کوپر جو بحال رہی (۱۷۱۸) ۲۔ برو۔ پی۔ سی۔ ۲۸۳۔ دیکھو آئندہ دفعہ ۲۲۵ و ۲۲۶ ؛

غلاموں کی خرید و فروخت کا رواج، بذریعہ قانون انگریزی موقوف ہو جانیکے بعد بھی بعض ممالک ایسے تھے جن میں اس کی ممانعت نہیں ہوئی تھی۔ انگریزی جہاز کے افسروں کے ہاتھ سے اس تجارت کے انسداد کی کوشش میں ان ممالک کی رعایا کو نقصان پہنچتا تھا۔ یہ حالت ایک خاص قسم کے مقدمات کی پیدائش کا موجب ہوئی۔ ایسے مقدمات قابل سماعت قرار پائے کیونکہ عام قانون بین الاقوام کا قدیم قاعدہ جس کی رو سے غلاموں کی خرید و فروخت جائز تھی، ان مدعیوں کے حق میں نافذ تھا، اور اس حد تک وہ انگلستان کے قانون کا ایک قاعدہ تھا۔ اس طور سے، وہ مقدمات دفعہ ۱۹۸ میں داخل ہو کر، دفعہ ۲۰۲ کے اصول مبینہ کے خلاف نہیں ہوتے تھے۔ اور یہ بھی طے ہوا: کہ جہاں کوئی مقامی قانون نہیں ہے، وہاں مدعی علیہ پر اس کے ذاتی قانون کی رو سے ذمہ داری عائد ہو سکے گی۔

میڈرازو بنام ولیز (۱۸۲۰) ۳۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ۲۵۳۔ نج،
ایسٹ۔ بیلی۔ ہولیروڈ۔ کیسٹ ؛

فصل دوازدہم

280

معاہدات

ضوابط معاہدات

دفعہ ۲۰۷ پابندی دفعہ (۲۰۸) معاہدہ کے ان ضوابط کی تعمیل جو قانون مقام انعقاد (Lex loci Contractus Celebrati) میں بتائے گئے ہیں، انگلستان میں اس کی ظاہری صحت کیلئے کافی متصور ہوگی۔

مقدمہ گیوبرٹ بنام ینگ (۱۸۵۱) ۴۔ ڈی۔ جی وایس۔ ۷۔ ۲۱۔
ج، نائٹ بروس میں دیکھو صفحہ (۰۰)۔ فاضل جج کا قانون مقام تعمیل (Lex loci actus) کو مختصر کرنا مخصوص انگلستان کیلئے۔

دفعہ ۲۰۸ لیکن ایک معاہدہ جو ظاہری طور سے قانون مقام انعقاد کے لحاظ سے مکمل ہو، انگلستان میں اس وقت تک قابل تعمیل نہیں قرار پاسکتا جبتک کہ وہ شہادتوں سے اس طرح موثق نہ ہو جسطرح انگلستان کے قانون میں بتایا گیا ہے۔

یہ رائے اس اصول پر مبنی ہے کہ طریقہ کارروائی مقامی قانون (Lex fori) کے مطابق اختیار کیا جائیگا۔ لیکن دوسرے ممالک میں یہ عام طور سے تسلیم نہیں کیا جاتا، اور معاہدہ کی شہادت اور اسکی ظاہری شکل میں اکثر کوئی تمیز نہیں کیجاتی ہے۔ فی الحقیقت یہ کہنا کہ ایک معاہدہ بغیر تحریر کے درست ہو سکتا ہے، مگر اس کی تعمیل اس وقت تک نہیں کرائی جاسکتی جبتک کہ اسکے متعلق شہادت تحریری موجود نہ ہو بغیر کسی حقیقی فرق کے فرق کرنا ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں، جبکہ ایک ہی ملک کے قانون سے بحث ہو۔ البتہ فرق کا مفہوم اس وقت سمجھ میں آنے لگتا ہے، جب دو مختلف ممالک کے نظامہائے قانونی پر نظر ڈالنی پڑتی ہے جیسا کہ اس دفعہ میں ہوا ہے لیکن اس صورت میں بھی حقیقت یہ ہے کہ قانون مقام انعقاد معاہدہ اس معاہدہ کو جائز اور قابل تعمیل سمجھتا ہے، اور قانون مقامی اس کو بالکل

ناقابل توجہ قرار دیتا ہے۔ بنیس کی رائے یہ تھی کہ طریقہ ثبوت مثلاً یہ کہ شہادت زبانی ہونی چاہئے یا تحریری ۱؎ ۔۔۔ قانون مقام معاہدہ پر بطور جز اقرار ذمہ داری کے (Vinculum Obligationis) منحصر ہونا چاہئے اور اسی طرح آلنی کے کوڈ کے ابتدائی فقرہ (۱۰) کا مضمون یہ ہے کہ ذمہ داریوں کے ثبوت کے ذرائع کا تعین اس مقام کے قانون سے کیا جاتا ہے جہاں کہ فعل عمل میں آیا۔ یہ سوئنی کہتا ہے کہ تاجروں کے کھاتوں کی وقعت کا اندازہ بحیثیت شہادت کے اس مقام
231 کے قانون سے کیا جانا چاہئے جہاں وہ کھاتے مرتب ہوتے ہیں۔ ان کے عدالتی ثبوت کا تعلق ضابطہ سے ہے (Probativeness) اور اس طور سے وہ قانون مقامی کے تحت میں بطریق صحیح داخل ہو جاتے ہیں۔ مگر اس موقعہ پر ان کا عدالتی ثبوت قانونی فعل کی شکل اور اثر کے ساتھ بطور جز لاینفک کے ملا ہوا ہے اور یہاں فعل ہی کو جز غالب تصور کرنا چاہئے۔ ملک غیر کا باشندہ جو ایسے ملک کے تاجر کے ساتھ معاملت کرتا ہے جہاں تجارتی کھاتے عدالتی ثبوت میں لئے جاتے ہیں، اپنے آپکو اس ملک کے قانون کا تابع کر دیتا ہے"۔ یہ استدلال اس حد تک قبول کیا جا سکتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے ایسے کھاتے شہادت میں برتے جائیں قانون مقام معاہدہ کے لئے جائیں۔ اس عمل کے معنی یہ ہونگے کہ وہ تاجر جس نے ایسے کھاتوں کو لکھا ہے، قانون مقام معاہدہ کی بنا پر دوسرے فریق کا ایسا کارندہ ہے جس کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس کیطرف سے معاہدہ کو بطریق خاص ضبط تحریر میں لائے مگر پھر بھی یہ صورت باقی رہتی ہے کہ اگر مقامی قانون استناد دروغ حلفی کے لحاظ سے زبانی شہادت کا مانع بھی ہو تب بھی اس کو اس دعوی کا حق پہنچتا ہے کہ وہ قانون مقام معاہدہ کے کسی قاعدہ کو جو اس کے خلاف ہو رد کر دے۔ نہ صرف اس بنا پر کہ وہ ایک ضابطہ کا مسئلہ ہے، بلکہ اس خاکی حکمت عملی کے تحفظ کے خیال سے جو شخصی قانون بین الاقوام کے تمام مسائل کی روح رواں ہے۔

جہاں قانون استناد فریب کی وجہ سے ضرورت ہو وہاں

۱؎ صفحہ ۵۹۰۔ مقالہ قانون جائداد منقولہ غیر منقولہ ۔

تحریری شہادت پیش ہونی چاہیے اگرچہ قانون مقام انعقاد معاہدہ اس کو ضروری نہ قرار دیتا ہو۔ لیرکس بنام براون (۱۸۵۲) ۱۲ سی۔ بی۔ ۱۰۱ ۸ ج؛ جروس۔ آل۔ ٹا لغور ڈ ۲۰

انگلستان جو فریق انگلستان کی عدالتوں میں ایسے معاہدہ کے متعلق دعوی کرے جو ملک غیر کی اراضی کے متعلق ہو اسکو بھی قانون انسداد فریب کے دفعہ (۴) کی پابندی کرنی چاہیے۔ مقدمہ کومبس بنام کومبس [۱۹۱۷] ۱۴۲۔ ایل۔ ٹی۔ ۲۳ سی۔ ۱۔ ے ۲

دفعہ ۲۰۹ تکمیل معاہدہ کیلئے جن ضوابط کی پابندی، از روئے قانون مقام انعقاد ضروری ہے؛ انکی پابندی، انگلستان میں بھی صحت معاہدہ کے لئے ضروری ہے۔

مدعی، ایسے تحریری معاہدہ کی بنا پر ڈگری نہیں پا سکتا جو جیسا کہ اس لکھا گیا تھا اگر اس جزیرہ کے قانون کے مطابق اسٹامپ نہونے کی وجہ سے باطل تھا۔ یہ مقدمہ الوس بنام ہاڈسن (۱۷۹۰) ۷۔ ٹی۔ آر۔ ۱۴۴۔ کے حاشیہ کی عبارت میں درج ہے۔ اس مقدمہ میں جسٹس کینان نے کہا کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ہم ممالک غیر کے قوانین اراضی سے بحث نہیں کر سکتے لیکن میرے نزدیک اس تک کے قوانین کا لحاظ کیا جانا ضرور ہے جہاں حاشیہ کی عبارت مذکور لکھی گئی ہے جبتک عبارت مذکور اس مقام پر جائز ہو وہ یہاں کی عدالت میں بھی جائز نہیں متصور ہو سکتی ہے۔ مقدمہ برسٹو بنام سی کیو ولی (۱۸۵۰) ۵۔ ایکچ۔ ۲۰۵۔ ج پوولک ۔ مولف۔ اینڈرسن۔ پلینٹ: اسمیں معاہدہ کے ثابت کرنے کا کوئی سوال نہ تھا بلکہ صرف یہ ثابت کرنا تھا کہ سوال متعلقہ معاہدہ ایک رقم کے ادا کرنے کی بنا پر پیدا ہوا تھا اور اسی رسید کو بطور شہادت کے کام میں لانے کی اجازت دی گئی تھی جس کی اس ملک میں جہاں وہ لکھی گئی تھی، برنائے عدم ادائی اسٹامپ مجوزہ، اجازت نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے مقدمہ ہذا کی بنیاد اس اصول پر قایم ہوئی ہے کہ ضابطہ کا تعلق مقامی قانون سے ہوتا ہے۔ دفعہ ہذا کے

مضمون سے اس میں بحث نہیں کی گئی ہے لیکن مؤلف نے اس رائے
کا اظہار کیا کہ مقدمہ الوس بنام ہاڈسن کے حاشیہ پر جو عبارت درج ہے
282 وہ بالکل صحیح ہے اگرچہ میں اس خیال کرنے پر مجبور ہوں کہ اس مقدمہ کے
رپورٹ کئے جانے میں کہیں نہ کہیں کوئی غلطی ضرور ہوئی ہے .....
..... میں اس بارہ میں متفق الرائے ہوں کہ "اگر کوئی معاہدہ
جو ملک غیر میں کیا گیا ہے، عدم ادائی اسٹامپ کی وجہ سے وہاں ناقابل
نفاذ ہے تو وہ یہاں بھی نافذ نہیں کرایا جا سکتا" لیکن اس سے مجھ کو قطعاً
اختلاف ہے کہ مقدمہ سنفصلہ سے یہ مقصد ہے کہ "جن صورتوں میں ملک غیر کے
قوانین ارضی کی رو سے ایک دستاویز بغیر ادائے اسٹامپ کے شہادت
میں نہیں داخل ہو سکتی، تو اس بنا پر دستاویز مذکور اس ملک میں بھی شہادت
میں نہ پیش کرائے گی" جسٹس انڈرسن نے لکھا ہے کہ "اگر ملک غیر کے قانون
سے کوئی دستاویز محض عدم ادائی اسٹامپ کی بنا پر ناقابل ادخال ہے تو
وہ معاہدہ جائز اور دوسرے ملک میں قابل ادخال شہادت قرار دیا جائیگا"
مقدمہ الوس بنام ہاڈسن۔ جج، لارڈ کینن جس طور سے رپورٹ کیا گیا ہے،
اور جس کی تفصیل اوپر گذری، اس کی صحت کی نسبت کسی شک کی گنجائش
نہیں ہے اور اس سے صاف طور سے ظاہر ہوتا ہے کہ تصفیہ طلب یہ امر
تھا کہ آیا قانون مقام انعقاد معاہدہ کی رو سے وجوب لازم ہوتا ہے
یا نہیں؟ اور صرف اتنا ہی مستنبط ہوتا ہے کہ ایسے وجوب کا کوئی وجود نہیں
ہے خواہ وہ پرامیسری نوٹ جو معاہدہ کی (اگر کوئی معاہدہ منعقد ہوتا)
بنیاد ہے قانون مذکور کی رو سے باطل کیا جائے یا ناقابل ادخال
شہادت قرار پائے۔ فرض کرو کہ ایک شہادت پڑھی جا سکتی ہے لیکن
اگر اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ ایک معاملہ ہوا مگر اس معاملہ سے
بروئے قانون متعلقہ اس کا وجوب ظاہر نہیں ہوتا تو وہ شہادت، محض
بے سود ہے۔

میری قطعی رائے یہ ہے کہ اگر اس معاہدہ کو جائز قرار دینے کے لئے

سترمیم میں اسٹامپ لازم تھا، تو وہ یہاں بھی بشہادت میں بغیر اس اسٹامپ کے نہیں لیا جا سکتا۔ جو معاہدہ کیا جائے، وہ مقام انعقاد معاہدہ کے قانون کی رو سے قابل قبول ہونا چاہئے ورنہ وہ تمام عالم میں باطل قرار پائے گا۔ جسٹس انسٹیٹیوٹ بمقدمہ کلک بنام لیوی (۱۸۱۲) ۳ کیمپ ۔ ۱۶۷ ایک رقم سالانہ جو انگلستان میں عطا کیجائے اور جس کا بار کفالت ارضی پر عائد ہوتا ہو، آئرلینڈ میں باطل ہے اگر ان ضوابط کی پابندی نہیں کی گئی ہے جو انگلستان کے ایکٹ عطائے رقوم سالانہ میں بتائے گئے ہیں۔ مقدمہ ریچرڈس بنام گولڈ (۱۸۲۷) ۱ ۔ سولے ۔ ۲۲ ۔ جج ہارٹ جس کی رائے یہ تھی کہ "ایک ایسا معاہدہ جو اس مقام کے قانون کی تعمیل سے جہاں کہ وہ منعقد ہوا باطل تھا کسی مقام پر بھی صحیح نہیں قرار دیا جا سکتا" میں نے ان فیصلوں میں ان الفاظ پر خط کھینچ دیا ہے جو ان معاہدات کی ۔۔۔ جو بصرف قانون مقام انعقاد معاہدہ کی رو سے باطل قرار پاتی ہیں، ۔۔۔ انگلستان میں، ناقابلیت نفاذ کے محدود کر دینے کے مؤید نہیں معلوم ہوتے۔

مقدمہ جیبس بنام کاتھروڈ (۱۸۲۳) ۳ ۔ ڈی ۔ آر ۔ ۱۹۰ ۔ جج ایبٹ ہالرائیڈ ۔ بٹ میں ایسے رسائد جو فرانس میں دیئے گئے تھے اور جو وہاں اسٹامپ نہ ہونے کی وجہ سے ناقابل ادخال شہادت قرار پائے تھے، قرضہ کے ثبوت میں لے لئے گئے۔ اس کی جو وجہ بتائی گئی تھی، وہ صرف یہی تھی کہ ملک غیر کے مالی قوانین کا کوئی لحاظ نہیں کیا جا سکتا۔ اس استدلال سے بظاہر جسٹس بولک کو بھی اتفاق تھا جبکہ انھوں نے مقدمہ برسٹو بنام سیکیو ولی کا حوالہ دیا تھا۔ مدعی علیہ پر ایک وجوب ۔۔۔ جو معاملہ کے مناسب قانون کی رو سے اس پر کسی طرح عائد نہیں ہوا تھا ۔۔۔ اس دلیل سے عائد کرنا، کہ اگر ملک غیر کا مالی قانون مزاحم نہ ہوتا تو وہ اس پر عائد ہوتا، ملک غیر کے مالی قانون پر تجاوز کرنے سے مانع ہے لیکن ان مخصوص حالات میں جو مقدمہ جیبس بنام کاتھروڈ میں موجود تھے، معاہدہ قرضہ کا ثابت کرنا غالباً لازم نہ تھا۔ اگر مدعی علیہ نے مدعی کا روپیہ بغیر قانونی عذر کے روک

رکھا تھا، تو انگلستان کے قانون کی رو سے اس کا واپس کرنا، اس پر واجب تھا! خواہ اس نے روپیہ کسی مقام پر بھی لیا ہو، اور اس طرح سے مقدمہ مذکور، مثل مقدمہ بر بسطو بنام سیکیو ولی کے ایک واقعہ کے ثبوت پر جا ٹھہرتا ہے؛

مقدمہ دینی بنام جیکسن ۲-ایس ۲۵۲ میں، جسٹس لیچ کا یہ اصول، رپورٹ کیا گیا ہے، کہ (بعض) بلوں کا، (فرانس میں) اس طور سے مرتب ہو جانا، کہ اس کا قابض، اسکے ذریعہ سے، فرانس میں، رقم نہیں وصول کر سکتا! — اس امر کا مانع نہیں ہے — کہ وہ انگریزی عدالت میں بھی، ان کے ذریعہ سے، رقم وصول نہ کر سکے — اس اصول کے حوالہ دینے میں، یہ فرض کر لیا جاتا ہے، کہ جو اعتراض، ان بلوں کی ترتیب کے متعلق تھا، وہ عدم ادائی اسٹامپ کا تھا! لیکن بظاہر ایسا نہیں معلوم ہوتا؛ کیونکہ یہ بیان کیا جاتا ہے، کہ بل اس شکل کے مطابق، مرتب ہوئے تھے "جو فرانس کے مجموعہ قوانین میں بتائی گئی ہے" — اس لحاظ سے، یہ اصول، غیر موجہہ قرار پاتا ہے۔ مقدمہ کا فیصلہ، مرافعہ میں، وائس چنسلر اور جسٹس ایلڈن نے، (۱۸۲۶) میں، اس بدل کی بنا پر کیا، جس کے لئے، یہ بل حوالہ کئے گئے تھے؛

283 نیز دیکھو بازیر دفعات ۲۲۰ و ۲۲۸ قواعد، جو بل آف ایکسچینج کے ایکٹ مجریہ ۱۸۸۲ء میں، بل آف ایکسچینج (ہنڈی) کی شکل کے متعلق وضع کئے گئے ہیں! — خصوصاً وہ قاعدہ، جس کی رو سے، ملک غیر کا اسٹامپ، لازمی نہیں قرار پایا ہے؛ — جس کی بنا پر یہ ہے، دستاویزات زیر بحث کے مستثنیات میں داخل ہو جاتے ہیں، اگر یہ اصول عام طور سے صحیح قرار دیا جائے؛

دفعہ ۲۱۰ ایک سند، اس مضمون کی ہو جو ہے، کہ جو خصوصیت بطلہ (Formality) مقام انعقاد معاہدہ میں، 'عارضی' بغیر کسی نتیجہ کے متصور ہوتا ہے، اس کا اثر، انگلستان میں وہی ہوگا، جو اس کیلئے انگلستان کے قانون میں مقرر ہے۔

ایک معاہدہ، ہندوستان میں، بہ ثبت مہر مرتب ہوا تھا، وہاں دستاویز قرضہ مہری اور دستخطی (Specialty) اور سادہ معاہدۂ قرضہ میں، کوئی فرق نہیں کیا جاتا؛ وہ انگلستان میں، دستاویز قرضہ مہری و دستخطی قرار پائے گی:

اور طویل ترمیعاد، اس سے متعلق ہوگی (الائنس بنک آف شملہ بنام کمیسری (۱۸۸۰)
۵۔ سی۔ پی۔ ڈی۔ ۴۲۹ مع، لویس)

تعبیر معاہدات

فرض کرو کہ ایک معاہدہ، ان تمام شرائط کے لحاظ سے، جو اسکی ترتیب کیلئے ضروری ہیں، مکمل ہے، اب دوسرا کام، اسکی تعبیر کرنا ہے، یعنی یہہ دریافت کرنا کہ فریقین نے جو الفاظ استعمال کئے ان سے انکا کیا مقصد تھا؟ ــــ اسکے بعد یہہ سوال پیدا ہوسکتا ہے، کہ آیا قانون کا کوئی قاعدہ، ایسا تو نہیں ہے، جو فریقین کے مقصد میں حارج ہوکر، کالعدم وجوب کے عائد ہونے میں مانع ہو؟ ــــ اسی بنا پر، ہمارے مضمون کے متعلق، یہہ سوال پیش آتا ہے، کہ ایک معاہدہ کے جواز کا مسئلہ، کس قومی قانون سے حل کیا جانا چاہئے؟ ــــ اور بالآخر معاہدہ کے جائز قرار پانے کی حالت میں، اکثر یہہ صورت پیش آتی ہے، کہ معاہدہ کے مخصوص نتائج کے متعلق، جو زیر بحث ہوتے ہیں، فریقین، کوئی معنی نہیں قرار دیتے، جس کی بنا پر، ہمارے مضمون میں، یہہ سوال پیدا ہوتا ہے، کہ معاہدہ کے غیر مصرح نتائج کس قومی قانون سے نکالے جانے چاہئیں؟۔ شخصی قانون بین الاقوامی کی تعبیر کے متعلق، جو کچھ صفحات ۸۰ وام پر لکھا جاچکا ہے، اس میں کسی اضافہ کی گنجایش نہیں معلوم ہوتی۔

قاعدہ ۲۱۱ (الف) انگلستان کے لوگوں، اس مال کے متعلق جو ایک میں تھا، بیع کا معاہدہ ہوا۔ جو الفاظ معاہدہ میں تھے، انکی تعبیر انگریزی قانون سے کیگئی۔ عدالت نے، اس امر کے متعلق شہادت لینے سے انکار کردیا، کہ امریکہ میں لفظ شپڈ، (Shipped) کے معمولی طور سے کیا معنی ہیں؟ ــــ کیونکہ وہ بالکل اس اصطلاح سے مخالف تھے، جو انگریزی معاہدہ میں ظاہر کیگئی تھی۔

مورے ورانسن بنام رسرایل۔ ۔ ۱۹۲۲ صفحہ ۱۰۲۔ مع، اسٹرن ڈیل
وارنگٹن۔ واسکروفٹ؛

قاعدہ ۲۱۱ (ب) جب کوئی تحریری معاہدہ، غیر ملک اور غیر زبان میں منعقد ہو تو عدالت کو، اسکی تعبیر کیلئے ضرورت ہے، کہ اولاً اس دستاویز کا ترجمہ حاصل کرے، ثانیاً اگر اس میں کوئی اصطلاحات فن ہوں، تو انکی تشریح کرائے، ثالثاً، ملک غیر کے قانون کا، جو مقدمہ سے متعلق ہو، ثبوت لے، رابعاً، اگر ملک غیر کے قانون میں تعبیر کا کوئی مخصوص قاعدہ ہو تو اس کے متعلق ثبوت لے ــــ اسی بنا پر، عدالت کو، معمولی اصول تعبیر کے مطابق، اسکی تعبیر کرنی چاہئے۔ لارڈ کرنیورتھ بمقدمہ

ڈی ہورا بنام فلپس ۱۸۶۲-۱۰-۱۰ ایچ آف ایل ۶۳۳۔ انتخاب مندرجہ بالا میں یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ مقدمہ کے کونسا قانون متعلق ہوگا؟ — مثال کیلئے فرض کرو! کہ ایک ہی ملک کے دو باشندے، ایک دوسرے ملک میں، ایسے کام کے متعلق معاہدہ کرتے ہیں جس کا عمل تیسرے ملک میں ہونیوالا ہے! — لارڈ کرنیورتھ نے جو کچھ لکھا اس کا یہ منشا نہیں ہے کہ ان میں سے کسی ایک ملک کا قانون بحیثیت اس ملک کے قانون ہونے کے، 284
تعبیر کے لئے، کام میں لایا جائیگا بلکہ مقدمہ کے تمام واقعات پر غور کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ فریقین نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں، وہ کس ملک کے قانون کی اصطلاحات کے مطابق ہیں؟ — یا یہ کہ فریقین، امر زیر بحث کے کسی معنی کے متعلق بھی متفق نہیں ہوئے تھے۔ موخر الذکر صورت میں، یا تو نتیجہ یہ نکلے گا، کہ اس امر کے متعلق، کوئی ذمہ داری نہ قرار پائے گی، یا اس امر کے متعلق کسی دوسرے امر سے، جس کے معنی میں فریقین کسی قانون کی رو سے متفق تھے، ذمہ داری قرار دیجائے گی۔ بہرصورت فریقین کے معنی کی تعبیر کا سوال، ایک امر متعلقہ واقعات رہے گا، جیسا کہ ہم صفحہ (۸۰) پر لکھ آئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے مقدمہ مندرجہ صفحہ (۶۳۸) میں لارڈ چیمسفورڈ کی نسبت، یہ کہا جاتا ہے کہ ان کا قول یہ تھا کہ "یہ امر بمشکل سمجھ میں آسکتا ہے کہ تعبیر معاہدہ کس طرح ایک امر متعلقہ واقعات قرار دیا جاسکتا ہے" مگر اس سے ان کا منشا یہ تھا کہ یہ ایسا امر نہیں ہے جس کے متعلق کسی گواہ کے اظہار کی اجازت دیجاسکے۔ گواہ کے اظہار صرف ایسے ابتدائی امور کے متعلق کرائے جاسکتے ہیں جن سے خود عدالت کو معاہدہ کی تعبیر کرنے میں ہدایت ملے۔ رپورٹ میں، جو عبارت اس کے بعد آتی ہے، وہ یہ ہے "کسی معاہدہ کی تعبیر کرنا، اس سے زیادہ نہیں ہے، کہ فریقین کا منشا ان الفاظ سے جو انھوں نے استعمال کئے ہیں، اخذ کیا جائے"۔ یہ اس کہنے کے مساوی ہے کہ یہ سوال، اس معنی میں، جو یہاں مراد ہیں، ایک سوال متعلقہ واقعات ہے۔ اور اگرچہ لارڈ چیمسفورڈ نے آگے چلکر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ اگر قانون متعلقہ نے خاص الفاظ کے خاص معنی متعین کر دیئے ہیں تو جو فریق، ان کو استعمال کرتے ہیں، وہ انھیں معنوں کے پابند کئے جائیں گے، لیکن یہ قاعدہ وہیں تک چل سکتا ہے، جہاں تک کہ تمام معاملہ، اسکے

فریقین اور اشیاء متعلقہ ایک ہی ملک کی ہوں۔ اس کو آگے بڑھانے کے لئے اسکی ضرورت پڑے گی کہ قانون تعبیر کا کوئی خاص قاعدہ منتخب کر لیا جائے جو ایک مشکل کام ہے۔

مقدمہ ڈنکن بنام کیمبل (۱۸۴۲) ۱۲ سم ۹۱۶۔ ج، شاؤ ڈل: میں ایک وصیت جو اسکاٹ لینڈ میں تکمیل پائی تھی اور وہیں کے طریقہ مروجہ کے مطابق مرتب ہوئی تھی بنظر حالات مقدمہ انگلستان کے قانون کے اصطلاحی الفاظ کے معنی میں تعبیر کی گئی۔ مقدمہ کرسلینڈ بنام رسگلے (۱۸۹۵) ۲، ایل۔ ٹی۔ ۶۰۔ ج، کیکوی۔ ۲۲۷۔ ج، انڈلے۔ لوپس ورگیے میں خاندان کے ارکان کو رقم دینے کی ہدایت کی تعبیر خاندان کے مقام توطن کے قانون سے کی گئی۔ مقابلہ کرو مقدمہ طرنبر (۱۹۱۴) ۱۔ چا۔ ۱۱۱۔ مقدمہ اسٹیڈ بنام کلک ۸۔ مقدمات مرافعہ ۵۔ برعکس ۲۱۵۔ دیکھو ۱۱۵ تتمہ ۵

دو اہم مقدمات ایسے ہیں جن میں واقعات سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ ترتیب معاہدہ کے وقت فریقین کے پیش نظر کوئی اور قانون بجز قانون انگلستان کے نہ تھا اور جس میں ۔۔۔ بالحاظ اسکے کہ اس سے کس ملک کا قانون متعلق کیا جائے؟ ۔۔۔ معاہدہ کی سادہ تعبیر سے مقدمہ بجز ثالثی کے فیصلہ کے جس کی نسبت معاہدہ میں شرط موجود تھی اور کسی طرح عدالت میں نہیں آسکتا تھا۔ ان دونوں مقدمات میں یہ کوشش 205
کی گئی کہ بغیر تصفیہ ثالثی کے مقدمہ بر بنائے معاہدہ عدالت میں دائر ہو سکے؛ مگر اس کوشش میں کامیابی نہیں ہوئی۔ مقدمات مذکور یہ ہیں: مقدمہ ہمالیہ وکمپنی بنام تاسکر وٹسٹاری (۱۹۰۵) ۱ اے۔ سی۔ ۲۰۲۔ ج، مرشل۔ واٹسن۔ ایشبارن۔ میگناٹن۔ بارنس دسٹینڈ جس میں یہ کوشش عدالت برٹش کیطرف سے ہوئی تھی؛ اس بنا پر کہ اسکاٹ لینڈ کے قانون میں یہ حکم ہے کہ فقرہ ثالثی میں ثالثوں کے نام بتائے جانے چاہیں۔ اور مقدمہ اسپیور ریز بنام لاکلاش (۱۹۰۲) ۱ اے۔ سی۔ ۴۱۶۔ میں جسٹس کینڈے نے اپنی، میگناٹن، ڈیوی، رابرٹسن اور مارتھ کی تجویز صادر کی؛ اس میں جرسی کی شاہی عدالت نے یہی کوشش کی تھی؛ اس بنا پر کہ قانون جرسی کے لحاظ سے ثالثی کا

فقرہ ناقص طور سے مرتب ہوا تھا۔ فاضل ججوں نے تجویز میں جو الفاظ استعمال فرمائے ان میں ایک معاہدہ کی تعمیر اور اس کے جواز اور اس کے غیر معمولہ نتائج — یا یوں کہیئے کہ اس کے ذاتی جواز اور اس کے اثرات میں کوئی تمیز نہیں کی جس کی ہمیشہ عام طور سے قانون بین الاقوام میں کی جاتی ہے اور کی جانی چاہئے۔ اگرچہ دوسرے مقدمہ میں جو ڈیشل کمیٹی نے سوال زیر بحث کو سوال متعلقہ واقعات قرار دیا اور یہ لکھا کہ معاہدہ ایسا ہے کہ اس سے کوئی بناء دعوی نہیں پیدا ہوتی جبتک کہ رقم واجب الادا کا تعین اس ثالثی سے نہ ہو جائے جس کا معاہدہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ ہمارے مضمون کے اس جز کے متعلق جو سوالات پیدا ہو سکتے ہیں ان میں بغیر تمیز کیئے فاضل ججوں نے یہ فرض کر لیا کہ فریقین کے پیش نظر کوئی نہ کوئی قانون ضرور ہوگا اور دونوں مقدمات میں انھوں نے یہ کہا کہ وہ قانون انگلستان ہی کا قانون ہوگا اور انھوں نے اپنی تجویز کی بنیاد اس امر پر قرار دیا جس کو جوڈیشل کمیٹی نے دوسرے مقدمہ میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ "معاہدہ کے فریقین کا ارادہ اس امر کا صحیح معیار ہے کہ ان کا معاہدہ کس قانون کے تحت میں رہیگا۔ اس میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ دیکھو المقدمہ ہمالیہ وکمپنی بنام تاسکر ڈسٹلری" اور یہاں ارادہ بالکل صاف اور صریح ہے۔"

معاہدہ کا اندرونی یا ذاتی جواز (Intrinsic Validity) اور اسکے اثرات

فرض کرو کہ ایک معاہدہ ان شرائط کے لحاظ سے جو اس کی تکمیل کیلئے ضروری ہیں مکمل ہے اور اس کی تعمیر جہانتک کہ فریقین کا صریح مقصد تھا ہو چکی ہے اب وہ سوال باقی رہجاتے ہیں جو عام طور سے اس کے جواز اور غیر معمولہ نتائج یا اندرونی یا ذاتی جواز اور اسکے اثرات کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں۔ بعض اوقات ایک دوسری اصطلاح "ذمہ واری معاہدہ (Obligation of Contract) استعمال ہوتی ہے جس کے تحت میں یہ سب داخل ہو جاتے ہیں۔ یہاں سے قانون

مقام انعقاد معاہدہ (Lex loci Contractus Celebrati) اور قانون مقام تعمیل معاہدہ میں کشمکش شروع ہوتی ہے، سو خرالذکر قانون سے مراد اس مقام کا قانون ہے، جو صحیح روما کے اصول کے مطابق، عدالت معاہدہ (Forum Contractus) کہی جاسکتی ہے۔ انگلستان کے ججوں کی رائے کا رجحان، مقدم الذکر قانون کیطرف رہا ہے؛ کیونکہ جس زمانہ میں شخصی قانون بین الاقوام کے اصول اس ملک میں شائع ہوئے، یورپ کے دوسرے ممالک میں بھی، اسی رائے کو ترجیح دیجاتی تھی؛ اس کی وجہ یہ تھی: کہ قانون روما کی عدالت معاہدہ کے معنی سمجھنے میں غلطی کیجاتی تھی۔ اور نیز یہ کہ قانون مقام انعقاد معاہدہ (Lex loci Contractus Celebrati) اور قانون مقام عمل (Lex loci actus) ایک ہی ہیں، مگر ہمارے ملک کے جج، جو کہ قانون مقام عمل کے اصول سے زیادہ واقف نہ تھے، وہ معاہدات کے مراتب تکمیل اور اصطلاحی الفاظ کے معانی سے جو ذمہ داریاں عائد کی جاسکتی ہیں، ان کی تعبیر کو قانون مقام انعقاد معاہدہ پر محمول کرنے لگے؛ جو دوسرے ممالک میں اکثر قانون مقام عمل پر محمول کیجاتی تھی؛ اور اس طور سے وہ لوگ ایسی حالت میں بھی، قانون مقام انعقاد معاہدہ کی طرف رجوع کرتے رہے، جبکہ وہ قانون مقام عمل کے متوازی اور ساتھ ساتھ نہیں چلتا تھا، بلکہ قانون مقام تعمیل کے مقابلہ میں آجاتا تھا۔ لیکن جو دلائل قانون مقام تعمیل کی اس تائید میں پیش کئے جاتے ہیں کہ عام طور سے وہی معاہدات کی ذمہ داریوں کا تعین کرنے والا ہے؛ اسقدر قوی ہیں، اور اس قیاس غالب پر مبنی ہیں کہ مقام تعمیل میں معاہدہ کی ذمہ داری پر بحث ہو کر تعمیل ہوگی، کہ انگلستان کے ججوں کو اکثر صورتوں میں، مقام انعقاد معاہدہ کی اس طرفداری سے، جو وہ اپنے اصول کے مطابق کر رہے تھے، دست بردار ہونا پڑا؛ اس طور سے مقام انعقاد معاہدہ کے اصول کی تائید میں، بمقدمہ وی پینیشلار اور تیل اسٹیم نویگیشن کمپنی بنام شینڈ ۱۸۶۵-۳-ہو۔ پی۔ سی سلسلہ جدید۔ ۲۹۰ پر ایوی کونسل کا فیصلہ صادر کرتے وقت، جو کچھ لارڈ جسٹس ٹرنر نے کہا ہے، اس سے زیادہ نہیں کہا جاسکتا۔ "عام قاعدہ یہ ہے کہ اس ملک کا قانون جہاں معاہدہ منعقد ہوا ہے کی نوعیت ذمہ داری اور تعبیر کا تعین کرنے والا ہے۔ فریقین معاہدہ یا تو اس حکومت کی رعایا ہیں جو اس ملک میں حکمراں ہے، یا وہاں عارضی قیام کی بنا پر

اس کے عارضی طور سے تابع ہیں۔ دونوں صورتوں میں انکی نسبت یہ سمجھا جانا چاہئے کہ وہ وہاں کے مروجہ قانون کے پابند ہیں، اور اس کے عمل پر انھوں نے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا ہے۔ یہ امر مطلق قابل لحاظ نہیں کہ اس رضامندی کا اظہار صریح الفاظ میں نہیں ہوا، یہ رضامندی فی الحقیقت بمحاظ واقعہ کے مسلمہ اور مفروضہ ہے، اور جو ملک غیر کی عدالت اس کی تعمیر یا تعمیل کسی دوسرے قاعدہ سے کرتی ہے، وہ فریقین کے منشا اور مسلمہ اصول ارتباط اقوام کی خلاف ورزی کی مرتکب ہوتی ہے۔" اسکے بعد ہی جج موصوف لکھتے ہیں:۔

"فاضل ججوں نے عام قاعدہ کا ذکر فرمایا ہے، اس میں شک نہیں کہ اس 257
قاعدہ کے استعمال کے حدود اور استثنیات موجود ہیں، لیکن مقدمہ زیر بحث پر ان کا کوئی اثر نہیں، فریقین معاہدہ کا حقیقی منشا بالکل صاف اور صریح ہے، یہ معاہدہ انگلستان میں دو انگریزی رعایا کے درمیان میں ہوا، مخصوص اس غرض کے لئے، کہ فلاں شے، ساؤتھ امپٹن سے مورشیز تک بحفاظت تمام پہونچا دیجائیگی، تعمیل کامل، ایک انگریزی جہاز سے، جو ایک انگریزی بندرگاہ میں لنگر انداز تھا ضروری ہوتا ہے، اور ایسے جہازوں میں جاری رہتا ہے، جو اس مقصد کیلئے اپنا ملک اپنے ساتھ رکھتے ہیں، اور مورشیز پہنچکر تمام ہوتا ہے، مگر یہ ممکن ہے کہ اس تعمیل میں جزیا کلاً، ایسے ممالک میں، جو اثنائے سفر میں طے کرنے پڑیں، کوئی نقص یا خلل واقع ہو، اس معاہدہ میں، جو مرافعان نے مرتب اور جاری کیا تھا، اپنی حفاظت کے لئے، یہ شرط بصراحت درج کر دی تھی، کہ جو ذمہ داری ان پر عائد ہو سکتی ہے، وہ انگلستان کے قانون کی حد سے، آگے نہ بڑھنے پائے گی۔ فرانس کے قانون کے مطابق جو مورشیز میں شائع تھا، ایسی شرط جو ذمہ داری کو اسطرح محدود کر دے، ناقابل لحاظ تھی؛ مگر پراوی کونسل نے عدالت مورشیز کے فیصلہ کو منسوخ کرتے ہوئے، یہ طے کیا: کہ ایسی شرط قابل لحاظ ہے۔ جسٹس ٹرنر نے لکھا: کہ فریقین معاہدہ کا حقیقی منشا یہ معلوم ہوتا ہے، کہ یہ معاہدہ، انگریزی معاہدہ سمجھا جائے، اور اس کی تعبیر، انگلستان کے قانون کے قواعد سے کی جائے۔ چونکہ کوئی عام قاعدہ یا حکمت عملی ایسی نہیں معلوم ہوتی، جس کی بناء پر، اس کے خلاف کوئی رائے قائم کیجا سکے، اس لئے فاضل جج،

پہنچے کریں گے کہ عدالت تحت نے ان تواعد کے مطابق، نہ عمل کرنے میں غلطی کی۔"

اب ہم اس امر پر غور کریں گے کہ یہ مقدمہ اور یہ تجویز کن امور پر مشتمل ہے۔ جب ایک ایسا معاہدہ منعقد ہوا جس میں بصراحت تمام کمپنی کی ذمہ داری محدود کر دی گئی تھی، تو اس میں شبہ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں معلوم ہوتی کہ فریقین کا منشا یہی تھا۔ اصل سوال یہ ہے، کہ آیا یہ منشا جائز اور اس بنا پر قابل نفاذ تھا یا نہیں؟ — اور اس کا انحصار اسپر تھا کہ مقدمہ سے انگلستان کا قانون متعلق ہوگا، یا مورشینس کا؟ — اس بیان سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا کہ ہر دو قوانین سے فریقین کے پیش نظر اگر کوئی قانون تھا تو وہی قانون ہوگا جسکی رو سے انکا معاہدہ جائز قرار پاتا ہو، کیونکہ ان کے اس منشا ثانی کے جواز کی نسبت بھی وہی اعتراض وارد ہو سکتا ہے جو کمپنی کی ذمہ داری کو محدود کرنے پر وارد ہو سکتا تھا۔ عدالت مورشینس نے یہ طے کیا، کہ مقدمہ سے اسی جزیرہ کا قانون متعلق ہوگا، کیونکہ وہیں تک مال پہنچا دینے کا معاہدہ کیا گیا تھا، اور اس بنا پر وہی مقام تعمیل معاہدہ قرار پائیگا — پرایوی کونسل نے قانون انگلستان کے حق میں فیصلہ کیا، لیکن باوجود اس مضبوط اصول کے جس سے اس نے اپنی تجویز کا آغاز کیا تھا، یہ کوشش مطلق نہ کی کہ اس کو حقیقی یا فرضی طور سے مقام معاہدہ کا قانون قرار دے۔ حقیقی طور سے اس نے یہ بتایا کہ معاہدہ کی تعمیل، کامل پر بندگی ہے، نہ کہ صرف اس کا آخر مقام، اور کمپنی کے انگریزی ہونے کی حیثیت اسطرح قرار دی، کہ جو معاہدہ ہوا، اس کے دونوں فریق انگریز تھے۔ فرضی طور سے اس نے اپنی رائے فریقین کے اس مفروضہ ارادہ پر قائم کی کہ وہ انگلستان کا قانون اختیار کرنا چاہتے تھے۔ اب اگر سوئنی کی بحث متعلقہ عدالت معاہدہ مندرجہ صفحہ ۲۲۱ و ۲۲۲ پر نظر ڈالی جائے گی، تو ظاہر ہوگا کہ یہ مقدمہ نمبر (۱) میں داخل نہیں ہوتا، کیونکہ ان تمام مقامات میں سے جن پر اس کی تعمیل تجویز ہوئی تھی، کسی خاص مقام کا نام بصراحت نہیں لیا گیا تھا، بلکہ وہ نمبر (۲) میں داخل ہوتا ہے، اس بنا پر کہ کمپنی کے اس اثنائے کاروبار میں، جو انگلستان میں جاری تھا، یہ ذمہ داری پیدا ہوئی تھی، اور نیز نمبر (۳) کے تحت میں، کمپنی کی انگریزی حیثیت ہونے کی وجہ سے۔ اور اس لئے ان وجوہ کی بنا پر جو پرائیوی کونسل

288

کے حقیقی وجوہ کے مطابق تھے؛ انگلستان، قانون روما کا، عدالت معاہدہ، تھا۔ اور غرضی وجوہ کی نسبت، جو کچھ کہا جا سکتا ہے، وہ یہ ہے، کہ اس امر پر، پورا اعتماد کیا جانا چاہئے، کہ اگر بالفرض، انگلستان کے قانون میں، کمپنی کی ذمہ داری، محدود کرنے کی ممانعت ہوتی؛ اور فرانس کا قانون، اسکی اجازت دیتا؛ تب بھی پرایوی کونسل کا فیصلہ، انگلستان ہی کے قانون کے حق میں ہوتا؛ اور فریقین کے اس ارادہ کا، کوئی ذکر نہ کیا جاتا، کہ وہ، ایسا قانون، اختیار کرنا چاہتے تھے، جس کی رو سے، ان کا معاہدہ، جائز اور قابل نفاذ قرار پائے۔

انگلستان کی عدالتوں کی، کوئی ایسی نظیر، موجود نہیں ہے، جس میں بمقابلہ مقام انعقاد معاہدہ کے مقام تعمیل معاہدہ کے قانون کو، ترجیح دیگئی ہو۔ مقدمہ رابنسن بنام بلینڈ (۱۷۶۰) میں، لارڈ مینسفیلڈ نے کہا: کہ "جب معاہدہ، اس صریح منشا کے ساتھ منعقد ہو، کہ وہ، فلاں ملک کے قانون کے تابع رہے گا! تو مقام معاہدہ کا قانون، اس کا فیصلہ کرنے والا نہیں قرار پا سکتا"۔ برہ ۱۷۸۸ء..... ایک ہنڈی کے بدل کے جواز کی نسبت بحث تھی؛ جس کو، ایک شخص نے، خود اپنے اوپر، دوسرے ملک میں، ادا کئے جانے کے لئے لکھا تھا! مگر اس ملک کے قانون سے، ایسی ہنڈی پر، ادائی نہیں ہو سکتی تھی؛ اور اس مقام کے قانون کے سوائے، جہاں کہ ہنڈی لکھی گئی، کوئی اور قانون ایسا نہیں ہو سکتا تھا، جس سے کوئی قاعدہ اس کے متعلق مستنبط کیا جا سکے..... لارڈ مینسفیلڈ کا مطلب، صریح منشا سے، کوئی ایسا امر نہ تھا، جو اس مقدمہ کے لئے مخصوص ہو؛ بلکہ وہ عام امید تھی، جو مقام تعمیل معاہدہ سے، فطری طور سے، وابستہ ہوتی ہے: ایسی حالت میں بھی جبکہ وہاں دادرسی چاہنے کا نتیجہ، فریقین کے صحیح منشا کی درہمی اور برہمی کا باعث ہو۔

288 **دفعہ ۲۱۲** ان حالات میں، یہ کہنا، غالباً صحیح ہوگا، کہ ایک معاہدہ کا اندرونی جواز، اور اس کے اثرات متعین کرنے کے لئے

قانون کا انتخاب، انگلستان میں حقیقی وجوہ پر کیا جائے گا؛ ترجیح اس ملک کو دیجائے گی، جس سے معاملہ کا حقیقی طور سے تعلق ہوگا ــــ نہ مقام معاہدہ کو، محض برنبائے مقام معاہدہ ہونے کے۔

اس اصول کی توضیح، مقدمہ جیکب بنام کریڈٹ لائنس۔۱۲۔ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۵۸۹ (۱۸۸۲) مع، اڈیشن ونیشی۔ (۱۸۸۴) ج، بریٹ دبراؤن۔ اور مقدمہ میسوری اسٹیم شپ کمپنی ۴۲ چانسری ڈویژن۔۳۲۱۔ (۱۸۸۸) مع، چٹی میں ہوئی؛ اور اس کی تائید ۱۸۸۹ء میں، السبری۔ گاٹن۔ اور فرانسی نے کی۔۔۔ ان دونوں مقدمات میں، جو قانون منتخب کیا گیا، وہ روما کا عدالت معاہدہ کا قانون تھا؛ جیسا کہ سوئینی نے بیان کیا ہے۔ لیکن دونوں مقدمات میں، فاضل ججوں نے، بہت زیادہ زور، فریقین کے منشا پر دیا ہے؛ اور انتخاب قوانین میں، اسی کو اپنا رہبر بنایا ہے۔

اپنی کتاب کی اخیر طبع میں، ویسٹ لیک نے، قاعدہ مندرجہ ذیل کی صحت پر اسطرح دلیل قائم کی تھی:۔

جب کوئی ایسا مقدمہ پیش ہو، جس میں معاہدہ کی نوعیت اور اس کے حالات، اس کے جواز کے فیصلہ کو، ایسے قانون پر محول کرتے ہوں، جو اس معاہدہ کا موید نہ ہو؛ اور عدالت سے یہہ درخواست کی جائے، کہ اس کا تصفیہ دوسرے قانون سے کیا جائے؛ ــــ کیونکہ فریقین کی نسبت یہہ فرض کرلیا جانا چاہئے، یا یہہ کہ وہ خود بیان کریں، کہ ان کا منشا، اس قانون کے لحاظ سے معاہدہ کرنے کا تھا، جس کی رو سے ان کا معاہدہ قابل نفاذ ٹھہرے!ــــ تو ایسی درخواست کی نسبت، یہہ قطعی طور سے سمجھنا چاہئے: کہ جج، اس کو ہرگز منظور نہ کریں گے۔ دیکھو! مقدمہ رائل ایکسچینج ایشورنس کارپوریشن بنام سوجو فار سیکرٹس اکٹی بولاگٹ ویگا (۱۹۰۲) ۲۔ کے۔ بی۔ ۲۸۴۔ ج، کوئنس۔ میتھیو۔ کوزنس ہارڈے:

جنھوں نے بگھام کے فیصلہ کو بحال رکھا [۱۹۰۱] ۲۔ کے۔ بی۔ ۶۲۰ ۵ ۶ ۔
اس موقع پر دو حال کے نظائر اور قابل اندراج ہیں جن میں سے موخر الذکر
کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اس کے مبینہ اصول کی تائید کرتا ہے مقدمہ
انکم و جنرل انوسٹمنٹ ٹرسٹ لمیٹیڈ بنام بورڈ اس کانسائی ڈیٹیڈ لمیٹیڈ
[۱۹۲۰] ۱۔ کے۔ بی ۳۹۵۔ ج اسٹینلے ہولڈ مقدمہ رائے بریادرس بنام کمپنی نویرا
سوٹاوائی ازنار۔ [۱۹۲۰] ۱۔ کے۔ بی۔ ۶۱۴۔ ج جبل بیلک جس کی تائید
جسٹس اسٹرلنگ ڈیل ایم آر۔ وانگٹن۔ لارڈ چیف جسٹس اسکروٹن نے کی۔
(۱۹۲۰) ۲۔ کے۔ بی۔ ۷، ۲۵۔ مقدمہ مدعا علیہ کمپنی ایک ریلوی کمپنی ہے
جو سلطنتہائے متحدہ میں قائم ہوئی تھی، مدعی کی کمپنی کے نام تمسکات جاری
کیے، اور اصل اور سود انگلستان میں ادا کرنے کا ذمہ لیا، اور مدعی علیہ کی کمپنی
جو دستاویز امانت کی ایک فریق تھی، اس امر کی ضامن ہوئی کہ اگر مدعی کی
کمپنی نے ادائے رقم میں قصور کیا، تو وہ ادا کرے گی دونوں کمپنیاں انگریزی تھیں،
اور مدعی کی کمپنی انگلستان میں دعوی کیے جانے پر راضی ہوئی۔ اس کے
بعد امریکہ کی گورنمنٹ نے اس آمدنی پر انکم ٹیکس قائم کر دیا جو ملک غیر کی
کارپوریشن کو ملتی تھی، اور ریلوی کمپنی نے ادائی سود کے وقت انکم ٹیکس
کی رقم کو منہا کر دینا چاہا..... قرار پایا کہ دعوی صحیح نہ تھا، کیونکہ انگلستان کے
قانون کی رو سے ملک غیر کے ٹیکس کے ادا کرنے کا حق انگریزی معاہدہ کی
تعمیل نہیں متصور ہو سکتی، اور معاہدہ کے پڑھنے سے کہیں یہ مستنبط نہیں ہوتا
کہ یہ قرار پایا تھا کہ امریکہ کا قانون ٹیکس بمقابلہ مدعیان انگلستان میں ان پر
نافذ قرار پائے گا۔ معاہدہ کی پوری تعمیل میں کوئی امر خلاف ضابطہ نہ تھا،
اور نہ انگلستان کی عدالتوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ملک غیر کے قوانین ٹیکس کی
تعمیل کرائیں۔ دوسرے مقدمہ میں امر زیر بحث یہ تھا: کہ ایک ایسے انگریزی
کرایہ نامہ جہاز کے متعلق تصفیہ کرنے میں، جس میں معاہدہ کے ایک جز کی
تعمیل اسپین میں قرار پائی تھی، عدالت کو قانون اسپین کا لحاظ کرنا چاہیے،
جس میں مقدار کرایہ واجب الوصول کی ایک حد مقرر کر دی گئی ہے..... قرار یہ ہوا

پایا کہ معاہدہ کے اس جز کی نسبت جس کی تعمیل اسپین میں قرار پائی ہے، اسپین کے قانون کا لحاظ کیا جانا ضرور ہے اور جو ناجوازی قانون اسپین کی رو سے عائد ہوتی ہے اس سے معاہدہ کے شرائط ناجائز اور ناقابل نفاذ قرار پاتے ہیں۔ مقابلہ کرو مقدمہ ترینیڈاڈ اسٹیمنگ کمپنی بنام اسٹن [۱۹۲۰] اے۔ سی۔ ۸۸۶ جہاں پارسن ہالڈین۔ تھولٹن جس میں ایک ایسے معاہدہ کی بنا پر جو سرکار انگریزی کے ممالک میں اور ملک غیر میں مال پہنچانے کے کرایہ میں تخفیف کے متعلق ہوا تھا قابل نفاذ قرار پایا اگرچہ ایسی تخفیف سے مالکان جہاز پر قانون ملک غیر کے لحاظ سے جرمانہ عاید ہوتا تھا۔

مقدمہ برٹش ساؤتھ افریقہ کمپنی بنام ڈی بیرس کانسالی ڈیٹیڈ و مائنز [۱۹۱۰] ۱۔ چانسری۔ ۳۵۴ [۱۹۱۰] ۲۔ چانسری۔ ۵۰۲ میں جج موقف ناڈی اور عدالت مرافعہ میں کورنس ہارڈے۔ فارویل۔ اور کینیڈی نے اس کفالت کے متعلق جو جائداد غیر منقولہ موقعہ ملک غیر پر عائد ہوتی تھی، قانون انگلستان کو صحیح قانون معاہدہ قرار دیا جس سے معاہدہ کی ایک اہم شرط باطل قرار پائی اگرچہ اس مقام کے قانون کے لحاظ سے جہاں جائداد کا بڑا جز واقع تھا، یہ شرط جائز قرار پا سکتی تھی جسٹس سوئنفن نے اگرچہ صحیح قانون معاہدہ کے انتخاب کو فریقین کے ارادہ پر محمول کیا، مگر ارادہ کو محض اس سے استنباط کرنے سے انکار کیا کہ شرط قانون مقام وقوع کے لحاظ سے درست تھی۔ جسٹس کینیڈی نے بھی اس مسئلہ کو فریقین کے منشا پر محمول کیا، مگر کورنس ہارڈے اور فارویل نے اس کو حسب دفعہ ۲۱۲ طے کیا، مفروضہ منشا سے کوئی بحث نہیں کی۔ مقدمہ ہینسن بنام ڈکسن [۱۹۰۶] ۲۳۔ ٹی۔ ایل۔ ۵۹۰ جہاں بڑے مندرجہ تحت دفعہ ۲۲۴ میں جس میں فریقین کے منشا سے بحث تھی، اہم امر جس پر فیصلہ ہوا مقام تعمیل معاہدہ تھا جو وعدہ نکاح کے متعلق تھا۔

ایسے مقدمات میں بھی جن میں فریقین کے مفروضہ منشا پر برائے نام اعتماد کیا گیا ہے، منشا مذکور ایک فرضی منشا سے زیادہ نہیں تھا، جو دفعہ ہذا کے اصول کے

290

ابتداع میں فرض کر لیا گیا تھا، اور بجائے خود انتخاب قانون میں کوئی حقیقی ہادی نہیں ہو سکتا تھا۔

مفصلہ ذیل مقدمات کا فیصلہ دفعہ ۲۱۲ کے مطابق ہوا ہے، چیٹنی بنام برازیلین سب مرائن ٹیلیگراف کمپنی [۱۸۹۹] ۱ کیو۔ بی۔ ۶۹۔ جج، الیشر لنڈلے ولوپس، جنہوں نے جسٹس ڈیسے کے فیصلہ کو بحال رکھا۔ ... یہ ایک ایسا مقدمہ ہے کہ جسمیں مسئلہ تبعید اور اثر میں تمیز اس صراحت سے کی گئی ہے، کہ اس کو عنوان مقدمات کی عبارت سے منتخب کر کے، یہاں درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:...

"فرمایا — کہ مدعی کا منشا، قابل ترجمین اور ماہران فن، اور اگر ضرورت ہو تو برازیل کے قانون داں اشخاص، کی شہادت سے دریافت کیا جا سکتا ہے، اگر ایسی شہادت سے یہ منشا ظاہر ہوتا ہو، کہ جو اختیار دیا گیا ہے اس سے انگلستان میں کام لیا جائے، تو اس اختیار کے حدود — جہانتک کہ اس کا تعلق انگلستان کے معاملات سے ہے — انگلستان ہی کے قانون کی رو سے تعین کئے جانے چاہئیں"۔ و مقدمہ میری تاس [۱۸۹۴] پی۔ ۱۵۰۔ جج، گورل بارنس: جن کے فیصلہ کو، جسٹس لنڈلے — اے ایل اسمتھ — ڈیوی نے بحال رکھا، و مقدمہ سماوتھ افریکن بزایز بنام بادشاہ [۱۸۹۹] ۲۔ چانسری ۲۷۲ جسمیں جسٹس کیکوچ نے دفعہ ۲۱۲ کا حوالہ دیا، اور اسکو پسند کیا۔ یہہ فیصلہ بحال رہا، [۱۹۰۰] ۱۔ چانسری ۲۷۳۔ جج، لنڈلے۔ و انھان ڈیمیس۔ روم۔ اور اس کا بابتل مقدمہ مکس بنام میگین ۱۔ ڈبلیو۔ سی۔ سی۔ ۱۵۰ میں کیا گیا — مقدمہ ہذا معاوضہ مزدوراں کے ایکٹ سے متعلق تھا؛ اور اس میں یہہ قرار پایا — کہ ایسا ملازم، جو انگلستان میں رہتا ہو، اور جس کو کوئی شخص فرانس میں، کام کے لئے لے گیا ہو، اور اس کو وہاں نقصان پہنچا ہو، اس کو معاوضہ پانے کا استحقاق نہیں ہے، کیونکہ اس امر کی کوئی شہادت نہ موجود ہونے کیحالت میں کہ معاہدہ سے، قانون مقام معاہدہ متعلق ہوگا یا قانون مقام تعمیل معاہدہ، نافذ کیا جائے گا۔

دیکھو، دفعہ ۳۹ جسمیں تیلک نامہ زوجیت یا معاہدات سے بحث کی گئی ہے۔

قبل اس کے کہ ان مقدمات سے بتفصیل بحث کیجائے، جن میں کسی دوسرے ملک کا مقابلہ انعقاد معاہدہ سے ہو، جو کہ معاملہ زیر بحث کی قرارداد کا صحیح مقام ہے؛

اور اسی بنا پر، اسی مقام کا قانون، معاہدہ کا صحیح قانون ہے۔ یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ ان مقدمات سے بحث شروع کیجائے، جن میں قانون مقامی کا مقابلہ اس قانون سے ہوتا ہے، جو کہ انعقاد معاہدہ کے مسلمہ مقام میں نافذ ہے۔

291 **دفعہ ۲۱۳** جو معاہدہ، اپنے مناسب Proper law قانون کی رو سے، ناجائز ہے، وہ نافذ نہیں کرایا جا سکتا۔ یہ نتیجہ اس خیال سے پیدا ہوتا ہے، کہ کوئی ذمہ داری، مقامی قانون سے، بحیثیت مقامی قانون کے نہیں پیدا ہوتی: یعنے جبکہ معاملہ کے انعقاد کی عدالت، مناسب عدالت نہیں ہے۔ اور اگر معاہدہ کا کوئی جز، قانون مقام تعمیل کی رو سے، ناجائز ہے، تو وہ جز، ناقابل نفاذ قرار پائے گا۔

مقدمہ میریز بنام ریورا (۱۸۴۰) ۱۱ سم۔ ۲۱۸۔ بج، شاڈول۔ ریلے براورس بنام کمپنیا نوبرا وغیرہ (امریکہ)۔ ونیز ملاحظہ ہو فورڈ بنام کوٹسورتھ۔ کیو۔ بی۔ ۴۴۰۔ بج، کیلی۔ تال وغیرہ۔ مقدمہ کنگھام بنام ڈاون ۳۰۔ سی۔ پی۔ ڈی۔ ۴۴۳۔

کثیر التعداد مقدمات میں، یہ طے ہوا ہے، کہ انگلستان کا قانون، ممالک غیر کے قوانین متعلقہ مال یا تجارت کی، خلاف ورزی کو ناجائز نہیں قرار دیتا، اور اس بنا پر وہ معاہدہ، جس کا مناسب قانون، انگلستان کا قانون ہے، نافذ العمل قرار پائے گا، گو کہ منشا یہ ہو، کہ اس کی خلاف ورزی کیجائے۔ مقدمہ پلانچی بنام فلیچر (۱۷۷۹) ۱ ڈاگ۔ ۱۴۵۔ بج، سینفیلڈ وغیرہ۔ ومقدمہ لیور بنام فلیچر (۱۷۸۰)، پارک کی کتاب، متعلقہ بیمہ بحری، آٹھویں ایڈیشن صفحہ ۵۰۶۔ بج، سینفیلڈ۔ ومقدمہ سائمن بنام بازٹ (۱۸۱۳) ۲۔ ایم و سیں۔ ۹۴۔ بج، ایلنبرو وغیرہ، جو بحال رہا (۱۸۱۴)، بہ تبدیل اسما، بازٹ بنام میرچنٹائل۔ ۴۲۴۔ بج، ٹامسن وغیرہ۔ ومقدمہ شارپ بنام ٹیلر (۱۸۴۹) ۲۔ پی۔ ایچ۔ ۱۔ ۱۰۰۔ دیکھو صفحہ ۸۱۶۔ بج، کاٹن ہام، اس اصول کی صحت پر، یہاں بحث کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی، کیونکہ اگر وہ تسلیم بھی کر لیجائے، تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا، کہ ایسا معاہدہ، یہاں نافذ العمل قرار پا سکتا ہے، جو اپنے مناسب قانون کی رو سے، کوئی ذمہ داری نہیں عائد کرتا: درانحالیکہ

ایسی ناجوازی کا باعث، ملک متعلقہ کے تو اپنی تجارت یا مال کی خلاف ورزی ہو۔ مگر مقدمہ براؤن بنام لاسن (۱۷۳۵) اور اسی زمانہ کے دوسرے مقدمات، ہارڈوک۔ پیج۔ د۔ بی میں ایسا ہوا: جب تک کہ مقدمہ موخرالذکر کی تائید، اس بنا پر نہ کیجائے کہ جو معاہدہ، ایک ملک سے دوسرے ملک میں (مال) لیجانے کے متعلق ہوتا ہے، اس کا تعلق، موخرالذکر ملک سے ہوتا ہے۔ نیز دیکھو اوپر صفحہ ۲۲۲ ؎

یہ امر، اس موقع پر قابل بیان ہے کہ جس معاہدہ کا مقصد، یہ ہو کہ دوست کے ملک میں بغاوت پھیلائی جائے، یا ایسی باغی حکومت کو، رقم دیجائے، جس کو اس ملک کا بادشاہ نہیں تسلیم کرتا، وہ، انگلستان میں قابل نفاذ نہیں قرار پاسکتا ؎ مقدمہ جونس بنام گارشیا ڈیل رائیو (۱۸۲۳) ٹی وآر ۲۹۷۔ نیج، ایلڈن۔ ومقدمہ بری بنام تاسن، جس کا ذکر جسٹس شاڈول نے، مقدمہ ٹیلر بنام بارکلے میں کیا ہے۔ ۲۔ سم۔ ۲۲۲۔ نیج ۲ ایلڈن ؎ ومقدمہ میکنا را بنام ڈی ایورکس (۱۸۲۴) ۳۔ ایل۔ جے۔ چانسری۔ ۱۵۶۔ نیج، پیج۔ ومقدمہ ڈی وٹز بنام ہنڈرکس (۱۸۲۴) ۹۔ مور۔ ۵۸۶۔ ۲۔ بنگ۔ ۳۱۴۔ نیج، بسٹ۔ مقدمہ تاسن بنام پاولس (۱۸۲۸) ۴۔ سم۔ ۹۴۔ یہ تبدیل ۱۳۱ تاسن بنام بارکلے۔ ۶۔ ایل۔ جے۔ چانسری ۹۲۔ نیج، شاڈول۔ ومقدمہ ٹیلر بنام بارکلے (۱۸۲۸) ۲۔ سم ۲۱۳ نیج، شاڈول۔ موخرالذکر مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت، وجہ ثبوت میں، اس امر کو تسلیم کرسکتی ہے، کہ فلاں باغی گورنمنٹ، مسلمہ نہیں ہے، اگرچہ جواب دعوی میں، اسکے خلاف بیان کیا گیا ہو ؎ جب کسی جواب دعوی میں، ایسی ریاست کا ذکر ہو، جس کو ان ممالک کے بادشاہ نے تسلیم نہ کیا ہو، اور ممکن ہے کہ وہ باغی بھی نہ ہو، بلکہ ایسے ملک میں جدید قائم ہوئی ہو، جو پہلے غیر مرتب حالت میں تھا! تو جو فریق، اس کے وجود کا مدعی ہو، اس کو ثابت کرنا چاہئے۔ مقدمہ میگرا بنام لو (۱۸۲۴) آئی۔ سی۔ وی۔ ۲۰۰ رائی دمو۔ ۵۷۔ نیج، ایسٹ ؎

دفعہ ۲۱۳ (الف) لیکن یہ امر کہ معاہدہ کی تعمیل انگلستان میں، حکومت غیر کے کسی فعل یا مقام تعمیل میں کسی غالب قوت کی وجہ سے، ناممکن ہو گئی ہے، معاہدہ مذکور کو ناجائز نہیں کر دیتا، اور نہ اس کا مانع ہے، کہ مناسب قانون کی رو سے، اس کی خلاف ورزی کی بابت، ہرجہ دلایا جائے۔

مقدمہ بلیکبرن رابن کمپنی بنام نیمس و فرزندان (۱۹۱۸) ۱۔ کے۔ بی۔ ۴۰۵۔ مدعا کارڈ تھی: مدعی علیہم نے، مدعیوں کے ہاتھ لکڑی، اس شرط سے فروخت کی تھی، کہ وہ فنلینڈ سے لاکر انگلستان میں، مدعیوں کے حوالے کیجائیگی۔ 292
فنلینڈ میں، لکڑی نہ ملنے کی وجہ سے، مدعی علیہم معاہدہ کی تعمیل نہ کر سکے۔۔۔ قرار پایا۔۔۔ کہ وہ لوگ، ہرجہ کے ذمہ دار ہیں۔ ملک غیر میں، عدم تعمیل کے جو اسباب پیدا ہوئے ان پر لحاظ نہیں کیا گیا۔

دفعہ ۲۱۴ جب معاہدہ کا یہ منشا ہو، کہ انگلستان کے قانون کی خلاف ورزی کیجائے گی، تو اس کی تعمیل، انگلستان میں نہیں ہو سکتی؛ اگرچہ معاہدہ مذکور، قانون مناسب کی رو سے جائز ہو۔

مقدمہ بگس بنام لارنس (۱۷۸۹) ۳۔ ٹی۔ آر۔ ۴۵۴۔ جج، کینیان۔ ایشہرسٹ۔ بلر۔ گراس: سب نے اپنی رائے کی بنیاد، اس پر رکھی تھی، کہ مدعیوں میں سے تین شریک، بروقت انعقاد معاہدہ، انگلستان میں رہتے تھے؛ مقدمہ کلو گاس بنام پلانا (۱۷۹۱) ۴۔ ٹی۔ آر۔ ۴۶۶ میں صرف ایک شخص مدعی تھا، جو کہ مقام انعقاد معاہدہ میں رہتا تھا؛ اور انگریزی رعایا بھی تھا: اسی پر جسٹس کینیان اور غالباً جسٹس گراس نے بھی، اپنی رائے قائم کی۔ برخلاف اس کے جسٹس ایشہرسٹ اور جسٹس بلر کی رائے، اس وسیع تر اصول پر قائم ہوئی، جس کا اظہار، دفعہ ہذا میں کیا گیا ہے؛ مقدمہ ویل بنام ریڈ (۱۸۰۴) ۵۔ ٹی۔ آر۔ ۵۹۹۔ جج، کینیان و بلر۔ وگر اس میں، مدعی، انگریزی رعایا نہ تھا؛ اور بالآخر، دفعہ ہذا کے بالکل مطابق کارروائی ہوئی؛ مقدمہ ہالین بنام جانسن (۱۸۰۵) سی او ڈبیوپی۔ ۲۴۱ میں لارڈ سینفیلڈ نے اس اصول کو قائم کیا تھا؛ مگر اس کا استعمال، نہ خود اس مقدمہ

میں، اور نہ مقدمہ لیکیسٹ بنام انگل (۱۸۲۵) ۲۔ سی۔ آر۔ ایم۔ آر۔ ۳۱۱۔ جج، آبنگر۔ بولینڈ۔ البلڈ حسن۔ گرنی میں ہو سکا، کیونکہ مال فروخت شدہ کی کامل حوالگی، ملک غیر میں ہو گئی تھی؛ اور بایع نے، مال کو، بطریق پوشیدہ، انگلستان میں داخل کرنے کی کارروائی میں، کوئی مدد نہیں کی تھی: اگرچہ وہ مشتری کے اس ارادہ سے، واقف تھا، کہ وہ ایسا عمل کرنا چاہتا ہے۔ مقدمہ لارڈ کنیان کے اجلاس پر تھا، اس میں بایع نے، سامان کو، ایک مخصوص طریقہ سے، خفیہ طور پر، داخل ملک کرنے کیلئے باندھا تھا؛

مقدمہ سینیٹوز بنام الاجی (۱۸۵۹) ۶۔ سی۔ بی۔ (سلسلہ جدید) ۸۴۱۔ اور (۱۸۶۰) میں بسلسلہ مرافعہ۔ ۸۔ سی۔ بی۔ (سلسلہ جدید) ۶۱ میں ــــ عدوی، ایک برازیل کے باشندہ کی طرف سے، انگریزی رعایا کے مقابلہ میں، دائر ہوا تھا؛ ان غلاموں کی عدم تحویل سے متعلق، جو انگریزی رعایا نے، اس کے ہاتھ، برازیل میں فروخت کئے تھے؛ امر قابل تصفیہ یہ تھا ــــ کہ آیا ان کو، انگلستان کی پارلیمنٹ کے ایکٹ کی رو سے، غلاموں کے فروخت کی ممانعت تھی یا نہیں؛ اگر ممانعت تھی، تو گو معاہدہ کا منشا یہ نہ تھا، کہ انگلستان کے قانون کی خلاف ورزی کیجائے؛ مگر حقیقی طور سے، یہ خلاف ورزی تھی: اور اس لئے انگلستان میں، اس کی بابت، داد رسی نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔ ضمنی طور سے جسٹس براٹول اور بلیکبرن کی رائے یہ ٹھہری: کہ "جو حق ملکیت، ذریعہ بیع، برازیل میں، غلاموں کے متعلق، حاصل کیا گیا ہے، اور جو اس ملک میں، جائز اور قابل بیع و شرائی ہے، اس کو انگلستان میں برازیل کا جائز حق، تسلیم کرنا چاہئے؛ اگرچہ یہ ممکن ہے، کہ مشتری کے انگریزی رعایا ہونے کی حالتیں، ان کے حصول کی بابت، وہ انگلستان کی پارلیمنٹ کے ایکٹ کی تحت میں، جرم قرار دیا جا سکے۔ ۸۔ سی۔ بی۔ (سلسلہ جدید) ۷۲۸، ۷۶۹۔ مگر جسٹس بلیکبرن کا یہ خیال تھا کہ یہ رائے، اعتراض سے خالی نہیں؛ اگرچہ بایع، انگلستان کی رعایا، الحاظ تو طن کے ہو؛ یہ مسئلہ بغیر اس قید کے بھی، بالکل صاف ہے؛ مگر جسٹس وکز۔ ولیس۔ اور بائلس نے، عدالت تحت میں،

اور جسٹس، ڈیٹن اور پولاک نے، عدالت بالا میں، اس کے خلاف رائے قائم کی۔ اثنائے جنگ میں، کثیر التعداد مقدمات میں، جو بر بنائے معاہدات، انگریزوں اور دشمن کی رعایا میں چلے، یہ طے ہوا: کہ خواہ معاہدہ، کسی قانون کی تحت میں ہوا ہو، اگر جنگ نے، تمام ایسے تعمیلی معاہدات کا خاتمہ کر دیا، جن میں فریق کارروائی کے لئے شاہ انگلستان کی رعایا، اور بیرونی دشمن کی رعایا، یا ایسے لوگوں میں، جو بالارادہ، دشمن کے ملک میں رہتے ہوں، ربط وضبط کی ضرورت ہوتی ہے۔ مقدمہ ارٹل ہاپی برو کمپنی بنام رائیو ٹلنٹو کمپنی [۱۹۱۸] ۱ اے سی ۲۶۰۔ جج، پارکر۔ ڈائینڈن و تلکیسن؛ و مقدمہ سلیور مینز و کمپنی بنام کرنیشی۔ ۱۔ جی [۱۹۱۸] ۱۔ کے۔ بی ۳۳۱۔ جج، میک کارڈی؛ جس کی تائید سی۔ اے [۱۹۱۸] ۲ کے۔ بی۔ ۴۸۶ میں کی گئی: یہ معاہدات، جرمن کو، ایک عرصہ دراز تک، دعات مہیا کرنے کے متعلق تھے، جن میں یہ شرط کی گئی تھی، کہ جنگ کی حالت میں، اقساط (مال) ملتوی رہیں گے ــــــ قرار پایا کہ: یہ شرط قایم نہیں رہ سکتی، کیونکہ وہ، انگلستان کے قانون کے خلاف تھی؛ اور کل معاہدہ، منسوخ کر دیا گیا۔ 293

دفعہ ۲۱۵ جب کوئی معاہدہ، ان اصول کے خلاف ہوتا ہے، جو انگلستان میں، اہم عامہ اور اخلاقی مقاصد متصور ہوتے ہیں، تو اس کی تعمیل، ان نہیں ہو سکتی؛ اگرچہ، وہ، اپنے مناسب قانون کے لحاظ سے، جائز ہو۔

ایسے مقدمہ میں، مدعی کی راہ میں، وہ حفاظت حایل ہوتی ہے، جو ہر مستحکم خانگی حکمت عملی کی کرنی پڑتی ہے، اور اسی کا خیال رکھ کر، ملک غیر کے قانون کو، نافذ کرنے کا، ہر اصول منظور کیا جاتا ہے۔ دیکھو صفحات ۵۱ و ۵۲۔

ہر مخصوص مقدمہ میں، جو دقت پیش آتی ہے، وہ، اصول کے متعلق نہیں ہوتی؛ بلکہ صرف اس کے متعلق ہوتی ہے، کہ آیا وہ، مقاصد عامہ و اخلاق، جو زیر بحث ہیں، اسقدر اہم ہیں، کہ انکی بنا پر، اصول مذکور کا استعمال کیا جانا مناسب ہوگا، یا نہیں؟۔ جن صورتوں میں، قانون انگلستان کی خلاف ورزی متصور نہیں ہوتی،

وہ ایسی صورتیں ہیں، جن میں، لازمی طور سے، مختلف ججوں کی رائے میں، اختلاف ہونا چاہیئے۔

مقدمہ کانفین بنام گرسن میں، وغیرہ کا حوالہ دیا گیا، اور اس کی تائید کی گئی۔ [۱۹۰۴] ۱۔ کے۔ بی۔ ۵۹۱۔ ج، کانسٹ۔ ز دمر۔ ومیتھیو: جنہوں نے رائٹ، کے فیصلہ، [۱۹۰۳] ۲۔ کے۔ بی۔ ۱۱۴، کو منسوخ کر دیا؛ اس میں، عدالت نے، ایک معاہدہ کی تعمیل کو، نامنظور کر دیا؛ جو دو ایسے اشخاص میں منعقد ہوا تھا، جنہوں نے، فرانس کا توطن اختیار کر لیا تھا؛ معاہدہ، اخلاقی زور ڈالکر کرالیا گیا تھا: اور سب رائے ایک ماہر فن کے، وہاں قابل نفاذ تھا۔ پھر اس کا استعمال، مقدمہ سوسائٹی دی ہوٹلس رینیس بنام اکر (۱۹۱۳) ۲۹۔ ٹی۔ ایل۔ آر۔ ۸۷۰، ج، اسکروٹن میں کیا گیا؛ جس میں، عدالت نے یہ قرار دیا کہ ——— ایسے چیک کی رقم، جو فرانس میں، ایک انگریز سے 'جیتی' اس غرض سے لکھوالی گئی تھی، کہ اسکے ذریعہ سے، ایک دوسرے شخص کا قرضہ قمار بازی ادا کیا جائے؛ انگلستان میں بذریعہ تعمیل نہیں ادا کرایا جا سکتی: نگو کہ ایسا معاملہ فرانس میں جائز ہو۔ دیکھو مقدمہ فشر جرالڈ سمرمین بنام فشر، جرالڈ مندرجہ صفحہ ۹۷، جس میں منجملہ چار ججوں کے، دو فاضل ججوں نے یہ قرار دیا: کہ بالغ لڑکے کے نان و نفقہ کے انتظام کے لئے، کسی فنڈ کا قایم کیا جانا، انگلستان کی مصلحت عامہ کے خلاف تھا؛

فرض کرو!۔ کہ یہاں (انگلستان میں)، ایک دعوی، اس رقم کی بابت، دائر کیا جائے، جو قمار بازی میں جیتی گئی ہو، یا قمار بازی کے لئے، ایسے مقام پر قرض دی گئی ہو، جہاں کا قانون، اس کو حق دعوی دیتا ہے۔ مقدمہ رابنسن بنام بلینڈ (۱۷۹۰) بر۔ ۷۷۔ میں جسٹس ہینفیلڈ نے، اس امر کے متعلق، کسی رائے کا اظہار نہیں کیا؛ کیونکہ ان کے نزدیک، یہ ثابت نہیں ہوا، کہ اس معاملہ کے متعلق، انگلستان کے قانون اور قانون مقام انعقاد معاہدہ میں، کوئی فرق ہے، اگر جسٹس ڈلس

اور دلسٹے کی یہ رائے ہوئی، کہ قانون انگلستان، ہر حالت میں، مانع وصول رقم مذکور ہوگا؛ مقدمہ کوار یہ بنام کوشن (۱۸۴۲) ۱ پی۔ ایچ۔ ۱۴۷۔ میں، جسٹس لینڈ ہرسٹ نے، یہ قرار دیا: کہ انگلستان کا قانون، مزاحم وصول نہ ہوگا؛ اور اسی کا اتباع، مقدمہ سیکیسائی بنام فلٹن (۱۹۰۹) ۲۔ کے۔ بی۔ ۲۰۸۔ ج، برے میں کیا گیا، جس کی تائید، دنگھام وکیس بکلے۔ کینیڈی، نے اس بناء پر کی، کہ اس قرض کا ادا کرنا، جو قمار بازی کی غرض سے، ملک غیر میں لیا گیا، جہاں اس قسم کی قمار بازی جائز ہے، قانون انگلستان کی حکمت عملی کے خلاف نہیں ہے۔

مقدمہ ونینی بنام کیلنڈر (۱۸۲۶) ۱۔ ایس۔ ۲۹۳۔ ج، گفرڈ میں، اس رقم کی بابت، جو انگلستان میں، قمار بازی میں ہاردی گئی تھی، ملک غیر میں، بل (ہنڈی) منظور کرلی گئی تھی، اس بل کے متعلق، قرار پایا، کہ وہ، یہاں قابل اجرا نہ تھا؛ لیکن یہ نہیں معلوم ہوتا، کہ آیا، یہ، مقامی قانون کی حکمت عملی کی بنا پر تھا، یا مقام انعقاد کے قانون کے بل کے بدل قیمتی کی بناء پر؛ مقدمہ موس بنام اون [۱۹۰۰] ۱۔ کے بی۔ ۴۹۷۔ ج، کالنس اور کوزن ہارڈی نے (بہ اختلاف رائے جسٹس، مولٹن؛ جنہوں نے، انگلستان کے قانون کو، ایک مخصوص نقطۂ نظر سے دیکھا)، یہ قرار دیا، کہ جو چک، فرانس میں، اس رقم کی بابت، جو بمقام فرانس، جوئے میں ہاردی گئی تھی، ایک انگلستان کے بینک کے نام، لکھی گئی، وہ، یہاں قابل نفاذ نہیں ہوسکتی؛ اگرچہ قانون فرانس کے لحاظ سے، وہ صحیح ہو؛ کیونکہ جو قانون، اس چک سے متعلق کہا جاسکتا ہے، وہ مقام ادا کا قانون ہے — اور نیز یہ کہ ایکٹ قمار بازی بابت ۱۸۴۵ء و ۱۸۹۲ء جن میں بتایا گیا ہے، کہ دعوی نہیں ہوسکے گا؛ وہ قانون مقامی کو، اس حیثیت سے، کہ وہ، ایک ضابطہ بتاتا ہے، متعلق قرار دیتے ہیں۔ جسٹس کوزنس ہارڈی نے، نہایت صراحت سے، مصلحت عامہ کے سوال پر غور کرنے سے انکار کردیا۔ (صفحہ ۵۹۰) نیز ملاحظہ ہو مقدمہ

294

سوسائٹی ڈی ہوٹل بنام ہاکر (۱ مریکہ) ۷
کوئی انگریزی عدالت، ایسے معاہدہ کی تعمیل نہیں کرائے گی، جو زوج وزوجہ میں ہوا ہو، اور جس کی ایک شرط کا مقصد یہ ہو، کہ انگلستان میں طلاق کی کارروائی میں، آسانی پیدا کیجائے، یا جس کے، دونوں فریق کے، باشندگان انگلستان ہونے کی حالت میں، گو کہ ان کا وطن، ملک غیر کا ہو، اولاد کی حضانت کی نسبت، ایسی شرط کیجائے، جو انگلستان کے قانون کی رو سے، وہ، نہیں کر سکتے تھے، اگرچہ وہ قابل اعتراض شرائط، عمل میں بھی آچکے ہوں۔ مقدمہ ہوپ بنام ہوپ (۱۸۵۷) ۸۔ ڈی۔ ایم۔ جی۔ ۳۱۔ جج۔ نائٹ بروس۔ وٹرنر۔ اسی مقدمہ (۱۸۵۶) ۲۲۔ بیو۔ ۳۵ میں جسٹس، رولے نے، یہ قرار دیا: کہ اگر قابل اعتراض شرائط پر عمل ہو چکا ہے، تو بقیہ شرائط کی تعمیل، کرائی جا سکتی ہے۔ اسیطرح، انگریزی عدالتیں، مصلحت عامہ کے خلاف ہونے کے باعث، اس معاہدہ کی تعمیل بھی نہیں کرائیں گی، جو حرامی اولاد کی ماں کو، دوامی، مان ونفقہ دلانے کے متعلق کیا جائے۔ مقدمہ میکارتھے (۱۹۲۱) ۱۔ چانسری ۔ ۲۲۵۔ جج، اشٹیرلنگ، اسی بنا پر، عدالت نے، اس مال کی حق ملکیت کو، منسوخ کرنے سے، انکار کر دیا، جو روس میں تھا، اور جس کو، اس ملک کی ایک رعایا نے، جو اس ملک کے قانون کے لحاظ سے، اس کی مالک تھی، انگلستان لیجانے کے لئے، فروخت کر دیا تھا۔ اور نہ اسکی اجازت دی، کہ ان اصول کی جانچ کیجائے، جس پر ملک غیر کی حکومت نے، عمل کیا تھا۔ مقدمہ لوتھر بنام سلگور وکمپنی (۱۹۲۱) ۱۔ کے۔ بی۔ ۴۵۶۔ جج، راسش کو

ایک معاہدہ پر، جو انگلستان کے ایک دعوی کے متعلق تھا، روپیہ دیکر لڑانے اور حصہ ٹھہرا لینے (Champerty) کی بنا پر، اعتراض کیا گیا — انگلستان کے قانون کو، جو ایسے عمل کو، ناجائز قرار دیتا ہے، بمقابلہ قانون مقام معاہدہ کے، جو اس کی تائید میں تھا، ترجیح دیگئی۔ مقدمہ گرل

بنام لیوی (۱۸۶۴) ۱۶۔ سی۔ بی (سلسلہ جدید) ۷۳۔ ج، ارل۔ ولیمس۔ ولیٹر ۵

اگر ایک معاہدہ، جہانتک کہ اس کا تعلق، انگلستان کی تجارت سے ہے، انگلستان کے قانون کی رو سے، تجارت کی ناجائز روک ٹوک کی بنا پر، قابل اعتراض ہے، تو اسکی تعمیل نہیں ہو سکتی؛ اگرچہ وہ قانون مقام معاہدہ کے لحاظ سے جائز ہو۔ جب رائے فرائی، بمقدمہ روزیلان بنام روزیلان (۱۸۸۰) ۱۴۔ چانسری ڈویژن۔ ۱۲۵ صفحہ ۳۶۹۔ نیز ملاحظہ کیجیو! دفعہ ۳۴۱، آئندہ ۵

برخلاف اس کے، ایک معاہدہ، جو اٹلی میں، ایک اٹلی کے باشندہ کو، بلا بدل قیمتی، اخلاقی بنا پر، ایک فرض کے ادا کرنے کے متعلق، کیا گیا تھا، یہاں قابل نفاذ قرار پایا؛ کیونکہ یہ اصول، کہ انگریزی معاہدہ کی تائید کے لئے، بدل قیمتی کا ہونا ضرور ہے، کوئی مصلحت عامہ کی بنیاد نہیں قرار دیا جا سکتا۔ بمقدمہ لوناسینا (۱۹۱۲) ۲۔ چانسری۔ ۴۹۴۔ سی۔ اے۔ ج، کوزنس ہارڈی۔ فارویل۔ کینیڈی ۵

اب ہم ان مقدمات سے بحث شروع کرتے ہیں، جن میں 'مقابلہ' قانون مقامی اور اس مقام کے قانون میں نہیں ہے؛ جو کہ مسلمہ طریقہ سے، انعقاد معاہدہ کا مقام ہے۔

دفعہ ۲۱۶ جو معاہدات، جائداد غیر منقولہ کے متعلق ہوتے ہیں، ان پر بحیثیت معاہدہ کے، ان کا مناسب قانون معاہدہ، نافذ کیا جاتا ہے؛ اس حد تک، کہ جائداد غیر منقولہ کے مقام وقوع کا قانون، انکی تعمیل میں مانع نہ ہو۔

مقدمہ کیمبل بنام ڈنٹ (۱۸۳۸) ۲۔ مو۔ پی۔ سی۔ ۲۹۲۔ ج، ٹونگٹن و مقدمہ بینک آف افریقہ لمیٹیڈ بنام کوہن (۱۹۰۹) ۲۔ چانسری۔ ۱۲۹۔ ج، آیو۔ کوزنس ہارڈے۔ بیکلے۔ کینیڈی: اس میں، معاہدہ کی تعمیل، اس وجہ سے نہ ہوگی، کہ قانون مقام وقوع کے لحاظ سے، منکوحہ عورت، اس قابل نہیں سمجھی جاتی تھی؛ مقدمہ برٹشس سائوتھ

افریقہ کمپنی بنام وی بیرز کانسالیڈیٹڈ مائنز لمیٹیڈ (متذکرہ زیر دفعہ ۲۱۲)؛ جس میں، دفعہ ہذا کا، پسندیدگی کے ساتھ حوالہ دیا گیا تھا۔ (۱۹۱۰) ۲۔ چانسری صفحہ ۵۱۴ پر نیز ملاحظہ ہو دفعہ ۱۹۳، آئندہ۔ مقدمہ الفورڈ بنام کلارک (۱۹۱۵) ۔ ۵۔ ایل۔ ٹی۔ ۶۸۔ اور دیکھو صفحہ ۲۱۲ پر۔

دفعہ ۲۱۷۔ وہ معاہدات، جن کی نسبت، یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ حق مناپلی (حق قطعی بلا شرکت غیرے کسی تجارت یا صنعت وغیرہ) کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

295 پیٹیسن بنام مرز (۱۸۲۸)۔ ڈی۔ وی۔ ایل۔ ۲۴۲۔ (رجسٹرڈ بہ بنچ) اسم ایمپیریل انشورنس کمپنی بنام مس۔ ۳۔ ڈبلیو۔ ایس۔ ایچ۔ ۲۱۸۔ (نوٹ ایڈیٹر) جس میں، ایک کمپنی کا کیا ہوا معاہدہ، قانون مقام التعقاد معاہدہ کی بنا پر، جائز قرار دیا گیا؛ اگرچہ خود کمپنی کی ملک میں، ایک دوسرے شخص کو حق مناپلی، حاصل ہونے کی وجہ سے، ایسا معاہدہ ناجائز ہوتا۔

دفعہ ۲۱۸۔ معاہدات متعلقہ خدمت۔

معاہدات خدمت، جہانتک کہ ان کا تعلق، خدمت لینے والے سے ہے، اس ملک کے قانون کے تابع ہیں، جہاں، وہ منعقد ہوئے؛ اور جہاں، خدمت لینے والا رہتا ہے؛ نہ اس مقام کے قانون کے لحاظ سے، جہاں خدمت کا ادا کرنا قرار پاتا ہے۔

سود کی ذمہ داری کے ضمن میں جسٹس ہسٹ کے اجلاس منعقدہ میں، یہی رائے تھی؛ مقدمہ ارناٹ بنام ریڈفرن (۱۸۲۵) ۲۔ چانسری۔ وی۔ ۸۸۔ اور ملاحظہ ہو اساوتھ افریقہ بروبریز بنام کنگ (۱۸۹۹) ۲ ق ۲۔ چانسری ۱۷۳۔ (۱۹۰۰) ۱۔ چانسری ۲۷۳۔ و مقدمہ انگلو اسٹرین بینک (۱۹۲۰) ۱۔ چانسری۔ ۹۹۔ نج، بینگر۔

ایک بارسٹر کے محنتانہ کے دعوے، اور اس کی وصولیابی کا حق، اس قانون پر منحصر ہے، جس کا تعلق، اس کی بیرسٹری سے ہے؛ نہ اس مقام کے قانون سے، جہاں وہ وکیل کیا گیا؛ اور نہ اس مقام کے قانون سے، جہاں

اس سے کام لینا مقصود ہے۔ اور یہی اصول، دوسرے اہل ہنر پیشہ وروں سے متعلق ہے۔

ملکہ بنام دوتری (۱۸۸۴) ۹۔ مرافعہ جات۔ ۴۵۔ ج۔ والٹن ف

بحری خدمات کے متعلق، مرچنٹ شپنگ ایکٹ بابتہ ۱۸۹۴ء کی دفعہ ۲۶۵ میں، یہ حکم ہے:۔ کہ "جب جہاز یا کسی شخص متعلقہ جہاز کے معاملہ میں، دو قوانین میں اختلاف ہو، تو اگر ایکٹ کے اس حصہ (حصہ دوم، متعلقہ ناخدا و ملازمین بحری، دفعات ۲۶۶-۹۲) میں، کوئی حکم، اس کے متعلق موجود ہو، جو ذریعہ ہذا بصراحت تمام، جہاز سے بھی متعلق کیا جاتا ہے؛ تو اس کا فیصلہ اس حکم کے مطابق کیا جائیگا۔ لیکن اگر کوئی حکم نہیں ہے، تو اس کا فیصلہ اس بندرگاہ کے قانون سے کیا جائے گا، جہاں کہ جہاز مذکور، درج رجسٹر ہوا ہے"۔

دفعہ ۲۱۹ جو معاہدہ، کرایہ لیکر مال پہنچا دینے کا کیا جاتا ہے اسکے عمل کا انحصار، اس ملک کے قانون پر ہوتا ہے، جس کا نشان، جہاز پر قائم ہوتا ہے، یعنے، مالک جہاز کے ذاتی قانون پر۔ اگر مالک جہاز، اپنے جہاز کو، کسی دوسرے ملک میں، رجسٹر کرانا مناسب تصور کرتا ہے، تب بھی، اس کا قانون، وہ ہی رہتا ہے، نہ کہ مادی جھنڈے کا ..... اور یہی، اس اصطلاح سے مقصود ہے۔ اس بارہ میں، جو کچھ لارڈ جسٹس، بریٹ نے، مقدمہ چارٹرڈ مرکنٹائیل بینک آف انڈیا بنام نیدرلینڈس انڈیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی ۱۸۸۳ء ۱۰ کیو۔ بی۔ ڈی صفحہ ۵۳۶۔ ۳۳۴ میں لکھا ہے، وہ قابل ملاحظہ ہے۔

> مقدمہ لائیڈ بنام گلبرٹ: اس میں، ایک فرانسیسی جہاز، اس کے مالک نے، ایک انگریزی رعایا کو، ڈناموک کے ایک بندرگاہ میں، کرایہ پر دینے کا معاہدہ کیا، اس غرض سے کہ وہ ہیتی کے ایک بندرگاہ سے، انگلستان کو سامان لیجائے۔ سوال یہ تھا: کہ آیا مالک جہاز، کرایہ دار کو اس رقم کے ادا کرنے کا ذمہ دار ہے، جو ستاوزیہ (باٹمری)، کفالت جہاز و مال و کرایہ پر، ناخدا نے، اثنائے سفر میں، ایک پرتگال کے بندرگاہ میں لکھدی تھی؟ ۱۸۶۴ء ۲۲ ایل۔ جے۔ کیو۔ بی۔ ۱۴۱

286

میں جسٹس بلیکبرن۔ لارڈ بلیکبرن ہیلورتھ ۔۔۔ اور رپورٹ ۶ ۔ بی ۔ ایس ۔ ۱۰۰ ۔ میں کمیشن کا نام بھی لکھدیا ہے، یہ فیصلہ کیا کہ انداکا، مالک جہاز کو، بتقاضہ کرایہ دار کے، ذمہ دار کردینے کا اختیار، جہاز کے جھنڈے کے قانون پر منحصر ہے۔ یہ فیصلہ اس فیصلہ کے مطابق ہے، جو اسٹوری نے بحیثیت ارکیہ کے جج کے، بمقدمہ پوپ بنام ہنکرسن (۱۸۴۴) ۳ ۔ ج ۔ اسٹوری ۔ ۴۹۵، کیا تھا۔ مرافعہ (۱۸۶۵) ایل ۔ آر ۔ آئی ۔ کیو ۔ بی ۔ ۱۱۵ و ۶ ۔ بی ۔ ایس ۔ ۱۰۰ ۔ میں جسٹس بلیکبرن، جسٹس ہیوٹ، جسٹس ہالز، جسٹس کیلی، جسٹس بریٹ، آرٹن، کیننگ اور بیگلیٹ نے، یہ فیصلہ کیا کہ قاعدہ ایسا ہی ہے، جیسا کہ بحیثیت مجموعہ بلکہ مالک جہاز، اپنی حفاظت کے لئے، اپنے نشان (جھنڈے) کے قانون کو پیش کرسکتا تھا۔ اگر وہ کسی ملک غیر کے بندرگاہ میں ہوتا اور بذات خود، اس نے کرایہ کا معاہدہ کیا ہوتا۔

ناخدائے جہاز کا معاہدہ، باٹمری کے ذریعہ سے، مال محولہ کو مکفول کردینے کا اختیار معاہدہ کرایہ جہاز کا، ایک نتیجہ بھی تصور ہوسکتا ہے، جس کی بنا پر وہ مال کو، جہاز میں لانے دیتا ہے۔ اس کے اختیار کا انحصار، اس ملک کے قانون پر ہوتا ہے، جس کا نشان، اس کے جہاز پر نصب ہوا۔ اسی کے مطابق، مقدمات ڈروج بنام اسٹورٹ یا کرناک (۱۸۶۹) ایل ۔ آر ۔ ۲ ۔ پی ۔ سی ۔ ۵۰۵ ۔ ج، آرل ۱ اور مقدمہ گیٹا نو ماریا (۱۸۸۲) ۷ ۔ پی ۔ ڈی ۔ ۱۳۷ ۔ ج، برٹ ۔ کاٹن ۔ وکا نوج میں ہوا، جنہوں نے جسٹس فلیمنگ کی تجویز کو، منسوخ کردیا تھا۔ مقدمہ ایکومیٹر (۱۹۲۱) ۱ ۔ سی ۔ سی ۔ رپورٹ ۷۶ ۔ ج، ڈیوک رقمطراز میں یہ طے ہوا: کہ "یہ قاعدہ ۔۔۔ جس کی رو سے ایک کارندہ، جو اپنے ملک غیر کے آقا کیطرف سے معاہدہ کرتا ہے، اس کی نسبت، یہ سمجھا جاتا ہے، کہ وہ اپنی طرف سے معاہدہ کررہا ہے! ۔۔۔ اس معاہدہ سے متعلق نہیں ہوسکتا، جو جہاز کی ضروریات، پوری کرنے کے لئے، مالک جہاز کا کارندہ، کسی ملک غیر کی بندرگاہ میں کرے"۔

ناخدائے جہاز کا، جہاز اور کرایہ جہاز کو، ذریعہ معاہدہ باٹمری، مکفول کردینے کا اختیار، اسی اصول پر منحصر ہے، جس پر مقدمہ لائیڈ بنام گلبرٹ کے دو فیصلوں میں

سے، تنگ تر فیصلہ منحصر ہے، کیونکہ اس کے پاس، کوئی اور اختیار، مالک جہاز کو، قرض دینے والے یا کرایہ دار کی رقم کا ذمہ دار بنانے کیلئے، موجود نہیں ہے ۔ دفعہ (۱۵۰) میں، ہم دیکھ چکے ہیں، کہ جائداد منقولہ کے متعلق بھی، حقیقی حقوق کا فیصلہ، محل حق کفالت وضبط کے، قانون مقام وقوع سے کیا جاتا ہے، لیکن مختاری کے سوال پیدا ہونے کی حالت میں، قانون مقام وقوع، ایسے شخص کی طرف سے، حق مختاری دینے کا مجاز نہیں ہے، جو خود اسکے تابع نہیں ہے، جیسا کہ صفحہ ۲۰۰ پر بیان ہو چکا ہے کہ ناخدائے جہاز کا، مال محمولہ فروخت کر دینے کا اختیار، اس قانون پر منحصر ہے، جو اسکے نشان (جھنڈے) کے ملک کا قانون ہے۔ جہاز موسومہ گسٹ [۱۸۹۱] پی۔ ۳۲۸۔ ج، ہنین، اور اسیطرح اس سامان کے کرایہ کا حق ہے، جس کو ناخدا فروخت کر دیتا ہے، وی انڈسٹری (۱۸۹۴) پی ۸۰ ج، گورل بارنس۔ بجز اسکے کہ معاہدے میں کوئی دوسری شرط لکھی گئی ہو (میں سی آئی پی نج، اشیئر۔ لوپیس وکے، جنہوں نے، گورل برنس سے، تعبیر معاہدہ میں اختلاف کیا) سامان فروخت شدہ کے حق کے متعلق، دیکھو صفحات ۱۹۸ و ۱۹۹ اور یہ امر بھی، کہ آیا ناخدائے جہاز نے مال صحیح طریقہ پر پہنچا دیا ہے؟ جہاز کے نشان (جھنڈے) کے قانون پر منحصر ہوتا ہے۔ مقدمہ جہاز اسٹیفن۔ (۱۸۸۹) ۱۴۔ پی۔ ڈی۔ ۱۴۲۔ ج، برٹ کو

مقدمہ میسرس اسٹیم شپ کمپنی (۱۸۸۸) ۴۲۔ چانسری ڈویژن میں صفحہ ۳۲۷ پر جسٹس چٹی لکھتے ہیں: کہ قانون نشان "نہ صرف تعبیر معاہدات اور حقوق متعلقہ اور معاملات کرایہ میں، استعمال ہونا چاہئے، بلکہ خود معاہدے کی شرائط کی صحت اور غیر صحت کی نسبت بھی"۔

بیمہ کرنے والوں کے مقابلہ میں، قانون نشان کا، کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ مقدمہ گریر بنام پول (۱۸۸۰) ۵۔ کیو۔ پی۔ ڈی۔ ۲۷۔ ج، لوشس کا کیرن کو

ایام قیام کا شمار، اس دن سے ہوگا، جو اس بندرگاہ میں، جہاں مال اتارنا ہے، روز وصول سمجھا جاتا ہے۔ مقدمہ منازوں اسٹیم شپ کمپنی بنام

ڈمپ سی (۱۸۷۶) ۱۔ سی۔ پی۔ ڈی۔ ۴۵۴۔ ۶۵۔ نج، کا آج۔ برٹ۔ لنڈلے:
اس کا تعلق، بجائے عمل معاہدہ کے، زیادہ تر، تعبیر معاہدہ سے ہے ؛
اس دفعہ کے مضمون کے متعلق، ملاحظہ ہو۔ مقدمہ مٹیریا (۱۸۷۱)
ایل۔ آر۔ ۳۔ اے۔ ای۔ ۴۳۶۔ نج، ظیمو۔ و مقدمہ اسپرس (۱۸۷۲)
ایل۔ آر۔ ۳۔ اے۔ ای۔ ۵۹۷۔ نج، ظیمو ؛

دفعہ ۲۲۰ عام اوسط[1] (General average) یعنی اس نقصان کی تقسیم، جو مال کو، اثنائے سفر دریا میں پہنچے۔

بندرگاہ مقصود پر پہنچنے کے بعد، وہاں کے قانون کے مطابق، مال کے نقصان کا جو اندازہ کیا جائے، اسکے حسب حصہ رسدی، مالکان جہاز، ذمہ دار ہیں؛ اور اسیطرح، بیمہ کرنے والے، اس نقصان کے ذمہ دار ہیں، جو
297 اشیا بیمہ شدہ کو پہنچے؛ یا جس کی بابت، اشیا بیمہ شدہ کو حصہ رسدی دینا پڑے؛ اس خطرہ یا اسکے نتائج کی وجہ سے، جس سے بچنے کے لئے بیمہ کرایا گیا ہے؛ یا ان مناسب کوششوں کی بنا پر، جو خطرہ مذکور یا اسکے نتائج کو، روکنے کے لئے، عمل میں لائی جائیں۔ مقدمہ سیرس بنام اسکارا (۱۸۷۲) ایل۔ آر۔ ۷۔ سی۔ پی۔ ۱۸۱۔ نج، ٹول کینگ۔ برٹ ؛ و مقدمہ میرے ٹاس (۱۸۹۴) پی۔ ۱۰۸۔ نج، گورل بارنس، جس کو لنڈلے۔ اے ایل اسمتھ اور ڈیوی نے، بحال رکھا ہے، جہانتک کہ اس کا تعلق، بیمہ کرنیوالوں سے ہے، مقدمہ والپول بنام ایور (۱۷۸۹) کے مطابق ہے۔ کتاب بیمہ بحری، مصنفہ پارکٹ۔ ۸۔ ایڈیشن صفحہ ۸۹۔ نج، کنیان ؛ اور مقدمہ نیومین بنام کازالٹ، حسب سابق صفحہ ۸۹۹۔ نج، بلر کے نتیجہ سے مطابقت رکھتا ہے؛ اگرچہ اس مقدمہ میں، اسکی بنیاد، رسم و رواج پر رکھی گئی تھی، نہ کسی اصول

---

[1] "جنرل ایورج" لفظی معنی عام اوسط کے ہیں، مگر اصطلاح قوانین بحری میں، اس حصہ رسدی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے، جو تاجر و دیگر اشخاص، اس نقصان کو باہم تقسیم کر لیتے ہیں، جو جہاز یا جہاز یوں کی جانیں بچانے کے لئے، سامان کو، سمندر میں پھینک دینے وغیرہ سے، عائد ہوتا ہے۔ مترجم ؛

قانون پر مگراس سے متعلقہ پاور بنام مرتضیٰ (۱۹۱۸) ۴۰ ایم ایل جے ۱۴۱۰ کا محل تبدیل ہوتا ہے
جج ایلن بی پرو۔ لی بلاک و بیلی جس میں رسم و رواج ثابت نہیں کیا گیا تھا اور
قانون پر قصور پایا تھا کہ جیسے کرنے والا وہ جائداد نقصان کے
عہدہ رعدی کا وعدہ دار ہے جو برے قانون مقام انعقاد معاہدہ قرار پائے گا
بکھیوادی بابت بنام کیسا بیٹو ادی سنگ ایس ۲۴ سورٹ ۱۹۰۳ء کے
بی ۲۹ ایلس کیس سی ۱۹۰۳ء کے بی ۲۰۰ ج ۲ انگلش و کمیتی رومن
اسٹرنگ ہولڈر مقدمہ برگلا (۱۸۹۳) صفحہ ۲۰۱ ج ۲ گورل مائنس ۲

دفعہ ۲۳۱ ہیجری

یہ سوال کہ آیا بیمہ کرانے والا اس امر پر مجبور ہے کہ وہ اس رقم کا
حساب، جو اس کو نقصان کی بابت کسی دوسرے طریقہ پر وصول ہوئی ہو
ایسے بیمہ کرنے والے شخص کو بتائے جس نے اس نقصان کی بابت
اس کو رقم ادا کی ہو: اس قانون پر منحصر ہے جسکے تحت میں بیمہ کا معاہدہ ہوا
ہے ؎ مقدمہ برنارڈ بنام روڈاکانگی (۱۸۸۰) ۵ سی۔ پی۔ ڈی،
۴۲۴ ج ۲ کالرج نوٹ دیکھو اور خاتمہ تجویز جس کے دیکھنے سے اس میں کوئی شبہ
نہیں رہتا کہ مقصود، قانون معاہدہ کا، حوالہ دینا تھا؛ اگرچہ قانون مقامی لکھا
گیا ہے نوٹ دیکھو ا دفعہ ۲۲۰۔ و مقدمہ کرینر بنام پول جس کا حوالہ زیر دفعہ
۲۱۹۔ دیا گیا ہے ؎

**دفعہ ۲۳۲ ایک برندہ مال کا معاہدہ، مسافروں اور مال کو، ایک ملک
سے دوسرے ملک میں، لیجانے کا۔**

"بارکفات کی ناجوازی، بربنائے عدم مساوات کے تعلق جنس اصل
اور نمائندہ جس کینٹ کا۔ مقدمہ، برنیلے بنام ساوتھ ایسٹرن ریلوے کمپنی،
(۱۸۶۲) ۱۲ سی۔ پی بسلسلہ جدید ۶۳ میں ۔ یہ خیال تھا: کہ اس کا
تصفیہ، قانون مقام انعقاد معاہدہ کی رو سے، ہوگا؛ نہ برندہ مال کے ملک
کے قانون سے۔ لیکن تصفیہ مقدمہ کیلئے، اس کی نسبت، کسی فیصلہ کی ضرورت
نہ تھی ؎

ذمہ داری کی ایسی شرائط کے جواز کے متعلق جس سے ذمہ داری محدود ہو جائے، قانون مقام انعقاد معاہدہ، بشرطیکہ وہ برمحل کا صحیح تک ہو، متعلق ہوگا۔ مقدمہ سپنسیولر اور نیشنل اسٹیم نیویگیشن کمپنی بنام سٹینڈ (۱۸۹۵) ۳۔ سی۔ پی۔ سی۔ (سلسلہ جدید) ۲۷۲، ۶ جے۔ آر۔ ۱۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۴۸۶ جو مقدمہ کونجھ بنام ساوتھ ایسٹرن ریلوے کمپنی (۱۸۷۷) ۲۔ ای۔ ایچ۔ ڈی۔ ۴۵۳ میں کمپنی نے معاہدہ، ایک ملک غیر میں کیا تھا، جہاں کا قانون، اس معاملہ میں، کمپنی کے ملک کے قانون کے مطابق، قرار پایا تھا، مگر ضرورت، اس کی واقع ہوئی تھی، کہ ان دونوں قوانین میں سے، ایک کا انتخاب کیا جائے۔ جسٹس بگلے کا رجحان، قانون مقام انعقاد معاہدہ کی جانب تھا، اور جسٹس میلیش کا رجحان، کمپنی کے ملک کی طرف، اس خیال سے، کہ فریق ثانی بھی، اسی ملک کا تھا۔ جسٹس کوٹیٹ، موخر الذکر رائے کی طرف، مائل تھے، مگر فریق ثانی کے ملک ہونے یا نہ ہونے کے مسئلہ کو، اس میں کوئی دخل نہ تھا۔ سمندر میں برزگی مال کے متعلق، انٹرنیشنل (ایسوسی ایشن کانفرنس میں، جو مقام ہیگ ۱۹۲۱ء میں منعقد ہوئی، ایک ضابطہ مرتب کیا گیا تھا، اس کو بعض ممالک کے چیمبرس آف کامرس، بشمول انگلستان، اختیار کرتے جاتے ہیں، مگر بالفعل، ان کو، قانون کا مرتبہ حاصل نہیں ہے۔[1]

دفعہ ۲۲۳۔ مختاری۔

298 ایسے اصل مالک کا حق دعوی، جس کا نام ظاہر نہ کیا گیا ہو، اس معاہدہ کے متعلق، جو اس کے مختار نے، فریق ثالث سے کیا ہو، اور ایسے دعوی کرنے سے، جو نتائج پیدا ہوں، ان کا انحصار، اس قانون پر ہے، جو معاہدہ سے متعلق ہے، نہ کہ اس قانون پر، جس کے مطابق مخفی معاہدہ، اصل شخص اور اسکے مختار میں ہوا تھا۔

مقدمہ بالفون بنام لیڈرڈ (۱۸۸۲) ۹ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۵۳۰۔

جج، اللہ لے۔ جسٹس بوٹن نو

---

[1] دیکھو، مضمون مندرجہ جرنل قوانین متقابل، بابت ۱۹۲۲ء صفحہ ۲۴ نو

دفعہ ۲۲۲ (الف) ایک کمپنی کے مقدم اور معمولی حصہ داروں، جو معاہدہ ہوگا وہ، زیر قانون کمپنی ہوگا: یعنے، اس ملک کے قانون کے لحاظ سے جہاں کمپنی کا توطن ہے۔

مقدمہ اسپلر بنام ٹرنر [۱۸۹۷] ۱۔ چانسری۔ ۹۱۱۔ ۶۶ ج، کیکوچ ۔

دفعہ ۲۲۳ (ب) فروخت سامان کے ایکٹ کی تحت میں، جو معاہدہ، ایسے سامان کے مہیا کرنے کے متعلق کیا جائے، جو بائع کے علم میں، ملک غیر میں لیجانے کے لئے ہو، ناجائز نہوگا؛ اگرچہ سامان مذکور، اس ملک میں، بطریق جائز، قابل فروخت نہو۔ اس امر کے متعلق، کوئی معنوی ذمہ داری مستنبط نہ کیجائے گی، کہ مال، اس مقام پر، جہاں بھیجا جاتا ہے، قابل فروخت ہے۔ مقدمہ سمنز، پرمین وکمپنی بنام وب وکمپنی [۱۹۲۱] ۱۔ ڈبلیو۔ این صفحہ ۳۰۶۔ سی۔ اے۔ نج، بیکنیر۔ اسکروٹن۔ ایٹکنس، جنہوں نے جسٹس بیلہیچ کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا۔

دفعہ ۲۲۴ (ج) ایک معاہدہ کے متعلق، جو کہ فرانس کے ڈرامہ انگلستان میں کرنے کے حقوق کے متعلق تھا، یہہ قرار پایا: کہ وہ فرانسیسی اصول تعبیر کے تحت میں رہے گا۔ مقدمہ سرابنام فیس لاسکے فلم سروس لمیٹڈ [۱۹۲۱] ڈبلیو۔ این۔ ۴۴۷ ج، آئی، جن کا فیصلہ بحال رہا۔ سی۔ اے [۱۹۲۲]۔ ڈبلیو۔ این۔ ۴۴۔

مقام معاہدہ بہ ثبوت معاہدہ غائبانہ

دفعہ ۲۲۵ جبکہ معاہدہ، تبادلہ خطوط یا ٹیلیگرام کے ذریعہ سے کیا جائے تو وہ منعقد متصور ہوگا، جہانتک کہ معاہدہ مذکور، اس مقام میں جہاں سے اس مکمل معاہدہ کا آخری جواب روانہ کیا گیا ہے، وہ بادقت متصور ہوتا ہو۔

مقدمہ کوان بنام اوکنور (۱۸۸۸) ۲۰۔ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۔۔ ۶۴۰۔ نج، مینٹی وہاکنس: معاہدہ نکاح کے ایجاب سے پیدا ہوا تھا، جو ایک خط کے ذریعہ سے کیا گیا تھا؛ یہہ خط، انگلستان سے روانہ ہوا تھا؛ ایجاب بذریعہ خط قبول کیا گیا، جو ڈنمارک سے بھیجا گیا تھا۔ قرار پایا ۔۔۔ کہ اس سے انگلستان کا قانون متعلق ہوگا؛ لیکن اسکی بنیاد زیادہ تر یہ تھی: کہ مقام تعمیل معاہدہ، انگلستان قرار پایا تھا؛ مقدمہ سنین بنام ڈکسن [۱۹۰۶] ۲۳۔ ٹی۔ آر۔ ۵۶۔ نج، برے ۔

ایک پارسل کا ذریعہ ڈاک، ایک ملک سے دوسرے ملک میں بھیجنا، اس ہدایت پر کہ پارسل، ذریعۂ ڈاک روانہ کر دیا جائے، مقدم الذکر ملک کا عمل سمجھا جائے گا، نہ کہ موخر الذکر کا: اگرچہ اس کا نتیجہ، موخر الذکر ملک سے پارسل کا روانہ ہونا ہے۔ مقدمہ بادشی اینلین وسوڈا افریک بنام مغربی جانسن وکمپنی ۔ مقدمہ باسل کمیکل ورکس بنشیدلیر [۱۸۹۷] ۲۔ چانسری۔ ۲۲۲۔ ج، لنڈلے وائے، ایل۔ استھ، جنہوں نے جسٹس، نارتھ کی تجویز کو منسوخ کر دیا؛ جسٹس، لیگ نے اختلاف کیا؛ تجویز تنسیخ بحال رہی۔ [۱۸۹۸] اے۔ سی۔ ۲۰۰۔ ج، ہالسبری۔ ہرشل میکناٹن۔ شینڈ وڈ تومی ۔

جو مختار نامہ اس غرض سے دیا جائے کہ اسکے مطابق، ایک خاص ملک میں عمل کیا جائے، اس کا عمل، اس ملک کے قانون کے مطابق ہوگا۔ مقدمہ چٹنی بنام برازلین سب مرائن ٹیلگراف کمپنی [۱۸۹۱] ۱۔ کیو۔ بی۔ ۷۹۔ ج، اشر۔ لنڈلے، جنہوں نے جسٹس، ڈے کی تجویز کو بحال رکھا تھا ۔

دفعہ ۲۲۵ عدالت سے سود، اسی ملک کے قانون کے مطابق دلایا 299
جائیگا جس میں اصل رقم ادا ہونی چاہیے تھی۔

مقدمہ چمپیٹ بنام رنیلا (۱۷۰۰) پری۔ چانسری۔ ۱۲۸۔ ۱۔ ای۔ کیو سی۔ ۱۔ اے۔ ای۔ بی۔ آر۔ ۲۸۹؛ اسکی رپورٹ۔ ۲۔ ورن، میں غلط طور سے کی گئی ہے۔ ۲۹۵۔ ج، رائٹ ۔ ومقدمہ ایلین بنام لائیڈ (۱۸۰۱) ۱۔ ای۔ کیو۔ سی۔ ۱۔ اے۔ بی۔ آر۔ ۲۸۹ ۔ ومقدمہ ڈیگان بنام ہیکٹ (۱۸۰۲) ۱۔ ای۔ کیو۔ سی۔ ۱۔ اے۔ ای۔ بی۔ آر۔ ۲۸۸ ۔ ومقدمہ اسٹیپلٹن بنام گنوائے (۱۷۵۰)۔ وس سن۔ ۴۲۷۔ ج، ہارڈوک۔ (مقدمہ گورنر بنام بلامونٹ (۱۷۴۲) ۲۔ اے۔ ٹی۔ کے۔ ۳۸۲۔ ج، ہارڈوک؛ غالباً یہ ظاہر ہوا کہ رقم مندرجۂ سٹاویز، آئرلینڈ میں ادا ہونیوالی تھی) ۔ ومقدمہ بوڈیلی بنام بل ایمی (۱۷۶۰)۔ بر۔ ۱۰۹۴۔ ج، سینفیلڈ ۔ جس میں اس سود، میں جو مندرجۂ فیصلہ ہے اور اس سود، میں جس پر فیصلہ موثر ہے، فرق کیا گیا ہے؛ موخر الذکر کے متعلق، قانون مقامی کا اتباع کیا جائیگا۔

ان دونوں مقدمات میں، شرح سود کی بحث تھی، اگر قاعدہ وہی ہے جو اس مسئلہ کے متعلق ہے کہ آیا سود درسود ادا ہونا چاہیئے یا نہیں؟۔

مقدمہ لرگوسن بنام فائف (۱۸۴۱) ۸۔ سی ولیف۔ ۱۲۱: نج، کا نقش اس امر پر یاد رکھنے کے قابل ہے، کہ جسقدر مقدمات اس فقرہ میں ذکر کیے گئے ہیں، ان میں، قانون مقام ادا (lex loci solutiois) صریح طریقہ سے بنیاد فیصلہ نہیں قرار دیا گیا ہے، مگر اس کو بنیاد فیصلہ قرار دینے میں کوئی امر مانع نہیں ہے، نیز ملاحظہ ہو، مقدمہ کوپر بنام والڈگریو زیر دفعہ ۲۲۹ و زیر دفعہ ۲۰۶ ؛

چونکہ انگلستان میں سود بیجا (usury) کے تمام قوانین، منسوخ ہو چکے ہیں، اس لئے، صرف ان مقدمات کا ذکر کر دینا کافی ہے، جن پر ان کے نافذ رہنے کے زمانہ میں، معاہدات کے دوسرے ممالک سے متعلق ہونے کی وجہ سے، غور کرنا پڑا تھا؛ مگر ان مقدمات سے ہم کسی قاعدہ کے استخراج کی کوشش نہیں کریں گے۔ اگر یہ امر غور طلب ہو، کہ معاہدہ کے جو اثر پر ملک غیر کے قانون سود بیجا، کا کیا اثر پڑتا ہے، تو اس کا انحصار، خود اس قانون کی ماہیت اور نوعیت پر منحصر ہوگا۔ مقدمہ ولیمز بنام اسپان (۱۷۸۹) ۳۔ ٹی۔ آر۔ ۲۵۴: نج، کنیان۔ ایشہرسٹ بیلر۔ گراس ؛ مقدمہ ہاروی بنام راجولڈ (۱۸۲۵) ۴۔ بی۔ سی۔ ۶۲۶: نج، ایبٹ۔ بیلی۔ لیٹلڈیل ؛ مقدمہ مجہول الاسم (۱۸۲۵) ۳۔ بنگ۔ ۱۹۳: اس میں، مجوں کی رائے، ہاؤس آف لارڈز کو بھیجی گئی تھی، فیصلہ بسٹ نے لکھا تھا ؛ مقدمہ ٹامسن بنام پاول۔ (۱۸۲۸) ۲۔ کم۔ ۴۹۔ نج، شاڈول ؛ مقدمہ سیکھرفنگبرٹ (۱۸۳۷) ۲۔ ڈی۔ ۵۰۹: نج، ارسکن۔ رووز۔ کراس ؛

دفعہ ۲۲۶ ملک غیر میں، خلاف ورزی معاہدہ کی وجہ سے، جو ہرجانہ عائد ہوا ہو، یا وہ قرضہ، جو ملک غیر میں، واجب الادا تھا، انگلستان میں وصول کیا جاتا ہو، تو تو گری، انگلستان کے اسقدر سکہ کی ہونی چاہیئے، جو اگر اس ملک میں بھیجی جائے جہاں وہ ادا ہونی چاہیئے تھی، اس بٹاون کے نرخ سے ــــ جو

خلاف ورزی معاہدہ، یا بروقت واجب الادا ہونے رقم کے، یا قرض لینے کے وقت تھا، مقدار رقم ذکری شدہ، یا قرضہ بشمول سود، یا ہرجہ مندرجہ ذکری، کے مساوی ہو۔

اس سے قبل کی طے میں "قاعدہ" یہ بتایا گیا تھا ــــ کہ "اس بٹاون کے زخ سے، جو ذکری کے وصول کے وقت ہو" ــــ مگر انگریزی عدالتوں کے اکثر فیصلوں میں، بٹاون کے زخ کی عظیم تبدیلیوں کی بنا پر جو ۱۹۱۸ء کی صلح کے بعد واقع ہوئیں، اس اصول پر دوبارہ غور کرکے، تبدیل کی ضرورت واقع ہوئی۔ اب معاہدات برزندگی مال یا فروخت میں بھی اوہی اصول ہے، جو اوپر بیان ہوا۔ مقدمہ ڈی فرڈینینڈ وسٹام سائمن اسٹنر و کمپنی [۱۹۲۰] ۳۔ کے۔ بی۔ ۴۰۹۔ سی۔ اے۔ جے، بینگیر اسکروٹن۔ ایو: جنہوں نے جسٹس راک کی تجویز کو بحال رکھا، و مقدمہ باری بنام وان ڈین ہرک [۱۹۲۰] ۲۔ کے۔ بی۔ ۹۰۷۔ جے، ہیلیک، و مقدمہ رالی برادرس بنام کپیا نویرا وغیرہ [۱۹۲۰] ۱۔ کے۔ بی۔ ۶۱۴۔ دیکھو، صفحہ ۲۸۹، جس میں مدعیوں نے، انگلستان میں، دعوی دائر ہو جانے بعد، اپنا دین، ملک غیر کے سکہ میں، جس میں، وہ واجب الادا تھا، وہیں خود دائن کو ادا کر دیا۔ عدالت مرافعہ نے طے کیا: کہ عدالت کو، بٹاون کے زخ کے لحاظ سے اسکا انگریزی میں، قرضہ کی مقدار کو متعین کرنے کی ضرورت نہیں رہی، کیونکہ رقم قرض ادا ہو گئی، و مقدمہ سوسائٹی ڈی ہوٹلس وغیرہ کمپنی [۱۹۲۱] ڈبلیو۔ این۔ ۲۶۰۔ جے، اور تی، جن کا فیصلہ مرافعہ میں بینگیر۔ اسکروٹن۔ انیکن نے منسوخ کر دیا۔ [۱۹۲۲] ڈبلیو۔ این۔ ۱۰ ــــ نیز ملاحظہ ہو، نیمسہ و 300

ٹارٹ (فعل بیجا) اور حسابات کے مخصوص مقدمات میں، یہ قاعدہ، اور زیادہ وسیع ہو جاتا ہے: جب کسی فعل بیجا کی بابت، ملک غیر کے سکہ میں، مقدار ہرجہ کا صحیح اندازہ کر لیا گیا ہو، تو انگلستان کی تجویز کے لئے، اسکا اس بٹاون سے ــ جو ملک غیر کے سکہ میں، حسب قانون، اندازہ کرتے وقت رائج تھا ــ تبادلہ کیا جانا چاہئے۔ مقدمہ رولنز و۔ [۱۹۲۱] ۲۔ اے۔ سی۔ ۵۴۴۔

و (۱۹۲۰) پی ۴۴۴ - ایچ۔ ایل۔ جے، بک اسٹر تمنز پارکر بنجرمن ــــ کارسن مختلف الرائے۔ یہ مقدمہ اس تصادم سے پیدا ہوا، جو ایک انگریزی اور ایک اٹلی کے جہاز میں ہوگیا تھا، اور دونوں کی نسبت، یہ قرار پایا، کہ وہ دونوں غلطی پر تھے۔ سوال یہ تھا، کہ جو ہرجانہ اٹلی کے جہاز کے مالکوں کو، اس نقصان کی بابت، دلایا جائے، جو ان کو، جہاز کی مرمت کے لئے، جہاز کو روک رکھنے سے ہوا، وہ کس تاریخ کے نرخ بٹاون سے محسوب کیا جائے؟ ــــ قرار پایا، کہ ان تاریخوں کا نرخ بٹاون لیا جانا چاہئے، جن تاریخوں سے نقصان، جہاز کے رکنے کی وجہ سے عائد ہوا ہو

جب حساب لین دین کی بابت، جو ملک غیر کے سکہ میں مرتب ہوا ہے، عدالت میں دعوی ہو اور وہ عدالت سے دلایا جائے، تو نرخ بٹاون، وہ ہونا چاہئے، جو اس دن تھا، جس دن، حساب دلایا گیا؛ نہ وہ، جو کہ ہر رقم کے واجب الادا ہونے کی تاریخ پر تھا۔ مقدمہ میسنر بنام پرسن وکمپنی (۱۸۹۸) ا۔ چانسری۔ ۵۸۱۔ جے، لنڈلے ور گیے، جنہوں نے لیکویڈیٹر کے فیصلہ کو بحال رکھا، اگھان ولیمس نے اختلاف کیا۔ اختلافی تجویز میں جسٹس، اگھان ولیمس نے وہ قاعدہ تجویز کیا، جو مقدمات متذکرۂ صدر میں بیان کیا گیا ہے ــــ یعنے، یہ، کہ جس تاریخ، قیمت کا تعین کیا جائے، وہ تاریخ خلاف ورزی ہونی چاہئے، کہ تاریخ تجویز ہو

بعض مقدمات میں، جو اس سے قبل، انگریزی عدالتوں سے فیصل ہوئے، اور جن میں تجویز طلب امر یہ تھا، کہ مقدار ڈگری، انگلستان کے دوسرے ممالک کیلئے، کس قدر ہونی چاہئے؟ ــــ طے ہوا، کہ بٹاون کی شرح، وہ ہونی چاہئے، جو ڈگری کی وصولیابی کے وقت ہو

مقدمہ اسکاٹ بنام ہیون (۱۸۳۱) ۲۔ بی۔ ایڈ۔ ۸۰۰: جے، نظر ڈون و پارکی وغیرہ، مقدمہ کیشیں بنام کینیان (۱۸۰۴) و (۱۸۰۵) ۱۱۔ وس ۲۱۴۔ میں، لارڈ ایلڈن نے اس شخص کے فرض سے بحث کی، جس کو ایک خاص مقدار رقم، خاص جگہ اور خاص دن ادا کرنی ہے، اس کو چاہئے، کہ وہ رقم،

اسی ون، وہیں موجود کرے۔ اگر وہ، اپنا معاہدہ پورا نہیں کرتا ہے، تو جہاں دائن، دعوی کرتا ہے، وہاں کے قانون کو چاہیئے، کہ اس کو اسیقدر دلائے، جو اس کو بحالت بجاآوری معاہدہ ملتا۔ اس سے، یہہ نتیجہ نکالا جاتا ہے: کہ اگر معاہدہ میں، مقام اور وقت کا تعین کیا گیا ہو، تو بٹاون کا زخ، اسیوقت کا محسوب ہونا چاہیئے، جو معاہدہ میں درج ہے۔ مقدمہ برٹرام بنام ڈیاں (۱۸۴۸) ۲۔ مو۔ پی۔ سی۔ ۲۱۲۔ نج، ارسکین ؛

مقدمہ لاسوسائٹی ڈی ہوٹلس وغیرہ بنام کونگس، اب شایع ہوچکا ہے، (۱۹۲۲) ۱۔ کے بی۔ ۱۵۱ م۔ لارڈ چیف جسٹس، اسکاٹ نے بطور خاص، اپنی رائے، اس تاریخ کے متعلق محفوظ رکھی، جس تاریخ کی شرح بٹاون سے، ایسے مقدمہ میں حساب کیا جانا چاہیئے، جس میں ملک غیر کے دائن نے، جسے اپنا دین کی رقم، ملک غیر میں، اسی ملک کے سکہ میں واجب الوصول ہو: ــــ انگلستان کی عدالت میں، دین مذکور کے متعلق دعوی دائر کیا ہو۔ مقدمہ ہذا میں، یہہ سوال طے نہیں کرنا پڑا، کیونکہ عدالت کو معلوم ہوگیا تھا، کہ ملک غیر کے دائن کو، جملہ رقم واجب الادا، صدور فیصلہ سے پہلے ادا ہوچکی تھی۔ بظاہر جسٹس موصوف کی رائے کا رجحان، اسطرف تھا ــــ (صفحہ ۴۶۵)، کہ مدیون پر رقم کا، ملک غیر کے سکہ میں، ادا کرنا، اس وقت تک واجب ہے، جبتک کہ دین، فیصلہ میں مدغم ہوجائے۔ اسکے بعد، اس کو رقم، انگریزی سکہ میں، دلائی جائے گی، جو اس تاریخ کی شرح بٹاون سے، ملک غیر کے سکہ کے مساوی ہوگی ؛

دفعہ ۲۲۶ (الف)، یہ امر ــــ کہ بعد نقص معاہدہ، یا بعد ادخال تختہ جات حساب منجانب کمپنی بہ اقرار قرضہ، حکم فسخ شراکت کمپنی صادر ہوچکا ہے، اور فسخ شراکت کی کارروائی میں، دعوی ثابت قرار پایا ہے، ــــ ملک غیر کے سکہ کو، انگریزی سکہ میں، تبدیل کی تاریخ پر، موثر نہیں ہوسکتا۔ یہہ تاریخ، یا تو نقض معاہدہ کی تاریخ ہوگی، یا وہ تاریخ، جس میں درخواست، ادخال حساب کی پیش کی گئی تھی۔

مقدمہ برٹش امریکن کانٹینٹل بنک لمیٹڈ بنام گولڈ زہرس کلیم وکریڈٹ فنسر

دیگر انس کلیم [۱۹۲۲] ڈبلیو۔ این۔ صفحہ ۱۰۲ پی او جنس، لارنس ۵

بل آف ایکسچینج (ہنڈی) پرامیسری نوٹس

اس فصل کے متذکرہ قواعد کے استعمال کے لئے بل آف ایکسچینج اور پرامیسری نوٹس کا میدان، وسیع اور دلچسپ تھا؛ مگر ایسے قانون کا نفاذ انگلستان کے واضعان قانون کے ہاتھ میں ہے ۱۹۱۰ء میں جو انٹرنیشنل کانفرنس، ہیگ میں منعقد ہوئی تھی، اس نے بل آف ایکسچینج اور چک کے متعلق، ایک بین الاقوامی قانون مرتب کیا تھا، جس میں انتخاب قانون کے متعلق بعض اہم قواعد موجود تھے۔ انگلستان اگرچہ وہ کانفرنس کا ایک رکن تھا، مگر اب تک اس نے معاہدہ پر دستخط نہیں کئے ہیں؛ اور اکثر سلطنتوں نے، جنہوں نے، معاہدہ پر دستخط بھی کر دئے تھے، ابھی تک اسکی تصدیق نہیں کی ہے؛ اس لئے اس کے احکام نافذ نہیں ہیں۔

تناقض قوانین

دفعہ ۲۲۷ "۷۲۔ جو بل (ہنڈی)، ایک ملک میں لکھی جائے، اور دوسرے ملک میں منتقل، قبول، یا قابل ادائی ہو، تو اس کے فریقین کے حقوق، فرائض، اور ذمہ داریوں، کا تعین، بطریق ذیل ہوگا:- 301

(۱) "بل کی صحت کا تعین، جہاں تک کہ اس کا تعلق، ضروریات ترتیب (شکل) سے ہے؛ اس مقام کے قانون سے کیا جائیگا، جہاں سے وہ جاری ہوا۔ اور ضمنی معاہدات: مثلاً بلا عذر یا عذر کے ساتھ سکارنے، یا بھی لکھنے، وغیرہ، کی صحت کا تعین، اس مقام کے قانون سے ہوگا، جہاں معاہدہ (اگر اس کو معاہدہ کہہ سکتے ہیں) ہوا۔"

بشرطیکہ:-

(الف) "جب بل سلطنتہائے متحدہ (انگلستان) کے باہر سے جاری ہوا ہو، تو

وہ محض اس سبب پر ناجائز نہیں تصور ہوگا کہ اسپر مقام اجرا کے قانون کے مطابق، اسٹامپ چسپاں نہیں ہے۔"

(ف) "جب ایسا بل، جو کہ سلطنتہائے متحدہ کے باہر سے جاری ہوا ہو، ملحوظ ضروریات ترتیب کے، سلطنتہائے متحدہ کے قانون کے مطابق ہوگا تو وہ ایسے جملہ اشخاص کیلئے جنہوں نے اس کو منتقل کیا، یا جنہوں نے لیا، یا سلطنتہائے متحدہ میں، اس کے فریق ہوں، ادائی رقم کے واسطے، قابل نفاذ تصور ہوگا۔"

(۲) "تابع احکام ایکٹ ہذا بل مذکور کے نکلے جانے، بے عذر یا عذر کیساتھ سکارنے، یا بیچی لکھے جانے، کی تعبیر اس مقام کے قانون سے کیجائے گی، جہاں یہ معاہدہ ہوا۔

شرطیکہ ــــ جب اندرون ملک کے بل پر، ملک غیر میں بیچی لکھی جائے، تو اس عبارت کی تعبیر جہاں تک کہ اس کا تعلق، سکارنے والے سے ہے، سلطنتہائے متحدہ کے قانون کی رو سے کیجائے گی۔"

(۳) "بل کو سکارنے یا ادا کے لئے پیش کرنے کے متعلق، جو فرائض، قابض بل پر، عاید ہوتے ہیں، اور انکے متعلق، عذر، یا اطلاع منظوری، یا نامنظوری، کی ضرورت اور کفایت کا تعین، اس مقام کے قانون سے کیا جائے گا، جہاں فعل مذکور کا ارتکاب ہوا یا بل نامنظور کیا گیا۔"

(۴) "جب بل، بیرون سلطنتہائے متحدہ، مرتب ہوا ہو، مگر اندرون سلطنت واجب الادا ہو، اور رقم واجب الادا کا تعین، سلطنتہائے متحدہ کے سکہ میں نہ کیا گیا ہو، تو بصریح شرط کے وجود ہونے کی صورت میں، بٹاون کی اس شرح سے رقم محسوب ہوگی، جو شرح بل کے واجب الادا ہونے کے دن، مقام ادائیں درنی ہنڈی کی ہوگی۔"

(۵) "جب بل، ایک ملک میں مرتب ہوا، اور دوسرے ملک میں واجب الادا ہوا تو اسکی ادا کی صحیح تاریخ کا تعین، اس مقام کے قانون سے کیا جائیگا، جہاں وہ واجب الادا ہے۔"

302　بل آف ایکسچینج ایکٹ بابت ۱۸۸۲ء آئین ۴۵ و ۴۶ وکٹوریا دفعات ۶ و ۵۰۔

اس موقعہ پر دو اہم مقدمات قابل ذکر ہیں، جن کا فیصلہ، نہ ایکٹ متذکرۂ بالا سے ہوا، نہ بل کے فریقین کے حقوق پر، بلکہ ان میں، قانون مقام وقوع جائداد منقولہ کے انتقال کے عام اصول کا لحاظ رکھ کر، فیصلہ کیا گیا ہے۔

انگلستان کے ایکسچینج بل پر ناروے میں، بغیر نام کے، بیچ لکھی گئی! ایسی عبارت ظہری، انگلستان اور نیز ناروے کے قانون سے جائز تھی، یہ بل، خارج المیعاد ہونے کے بعد، ناروے میں، ایک تعمیل کی بنا پر، فروخت کر دیا گیا۔ ناروے کے قانون میں، خارج المیعاد بلوں کیلئے، کوئی مخصوص قاعدہ نہیں ہے؛ اس لئے بذریعہ اس فروخت کے، بل اور اس سے رقم وصول کرنیکا حق، مشتری کیطرف منتقل ہو گیا۔ مشتری کی نسبت، قرار پایا ــــ کہ وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کی رقم، انگلستان میں وصول کرے، بلا لحاظ ان اصول نصفت کے، جو انگلستان میں خارج المیعاد بلوں سے متعلق کئے جاتے ہیں۔ مقدمہ الکاک بنام اسمتھ [۱۸۹۲] ۱۔ چانسری۔ ۲۲۸۔ ج، رومر۔ جس کے فیصلہ کو، جسٹس لنڈلے۔ لوپس اور کوزنس نے بحال رکھا تھا۔ ایک چک پر، جو انگلستان کے ایک بنک کے نام، بیرون ملک سے لکھی گئی تھی، ایک جعلی عبارت ظہری، درج ہوئی؛ اس کو آسٹریا کے ایک بنک نے پوری قیمت پر، دیانتداری کے ساتھ، اور بغیر کسی غفلت کے قبول کر لیا۔ آسٹریا کے قانون کے لحاظ سے، بنک مذکور کا حق، اس رقم سے متعلق مسلم تھا، قرار پایا ــــ کہ بنک مذکور، اس کا مستحق ہے، کہ وہ رقم انگلستان کے بنک سے وصول کرے۔ مقدمہ ایمریکاس بنام انیگلو آسٹرین بنک [۱۹۰۴] ۱۔ کے۔ بی۔ ۸۷۰۔ ج، واٹکن پر فیصلہ بحال رہا۔ [۱۹۰۵] ۱۔ کے۔ بی۔ ۶۷۷۔ ج، واگھان ولیس۔ رومر۔ واٹرلاک ؎

دفعہ ۲۲۷ (الف) مقام اجرا کے قانون سے، اس کا فیصلہ کیا جاتا ہے، کہ آیا فلاں دستاویز، غیر مشروط بل آف ایکسچینج سمجھے جانے کے قابل ہے یا نہیں؛ مقدمہ گارنٹی ٹرسٹ کمپنی نیویارک بنام ہانے کمپنی (۲ ــــ) [۱۹۱۸] ۱۔ کے۔ بی۔ ۴۳۰۔ ج، جس کا فیصلہ، دوسری بنا پر، مرافعہ میں منسوخ ہو گیا۔

[۱۹۱۸] ۲۔ کے۔ بی۔ ۶۲۳۔

اس مقدمہ میں، مدعی علیہم جو کہ انگلستان میں، کاروبار کرتے تھے، امریکہ کے تاجروں سے روئی خریدی تھی، جنہوں نے، قیمت کی بابت، مدعی علیہم کے نام، ایک بل آف ایکسچینج، مرتب کر کے، جاری کر دیا۔ مدعیوں نے، جو کہ امریکہ میں، بل آف ایکسچینج کا کام کرتے تھے، دیانتداری کے ساتھ، اس بل کو، مع روئی متعلقہ کی ملکی جہاز کے خرید کر، مدعی علیہم کے پاس، انگلستان میں بھیجدیا۔ انھوں نے، بل کو، سکارا، اور مدت امینہ کی تکمیل کے بعد، رقم ادا کر دی۔ جہاز کی ملکی، مصنوعی تھی، اور اس کے ذریعہ سے کوئی روئی، نہیں بھیجی گئی تھی، مدعی علیہم کو، جب اس فعل کا حال معلوم ہوا، تو انھوں نے، رقم وصول پانے کا دعوی، امریکہ میں، اس بیان سے کیا، کہ بل، جہاز کی ملکی کی ضمانت کیساتھ، مشروط تھا۔ امریکہ کی عدالت مرافعہ نے، یہ قرار دیا ــــ کہ معاملہ کا تصفیہ، انگلستان کے قانون کے مطابق، ہونا چاہئے۔ اس پر، مدعیوں نے، انگلستان میں، عدالتی کارروائی، اس استقرار کے لئے شروع کی، کہ ان کا بل سہ ملکی کے منظوری کیلئے پیش کرنا، اس امر کا مقتضی نہ تھا، کہ ملکی مال کی صحیح تھی۔ عدالت نے طے کیا، کہ یہ سوال، کہ بل مشروط تھا، یا نہیں، جب دفعہ ۲، ترتیب سے متعلق ہے، جس کا فیصلہ، مقام اجرا: یعنے امریکہ کے قانون سے، ہونا چاہئے۔ چونکہ قانون مذکور سے، بل مشروط قرار پاتا ہے، اس لئے مدعی علیہم، اپنی رقم، وصول پانے کے مستحق ہیں۔ جو مرافعہ، انگلستان میں ہوا، اس میں، یہ طے ہوا، کہ بل کی تعبیر، خواہ انگلستان کے قانون سے کی جائے، یا امریکہ کے قانون سے، حکم غیر مشروط تھا، اور اس لئے، مدعی علیہم کو، رقم ادا شدہ نہیں دلائی جا سکتی۔ اس سوال کے متعلق، کہ آیا عدالت کو، یہ مقدمہ، امریکہ کی عدالت کا بھیجا ہوا قبول کرنا چاہئے تھا یا نہیں؟ ــــ صفحہ ۳۸ پر بحث ہو چکی ہے۔

803 **دفعہ ۲۲۸** جزو اول، دفعہ ۲، (دفعہ ۲۲۷ مندرجہ بالا) سے، اس سوال کا تصفیہ ہو جاتا ہے، جس کے متعلق، انگلستان کے نظائر سے، کوئی امر

قطعی طور سے طے نہیں ہو سکا تھا، یعنے کیا ایک بل یا نوٹ کے فریق (جہانتک کہ ان کی ذمہ داری کا انحصار ایسی عبارت ظہری پر ہوتا ہے، جو فریق ثالث لکھتا ہے) اس شخص کو ادا کرنے کا معاہدہ کرتے ہیں، جو اسکو ــــ ایسی عبارت ظہری کی بنا پر لیتا ہے، جو خود اسکے قانون سے صحیح ہے؟ یا ایسی عبارت ظہری کی بنا پر ــــ جو ان کے قانون معاہدہ کی رو سے صحیح سمجھی جاتی ہے؟ ــــ یہ سوال، ایسی دستاویزات کے متعلق پیدا ہوتا ہے، جس پر فرانس میں، انتقال کنندہ منتقل الیہ کا نام لکھے بغیر، دستخط کر دیتا ہے ــــ وہاں ایسی عبارت ظہری سے بل یا نوٹ کی ملکیت منتقل نہیں ہوتی، اگرچہ انگریزی قانون سے منتقل ہو جاتی ہے۔

مقدمہ ٹربی بنام وگنیر (۱۸۲۴) ۱۔ بنگ سلسلہ جدید۔ ۱۵۱۔ ۴۔ سو۔ وایس۔ سی۔ ۹۹۵۔ جج ٹنڈل، وغیرہ: ۔ یہ مقدمہ ایک پرامیسری نوٹ کے لکھنے والے کے خلاف تھا، پرامیسری نوٹ، فرانس میں واجب الادا اور بلا نام منتقل الیہ کے تھا۔ فیصلہ بحق مدعی علیہ ہوا، اگر یقین کے ساتھ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ آیا مقام تحریر عبارت ظہری، یا مقام ادا، کی وجہ سے، فرانس کا قانون، اختیار کیا گیا تھا؛ مقدمہ لیبل بنام مکرو (۱۸۹۶) ایل۔ آر ۳۔ کیو۔ بی۔ ۷۷۔ جج، ہیلر۔ ولش: ۔ یہ مقدمہ بل کے سکارنے والے کے مقابلہ میں دائر ہوا تھا، یہ بل، انگلستان میں واجب الادا تھا اور فرانس میں بلا نام منتقل ہوا تھا۔ فیصلہ مدعی کے حق میں ہوا؛ مقدمہ برٹیلا بنام ڈی رن (۱۸۹۸) ایل۔ آر۔ ۲۔ سی۔ پی۔ ۵۲۸: میں یہی دعوی، ایک ایسے بل کے سکارنے والے کے خلاف تھا، جو انگلستان میں واجب الادا تھا اور فرانس میں، بلا نام کے منتقل ہوا تھا۔ جسٹس مونٹیگ نے مدعی کے حق میں فیصلہ صادر کیا، لارڈ جسٹس، بوان اور ولش نے اس کے خلاف کیا، ان وجوہ پر، جو مقام تحریر عبارت ظہری کیطرف اشارہ کرتے تھے۔ اگرچہ انہوں نے، مقام واجب الوصول کی بنا پر، اس میں، اور مقدمہ لیبل بنام مکرو میں، امتیاز قائم کیا، جس کی طرف جسٹس، ہیلر اور ولش نے مطلق اعتنا نہیں کیا تھا؛ جو ایکٹ، اس وقت زیر بحث ہے، اس نے مخصوص سوال کو، اس ترتیب

(اشکال دستاویز) کے حقیں فیصل کر دیا ہے، جو قانون مقام تکمیل عبارت ظہری کی رو سے، ضروری ہو؛ جو ہمارے مضمون کے عام اصول، اور اسٹوری کی رائے کے مطابق ہے (کتاب تناقض قوانین دفعہ ۳۱۶ الف)۔ آسانی بھی، اسی نتیجہ کی تائید کرتی ہے؛ کیونکہ عبارت ظہری کے لکھنے والے سے، یہ امید نہیں کیجا سکتی، کہ وہ، ان اشکال ترتیب سے واقف ہوگا، اور ان کا اتباع کرے گا؛ جو اس ملک کے علاوہ، جس میں وہ عمل کر رہا ہے، دوسرے ممالک میں، ضروری متصور ہوتی ہیں۔ لیکن، یہ امر قابل لحاظ ہے، کہ اس عام فیصلہ میں، ایک استثنا، وذریعہ شرط (ب) قایم کر دیا گیا ہے، جس کی رو سے، اجازت ہے، کہ ایک بل، انگلستان کی ترتیب کے مطابق، انگلستان کے باہر، مرتب کیا جائے ــــ اس غرض سے، کہ وہ، انگلستان میں چل سکے، اور انگلستان ہی میں، اس کی رسم ادا ہو۔

> اگر ایسے بل پر، جس کا تصور دفعہ استثنا میں قایم کیا گیا ہے، انگلستان میں پہنچنے سے قبل، ایسی عبارت ظہری لکھی جائے، جو کہ انگلستان کے قانون، کے لحاظ سے صحیح؛ مگر قانون مقام عمل کی رو سے، غلط ہو، تو کیا ہوگا؟۔
>
> یہ صورت (۱۸۵۵) ۳۰۔ چانسری ڈویژن۔ ۵۹۰۔ بج، پیرسن، تعدیات بار سلیز اسٹنشن ریلوے اینڈ کمپنی، والمسلی بیچ، و برانڈن میں پیش آئی۔ یہ بل ۱۸۸۲ء کے ایکٹ سے پہلے کے تھے؛ مگر اصول کی بنا پر، وہ، تمام مقاصد کے لئے انگریزی قرار پائے: اور اس بنا پر انکی عبارت ظہری کی تائید کی گئی۔

شرط (الف) میں، مقام اجرا کے اسٹامپ کو، غیر ضروری قرار دیا گیا ہے؛ اس طور سے، صورت زیر بحث کے متعلق، اس سوال کا فیصلہ ہو جاتا ہے، جس سے، دفعہ ۲۰۹ میں بحث کی گئی ہے۔

304 **دفعہ ۲۲۹** جو ذمہ داری، ایک بل آف ایکسچینج کے سکارنے یا ایسیپٹنس کے لکھنے، سے عائد ہوتی ہے؛ اس کا اندازہ، اس مقام کے قانون سے کیا جاتا ہے؛ جہاں، وہ واجب الادا ہوتے ہیں۔ یہ ایک مشہور اصل ہے: کہ ایام مہلت / رعایتی Days of grace کا شمار، مقام ادا کے قانون سے ہوتا ہے۔

بل کا سکارا جانا ــــ ایک عدالتی فیصلہ کی رو سے، جو ایسے مقام میں صادر ہوا، جہاں بل مذکور سکارا گیا، اور واجب الوصول تھا ــــ منسوخ ہوگیا، تو سکارنے والے پر، انگلستان میں دعوی نہیں ہوسکتا۔ مقدمہ برو ونر بنام جینیو (۱۷۲۶) ج، کنگ ــ تو سلے ــ ا۔ سل ــ کا۔ چانسری۔ ۶۹ ــ ۲ ــ ای کیو ــ کا ــ ای بی آر ــ ۵۲۴ ــ اسٹرینج ــ ۳۳ ۷؛ اگر سکارنیوالا، ادائی رقم میں قصور کرے، تو وہ ادائی سود کا ذمہ دار ہے؛ اس شرح سے، جو اس مقام کا قانون مقرر کرے، جہاں بل واجب الادا تھا۔ مقدمہ کوپر بنام والڈگریو (۱۸۴۰) ۲۔ بیو ــ ۲۸۲ ــ ج، لینگ ڈیل۔ نیز دیکھو دفعہ ۲۲۵ ؛ ایک ایسے چک کی صحت کا مدار، جو فرانس میں، انگلستان کے ایک بنک کے نام لکھی گئی ہو، اس رقم کے ادا کرنے کے لئے، جو جوئے میں، بمقام فرانس ہار دی گئی ہو، انگلستان کے قانون پر ہے۔ مقدمہ ہوپس بنام اون (۱۹۰۷) ۱۔ کے ۔ بی ــ ۴۶۷ ــ متذکرہ زیر دفعہ ۲۱۵ ؛

مقدمہ چیپمن بنام کاٹرل (۱۸۶۵) ۳۰ ــ ایچ ــ سی ــ ۸۶۵ ؛ ایک پرامیسری نوٹ، فلارنس میں لکھا گیا، لنڈن میں، اسپر تاریخ ڈالی گئی؛ اور وہیں، کاتب کے مختار نے، مکتوب الیہ کو حوالے کر دیا۔ مسئلہ حدود اختیارات کے متعلق، بروئے ایک ایکٹ کے، جو منسوخ ہوگیا ہے۔ جسٹس، مارٹن ۔ برامویل اور چیپمل نے، یہ قرار دیا: کہ برنائے حوالگی، معاہدہ کا عمل میں آنا، انگلستان میں سمجھا جائے گا ؛

دفعہ ۲۳۰۔ چونکہ، بل آف ایکسچینج کا مرتب کرنے والا یا عبارت ظہری کا تحریر کرنیوالا، اور پرامیسری نوٹ کا عبارت ظہری لکھنے والا، اس ذمہ داری کو، بطریق کال، ادا کرنیکا ضامن ہوتا ہے؛ جو ان کے منظور کرنے یا مرتب کرنے سے عائد ہوتی ہے، اس لئے، اس مقام کا قانون، جہاں وہ بل یا نوٹ، حسب شرائط مندرجۂ واجب الادا ہے، تکمیل تعمیل کی نظر سے، منظور کرنے، اور مرتب کرنے والے، کی حیثیت سے، انکی ذمہ داری پر بھی موثر ہوگا۔

یہ اصول، غالباً دفعہ ۲۷ کی ضمن ۲ (صفحہ ۲۰۱) سے معطل نہیں ہوتا؛

کیونکہ لکھنے، یا عبارت ظہری ثبت کرنے کی تعبیر، خواہ کسی قانون سے کیجائے، وہ، اس اصول تجارت کے خلاف نہیں ہو سکتی: کہ لکھنے والا یا عبارت ظہری ثبت کرنے والا، اس کا ضامن ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

سنہ ۱۸۷۰ء کی لڑائی میں، جو فرانس اور جرمنی میں ہوئی، اور ان ہنگاموں میں، جو فرانس میں، اس کے بعد برپا ہوئے، فرانس کے قوانین نے، بلوں کی ادائی رقم اور تصدیق عدم protest of bill کی میعاد کی توسیع کر دی تھی۔ توسیع میعاد کے بعد، تمام کارروائی، معمول کے مطابق ہونے لگی۔ جن لوگوں نے، فرانس کے واجب الادا بل، انگلستان میں لکھے یا سکارے تھے، وہ بدستور اسکے ذمہ دار رہے۔ مقدمہ رائکٹ بنام اورمین (۱۸۷۵) ایل۔ آر۔ ۱۰ کیو۔ بی۔ ۵۲۵۔ مع، کا کبرن۔ آویش۔ کوانن ۔

ایک بل آف ایکسچینج، انگلستان کے ایک شخص کے نام لکھا اور سکارا گیا تھا۔ بل، ایک جرمنی رعایا کے حکم پر، واجب الادا تھا، اسنے اسکو دوسرے شخص کے حکم پر منتقل کر دیا۔ قرار پایا ــــ کہ اس امر کے متعلق شہادت دیجا سکتی ہے کہ اس قسم کا انتقال، جرمنی کے قانون کے لحاظ سے منسوخ نہیں، بلکہ جائز سمجھا جاتا ہے۔ مقدمہ ہرل بنام برسلین (۱۹۱۴) ۱۳۰ ایل۔ ٹی۔ ۴۰۲ ۵ ۔

ایسی صورت میں، کہ بل، جو بعد سکارے جانے کے، دشمن کے ملک میں، سنہ ۱۹۱۸ء کی جنگ شروع ہو جانے کے بعد، واجب الادا تھے، ایک دشمن کی کمپنی نے، جو انگلستان میں کاروبار کرتی تھی، لکھے تھے، اور اس کمپنی سے، ایک انگلستان کے بنک نے، ان کو، جنگ سے قبل خرید لیا تھا، جس کے پاس، وہ بغیر وصول شدہ پڑے رہے ــــ انگلستان کے بنک کے دعوی پر، جو دشمن کی کمپنی کے انفساخ کے وقت، اس کے اثاثہ کے مقابلہ میں کیا گیا تھا: قرار پایا ــــ کہ ادا کی صحیح تاریخ کا تعین، دشمن کے ملک کے قانون سے ہونا چاہئے، جہاں وہ بل واجب الادا تھے، اور اس قانون سے متاثر ہونا چاہئے: جو دشمن نے، بلحاظ ضرورت کے، اپنے ملک میں جاری کیا تھا: اور جس کی رو سے، بلوں کی تاریخ ادا، دوسری اطلاع تک ملتوی کر دی گئی تھی! ــ چونکہ وہ وقت، ابتک نہیں آیا ہے، اس لئے دعوی قابل اخراج ہے، مقدمہ 305

فرانک ورائٹی [۱۹۱۸] ۱۔ چانسری ۔۔۴۷۰۔ جج، نیگرو: جس ملک میں بل، واجب الادا ہے، وہاں کے قانون کی رو سے، اگر بل کے قابض کو، نویسندہ بل کے معاہدہ پر، اعتبار ہے، تو تمام مقاصد کیلئے، باہمی طور سے، تاریخ ادا متعین ہونی چاہیئے" (آئی۔ بی۔۔۔۴۸۰) ۔مگر عدالت نے، یہ بھی لکھا: کہ ملک غیر کا قانون، اس درجہ تک حکومت ضابطہ مال ہو سکتا ہے، کہ انگلستان کا قابض بل، یہ دعوی کرے، کہ اس کا معاہدہ، دشمن کی کمپنی کے ساتھ، منسوخ کر دیا جائے؛ اس بنا پر، کہ بدل قیمتی کا وجود، مطلق باقی نہیں رہا۔ لیکن اس مقدمہ میں، دشمن کا قانون بنانا، اس نقطہ نظر سے نہیں دیکھا گیا؛

مقدمہ ایلن بنام کیمبل (۱۸۴۸) ۶۔ سو۔ پی سی ۔۲۱۴: جج، پیٹرسن: میں، بل کے سکارنے والے کو، اس ملک کے قانون سے، جہاں بل واجب الادا تھا، مجرا داشت کا حق حاصل تھا یہی حق، نویسندہ اور منتقل کرنے والے کو بھی، ان مقامات کے قانون سے، جہاں بل مذکور لکھا اور منتقل کیا گیا تھا، دیا گیا؛ اور اس کا، بلحاظ ذمہ داری کے، تجویز میں، اس قانون سے مقابلہ کیا گیا؛ جس سے، سکارنے والے کی ذمہ داری کا تعین کیا جاتا ہے؛ لیکن مجرا داشت، مدعی علیہ کی ذمہ داری کی ترمیم یا تخفیف نہیں ہے؛ بلکہ اس کی تعمیل کا ایک ضمنی امر ہے۔۔۔ اور اس بنا پر، اس کا تعلق، مقامی قانون سے ہوتا ہے؛ اس طور سے، اگر سکارنے والا، خود مدعی علیہ ہوتا، تو اس کو یہ حق، مقامی قانون کی بنا پر حاصل ہوتا، نہ اس مقام کے قانون کی وجہ سے، جہاں بل واجب الادا تھا۔ گو جو فیصلہ ہوا، وہ صحیح تھا؛ کیونکہ لکھنے اور سکارنے والوں پر، ایسے مقام میں دعوی ہوا تھا، جہاں وہ بل کے منسلق ہوئے تھے؛ پس اسی جگہ کا قانون، فی الحقیقت مقامی قانون تھا؛

مقدمہ ایلن بنام گیبس (امریکہ) میں، بل کے نویسندہ نے، بل کو سکارنے والے کے نام، اس کے مقام قیام پر، جو ایک ملک میں تھا، لکھا تھا: سکارنے والے نے، اس کو دوسرے ملک میں، واجب الادا کر دیا تھا۔ یہ بالکل صحیح ہے، جیسا کہ تجویز میں لکھا گیا، کہ اسی تبدیل سے، بل کے

لکھنے والے یا کسی ایسے دوسرے شخص کی ذمہ داری میں، کوئی فرق نہیں پڑ سکتا، جس نے، تبدیل سے پہلے، اس کو سکارا تھا۔

دفعہ ۲۳۱ جس کے نام بل لکھا گیا ہے، اس کا بل آف ایکسچینج کو نامنظور کرنا ۔ یا بل آف ایکسچینج کے سکارنے والے، یا پرامیسری نوٹ کے لکھنے والے کا رقم نہ ادا کرنا۔ یا طریق طلب کی ضرورت، اور کفایت، یا عذر کے ساتھ منظوری یا نامنظوری کی اطلاع، آخری قابض بل کیطرف سے، اس غرض سے، کہ بل کے دوسرے فریق پر ذمہ داری عائد ہو: ایسے امور ہیں جن کا تصفیہ، اس مقام کے قانون سے کیا جاتا ہے، جہاں بل واجب الادا ہو۔

یہ قانون مقام تکمیل معاملہ کے ایک اصول کا نتیجہ ہے۔ بل کا لکھنے یا منتقل کرنے (عبارت ظہری لکھنے) والا ۔ خواہ کسی قانون کی تحت میں، بل یا نوٹ کا فریق ہوا ہو ۔ مگر جہانتک کہ اس کی ذمہ داری کا انحصار، ان افعال پر ہے، جو اس کو مقام ادا پر کرنے ہیں، اس کو یہہ خیال رکھنا لازم ہے، کہ وہ افعال، اسی طریقہ پر کرنے ہونگے، جسطرح، اس مقام کے قانون میں بتائے گئے ہیں، نہ کہ کسی دوسرے طریقہ پر۔ آخری قابض دستاویز دام بلا میں پھنس جائے گا۔ اگر اس نے، ان افعال کے کرنے میں ۔ جو اس کو اس مقام پر اپنے ان ذرائع کے تحفظ کیلئے، جو اس کو سابق فریق بل کے مقابلہ میں، حاصل ہیں، کرنے چاہئیں: کسی دوسرے قانون کا اتباع کیا!!

۳ ۔ دفعہ ۲۷ (صفحہ ۳۰۱) اس دفعہ کے مطابق ہے، اگرچہ پارلیمنٹ سے، عجیب عبارت میں، یہ مضمون ادا کرایا گیا ہے، کہ فعل کی ضرورت کا تعین، اس مقام کے قانون سے کیا جاتا ہے، جہاں فعل مذکور، عمل میں آیا ۔ حالانکہ واقعہ یہہ ہے، کہ جب فعل نہیں واقع ہوتا، وہاں ضرورت کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ 306

دفعہ ۲۳۱ سے، جو مقدمہ پیدا ہوا، اس کا تصفیہ، اس دفعہ کے مطابق کیا گیا۔ مقدمہ رابرٹس جائلڈ بنام کرمی (۱۸۴۱) ۱۔ کیو۔ بی۔ ۴۱۲۔ پی۔ ڈی۔ ۷۳۷۔ جے، ڈنیز۔ ٹل ڈیل۔ ویسٹس۔ کولرج ۔ مقدمہ ہرشفلڈ بنام اسمتھ (۱۸۶۶) ۔ ایل۔ آر۔ ۱ سی۔ پی۔ ۳۴۰۔ جے، ہیسٹ کیننگ۔ استھنٹ مقدمہ ہارنی بنام بوکے (۱۸۷۸) ۳ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۵۱۴۔ جے، برٹیٹ۔

براموئیل۔ کاٹن کے مقدمہ راکٹ بنام اورمین، متذکرۂ تحت دفعہ ۲۳۰: میں بحث، نہ صرف وقت ادا کی توسیع کے متعلق تھی، بلکہ طلب کے کافی ہونے، اور عذر اور اطلاع کے وقت مقررہ کے اندر پیش کئے جانے کے متعلق بھی تھی۔ اور جہانتک، مقدمہ کا تعلق، ان امور سے ہے، وہ دفعہ ۲۳۱ کے لئے مزید سند ہے۔

دفعہ ۲۳۲ جب کوئی شخص، بل یا نوٹ پر، عبارت ظہری ثبت کرنے کی وجہ سے، باضابطہ طریقہ سے، اس کا ذمہ دار ہو جاتا ہے تو جو اطلاع، اس کو، ایسے شخص کو، جس نے، خود اس کے نام، عبارت ظہری لکھی تھی، یا اگر کوئی درمیانی فریق نہ ہو، تو خود نویسندہ کو، دینی چاہئے! اسکا انحصار، اس قانون پر ہوگا، جو اس معاہدہ سے متعلق ہے، جو عبارت ظہری کے ثبت کرنے یا بل یا نوٹ کے لکھنے سے پیدا ہوتا ہے

ہر بل کا لکھنے والا، اور ہر بل یا نوٹ، پر عبارت ظہری ثبت کرنے والا، بعد کے آنے والے فریق سے، اس امر کا معاہدہ کرتا ہے، کہ ذمہ داری کی باضابطہ اطلاع وصول ہونے پر، وہ رقم مندرجۂ بل یا نوٹ ادا کرے گا؛ اور جس حالت میں کسی خاص مقام کے طریقوں کی پابندی سے بحث ہوگی، تو ایسی اطلاع کی صحت یا غیر صحت کا اندازہ، معاہدہ کے قانون سے کیا جائے گا۔

دفعہ ۲۷ کے ضمن ۳ کا منشا، یہ معلوم ہوتا ہے، کہ نامنظوری بل کی، جو اطلاع، قابض بل کیطرف سے دیجائے، اس کا کافی سمجھا جانا، اس مقام کے قانون پر منحصر ہوگا، جہاں بل مذکور نامنظور کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہہ الفاظ ــــ کہ "جہاں یہ فعل عمل میں آیا" ــــ مع اس کے ضمیمہ کے ــــ "یا جہاں نہ عمل میں آیا" ــــ جس کا سمجھا جانا لازم ہے، بظاہر، عذر سے متعلق معلوم ہوتے ہیں۔ جو اصول، اس سے مستنبط ہوتا ہے، وہ دفعہ ہذا کے اصول کے خلاف پڑتا ہے؛ مگر اسی اصول کو، مقدمہ بارنے بنام راکٹ، مندرجۂ تحت دفعہ ۲۳۱ میں بصراحت، جرج نے اختیار کیا ہے؛ اور وہ بلحاظ اصول کے ایسا مضبوط ہے، کہ اس کو جنبش نہیں ہو سکتی۔ میں نہیں سمجھتا، کہ ایکٹ کی بنا پر، ایسا مستند اصول، باطل کر دیا جائے گا؛ غالباً آسان طریقہ، اس نتیجہ سے

محفوظ رہنے کا، یہ ہوگا: کہ ضمن ۳ کی، یہ تعبیر کیجائے، کہ اس کا تعلق صرف اخیر قابض سے ہے۔ اور یہ پارلیمنٹ کے ایکٹ کے الفاظ کا، ایسا تو اثر ہوگا: جیسا بعض اوقات، ضرور ہوتا پڑتا ہے: اگر یہ ممکن بھی ہو، کہ الفاظ، جہاں فعل عمل میں آیا، کا تعلق، اطلاع ناسٹوری سے سمجھا جائے، تو اس سے بھی، کام نہیں چل سکتا، کیونکہ ممکن ہے، جس کے نام، عبارت ظہری لکھی گئی ہے، اور جو اخیر قابض نہیں ہے، اس کو، اپنی عبارت ظہری کے لکھنے والے کے نام، اس قسم کی اطلاع، ایسے ملک میں دینی پڑے، جہاں عبارت مذکور ثبت نہ ہوئی ہو۔

مقدمہ ہارنی بنام راکٹ میں، ایک بحث، جو اب تک پیدا نہیں ہوئی تھی، پیش آئی: مگر اس کا فیصلہ نہیں ہوا۔ بحث یہ تھی: کہ جب، ایک بل یا نوٹ کی بابت، ایک عبارت ظہری لکھنے والا، یا ضابطہ طریقہ سے، ذمہ دار ہو جائے: اور جو عبارت ظہری، خود اس کے نام لکھی گئی تھی، اس پر جو قانون نافذ ہو، وہ، اس قانون سے 307
مختلف ہو، جس کی تحت میں، اس سے قبل کی ایک عبارت ظہری لکھی گئی: یا جو بل، کے لکھنے سے متعلق ہو، اور شخص مذکور، بالواسطہ عبارت ظہری کے لکھنے والے کو چھوڑ کر، سابق عبارت ظہری یا بل کے لکھنے والے کو، ذمہ دار قرار دینا چاہے: تو اطلاع کے کافی یا ناکافی ہونے کا اندازہ، کس قانون سے کیا جائیگا؟ اس سوال میں، ان معاہدات کی تعبیر کی بحث آجاتی ہے، جو ایک بل کے لکھنے، اور اس کو جاری کرنے، یا جو بل یا نوٹ پر عبارت ظہری کے لکھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔

دفعہ ۲۳۳ ایک بل کا لکھا جانا، اور جاری کیا جانا، یا ایک بل یا نوٹ پر عبارت ظہری کا ثبت ہونا، عام طریقہ سے، اس مقام کے قانون کے تابع ہوگا، جہاں بل یا نوٹ پر نویسندہ، یا عبارت ظہری کے لکھنے والے نے دستخط کئے: لیکن اگر دستاویز، اس طرح سے دستخط ہونے کے بعد، دوسرے ملک میں قبول کرنے والے (taker) کے پاس بھیجی جاتی ہے، تو چونکہ معاہدہ، قبول کے بعد ہی مکمل ہوتا ہے، اس لئے اس کا تعلق، انہی مقام کے قانون سے ہو جاتا ہے۔

مقدمہ ہارنی بنام راکٹ (۱۸۷۸) ۳۔ کو۔ بی۔ ڈی (۱۸۷۸)

۲۔ کیو۔ بی۔ ڈی، بابت عبارت ظہری۔ دیکھو! مانٹفوریٹی۔ بریٹ صفحہ ۵۱۵،
—— براتویل صفحہ ۵۲۱—— کاٹن صفحہ ۵۲۳-۵۲۴ کیمبرج لاجرنل، ہوپ بمقابلہ
بنام کانٹرل، متذکرہ تحت دفعہ ۲۲۹ ؎

دفعہ ۲۳۴ اگر بل آف ایکسچینج نہ سکارے جانے، یا بعد سکارے جانے کے، بروقت مقررہ، رقم ادا نہ ہونے سے، سترد ہو جائے! تو قابض، اس کا مستحق ہے، کہ —— موخرالذکر صورتیں، سکارنے والے —— اور، دونوں صورتوں، بل کے دوسرے فریق —— سے، بحیثیت ضامنوں کے، رقم مندرجہ، بطور ہرجہ سمیت سود کے، اس وقت سے جب سے، رقم واجب الادا ہوئی، یا بحالت سکارے جانے کے، واجب الادا ہوتی، بمقامی شرح سود کے حساب سے، خرچہ سمیت، وصول پائے۔ ممکن ہے، کہ اس کو اپنے نقصان کی تلافی کی بابت، جدید بل کے اجرا Re-exchange کی ضرورت واقع ہو: یعنے، وہ اس امر کا مجاز ہے، کہ ایک جدید درشنی بل، اس بل کے لکھنے یا سکارنیوالے کے نام، اس مقدار رقم کا جاری کرے، جو اگر ایسے مقام پر فروخت کیا جائے، جہاں کہ اصل بل واجب الادا تھا، تو اس سے، مقدار متذکرۂ بالا وصول ہو جائے۔ جس کے نام، جدید بل، جاری کیا جائے گا، اس کے پاس، سابق بل بھی بھیجا یا جائیگا! اور وہ، مقدم الذکر بل کے ادا کر دینے پر، موخرالذکر بل کا مستحق ہو جائیگا! اور اگر قدیم بل کا، کوئی سکارنے والا ہے، تو وہ، اس سے، اسقدر رقم، جو اس نے، خود ادا کی ہے، بطور ہرجہ کے، جو اس کو، بل کی نامنظوری کی وجہ سے، دینی پڑی، وصول کر سکے گا۔ اگر کوئی جدید بل نہ لکھا جائے، تب بھی اس تجدید بل کے اصول سے، اس مقدار کا تعین ہو جاتا ہے، جو قابض، نویسندے، یا عبارت ظہری لکھنے والے، سے —— اور جو لکھنے والا، یا عبارت ظہری ثبت کرنے والا، سکارنے والے، سے (اگر کوئی ہو) —— وصول کر سکتا ہے، یہ فرض کر کے، کہ اس نے، خود رقم ادا کر دی ہے، یا رقم مذکور، اس سے طلب کیجاتی ہے: اور اس کا ادا کرنا، اس پر لازم ہے؛ اگر نویسندہ بل یا عبارت ظہری کے ثبت کرنے والے کا معاہدہ، جس کے مقابلہ میں، قابض کو چارہ کار حاصل ہے، ایسے قانون کا تابع (اس کے متعلق دیکھو! دفعہ ۲۳۳) ہے، جس میں، اصل بل کی مقدار پر، بہ اصول تجدید بل (Re exchange)

308 بجائے جدید بل (Redraft) کی جملہ رقم، یا بجائے کسی جز کے ــــ جو مقدار رقم میں شریک ہو، ایک خاص فیصدی مقرر ہے، تو خواہ، جدید بل، جاری کیا جائے یا نہ کیا جائے، اس قانون سے ــــ نویسندے یا ایسے عبارت ظہری کے ثبت کرنیوالے ــــ اور زاید وصول کرنے کی حالت میں، اس کے سکارنے والے ــــ کی ذمہ داری کا تعین، کیا جائے گا۔

مقدمہ فرانسس بنام رکر (۱۷۶۸) ۱ سمار۔ ۲، ۶۔ بج، کاڈن۔ ومقدمہ ایرول بنام تامس (۱۷۸۷) ۲۔ ٹی۔ آر۔ ۵۲۔ بج، آبر۔ وکراس۔ ومقدمہ واکر بنام ہملٹن (۱۸۶۰) ۱۔ ڈی۔ ایف وجے۔ ۶۰۲۔ بج، کیسل۔ ٹائٹ بروس۔ وٹرنر۔ ومقدمہ سوسی بنام پاپی (۱۸۶۰) ۸۔ سی۔ بی سلسلہ جدید ۳۸۵۔ بج، بائلیس۔ ارل وغیرہ ؛ مقدمہ جنرل ساوتھ امریکن کمپنی (۱۸۷۷) ۷۔ چانسری ڈویژن۔ ۶۳۷۔ بج، سیلنس ؛ جو فریق، سکارنے والے پر دعوے کرے، اس کیلئے، یہ ضرور نہیں ہے، کہ اس نے، تفاوت، تجدید بل پر ادا کر دیا ہو؛ اگر وہ، اس سے طلب کیا جاتا ہے، اور وہ، اس کا ذمہ دار ہے، تو یہ کافی ہے۔ مقدمہ ڈی ٹامیٹ بنام بارنگ (۱۸۰۹) ۱۱۔ ایسٹ۔ ۲۶۵۔ بج، ایلن برو۔ وغیرہ ؛ مقدمہ نیٹیر بنام شنیڈر (۱۸۱۰) ۱۲۔ ایسٹ۔ ۴۲۰۔ بج، نامعلوم کی نسبت، یہ سمجھا جا سکتا ہے، کہ وہ صرف ایک دعوی، قابض کیطرف سے، سکارنے والے پر تھا، جس میں چارہ کار نہیں ملا؛ اور مقدمہ وکیلے بنام کرافورڈ (۱۸۱۰) ۲ کیمپ۔ ۴۴۵۔ بج، ایلن برو۔ ان دونوں مقدموں میں، کوئی قانونی مسئلہ طے نہیں ہوا؛

جو بل، نامنظور ہوئے، وہ ایک کمپنی نے، ایک ملک سے دوسرے ملک میں، اپنے ہی نام لکھے تھے۔ بل، انھیں فریق کے ہاتھ میں رہے، جن کو، کمپنی نے، پہلے ملک میں، ایسے معاملات کے متعلق دیئے تھے، جن میں انکا ادا کیا جانا، دوسرے ملک میں پیش نظر نہ تھا۔ قابض بل، از قسم تفاوت تجدید بل، کمپنی سے بحیثیت نویسندہ بل کے، ہرجہ پانے کے مستحق نہ تھے: بلکہ صرف اس کے مجاز تھے، کہ بل کو، بطور پرامیسری نوٹ کے، کام میں لائیں:

یا ان حقوق کو استعمال کریں، جو ان کے قبول کی بنا پر، ملتوی ہو گئے تھے۔

مقدمہ یونین بنام ایرس (۱۸۷۷) ۳-اے۔ پی۔ کا-۱۳-ج،

کا قول ہے:

بمقدمہ گبس بنام فرمونٹ (۱۸۵۳) ۹-ای آر سی۔ ایچ-۲۵-ج، ایلڈرسن۔ مارٹن۔ وغیرہ۔ یہ قرار پایا، کہ ایسے بل، کا لکھنے والا، جو نہ سکارے جانے کی وجہ سے، مسترد کر دیا گیا ہو، قابض بل کے مقابلہ میں خطار ہوگا؛ اور اس کو مقام ادائے بل کی شرح کے مطابق، سود دینا پڑے گا۔ بل کو سکارنے، اور نامنظور کر کے رقم نہ دینے میں فرق ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کی گئی؛ اور نہ اس سے انکار کیا گیا، کہ ادا کئے جانے کے مقام پر جو شرح سود کی مقرر ہو، وہی اس کے نقصان کا معاوضہ ہے؛ جو ایک شخص کو، دونوں صورتوں میں اٹھانا پڑتا ہے۔ مگر اس معمولی اصول کے بجائے؛ کہ نویسندہ، سکارے جانے اور رقم کے ادا کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ یہ اصول قائم کیا گیا؛ کہ وہ ادائے رقم کا حکم دیتا ہے، اور اس بات کا معاہدہ کرتا ہے، کہ اگر ایسا حکم، نتیجہ مطلوبہ نہ پیدا کرے گا، تو بل کی رقم، بمقام تحریر بل، وہ خود ادا کریگا۔ یہ اصول، اس اصول سے جس کی بنا پر، تفاوت کی رقم، وزیہ تجدید بل، حاصل کیجاتی ہے؛ نہ صرف شرح سود کے جزیں، بلکہ تمام امور میں، مختلف ہے؛ اور جن دو امور پر راکٹ بنام ایرین (دفعہ ۲۳۰) کے فیصلہ کی بنیاد قائم کی گئی ہے، ان میں، پہلے امر کا بھی تعین ثابت ہوتا ہے، جو مقدمہ گبس بنام فرمونٹ کو، فیصلہ کرتے تھے۔ عدالت پر، اس اصول کے اثر کے لئے، جو مقدمہ ایلن بنام کمبل میں، طے ہوا تھا؛ دیکھو! زیر دفعہ ۲۲۰۔ مقدمہ اوریال بنام ہاسس (امریکہ) جس میں، جج نے لکھا۔ کہ سود، جو تجدید بل کی مقررہ شرح سے دلایا جائیگا، وہ، وہی ہوگا، جو مقام ادا کی شرح کے مساوی ہوگا۔ دفعہ ۲۲۴ کے اصول پر، بل آف ایکسچینج کے ایکٹ بابت ۱۸۸۲ کا کوئی اثر نہیں ہے۔ مقدمہ گلیسپی و مقدمہ بیطرفہ روبارٹی (۱۸۸۵)

۱۶۔ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۲۔ ۷۔ ج، کیو۔ و (۱۸۸۶) ۱۸۔ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۲۸۶۔
ج، السٹر۔ لنڈسے ولیمس ۲ نیز معائنہ ہو بمقدمہ کمرشل بنک ساؤتھ آسٹریلیا
(۱۸۸۷) ۳۶۔ چانسری ڈویژن۔ ۲۲۵۔ ج، نارتھ ٹو

ذمہ داریاں جو مماثل معاہدات سے پیدا ہوتی ہیں

(Obligations quasi ex contractu)

جو ذمہ داری، مماثل معاہدات: مثل، فعل بیجا (ٹارٹ) سے، پیدا ہو، اس کا باعث کسی فریق کا کوئی فعل ہوتا ہے، مگر وہ معاہدہ کی ذمہ داریوں سے، اس لحاظ سے مشابہ ہے، کہ جو فعل، اس کا باعث ہوتا ہے، وہ جائز ہوتا ہے۔ ہم دیکھ چکے ہیں، کہ روما کے قانون میں مماثل معاہدات سے جو ذمہ داریاں پیدا ہوتی ہیں، ان کے لئے
309 مخصوص عدالت اس مقام کی عدالت ہے، جہاں سے، اس فعل کا سب سے زیادہ حقیقی تعلق ہے، جو اس کا باعث ہوا ہے؛ اور اس میں مطلق کسی شک کی گنجایش نہیں، کہ ایسی ذمہ داری کا قانون، عام طور سے، اسی مقام سے اخذ کیا جانا چاہئے: مثلاً جو ذمہ داری، شوہر پر، اپنی زوجہ سے، قبل از دواج کے قرضہ کی بابت، عائد ہوتی ہے، وہ ذمہ داری، از قسم مماثل معاہدہ کے ہے۔ جس فعل سے، یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے، وہ از دواج ہے؛ اور اس کا، سب سے زیادہ حقیقی تعلق، اس مقام سے ہے، جہاں از دواج، عمل میں آیا؛ اور نیز اس وجہ سے، کہ اسی مقام کا قانون، ان اثرات کو تعین کرتا ہے، جو از دواج سے، کم از کم، زوجہ کی جائداد غیر منقولہ پر، پڑتے ہیں۔ قرضہ قبل از دواج کی ذمہ داری، شوہر پر، الفاظ کسی طرح عائد نہیں کیجا سکتی جبتک کہ اس کے معاوضہ میں، قانون، اس کو، زوجہ کی جائداد میں، کوئی حق عطا نہ کرے۔ اسی قسم کے استدلال سے، معاہدہ کی ذمہ داری میں، قانون مقام معاہدہ کو، بمقابلہ قانون مقام ادا کے، ترجیح دی ہے۔ وہی اس موقعہ پر، مقام انعقاد از دواج کو ــــ جہاں وہ فعل، جو مماثل معاہدات کا باعث ہوا، وقوع میں آیا؛ ــــ بمقابلہ مقام تولد کے، جس سے، اس فعل کو زیادہ تر حقیقی تعلق معلوم ہوتا ہے، ــــ ترجیح دیتا ہے

دیکھو! مقدمہ وی گریجی بنام ولس (۱۸۷۹) ۴۔ سی۔ پی۔ ڈی ۲۶۲۔ جج اگریو دلیل: اس میں، ایک شخص متوطن انگلستان نے، سکونت عورتوکی جائداد کے ایکٹ ۱۸۷۰ء کے نفاذ کے بعد، انگلستان ہی میں، نکاح کیا تھا: قرار پایا، کہ وہ، اس قرضہ کا، جو اس کی زوجہ نے، نکاح کے قبل بمقام جرسی لیا تھا، اس اثاثہ سے زیادہ کی بابت، ذمہ دار قرار نہیں پا سکتا، جو اس کو، حسب ایکٹ مذکور، اسکی زوجہ کیطرف سے ملا تھا۔ مگر جسٹس، لوشس کی یہ رائے تھی: کہ باوجود انگلستان کے توطن کے، اگر ازدواج، جرسی میں واقع ہوا ہوتا، تو اس کی ذمہ داری، اس سے زیادہ ہوتی؛ جسٹس اگریو نے، لکھا: کہ ممکن ہے، کہ ایسا ہوتا ۔

310

فصل سیزدہم

وجوبات کا منتقل اور زایل ہونا

یہ قانونی مقولہ کہ "ہر معاہدہ، اسی طرح فسخ ہونا چاہئے، جس طرح وہ منعقد ہوا تھا" ہمیشہ یہ خیال پیدا کرتا ہے، کہ ان سوالات کا: کہ کونسا قانون، وجوبات کو پیدا کرتا ہے اور کونسا قانون، اس کو زایل کر دیتا ہے، کسی نہ کسی طرح، ایک دوسرے سے متعلق ہونا چاہئے؛ مگر اس تعلق کی نوعیت، اور مقدار، کی نسبت آرا میں بیحد انتشار اور اختلاف رہا ہے — اس انتشار کی ایک وجہ، یہ ہے، کہ وجوب، اور اس کے متعلق، حق دعوی میں، امتیاز اور فرق، قائم کرنے کی کوشش کیجاتی ہے، گویا کہ ذمہ داری یا رشتۂ قانونی (Vinculum juris) جو معاہدہ یا فعل بیجا (ٹارٹ) سے پیدا ہوتا ہے، وہ حق دعوی سے جدا ہے حقوق مالکانہ میں، اس نوعیت کا فرق، کم و بیش سمجھ میں آسکتا ہے۔ جن صورتوں میں، مادی قبضہ ممکن ہے، وہاں قانون کو، استفادہ سے بحث کرنی ہوتی ہے، جو بلا تعلق اس کے، بذات خود، ایک علیحدہ وجود رکھتا ہے، اور یہ تصفیہ کرنا پڑتا ہے: کہ اس استفادہ کا، بہ بحالی یا بہ عطائے قبضہ، کون شخص، مستحق ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد، مرجع دعویدار کا حق استفادہ، بمقابلہ ہر غاصب کے خواہ وہ کوئی ہو، محفوظ ہو جاتا ہے۔ اب اس حق، اور اس حق دعوی میں، جو اس کو حقیقی غاصب کے مقابلہ میں، خواہ وہ کوئی ہو، حاصل ہوتا ہے، فرق کیا جاتا ہے! اور یہی حقیقی چارہ کار ہے، جو اس کو، اپنے حق کی حفاظت کیلئے، دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات، حق مالکانہ، بلا واسطہ قبضہ سے علیحدہ ہوتا ہے، لیکن، اگر اس کے تصورات کی پوری طور سے تنقیح کیجائے، تو اس کی تہ میں بھی، قبضہ کا تصور ضرور پایا جائے گا؛ جہانتک کہ اس کا تعلق، مادی اشیاء سے ہے! خواہ وہ منقولہ ہوں، یا غیر منقولہ۔ اسلئے

جو قانون کسی شے کی ملکیت کے متعلق، میعاد قائم کرتا ہے، اس کی نسبت، یہ کہنا صحیح ہوگا؛ کہ اس کا مقصد یہ ہے، کہ وہ مانع حق ہو: اور جب حق باقی نہیں رہا، تو کوئی چارہ کار نہیں مل سکتا۔ لیکن ایک معاہدہ یا فعل بیجا کے دعوی میں، باالحاظ قانون کے، امید ہوتی ہے؛ اگرچہ استفادہ نہیں ہوتا۔ یہاں قانون کو، یہ غور نہیں کرنا پڑتا، کہ وہ حق، کس کو دے گا؛ بلکہ صرف یہ سوچنا پڑتا ہے، کہ آیا حق دینا چاہیئے یا نہیں؛ اور جب حق دیا جاتا ہے، تو وہ، صرف بمقابلہ معاہد، یا فعل بیجا کنندہ، کے نافذ ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے مقابلہ میں جو حق دیا جاتا ہے، اس میں اور معاملہ متعلقہ کے کسی وسیع تر حق میں، امتیاز نہیں کیا جاتا؛ اور نہ وہ، کسی وسیع تر حق کی حفاظت کے لئے، بطور چارہ کار کے دیا جاتا ہے: بلکہ وہی، بجائے خود، حق ہوتا ہے۔ اس لئے جو قانون، معاہدات یا فعل بیجا کے دعاوی کے لئے، میعاد مقرر کرتا ہے، اس کی نسبت، عموماً اور صحت کیساتھ، یہ کہا جا سکتا ہے، کہ وہ، مانع دعاوی ہے؛ اور جب دعوی جاتا رہا، تو کوئی وجوب باقی نہیں رہتا۔ 311

جب کوئی حق، بربنائے معاہدہ یا فعل بیجا، ایک مرتبہ، دیدیا گیا، تو اسکی نوعیت جائداد کی ہو جاتی ہے؛ اور وہ، اس شخص کی دولت میں، شمار ہونے لگتا ہے، جس کو، وہ دیا یا گیا تھا: اور اس حیثیت سے، وہ، بشرط اجازت قانون، منتقل ہو سکتا ہے؛ اور اس کی فوت ہو جانے پر اسکے ورثاء کو، وراثت میں پہنچ سکتا ہے۔ یہ حق، خواہ فریق ثالث کے تعلقات میں، جائداد سے کتنا ہی کیوں نہ متشابہ ہو، مگر وہ، ایک طرف حق دار اور دوسری طرف معاہد، یا فعل بیجا کنندہ، اور اس کے قائم مقاموں کے درمیان میں وجوب ہی رہتا ہے۔ ایسے مقدمات میں بھی جیسے ــــ کہ پٹنٹ اور کاپی رائٹ کے ہیں، جن میں قانون، ایک فریق کے حقیں، یہ حکم دیکر: کہ خاص عمل، اگر کوئی دوسرا شخص کرے گا، تو وہ، مرتکب فعل بیجا متصور ہوگا ــ ایک جائداد پیدا کر دیتا ہے، جو اکثر صورتوں میں نہایت قیمتی ہوتی ہے۔ پہلے فریق کا حق نالش، بمقابلہ دوسروں کے، جائداد کی تحت میں آئے گا: نہ صرف اسکی حفاظت کا، ایک چارہ کار متصور ہوگا۔ مادی اور غیر مادی اشیاء میں، فرق ہونا لازم ہے۔ مادی اشیاء کی ملکیت، اس استفادہ کا قانونی ضابطہ ہے، جو بلا تعلق قانون کے، موجود ہے:

برخلاف اسکے، غیر مادی اشیاء کی ملکیت میں، یہ تصور شامل ہے کہ وہ شے جس کا یہ یا ضابطہ استفادہ ہے، قانون کی پیدا کی ہوئی ہے؛ اور وہ شے، حق ہے نہ کہ جائداد۔

اس اصول سے کہ معاہدہ اور فعل بیجا کے مقدمات میں، حق دعوی ہی ایک رشتہ قانونی (Vinculum juris) ہے، جو نتیجہ نکلتا ہے، وہ یہ ہے:۔ کہ جب کسی وجوب کی نسبت، یہ کہا جاتا ہے، کہ وہ قانون مقام معاہدہ یا مقام فعل یا قانون مقام ارتکاب فعل بیجا، کے تابع ہے، تو اس کا، صرف یہی مطلب ہوتا ہے: کہ اس کا وجود، ہر وقت، ان میں سے کسی ایک قانون پر، محول کیا جا سکتا ہے۔ یہ فرض کرنا، خود ذمہ داری کی نوعیت کے خلاف ہوگا، کہ اس کا ابتدائی وجود، علیحدہ طور سے، اس کے مناسب قانون پر، اس طور سے محول کیا جا سکتا ہے، کہ وہ، اس کے بعد سے، ایک ایسا مستقل وجود متصور ہونے لگے، جس پر، دوسرا قانون دست اندازی کر سکے، اس کو منتقل یا نافذ کر سکتا ہے۔ جس صورت میں، قانون مقام دعوی (Lex fori)، ایسی ذمہ داری کو منتقل کرنے کا دعویدار ہو، جس کے وجوب کو وہ، ــــ مثلاً قانون مقام معاہدہ پر محول کرتا ہے، جبکہ خود وہ قانون، ایسے انتقال کی اجازت نہیں دیتا، تو جو کچھ قانون مقام دعوی کرتا ہے، وہ یہ ہے: کہ وہ، بمجلہ معاہدین کے، ایک فریق اور منتقل الیہ میں، ایک جدید وجوب پیدا کرا دیتا ہے۔ یا اگر قانون مقام دعوی، ایسے وجوب کے نافذ کرنے کا دعویدار ہے، جس کو، وہ، قانون مقام معاہدہ پر محول کرتا ہے، اور قانون مذکور کی رو سے، وہ وجوب ناقابل نفاذ ہو چکا ہے، تو جو کچھ، فی الحقیقت، قانون مقام کرتا ہے، وہ یہ ہے:۔ کہ وہ مدعی اور مدعی علیہ میں، ایک جدید وجوب پیدا کرا دینے کا باعث ہوتا ہے۔

312 یہ سوال، کہ آیا یہ کارروائی، درست متصور ہو سکتی ہے، یا نہیں؟ ایسا ہے، جو ممکن ہے، کہ اس قسم کی تشریح اور توضیح سے حل نہ ہو سکے؛ اور نہ اسپر، صحیح طریقہ سے، بحث ہو سکتی ہے: جبتک کہ اس تشریح اور توضیح سے، کارروائی کی صحیح نوعیت کا پتہ نہ چلے۔ صحیح جواب، تو یہی معلوم ہوتا ہے: کہ جدید وجوبات کے پیدا ہونے کی، کوئی کافی وجہ نہیں ہے؛ بلکہ برخلاف اسکے، قانون مقام داد رسی کو ایسے وجوب کے نفاذ کرانے سے انکار کر دینے کے، کافی اسباب موجود ہوتے ہیں، جو قانون مقام

معاہدہ یا فعل بیجا کے ذریعہ سے، نافذ کرائی جا سکتی ہیں۔ مثلاً:- یہ امر ممکن ہے، کہ قانون میعاد کی بنیاد اور ورغلانے کے خوف پر رکھی جائے؛ دروغ حلفی کو، ایسی حالت میں، کہ جب کہ دعوی کی قباحت کی وجہ سے، اس کی شہادت کے ملحوظ رہنے کی، بہت کم امید ہو سکتی ہے؛ — زیادہ تر کامیابی کا موقعہ ہوتا ہے۔ اور ایسی حالت میں، وہ اصول، جو قانون مقام دادرسی کسی خاص مصلحت سے قائم کرتا ہے؛ منصفانہ طریقہ سے، نظام میں لایا جا سکتا ہے۔

انتقال وجوبات

دفعہ ۲۳۶ جس حالت میں، کوئی وجوب، اپنے مناسب قانون یا قانون مقام معاہدہ یا قانون مقام ادا یا قانون مقام ارتکاب فعل بیجا، کی رو سے، قابل انتقال ہے، تو شخص ایسا، اس کی بنا پر، انگلستان میں، دعوی کا مجاز ہو سکتا ہے۔

جس بنام ڈنلپ (۱۸۰۵) ۸ - ٹی - آر - ۵۹۵ متعلقہ دعوے ہرجہ برنائے معاہدہ - ایک اسکاٹ لینڈ کی دستاویز کا منتقل کیا جانا، بدل تھا؛ مقدمہ ادکیز گمان بنام تھومانڈ (۱۸۱۰) ۳ - ٹانٹ - ۸۲ - ایک آئرلینڈ کے فیصلے کے متعلق حق دعوی، اس ملک کے قانون کے مطابق منتقل کیا گیا؛

انگلستان کا ایک پرومسری نوٹ، جو حال کو واجب الادا ہو، انگریزی مقاصد کیلئے، دوسرے ملک میں حوالہ کئے جانے سے منتقل ہو جاتا ہے؛ بلا لحاظ اس کے کہ وہ اس ملک کے قانون کی رو سے، قابل انتقال ہے یا نہیں - مقدمہ ڈیلاگامٹ بنام بنک آف انگلینڈ (۱۸۳۱) ۲ - بی واے ٹی ۳۸۵ - ۳۹۰، ٹنٹرڈن - لٹل ڈیل - پارکر - پیٹرسن ؛

دفعہ ۲۳۷ جب وجوب، اپنے مناسب قانون یعنے قانون مقام معاہدہ یا مقام ادا یا مقام ارتکاب فعل بیجا کی رو سے، ناقابل انتقال ہو، تو

منتقل الیہ، اس کی بنا پر، انگلستان میں دعوی نہیں کر سکتا، بہ استثنا ان صورتوں کے جن میں، کم سے کم، فریق ثانی کی طرف سے، وہ تمام عذرات پیش ہو سکتے ہوں، جو وہ اصل فریق کے مقابلہ میں پیش کر سکتا تھا۔ اس حد تک، یہ کہا جا سکے گا، کہ کوئی حقیقی انتقال، عمل میں نہیں آیا؛ بلکہ صرف اس نام کی بحث ہے جس سے مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔

یہ امر طے ہو چکا ہے: کہ انگلستان کی پارلیمنٹ کا وہ ایکٹ، جس کی رو سے پرامیسری نوٹس، جو، حامل یا حکم، پر واجب الادا ہیں، قابل انتقال قرار پاتے ہیں، ملک غیر کے نوٹوں سے بھی متعلق ہے۔ مقدمہ ملنی بنام گریہام (۱۸۲۳) ۱- بی وسی ۱۹۲-۱۰ (۹) و مقدمہ بنطلی بنام نارتھ (وس ۱۸۲۷) مووما- ۶۶- نج، ٹنٹرڈن، لیکن ان مقدمات میں، یہ ظاہر نہیں ہوا، کہ وہ، اس ملک کے قانون کی رو سے، جہاں وہ واجب الادا تھے، ناقابل انتقال تھے، اسلئے، اس دعوے کی بنیاد، ایسے اصول پر قائم ہے، جس کی نسبت، برہانے نظائر وغیرہ کوئی اعتراض نہیں ہوا ہے۔ پوسینیانا میں یہ طے ہوا ہے کہ پرامیسری نوٹ پر عبارت ظہری لکھنے والے کو ان تمام اعتراضات کا جواب دینا پڑیگا، جو وہاں کے قانون کی رو سے نوٹ کا لکھنے والا، بمقابلہ عبارت ظہری لکھنے والے کے پیش کر سکتا ہے: اگرچہ پوسینیانا کے قانون کی رو سے ایسا نوٹ قابل انتقال ہو۔ مقدمہ مارے بنام ہنٹر (۱۸۲۹) ۴- مارشل جدید) ۲۷۷ — فیصلہ عدالت مصدر ٹوپر ٹ

شروط وجوبات

دفعہ ۲۳۸ اس ذمہ داری کا نفاذ، انگلستان میں، نہیں کرایا جا سکتا، 313
جو انگلستان کے قانون میعاد سماعت سے خارج المیعاد ہو گئی ہو، اگرچہ وہ اپنے قانون مناسب کی رو سے، اندرون میعاد ہو۔

برٹش لینن کمپنی بنام ڈرومنڈ (۱۸۳۰) ۱۰- بی وسی- ۹۰۳-
نج، ٹنٹرڈن- ولیمز بنام بنگھام (۱۸۶۸) ایل- آر- ۶- ای کیو- ۴۸۰-
نج، رولے- و (۱۸۶۹) ایل- آر- ۴- چانسری- صفحہ- ۴۳۵- ہیڈ نوٹ کا

یہی اصول، بمقدمہ رکھابائی بنام سوتی چند میں، زیر بحث تھا۔ (۱۸۹۳) م۔ مو۔ پی۔ سی۔ ۴۔ ۵۔ مو۔ آئی۔ اے۔ سی۔ ۲۳۴؛ جس میں یہ طے ہوا، کہ اگر وہ انگریزی عدالتیں، جو ہندوستان میں قائم ہوئی ہیں، انگریزی قانون سماعت، ایسے مقدمات میں استعمال کریں، جو ہندوؤں میں، معاہدات کے متعلق ہوں، تو یہ، اس آئین کے مخالف نہ ہوگا، جن کی رو سے، ہندوؤں کے مقدمات، ان کے قانون معاہدہ سے طے ہونے چاہئیں؛ مقدمہ ڈان بنام لیپین (۱۸۳۷) ۵۔ سی۔ ایف۔ آئی۔ جج، بروہام، میں، اسکاٹ لینڈ کیلئے بھی، دفعہ ہذا کے مطابق، تصفیہ کیا گیا؛ اسکاٹ لینڈ کے مقدمہ کیمبل بنام اسٹین (۱۸۱۸) ۶۔ ڈو۔ ۱۱۶۔ نج، ایلڈن میں، قانون یہ قرار پایا: کہ جب وائن سوداگر، انگلستان میں رہتا ہو، اور اس کا مدیون، اسکاٹ لینڈ میں، تو مدیون کو اسکاٹ لینڈ کی خارج المیعادی کا عذر، پیش کرنے کا حق ہے؛ صفحہ ۱۳۴ مقدمہ ڈان بنام لیپین میں، اس تجویز کی طرف، اشارہ کر کے کہا کہ اسکی کیا وجہ ہے، کہ مدیون کے مقام توطن کے قانون کو، یہ اجازت دیجائے، کہ وہ دائن کے وصول قرضہ میں مزاحم ہو؟ — اسکی وجہ یہ ہے، کہ دائن کو، مدیون کا تعاقب کرنا چاہئے؛ اور اسپر، ایسی جگہ، دعوی کرنا چاہئے، جہاں وہ رہتا ہو؛ اور مقدمہ کی نوعیت کے لحاظ سے، دائن کو، اسکاٹ لینڈ میں، اس پر دعوی کرنا چاہئے تھا۔ اس لحاظ سے، صورت ہذا میں، قانون مقام ادا اور قانون مقام واردی میں، کوئی فرق نہ تھا۔ یو۔ اس صفحہ ۱۹ لیکن اسی صفحہ پر، لارڈ بروہام کی نسبت، بیان کیا جاتا ہے، کہ انھوں نے، مقدمہ کیمبل بنام اسٹین کی نسبت، اپنے پہلے بیان کے خلاف، یہ کہا کہ "مقدمہ ہذا، اس اصول کے خلاف، پڑتا ہے، کہ قانون مقام ادا سے، قانون کا تعین ہونا چاہئے"؛ اگر یہ امر صحیح ہے، اور اسکی صحت میں کلام نہیں، کہ عام حسابات کے معاملہ میں، جس میں کہ مدیون کے مقام توطن کے کوئی اور مقام ادا نہ ہو، تو مقام ادا اور مقام توطن، ایک ہو جاتے ہیں؛ اور اس سے یقینا یہ نتیجہ نکلتا ہے، کہ جو

تجویز، ان میں سے کسی ایک پر مبنی ہوگی، وہ دوسرے کی تجویز کے مطابق ہوگی ؛

لیکن ایسی صورت میں، کہ تجویز، ــــ اسکاٹ لینڈ میں، ایسی ذمہ واری کے متعلق، جو انگلستان میں، خارج المیعاد ہو چکی ہو! ــــ حاصل کر کے انگلستان میں زیر جسٹمنٹ ایکٹیشن ایکٹ ۱۸۶۸ء، ورج جسٹر کرائی جائے، تو ابتدائی ذمہ واری کا خارج المیعاد ہونا، انگلستان میں مانع تعمیل ہوگا۔ مقدمہ لو۔ بلینڈ بنام لو [۱۸۹۴] ۱۔ چانسری۔ ۱۴۷۔ ج، لنڈلے۔ ڈیوسی۔ واے، ول اسٹمھ؛ جنہوں نے جسٹس نارتھ کے فیصلہ کو، منسوخ کر دیا تھا ؛

بمقدمہ ٹیلر بنام بلینڈ [۱۹۰۲] ۱۔ کے۔ بی۔ ۶۷۶۔ ج، جلف یہ طے ہوا۔ کہ برنائے تجویز عدالت، ملک غیر کی جزئی وصولیابی حساب میں اس قسم کی ادائی، نہیں شمار ہوگی، جو انگلستان کے قانون میعاد کے اجرا کو، بمقابلہ ایک انگلستان کے فیصلہ کے، روک سکے ؛

دفعہ متذکرہ کی صحت، اس اصول سے، اچھی طرح ہو سکتی، جو صفحہ ۳۱۱ پر بیان کیا گیا ہے، یعنی یہ کہ ــــ اگرچہ قانون مقام دادرسی، اس وجوب کے زائل ہو جانے کے بعد، جو معاہدہ یا فعل بیجا سے پیدا ہوا تھا، کوئی جدید وجوب نہیں پیدا کر سکتا ؛ تاہم یہ ممکن ہے، کہ وہ، اپنے قانون میعاد کو، اپنی خاص حکمت عملی کا، ایک مضبوط قاعدہ، تصور کر کے، ایک ایسے وجوب کے نافذ کرانے سے انکار کر دے، جو موجود اور قائم ہو۔ مگر انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کے فیصلے، جو دفعہ ہذا کی تائید میں درج کئے گئے ہیں، اس اصول پر مبنی نہیں ہیں؛ بلکہ اس بجائے کمزور 314
اصول پر قائم کئے گئے ہیں، کہ ذمہ واری کی میعاد، ہمیشہ قانون مقام دادرسی پر منحصر ہوتی ہے۔ اس لئے دفعہ آئندہ، ــــ جس کی صحت کا دارومدار اگر ہے، تو صرف اسی اصول پر ہے! ــــ ایسے نظائر پر قائم ہوتی ہے جس کی تردید انگلستان میں نہیں ہوئی۔

دفعہ ۲۳۹ ہر معاہدہ یا فعل بیجا کے متعلق، انگلستان میں، اس وقت تک

دعوی ہو سکتا ہے، جبتک کہ وہ وجوب، جو معاہدہ یا فعل بیجا سے پیدا ہوا، انگلستان کے قانون میعاد سماعت سے خارج المیعاد نہ ہو جائے؛ اگرچہ وجوب مذکور، قوانین متعلقہ: یعنے قانون مقام معاہدہ یا مقام ادا یا مقام ارتکاب فعل بیجا، سے خارج المیعاد ہو گیا ہو۔

ہیوبر بنام اسٹیز (۱۸۲۵) ۲۔ بنگ (سلسلہ جدید)۔ ۲۰۲۔ ۲۔ اسکاٹ۔ ۴۰۴۔ جج، منڈل وغیرہ کو دعوی بدعہدی سپرس بنام کوئنی (۱۸۶۹) ایل۔ آر ۴۔ کیو۔ بی۔ ۶۵۳۔ جج، کاکبرن بلیکبرن۔ لوش۔ نیز دیکھو المقدمہ الائنس بینک آف شملہ بنام کیرے (۱۸۸۰) ۵۔ سی۔ پی۔ ڈی۔ ۴۲۹۔ نج، لوپس۔ متذکرہ دفعہ ۲۱۰ بج

اس دفعہ کے اصول کے مثل ایک اصول، اسکاٹ لینڈ کے لئے، جسٹس، کاٹن ہام نے، بمقدمہ فرگوسن بنام فیف (۱۸۴۱) ۴۔ سی۔ ایف۔ ۱۲۱۔ قایم کر دیا تھا: یعنے یہ کہ "انگلستان کا قانون میعاد سماعت" غیر متعلق ہے۔ صفحہ ۱۴۰ بج

یورپ کے قدیم مصنفین میں، اسبارہ میں، بیحد اختلاف تھا، کہ میعاد کے بارہ میں، قانون مقام دادرسی یا مخصوص قانون وجوبات، معتبر سمجھا جانا چاہئے؛ ——— جو لوگ، قانون مؤخرالذکر کو، ایسی میعاد کے بارہ میں جس میں، فریقین، کسی مقام ادا کی صراحت کر دیتے تھے، معتبر سمجھتے تھے؛ وہ قانون مقام معاہدہ کو اس حیثیت سے کوئی وقعت نہیں دیتے تھے؛ مگر اس کے بعد ایک ایسا زمانہ آیا، کہ یورپ کے بڑے بڑے شہروں کی عدالتہائے مرافعہ، آخر اس امر پر متفق ہو گئیں، کہ ہر مقدمہ میں، دادرسی کی میعاد کو ہر حال میں، اس کے مخصوص قانون پر، محمول کرنا چاہئے؛ خواہ وہ میعاد قانون مقام دادرسی کے قانون سے، چھوٹی ہو یا بڑی۔ یہ مسئلہ، جس کی بڑی تائید، سوگنی نے کی تھی؛ یورپ کی عام رائے سے موسوم کیا جا سکتا ہے، لیکن اس کے بعد کے یورپ کے فیصلے، پھر مختلف ہو گئے۔ اسٹوری نے، نہایت قوت کے ساتھ، قانون مقام دادرسی کی تائید کی، جس کا وہ، ایسے معاملات میں، جن میں اس کے پیشرو، اس قدر مختلف الآرا رہے ہوں، مطلق عادی تھا۔ اس نے، اس میں، ایک فرق قائم کرنا،

مناسب تصور کیا ہے؛ جو یہاں اس وجہ سے قابل ذکر ہے، کہ جسٹس ٹنڈال نے، اس کو پسند کرکے، اس کا حوالہ، مقدمہ ہیوبر بنام اسٹیفر میں دیا ہے۔ اسٹوری لکھتا ہے، کہ:۔

"فرض کرو، کہ ایک ملک کا قانون میعاد سماعت، نہ صرف حق دعوی، بلکہ بجائے خود، دعوی یا حق کو، زائل کر دیتا ہے؛ اور ایک مقررہ میعاد کے بعد، اس کو، لاشے محض قرار دیتا ہے؛ اور فریقین، اس کل مدت میں، انھیں حدود ارضی میں رہے، اور مقدمہ پر، وہ مدت پوری گذر گئی؛ ایسی حالت میں، یہ سوال، بہت صحیح طریقہ سے پیدا 315
ہو سکتا ہے، کہ آیا یہ میعاد، کسی دوسرے ملک میں، جس میں، بعدہ، فریقین جا کر رہیں، بغرض سقوط یا تبدیل، دعوی یا حق، پیش کیا جا سکتی ہے؟"۔ (اختلاف قوانین دفعہ ۵۸۲)۔

اس فصل کے ابتدائی فقرات میں، یہ بتایا جا چکا ہے، کہ جو فرق حق اور حق دعوی میں ہے، اس کا تعلق، جائداد سے ہے نہ کہ ذمہ داری سے۔ اور اسٹوری نے، امریکہ کے سپریم کورٹ کے، جس مقدمہ سے استناد کرکے، یہ اخذ کیا ہے، کہ ایک فرضہ کے قانونی سقوط کی میعاد، لازم ہے، کہ دوسرے ممالک میں بھی، مستثنی قرار دیجائے؛ (شلبی بنام گرے۔ ۱۱۔ ویٹن۔ ۳۶۱) ایک غلام کی ذات پر ملکیت کے متعلق تھا۔

قوانین دیوالیہ کی رو سے، بربنائے سقوط وجوبات، جو برائت دیجاتی ہے، اگر اس کی نسبت وہی دلائل، کام میں لائے جائیں، جو میعاد کے متعلق، کام میں لائے گئے ہیں؛ تو یہ ظاہر ہوگا، کہ وجوبات سے، جو برائت، مخصوص عدالت کے قوانین دیوالیہ، یا یوں کہو! کہ خود قانون وجوبات سے دیجائے، وہ ہر جگہ برائت قرار پانی چاہئے۔ اور اس کے لئے بھی، وجوہ پائے جاسکتے ہیں: کہ اگر کوئی ذمہ داری، اس کے مخصوص قانون کے علاوہ بھی، کسی دوسرے قانون سے، ساقط ہو چکی ہے تو اس کی تعمیل نہ کرائی جانی چاہئے۔ مثلاً۔ مقام عدالت کے قانون دیوالیہ کی برائت، اس میعاد کے گذر جانے کے مطابق ہے، جس میں، از روئے قانون مقام دادرسی، دعوی دائر ہو سکتا ہے۔ اگر برائت یا میعاد کو، قانون مقام دادرسی، بصراحت دوسرے فرضوں پر بھی حاوی کر دے، تو عدالت پر، دونوں صورتوں میں، لازم ہوگا، کہ وہ ایسے قانون کی پابندی کرے۔ اگر یہ امر زیر غور ہو، کہ آیا قانون کو، ملک غیر کے دعاوی پر، حاوی کرنا مقصود تھا، یا نہیں؟ ــــ تو ایسے منشاء کا اخذ کیا جانا، معاملہ دیوالیہ میں

ایسا ہی تو ہی ہوگا، جیسا کہ میعاد کے معاملہ میں دیوالیہ کی جائداد کا۔ جو جماعت انتظام کرتی ہے، اور مدیون کے ملک غیر کی جائداد کو، حتی الامکان، اپنے دائرہ اختیار میں لانا چاہتی اور ملک غیر کے دعاوے کا ثبوت لیتی ہے؛ وہ انصافاً، مدیون کو، ملک غیر کے دعاوی کی مزید کشمکش سے، محفوظ رکھنے سے، انکار نہیں کر سکتی۔ لیکن ایسی صورت میں کیا ہوگا، جبکہ برائت، مدیون کے مقام توطن کے قانون سے، ہو؟ یہ نہ وہ عدالت ہے، جہاں مقدمہ چلا، اور نہ مخصوص عدالت وجوب ہے۔ اگر بین الاقوامی طور سے، یہ طریقہ جاری ہوتا، کہ اس دیوالیہ کی کارروائی میں، جو مدیون کے مقام توطن میں ہوتی، اس کی تمام جائداد، ــــ خواہ کہیں واقع ہو، ــــ شریک کر کے، جملہ، مساوی طور سے، اس کے قرضخواہوں میں تقسیم کر دیجاتی؛ اور دوسری عدالت میں، جو کارروائی دیوالیہ، اس کے مقابلہ میں کیجاتی، اس کا کوئی اثر، اس جائداد پر، نہ پڑنے دیا جاتا، جو اس کے حدود دار قضی سے باہر واقع ہے، تو اس صورت میں، البتہ یہ امر معقول تھا، کہ جو برائت، مدیون کو، اس کے مقام توطن کے قانون دیوالیہ سے دیجاتی، وہ تمیمی اور ہر جگہ قابل پابندی ہوتی۔ ہم فصل ششم میں دیکھ چکے ہیں، کہ حقیقی حالت، اس خیالی حالت سے کس قدر مختلف ہے؛ جس طرح، عام خیالات، اس امر کی تائید میں ہیں، کہ دیوالیہ کی جو کارروائی، مقام توطن میں ہو، وہ تمیمی اور مجموعی ہونی چاہیے: اسیطرح کے خیالات اس برائت کے تمیمی اور مجموعی ہونے کی نسبت بھی ہیں؛ جو مقام توطن میں، مدیون کو، کارروائی دیوالیہ میں دیجاتی ہے۔

316

دفعہ ۲۴۰ ذمہ داری سے جو برائت، مدیون کو، اس کی مخصوص عدالت یعنی ــــ عدالت مقام معاہدہ یا مقام ادا یا مقام ارتکاب فعل بیجا، سے کارروائی دیوالیہ میں، دیجائے گی، وہ انگلستان میں بھی، اس ذمہ داری سے برائت، مقصور ہوگی۔

بیلنٹائن بنام گولڈنگ (۱۷۸۴) ۱ ــ کک کا قانون دیوالیہ، اٹھویں طبع، صفحہ ۴۸۷۔ جج، اسٹیفیلڈ بحق مقدمہ پوٹر بنام براؤن (۱۸۰۴) ۵۔ ایسٹ۔ ۱۲۴۔ جج، ایلنبرو۔ لارنس۔ گروٹس۔ لی مینگ بحق مقدمہ کیولن بنام سومین (۱۸۲۸) ۱ ــ نیب۔ ۲۶۶ بحق مقدمہ گارڈنر بنام ہاوٹن (۱۸۶۲) ۲۔ بی وایس۔ ۴۲۲، ۔ جج، کاکبرن۔ ویٹن۔ کرومپٹن۔ بلیکبرن ۔ ان مقدمات

میں سے، دوسرے مقدمہ میں، لارڈ ایلنبرو نے کہا، کہ پہلے مقدمہ میں، لارڈ مینسفیلڈ نے، یہ بیان کیا ہے: کہ "قرضہ سے جو برائت، اس ملک میں شمار ہوتی ہے، جہاں وہ لیا گیا ہو، وہ ہر جگہ، برائت متصور ہوگی" بقول کنگ، انھوں نے، جو اصول قائم کیا تھا، وہ یہ تھا: کہ "وجب ایک ملک کے قانون سے، برائت ہو گئی، تو وہ دوسرے ملک میں بھی، برائت ہے"۔ جس کا حوالہ عدالت شاہی میں، بمقدمہ ڈیلر بنام میک اسٹر (۱۸۰۰) ۸۔ ٹی۔ آر۔ ۶۰۹، جج، لی بلینک وغیرہ، میں دیا گیا تھا؛ مگر عدالت کو، یہ نہ معلوم ہو سکا، کہ لارڈ مینسفیلڈ، فی الحقیقت، کس اصول پر چلے تھے: اور انھوں نے کس بنا پر، ایسا فیصلہ صادر کیا؟ جو دفعہ ہذا کے اصول کے خلاف تھا۔

دفعہ ۲۴۱ لیکن اگر کارروائی دیوالیہ میں کوئی مدیون، کسی وجوب سے، ایسے ملک میں بری کیا گیا ہے، جو اس کا مخصوص مقام عدالت نہ تھا، تو وہ، انگلستان میں، اس وجوب سے بری نہ متصور ہوگا؛ جب تک کہ دیوالیہ کی کارروائی، برطانیہ عظمیٰ اور آئرلینڈ کی پارلیمنٹ کے ایکٹ کی تحت میں، نہ عمل میں آئی ہو۔

کوئن بنام کیف (۱۷۹۵) ۲۔ ایچ۔ بی ال۔ ۵۵۳: نج، آرڈیلو، مقدمہ آسٹھ بنام بوکینن (۱۸۰۰)۔ ایسٹ۔ ۶۔ نج، کینان۔ لارنس۔ گروس۔ لی بلینک، ڈیوس بنام ڈن (۱۸۲۱) ۴۔ بی وائے ایل۔ ۴۰۶، فلپس بنام ایمین (۱۸۲۸) ۸۔ بی وسی۔ ۷۷۴۔ نج، بیلی۔ ہالرائیڈ۔ لٹل ڈیل: سب، اس امر پر متفق تھے، کہ اگر مدعی نے ملک غیر کی کارروائی دیوالیہ میں، مدیون کی جائداد کی تقسیم سے، حصہ حاصل کیا ہوتا، تو معاملہ کی صورت، دوسری ہو جاتی: اور مقدمہ بارٹلے بنام ہاجز (۱۸۶۱) ۱۔ بی وایس۔ ۳۷۵۔ نج، وٹمن و بلیکبرن: ان تمام مقدمات میں، کارروائی دیوالیہ کی بنیاد، ان حقیقی تعلقات پر مبنی تھی، جو مدیون کو، اس ملک کے ساتھ تھے، جہاں کارروائی عمل میں آئی: لیکن ان میں سے کسی مقدمہ میں یہ نہیں ظاہر ہوا، کہ مدیون کا توطن، اس ملک کا تھا۔ اور مقدمہ بارٹلے بنام ہاجز میں جسٹس، بلیکبرن نے، اس نوآبادی کے قانون کے متعلق، جس کے تحت میں برائت دیگئی تھی، یہ کہا کہ

وہ "یہاں، ایسے مقدمہ میں، قابل پابند نہیں ہو سکتا جسمیں
فریقین میں سے کوئی شخص، نوآبادی کا مستوطن نہیں ہے"۔ دیوالیہ کا توطن،
غیر اہم ہے۔ مقدمہ انٹونی گیس و فرزنداں بنام اسٹریلین سوسائٹی وغیرہ
(۱۸۹۰) ۲۵۔ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۳۹۹۔ جج، ایشر۔ ان۔ ٹے دلوپس۔

دفعہ ۲۴۲ جو کارروائی دیوالیہ، انگریزی سلطنت کے کسی حصہ میں، 817
برطانیہ عظمیٰ اور آئرلینڈ کی پارلیمنٹ کے مجریہ ایکٹ کے تحت میں، عمل میں آئیگی،
اس کی نسبت یہ سمجھا جائے گا: کہ پارلیمنٹ کا منشا یہ تھا کہ جو برائت، اسکی رو سے
دیجائے، وہ اس کے تمام حدود اختیارات میں، قابل تسلیم، اور ہر انگریزی عدالت
میں نافذ قرار پائے، بلا لحاظ اس مخصوص عدالت و جوب کے جس سے برائت دیگئی ہے۔[1]

وہ مقدمات جن سے قانون انگلستان کی تحت میں، جو برائت دیجاتی
ہے، اسکی حد ظاہر ہوتی ہے۔ اوڈون بنام فاربس (۱۸۷۶)۔ بک ۵۔
فیصلہ پرایوی کونسل ــــ بربنائے مرافعہ از ڈیمیرارا۔ ڈائیڈرو ڈس بنام رونالڈ
(۱۸۲۰) ۱۔ کناب۔ ۲۵۹۔ فیصلہ پرایوی کونسل، از تجویز کلکتہ، بتجویز جسٹس
لینڈ ہرسٹ نے لکھی ہوڈوس بنام میک ہنری (۱۸۷۱) ایل۔ آر۔ ۶۔ سی
پی۔ ۱۸۱۔ جج، باتول۔ ولس کیننگ۔ بریٹ، جس میں، یہ طے ہوا ــــ کہ
جو صلحی نامہ (Composition deed) انگلستان کے قانون دیوالیہ
کی رو سے، قابل تسلیم ہو، وہ کینیڈا میں، وہاں کے قرض کی بابتہ پیش کیا جا سکتا
ہے لیکن جو برائت، انگلستان کی کارروائی دیوالیہ میں دیجاتی ہے، وہ،
نوآبادی کے اس اختیار کو نہیں سلب کر لیتی، جو نوآبادی کی عدالتوں کو ــــ
دیون کو، نوآبادی کے قانون دیوالیہ کی خلاف ورزی کے جرم میں سزا
دینے کے پہلے سے ــــ حاصل ہیں۔ جل بنام بائرن (۱۸۶۸)۔ ایل۔ آر
۲۔ پی۔ سی۔ ۱۵۔ جج، کیلئے، وہ مقدمات جس میں اس برائت کی حد ظاہر

---

[1] ایکٹ دیوالیہ، بابت ۱۹۱۴ء کی دفعہ ۲۸ میں یہ حکم ہے:۔ کہ بجز مخصوص مستثنیات کے، جو برائت دیجائے گی اس
دیون، تمام دیون قابل ثبوت سے بری ہو جائینگا۔ اور دفعہ ۲۲ میں، یہ ہدایت ہے:۔ کہ انگریزی سلطنت کی تمام
انگریزی عدالتوں کو، ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہئے۔

ہوتی ہے، جو اس قانون دیوالیہ سے دیکھاتی ہے، جس کو شاہی پارلیمنٹ دوسرے انگریزی علاقہ جات کے لئے نافذ کرتی ہے۔ مقدمہ ٹیوٹس بنام ریڈ (۱۸۹۱) ۱ ۔ بروڈ ۔ ۲۹۴ ۔ بج، ڈیلاس، وغیرہ، اس قانون کے تحت جو نوآبادیوں کے لئے نافذ ہوا تھا، اور جس میں بصراحت اس قرضہ سے برائت دیگئی تھی، جو برطانیہ عظمیٰ اور آئرلینڈ میں لئے جائیں۔ مقدمہ سیڈاوے بنام ہے (۱۸۲۴) ۳ ۔ بل ۔ سی ۔ ۱۲۰ ۔ بج، ایبٹ ۔ بیلی ۔ ہوا آرائڈ، متعلقہ قانون، جو اسکاٹ لینڈ کے لئے جاری کیا گیا تھا، اور مقدمہ فرگوسن بنام اسپنسر (۱۸۴۰) ۱ ۔ ایم وجی آر ۔ ۹۸۷ ۔ بج، شٹل ۔ برسانکے وغیرہ، متعلقہ قانون جو آئرلینڈ کے لئے جاری ہوا تھا۔ برائت کا قابل نفاذ ہونا، زیر ہذا ضابطہ کے اخذ کیا گیا تھا: مگر نتیجہ، وقتہ ہذا کے مطابق تھا۔

دفعہ ۲۴۲ (الف) شخص (ایک انگریزی کمپنی اور اس کے قرضخواہوں میں کمپنیوں کے ایکٹ کے تحت میں، جو ابھی قرارداد ہو جائے، اس کا پابند، عدالت ہائے نوآبادی میں، وہ قرض خواہ نہیں ہو سکتا، جس کے قرضہ کی مخصوص عدالت انگلستان نہ ہو۔ مقدمہ نیوزیلینڈ لون و مرکنٹائل ایجنسی کمپنی بنام مورین (۱۸۹۸) اے ۔ سی ۔ ۲۴۹ ۔ بج، واٹسن ۔ ہاب ہاوس ۔ گوچ ۔ اور خود (یعنی سرلف ہیگوز مصدرہ ڈیوی، ججوں نے لکھا کہ ۔۔۔ "یہ کسی طرح نہیں کہا جا سکتا، کہ کمپنیوں کا قانون، تمام و کمال، نوآبادیوں سے متعلق ہے، یا اس کا مقصد یہ ہے، کہ انکی پابندی نوآبادیوں کی عدالتوں میں کرائی جائے۔ نوآبادیوں کو ان مضامین کے متعلق، خود قوانین جاری کرنے کا حق حاصل ہے، اور انھوں نے اس بارہ میں، قوانین جاری کئے ہیں۔ اور یہ امر قرین مصلحت نہیں، کہ انگلستان کا قانون، بے ضرورت، ان نوآبادیوں پر نافذ کر کے، انکے مجربہ قوانین، منسوخ یا محدود کئے جائیں، یا ان میں اضافہ کیا جائے"۔ اور انھوں نے، جسٹس ہالرائیڈ کی اس رائے کا حوالہ دیا، اور اس کو پسند کیا، جو انھوں نے، وکٹوریہ میں ظاہر کی تھی، کہ مرافع کمپنی، جس طرح ۱۸۶۰ء کے ایریمنٹ ایکٹ کی تعبیر کرانا چاہتی ہے" اس سے ایک جدید قانون، ان نوآبادیوں پر عائد ہوتا ہے، جن کو، خود مختارانہ حکومت کا حق حاصل ہے، اور جو، انکے حق وضع آئین و قوانین 818

کی، ایک قسم کی، بے توقیری ہے"۔ اس کو، اس انتخاب کے ساتھ ملا کر پڑھنا چاہئے، جو ہم نے لارڈ ہابہاؤس کی تجویز کا..... صفحہ ۱۷۲ پر دیا ہے۔ تجویز مذکور، انگلستان کے قانون دیوالیہ کی نوآبادیوں کی اراضی پر موثر ہونے کے متعلق تھی؛ اور مقدمہ کیلنڈر سائیکس وکمپنی بنام سکرٹری نوآبادیات لائیگاس وڈیویز میں صادر ہوئی تھی۔ مقدمہ نیوزیلینڈ و مرکنٹائل ایجنسی کمپنی بنام مارسین کے فیصلہ سے، جس حد تک استدلال اسوقت تک کیا گیا ہے، وہ، خود مختار حکومت والی نوآبادیوں میں، اس برائٹ سے، جو انگلستان کے قانون دیوالیہ سے دیجاتی ہے: اسیطرح متعلق ہے۔ لیکن جوڈیشل کمیٹی نے، موخر الذکر مقدمہ میں، ہماری قائم کردہ دفعہ ۲۴۲ کے مضمون میں، مشروط اور قیود قائم کرنے سے، یہہ کہہ کر احتیاط کی ہے کہ "دیوالیہ" اور انفساخ شرکت کی کارروائی کے درمیان بڑا فرق ہے؛ مقدم الذکر کارروائی میں دیوالیہ کی کل جائداد، اس لیجاتی ہے، بخلاف اسکے موخر الذکر کارروائی میں جائداد، قانوناً اور حقیقتاً، کمپنی کی رہتی ہے، صرف تصفیہ حساب وکتاب کے لئے، وہ، انگریزی عدالتوں کے انتظام میں آجاتی ہے۔ جو فیصلہ، مقدمہ ایلس بنام میک نہری میں ہوا، اس سے بحث کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں ہے، کیونکہ وہ، ہماری رائے میں، معاملہ ہذا سے متعلق نہیں ہے"۔

دفعہ ۲۴۲ (ب) اسی طرح، وہ قرارداد، جو قرضخواہوں کے ساتھ انجمالگیمیشن آئرلینڈ کے ایکٹ ۱۸۵۸ء کے تحت کی جائے، انگلستان کے دعوی میں، جو بعدہ، انگلستان کے قرضخواہوں کی طرف سے، ایسے قرضہ کے بابت دائر ہو، جو انگلستان میں لیا گیا؛ اور انگلستان ہی میں واجب الادا ہے: جواب دہی نہیں قرار پا سکتی۔

مقدمہ نلسن [۱۹۱۰] ۱ کے۔ بی۔ ۵۹۰۔ جج، سی۔ آئی۔ سوئنٹن ہیڈی یم۔ آر۔ بینکز، ایل۔ جے۔ آیو: جس حالت میں، ملک غیر کی کارروائی دیوالیہ میں، مدیون کی کل جائداد، خواہ وہ کہیں واقع ہو، لیکر، ۔۔۔ تمام دائنین کے فائدہ کے لئے خواہ وہ کہیں ہوں، ۔۔۔ منظم کے سپرد کر دیجائے، تو انگلستان کی عدالتیں بھی، کارروائی دیوالیہ سے، برائٹ کے حکم کو، ویسا ہی موثر تسلیم کرتی ہیں، جیسا کہ اس مقام میں سمجھا جاتا ہے، جہاں کارروائی دیوالیہ عمل میں آئی۔ مگر یہہ اصول، صافی نامہ قرارداد باہمی سے متعلق نہیں ہو سکتا؛ جو

صرف اظہار رضامندی کرنے والے رائنوں پر موثر ہے۔

دفعہ ۲۴۲ (ج) اگر انگلستان میں کسی ملک غیر کی رعایا کو، کارروائی دیوالیہ میں برائت دیجائے، تو وہ برائت، اس قرضہ کے دعوی کی مانع نہیں ہوسکتی، جو دیوالیہ کی کارروائی سے پہلے لیا گیا تھا، اور جس کا اظہار، دیوالیہ کی کارروائی میں نہیں کیا گیا، بشرطیکہ ملک غیر کے قانون متعلقہ کی رو سے، باوجود ایسی برائت کے، قرضہ واجب الادا ہو، اور مدیون نے، بعد ازاں اس کے ادا کرنے کا اقرار کر لیا ہو۔

مقدمہ بوناسینا [۱۹۱۲] ۲۔ چانسری ۳۹۲۔ سی۔ ای۔ جی، کوزنس ہارڈی۔ فارویل۔ کینیڈی، جنہوں نے جسٹس آیر کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا تھا۔ صفحہ ۶۸ پر

فصل چہاردہم

توطن

319

توطن کا تعلق قانون سے۔ انگریزوں کا توطن ہندوستان اور مصر میں۔ انگریزوں کا توطن اور دوسرے اسی قسم کے مقامات میں۔

ہم کو قبل ازیں معلوم ہو چکا ہے، کہ سلطنت روما میں، ہر شخص پر، تمام اس کے ذاتی معاملات کے متعلق، اس کے مقام توطن میں، دعوی ہو سکتا تھا؛ اور اسے معاملات کے متعلق کسی شخص پر، بجز اس کی مخصوص عدالت، یا اس شہر کے، جہاں کی باشندگی کے، اس کو حقوق حاصل تھے، کہیں اور دعوی دائر نہیں ہو سکتا تھا: اور ان مقامات میں بھی، دعوی دائر ہونے کے لئے، یہ مزید قیود تھے، کہ وہ، ان مقامات میں فی الحقیقت موجود ہو، یا ذمہ داری کی مخصوص عدالت کی حالت میں، وہاں، اس کی جائداد واقع ہو۔ اس طور سے، توطن کا تصور، شہر روما کے مقامی قانون (Jus Civile) سے نہیں پیدا ہوا جس کا اتباع شہر روما کی باشندگی کے حقوق، حاصل ہونے کی وجہ سے، لوگوں کو کرنا پڑا۔ برخلاف اس کے، توطن کا تصور، شہریت کے تصور سے، بالکل علیحدہ تھا؛ اور چونکہ اس کی قانونی اہمیت کی بنیاد، وہ فطری نصفت تھی، جو مدعی علیہم کو، مقدمات کی جوابدہی کے لئے، انکے گھروں سے کھینچ بلوانے کی مانع ہوتی تھی، اس لئے توطن کا تعلق، قانون بین الاقوام Jus gentium سے سمجھا جاتا تھا؛ اور اسی بنا پر، توطن کے تعین میں، جہاں تک ممکن ہوتا تھا، زیادہ تر واقعات، اور کمتر اصطلاح سے کام لیا جاتا تھا۔ اس معاملہ کو، اس نظر سے دیکھنے میں، زیادہ تر سوچ، اس کا وہ تعلق تھا، جس کی بنا پر، مینوسپل اخراجات کی ذمہ داری، عائد ہوتی تھی۔ قانونی مقولہ، یہ تھا، کہ مستقل سکونت کی تبدیل، واقعات اور افعال سے ظاہر ہوتی ہے، نہ کہ محض بیان سے۔ خلاصہ ۵۰۔۱۔۲۰؛ اسی بنا پر تسلیم کیا گیا تھا، کہ ممکن ہے، کہ

ایک شخص کے دو توطن ہوں۔ خلاصہ ۵۰-۱-۱- ۵-۱-۶ وفعہ ۱-۲۷۔ دفعہ ۲-
توطن کے قدیم رومی تصور، اور انگلستان کے موجودہ تصور، میں تمیز کرنے کے لئے، بہتر
طریقہ یہ ہوگا، کہ قوانین روما کی اصطلاح (Domicilium) کا ترجمہ بجائے Domicile
توطن کے، جو انگریزی قانون کی ایک اصطلاح ہوگئی ہے، لفظ Residence باشندگی
سے کیا جائے۔

ہم کو یہ بھی معلوم ہو چکا ہے، کہ اس جدید تحریک کے آغاز تک جس کی رو سے
خانگی معاملات میں، ملکی قومیت کو وقعت دی جانے لگی، یورپ کے دوسرے ممالک
میں، اس ملکی حدود اختیارات Territorial jurisdiction کا معیار، جس کا تتبع، ذاتی
طور سے ہر شخص ہوتا تھا، توطن ہی سمجھا جاتا تھا، اس لئے، حق شہریت کے معیار قانون
نہ باقی رہنے کے بعد بھی (دیکھو صفحہ ۱۳)، وہی، اس ملکی قانون کا، جس کا کوئی شخص،
ذاتی طور سے متبع ہوتا تھا، اصل معیار قائم رہا۔ اور اسی آخر الذکر صورت کا، توطن کے 820
قانونی تصور پر، بڑا اثر پڑا۔ انسان کی قابلیتوں، حقوق، اور فرائض کے تیقن اور تعین پر،
چند حد و دارضی میں، مقدمہ کی جوابدہی کی ذمہ داری، یا منقول محصولات کے بار، کے
عائد ہونے سے، لازمی طور سے کوئی خراب اثر نہیں پڑتا، لیکن اگر اسکی قابلیتوں، حقوق،
اور فرائض، کے تیقن اور تعین میں، ایک سے زیادہ قوانین سے کام لیا جائے، تو وہ
تیقن اور تعین درہم اور برہم ہو جاتا ہے: اسی بنا پر وہ مختلف ملکی قوانین، جو قرون متوسط
میں شایع ہو گئے تھے، ذاتی قوانین کے پیدا ہونے کے باعث ہوئے، اور اس سے،
توطن کا زیادہ تر اصطلاحی اور مخصوص تصور، جو پہلے سے مختلف تھا، وجود میں آیا۔ ہم کو
یہ بھی معلوم ہو چکا ہے، کہ انگلستان کے قدیم قانون میں، توطن، عدالتی اختیار
کی بنیاد نہ تھا، اور نہ اب انگلستان سے اختیارات متعلقہ فرائض کی، باضابطہ بنیاد
قرار دیا جاتا ہے۔ انگلستان میں اس کا تصور، یورپ کے دوسرے ممالک سے،
ایسے وقت میں آیا، جبکہ وہ قوانین کے مسئلہ میں، ایک تعین کرنے والا جز قرار پا چکا تھا:
اور یورپ کے دوسرے ممالک سے، مسائل قانونی کی بحث میں، اس کی ضرورت
محسوس ہونے لگی تھی۔ بلحاظ تاریخی واقعات کے، یہ کہا جا سکتا ہے، کہ ہم، توطن سے
اسطرح واقف ہوئے، کہ جب ہم نے، ذاتی قانون کو باسر سے لیا، تو ہم کو معلوم ہوا،

کہ وہ ذاتی قانون کا اصل معیار قرار پا چکا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج تک ان مقاصد کے لئے، جس میں ایک انگلستان کے شخص کو، توطن سے بحث کرنی پڑتی ہے، قانون کو بہ نسبت حدود اختیار کے زیادہ تر دخل ہوتا ہے۔ پس انگلستان میں، جب توطن سے ہم کو بحث کرنی پڑتی ہے، تو زیادہ تر اس کی اصطلاحی اور مخصوص حیثیت سے بحث کی جاتی ہے۔

"اسمیں کسی شبہ کی گنجایش نہیں، کہ انسان وہیں کا باشندہ سمجھا جاتا ہے، جہاں اس کا گھر بار ہوتا ہے، جس کے معنی، اسکے تمام مال و متاع کے ہیں، اور جس کو، وہ بعد ضرورت کے، عام طور سے نہیں چھوڑتا: اور جہاں وہ دوسرے مقامات پر، قیام کے بعد، واپس آجاتا ہے"۔

یہ ایک قدیم مقولہ ہے اور نہایت خوبی کیساتھ، وطن یا مقام سکونت کے عام تصور کا اظہار کرتا ہے، مگر اسپر مشکل سے تعریف کا اطلاق ہو سکتا ہے: مگر اسوجہ سے یہ نہیں کہا جا سکتا، کہ وہ اہل رومہ کے تصور وطن کے اظہار کیلئے مناسب ہے۔ سکونت اور وطن دو بالکل مختلف چیزیں ہیں، تعین قانون کیلئے، اسکی ضرورت ہے، کہ توطن کا تصور موجود ہو، اور توطن کا واقعہ تحقیق کیا جائے: تاکہ یہ متعین کیا جا سکے، کہ فریقین کی داد رسی کے لئے، دو مقامات کے قوانین میں سے، کس قانون سے، مدد لی جانی چاہیے۔ ہم کو یہ بخوبی معلوم ہے کہ توریث اور تقسیم کا انحصار، قانون مقام توطن پر ہوتا ہے، اس لئے توطن، ایک قانونی تصور ہے: یہ وہ تعلق ہے، جو قانون، ایک شخص اور ایک مخصوص مقام یا ملک میں پیدا کر دیتا ہے۔ قانون، ہر بالغ شخص کا، ایک توطن تسلیم کرتا ہے، اور اسکی یہ صفت، اسوقت تک قائم رہتی ہے، جبتک کہ ایک جدید اور مختلف صفت اس کو خارج کر کے، اسکی جگہ نہ لے لے ؎

از لارڈ ڈیسٹ بری بمقدمہ بل بنام کینڈی (۱۸۶۸) ایل۔ آر۔ ۱۔ ایس وڈی۔ اے ۳۲۰۔ نیز دیکھو اگاوٹ بنام سیٹن (۱۹۲۲) ۱۔ اے۔ سی ۱۰۵ ؎

ایسی حالت میں، ایک انگلستان کے شخص کو، توطن کا، جو تصور قائم کرنا چاہیئے،

وہ کم و بیش حسب ذیل ہونا چاہئے بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں، کہ ان کا تصفیہ، دوسرے امور سے قطع نظر کرکے، ایسے قوانین سے کیا جاتا ہے، جنہیں بلحاظ اشخاص 321
کے منتخب کرنا پڑتا ہے۔ کار روائی کا یہہ طریقہ، ایک زمانہ سے چلا آتا ہے، اور مختلف معقول وجوہ پر مبنی ہے، مثلاً — اس تمدنی جماعت کی آسائش، جس سے شخص مذکور کا پورا تعلق ہے، وہ میلان اور رجحان، جن کی نسبت یہ خیال کیا جاسکتا ہے، کہ خاص تمدنی جماعت کے تعلق کی وجہ سے کسی شخص میں پایا جائیگا، اور مختلف، مگر ایک دوسرے سے ملحق تفصیلات کے لئے، ایک عام قاعدہ کے متعین کر لینے کی ضرورت۔ اس لئے ہر شخص، خاص تمدنی جماعت کا رکن اور ایک مخصوص مجموعہ قوانین دیوانی کا متبع سمجھا جاتا ہے، اور جب شخص مذکور کے ذاتی قانون کی تلاش ہوتی ہے، تو ایسے مجموعہ قوانین کیطرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ ان تمدنی جماعتوں کے لئے، یہ ضرور نہیں ہے، کہ وہ، ایک ہی ملک میں پائی جائیں۔ رومہ کے زمانہ میں بھی یہ لزوم نہ تھا؛ اس سلطنت کے زوال کے بعد رومی، فرنکی، برگنڈی، وغیرہم، ایک ہی ملک میں رہنے پر بھی، اپنے اپنے قوانین کے متبع تھے۔ مشرق میں اب بھی ایسا نہیں ہے، حکومت خواہ ترکوں کی ہو، یا انگریزوں، ہسپنیوں، یا کسی اور قوم کی، ہم عام طور سے، مختلف قوموں کے، مختلف پولیٹکل قومیت اور مذاہب کے لوگوں کو، مختلف قوانین کے متبع ہو کر، ایک ہی ملک میں رہتے ہوئے دیکھتے ہیں؛ جن کی حفاظت، سفارت خانوں کے معاہدات، یا حاکم اعلیٰ کی رواداری، سے ہوتی تھی۔ مگر مسیحی دنیا میں، ہر تمدنی جماعت، فی الحال زیادہ تر متعلق بملک سمجھی جاتی ہے، خواہ اس کا ملک، اس کی پولیٹکل سوسائٹی کے مطابق ہو: جیسا کہ فرانس یا ملک مذکور باشتراک دوسرے ممالک کے، پولیٹکل سوسائٹی میں شامل ہو، جس طرح انگلستان اور اسکاٹ لینڈ، انگریزی سلطنت میں شامل ہیں[1]۔ اور وہ تعلق، جس کے ذریعہ سے، ایک شخص، ایک تمدنی جماعت سے متعلق ہوتا ہے، خود توطن ہے؛ یا توطن اس میں شریک ہے۔

---

[1] قدیم سلطنت روس اور اسٹروینگری میں، نکاح اور وراثت کے مسائل، قانون کے ذریعہ سے طے ہوتے تھے، اس کے لئے ایک حد تک، مذہبی جماعتوں کی مخصوص عدالتیں قائم تھیں۔

مسیحی دنیا میں ہر شخص، اس ملک کی تمدنی جماعت کا، جہاں اس نے وطن اختیار کیا ہے، ایک رکن ہوتا ہے؛ مشرق میں، ہر شخص، اس تمدنی جماعت کا، جو اس ملک میں موجود ہے، جہاں کا اس نے وطن اختیار کیا ہے؛ اور جس کا تعین، اس کی ذاتی اور ملکی قومیت، یا مذہب سے کیا جاتا ہے، ایک رکن ہوتا ہے۔ پہلی صورت کی مثال: انگلستان، اسکاٹ لینڈ، یا فرانس، کا وطن ہے ـــــ دوسری صورت کی مثال: انگریزوں کا ہندوستان، مصر، یا دوسرے ترکی مقبوضات، میں وطن ہے۔

ہوس آف لارڈز (ہال ڈین۔ ٹکے۔ ڈنیڈن۔ ٹکینس ویلیمور) نے بمقدمہ کاسٹلے گلے بنام کاسٹلے گلے (۱۹۱۹) اے۔ سی۔ ۱۴۵، حال ہی میں، یہ طے کیا ہے: کہ جو انگریزی رعایا، اپنی مستقل بود و باش، مصر میں کر لیتی ہے، اور واپس جانے کا ارادہ نہیں رکھتی، اس کو، مصر میں، حق وطن حاصل ہو جاتا ہے؛ اور اس لئے، انگلستان کی عدالتوں کو یہ اختیار باقی نہیں رہتا، کہ وہ فسخ نکاح کا ایسا مقدمہ، جو اسی زوجہ کی طرف سے دائر ہوا ہو، سماعت کریں ـــــ ہوس آف لارڈز نے ـــــ اسی مقدمہ میں، جو بحیثیت عدالت مرافعہ (ایل۔ آر۔ (۱۹۱۸) صفحہ ۱۰۳، جج سونسن ایڈی؛ ایم۔ آر۔ اور واٹکن، ایل۔ جے اسکاٹ کنٹن، ایل۔ جے مختلف الرائے) میں ہوئی تھی؛ ـــــ اور جسٹس بارنز، اور جسٹس ٹی کی جو بحیثیت، بمقدمہ ٹولال بسٹ (دیکھو! آئندہ) ہوئی تھی، ـــــ اس مسئلہ کو حل کر دیا۔ اصول جو مرتب ہے کہ جن امور پر بحث کی گئی، انگلستان کی ایک رعایا کو، مغربی ممالک میں، وطن کا حق پیدا ہو جاتا ہے، انھیں لحاظ سے، ایک شرقی غیر عیسائی ملک میں بھی، حاصل ہونا چاہئے؛ اور اگرچہ ایک ایسی انگریزی رعایا کو، جو انگلستان میں پیدا ہوا ہو، ممالک شرقی میں، وطن حاصل کرنے کے لئے، اپنے ایسے قصد کو پوری طور سے ثابت کرنا پڑیگا؛ مگر اس میں، کوئی امر محال نہیں ہے۔ جو تجویزیں منسوخ ہوئیں، ان میں، اسکے خلاف، رائے قائم ہوئی تھی، لارڈ فنلے، صفحہ ۱۴۱ پر لکھتے ہیں: کہ "ایک انگریزی رعایا کی نسبت، یہ تسلیم کرنا: کہ اس کو، مصر میں، تو وطن کا حق حاصل ہو گیا، انھیں اصول پر، قابل تحقیقات ہے، جن اصول پر، ایسے واقعاتی مسائل کی تحقیقات کیجاتی ہے۔" مزید برآں، لارڈ ہال ڈین، صفحہ ۱۲۱ پر لکھتے ہیں: کہ "اب اس امر کے تسلیم کئے جانے میں، کسی تردد کی گنجایش باقی نہیں رہی، کہ جو شخص،

322

انگلستان کی بود و باش ترک کرکے، دوسرے ملک میں مستقل بود و باش، اور نیا گھر، قائم کرنے کے ارادہ سے جاتا ہے، وہ، اپنے پیدائشی توطن سے دست بردار ہو جاتا ہے۔"

جو مقدمہ، ہوس آف لارڈز کے سامنے پیش تھا، وہ، طلاق کے متعلق تھا؛ جو مدعی علیہ کی زوجہ ہے، انگلستان میں دار کیا تھا ۔ مدعی علیہ، انگلستان میں پیدا ہوا، اور ۲۳ سال کی عمر میں، مصر گیا؛ اس سے دس سال کے بعد، اس کا نکاح، وہیں، تسلیم شدہ کلیسائے انجار، اور سرکار انگریزی کے سفارت خانہ میں ہوا؛ نکاح کے بعد، وہیں مستقل طور سے رہتا تھا؛ جو وصیت نامہ اس نے لکھا، اس میں اس نے، یہ ظاہر کیا تھا، کہ وہ مصر کا متوطن ہے ۔۔۔ انہیں وجوہ کی بنیاد پر، لارڈز نے، یہ طے کیا، کہ اس کو، مصر کا حق توطن، حاصل ہو گیا تھا۔ انگریزی سفارتخانہ میں، جو رجسٹر، انگریزی رعایا کا رکھا جاتا ہے، اس میں، اس کا نام درج تھا؛ اور وہ، انگریزی سفارت خانہ کی عدالت کے حدود اختیارات کے اندر تھا؛ مگر اس عدالت کو، معاملات طلاق میں، کوئی اختیار نہ تھا۔ اس امر کو ۔۔۔ کہ "انگریزی رعایا میں سے جو شخص (مشرقی ممالک میں)، انگریزی توطن حاصل کرتا ہے، اس کو، معاملات طلاق میں، کوئی چارہ کار حاصل نہیں رہتا" ۔۔۔ اس سوال سے ۔۔۔ کہ آیا اس کو، قانوناً، حق توطن حاصل ہو جاتا ہے، یا نہیں؟ ۔۔۔ کوئی تعلق نہیں ہے۔" (صفحہ ۷-۱۵۶)۔

بہ اتباع مقدمہ ٹولال ٹرسٹ، عدالت مرافعہ نے، یہ رائے قائم کی، کہ وہ انگریزی رعایا، جو ان غیر عیسائی ممالک میں رہتی ہے، جن کے ساتھ معاہدات برائٹ (capitulation) ہیں، ان ممالک کے قوانین سے بری متصور ہوتی ہے، اور اس لحاظ سے، وہ، ایسا حق توطن نہیں حاصل کر سکتی، جو اس کو، اس ملک کے قانون کا پابند کر دے؛ لیکن جو اختیارات، بر بنائے معاہدات، حکومت انگلستان، مصر میں استعمال کرتی ہے، گو وہ، قانون ملک سے برائٹ دینے والے ہوں، مگر وہ، گورنمنٹ مصر کی رضامندی سے، استعمال کئے جاتے ہیں، اور فی الحقیقت قانون مصر کا ایک جز ہیں، جو ملک غیر کے ایسے لوگوں پر، جو مصر میں سکونت

333

رکھتے ہیں، نافذ ہیں۔

ملک غیر کی رعایا کی حیثیت، برائت کی نہیں ہے؛ اور اگر وہ، وہاں مستقل طور پر رہتی ہے، تو اس پر، وہ قانون نافذ ہوگا، جو اس کی قوم کے دوسرے افراد پر نافذ ہوتا ہے۔ "اس کو مصری حق توطن حاصل ہو جاتا ہے؛ کیونکہ اس نے، مصر کو، اپنا مستقل گھر بنا لیا ہے!" ــــ اب یہاں امر، غور طلب ہے، کہ قانون مصر کے مطابق، اس کی جائداد پر، کونسا قانون، نافذ ہوگا؟" (صفحہ ۱۶۰-۱۵۷)۔

انگلستان کی حفاظت میں رہنا، اور انگلستان کی رعایا ہونا، دو مختلف امور ہیں! ــــ انگلستان کی حفاظت کی وجہ سے، ایسا شخص، جو مشرقی ممالک میں رہتا ہے، انگلستان کی تمدنی جماعت کا رکن نہیں ہو جاتا؛ اور اس بنا پر، اس سے، وہ قانون نہیں متعلق کیا جا سکتا، جو اس تمدنی جماعت سے متعلق ہے: البتہ انگلستان کی وہ رعایا، جو انگلستان کی حفاظت میں رہتی ہے، اپنے اس ذاتی قانون کی پابندی کرتی ہے، جو حفاظت میں آنے سے قبل، اس پر نافذ تھا۔ اسطر سے عبد المسیح بنام فراہ۔ ۸۸-۱۸-۱۳ مرافعہ قاہرہ۔ ۴۳۱ کے مقدمہ میں، لارڈ واٹسن۔ لارڈ ہابہاؤس۔ سر بارنس پیکاک۔ اور سر جیمس سٹن، کی تجویز سے، جو لارڈ واٹسن نے لکھی تھی، ــــ ایک کلدانی رومن کیتھولک کی جائداد منقولہ، زیر بحث تھی، شخص مذکور، سلطنت عثمانیہ کی رعایا تھا، اور تمام عمر وہیں رہا تھا؛ ــــ چاہا یہ جاتا تھا: کہ اس انگریزی حق حفاظت کی بنا پر، جو اس کو حاصل تھا، اس کی جائداد منقولہ میں انگلستان کا قانون وراثت، جاری کیا جائے؛ ــــ جوڈیشل کمیٹی نے اس کو نامنظور کر کے، یہ طے کیا، کہ اس پر، وہ قانون وراثت، جاری ہوگا، جو سلطنت عثمانیہ میں، کلدانی رومن کیتھولک پر جاری ہوتا ہے۔ اہل معاملہ، اس کلدانی کیتھولک تمدنی جماعت کا، ایک ممبر تھا، جو سلطنت عثمانیہ کے اس حصہ میں رہتی تھی، جہاں اس نے، توطن اختیار کیا تھا۔ اسی طرح کا مقدمہ، پیرا پانو بنام ہیاز [۱۸۹۴] اے۔ سی۔ ۱۹۵ ہے، جس میں: لارڈ واٹسن۔ ہابہاؤس۔ میگناٹن۔ شینڈ۔ وسر۔ آر۔ کوچ، جج تھے؛ اور تجویز، لارڈ ہابہاؤس نے لکھی تھی: اس مقدمہ میں، اہل معاملہ، اس رومن کیتھولک جماعت کا ایک رکن تھا، جو سائپرس میں رہتی تھی؛ اور وہیں، اس نے،

توطن اختیار کر لیا تھا۔ اس کی نسبت، یہ طے ہوا: کہ کلیسائے روم کیتھولک کا مذہبی قانون، اس کی توریث سے متعلق ہوگا۔ نیز، معائنہ ہو: مقدمہ تانو بنام تانو (۹ سائپرس لا رپورٹ ۹۴)۔ جو فیصلہ بمقدمہ عبد المسیح بنام فراہ، صادر ہوا، اس کے ایک فقرہ میں، ہندوستان کے توطن کا بھی ذکر کیا گیا ہے، جو لارڈ ہابہاؤس اور سر بارنس پیکاک کے ہندوستانی تجربہ کی بنا پر، غالباً سب سے زیادہ مستند اور قابل وثوق متصور ہوا۔ انھوں نے لکھا: کہ "ہندوستان کا توطن پولیٹکل حیثیت پر منحصر نہیں ہے؛ وہ، ہندوستان کے قیام سے، پیدا ہوتا ہے؛ اور اس کی نسبت، ہمیشہ یہ سمجھا گیا ہے، کہ وہ، قانون ملک کا تابع ہے؛ خواہ قانون مذکور، ملکہ کی حکومت کا ہو، یا اس کے مشیروں، حکام ایسٹ انڈیا کمپنی کا۔ انگلستان کی عدالتیں، توطن کے مقدمات میں، ہمیشہ حکومت مذکور کو، ایک آزاد حکومت 324
سمجھتی رہی ہیں، قانون نافذہ ہندوستان کی رو سے، خاص خاص قومیں اور فرقے، اکثر اہم معاملات میں، اپنے مخصوص قواعد اور رسوم کی تابع ہیں: اس طور سے ہندوستانی توطن کی توریث میں، ممکن ہے، کہ اسلامی یا ہندوؤں کے قوانین سے، مدد لینے کی ضرورت پڑے؛ لیکن یہ سب قواعد اور رسوم، اس ملکی قانون کے، جس کو، ملک مذکور کی عدالتیں کام میں لاتی ہیں، لاینفک اجزا ہیں"۔ ہندوستان کا، یہاں جو نقشہ کھینچا گیا ہے، وہ، زمانہ موجودہ کے لحاظ سے، بالکل صحیح ہے۔ ملک مذکور میں، ایک عام قانون جاری ہے، جس سے بعض امور میں، بعض قوموں اور فرقوں کو، مستثنیٰ کر دیا گیا ہے؛ لیکن عام قانون اور اس کے مستثنیات، اس معنی میں، ملکی ہیں، کہ وہ، بادشاہ ملک کے عطیہ ہیں؛ نہ اس طور سے کہ وہ، ملک میں، عام اور فطری طریقہ سے، بغیر کسی امر مفروضہ کے، نافذ ہیں، یورخانہ طریقہ سے، مجھ کو، اس امر میں شبہ ہے: کہ آیا، میکالے کے آغاز کردہ عظیم الشان سلسلہ وضع آئین و قوانین کے پہلے، ہندوستان میں، کوئی ایسا قانون موجود تھا، جس پر عام کا اطلاق ہو سکے؟ ــــ اس زمانہ سے قبل، بعض اقوام اور فرقوں کے قوانین موجود تھے؛ اور انگریزوں کے فرقے یا جماعت کے لئے، اسی حیثیت اور اسی طرح سے، انگریزی قانون کا وجود تھا، جو بعض مخصوص ایکٹوں سے، خفیف سا تبدیل کر دیا

گیا تھا۔ اس فرض کرنے پر بھی، کہ میری یہ رائے صحیح ہے، انگریزی قانون، اور دوسری اقوام اور فرقوں کے قوانین، اسی حیثیت سے ملکی تھے جس طرح، اس وقت، عام قانون اور اس کے مستثنیات ہیں۔ اور اس رائے سے مضمون زیر بحث کی حالت میں، کوئی فرق نہیں واقع ہوتا۔ جہاں موصوف الصدر نے، جو حالت، ایک یوروپین متوطن ہندوستان کی بیان کی ہے، اور جس میں، بظاہر اب تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے، وہ یہ ہے، کہ ایک یوروپین، عام قوانین کا، بغیر کسی تبدیلی کے، ہندوستان کے دوسرے لوگوں کیطرح، ــــ جن کے حق میں، عام قانون میں، ان کی قومیت اور فرقہ کے لحاظ سے، استثنا کیا گیا ہے، ــــ پابند ہے۔ یہ حالت، بعینہ وہی ہے، جو میرے خیال کے مطابق، ہندوستان کے یوروپین متوطنوں کی، قبل اس تھی، یعنے وہ، انگلستان کے قانون کے تبع تھے، جس میں ممکن ہے، کہ مخصوص ایکٹوں سے کچھ تغیر ہو گیا ہو، مثل ان ہندوستانیوں کے، جو ہندوستان میں آباد اور اپنی قومیت اور فرقہ کے قواعد کے، پابند تھے۔ یہ حالت، عام طور سے، انگریزوں کے ہندوستان میں توطن، کے نام سے موسوم کیجاتی ہے، اور جو فقرہ، میں اوپر لکھ آیا ہوں، اس سے، یہہ نہیں ظاہر ہوتا، کہ جوڈیشل کمیٹی کو، اس نام کے متعلق، کوئی عذر تھا۔

انگریزوں کے ممالک عثمانیہ میں، توطن کے معنی سمجھنے میں، غالباً ایسی حالتیں، کوئی وقت نہ ہو، جبکہ انگریزوں کے، ہندوستان میں، توطن کے معنی، حسب تشریح بالا، سمجھا دئے گئے ہیں۔ اصل سوال یہ ہے، کہ جو انگریزی رعایا، ممالک عثمانیہ میں آباد ہو گئی ہے، وہ کس قانون کی تبع ہے؟ ــــ آیا وہ، ہر مقدمہ میں، انگریزی قانون ہو گا یا سلطنت انگریزی کے کسی جز کا قانون (خواہ وہ انگلستان کا ہو، یا اسکاٹ لینڈ، یا کسی نوآبادی، یا کسی ماتحت حکومت کا۔) ــــ جہاں رعایا مذکور، یا اس کے آبا و اجداد، اس سے قبل آباد تھے؟ آبا و اجداد کا، جو تذکرہ کیا گیا ہے، وہ فضول اور بیکار نہیں ہے، کیونکہ بہت سے انگریزی خاندان، لیوانٹ میں، پشتہا پشت سے آباد ہیں! سوال، دوسرے الفاظ میں، یہ ہے، کہ جو انگریزی رعایا، قسطنطنیہ، سمرنا، یا الگزنڈریا، میں رہتی ہے، آیا وہ، ایک ایسی جماعت یا فرقہ قائم کرتی ہے، جس کا ذاتی قانون، انگلستان کا قانون ہے! یا وہ، منفرد اشخاص ہیں، جن میں سے کوئی، انگلستان، اور کوئی، اسکاٹ لینڈ، 325

اور کوئی، اسٹریلیا، سے اپنے تعلق اور خصوصیت کا اظہار کرتا ہے، جس کی بنا پر، وہ، اپنی متوفیہ زوجہ کی بہن کے ساتھ نکاح کرنے کی قابلیت، بلا وصیت انتقال کی حالت میں تقسیم ترکہ، اور جائداد منقولہ کی بابت، برطانیہ عظمیٰ کے محصول وراثت کی ذمہ داری، اور دوسرے اسی طرح کے امور میں، ایک دوسرے سے مختلف ہیں ہے۔ اس امر کو تسلیم کر لینا، کہ سلطنت عثمانیہ میں، انگریزی توطن، کوئی شے ہے اصنوعی طور سے، ان دو جوابوں میں سے، جن کا یہاں باہم مقابلہ کیا جا رہا ہے، پہلے کو اختیار کر لینا ہے۔ ہندوستان میں، انگریزوں کے توطن کی اصطلاح کے صحیح تطابق کے لحاظ سے، سلطنت عثمانیہ کے توطن، اور اسکے ساتھ اس جماعت کی رعیت کو، جس کا ذاتی قانون، باوجود سلطنت عثمانیہ میں رہنے کے، انگریزی قانون ہے، تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح، جن جوابات کا مقابلہ کیا گیا ہے، ان میں سے، دوسرے جواب سے، یہ بات پیدا ہوتی ہے، کہ ضروری نیت کے خلاف قیاس ہونے سے قطع نظر کر کے، سلطنت عثمانیہ یا کسی دوسرے غیر انگریزی مشرقی ملک میں، بہ نیت قیام رہنے سے، توطن، قانوناً منتقل نہیں ہو سکتا۔ اس اصول کی تردید، مقدمہ کاسڈاگلی بنام کاسڈاگلی میں، بصراحت تمام کی گئی ہے؛ اور اس نے، ان دونوں فیصلوں، اور ٹوٹل ٹرسٹ (۱۸۸۳) ۲۳ ۔ سی ۔ ڈی ۔ ۵۳۲۔ نج، چتی]، کی بنا، تجویز کو، بالکل بدل دیا ہے۔ اس میں یہ طے ہوا تھا، کہ "ایک انگریزی رعایا کو، چین میں رہنے سے، کوئی ایسا جدید توطن، حاصل نہیں ہو سکتا، جس کی بنا پر، اسکی موت کے بعد، اس کی ذاتی جائداد (منقولہ) انگلستان کے محصول وراثت کے ایکٹ سے مستثنیٰ ہو سکے"۔ اس مقدمہ میں متوفی، ایک انگریزی رعایا تھا، جس کا اصلی توطن، انگلستان کا تھا، مگر وہ شنگھائے میں آکر آباد ہو گیا تھا، اور وہاں مستقل قیام کا ارادہ رکھتا تھا، جو تسلیم کر لیا گیا تھا۔ اور جو بنا، مقدمہ عبد المسیح بنام فراہ کے فیصلہ میں، پسند کی گئی تھی، وہ یہ تھی، کہ توطن، ضروری نیت کے خلاف قیاس ہونے سے، قطع نظر کر کے، قانوناً کسی شرقی غیر عیسائی ملک میں، محض قیام سے، جو بہ نیت قیام ہو، منتقل نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ لارڈ وائٹن نے، مقدمہ عبد المسیح بنام فراہ میں کہا تھا، کہ "ملک غیر میں، اس جماعت کے ایک رکن کی حیثیت سے قیام، جو قانون ملک سے بری ہو، اگرچہ اس توطن کو، جو کسی دوسرے مقام کی بود و باش سے حاصل ہوا ہو، 326

زائل کرسکتا ہے، لیکن وہ ایسے جدید توطن کو جس کو وہ چاہتا ہو، پیدا کرنے کے ناقابل ہے"۔ لیکن یہ سب اصول، ایک امریکہ کے مقدمہ (ماتھر بنام کنگھام ۱۰۵۔ مین۔ ۳۲۶) میں باطل کردیئے گئے، اور یہ طے ہوا کہ ایک امریکہ کا باشندہ، ملک چین میں توطن حاصل کرسکتا ہے۔ ہوس آف لارڈز کی تجویز سے قبل جسٹس آیوانس ـــــ نے، ایک پرائز کورٹ کے مقدمہ میں، انگلستان میں، (ریوس [۱۹۱۵] ۱۔ بروڈکول۔ لی سی۔ ۱۰۵ صفحہ ۲۱۵)، اور مصر میں جسٹس کارٹر نے، ـــــ اسی قسم کے مقدمہ (ڈرفنگر ـــــ ایضاً صفحہ ۲۸۹) میں، اسکی صحت کی نسبت شبہ ظاہر کیا تھا۔

پس یہ سوال، ابتک غیر منفصلہ ہے، کہ آیا ایک انگریزی رعایا، جس نے، بہ رضامندی خود، ایسے مشرقی ملک میں، توطن حاصل کیا ہے، جہاں اس کو قانون ملک سے برائت حاصل ہے، ان حدود میں، اپنے ذاتی حقوق کے تصفیہ میں، انگریزی قانون کی تابع ہوگی؟ ـــــ یا اپنے اس اصلی توطن کے قانون کی، جس کا عام اصول کے لحاظ سے، انگریزی قانون، لحاظ کرتا ہے؟ ـــــ دوسرے الفاظ میں، بروقت منظوری رعایت، قانون ملک نے، انگلستان کے جس قانون کو ذاتی حقوق کا تصفیہ کنندہ قرار دیا ہے، کیا وہ انگلستان کا اندرونی قانون ہے؟ ـــــ یا "رواے" کی ایک قسم کے لحاظ سے، اس میں، سلطنت انگلستان کے کسی جز کے، وہ قوانین بھی شامل ہیں، جن کی رو سے، اگر مقدمہ، انگلستان میں پیش ہوتا، تو انگلستان کی عدالت، اس معاملہ کا تصفیہ، اسی قانون سے کرتی؟۔

اس مسئلہ کے متعلق، کوئی فیصلہ موجود نہیں ہے، اگرچہ اصول کئی بیان کئے گئے ہیں: مثلاً ـــــ مقدمہ عبد المسیح بنام فراہ میں، لارڈ واٹسن نے، اس عذر کو رد کرکے، کہ مصری توطن حاصل ہوگیا، عام طور سے لکھا، کہ سفارتخانوں کے اختیارات کی بنا پر، ایک انگریزی رعایا کی ذاتی حیثیت میں، کوئی فرق نہیں واقع ہوسکتا، اور ان اختیارات کے متعلق جو حکم ہے، اس میں جس انگریزی قانون کا حوالہ دیا گیا ہے، اس میں وہ تمام قوانین شامل ہیں، جن پر ایک انگریزی عدالت توجہ کرسکتی ہے۔ یہ اصول، معقول اور قرین عقل ہے، کہ انگریزی قانون، اپنے وسیع معنوں میں لیا جائے، جیسا کہ مقدمہ جانسن میں ہوا، جس میں قانون توطن ملک غیر نے، متوفی کی توریث کے معاملہ کو،

قومی (انگریزی) قانون کے حوالے کر دیا تھا۔ انگلستان کی عدالت نے "رنوائے" سے اصلی توطن کا وہ قانون مراد لیا، جو انگریزی اصول کے مطابق، اس سے متعلق ہو گا؛ ایسی صورت میں، اگر ایک اسکاٹ لینڈ کا رہنے والا یا ہندو، کسی مشرقی ملک میں متوطن ہو جائے، تو سفارتخانہ کی وہ عدالتیں، جن کے ہاتھ میں، بہ اجازت قانون، ملک متروکہ ہے، انگلستان کے اندرونی قانون وراثت کو کام میں نہ لائے گی؛ بلکہ اسکاٹ لینڈ یا ہندوؤں کے اس قانون کو برتے گی، جو ایک انگریزی عدالت، بلحاظ فریقین مقدمہ کی حیثیت اور قومیت کے، برتتی۔

827 یہ بالکل درست ہے کہ ڈاکٹر لوشنگٹن نے "آلٹاس بنام آلٹاس (۱۸۴۴)
۱۔ راب۔ ۶۷ ا کے مقدمہ میں، ایک وصیت نامہ کے متعلق ــــ جس کو، ایک ایسی انگریزی رعایا نے، مرتب کیا تھا، جس کی تمام عمر، سمرنا میں بسر ہوئی تھی، مگر اس کے باپ نے، انگلستان میں توطن اختیار کر لیا تھا، ــــ یہ رائے دی: کہ معاہدہ میں، جس انگریزی قانون کا حوالہ ہے، اس سے مقصد، انگلستان کا قانون، محدود معنی میں ہے؛ یعنے ــــ وہ، قانون، جو ایسی انگریزی رعایا کی وراثت سے متعلق کیا جاتا ہے، جو سلطنت عثمانیہ میں مر جاتی ہے۔ معاہدۂ دردانیال بابت ۱۸۰۹ء کی دفعہ ۲۶، یہ ہے: "اگر کوئی انگریز، یا کوئی دوسرا شخص، جو اس قوم کی رعایا ہو، یا اسکے جھنڈے کی حمایت میں دریائی سفر کر رہا ہو، ہمارے ممالک محروسہ میں مر جائیگا، تو ہمارے مالی یا دوسرے عہدہ دار، اس کے وارث کی لاعلمی کی بنا پر، اس کے متروکہ پر، دست اندازی یا زیادتی کر کے، قابض نہ ہو جائیں گے؛ بلکہ وہ کسی ایسے انگریز کے حوالہ کر دیا جائیگا ــــ خواہ وہ کوئی ہو ــــ جس کو، وہ، اپنا وصی مقرر کر گیا ہو۔ اگر متوفی، بغیر کسی وصیت کے فوت ہوا ہے، تو جائداد، انگلستان کے سفیر کے حوالے کر دی جائے گی؛ یا اگر کوئی سفیر نہ ہو گا، تو سب سے پہلے روانہ ہونے والے جہاز میں، وہ انگلستان بھیج دی جائے گی"۔ یہ شرط، بالکل صاف تھی، کہ ترکوں کا قانون، انگلستان کی عیسائی رعایا کی توریث سے متعلق نہ ہو گا؛ اگرچہ اس نے سلطنت عثمانیہ میں توطن اختیار کر لیا ہو۔ اور ڈاکٹر لوشنگٹن کا خیال یہ تھا، کہ جو قانون، اس کے قائمقام ہو گا، وہ انگلستان کا قانون ہو گا۔ دفعہ (۲۶) مذکور الصدر میں، جو لفظ "وصیت"

واقع ہوا ہے، اس کی نسبت ڈاکٹر صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ "میرے نزدیک، یہ امر، بالکل صاف اور صریح ہے کہ اس سے مراد، وہ وصیت نامہ ہے، جو انگلستان کے قانون کے لحاظ سے مرتب کیا جائے" اور الفاظ "بغیر کسی وصیت" سے مراد یہ ہے، کہ "قانون انگلستان کے مطابق اس نے، کوئی وصیت نامہ نہ مرتب کیا ہو" انگریزوں کے ممالک عثمانیہ میں، توطن کی بنیاد یہی اصول ہے! ــــ موخر الذکر اصول کے طرفداروں میں سے، کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے، جس کا یہ خیال ہو، کہ انگلستان کا قانون، ایسے لوگوں سے، جنہوں نے، ممالک عثمانیہ میں توطن اختیار کیا ہے، بغیر اس ملک کے بادشاہ کی صریح یا ضمنی رضامندی کے متعلق کیا جا سکتا ہے، جس طرح، ہندوستان میں، کوئی مخصوص قانون، بغیر ایسی اجازت کے، نافذ نہیں ہو سکتا۔ عثمانیہ قانون کے اخراج کی اجازت، سلطان نے، اور اس کی جگہ، انگلستان کے قانون کے قیام کی اجازت، انگریزی حکومت نے، اسی معاہدہ کے ذریعہ سے دی ہے، جس کی تعبیر، ڈاکٹر ٹوسٹگلن نے، قانونی طور سے، قانون انگلستان سے کی ہے: اگرچہ ان کے الفاظ یہ ہیں ــــ "کوئی انگریز یا دوسرا شخص، جو اس قوم کی رعایا ہو"۔

اگرچہ ڈاکٹر ٹوسٹگلن نے، جو اصول، مقدمہ مالٹاس بنام مالٹاس میں قائم کیا، وہی انگریزوں کے توطن ممالک عثمانیہ کی بنیاد ہے، مگر اس امر پر، کبھی کافی طور سے توجہ نہیں کی گئی، کہ انھوں نے اس توطن پر زور نہیں دیا ہے۔ ان کے خیال میں، مسٹر مالٹاس کا توطن، ممالک عثمانیہ کا نہیں، بلکہ انگلستان کا قرار پا سکتا تھا۔ اس فرض 328
کر لینے کے ــــ کہ انگلستان کا توطن، وہاں نہ موجود ہونے پر بھی قائم رہا، اور اسی سال کی عرض مدت میں، باپ سے بیٹے کی طرف منتقل ہوتا رہا (دیکھو اکرمیس ۲۲۳ و ۲۲۴)، اور یہ بھی، باوجود اتنی بڑی تبدیل حالات کے، کہ بیٹا، ترک تجارت کے بعد بھی، کئی برس میں مقیم رہا (دیکھو ایلاب ۱۰۷) ــــ یعنی ہونگے، کہ جب توطن کی نسبت کہا جاتا ہے، کہ وہ، فی الحقیقت تبدیل کر دیا گیا، تو نیت (animus) سے مراد، کوئی ایسی شے ہے، جو مقام متبدلہ میں قیام کے ارادہ سے بالاتر ہے، اور اس میں، اس تک کے بشمول، یا ان میں سے کسی ایک مخصوص جماعت کے ساتھ، کسی طرح یا کسی حد تک، واحد ہو جانا شامل ہے۔ ڈاکٹر ٹوسٹگلن نے کہا: کہ

"میں، اس کی نسبت، کوئی رائے نہیں دے سکتا، کہ آیا کوئی انگریزی رعایا، ممالک عثمانیہ کا توطن حاصل کر سکتی ہے یا نہیں؟۔ البتہ اتنا میں ضرور کہہ سکتا ہوں، کہ کسی انگریزی ہندوستانی رعایا کی نسبت، یہ فرض نہیں کیا جا سکتا، کہ وہ بخوشی، باب عالی کی حکومت میں، توطن کا ارادہ رکھتی ہے"[1]

اگرچہ یہ حال ہی میں طے ہوا ہے، کہ انگریزی رعایا، مصر یا چینی توطن اختیار کر سکتی ہے، مگر یہ قاعدہ، عرصہ دراز سے مسلم چلا آتا ہے، کہ انگریزی رعایا، ہندوستان میں توطن حاصل کر سکتی ہے۔ جو توطن، اس طور سے حاصل ہوتا ہے، وہ، ایک مخصوص قسم کا توطن ہے؛ اس سے، شخص مذکور، ان تمام ملکی قوانین کا تابع نہیں ہو جاتا، جو مسئلہ باشندگان ملک سے متعلق ہے: بلکہ اس کو، صرف اس ذاتی قانون کا اتباع کرنا پڑتا ہے، جو یورپین رعایا یا ساکن ہندوستان سے متعلق ہے۔ یہ "انگریزی ہندوستانی توطن" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے؛ اور اسکی نسبت، مقدمہ عبد المسیح بنام فراہ میں بیان کیا جا چکا ہے، کہ اس کا انحصار، پولیٹکل حیثیت پر مطلق نہیں ہے۔

یہ صورت، بعض لحاظ سے، اس توطن کے برعکس ہے، جو انگریزی رعایا، مصر میں حاصل کر سکتی ہے ــــ مصر کے توطن میں، انگریزی رعایا کے حقوق کے متعلق، انگریزی قانون کا استعمال، بادشاہ ملک کی اجازت سے ہے؛ برخلاف اس کے، ہندوستانی توطن سے، ملک کا تمام قانون متعلق ہوتا ہے: لیکن وہ، قانون ملک کے متعدد فرقوں کے ذاتی حقوق کے تصفیہ میں مستعمل نہیں ہوتا۔ ان کے ذاتی حقوق کا تصفیہ، ان کے مذہبی قوانین، اور رسم و رواج، سے ہوتا ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے، کہ اگر انگلستان کی کوئی عورت کسی مسلمان یا ہندو سے عقد کرلے، تو وہ، مرد کے مخصوص ذاتی قوانین کی تابع نہیں ہو جاتی، جبتک کہ وہ، صراحتاً اس کا مذہب نہ اختیار کرے؛ بلکہ وہ، اپنے ذاتی قانون مقام پیدائش کی تابع رہتی ہے۔ اسی بنا پر، مقدمہ بکطرفہ میر انور الدین بنام یو۔ ایس صفحہ ۷۰ ۔ چیف جسٹس ریڈنگ، نے کہا گیا، کہ "انگلستان

---

[1] ان اصول کا فیصلہ، ان صریح اصول سے ہو گیا، جو مقدمہ کاسنڈ اگیلے میں قائم کئے گئے ہیں، اور جو اس سے مختلف المفہوم ہیں۔

کی عورت بذریعہ عقد نکاح کے، اپنے شوہر کا توطن حاصل کر لیتی ہے، اور اس ملک کے 329
قوانین کی پابند ہو جاتی ہے؛ اگر وہ اپنے شوہر کے مذہب کی پابند نہیں ہو جاتی، اور نہ اس کے مذہبی قوانین کا اتباع اس پر لازم ہوتا ہے؛ بہ استثنائے اس حد کے، جو شوہر کا قانون توطن، لازم قرار دیتا ہو، نہ اس سے زیادہ"۔

انگریزوں کے ہندوستانی توطن کے متعلق، جو قواعد انیسویں صدی کے وسط میں قرار پائے تھے، ان پر، براہ راست، ان مقدمات کا کوئی اثر نہیں پڑا، جو انگریزوں کے مصر یا چین کے توطن کی نسبت، حال میں طے ہوئے ہیں۔ ان قواعد کی رو سے، ہر افسر یا سولجر، جو کہ گورنمنٹ ہند کی ملازمت میں ہو، یا ہر انگریز، جس نے، ہندوستان کی مستقل سکونت اختیار کر لی ہو، حق توطن حاصل کر سکتا ہے؛ جس کی بنا پر، اس کے ذاتی حقوق کا تصفیہ، جبتک کہ وہ، اپنے اصلی وطن کو واپس نہ جائے، انگریزی قانون سے ہوگا (اٹارنی جنرل بنام فنٹز جرلڈ۔ ۲۵۔ ایل۔ جے۔ سی۔ ایچ۔ ۶۴۳۔ و کشنہ ان لینڈر یونیو بنام ہتمان ترکہ گارڈن۔ ۱۲ سیشن کیسیس۔ ۶۵۷)۔ یہ امر، البتہ مشتبہ ہے، کہ آیا ہندوستان کی موجودہ تبدیل شدہ حالت میں بھی، ان فیصلوں کا اتباع کیا جائے گا، جبکہ انگریزی عدالتوں نے، دوسرے مقدمات وراثت میں، بعوض انگریزی کے ان قوانین سے، جو فریق مقدمہ کے وطن میں جاری ہیں، کام لینا شروع کر دیا ہے ۔۔۔ لیکن یہ مسئلہ، ابتک قطعی تصفیہ کے لئے، کسی مقدمہ میں پیش نہیں ہوا۔

ٹولال کے مقدمہ امانت، اور مقدمہ عبدالمسیح بنام فراہ کے فیصلہ جات کے متعلق، جو تنقیحی بحث، ویسٹ لیک نے، اپنی کتاب کی اخیر طبع میں درج کی تھی، اس کا مقصد، یہ ظاہر کرنا تھا، کہ یہ دونوں فیصلے، انگریزی توطن کے استثنا کے اصل اصول کے مخالف تھے۔ یہ بحث، اس طبع سے نکال دیگئی ہے، کیونکہ جو معقول بحث، انھوں نے، پیش کی تھی، اس کو، انگلستان کی اعلیٰ عدالت نے، مقدمہ کرسٹا اگلے میں بدل دیا ہے؛ جس سے ان کی حجت کی صحت، بمقابلہ ہر دو قدیم مقدمات کے، ثابت ہوتی ہے: اس لئے اب ہم توطن کے قواعد کے بیان کرنے کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں۔

دفعہ ۳۴۳۔ توطن، جس کا لازمی تعلق، قانون یا حدود و اختیارات

یا دونوں سے ہے، ہمیشہ کسی ملک میں ہونا چاہیئے، اگرچہ اس ملک میں کسی مخصوص مقام میں ہونا، ضرور نہیں ہے: ممکن ہے کہ وہ انگلستان میں ہو، مگر یہ ضرور نہیں، کہ وہ، یارک یا کسی ایسے ہی دوسرے شہر میں ہو۔ اسیطرح 'توطن' ہندوستان میں ہو سکتا ہے، لیکن یہ ضرور نہیں ہے، کہ وہ، خاص کلکتہ یا کسی دوسرے شہر میں ہو۔ اگر 'توطن' ہندوستان کا ہو، جہاں مختلف قومیں یا فرقے، مختلف قوانین کے پابند ہیں، تو توطن کا پوری طرح اظہار، اس وقت تک نہیں سمجھا جائیگا، جبتک کہ اس قوم یا فرقے کی صراحت نہ کی جائے گی، جس میں، وہ شخص، شریک ہے: جیسے، انگریزوں کا ہندوستانی توطن، یا ایک مسلمان یا ہندو کا ہندوستانی توطن۔ جس صورت میں، کوئی انگریز یہ یا ایسے مشرقی ملک میں توطن اختیار کرے، جو انگریزی حکومت سے خارج ہو، تو اس کے توطن کا اظہار، انگریزی، مصری، اور انگریزی ترکی، اور انگریزی چینی توطن کی اصطلاحات سے کیا جائیگا۔

880　ڈیسٹ لیک نے، قدیم فیصلوں سے، جو بحث کی تھی، اور مشرقی توطن کی نسبت، جس رائے کا اظہار کیا تھا، اس کی تائید سر۔ ایف پیکٹ سابق چیف جسٹس ہانگ کانگ نے ــــ اپنی کتاب 'حرارت قانون ملک' کی طبع ثانی ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۲۳۲ میں کی ہے، اور مسٹر ہنٹنگٹن ڈیوینسٹی کیلیفورنیا کے سٹر بیوبرگ نے ــــ لاء کارنیل ریویو کی جلد ۲ میں، جنہوں نے مقدمہ ایون کے وصیت نامہ کے فیصلہ کا حوالہ دیا ہے، جو انگلستان کی عدالت متعلقہ چین، ہانگھائی، ۱۹۰۱ء (ٹکل رسالہ) کا تنہا فیصلہ ــــ جس کا اصلی توطن، چارجیا کا تھا، سوال یہ تھا کہ آیا اس متروکہ کے انتظام میں، چارجیا کے قانون سے کام لیا جائے، یا اس قانون سے، جو کانگریس نے، باشندگان امریکہ ساکنین چین، سے متعلق کر دیا ہے، اور عام قانون ہے، اس فیصلے سے موخرالذکر قانون کے حق میں فیصلہ کیا، یہ کہہ کر کہ ہم، اس کی کوئی معقول وجہ نہیں پاتے، کہ ایک شخص، امریکہ کا باشندہ، کیوں چین میں توطن نہیں اختیار کر سکتا۔

اصلی توطن اور ان لوگوں کا توطن جو عاقل و بالغ نہوں

میں، اس توطن کا ــــ جو کہ اختیارات کی بنیاد ہے (جس سے کافی طور سے عملی نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے)، اگر وہ، سکونت کے مساوی قرار دیا جائے: اور اس بنا پر، یہ تسلیم کیا جائے کہ ایک شخص، ایک سے زیادہ توطن رکھ سکتا ہے۔ اور اس توطن کا ــــ جو ذاتی قانون کا معیار ہے؛ اور جس کا، اس غرض سے، ایک ہونا ضرور ہے؛ اور جو اس لحاظ سے، سکونت سے بالاتر ہے؛ ــــ باہم مقابلہ کر چکا ہوں۔ انگلستان میں، توطن کا تصور، سوخمالذکر قسم کا ہے؛ مگر جو ایک ہونے کا خیال، اس سے پیدا ہوتا ہے، اس کو ہم، انھیں مواقع تک محدود نہیں رکھتے، جن میں قانون، زیر بحث ہوتا ہے۔ انگلستان میں، جب ہم اس اصطلاح کو، حدود اختیارات کے ضمن میں، استعمال کرتے ہیں۔ اور اگر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں، کہ توطن، اپنے صحیح مفہوم کے لحاظ سے لازمی نہیں ہے ــــ تو ہم، یہ کہتے ہیں، کہ اختیارات کی بنیاد، توطن یا سکونت پر قائم ہو سکتی ہے؛ نہ یہ کہ ایک سے زیادہ توطن کا ہونا، ممکن ہے۔ کم سے کم، میری رائے میں، اس طرز ادا کا صحیح تر ہونا اب مسئلہ ہے؛ اگرچہ ممکن ہے، کہ یہ امر، ہمیشہ پیش نظر نہ رہتا ہو۔ ہر شخص کی، استعداد و قیق اصطلاحی صفت کے دریافت کر لینے کے لئے، یہ ضرور ہے کہ اس کا آغاز، اس پیدائشی توطن، سے کیا جائے، جو از روئے قانون، اسے عائد ہوتا ہے: مثلاً، اس شخص کے باپ کا توطن، جس کے بعد، خود اس کی نقل و حرکت کی دریافت ہو سکتی ہے ــــ

اس فرضی تسلیم سے، اتنا تو ضرور ہو جائیگا، کہ وہ، کسی وقت بھی، بغیر توطن کے نہ رہیگا؛ اگرچہ فی الحقیقت، اس کا کوئی مستقل مقام سکونت نہ ہو۔ اس لئے یہ مضمون، ابتدا سے دو اجزا میں منقسم ہو جاتا ہے ــــ ایک، توطن پیدائشی (یا ابتدائی)؛ دوسرا، توطن انتخابی (یا اختیار کردہ)۔ مقدمالذکر، توطن کے متعلق، جب ذیل قواعد ہیں:

دفعہ ۴۴۴۔ قانون انگلستان، ہر شخص کو، بروقت پیدائش، ایک توطن فرض کرتا ہے، جو پیدائشی یا ابتدائی یا ملکی توطن، کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

331

دفعہ ۲۴۵ جو بچہ، بحالت نکاح، اپنے باپ کے زمانہ حیات میں پیدا ہوا ہو، اس کا اصلی وطن، وہی ہے، جو باپ کا، بچہ کی پیدائش کے وقت تھا۔

دفعہ ۲۴۶ جو بچہ، بغیر نکاح کے پیدا ہوا ہو، اس کا اصلی وطن وہی ہے، جو اس کی پیدائش کے وقت، اس کی ماں کا تھا۔

ویسٹ لیک، بمقدمہ ساؤتھی بنام ساؤتھی (۱۸۶۹) ایل۔ آر۔ آئی۔ ایس ڈی۔ اے۔ ۷۔ ۴۵ ؛ وسقدسار کہارت بنام ٹیرفیلڈ (۱۸۸۷) ۳۷۔ چانسری ڈویژن ۷۔ ۴۵۔ ۳۷۷۔ ج، کاٹن۔ لنڈلے۔ لوپیز ؛

دفعہ ۲۴۷ اگر ایسا بچہ، جو بغیر نکاح کے پیدا ہوا ہو، بعد بحالت نابالغی، صحیح النسب کر لیا جائے[1] تو ایسی صحیح النسبی کے وقت، جو وطن، اس کے باپ کا ہوگا، وہی اس کا وطن قرار پائیگا۔

دفعہ ۲۴۸ جس لڑکے کے والدین کا پتہ نہ چلتا ہو، اس کا اصلی وطن، وہی ہوگا، جہاں وہ پیدا ہوا، اگر وہ بھی نہ معلوم ہو، تو جہاں وہ پایا گیا، یعنی وہ ملک، جس پر، اس بچے کو پالنا، اور تعلیم دلانا لازم ہے۔ اور چونکہ اس پرورش اور تعلیم سے، اس کے ذاتی تعلقات قائم ہوتے ہیں، اس لئے اس کا ذاتی قانون بھی، فطری طور سے، اسی مقام سے متعلق رہے گا۔

متذکرۂ بالا، اور وطن اختیاری، کے درمیان میں نابالغوں کے تبدیل وطن کے قواعد ہیں، جن کی تعیین، ان اشخاص کے افعال سے ہوتا ہے، جن پر وہ نابالغ منحصر ہوتے ہیں۔ نابالغوں کا، جو وطن، اس طور سے قرار پائے، اس کو اصلی وطن، کے نام سے موسوم کرنے میں، کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس وطن کیطرح، جو پیدائش سے قائم ہوتا ہے، اگر یہ وطن، زمانہ بلوغ تک قائم رہے، تو یہی اصلی وطن، قرار پاکر، اس کے اختیاری وطن، کو ممیز کرتے ہیں، کام دیسکتا ہے؛ اور بعض اوقات، وہ اسی نام سے موسوم کیا جاتا ہے: اس کو پیدائشی وطن (Native Domicile)

---

[1] انگریزی قانون کی رو سے، ایسا بچہ، جو حرام سے پیدا ہوا ہو، بچہ کی ماں سے باضابطہ نکاح کر لینے سے صحیح النسب ہو جاتا ہے ؛ مترجم۔

سے موسوم کرنا کچھ زیادہ مناسب نہ ہوگا۔

دیکھو! مقدمہ گرینش و کریگنش بنام ہیوٹ [۱۸۹۲] ۳- چانسری ۱۸۰- جج، چٹی، صفحہ ۱۸۴- یہ فی الحقیقت ایک قانونی سوال ہے، نہ کہ محض اصطلاحی۔ دیکھو! دفعہ ۲۶۱ ؎

اس قسم میں، صرف شیرخوار بچے ہی شامل نہیں ہیں! نام کے متعلق، اتنا اور بیان کر دینا ضرور ہے، کہ توطن اصلی کو، خواہ، کتنا ہی وسیع یا محدود کیا جائے قانون روما کے حق باشندگی (Origo سے) کوئی تعلق نہیں ہے؛ جو فی الحقیقت حق باشندگی شہر (Citirzenship) تھا، دیکھو! صفحہ ۱۲۔

دفعہ ۲۴۹ ایسے نابالغ کا توطن، جو صحیح النسب ہو، یا صحیح النسب کر لیا گیا ہو، اور جس کا ازدواج نہ ہوا ہو، اور نہ وہ، حضانت سے جدا کیا گیا ہو، اس کے باپ کے توطن کا تابع ہے۔ اور ایسے نابالغ کا توطن، ــــ جو بغیر ازدواج کے پیدا ہوا ہو اور غیر شادی شدہ ہو اور حضانت سے جدا نہ ہوا ہو، اور نہ صحیح النسب کر لیا گیا ہو ــــ تمام توطن کی تبدیلیوں میں، اسکی ماں کے توطن کا تابع رہیگا۔ حضانت سے خارج ہونے کے لئے، لازم ہے، کہ فریق مذکور، کلیتاً اور مستقلاً، والدین کی حفاظت سے نکل گیا ہو۔

مقدمہ سرکار بنام باشندگان روتھر فیلڈ گریز- ۱۸۲۳-۱- بی۔ سی۔ آر۔ ۳۴۵- 332
جج، بیلی۔ ہوالر ائیڈ ڈیسٹ: یہ مقدمہ، ایک مفلسوں کی آبادی کا تھا، جو توطن سے بالکل مشابہ تھی۔ ایک مفلس، بحالت نابالغی، بحری فوج میں شریک ہو گیا تھا؛ اگر وہ، فوج میں، ۲۱ سال کی عمر تک رہتا، تو اسکی حضانت سے علیحدگی کا شمار، بھرتی کی تاریخ سے ہوتا؛ لیکن اس کا تعلق، سلطنت سے ختم ہو گیا! اور وہ، پھر اپنے والدین کی حفاظت میں آگیا؛ جس کی بنا پر، پھر اس کو اس کے باپ کی، مقامی باشندگی کا حق حاصل ہو گیا۔ ؎۱

دفعہ ۲۵۰ باپ کے مر جانے کے بعد، باپ کے ــــ آخری توطن

؎۱ بیلی نے بیان کیا ہے، کہ اب تک کوئی ایسی نظیر نہیں ہوئی ہے، جس میں نابالغ کا توطن، خود اسکے افعال سے، تبدیل شدہ قرار پایا ہو۔

کے قانون یا اختیارات کی رو سے، اس کے ـــــ ایسے نابالغ بچوں کی ـــــ جو صحیح النسب ہوں، یا صحیح النسب کر لئے گئے ہوں، اور جن کا ازدواج نہ ہوا ہو، اور نہ وہ حضانت سے علیحدہ ہوئے ہیں، ـــــ ولایت کا انتظام کیا جائیگا؛ مگر بجز بچوں کی ماں کے کسی اور ولی کو ـــــ خواہ اس کو بحسب قانون مذکور، باپ نے مقرر کیا ہو، یا وہ خود، از روئے قانون یا اختیارات، ولی قرار پایا ہو ـــــ یہ اختیار نہ ہوگا، کہ وہ، نابالغ کے توطن کو تبدیل کر دے؛ بہ استثنائے اس صورت کے، کہ تقرر ولایت میں، یہ شرط ہو، یا جس قانون یا حکم کی رو سے، وہ ولی قرار پایا ہو، اسکی رو سے، وہ، اس کا مجاز ہو۔ لیکن اگر ماں، ولی قرار پائے، اور جس حکم یا قانون کی رو سے، اس کی، یہ حیثیت قائم ہوئی ہے، اس میں، اسکی ممانعت نہ ہو، تو وہ ـــــ خواہ دوسرا نکاح کرے یا نکرے، ـــــ غیر منکوح نابالغ، کو اپنے ساتھ، جہاں چاہے لیجا سکتی ہے؛ بشرطیکہ اس کا تبدیل مقام کرنا، اسکی وراثت کی غرض سے، بدنیتی پر مبنی نہو (اگر تبدیل مقام کے لئے کافی وجہ نہوگی، تو یہ تبدیل، بدنیتی پر محمول کیجائے گی)۔ یا نابالغ کے فوائد کو پیش نظر رکھ کر، ایسا انتظام کرے، کہ نابالغ کا، وہ توطن، جس کو، وہ چھوڑ چکی ہے، بحال خود قائم رہے۔ اور جن مقامات میں، ماں کی برائے نام ولایت، عدالت کے زیر ہدایت ہوتی ہے، اور خود عدالت، اپنے آپ کو، اصلی ولی تصور کرتی ہے (جیسا کہ انگلستان کی ہائیکورٹ چانسری ڈویژن میں ہوتا ہے)، وہاں، ماں کو، اپنی اولاد کے توطن کے تبدیل کا، یہ محدود اختیار بھی، باقی نہیں رہتا۔ یہ اصول، ان بچوں پر بھی، اسیطرح حاوی ہیں، جو اپنے باپ کے فوت ہو جانے کے بعد، پیدا ہوں، جسطرح، وہ، ان بچوں سے متعلق ہیں، جن کے باپ، انکی پیدائش، یا ان کے صحیح النسب قرار دیئے جانے کے بعد، فوت ہوئے ہوں۔

خیال کیا جاتا ہے، کہ دفعہ ہذا، ان نتائج کے مطابق ہے، جسپر مقدمات ذیل میں، مجاز تذکرہ پہنچے ہیں:۔ پوٹنگر بنام وٹین (۱۸۱۷) ۳۔ میر۔ ۹۷۔ میں جسٹس گرانٹ۔ اور مقدمہ جانسٹون بنام بیٹی (۱۸۴۳) ۱۰ سی و ایف۔ ۶۶ میں جسٹس لینڈہرسٹ اور پیل (صفحہ ۱۴۰۔ ۱۳۸)۔ اور مقدمۂ شارپ بنام کرسپن (۱۸۶۹) ایل۔ آر۔ ائی۔ پی۔ ایم ۶۱۷ میں جسٹس وائلڈ۔ اور مقدمہ بیومانٹ (۱۸۹۳) ۲۔ چانسری ۹۰۰ میں جسٹس اسٹرلنگ ایم ڈی

مقدمہ مختار کرانچن بنام فنچ نوئیں (۱۹۱۸) ایس۔ سی ۲۷۸۔ میں، ایک گیارہ سال کے نابالغ بچہ کو، اس کے باپ کے مرجانے کے بعد، اس کی ماں، اس کے اصلی توطن کے مقام سے، اپنے ساتھ لے گئی؛ بچہ ۹ سال تک، اپنی ماں کے ساتھ، اسکاٹ لینڈ میں رہا؛ جہاں، اس کی ماں نے، ایک انگلستان کے رہنے والے سے نکاح کرلیا۔ اس کے بعد، بچہ کا نکاح، لندن میں ہوا؛ مگر وہ، پھر اسکاٹ لینڈ واپس آکر رہنے لگا؛ یہاں تک کہ اسکی نسبت، یہ تصدیق کی گئی، کہ وہ دیوانہ ہوگیا ہے۔ اسکی نسبت، یہ طے ہوا، کہ اس نے، اپنی ماں کا اسکاٹ لینڈ کا توطن، بحالت نابالغی حاصل کرلیا تھا؛ اور وہ، بحالت توطن، اسکاٹ لینڈ میں فوت ہوا۔ قاعدہ ہذا میں، ماں کو، مخصوص ولایت کا حق دینا، اور باپ کے آخری توطن کے قانون کو، اس مسئلہ میں، قابل اتباع تصور کرنا، اور باپ کے فوت کے بعد، جو بچہ پیدا ہوا، اس کا توطن، بقیہ دفعہ سے کرنا، اگر غور سے دیکھا جائے، تو نظائر محجلہ سے زائد ہے!

دفعہ ۲۵۱ جو شخص، بعد بلوغ کے مجنون ہوجائے، اس کا توطن، اسکے محافظ کے تبدیل توطن سے نہیں بدلتا؛ بلکہ وہی رہتا ہے، جو آغاز جنوں کے وقت تھا۔

مقدمہ سپیڈی بنام وانسٹون (۱۷۹۶) ۳۔ ولس۔ ۱۹۸۔ میں جسٹس لارڈ نے، اس امر کے متعلق، اپنا شبہ ظاہر کیا، کہ آیا جو زمانہ، کسی ملک میں، بحالت جنوں بسر کیا جائے، وہ قبل جنوں کے زمانہ میں، تعین توطن کے لئے، شریک کیا جاسکتا ہے، یا نہیں؟ مقدمہ شارپ بنام کرسپن (۱۸۶۹) میں جسٹس وائلڈ کا رجحان، قطعی طور سے، اس دفعہ کے اصول کی طرف تھا۔ ایل۔ آر۔ آئی۔ پی۔ ایم۔ ۶۱۸۔

مقدمہ ہیرن بنام اسکروگنگ (۱۸۶۱) ۹۔ ڈبلیو۔ آر۔ ۴۷۴۔ جج اسٹوارٹ نے یہ نقطہ پیش ہی نہیں آئی۔ ڈائسی نے "اختلاف قوانین" میں، دفعہ ہذا کے اصول کی تائید کی ہے۔ صفحات ۱۴۲-۱۴۳-۱۵۲-۱۵۳ طبع سوم۔

دفعہ ۲۵۲ لیکن ایسے لڑکے کا توطن، جو بعد بلوغ، کبھی عاقل نہ رہا ہو، اس کے باپ کے تبدیل توطن کا تابع رہے گا؛ اس صورت میں، جو ناقابلیت، برنائے جنون ہے، وہ، اس ناقابلیت کے سلسلہ میں شمار ہوگی، جو نابالغی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

مقدمہ شارپ بنام کرسپن (۱۸۶۹) ایل۔ آر۔ آئی۔ پی۔ ایم۔ ۶۱۱۔ جج،

واٹلڈ نے

دفعہ ۲۵۳ اس زوجہ کا توطن جس کا افتراق (a mensa et toro) ازروئے قانون، عمل میں آیا ہو، زوج کے توطن کے تابع ہے۔

یہ امر سخت مشتبہ ہے، کہ آیا ایسے عدالتی افتراق کے بعد بھی، زوجہ کو، علیحدہ توطن کے قائم کرنے کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔ شہزادی بابسکو کے مقدمہ میں، جو بحث تھی، اور جسپر یورپ کے دوسرے ممالک میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، مقدمہ ڈالفن بنام رابنسن میں پیش نہیں آئی، مگر جسٹس کرنیورتھ کی یہ رائے معلوم ہوتی تھی، کہ زوجہ کو، یہ قابلیت حاصل ہو جاتی ہے، اور جسٹس شمس ڈاؤن کی، صریح رائے، اس کے خلاف تھی؛ ۱۸۵۹۔ ۷۔ ایچ۔ آف۔ ایل۔ ۴۱۶۔ ۴۲۰۔ جسٹس کرنیورتھ نے، یہاں تک کہا تھا، کہ جب زوج، ملک کو چھوڑ دے، اور اپنی زوجہ سے، بے خبر ہو جائے، اور ملک غیر میں، مستقل سکونت اختیار کرلے، یا کسی جرم کی بناء پر، ملک سے خارج کر دیا جائے، تو زوجہ کو، علیحدہ توطن قائم کرنے کا حق ہو جاتا ہے۔ ایضاً صفحہ ۔ ۴۱۹۔

دفعہ ہذا کے عام اصول سے متفق ہونے میں جسٹس سٹفن آیڈی نے، حد مذکور تک، استثنا قائم کرنا ممکن تصور کیا تھا۔ مقدمہ سکنزی۔ یکنزی بنام ایڈورڈز ماس (۱۹۱۱) ۱۔ چانسری۔ ۵۹۴۔ میں جسٹس فلیمور کا رجحان، زوجہ کے قیام توطن کیطرف تھا، خواہ قانوناً شوہر سے جدا کر دی گئی ہو، یا وہ قانوناً جدا کر دیئے جانے یا طلاق دیدیئے جانے کی مستحق ہو؛ لیکن یہ رائے ایسی بنا پر مبنی تھی، جس میں، توطن اور سکونت کو خلط ملط کر دیا گیا تھا۔ مقدمہ لاسیور بنام لاسیور (۱۸۷۶) ۱۔ پی۔ ڈی۔ ۱۴۱ میں، جس کے لئے دیکھو! صفحہ کتاب ہذا ۸۹ جسٹس موصوف کے اصول کو، ہوس آف لارڈز نے، ایک بعد کے مقدمہ میں، منسوخ کر دیا؛ اور یہ طے کیا، کہ افتراق کی ڈکری، کی عدم موجودگی میں، زوج کا وہ طرز عمل، جس کی بنا پر، زوجہ کو بحالت

لہ اس کے معنی بستر اور میز سے علیحدگی کے ہیں، یہ ایک قسم کی جزئی طلاق ہوتی ہے، مگر اس میں، عقد نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ مترجم۔

دعوی، ڈکری ملکتی تھی، زوج کے انتقال کے بعد، یہہ ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں متصور ہو سکتا، کہ زوجہ کا کوئی جداگانہ توطن تھا۔ مقدمہ لارڈ ڈائیڈ وکیٹ بنام جیفری [۱۹۲۱] ۱۔ اے۔ سی۔ ۴۰۶۔ ہج، ہالڈین۔ فیلے۔ کیو۔ ڈینڈسن۔ شاہ جنہوں نے، اسکاٹ لینڈ کے سشن کورٹ کے فیصلہ کو، بحال رکھا تھا۔

334 ایک مقدمہ میں، جو جرمنی سے جنگ کے زمانہ میں دائر ہوا تھا، ایک انگلستان کی عورت کے متعلق، جس کا نکاح، ایک آسٹریا کے رہنے والے سے ہوا تھا، اور جن میں عدالتی طور سے افتراق ہو گیا تھا، یہ طے ہوا: کہ زوجہ کا توطن، باغراض وصول رقم، زوج کے توطن سے جدا تھا۔ مقدمہ امانت گرنشہراپ [۱۹۱۸] ڈبلیو۔ این۔ ۱۶۔ ہج، ایو کو

ایک انگلستان کی عورت کے متعلق، جس کا نکاح، ایک ملک غیر کے شخص کے ساتھ ہوا ہو اور جس کو، شخص مذکور نے، چھوڑ دیا ہو، یہ طے ہوا: کہ زوجہ مذکور، مجاز ہے، کہ وہ، اپنا اصلی توطن انگلستان کا حاصل کرے، تاکہ وہ، اپنے شوہر پر، بطریق انگلستان، طلاق کا دعوی دائر کر سکے۔ دیکھو مقدمہ اسٹاتھائس بنام اسٹاتھائس [۱۹۱۳] پی۔ ۴۶ صفحہ کتاب ہذا ۸۸ کو

مقدمات دیگر بنام ڈاور (۱۸۵۱) افنٹ و (۱۸۵۲) ڈ ایلسن۔ ۲۔ رابرٹسن۔ ۵۰۵ سے، یہ مترشح ہوتا ہے: کہ جو عورت، عدالتی طور سے، شوہر سے، جدا کر دیگئی ہو، وہ، قانونی طور سے، اسی مقام کی ساکن نہیں متصور ہوگی جہاں، اس کا شوہر رہتا ہے، اس غرض سے، کہ وہ، اسی عدالت کے زیر اختیار، متصور ہو، جس میں، شوہر، تنسیخ نکاح کے لئے، بعدہ دعوی دائر کرے گو

توطن اختیاری یا انتخابی

اب ہم، اس فعل سے بحث کریں گے، جس کے ذریعہ سے، ایک عاقل اور بالغ شخص، اپنے لئے، کسی خاص توطن کو، منتخب کر سکتا ہے۔ اور چونکہ یورپ کے اکثر ممالک میں، ذاتی قوانین کا معیار، بجائے توطن کے، پولیٹکل قومیت، قرار پا چکا ہے،

یوں کہو! کہ تمدنی جماعتیں، پولیٹیکل جماعتیں، متصور ہونے لگی ہیں! — یہ امر بہتر ہوگا کہ
ب سے پہلے، اس پر غور کیا جائے، کہ توطن کی اس قانونی حیثیت پر، جو انگلستان
ں اب تک قائم ہے، ایسے اوقات میں کیا اثر پڑتا ہے؟ جبکہ ایسے ملک کی نسبت
ور کرنا پڑتا ہے، جس میں وہ قانونی حیثیت، پولیٹیکل قومیت کو دیجاتی ہے، یا جسمیں
ب اجنبی شخص کے توطن اختیار کرنے میں، اس ملک کی حکومت کی اجازت اور
ر اجازت کی بنا پر، فرق کیا جاتا ہے۔

دفعہ ۲۵۴ اگر کسی ملک میں، اس طرح قیام کیا جائے، کہ قیام مذکور
لستان کے قانون سے، وہاں کا توطن قرار پا سکتا ہو، تاہم اس کو، ایسا کوئی اثر،
دوہاں کے قانون سے نہیں دیا جا سکتا، انگلستان کے توطن کے متعلق، نہیں
ا جائیگا۔ دوسرے الفاظ میں، کوئی شخص، کوئی ذاتی قانون، اسی قانون کی خلاف ورزی
کے، نہیں حاصل کر سکتا۔

کولیر بنام ریواز (۱۸۴۱) ۲ - کر - ۵۵۰ - نج ایجنیو — بریمر بنام نہیمین
(۱۸۵۶) ڈین - ۱۹۲ - نج، ڈالسن: ان دونوں مقدمات میں، یہ طے
ہوا — کہ انگلستان کے اصول توطن کے لحاظ سے، ایک شخص کو، ملک غیر کا
توطن، حاصل ہو گیا تھا۔ اگر اس کے وصیت ناموں سے، اس کی اس حالت
توطن میں، انگریزی اصول متعلق کئے جاتے، تو وہ وصیت نامے، باطل
قرار پاتے؛ یہ اس ملک کے قانون کے خلاف تھا! — عدالت نے،
ایسا عمل کرنے سے، انکار کر دیا۔ دیکھو! دفعہ ۹ گزشتہ — بریمر بنام
نہیمین کا فیصلہ، مرافعہ میں، منسوخ ہو گیا۔ (۱۸۵۷) ۱ - مو - پی - سی - ۳۰۶
نج، وینس نے ڈیل: طے یہ ہوا — کہ وصیت کا ناجائز قرار دیا جانا، فرانس
کے قانون کے خلاف نہ تھا؛ جہاں وصیہ نے، بغیر فرانسیسی حکومت کی اجازت
کے، انگریزی اصول کے مطابق، توطن حاصل کر لیا تھا؛ مقدمہ کاٹن بنام
ڈیلاس (۱۸۷۵) ۱ - چانسری ڈویژن - ۲۵۷ - نج بیکن: میں بھی، انگریزی
قانون کے لحاظ سے، فرانس میں توطن، بغیر اجازت وہاں کی حکومت
کے، حاصل ہو گیا تھا — اس میں، یہ طے ہوا: کہ اس خاص مقدمہ میں، انگلستان

اور فرانس کے قانون میں، کوئی اختلاف نہ تھا؛

دیکھو! بطور خاص، مقدمہ جانسن [۱۹۰۲] ۱۔ چانسری ۔۸۲۱ ۔ ج،
فارڈل۔ و مقدمہ بوسس جس سے صفحہ ۳۸ پر بحث ہو چکی ہے؛

335

دفعہ ۲۵۵ لیکن اگر انگلستان میں، اس طور سے اقامت کی جائے کہ اس سے، قانون انگلستان کے لحاظ سے، وہاں کا توطن حاصل ہو جائے تو انگلستان میں، وہ توطن، پورے طور سے تسلیم کیا جائیگا؛ اگرچہ وہ ملک، جس کو، اس نے، ترک کیا ہے، اسکی پولیٹیکل قومیت کے بحال خود رہنے کی بنا پر، اس کے ذاتی قانون کے تعین کرنے کا دعویدار ہو۔

میں نے، یہ دفعہ، بر بناء اصول قائم کی ہے، بظاہر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی، کہ ایک عاقل اور بالغ شخص، کیوں جدید ذاتی قانون کا پابند نہ ہو سکے، جس کی اجازت اس ملک کا قانون، اپنی حدود میں دیتا ہے؛ اگرچہ اس کا قدیم ذاتی قانون، اس تبدیلی پر معترض ہو!

مقدمہ بروئل بنام بروئل (۱۸۷۱) ایل ۔ آر ۔ ۱۲ ۔ اے کیو۔
جج ہیلمن، میں، متوفی نے، وہ تمام شرائط پورے کر دیئے تھے، جن کے لحاظ سے، قانون فرانس، بغیر دوسرے ملک میں بود و باش اختیار کر لینے کے، اس کی فرانسیسی حیثیت، زائل ہو جانے کا اعلان کرتا ہے؛ یہ حالت اسکے انگلستان کے توطن حاصل ہو جانے کی، تائید متصور ہوئی؛

دفعہ ۲۵۶ قانون روما کے لحاظ سے، ایک عاقل اور بالغ شخص، اس کا مجاز تھا! کہ وہ اپنے واسطے، اور اپنی خواہش اور انتخاب کے مطابق، ایک حقیقی توطن، کسی ملک میں حقیقی قیام اور سکونت کی نیت کے ذریعہ سے، قائم کرے۔ انگریزی قانون بھی یہی ہے؛ مگر اسکے ساتھ، یہ شرط لگی ہوئی ہے، کہ جو سکونت، توطن پیدا کرنیوالی ہے، اس کی، ایسی حیثیت ہونی چاہئے، کہ وہ، اس سکونت کی حیثیت سے ممیز ہو، جس میں لازمی طور سے، قدیم توطن کے ترک کا خیال نہ تھا؛ سکونت مذکور، بلحاظ نیت کے، زیادہ تر مستقل، اور دوسری عام سکونتوں پر ــــ جب تک کہ وہ قائم رہے ــــ غالب رہنی چاہئے! ــــ جس نیت کا قاعدہ میں

ذکر ہے، وہ بعینہٖ یہ نہیں ہے۔ اس امر پر، کہ انگریزی قانون کے لحاظ سے، استقلال اور غلبہ کا کیا معیار ہے؟ دفعہ (۲۶۴) وغیرہ میں بحث کیجائیگی۔

لارڈ ڈنرمور تھ اور کنگسٹن ڈاون نے، جو اصول نہایت زور کے ساتھ، مقدمہ مورہاؤس بنام لارڈ..... (۱۸۶۳) ایچ۔ آف ایل ۲، ۲۷ میں قائم کیا؛ اگرچہ وہ، جدید نہ تھا؛ مگر اس کے لحاظ سے، اصول مندرجہ بالا کی نسبت، اشتباہ کی گنجایش ہے۔ اصول مقدمۃ الذکر کے لحاظ سے، توطن اختیاری، عیسائی ممالک میں بھی، محض سکونت سے، خواہ کیسی ہی مستقل اور غالب کیوں نہو، حاصل نہیں ہو سکتا؛ جب تک کہ اس شخص کی نیت، یہ نہو، کہ وہ، اپنے آپ، اور اپنی جائداد منقولہ کی وراثت کو، اس ملک کے قانون کے تابع کرویگا؛ یا اگر قانون، اس کے پیش نظر نہو، تو کم از کم اس کی یہہ نیت ہو، کہ وہ، اپنے آپ کو، اس ملک کے لوگوں میں، اس طرح ضم کر دے گا، کہ اس ملک کے قانون کا نفاذ، اسپر اور اس کی جائداد منقولہ کی وراثت پر، اس کے خیالات 336
کے مطابق ہوگا۔ ایک زمانہ میں یہ خیال تھا، کہ مقدمہ مورہاؤس بنام لارڈ.....
اور مقدمہ ویکر بنام ہیوم (۱۸۵۸) ۷۔ ایچ آف۔ ایل۔ ۱۲۴ میں، پولیٹیکل قومیت کو بجائے توطن کے، ذاتی قانون کی بنیاد قرار دینا مقصود تھا؛ یا کم از کم یہ مطمح نظر تھا، کہ توطن اختیاری، اس وقت تک ذاتی قانون کی بنیاد نہ قرار پائے؛ جب تک اس کے ساتھ، ایسے حالات نہ موجود ہوں، جن سے یہہ مستنبط ہوتا ہو، کہ شخص مذکور، اختیار کردہ ملک کی پولیٹیکل قومیت کو ترجیح دیتا ہے۔ لیکن جو تقریریں، سنر لارڈز نے کی ہیں، ان کو بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ ملک اختیار کردہ کی جس جماعت میں چاہتے ہیں، کہ وہ شخص مذکور ضم ہو جائے؛ وہ تمدنی جماعت ہے، نہ کہ پولیٹیکل سوسائٹی! علاوہ اس کے، مقدمہ مورہاؤس بنام لارڈ..... کے اصول کا اتباع، حال کے اکثر مقدمات میں نہیں کیا گیا ہے۔ اور خصوصیت کے ساتھ، ہوپس آف لارڈز کے مقدمات میں: ویناس بنام اٹرنی جنرل (دیکھو اصفحہ ۳۴۰ کتاب ہذا)۔ وگاسڈ اگلے بنام کاسڈاگلے (امریکہ صفحہ ۳۲۱)۔ و مقدمہ اسکاٹ لینڈ کا برج بنام سمرول (۱۸۱۔ ایس سی۔ ایل۔ آر۔ ۴۰۶ ـــ اور اس لحاظ سے، وہ، قدیم اصول کا تبدیل کرنے والا نہیں متصور ہو سکتا۔

قدیم اصول، اس جماعت کے اعتبار اور بہبود کو، اہم قرار دیتا ہے، جس میں ایک شخص، بربنائے سکونت، شریک ہوگیا ہے۔ اس میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا، کہ اگر شخص مذکور کو، اس سوسائٹی سے، جس میں وہ رہتا ہے، الگ ہو جانے، اور اس ملک کے قانون سے مستثنےٰ رہنے کی، اجازت دیجائے، تو اکثر صورتوں میں، اس سوسائٹی کی بہبود میں، نقصان کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ فرض کرو:۔ کہ توطن، ــــ طلاق اور محرمات نکاح، کے مارہ میں، ــــ اختیارات کی بنیاد ہے۔ جس ملک سے بلحاظ سکونت، اس کے تعلقات قوی ہیں، اس کو یہہ اعتراض ہو سکتا ہے، کہ ان امور میں، اس کا قانون، محض اس بنا پر متعلق نہیں کیا جا سکتا، کہ وہ، ایسے ملک سے آیا ہے، جہاں سے، وہ اپنے تمدنی تعلقات قائم رکھنا چاہتا ہے۔ دوسرے اصول میں، انسان کی آزادی، اور اس کی خواہشات، کا زیادہ تر خیال رکھا گیا ہے۔ ــــ اسکی نسبت، یہ کہنا بیجا نہو گا، کہ وہ، ملک غیر کی سکونت کی آزادی ہے، جس میں اس سے باہر رہنے کی آزادی کا، اضافہ ہوگیا ہے۔ (یعنی: ایک ملک میں رہنے، اور بعض معاملات میں، اس کے قوانین کی عدم پابندی، کی اجازت ہے۔ مترجم)۔ ایک ایسے شخص کی صورت، فرض کرو! جو اپنے توطن کے ملک کے علاوہ، کسی دوسرے ملک میں مستقل طریقہ سے، قیام کرنا چاہتا ہے، مگر معاملات وصیت وازدواج، اور عام دیوانی حیثیت میں، اسی ملک کا قانون، قائم رکھنا چاہتا ہے، جس کو وہ چھوڑ چکا ہے۔ جسٹس ٹنیس بمقدمہ ڈگلاس بنام ڈگلاس ۱۸۷۱ء۔ ایل۔ آر۔ ۱۲۔ ایے کیس ۶۴۴۔ اگر کوئی شخص کسی ملک میں، اپنی تمام جائداد کے ساتھ، اس طرح سکونت اختیار کرنا چاہتا ہے، کہ وہ، اس ملک کی سوسائٹی کا ایک رکن ہو جائے، اور وہاں، بمقابلہ دوسرے مقام کے، اپنا خاندان قائم کرے، اور پھر یہ چاہے کہ وہ، دوسرے ملک کے قانون کا پابند 847
رہے، تو اس کی مثال، ان لوگوں کی سی ہوگی، جو متضاد اشیا کے آرزومند رہتے ہیں۔ اور یہ امر یقینی ہے، کہ اس کو، مقدمہ مورہاؤس بنام لارڈز ..... کے اصول سے، متعلق مدد نہیں ملے گی، لیکن اگر سر۔ جے۔ وکینس کا، یہ مقصد سمجھا جائے، کہ وہ، ایسے شخص کی مثال پیش کر رہے ہیں، جو صرف اپنی ذاتی سکونت، مستقل طریقہ سے، اپنے توطن سے علیحدہ، کسی مقام پر قائم کرنا چاہتا ہے، مگر

ساتھ ہی اسکے یہ نہیں چاہتا، کہ اس کے خاندانی تعلقات، اس کے مقام توطن سے منقطع ہو جائیں؛ تو ملک غیر کا ایسا قیام، جس میں وہ، اپنے قدیم توطن کا قانون بحال رکھنا چاہتا ہے، جس سے، بغیر وصیت کے فوت ہو جانے کی حالت میں، اس کی جائداد منقولہ، اس کے ایسے رشتہ داروں کو پہنچ سکے، جو غالباً اس وقت تک، اسی ملک میں مقیم ہوں! —— اس صورت میں، البتہ "مقدمہ مورہاوس بنام لارڈ....." کے اصول سے مدد ملے گی؛ اگرچہ قدیم اصول، اسکی اجازت نہ دیگا۔

ان دونوں اصول کے تاریخی تعلقات کی نسبت، یہ کہنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی؛ کہ مقدمہ مورہاوس بنام لارڈ..... کا اصول، نہ قدیم توطن کے تصور سے پیدا ہوا، اور نہ پیدا ہو سکتا تھا؛ قدیم توطن، صرف سکونت تھا، جس میں، اس سے زیادہ اصطلاح سے کام نہیں لیا جاتا تھا، جتنا، اغراض اختیارات کے لئے، ضرور تھا۔ توطن کا دوسرا قدیم تصور، مینوسپل محصولات سے ملحق تھا۔ یہ خیال کہ جدید حقیقی سکونت کی بنا پر، وہاں کے محصولات سے، یہ کہہ کر، آزادی ہو جائے گی؛ کہ ہمارا تعلق، اخلاقی طور سے، قدیم توطن سے ہے! —— یہ ہے ڈائجسٹ کے اس فقرہ میں ضمناً، سخت ناپسند کیا گیا ہے؛ جس کو ہم، صفحہ ۳۱۹ پر، لکھ آئے ہیں۔ چونکہ ہمارے یہاں، قانون کا تعین، توطن سے کیا جاتا ہے، اور اس کے ساتھ، دو اور شرطیں لگا دی گئی ہیں، اسلئے میرے نزدیک، کثیر التعداد انسانوں کا، اپنے عادتی طریقہ سے جدا کر دیا جانا، اور ان کی واجبی خواہشوں میں، اصطلاحی قواعد سے، مزاحم ہونا، بطور خاص توجہ کے قابل ہے۔ اور کیا اس حالت میں، انگلستان کے لئے، یہ مناسب ہوگا، کہ وہ، یا تو، مورہاوس بنام لارڈ..... کے اصول کو اختیار کرے، یا ذاتی قانون کا معیار، بجائے توطن کے، پولیٹکل قومیت کو قرار دے۔ مقدمہ مورہاوس بنام لارڈ: میں، جو خیالات، تبدیل توطن کے متعلق، ظاہر کئے گئے ہیں، وہ یورپ کے دوسرے ممالک میں، بالکل نہیں پائے جاتے؛ میرے نزدیک، اس کی وجہ یہ ہے، کہ ان ممالک میں، پولیٹکل قومیت کو، ذاتی قانون کا معیار قرار دینے کی طرف، زیادہ تر رجحان ہو رہا ہے۔ اس طریقہ کا اختیار کرنا، جس سے، ایک شخص، بغیر رعایا بنے، ملک غیر میں رہکر، اپنے قدیم قوانین کی پابندی کر سکتا ہے، زمانہ کی، ان ضروریات کو بھی پورا کرتا ہے، جن کے متعلق،

آجکل، مباحث ہو رہے ہیں۔

دفعہ ۲۵۶ کی تائید میں، انگریزی نظائر کا پیش کرنا، بے ضرورت ہے؛ صرف ایک نظیر پیش کرنا، کافی ہے: جو بصراحت تمام ہے، اور جدید اصول کے معرض بیان میں آنے سے، بہت قبل کی ہے۔ مقدمہ اکنس بنام میتھوز (۱۸۵۶) ۸۔ ڈی۔ ایم۔ جے۔ ۱۴ بین، جج، ٹرنر نے کہا: کہ میں اس مقدمہ میں، کوئی ایسی شہادت نہیں پاتا، جس سے ظاہر ہوتا ہو، کہ جب مسٹر میتھوز نے انگلستان کو چھوڑا، تو وہ کسی فوری خطرہ میں تھے!۔۔۔ اس میں کوئی شبہ نہیں، کہ وہ تندرست نہ تھے، اور باہر جانا، علاج اور تبدیل آب ہوا کی غرض سے تھا۔ مجھ کو اس میں شک نہیں، کہ وہ، انگلستان میں، قیام کرنا پسند کرتے، مگر میرے نزدیک، ان کو، اٹلی میں قیام کے لئے، کسی سخت ضرورت نے مجبور نہیں کیا تھا!۔۔۔ ان کا وہاں کا قیام، انکی خوشی اور رغبت پر منحصر تھا، نہ کہ کسی ضرورت پر، اسلئے میں، یہ رائے قائم کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا، کہ ایسے حالات میں، توطن نہیں بدلا جا سکتا ہے۔ اگر مقام کے زیادہ مرغوب بخش ہونے کی بنا پر، توطن تبدیل نہیں ہو سکتا، تو اس رائے کے قیام میں بھی، کوئی امر مزاحم نہیں ہو سکتا، کہ وہ، عادات کے زیادہ تر مؤید بخت ہونے کی بنا پر بھی، تبدیل نہیں ہو سکتا۔۔۔ دونوں صورتوں میں، اخلاقی جبر، ایک حد تک موجود ہے۔" جسٹس نائٹ بروس نے، اس رائے سے اختلاف کیا؛ مگر وجوہ اختلاف تفصیل نہیں بیان کئے!۔۔۔ ان کا کہنا، یہ تھا، کہ تمام شہادت پر غور کرنے کے بعد، میرے نزدیک، یہ ثابت نہیں ہے، کہ ۱۸۳۰ء کے بعد، کسی وقت بھی، مسٹر میتھوز نے، ٹسکینیا کا توطن اختیار کیا؛ یا اپنے انگلستان کے توطن کو، چھوڑا یا ضائع کر دیا؛ یا ٹسکینیا کے توطن کے حاصل کرنے، یا اپنے انگریزی توطن کو چھوڑ دینے، یا اس سے دست بردار ہو جانے، کا ارادہ کیا۔ تبدیل توطن کا مجرد ارادہ، بے کار ہے؛ اگر از روئے قانون، اس کے بدلنے کے لئے، حقیقی تبدیل سکونت، مع نیت کے لازم ہو۔

۱۸۵۸ء میں، جسٹس کرینورتھ نے، مقدمہ دیگر بنام جیوم میں لکھا: 338

کہ ایسے معاملات میں، یہہ امر کہنا، شاید نامناسب نہو گا، کہ میرے نزدیک، تمام عدالتوں کو، ایسے تبدیل یا توطن ملک غیر کے معاملات کو، بیحد اشتباہ اور احتیاط کی نظر سے دیکھنا چاہئے! یہ امر، بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے، کہ ایک شخص، جو ابتداءً اسکاٹ لینڈ میں بحیثیت وہاں کے باشندہ کے رہتا ہے، اس کو چھوڑ کر، انگلستان میں آکر، بود و باش اختیار کرنا چاہتا ہے، یا اسکے برخلاف؛ لیکن یہ سمجھ میں آنا، اتنا آسان نہیں ہے، کہ وہ، برطانیہ عظمیٰ کو چھوڑ کر ایسے ملک میں، مستقل طور سے، گھر بنانا چاہتا ہے، جہاں وہ، ہمیشہ پردیسی سمجھا جائے! اور ایسی مشکلات میں پھنسا رہے، جن کا، ایسے حالات میں پیدا ہونا، اور ایک ملک کے فرائض کا، دوسرے ملک کے فرائض سے، تصادم ہونا، لازم ہے۔ واقعات، اسقدر قوی ہو سکتے ہیں، جن سے یہ نتیجہ نکالا جا سکے، کہ ایک شخص، ہمیشہ کے لئے، اپنے وطن اصلی کو ترک کر دینا چاہتا ہے؛ مگر یہ نتیجہ، ایسا نہیں ہے، جو موجودہ زمانہ میں، بآسانی نکالا جا سکے، جبکہ سفر میں، اس قدر آسانیاں ہو گئی ہیں: اور لوگ، اکثر تفریح، معائنہ، یا کفایت، کے لحاظ سے، اپنے وطن سے جاکر، دوسرے ممالک میں، عام طور سے، قیام کرنے لگے ہیں"۔ ۷۔ ایچ آف ایل۔ ۱۵۹۔

جدید اصول کا، اس تمہید کے ساتھ، بصراحت تمام، مقدمہ مورہاوس بنام لارڈ..... (۱۸۶۳)۔۱۔ ایچ آف ایل ۲۷۲ میں، اعلان کیا گیا۔ جسٹس کرنیور تھ نے لکھا۔ کہ "مسٹر کاچرین نے، آخرکار، کچھ کمرے یا مکان، بغیر فرنیچر کے، کرایہ پر لیکر، رہنا شروع کیا؛ اور مکان کے لئے، عمدہ اور قیمتی سامان خریدا؛ جس سے اگر تم چاہو، تو یہ نتیجہ نکال سکتے ہو، کہ انھوں نے، وہاں مستقل قیام کا ارادہ کیا؛ لیکن یہ، تبدیل توطن کے لئے کافی نہیں ہے۔ تبدیل توطن کے لئے، اس مقولہ کے مطابق، جس کو، میں، ایک مرتبہ، استعمال کر چکا ہوں؛ اور جس کے اعادہ سے، میں محض اس کی بنا پر دست بردار نہیں ہو سکتا؛ کیونکہ میرے خیال میں صحیح قانون کا اظہار اسی مقولہ سے ہوتا ہے! کہ ایک شخص، ہمیشہ کے لئے، اپنا وطن چھوڑ دینے کا

ارادہ رکھتا ہے، اس کے لئے، کسی دوسرے مقام پر،
مکان لینا، اور یہ خیال کرنا، کہ اپنی صحت، یا کسی دوسری غرض سے
غالباً، تم کو، تمام عمر، وہیں رہنا پڑے! کافی نہ ہوگا ——
اس سے مقصود حاصل نہیں ہو سکتا —— بہبودی صحت کے
خیال، یا کسی دوسری غرض سے، کسی جگہ جانے سے، تمہارا
اصلی یا اختیار کردہ وطن، زائل نہیں ہوتا: جب تک کہ بنظر صحت، یا کسی دوسری
وجہ سے، تمہاری یہ نیت نہ ہو، کہ تم، باشندگی اسکاٹ لینڈ کی چھوڑ کر، انگلستان
فرانس، یا جرمنی، کی باشندگی، نہ اختیار کر لو! اس صورت میں، اگر تم، ان سب
چیزوں سے دست بردار ہو جاتے ہو، جن کو تم، اپنے وطن میں چھوڑ آئے ہو!
اور کسی دوسرے مقام میں، مقیم ہو جاتے ہو! تو، تم، تبدیل وطن کرتے ہو۔ 839
اس زمانہ میں، جبکہ لوگ، صحت یا دوسری ضروریات —— مثلاً بچوں کی تعلیم
یا محض خیال، یا لطف، —— کے لئے، دوسرے ممالک میں جانے کے،
اس قدر عادی ہو رہے ہیں، یہ کہنا، نہایت خوفناک ہوگا! کہ تم، دوسرے
ملک میں جا کر رہنے سے، اگرچہ تم، اپنے وطن کی کل جائداد پر قابض رہے،
اور تمہارا مکان قائم رہا، —— جیسا کہ اس شخص کا مکان، کلیپنگ میں
قائم رہا، —— تم، بجائے اس ملک کے باشندہ کے، ایک پردیسی ہو گئے! ——
یہ وطن کے جدید، اور ترقی یافتہ، تصور کے، صراحتاً خلاف ہے۔" اور گنگس ڈاون
نے، کہا: کہ "میں، وطن کے مسئلہ میں، صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں، کہ میرے
نزدیک، تبدیل سکونت، خواہ وہ، کتنی ہی طویل اور مسلسل کیوں نہ ہو، ایسی
تبدیل وطن، نہیں متصور ہو سکتی، جس کا اثر، کسی شخص کی وصیتی کارروائی پر
پڑ سکے۔ اگرچہ سکونت، اس کا ایک ضروری جز ہے، اور ہو سکتا ہے، اور تبدیل
وطن کی نیت کی قوی شہادت ہے، لیکن جبتک، سکونت کے ساتھ، تبدیل
وطن کی نیت موجود نہ ہو، میرے نزدیک "وطن" میں کوئی تغیر نہیں واقع ہو سکتا۔"
بمقدمہ شارپ بنام کرسپین (۱۸۶۹) جسٹس وائیلڈ (بینزانس) نے، کہا
"اسپر قابلیت اور ذہانت سے بحث کیگئی ہے، کہ جارج نے، اپنی عمر بھر،

نہ کوئی ایسا فعل کیا، اور نہ کوئی بات کہی، جس سے عدالت، یہ استنباط کر سکے، کہ اس کا، دیدہ و دانستہ یہ ارادہ تھا، کہ وہ، اپنا پرتگال کا تو طن چھوڑ کر انگلستان کا تو طن اختیار کرے۔ قانوناً، اس کا اصلی تو طن، اسی استنباط سے زائل ہو سکتا ہے؛ جیسا، کہ مختلف نظائر سے، ظاہر ہوتا ہے؛ اور جس کی تائید، ہوس آف لارڈز کے فیصلہ سے ہوتی ہے۔ بروہاؤس بنام لارڈ۔۔۔۔ ایل۔ آر۔ ۱۔ پی و ایم۔ ۱۹۱۶ ؛ اسی سال، مقدمہ اڈنی بنام اڈنی میں جسٹس ویسٹ بری نے کہا ــــ کہ تو طن اختیاری ایک نتیجہ یا استنباط ہے، جو قانون، ایک شخص کے دیدہ و دانستہ، ایک مخصوص مقام پر، غیر محدود زمانہ کے لئے، سکونت اختیار کرنے کے ارادہ سے، اخذ کرتا ہے" ایل۔ آر۔ ۱۔ ایس۔ ڈی۔ اے۔ ۴۵۸۔ اسی مقدمہ میں جسٹس ویسٹ بری نے، اس خیال کی اصلاح کی، جو مورہاؤس بنام لارڈ۔۔۔۔ کے مقدمہ سے، شایع ہو گیا تھا: یعنی یہ کہ ــــ خانگی قانون میں بجائے تو طن کے پولیٹکل قومیت کو، قائم کرنا مقصود ہے؛ مقدمہ ڈگلاس بنام ڈگلاس (۱۸۷۱) ایل۔ آر۔ ۱۲۔ اے کیو۔ ۶۱۷ میں جسٹس وکنس نے، دونوں اصول کا باہم مقابلہ کیا؛ مگر وہ، اس امر پر مطمئن نہ ہو سکے، کہ مقدمہ مورہاؤس بنام لارڈ۔۔۔۔ انگلستان کا قانون تھا، اگرچہ وہ، اس کو، انگلستان کا قانون قرار دینا پسند کرتے تھے۔ ان کے نزدیک، اس اصول کے لحاظ سے، تو طن میں، کوئی تغیر نہیں واقع ہو سکتا، جب تک کہ اس شخص کے پیش نظر، صریح طریقہ سے، تبدیل قانون نہ ہو۔ اور یہ حالت جہاں تک میں سمجھتا ہوں موجود تھی! ممکن ہے، کہ فرق بہت باریک ہو؛ مگر میں عرض کروں گا، کہ فرق ضرور ہے! فرض کرو، کہ انگلستان کے رہنے والے دو شخص، پرتگال میں قیام کرتے ہیں ــــ ایک شخص، اس انگریزی صحبت میں اٹھتا بیٹھتا ہے، جو پرتگال میں پائی جاتی ہے، اور اپنی اولاد میں، انگریزی خیالات، قائم رکھنے کے لئے، ان کو، انگلستان میں تعلیم دلاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ ــــ دوسرا، خود اور اس کی اولاد، پرتگال کی سوسائٹی میں، اٹھتی بیٹھتی ہے!

اور وہ اپنی اولاد کو، پرتگالیوں کی طرح، تعلیم اور تربیت دینا چاہتا ہے۔ ممکن ہے، کہ ان دونوں اشخاص نے، قانون کا، اسوقت تک مطلق نہ خیال کیا ہو، جبتک کہ اسکی ضرورت نہ واقع ہوئی ہو، اگر جب ان کے بچوں کے ازدواج کا مسئلہ پیش ہوتا ہے، تو مقدم الذکر کی خواہش یہ ہوگی ــــ کہ اس ازدواج کی صحت کا معیار، انگلستان کا قانون قرار پائے، اور موخر الذکر پرتگال کے قانون کیطرف، رجوع کریگا۔ اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں، مورہاوس بنام لارڈ..... کا اصول، موخر الذکر صورت میں، تبدیل توطن کے تسلیم کرنے سے، انکار نہیں کرسکتا۔

لارڈ ڈیگناٹن نے، مقدمہ ونیش بنام اٹارنی جنرل (۱۹۰۴) اے۔ سی ۔ ۳۸۷۔ میں، مورہاوس بنام لارڈ..... کے اصول کو، بظاہر، منسوخ کردیا، جس میں، انھوں نے، انگلستان کے سینہ توطن کو، ــــ جو بیان کیا جاتا تھا، کہ امریکہ کو چھوڑ دینے کے بعد، ظہور پذیر ہوا ہے، ــــ نامنظور کیا۔ حالات، اس قدر قوی تھے، کہ عدالتہائے 340
تحت میں، جسٹس کینیڈی فلیمور اور کانس اور اسٹرلنگ اور متہیوز نے، اور عدالت مرافعہ میں، لارڈ لنڈلے نے، توطن کو، منظور کرلیا تھا! ــــ لارڈ ہیلسبری نے، اپنے، اپنا اطمینان ظاہر نہیں کیا، اور اپنی فیصل کنندہ رائے، توطن کے خلاف دی: اس بنا پر، کہ اس کا ثبوت، فریق بیان کنندہ کے ذمہ تھا[1] سب سے اہم امر ہے، کہ اگرچہ تمام مخالف واقعات کی تردید، یہ کہہ کر ہوسکتی تھی، کہ مسٹر ونیش نے کسی لحاظ سے بھی "ہمیشہ کے لئے" ترک وطن کا ارادہ نہیں کیا، مگر لارڈ ڈیگناٹن نے، بطور معیار کے، اس کو نہیں لیا، اور نہ مشہور مقدمہ کا ذکر کیا، بلکہ لارڈ کرینورتھ کی اس رائے کے، ایک جز سے، ــــ جو انہوں نے، مقدمہ سابق، ویکر بنام ہیوم میں ظاہر کی تھی، ــــ

---

[1] اس امر کا اظہار، قرین انصاف ہوگا، کہ جو نتیجہ، ویسٹ لیک نے، اس فیصلہ سے اخذ کیا ہے، اس سے بعض ماہران فن قانون کو، اتفاق نہ تھا۔ انکی رائے میں، یہ فیصلہ، اس اصول کا مؤید ہے، جس کو، ویسٹ لیک، اس فیصلہ سے منسوخ قرار دیتے ہیں: اسلئے میں نے بجائے ان الفاظ کے کہ وہ منسوخ سمجھا جانا چاہئے ــــ جیسا کہ اس کتاب کے اخیر طبع میں درج ہوئے تھے ــــ "بظاہر منسوخ کردیا" قائم کردیئے ہیں! ــــ میرے نزدیک، جو نتیجہ اخذ کیا گیا ہے، وہ، اس سے بالاتر نہیں جاسکتا کہ

بحث کی، اور خود اپنے سیار کو، ان الفاظ میں ظاہر کیا: "جس امر پر آپ حضرات کو غور فرمانا ہے، وہ، میرے خیال میں یہ ہونا چاہیئے ــــ کہ آیا یہ امر، صریح اور قائل اطمینان طریقہ سے آپ حضرات پر ثابت ہوگیا ہے، کہ مسٹر وِنسینٹ نے، اپنی وفات کے وقت، خاص مقصد، اور تہیہ، اور آخری اور قطعی نیت، یہ کرلی تھی، کہ وہ، امریکہ کے توطن کو ترک کرکے، انگلستان میں آباد ہو جائیں گے؟" ــــ سوال کا یہ رُخ، لارڈ میکناٹن نے، ان الفاظ کی بناء پر اختیار کیا تھا، جو لارڈ کاٹن ہام[1] چیمبرز[2] فورڈ۔ ویسٹ بری[3] و کیرنس[4] نے استعمال کئے تھے ــــ انھوں نے، اس کو پسند کیا اور وائس چانسلر وکینز کی تجویز کے ایک فقرہ سے مدد لیکر، لکھا: کہ جس امر پر، یہاں غور کرنا ہے، وہ، یہ ہے، کہ آیا موصی نے، فی الحقیقت کسی وقت، اپنا قطعی اور آخری ارادہ، انگلستان میں بود و باش اختیار کرنے کا ظاہر کیا، یا اس کے طرز عمل یا بیانات سے، یہ یقین کیا جاتا ہے، کہ وہ، ایسے ارادہ کا اظہار کرتا! اگر دونوں ممالک میں سے کسی ایک میں، بود و باش اختیار کرنے کی ضرورت عائد ہوتی[5] پس انگلستان کے مقدمہ کا نتیجہ، فی الحال یہی ہے، کہ توطن اختیاری کے حصول کے لئے، جس نیت (animus) کی ضرورت ہے، وہ عزم بالجزم ہونا چاہیئے، جو شخص زیر بحث نے، قائم کیا ہو، یا جس کی نسبت، یہ یقین ہو، کہ وہ قائم کرتا: اگر مذریعہ سوال کے، اس کی توجہ، اس طرف مبذول کرائی جاتی، عزم مذکور، پورے طور سے، اور مستقلانہ قیام سے، جدید توطن حاصل کرنے کے متعلق ہونا چاہیئے، لیکن یہ ضرور نہیں ہے، کہ وہ عزم، اپنے آپ کو، دوسرے نظام قوانین کے متبع، یا اپنے آپ کو، دوسرے ملک کے تمدنی خیالات یا عادات کے پابند کردینے کے متعلق ہو: اس لئے اگر اس عزم پر دوامی ترک وطن کا خیال ہوسکتا ہے، تو

---

[1] مقدمہ منرو بنام منرو (۱۸۴۰) ۷ - سی - ایل و ایف ۸۴۶ ؛

[2] اوڈنی بنام اوڈنی (۱۸۶۹) ایل آر - ۱ - ایچ - ایل - ایس - سی ۴۵۵ ؛

[3] مقدمہ ل بنام کنڈی (۱۸۶۸) ایل آر - ۱ - ایم - ایل - ایس سی ۳۲۱ ؛

[4] ایضاً صفحہ ۳۱۱ ؛

[5] مقدمہ وگلاس بنام وگلاس (۱۸۷۱) ایل - آر - ۱۲ - ای کیو - ۴۵۶ ؛

بہت ہی سرسری طریقہ سے؛ جو ان تمام اخلاقی تصورات سے بہرا ہے: جس سے (oatria) مرکب ہے۔

اسکاٹ لینڈ کے ایک حال کے مقدمہ میں، ایک باشندہ اسکاٹ لینڈ کے متعلق، یہ طے ہوا: کہ اس کو، انگلستان کا اختیاری توطن مسلسل قیام سے، حاصل ہو گیا ہے؛ اگرچہ اپنے وصیت نامہ میں، جو اس نے لکھا تھا اُس نے اپنے آپ کو، متوطن اسکاٹ لینڈ بیان کیا تھا۔ مقدمہ کوبرج بنام کمروولی ۵۱۔ ایس سی۔ ایل آر۔ ۴۰۶ (۱۹۱۳)۔ ایس سی۔ ۵۵۸۔ جج: کولن۔ انسٹر یکلائڈ۔ جانسٹن میکنزی۔ اسکرگیٹن ــــ جسٹس اسکرگیٹن نے اس امر پر، افسوس کیا؛ کہ "وہ، یہ رائے قائم نہیں کر سکتے، کہ "توطن اصلی، اس وقت تک نہیں زائل ہو سکتا، جبتک کہ اس کو، ایک شخص نے، دیدہ و دانستہ ترک کیا ہو!ــــ ان معنوں میں، کہ اُس نے دیدہ و دانستہ، اپنی سول حیثیت، اسکاٹ لینڈ کے باشندہ سے، انگلستان یا دوسرے ملک کے باشندہ سے، جیسی صورت ہو، نہ بدل لی ہو"۔ یہ فیصلہ، بہ نسبت تجویز مقدمہ ڈنیس بنام اٹارنی جنرل کے جسٹس کرینورتھ کی رائے کا صریح ابطال ہے۔ اور ہوس آف لارڈز نے، جو فیصلہ، کاسڈ اگلے کے مقدمہ میں، مشرقی توطن کے متعلق کیا؛ اس سے، اس اصول کی تائید ہوتی ہے؛ کہ سول حیثیت میں، بلا سحاقا پولیٹیکل قومیت کی تبدیل کے تغیر ہو سکتا ہے ؛

مارکیونس ٹیلے بنام گاسکل [۱۹۰۶] اے۔ سی۔ ۵۶۔ جج، ہیلسبری۔ رابرٹسن۔ لنڈلے، کے مقدمہ کو لارڈ آرچبولڈ نے، اس امر کی بیکار کوشش قرار دی: کہ انگلستان کا ایک مسلم مہاجر، اور بڑا زمیندار، اسکاٹ لینڈ کا باشندہ قرار دیا جائے۔ صفحہ ۱۰ ؛

تبدیل توطن کے قواعد

دفعہ ۲۵۷ مرد، غیر منکوحہ عورتیں، بیوائیں، مطلقہ عورتیں، اور غالباً

ایسی عورتیں، جن کا قانونی طور سے، افتراق ہو چکا ہو! (دیکھو! دفعہ ۲۵۳) بشرطیکہ عاقل اور بالغہ ہوں، نیت اور عمل کے اشتراک سے — جسے حقیقی نیت ((animo et facto) کے نام سے موسوم ہے، — تبدیل توطن کی مجاز ہیں۔ اگر یہ دریافت کیا جائے: کہ آیا ان عورتوں کے لئے بھی، جو عقد نکاح کی بناء پر، آزاد ہو چکی ہیں، بلوغ کی شرط لازم ہے؟ — تو جواب یہ ہوگا کہ اس کا انحصار، ان کے ذاتی قانون پر رہنا چاہئے۔ جو نابالغہ، اپنے ملک کے قانون کی رو سے، برنبائے نکاح، ناقابلیت سے خارج ہو چکی ہے، وہ، دوسرے افعال کیطرح، تبدیل توطن کے بھی قابل متصور ہوگی۔ انگلستان کے قانون کے لحاظ سے، نابالغ، برنبائے نکاح، ناقابلیت کی حدود سے خارج نہیں ہو جاتا؛ اور اس لئے، اس کو، تبدیل توطن کا اختیار نہیں ہوتا۔

مقدمہ فارس بنام فارس (۱۸۵۴) کے ۱۴ صفحہ ۳۵۵ ج، ٹوڈ ۴

دفعہ ۲۵۸ تبدیل توطن کے لئے، جو ارادہ، قیام ملک جدید کیلئے، ضروری سمجھا جاتا ہے، وہ، — جیسا کہ مقدمہ ونیس بنام اٹرنی جنرل کے، بحث کرتے وقت بتایا گیا ہے، — ایک مستقل عزم، ایک جگہ کی سکونت کو ترک کرنے اور دوسری جگہ کی سکونت کو اختیار کرنے کا ہونا چاہئے؛ مگر اس میں، یہ شرط لگی ہوئی ہے، کہ جب ترک کردہ مقام سکونت، خود اختیار کردہ توطن ہو، تو ممکن ہے، کہ ارادہ، صرف اس کے ترک تک محدود رہے؛ کیونکہ اگر ارادہ کسی اور ملک کا نہ کیا جائیگا، تو ضروری واقعات کے پیش آنے کی صورت میں، تارک وطن کا اصلی توطن، عود کر آئیگا؛ جیسا کہ آگے چلکر معلوم ہوگا — اور ضروری واقعات، یہی ہیں، کہ وہ ملک چھوڑ دیا جائے، جس میں، توطن اختیار کیا گیا تھا۔

نیت کے لزوم سے یہ نتیجہ نکلتا ہے، کہ توطن، کسی سکونت سے نہیں بدلتا، جو ایسے انتخاب سکونت کا نتیجہ نہ ہو، جس پر فوری عمل کیا جائے، یا جو کسی مقصد کیلئے، بخوشی نہ اختیار کیا گیا ہو؛ جیسا کہ دفعہ ۲۷۵ میں ہے۔

۱ کسی جگہ قید رہنے سے: مقدمہ برٹن بنام فنشر (۱۸۲۸) ملور ڈ۔ ۱۸۳ ج، ریڈ کلف؛ ۲ (۲۲) سال تک، دوسرے ملک میں، مختلف ہوٹلوں اور سراؤں وغیرہ میں، بغیر اس صریح نیت کے، کہ وہاں گھر قائم کیا جائے؛ رہنے سے: مقدمہ مشیسن بنام مین (۱۸۸۵) ۲۹۔ جانسری ڈویژن۔ ۶۰۶۔ ۹۔ ج چنچی — دیکھو! اس قابل غور مقدمہ کو،

جس میں ایک عرصہ دراز کا حقیقی قیام، تبدیل توطن کے لئے، کافی نہیں متصور ہوا؛ ونسیس بنام اٹرنی جنرل [۱۹۰۴] اے۔ سی ۲۰۷۔ نیز دیکھو! ایک حال کا مقدمہ لاسالی، مندرجہ اخبار ٹائمس، مارچ ۲۸ سنہ ۱۹۲۰ ج، آشٹبری؛ جس میں، باوجود ہندوستان میں (۲۳) سال رہنے، اور اس کے بعد، خانہ بدوش زندگی بسر کرنے کے، اس کا اسکاٹ لینڈ کا اصلی توطن، بحال رکھا گیا؛ اس کے قریب کے رشتہ دار، اس کا کوئی توطن، نہ ثابت کر سکے ــــ یہ شخص، فرانس میں پیدا ہوا تھا؛ اس کی ماں اسکاٹ لینڈ کی رہنے والی تھی؛ اور اس کی تربیت، زمانہ نابالغی میں، اسکاٹ لینڈ ہی میں ہوئی تھی۔ جس حالت میں، نیت ثابت ہو جائے، تو اس کی وجہ تحریک کی تلاش، غیر ضروری ہے۔

جسٹس ٹریٹر نے، جیسا کہ صفحہ ۳۲۸ پر ذکر ہو چکا، حالیہ نظائر کے مطابق فیصلہ کیا؛ اور اخلاقی مجبوریوں کے متعلق تحقیقات کو غیر ضروری قرار دیا؛

جس صورت میں، امریکہ کے ایک شخص نے جس نے ازدواجی توطن، انگلستان میں حاصل کیا تھا، انگلستان کو چھوڑ کر، پیرس میں رہنا شروع کیا؛ اور وہاں کی رعایا بننے کے لئے، ایک درخواست، اس غرض سے پیش کی، کہ وہ پیرس میں، طلاق کی کارروائی کر سکے ــــ قرار پایا: کہ ایسی حالت میں، انگلستان کا اختیاری توطن، زائل ہو گیا۔ مقدمہ ڈرکسل بنام ڈرکسل [۱۹۱۵] ۱۴۰۔ ایل۔ ٹی۔ جے۔ ۱۵۵۔ ج، نیول؛

۲۵۹ وضاحت تبدیل توطن میں، جزء اعظم، عام طور سے، صرف قدیم ملک کا چھوڑ دینا ہے؛ لیکن اگر ملک قدیم کا توطن، اصلی توطن ہے، تو جدید ملک میں پہنچنا بھی، اسکا ایک جز ہے۔ جدید ملک میں حقیقی مدت قیام، بطور ثبوت نیت، کارآمد ہو سکتی ہے؛ لیکن تبدیل توطن کی کوئی قانونی شرط نہیں ہے۔

ملک چھوڑنے کی ایسی کوشش جس میں کامیابی نہ ہو، کافی واقعہ نہیں متصور ہو سکتا۔ مقدمہ ریفنل (۱۸۶۲) ۳ ایس ولی۔ ۴۹۔ ج، کرسول؛ ملک چھوڑنے کا، ارادہ کرنا ہی، کافی نہیں ہے۔ مقدمہ میریٹ چامرس بنام ڈکھیلڈ (۱۸۸۵) ۳۶ چانسری ڈویژن۔ ۴۰۰۔ ج، کاٹن۔ بون۔ دفعات: جنہوں نے جسٹس اسٹرلنگ کی

تجویز کو بحال رکھا ہے۔

دفعہ ۲۶۰ دفعات ۲۵۸ اور ۲۵۹ کو ملانے سے مختلف صورتوں کے لئے مفصلہ ذیل قواعد مستخرج ہوتے ہیں:۔

348 (۱) اصلی توطن سے اختیار کردہ توطن کی تبدیلی: اگر تارک وطن بحر یا بر یا ملک قدیم سے ملک جدید کو جاتے ہوئے فوت ہو جائے، تو اس کا آخری توطن اس کا اصلی توطن قرار پائے گا۔

مجھ کو کوئی ایسی نظیر دستیاب نہیں ہوئی اگر میں نے یہ امر دفعہ ۲۵۹ میں شریک کر دیا ہے، کیونکہ نظائر کے عام رجحان سے یہی ظاہر ہوتا ہے، کہ اس کا فیصلہ اسی طور پر ہوگا۔

(۲) اختیاری توطن کے حاصل ہو جانے کے بعد (اسکو چھوڑ کر) اصلی توطن کی طرف بالارادہ رجوع کرنے سے، درمیانی عرصہ میں، موت کے واقع ہونے سے اصلی توطن بھی، آخری توطن متصور ہوگا۔

مقدمہ بیانکی (۱۸۵۲) ۴۔ بیس۔ ٹی۔ ۱۶۔ جج، کرانسول۔

(۳) اگر اختیاری توطن ترک کر دیا جائے بغیر اسکے کہ کافی طور سے نیت کسی دوسرے ملک کی کیجائے؛ اور بعدہٗ خانہ بدوش زندگی شروع کیجائے: تو ایسی حالت میں توطن اختیاری کو ترک کر دینے کے بعد اصلی توطن عود کر آتا ہے؛ اور خانہ بدوش زندگی بھر قائم رہتا ہے۔

مقدمہ اڈنی بنام اڈنی (۱۸۶۹) ایل۔ آر۔ ۱۔ ایس۔ ڈی۔ آئی۔ ۴۴۱۔ جج، ہیڈلے نے چیمپئن رڈ ویسٹ بری۔ کو تسلیم کیا؛ اس مقدمہ نے منرو بنام ڈگلاس کے مقدمہ (۱۸۲۰) ۵۔ میڈ ۳۷۹۔ جج، لیچ کے مقدمہ کو منسوخ کر دیا؛ اور اس کا اتباع، مقدمہ کنگ بنام فاکسول (۱۸۷۹) ۳ چانسری ڈویژن ۵۱۸۔ جج، جیمس میں کیا گیا۔ نیز دیکھو! مقدمہ لاسالی (امریکہ)۔

(۴) ایک توطن اختیاری کو دوسرے توطن اختیاری سے تبدیل کرنا؛ درمیانی عرصہ میں، موت کی صورت میں آخری توطن، وہ متصور ہوگا جسکی طرف شخص مذکور سفر کر رہا تھا۔ جج لیچ نے جو اصول مقدمہ منرو بنام ڈگلاس میں اختیار کیا ہے وہی ہے (۱۸۲۰) ۵۔ میڈ۔ ۴۰۵۔

جسٹس روڈے بمقدمہ فارسس بنام فارسس (۱۸۵۴) کے ۳۵ اس سے اتفاق کیا، اور جسٹس لیچ کے اصول کے اس جزیہ، مقدمہ اڈلی بنام اڈلی میں بھی، کوئی گرفت نہیں کی گئی ہے۔ یہ صورت نمبر ۳ سے مختلف بہت ہی شاذ صورتوں میں، واقع ہوگی، اور اگر واقع بھی ہو، تو فی الحال، اسکے فیصلہ کی، وہی صورت اختیار کیجائے گی، جو نمبر ۳ کے لئے اختیار کیجاتی ہے۔ شک کیحالت میں، توطن اصلی کیطرف رجوع کرنے کا رجحان بہت زیادہ قوی ہوگیا ہے۔

دفعہ ۲۶۱ جب کسی شخص کا توطن، ۔۔۔ زیر دفعات ۲۴۷، ۲۴۹-۲۵۰، ۲۵۲ یا ۲۵۳ اس کی پیدائش، اور اس تاریخ کے درمیان میں جس میں اس کو پہلی مرتبہ اپنے لئے خود انتخاب توطن کا حق حاصل ہوا۔۔۔ بدلا گیا ہو، تو دفعات ۲۵۸، ۲۵۹ اور ۲۶۰ کو کام میں لانے کیلئے از روے قانون، اس کا وہی توطن، جو موخر الذکر تاریخ پر تھا، اس کا اصلی توطن سمجھا جائے گا۔

جہاں اصلی توطن، بصراحت بیان کیا گیا ہو، وہاں اس کا مفہوم، اس سے زیادہ نہیں سمجھا جائیگا، جو اس توطن سے سمجھا جاتا ہے، جو از روے قانون، ہر وقت پیدائش قرار پاتا ہے، جیسا کہ دفعہ ۲۴۴ میں ہے۔ لیکن وہ اصول، جو نظائر سے قائم کئے ہیں، اور جن پر دفعات ۲۵۸ اور ۲۵۹ مبنی ہیں، بظاہر یہ چاہتے ہیں، کہ لفظ توطن اصلی، بجملہ سے، ان نظائر میں مستعمل ہوا ہے، اسکے معنی میں وسعت دی جائے۔ یہ بحث، مقدمہ گرینش بحوالہ دفعہ ۲۴۸ میں ہوئی تھی، مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

دفعہ ۲۶۲ ایک عاقل اور بالغ کے توطن کی بحث میں، چونکہ ہمیشہ ایک توطن شروع میں موجود ہوتا ہے، اس لئے جو شخص، اس کا بدلا جانا بیان کرتا ہے، اس کا بار ثبوت، اسی کے ذمہ ہوتا ہے۔ 344

دیکھو بالارڈ ہالسبری بمقدمہ ونیس بنام اٹرنی جنرل، متذکرہ سابق،

صفحہ ۳۴۰

دفعہ ۲۶۳ اگر جزیہ جدید توطن، قدیم توطن سے، بلحاظ ملکی تعلقات (Politically) کے، علیحدہ ہے، تو اس کے ثبوت میں، اتنی دقت، واقع ہوگی، جسقدر، اس صورت میں، واقع ہوگی، جب بحث، دو ایسے ممالک میں ہو، جو دونوں، انگریزی حکومت میں، واقع ہوں۔

جسٹس کرینورتھ بمقدمہ ویچر بنام ہیوم متذکرہ صفحہ ۳۲۸ ۔۔۔ یہ مقدمہ

جیسا کہ صفحہ مذکور پر بیان کیا گیا ہے، یہ مشکل، اصول کے مطابق ہے، بجز اس کے، کہ اسپیرمور ہاؤس بنام لارڈ کے مقدمہ کے اصول سے نظر ڈالی جائے، مگر عملی طور سے، غالباً وہ صحیح متصور ہوگا۔

واقعہ ۲۶۴ جو نیت، جدید توطن کے حصول کے لئے، ضروری ہے، وہ، اس واقعہ کے خیال کی مانع ہے، جس کے ظہور میں آنے پر، سکونت ختم ہو جائے گی۔

انگلستان کا قدیم اصول یہ تھا کہ اگر وہ واقعہ، جس پر واپسی منحصر ہوتی تھی، بالکل غیر یقینی اور بعید سمجھا جاتا تھا، تو قدیم ملک میں، واپسی کی خواہش یا اس کا ارادہ، ممنوع نہیں شمار ہوتا تھا۔ اس طور سے، توطن میں تبدیلی، بیرون ملک، میں بغرض صحت رہنے سے ہو سکتی تھی، اگر واپسی صحت، جو اس کو، واپسی کے قابل کر دے، بعید از قیاس ہو۔ باوجود اس ارادہ کے، کہ بصورت صحت یابی، واپسی عمل میں آئیگی۔ یا، بحیثیت تاجر، دوسرے ملک میں، اس ارادہ کے ساتھ رہنے سے، کہ کثیر منافع کما کر، واپسی عمل میں آئیگی۔ توطن تبدیل ہو سکتا تھا۔

جسٹس ہمرلو بمقدمہ پروس بنام پروس (۱۷۹۰) ۲۔ پاس وپال۔ ۲۲۰۔ نوٹ ۱

جسٹس رابنسن بمقدمہ انڈرسن بنام لے نیو ولی (۱۸۵۴) ۹۔ مو۔ پی۔ سی۔ ۳۲۴؛

جسٹس کمیل بمقدمہ ایکین بنام ایکین (۱۸۶۱) ۲۔ میک۔ ۵۸ مگر موجودہ زمانہ کا رجحان یہ ہے، کہ قدیم اصلی توطن کو، واپس ہو جانے کا صریح ارادہ، نیت قیام کا مانع (Animus Manendi) متصور ہوتا ہے۔ مقدمہ جیمس بنام جیمس۔

۹۸۔ ایل۔ ٹی۔ ۴۳۰۔ ج ۱۷ آئیو: اس مقدمہ میں، ایک موصی جس کا اصلی توطن، ڈیلنر میں تھا، اور جہاں وہ (۴۰) سال رہ چکا تھا، بطبی مشورہ کے مطابق، جاکر جنوبی افریقہ میں رہا، اور وہیں فوت ہو گیا! ——— قرار پایا کہ اس کا اصلی توطن، قائم رہا، کیونکہ وہ، اپنے خطوط میں، برابر وطن جانے کا ذکر کرتا رہا تھا۔ بمقدمہ ووسٹ بنام ہیوہیگان۔ ۹۔ چانسری ڈویژن۔ ۴۴۱۔ ج، میلان ۱۸۷۴ء جبکہ ۱۸۷۵ء میں جسٹس جیمس اور برٹ نے، بحال رکھا، ایک فرانسیسی کے متعلق، طے ہوا، کہ آئے، انگلستان کا توطن حاصل کر لیا ہے، باوجود اس کے کہ اس نے ایک موقعہ پر اثنائے گفتگو میں، اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا ——— کہ وہ، کافی طور سے، دولتمند ہو جانے کے بعد، اپنے ملک فرانس، کو واپس جانا چاہتا ہے، لیکن اس مقدمہ سے زیادہ تر، تائید

اس امر کی ہوتی ہے کہ ایسے بیانات، انسان کی زندگی کے افعال اور اسکی تکمیل کردہ وستاویزات، کے مقابلہ میں، کوئی وزن نہیں رکھتے! ــــــ اگر اس کا یہ ارادہ کہ وہ دولت کمانے کے بعد، واپس جانا چاہتا تھا ــــــ کافی طور سے ثابت بھی ہوجاتا، تب بھی وہ، تبدیل توطن میں، مانع نہیں ہوسکتا تھا۔ دیکھو! مقدمہ کالرج بنام سمرویلی (صفحہ ۲۴۱)؛ جسمیں موصی نے اپنے وصیت نامہ میں لکھا تھا، کہ وہ اسکاٹ لینڈ کا مستوطن ہے، مگر قرار یہ پایا: کہ اسکی اس تحریر سے، اسکے قانونی اور اختیار کردہ توطن پر، جو مسلسل انگلستان میں رہنے سے حاصل ہوگیا تھا، کوئی اثر نہیں پڑسکتا۔

دفعہ ۲۶۵ باوجود اس کے، تجارت کے لئے، ہندوستان میں قیام سے، جس کی مدت، پہلے سے نہ مقرر کرلی گئی ہو، انگلو امینڈین، توطن قائم ہوسکتا ہے؛ اگرچہ ایسی صورتوں میں، عام طور سے، ارادہ یہ ہوتا ہے، کہ ہندوستان میں قیام، اس وقت تک رہے گا، جبتک کہ دولت جمع ہوجائے؛ اور اسکے بعد، یورپ چلے جائیں گے۔ یہ قاعدہ، ابتداءً، اس قدیم اصول پر قائم ہوا تھا، جس کا ذکر آخر دفعہ کی تحت میں کیا جا چکا ہے؛ اور وہ، جدید اصول کے استثناء کی حیثیت سے، قائم ہے! ــــ یہ خیال کرنا، کہ اس مسئلہ کو ــــ کہ آیا، ہندوستان پر انگریز، براہ راست، اپنے سیاسی عہدہ داروں کے ذریعہ سے، حکمران ہیں؛ یا بالواسطہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے، حکومت کرتے ہیں؛ ــــ انگلو انڈین توطن سے کوئی تعلق ہے؟ توطن کے صحیح مفہوم سے بعید ہے! 345

خود کرنیوتھ اور جسٹیس فورڈ نے، مورہاؤس بنام لارڈ کے مقدمہ میں، ایک اسکاٹ لینڈ کے باشندہ کا، انگلو انڈین توطن، تسلیم کرلیا تھا، جو ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت میں، ہندوستان گیا تھا۔ ۱۰۔ ایچ۔ ایل۔ ۲۸۱۔ ۲۸۴ ــــ اگرچہ اسکی خط و کتابت سے ظاہر ہوتا تھا، کہ وہ کبھی، ہندوستان میں، اس سے زیادہ عرصہ تک، رہنا نہیں چاہتا تھا، کہ اسکی مالی حالت درست ہوجائے؛ اسکے بعد، وہ، اسکاٹ لینڈ میں جاکر رہیگا، جیسا کہ وی۔ سی۔ کنڈرسلی نے، ایسے شخص کے متعلق، اللارڈ ائیس بنام اون صلو (۱۸۶۴) ۱۰۔ جرسلسلہ جدید ۲۵۲ صفحہ ۲۵۳ میں کہا تھا:

اس میں شک کی گنجائش نہیں، کہ ایسی صورتوں میں، انگلو اینڈین توطن کے موجب آسانی ہونے کے لئے، قوی دلائل موجود ہیں، کیونکہ انگلو اینڈین قانون تقریباً وہی ہے، جو انگلستان یا آئرلینڈ کا قانون ہے۔ قانون مقدم الذکر کے حق میں فیصلہ کرنے سے، بشرطیکہ اصلی توطن انگلستان یا آئرلینڈ کا ہو، کوئی فرق، بجز اسکے نہیں ہوتا، کہ اس کی جائداد، اس محصول وراثت سے مستثنیٰ ہوجاتی ہے، جو اصلی وطن میں، اسپر عائد ہوتا۔ اسکاٹ لینڈ کے اصلی توطن ہونے کیحالت میں سودا کرنے بصورت واپسی یورپ باسانی ممکن ہے کہ انگلینڈ یا اسکاٹ لینڈ میں قیام کرے، برخلاف اسکے اگر اس کا توطن، اسکاٹ لینڈ کا قرار دیا جائیگا، تو اسکاٹ لینڈ کا قانون، ہندوستان میں نافذ کرنے کی ضرورت واقع ہوگی: جو قانون مذکور کو، خود انگلینڈ میں، نافذ کرنے سے زیادہ دشوار ہوگا! — ہندوستان میں اسکاٹ لینڈ کے صحیح قانون سے واقفیت کے ذرائع، اور زیادہ کمیاب ہیں۔

دفعہ ۲۶۶ جب توطن کے مسئلہ کا انحصار، نیت پر ہو، اور وہ، تنازعہ فیہ ہو، تو شخص مذکور کا بیان، خواہ وہ زبانی ہو یا خانگی، تحریر یا قانونی کاغذات میں، بطور شہادت کے داخل ہوسکے گا۔ اگر شخص مذکور زندہ ہے، تو وہ، بطور گواہ کے، اپنی نیت کے متعلق، اظہار دے سکتا ہے۔ ایسے اظہار یا شہادت کی صحت، یا مظہر کے ارادہ کے یاد رکھنے کی قوت کے متعلق، اعتراض ہوسکے گا؛ لیکن اسپر غور کرلینا لازم ہے، کہ آیا، جس ارادہ کا، بذریعہ بیان یا شہادت ثابت کیا جانا منظور ہے، وہ، فی الحقیقت اہم ہے؟ اس طور سے، صاف اور صریح ارادہ، 346
قدیم توطن کو قائم رکھنے کا، — خواہ اس کے معنی، بیان کنندہ کے ذہن میں، کچھ ہی کیوں نہ ہوں! — اس کے، اس ارادہ کے ثبوت سے، کہ وہ، اپنی زندگی کے بقیہ ایام، دوسرے ملک میں، بسر کرنا چاہتا تھا، — باطل ہوجاتا ہے۔

جو صورت، یہاں بیان ہوئی ہے، وہ، مقدمہ اسٹیر (۱۸۵۸) ۳۰ ایچ۔ این۔ ۵۹۴۔ جج، پولاک۔ براموئیل۔ وائٹس، میں پیش آئی، جو ارادہ کے اظہار کے لئے، دیکھو! مقدمہ کروک انڈن بنام فلر (۱۸۵۹) ۱۔ ایس۔ ٹی۔ ۴۴۱۔ جج، کراسٹول، اور مقدمہ دوسٹ بنام جوگیمان، متذکرہ صفحہ ۳۴۴، وکار برج بنام سمرویلی، متذکرہ صفحہ ۳۴۱، ڈکاسٹڈ اگلے بنام کاسٹڈ اگلے، متذکرہ ۳۲۱، مقدمہ سیکسول بنام میکلکور (۱۸۶۰) ۲۔ میک۔ ۸۵۲۔ ۶۔ جر (سلسلہ جدید) ۴۰۷، مقدمہ گرگنیش دگرگنیش بنام ہیوٹ (۱۸۹۲) ۳۔

جانسری۔ ۱۸۰۰ جسٹس پیٹی جو مقدمہ ولسن بنام ولسن (۱۸۷۲) ایل۔ آر۔ ۲۔ پی۔ ایم۔ ۴۳۵ میں جس شخص کا توطن زیر بحث تھا، اس کا اظہار اس کے ارادہ سے متعلق لیا گیا تھا؛ اس میں جسٹس وائیلڈ نے اقرار کیا کہ فریق مقدمہ کے اظہار سے انہوں نے توطن کے متعلق ایسی رائے قائم کی، جو فریق مذکور کی عدم موجودگی کی صورت میں کسی طرح نہ قائم ہو سکتی۔ زیادہ تر یہ سوال نہیں ہے کہ آیا اس کا انگلستان میں قیام اس کے انگریزی توطن کے ثبوت کی طرف راجح ہے یا نہیں؟ بلکہ قابل تصفیہ یہ ہے کہ "جب شخص مذکور حلف سے یہ بیان کرتا ہے کہ اس کا ارادہ انگریزی توطن قائم کرنے کا تھا، تو آیا اسکے خلاف ایسے واقعات موجود ہیں، کہ عدالت اس کے حلف پر محافظہ کر کے اسکے بیان کو غلط باور کرے؟" حوالہ جب سابق صفحہ ۴۴۵ مقدمہ اسپیڈے بنام اسپیڈے (۱۸۹۴) ۱۔ آئی۔ آر۔ ۲۸۵ میں جج پورٹر۔ ایم۔ آر۔ وسی ڈاکٹر نے اس سرکاری بیان کو کہ وہ شخص، فرانس میں توطن قائم کرنا چاہتا تھا۔۔۔ وہاں کے توطن کی قوی شہادت قرار دیا۔

دفعہ ۲۶۷ جن افعال سے کسی توطن کا اختیار کیا جانا، ظاہر ہوتا ہے وہ اسی پایہ کے سمجھے جاتے ہیں، جیسے زبانی یا تحریری بیانات: مثلاً نکاح یا وصیت اس طور سے کرنا کہ وہ اسی صورت میں صحیح متصور ہو سکیں، جبکہ توطن ایک خاص ملک کا قرار دیا جائے۔

مقدمہ ووسٹ بنام جوکیمان (۱۸۷۸) ۹۔ چانسری ڈویژن ۴۴۱۔ جج جیمس و جیسل

اب ہم اس معیار سے بحث کرینگے جس سے یہ دریافت ہو سکے، یا اسکی دریافت میں مدد ملے کہ منجملہ دو مقام سکونت کے ایسے ارادہ کا رجحان جو مقدمات توطن میں اہم سمجھا جاتا ہے کس مقام کی طرف تھا؟ تبدیل توطن کے ثبوت میں، جو نفسہ دقتیں موجود ہیں، اس سے یہ معیار مستثنیٰ نہیں ہو سکتا؛ خصوصاً ایسی حالت میں، جبکہ وہ توطن جس کا بدلا جانا بیان کیا جاتا ہے، اصلی توطن ہوتا ہے۔

دفعہ ۲۶۸ ایک شخص کی بیوی اور بچوں کا قیام، اس کے توطن کے ظاہری معیاروں میں سب سے اہم ہے، مگر یہ ہمیشہ قطعی نہیں سمجھا جاتا۔

مقدمہ فارسن بنام فارسن (۱۸۵۴) کے۔ ۴۴۱۔ جج ووڈ، و مقدمہ پیٹ بنام

اڑلی جنرل بمقدمہ دلیپ (۱۸۷۸) ۳۔ مرافعہ جات ۳۳۶۔ جج ہیکاک ؛ مقدمہ ڈی ایچ گائن بنام ڈی ایچ گائن (۱۸۸۸) ۱۳۔ پی۔ ڈی۔ ۱۳۲۔ جج ہنیں ؛ اس معیار کی وقعت میں، اسوجہ سے کوئی فرق نہیں واقع ہوتا، کہ وہ زوجہ کی خواہش پر اختیار کیا گیا تھا، اور وہ اپنی زوجہ کا دست نگر تھا۔ مقدمہ ایکمین بنام ولسن (۱۹۰۷) ایل۔ آر۔ ۱۰۔ ۱۔ ۷ کیو۔ ۵۸۹۔ جج ہیمس ؛

دفعہ ۲۶۹ ایک سوداگر کا شہر کا مکان، اس کے گانوں کے مکان سے، قوی تر معیار ہے ؛ مگر ایک زمیندار کا گانوں کا مکان، بمقابلہ اس کے شہر کے مکان کے، زیادہ تر قوی معیار ہے۔ 347

جسٹس اڑل (الوانلے) بمقدمہ سمرویلی بنام سمرویلی (۱۸۰۱) ۵۔ وس۔ ۸۹،

دفعہ ۲۷۰ اگر کوئی شخص، کوئی ٹرسٹی یا میونسپل اختیار، کسی مقام پر کام میں لاتا ہے، اس سے، ایسے مقام کے مقابلہ میں، جہاں اسکو ایسے اختیارات حاصل نہیں ہیں، یا وہ، ان کو استعمال نہیں کرتا، ایک قوی دلیل قائم ہوتی ہے۔

جسٹس کنڈلے بمقدمہ ڈریون بنام ڈریون (۱۸۶۴) ۲۴۔ ایل۔ جے۔ سلسلہ جدید۔ چانسری۔ ۳۷۔ ؛ مقدمہ میکسول بنام میکلوری (۱۸۹۰) ایم جسٹس کیمبل نے، اس استدلال کا، جملہ اور دلائل کے عدالت سشن کے فیصلہ کی بحالی میں، حوالہ دیا، جس کے ذریعہ سے، توطین کا قرار داد، دفعہ ۲۶۸ کے اصول کے خلاف کیا گیا تھا۔ ۶۔ جر (سلسلہ جدید) ۴۰۸۔ ۳۰ میک۔ ۸۵۹ ؛

دفعہ ۲۷۱ اس پر زیادہ لحاظ نہیں کیا جاتا، کہ آدمی، خود اپنے مکان میں رہتا ہے، یا دوسرے کے ساتھ، (in lodging) اس کے مکان میں۔

جسٹس لینگ ڈیل بمقدمہ دیگر بنام ہیوم (۱۸۵۱) ۱۳۔ بیو۔ ۲۹۵ ؛ جسٹس کرٹیس بمقدمہ مذکور الصدر (۱۸۵۸) ۷۔ ایچ۔ ایل۔ ۱۵۷ ؛

دفعہ ۲۷۲ مندرجۂ ذیل معیار، اہم متصور ہوتے ہیں:۔

طویل اور مسلسل قیام۔

جسٹس ٹونگٹن بمقدمہ ہاڈسن بنام ہیوسپنی (۱۸۵۸) ۱۲۔ مو۔ پی۔ سی ۳۴۸۔ ۳۳۰ ؛

دوسرے ملک کی رعایا بن جاتا۔

اشلی بنام برنس (۱۸۲۰) ۳ پیک ۲۷۰ ؛ (۱۸۲۱) ایضاً صفحہ ۴۴ منفصلہ علی الترتیب ؛ جسٹس نکل و وکلا سلطنت کے مقدمات میں یہی امر ایسا تھا، جو ارادہ، واپسی کی شہادت پر غالب آگیا ؛

و مقدمہ ڈرکیل بنام ڈرکیل (متذکرہ صفحہ ۲۴۲) ؛ و مقدمہ ہارن گولڈ بنام ہارن گولڈ لا جرنل نیوز ۱۴ (۱۹۱۴) صفحہ ۲ ؛

وہ ملک جس میں، ایک شخص، بغیر مخصوص وجہ انتخاب کے، اپنے بچوں کو تعلیم دلا رہا ہے۔

جسٹس کنڈر سلے بمقدمہ ڈیریون بنام ڈیریون (۱۸۶۴) ۳۴۔ ایل۔ جے (سلسلہ جدید) چانسری۔ ۱۲۹ ؛

لڑکی کا نکاح کرنا، لڑکے کو کار آموز بنانا، اور جدید ملک میں، اسکے لئے تجارت میں شراکت کا خریدکرنا۔

مقدمہ اسٹیونسن بنام سین (۱۸۷۳) ایل۔ آر۔ ۱۷۔ اے کیو۔ ۷۸۔ ج، بیکن ؛

جدید ملک میں، متوفی اولاد کی نشو کو، شامل کرنا۔

جسٹس جیمس بمقدمہ ہالڈین بنام اکسفورڈ (۱۸۶۹) ایل۔ آر۔ ۸۔ اے کیو۔ ۶۴۳ ؛

جس ملک میں موصی، اپنی رقم لگانے کی ہدایت کرتا ہے؛ اور جس ملک سے وہ، اپنے وصی، اور اپنے بچوں کے ولی منتخب کرتا ہے۔ 348

جسٹس کنڈر سلے نے، مقدمہ ڈیریون بنام ڈیریون (۱۸۶۴) ۳۴۔ ایل۔ جے (سلسلہ جدید) چانسری۔ ۱۲۹: میں کہا ہے کہ اس نے اپنی وصیت میں، اپنی جائداد، انگلستان کے قوانین کے سپرد کی، تاکہ اس کا، اہتمام، انگریزی قانون کے مطابق ہو"۔ اور جسٹس ٹولک، بمقدمہ اٹارنی جنرل بنام والسٹاٹ (۱۷۶۴) ۲۔ ایچ کی۔ ۱۰۲ ؛

وصف ۲۷۲ (الف) ایک شخص کا ارتکاب جرم کرکے، سزا سے بچنے کیلئے، صاف جانا، اہم ہے، یا ہو سکتا ہے۔ مقدمہ مارٹن و لوشائن بنام لوشائن (۱۹۰۰) پی۔ ۲۱۱۔ صفحہ ۲۳۲ میں:

لارڈ لنڈلے نے، یہ رائے قائم کی کہ اگر شخص مذکور، بعد ختم میعاد، اپنے قدیم ملک کو واپس آسکتا ہے، تو اس کے مفرور ہونے سے، یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ اس نے، اس ملک میں آنے کا، ارادہ قطعی ترک کردیا تھا؛ اور اس لئے، اسکے توطن کی نسبت، یہ سمجھا جائیگا کہ اس میں، کوئی تبدیلی نہیں ہوئی؛ جبتک کہ دوسرے، اس قسم کے حالات موجود نہوں، جن سے، اسکے خلاف، نتیجہ نکالا جاسکے۔ میں یہ نتیجہ نہ نکالتا، اگر شخص مذکور، تمام عمر کے لئے، مفرور رہتا (بہ استثنائے اس صورت کے کہ اسکو کسی وجہ سے معافی دیدیجاتی): مثلاً، ایک انگلستان کا رہنے والا، اپنے ملک کے قانون سے بچنے کیلئے، بھاگتا! یہ امر کہ وہ، ایک مدت معین کے بعد، اپنے ملک کو، بلاخوف وخطرہ واپس آسکتا ہے، میرے نزدیک نہایت اہم ہے۔ مقدمہ زیر بحث میں جسٹس جیمز صدر نشین پروبیٹ ڈویژن، اور لنڈلے۔ ایم۔ آر نے، یہ طے کیا: کہ جس مجرم کے خلاف، میعادی حکم ہے، اس کا توطن نہیں بدلتا؛ اور جسٹس وگفیلڈ اور لارڈ چیف جسٹس ویچھان ڈکمیس نے، یہ طے کیا کہ اس سے، اس کا توطن بدلجاتا ہے۔

دفعہ ۲۷۳ سلطنت برطانیہ کے کسی جز کا توطن، سلطنت مذکور کی ملازمت سے، خواہ وہ فوجی ہو یا بحری یا ملکی، نہیں بدلتا؛ اگرچہ ملازمت مذکور کی وجہ سے، اس کو کسی دوسرے ملک میں رہنا پڑے: بہ استثنائے ہندوستان کے جس کا بیان دفعہ ۲۷۵ میں کیا گیا ہے۔ برخلاف اسکے، ایسی ملازمت، مانع حصول توطن نہیں ہوسکتی؛ بشرطیکہ توطن مذکور، موزمین کے فرائض منصبی کے خلاف نہ ہو۔

اگر توطن کی بحث، دو ایسے مقامات سے ہو، جو دونوں، سلطنت انگریزی میں واقع ہوں، تو قواعد ہذا کا ماخذ، یہ امر قرار پاتا ہے کہ سرکاری ملازمت کی وجہ سے، کوئی ملازم، سلطنت کے کسی مقام کا، بمقابلہ دوسرے مقام کے، پابند نہیں ہوجاتا۔

باوجودیکہ سلطنت کا فوجی ملازم، دوسری جگہ رہا؛ مگر اس کا انگلستان کا توطن، قائم رکھا گیا۔ بمقدمہ ڈلہوزی بنام سیکڈول (۱۸۴۰) ۷ بی وایف ۔ ۸۱۷ ۔ ج، کاٹن ام وبرووام ۵ وبمقدمہ سیکرائٹ وسیکریٹن بنام سیکرائٹ (۱۸۸۵) ۲۔ چانسری ڈویژن۔ ۱۹۵۔ ج، پیرسن ۵ وبمقدمہ لینڈر ڈیل بیرج (۱۸۸۵) ۱۰۔ مراسمہ جات ۲۹۲ و ۲۹۳، ج، بلیکبورن۔ بلیکبرن۔ واٹسن۔ برآمویل۔ فرڈ جوڈمنٹ اور مقدمات بحیطرہ ٹنگھام وبیل (۱۸۸۴) ۱۳ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۴۱۸۔ ج، بیچلیے۔ کاٹن۔ اور لنڈلے میں بھی، ایسا ہی قرار پایا؛ انگلستان کا توطن، مقدمات ذیل میں

بھی قائم رکھا گیا، اگرچہ ملازم سلطنت کی بحری خدمت، دوسری جگہ ادا کرتا رہا تھا:
برون بنام ستھم (۱۸۵۲) ۱۵۔ بیو۔ ۴۴۴۔ نیچ، رولے ہو مقدمہ پٹین (۱۸۶۰)
۶۔ جر (سلسلہ جدید) ۱۵۱۔ نیچ، کراسول ہو اور مقدمات اٹرنی جنرل بنام رود (۱۸۶۲)
۱۔ ایچ وسی۔ ۲۱۔ نیچ، پوالک۔ برآمول دوائلڈ۔ اگرچہ ملکی ملازمت، دوسرے مقامات کی تھی ہو

ملازمت سرکاری کیحالت میں ایک انگریزی توطن، دوسرے انگریزی توطن سے تبدیل کرلیا گیا۔ بمقدمہ ٹاڈی بنام لنڈے (۱۸۱۳) ۱۔ ڈو۔ ۱۳۳۔ جج ایلڈن (فوجی) ہو مقدمہ رابرٹسن۔ ۳۳۲۔ جج فسٹ (ملکی) ہو

جب مقامات زیر بحث میں سے ایک مقام پولیٹکل حیثیت سے ملک غیر ہو، اور کوئی شخص انگریزی سلطنت کی ایجنسی (Consular) یا سفارتی (Diplomatic) ملازمت کے سلسلہ میں وہاں رہے، تو یہ قاعدہ ــــ کہ پہلا انگریزی توطن، لازمی طور سے زائل نہیں ہوتا ــــ اس صورت سے بھی متعلق ہوتا ہے۔ اگر ملازمت کا تعلق سفارت سے ہے، تو ممکن ہے کہ ملک غیر کے توطن کا حصول، اسکے فرائض منصبی کے منافی متصور ہو۔ دیکھو ۲۷۷ لیکن اگر کوئی شخص ایجنٹ ہو، اور وہ اسی ملک میں، توطن اختیار کرنا چاہے، جہاں وہ بحیثیت ملازمت کے مقیم ہے، تو اسکے ایسے حصول میں، کوئی امر مانع نہیں معلوم ہوتا۔ عام طور سے، یہ بات دیکھی جاتی ہے، کہ ایک ملک میں، اسی ملک کے باشندے بطور ایجنٹ (Consul) کے مقرر کردیئے جاتے ہیں۔

"میرے نزدیک، یہ امر بالکل صاف ہے کہ جو شخص، انگلستان کا متوطن ہو، اور وہ، بحیثیت سفر ایجنٹ کے ملک غیر میں بھیجا جائے، تو اس کے وہاں کے قیام سے، اس کا توطن، زائل نہیں ہو جاتا، لیکن اگر شخص مذکور، ایسے ملک کا متوطن اور باشندہ ہو، تو اس کا کسی ملک غیر کی ایجنسی کو قبول کرلینا، اسکے توطن کے زوال کا سبب نہیں ہو سکتا" جسٹس وائلڈ بمقدمہ شارپ بنام گرسپن (۱۸۶۹) ایل۔ آر۔ آئی۔ پی وایم ۶۱۳۰ - ۶۱۷ ہو نیز ملاحظہ ہو جسٹس نوشنگٹن بمقدمہ مالٹاس بنام مالٹاس (۱۸۴۸) ۱۔ رابرٹسن - ۷۹ ہو جسٹس فسٹ بمقدمہ گاوٹ بنام زیمرمین۔ ۵۔ ایم۔ آف بی۔ ۴۴۵ ہو

دفعہ ۲۷۴ اور نہ وہ توطن، جو کسی شخص کو، حکومت انگریزی کے کسی ملک میں، حاصل تھا، ملازمی

طور سے کسی ملک انگریزی میں، ملک غیر کی طرف سے، سفیر یا ایجنٹ مقرر ہونے سے متاثر ہو سکتا ہے۔

مقدمہ مہتیہ بنام سیمسن (۱۸۵۱) ۱۴ بیو۔ ۴۴۱، ۱۴ ج، ۲ ولمے ۲۰ و الٹرنی جنرل بنام کنٹ (۱۸۶۲) ۱۱ ایچ وسی۔ ۱۲ ج، پوکاک۔ تارٹن۔ براسویل۔ والمٹہ

یہ دونوں مقدمات، ملازمت سفارت کے متعلق ہیں، اور موخرالذکر مقدمہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کا تسلیم کیا جانا اس امر کا مانع نہیں ہے کہ اس کے فوت ہو جانے پر، اس کی منقولہ جائداد پر، مثل اس شخص کے جس نے انگلستان میں توطن اختیار کر لیا ہے، محصول وراثت عائد کیا جائے۔

دفعہ ۲۷۵ لیکن ہندوستان کا قیام، — مخصوص ہندوستان کی شاہی ملازمت کے لئے یا ایسٹ انڈیا کمپنی کے لئے، جیسا کہ پہلے تھا، خواہ وہ بصیغہ فوج بری ہو یا بحری، یا ایسی ملکی ملازمت کیلئے ہو جو بطور پیشہ کے اختیار کیجاتی ہے، — ایسا توطن پیدا کر دیتا ہے، جو انگلو انڈین، کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

دفعہ ۲۷۳ کے عام قاعدہ کا استثناء اس استثناء کے مشابہ ہے، جو دفعہ ۲۶۴ کے عام قاعدہ کا، دفعہ ۲۶۵ سے کیا گیا ہے۔ دونوں، اس قدیم اصول کی یادگار ہیں، کہ بیرون ملک، غیر محدود اور طویل مدت کے قیام سے، توطن تبدیل ہو جاتا ہے، اگرچہ صاف طور سے، واپسی کا خیال بھی ہو۔ 350
اور ان دونوں کی محرک، وہ آسانی ہے، جس کا ذکر صفحہ ۲۴۵ پر کیا جا چکا ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی بحری تجارتی ملازمت میں، انگلو انڈین توطن نہیں حاصل ہوتا تھا، کیونکہ اس ملازمت میں، ایسٹ انڈیا مین میں مستقل قیام شروط نہ ہوتا تھا، بلکہ عام طور سے، معاہدہ، سفر کے ساتھ ختم ہو جاتا تھا۔

مقدمہ ایکین بنام ایکین (۱۸۹۱) ۳۱ بیک۔ ۸۵۵، ۸۸ ج، ۶۰ ج، ویسلے ۲۰ ویل ۲۰

اور نہ عمر کا معتدبہ حصہ گزر جانے کے بعد، ہندوستان کی کسی اعلیٰ خدمت کے قبول کر لینے سے، انگلو انڈین، توطن حاصل ہو جاتا ہے۔

اٹرنی جنرل بنام رو (۱۸۶۲) ۱ ایچ۔ سی۔ ۳۱ ج، پوکاک۔ براسویل۔ والمٹہ

دفعہ ۲۷۶ جو افسر، حسب دفعہ (۲۷۵)، انگلو انڈین توطن حاصل کرنے کے بعد، اس درجہ کو پہنچ جائے، کہ وہ، جہاں چاہے قیام کر سکے، تو یہ امر کہ وہ، تا قیام کمیشن، اس کا مستوجب ہے کہ اس کو ہندوستان میں واپسی کا حکم دیا جائے، اس کے تبدیل توطن کا کم از کم، ایک انگریزی ملک سے، دوسرے

انگریزی ملک میں، مانع نہیں متصور ہو سکتا۔

جسٹس وڈ بمقدمہ فاربس بنام فاربس (۱۸۵۴) کے ۲۵۹ کے ومقدمہ اٹرنی جنرل بنام پونگر (۱۸۶۱) ۶۔ ایچ اینڈ سی ۲۳۳، جسٹس پولاک۔ مارٹن۔ برامویل کے

لیکن اگر وہ ہندوستان سے رخصت فرلو پر گیا ہے، تو وہ اپنا توطن نہیں تبدیل کر سکتا، اگرچہ اس کو، یہ امید ہو، کہ ختم رخصت سے پہلے وہ، اس درجہ کو پہنچ جائے گا، جس میں اس کو، جہاں وہ چاہے، قیام کی اجازت ہو جائیگی۔

مقدمہ کریگے بنام لیون (۱۸۴۳) ۳ کرٹیز۔ ۴۳۵۔ ج، فٹ ج

دفعہ ۲۷۷ یہ سوال:۔ کہ آیا، وہ انگلو انڈین افسر، جس کو جہاں وہ چاہے رہنے کی اجازت ہے:۔ ایسے ملک کا توطن اختیار کر سکتا ہے جو انگریزی حکومت کے تحت نہ ہو! اور جس کی دفعہ ۲۷۶ میں، کوئی صراحت نہیں ہے!۔ ہندوستان کے دوسرے، ایسے عہدہ داروں سے بھی متعلق ہے، جن کے فرائض منصبی، ایسے ہیں، کہ وہ، ان کے قیام بیرون ملک میں، مانع نہیں ہوتے؟ ان سب صورتوں میں، یہ سوال پیش آتا ہے، کہ آیا حقیقی قیام کے ساتھ، بغرض حصول توطن، مستقل قیام کی نیت، کافی طور سے موجود تھی یا نہیں، خواہ وہ قیام، ملک غیر کا ہو، یا دوسرے انگریزی ملک کا؟۔ اور اس کے ساتھ ہی، ان امور پر بھی لحاظ کرنا پڑتا ہے، کہ اس کا، دوبارہ ادائی فرض منصبی کے لئے طلب کیا جانا، قرین قیاس تھا یا نہیں؟۔ اور ایسی طلبی کی حالت میں، اس نے کیا طرز عمل اختیار کیا؟ مثلاً۔ بجائے تعمیل حکم کے، خدمت سے دست بردار ہو گیا، یا تعمیل حکم کی صورت میں، بال بچوں کو، جدید اختیار کردہ ملک میں، جلد واپس آجانے کے خیال سے، چھوڑ آیا؟ وغیرہ وغیرہ۔ بیانیت، بطور عام اصول کے، ایسی صورت میں 351
قرار پا سکتی تھی، جب یہ تسلیم کر لیا جائے، کہ حصول توطن کے لئے، ملک اختیار کردہ کی نسبت، ایسے خیالات کے موجود ہونے کی ضرورت ہے، جو قیاس قطعی سے، ایسے شخص سے منسوب نہیں کئے جا سکتے، جو اس وقت تک، حکومت انگلستان کی ملازمت میں ہو۔ دفعہ ۲۷۳ میں جو کچھ، ایجنسی یا سفارت کی خدمات کے متعلق، لکھا جا چکا ہے، اس کا، یہاں مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں، کہ ملک غیر کے توطن کے اختیار کرنے میں، قوی تر مزاحم، خدمت سفارت ہوتی ہے۔ قدیم زمانہ میں واقعات کی تائید میں، جو نیت سے کم درجہ نہیں رکھتے: یہ مفروضہ پیش کیا جاتا تھا۔ کہ سفیر کا مقام قیام، خود اس کے ملک کا ایک جز ہے۔ لیکن، اگر

یہ سوال، اب پیش آئے، تو اس کا فیصلہ، واقعات پر کیا جائے گا، نہ کہ مفروضات پر۔

مقدمہ ہاڈسن بنام ڈی بیجو سنے (۱۸۵۸) ۱۲ مو۔ پی۔ سی۔ ۲۱۹ میں جج، تھسنگٹن، نے کہا: کہ اس مقدمہ کے تصفیہ کے لئے ہم، بطور عام قاعدہ کے، یہ طے کرنا نہیں چاہتے، کہ جو شخص، ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج کی رجمنٹ کا کرنل، اور شاہی فوج کا جنرل ہو، وہ ملک غیر کا توطن حاصل نہیں کر سکتا۔ اس مقدمہ کے تصفیہ کیلئے، اس حد تک جانے کی ضرورت نہیں ہے؛ لیکن ہم، یہ ضرور کہیں گے، کہ ایسے شخص کا، ان حالات میں، انگلستان کا توطن ترک کر کے، کسی دوسرے غیر ملک کا توطن اختیار کرنا، قانونی قیاس کے خلاف ہے۔

برطانیہ عظمیٰ کا ایک ایمبسیڈر، پارلیمنٹ یا دوسری ملکی خدمت کی بنا پر، ایسے ملک میں توطن کے اختیار کرنے سے، جو حکومت انگریزی سے خارج ہو، ممنوع نہیں ہے۔ مقدمہ ہملٹن بنام ڈولاس (۱۸۰۵) ۱۔ چانسری ڈویژن ۲۵۷۔ ج، بیکن۔

دفعہ ۲۷۸ جب کوئی ایسا شخص، جس کا توطن انگریزی نہ ہو، حکومت انگلستان کی ملازمت میں داخل ہوتا ہے، تو وہ محض اس بنا پر، تبدیل توطن نہیں کرتا؛ لیکن یہ ممکن ہے، کہ وہ، اس انگریزی ملک کا متوطن ہو جائے، جس میں، بلحاظ فرائض منصبی، اس کو، رہنا پڑے: بشرطیکہ وہ، اس نیت کا اظہار کرے، جو مقصد کے لئے، ضرور ہے ـــــ یہ اس صورت میں ہوگا، جبکہ وہ ملازمت، جس میں وہ داخل ہوا ہے، بقیاس غالب، مستقل ہونے والی ہو؛ اور وہ، اس میں قیام کے ارادہ کا اظہار کرے۔

مقدمہ ارکوہارٹ بنام سر فیلڈ (۱۸۸۷) ۳۷۔ چانسری ڈویژن ۳۵۷-۳۷۷ نج۔ کاٹن۔ لنڈلے۔ لوپس جے

مقدمہ بکھرفہ کنگھام متعلقہ ملازمت فوج بری و بحری۔ و مقدمہ میچل (۱۸۸۴) ۱۳ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۴۱۸: میں جسٹس کاٹن نے نہایت احتیاط کے ساتھ، یہ کہا ـــ کہ ہمیں کوئی شک نہیں ہے، کہ اگر ملک غیر کا باشندہ، انگریزی فوج میں بھرتی ہو کر، انگلستان میں قیام کرتا ہے، تو اس کا توطن، انگلستان کا قرار پائیگا۔ صفحہ ۴۲۳ ـــ یہ دفعہ مذکورہ کے مضمون کے مخالف نہیں ہے، مقدمہ مذکور الصدر میں جسٹس ہیگلے نے بطور اصول قانون کے یہ کہا تھا: کہ علاقہ مفتوحہ

کی رعایا، جو سلطنت غیر کی بری یا بحری فوج میں بھرتی ہوتی ہے؛ اس سلطنت کے ملک کا توطن حاصل کر لیتی ہے"، صفحہ ۲۱۴۔ مگر اس کی کوئی سند نہیں بتائی گئی، اور اس کو کسی صورت میں کارآمد بنانے کے لئے ایک ایسے قاعدہ کی ضرورت ہوگی، جسکی رو سے ایک ملک غیر کا باشندہ، جو انگلستان کی بری یا بحری فوج میں بھرتی ہو، بلا لحاظ نیت کے بخصوص انگلستان کا توطن حاصل کر سکتا ہے۔ اور ایسی حالت میں کہ اس کو بلحاظ فرض منصبی کے حکومت انگلستان کے کسی دوسرے حصہ میں رہنا ہو! یہ کہنا، کہ اس کا توطن، انگلستان کا تھا، نہایت مشکل ہو جائے گا۔ بمقدمہ پریسیڈنٹ ریاستہائے متحدہ امریکہ بنام ڈرینڈ (۱۸۶۴) ۲۲۔ ہو۔ ۴۴۹، جسٹس رٹلیج نے ایک ایسے شخص کی نسبت، جو مجہول الحال تھا، یہ کہا کہ "اس نے انگلستان کی فوج میں کمیشن حاصل کیا، جسکی بنا پر اس کا توطن انگلستان قرار پائے گا"۔ یہ حالات حاضرہ میں تسلیم کیا جا سکتا ہے، مگر اس سے، بقیاس غالب، یہ مطلب نہیں ہے، کہ وہ اور صورتوں سے بھی متعلق کیا جا سکے گا۔

352

دفعہ ۲۷۹ ایک پولیٹیکل پناہ گزیں کا، قدیم توطن، قائم رہتا ہے؛ بجز اس حالت کے کہ وہ، واپسی کا خیال ترک کر کے، جدید ملک میں آباد ہو جائے۔

مقدمہ ڈی بونیول بنام ڈی بونیول (۱۸۴۸) ۱۔ کرٹ۔ ۸۵۶۔ جج جیمز کو (مقدمہ ڈی اورنیس (۱۸۵۹) ۱۔ ایس۔ ولی ۲۵۳۔ جج ٹرنل) اور دیکھو!

دفعہ ۲۷۲ (الف)

تجارتی توطن بحالت جنگ

طالب علم کو چاہئے کہ وہ، اس فصل کے متذکرہ توطن کو، اس تجارتی توطن سے نہ لبس کر دے، جس کے ذریعہ سے اغراض جنگ کے لحاظ سے، جائداد کے شامل جنگ (belligerent) یا خارج از جنگ (neutral) ہونے کا، تصفیہ کیا جاتا ہے؛ ان دونوں میں، ڈاکٹر ولوشنگٹن نے، بمقدمہ ہاوسن بنام ڈی پیوسن (۱۸۵۴) ۱۲۔ مو۔ پی سی۔ ۳۱۲

فرق کیا ہے۔ اظہار فرق کے لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ ایک شخص کا کاروبار تجارتی دو مختلف ملکوں میں ہو، اور اگر وہ دونوں ملکوں میں بحیثیت تاجر کے کام کرتا ہے تو ان تجارتی معاملات میں، جو ان ممالک میں پیدا ہوں، وہ دونوں ممالک کی رعایا سمجھا جانا چاہیے۔" سر ڈیلو اسکاٹ نے بمقدمہ جانچی کاتیسنا (۱۸۰۴) ۵ سی۔ رائے۔ ۳۰۲، کہا: کہ فرق کی حیثیت اسی وقت سے بدلجاتی ہے، جبکہ وہ پہلی مرتبہ اپنے قدیم توطن کو ترک کرنے اور جدید توطن حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔" جسٹس ولسٹنگٹن، بمقدمہ بالیشکا (۱۸۵۵) اینگلس اوم۔ ۲۶۷۔ لارڈ ولنڈلے نے اس فرق کو بمقدمہ جانسن بنام ٹرانی فرنٹن کانسولیٹیڈ مائننگ (۱۹۰۲) اے۔ سی صفحات ۵۰۵، ۵۰۶ میں تسلیم کر کے کہا کہ "ایسا شخص جو ایسے ملک کی رعایا ہو، جو ہماری سلطنت سے برسرجنگ ہے، مگر جو اپنا تجارتی کاروبار اس ملک یا دوسرے غیر جانبدار ملک میں کرتا رہے، وہ اس سلطنت کا، جو برسرجنگ ہے، رعایا نہیں متصور ہوگا، اور اسکے معاہدات کا جواز، اسکی قومیت اور نیز اس کے اصلی توطن پر منحصر ہوگا، بلکہ اس مقام یا مقامات پر منحصر ہوگا، جہاں وہ اپنا کاروبار چلا رہا ہے۔" اس کے لئے انہوں نے بمقدمہ ولیز بنام بیکر۔ ۱ براہم ۲۸۲۔ ایسا ملک۔ ۲۶ کا حوالہ دیا۔ اسی قاعدہ کی تائید ان بہت سے مقدمات میں کی گئی، جو جرمنی سے جنگ شروع ہونے کے وقت [۱۹۱۸-۱۹۱۴] فیصلہ کئے جانے کے متعلق پیش ہوئے۔ خاص طور سے ملاحظہ ہو مقدمہ پورٹر فوڈیز [۱۹۱۵] اے کے پی، ۵۷۔ سی۔ اے۔ چیف جسٹس، ریڈنگ۔ کوئن بنچ ڈویژن سکے کیسنڈی سوکٹن آئرن فیلیمو کمپنی لمیٹڈ۔ بمقدمہ سپیشا [۱۹۱۶] ۱ کے بی۔ ۱۷۔ ۳۵۔

353

اس موقعہ پر اس قسم کے توطن سے مزید بحث نہیں کیجائے گی، کیونکہ اس کا تعلق عام قانون بین الاقوام سے ہے۔ یہاں صرف یہ ظاہر کرنا تھا کہ ایک توطن سے دوسرے توطن پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے، اور اسکے متعلق جو کچھ لکھا گیا، وہ کافی ہے۔

354

فصل پانزدہم

انگریزی قومیت

انگلستان میں، خانگی قانون بین الاقوام کے، جو معنی لئے جاتے ہیں، اور جسطرح اس کا استعمال ہوتا ہے، اسکے لحاظ سے پولیٹیکل قومیت، اگرچہ زیادہ اہم نہیں ہے، مگر ان قواعد کو، جن پر اس کا انحصار ہے، ہمارے مضمون سے ایک دلچسپ تعلق ہے، کیونکہ یورپ کے دوسرے ممالک میں، عام رجحان، اسطرف ہو رہا ہے، کہ ذاتی قانون اور اختیارات کا معیار، بجائے توطن کے، پولیٹیکل قومیت، قرار پانی چاہئے۔

افسوس ہے، کہ یہ قواعد تمام ممالک میں، یکساں نہیں ہیں، ہر جگہ یہ قواعد ــــ (عہد وسطیٰ کے) اصول اتباع (Feudal principle of allegiance) جن کا تعین، اس سرزمین پر پیدائش سے کیا جاتا تھا، ــــ اور روما کے، اس اصول شہریت کے تصادم سے، ــــ پیدا ہوئے، جن کا تعین، نسل سے ہوتا تھا، لیکن یہ دونوں اصول جس تناسب، اور جس طور سے، باہم ملائے گئے ہیں، اس میں اختلاف ہے۔ اس موقعہ پر ہم کو، صرف ان مروجہ قواعد کا اظہار کر دینا کافی ہے، جن کی رو سے برٹش قومیت، حاصل، اور زائل، ہو جاتی ہے! ــــ بار بار، لفظ "پولیٹیکل" کا اعادہ، غیر ضروری ہے، اگر محض، الفاظ "قومیت" یا "حیثیت" سے، کوئی شبہ باقی رہجائے گا، تو وہ، لفظ "برٹش" سے، رفع ہو جائے گا، کیونکہ کوئی حیثیت، یا انگریزی ہوگی، یا اسکاٹ لینڈ، یا دوسرے مقام کی، مگر وہ، برٹش نہیں ہو سکتی، کیونکہ ان سب مقامات کے لئے، ایک مشترکہ سول قانون موجود نہیں ہے۔

برٹش قومیت کا جو قانون تھا، اس میں، ان دو آئین سے، جو زمانہ جنگ میں نافذ ہوئے، بڑا تغیر ہو گیا ہے، یعنی (۱) برٹش قومیت اور باشندگان ممالک غیر کے ایکٹ ۱۹۱۴ء (۴ و ۵ جارج پنجم

فصل ۱۷) اور (۲) ایکٹ بغرض ترمیم آئین مذکور الصدر مجریہ ۱۹۱۸ء (۸ و ۹ جارج پنجم فصل ۳۸) ۔۔۔ اصل ایکٹ، تمام آئین کا مجموعہ متصور ہوتا ہے، جس کی رو سے ۔۔۔ اکثر قدیم ایکٹ، بشمول برٹش قومیت کے ایکٹ بابتہ ۱۷۰۱ء اور ۱۷۰۵ء اور حقوق باشندگان ملک غیر کے ایکٹ بابتہ ۱۷۰۷ء و ۱۷۹۵ء منسوخ کر دیے گئے ہیں؛ اور جس ۔۔۔ عام قانون کے اس اصل اصول میں، کہ جو شخص، بادشاہ کی سلطنت کے حدود کے اندر، پیدا ہو، وہ برٹش رعایا ہے، بڑا تغیر ہو گیا ہے؛ مگر جدید ایکٹ میں، نہ تمام قواعد، عام قوانین کے شامل کر لئے گئے ہیں؛ اور نہ سب خارج کر دیئے گئے ہیں؛ اور نہ اس دفعہ سے، جس میں سرکار انگلشیہ کی سلطنت میں پیدا شدہ اشخاص کی تعریف کی گئی ہے ان لوگوں کی حیثیت میں، کوئی فرق آتا ہے، جو یکم جنوری ۱۹۱۵ء سے پہلے، پیدا ہو چکے تھے۔ اس طور سے، تاریخ مذکور الصدر سے پہلے، جن لوگوں کو قدیم قانون کی رو سے، برٹش قومیت کے حقوق حاصل ہو چکے تھے، وہ بدستور قائم ہیں؛ اس لحاظ سے، ہم کو، قومیت کے سوال پر، نہ صرف موجودہ قانون، بلکہ قانون غیر موضوعہ اور قدیم قوانین، کے لحاظ سے بھی، غور کرنا پڑے گا۔ 355

سلطنت انگلشیہ میں پیدا شدہ (Natural-born) رعایا

دفعہ ۲۸۰ رو سے قانون عمومی

سلطنت انگلشیہ میں پیدائش سے برٹش قومیت قائم ہوتی ہے، بہ استثناء اس صورت کے ۔۔۔ کہ بچہ، سرکار مذکور کے دشمن کا، ایسے مقام میں پیدا ہوا ہو، جو، اثنائے جنگ میں، سرکار مذکور، قابض ہو گئی ہو؛ ۔۔۔ یا پیدا شدہ بچہ، کسی ملک غیر کے بادشاہ، یا ملک غیر کے سفیر، یا سفارتی ایجنٹ، کا ہو۔

قانون عام میں، برٹش حیثیت، نہ صرف قبول کیلئے، پیش کیجاتی تھی، بلکہ شخص پر عائد کر دی جاتی تھی؛ مقدمہ انیاس میکڈانلڈ (۱۷۴۷) ۱۸۔ اسٹیٹ ٹرائیلس۔ ۵۷۰۔ جہاں، ایک، قیدی ایسا شخص تھا، جو بچپن میں، فرانس پہنچا دیا گیا تھا، وہاں، عرصہ تک رہنے کے بعد، وہ، انگلستان واپس آیا، اور زیر کمیشن فرانسیسی سنہ ۱۷۴۵ء کی بغاوت میں، شریک ہوا ۔۔۔ اس زمانہ میں، ان دونوں سلطنتوں میں جنگ تھی؛ اسپر بغاوت بسرکار کا الزام ثابت قرار دیا گیا؛ مگر بعدہ، بعض قطر ٹرائل پر

معاف کر دیا گیا ہو

"اگر دشمن، بادشاہ کے ملک کے کسی حصہ میں آکر کسی قلعہ یا گڑھی پر، بحالت جنگ، قابض ہو جائیں، اور وہاں، ان کی اولاد ہو، تو وہ، بادشاہ کی رعایا نہ متصور ہوگی؛ اگرچہ وہ، بادشاہ کے ملک میں پیدا ہوئی ہے، کیونکہ وہ، بحالت اطاعت و اتباع، بادشاہ کے نہیں پیدا ہوئی ہے"۔ مقدمہ کالون - ۷ - کوک - ۱۸ - ۱ ے ۷

دفعہ ۲۸۱ "اگر بادشاہ کے کسی سفیر، متعینہ اقوام غیر کے یہاں، انگلستان کی منکوحہ عورتوں سے، اولاد ہو، تو وہ، انگلستان کے عام قانون کی رو سے، سرکار انگلشیہ کی رعایا، متصور ہوگی"۔ بمقدمہ کالون - ۷ - کوک ۱۸ - ۱ ے۔ یہ شرط، کہ عورت، انگلستان کی ہونی چاہئے؛ اب بیکار ہے۔ دیکھو! دفعہ ۲۹۴۔ اور یہ بھی مشتبہ ہے کہ آیا، اس کی ضرورت، کوک کے وقت میں بھی تھی؟۔ مقدمہ بیکن بنام بیکن (۱۸۴۱) گرو - کارہ ۱۰۱ - جج برانسٹن۔ کروک ۲ جز کلے۔ یہ اصول، قانون موضوعہ کے لحاظ سے، سپاہیوں اور ملاحوں کے ان بچوں سے متعلق نہیں ہے، جو بحالت ملازمت بیرون ملک پیدا ہوئے ہوں۔ مقدمہ ڈی گیر بنام اسٹون (۱۸۸۲) ۲۲ - چانسری ڈویژن ۲۴۳۔ جج ہے کے۔

ڈائجسٹ نے، اپنی رپورٹوں کے ایک نوٹ میں، صفحہ ۲۲۴ الف پر لکھا ہے، کہ مقدمہ ۷ - ۱ ے - ۳ - میں، یہ طے ہوا، کہ رعایا کے، وہ بچے، جو بحالت ملازمت، سمندر پار پیدا ہوئے ہوں، مستحق وراثت ہو سکتے ہیں، لیکن یہ غلطی ہے! ۔۔۔ میں نے مسٹر سلیٹائے کی عطوفت آمیز امداد سے، اس کو معائنہ کیا، اور سمجھ لیا، یہ معلوم ہوا، کہ ڈوار سے لاطینی عبارت کے پڑھنے یا سمجھنے میں، غلطی ہو گئی ہے! ۔۔۔ الفاظ مذکور کے معنی، یہ ہیں: کہ ایک شخص، جان۔ لی۔ بوئیلز، نامی، جو اڈورڈ کا لڑکا بیٹا تھا، اس زمانہ میں، سمندر پار رہتا تھا؛ نہ یہ کہ وہ، سمندر پار پیدا ہوا تھا۔

سلطنت انگلشیہ کی پیدا شدہ رعایا پر، آئین مجریہ

دفعہ ۲۸۲ سنہ ۱۹۱۴ کے ایکٹ ۱ کی، دفعہ (۱)، مع ایکٹ سنہ ۱۹۱۰ میں، یہ کوشش کی گئی ہے، کہ سلطنت انگلشیہ کی پیدا شدہ رعایا کی تعریف، بطریق ذیل کی جائے:-

356 (۱) الف - جو شخص، بادشاہ کے ملک میں، اور اسکی اطاعت میں، پیدا ہوا ہو۔

ب - وہ شخص، جو بادشاہ کی مملکت کے باہر ایسے زمانہ میں پیدا ہوا ہو، جبکہ اس کا باپ سلطنت انگلشیہ کی رعایا تھا، یا بادشاہ کی اطاعت میں پیدا ہوا تھا؛ یا اس کو صدر اقتضامہ، رعایا بن جانے کا عطا ہوا تھا؛ یا کسی ملک کے قبضہ میں آجانے سے سرکار انگریزی کی رعایا ہو گیا تھا؛ یا بچہ کی پیدائش کے وقت سلطنت کی ملازمت میں داخل تھا۔[1]

ج - جو شخص، انگریزی جہاز پر، پیدا ہوا ہو، — خواہ جہاز، غیر سلطنتوں کے سمندر میں ہو، یا نہ ہو، — رعایا انگلشیہ کا بچہ، خواہ وہ، اس ایکٹ کے نافذ ہونے سے پہلے، پیدا ہوا ہو، یا بعد، — بادشاہ کی اطاعت میں پیدا شدہ، متصور ہوگا: اگر وہ، ایسے مقام میں پیدا ہوا، جہاں، بذریعہ معاہدہ، قرارنامہ، اضابطہ، تنظوری عملدرآمد، رعایت، یا دوسرے جائز ذرائع سے، بادشاہ کو، رعایا انگلشیہ پر، اختیارات حاصل ہیں۔

(۲) جو شخص، ملک غیر کے جہاز پر، پیدا ہوا ہو، وہ، محض اسوجہ سے کہ جہاز، بروقت پیدائش، انگلستان کے سمندروں میں تھا، انگریزی رعایا نہ سمجھا جائے گا۔

(۳) اس دفعہ سے، بجز اسکے، کہ اس کا، بصراحت ذکر کیا گیا ہو، کسی ایسے شخص کی حیثیت پر، کوئی اثر نہ پڑے گا، جو اس ایکٹ کے نفاذ، یکم جنوری ۱۹۱۵ء سے پہلے، پیدا ہو چکا ہے۔

دفعہ (۱) کے ضمن (ب) کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ، انگریزی قومیت کے اس بچہ پر منتقل ہونے کو، جو ملک غیر میں، انگریز والدین سے پیدا ہوا ہو، صرف ایک پشت تک، محدود کر دیتی ہے۔ آئین مابتہ ۱۷۷۲ء ۱۳ - جارج سوم فصل ۲۱، کی رو سے ایسا بچہ، جو سلطنت انگلستان کے باہر پیدا ہوا، مگر جس کا باپ یا دادا، سلطنت مذکور میں پیدا ہوا تھا، وہ سلطنت انگلشیہ کی رعایا سمجھا جاتا تھا بشرطیکہ اس کا باپ، اسکی پیدائش کے وقت تک، انگریزی رعایا ہونے سے خارج نہ ہو گیا ہو لیکن جدید ایکٹ کی رو سے ایسے بچے جن کے باپ، پیدائشی انگریزی رعایا نہ ہوں، اور جو یکم جنوری ۱۹۱۵ء کے بعد، سلطنت انگریزی کی حدود کے باہر پیدا ہوتے ہیں، انگریزی رعایا نہ سمجھے جائیں گے: جب تک کہ وہ، ایسے مقام میں، نہ پیدا ہوئے ہوں، جہاں سلطنت انگلستان

---

[1] جن الفاظ کے نیچے خط کھینچا گیا ہے وہ، اصل ایکٹ کی عبارت میں، مذیلہ ایکٹ بابتہ ۱۹۱۴ء اضافہ کئے گئے ہیں۔

ذریعہ معاہدہ، اقرار نامہ باضابطہ، وغیرہ..... انگریزی رعایا پر، اختیارات کا استعمال نہ کرتی ہو۔ آخر شرط، ان تمام انگریزوں کے بچوں پر، حاوی ہو جائے گی:— جو ان ممالک میں پیدا ہوں، جو انگلستان کی حفاظت، یا ذمہ داری میں ہیں؛ مثلاً فلسطین، یا عراق عرب — اور نیز وہ ممالک، جہاں مخصوص رعایت کے اقرار نامے، ابتک نافذ ہیں: مثلاً ٹرکی و مصر وغیرہ۔ لیکن انگریز باپ کی اولاد، جو ملک غیر میں پیدا ہو، مثلاً جنوبی امریکہ کی ریاستوں میں؛ وہ سلطنت انگلشیہ کی رعایا نہ متصور ہوگی، جب تک کہ ان کا باپ، خود سلطنت انگریزی کی سرزمین پر، نہ پیدا ہوا ہو۔ قانون میں، جو تبدیلی ہوئی، اسپر بحث نہ چھیڑی گئی ہے؛ اور قیاس غالب یہ ہے، کہ قدیم قانون کو، کسی قدر تبدیل کے ساتھ، دوبارہ نافذ کرنے کی تجویز، شاہی اور متوضات کی پارلیمنٹوں میں، پیش کیجائے گی!۔ آئین ۱۹۱۴ء سے، ان اشخاص کی قومی حیثیت پر بھی، کوئی اثر نہیں پڑتا، جو ۱۹۱۵ء سے قبل، تولد ہو چکے ہیں؛ اسلئے، جو اولاد، اس تاریخ سے قبل، بیرون ملک، ایسے دادوں سے پیدا ہوئی، جو سلطنت انگلشیہ کی رعایا ہے، وہ، سلطنت انگلشیہ ہی کی رعایا رہے گی۔ 357

برخلاف اسکے ضمن (ب) کے ذریعہ سے، ایسا شخص، جس نے، انگریزی رعایا بننا قبول کر لیا ہے، آئندہ، اپنی اس اولاد پر، جو بعد ایسے قبول کے، بیرون ملک پیدا ہوا، انگریزی قومیت کو، اسطرح منتقل کر سکیگا، گویا کہ وہ، سلطنت انگلشیہ کی پیدا شدہ رعایا تھا۔

یہ امر مشتبہ تھا، کہ آیا، رعایا بننے کے ایکٹ ۱۸۷۰ء کی رو سے، ایک ایسا شخص، جس نے، رعایا بننا قبول کر لیا ہے، اپنی ایسی اولاد پر، جو بعد ایسے قبول کے، ملک غیر میں پیدا ہوئی ہو، اپنی قومیت کو، منتقل کر سکتا ہے، یا نہیں؟۔ مقدمہ بورجیسی (۱۸۸۹) ۴۱۔ سی۔ ڈی۔ ۴۱۰۔ نیچے کے۔ کاٹن۔ لنڈلے۔ بوتن، بمقدمہ سرکار بنام سینٹ البنی، پولس اسٹیشن سپرنٹنڈنٹ (مقدمہ کارلی بیک [۱۹۱۵] ۳۔ کے۔ بی۔ ۱۶۷، ڈویژنل کورٹ نے، یہ طے کیا: کہ ایسے شخص کو، جس نے، خود رعایا بننا قبول کیا، یہ حق حاصل نہ تھا؛ اور اسلئے، اس کی جو اولاد، بیرون ملک پیدا ہوئی، وہ پردیسی متصور ہوگی — عدالت نے، اس استدلال سے کام لیا، کہ کسی صریح قانون سے، ایسی صورتوں میں، انگریزی قومیت نہیں حاصل ہوتی؛ اور اسلئے عمومی قانون کا اصول (Jus soli) متعلق کیا جائے گا۔ جدید قاعدہ، صرف اس اولاد سے

متعلق ہوتا ہے، جو بیرون ملک بعد ۱۹۱۴ء کے ایسے اشخاص سے پیدا ہوئی ہو، جنہوں نے انگریزی رعایا بننا قبول کر لیا تھا؛ اور جو فیصلہ، مقدمہ مذکور الصدر میں، جاوہ، اس ادارے سے متعلق ہوگا، جو ایسے اشخاص سے بیرون ملک ۱۹۱۴ء سے پہلے پیدا ہوئی ہو؛ پس اولاد مذکور جب تک وہ، خود رعایا بننا قبول نہ کرے، پردیسی رہے گی۔

دفعہ ۲۸۲ (ب) کے آخر کے یہ الفاظ: "کہ یا کسی ملک کے قبضہ میں آجانے سے سرکار انگریزی کی رعایا ہو گیا تھا؛ یا بچہ کی پیدائش کے وقت سلطنت کی ملازمت میں تھا"۔ عام قانون کے احکام کو وسیع کر دیتے ہیں۔ اور انگریزی قومیت، ان بچوں کو، خواہ وہ کہیں پیدا ہوئے ہوں، حاصل ہو جاتی ہے، جو ایسے لوگوں کی اولاد ہوں، — جو الحاق کے ذریعہ سے انگریزی رعایا ہو گئے ہوں: جیسے جنوبی افریقہ میں بورس، — یا جو بیرونی ہونے کے باوجود، بچہ کی پیدائش کے وقت، انگریزی فوج میں کام کر رہے ہوں: جیسے وہ روسی، جو جنگ عظیم میں، انگریزوں فوج میں شریک تھے۔

دفعہ ۲۸۳ وہ بچے جن کے آبا و اجداد سلطنت انگریزی میں نہیں پیدا ہوئے، وہ، پارلیمنٹ کے کسی ایکٹ سے، انگریزی رعایا نہیں قرار دئے گئے ہیں۔

۱۷۹۵ء میں فریڈرک کرسچین رنھارٹ، جو گورڈ ڈی جنکل اوّل آرل اسٹلون کا پوتا تھا، آئرلینڈ کے ہاؤس آف لارڈز میں، شریک کر لیا گیا؛ حالانکہ اس خاندان میں سے کوئی شخص بھی سلطنت متحدہ میں پیدا نہیں ہوا تھا: لیکن یہ نہیں ظاہر ہوتا ہے کہ اٹارنی جنرل نے اس بارہ میں کوئی رپورٹ پیش کی تھی۔ آئرلینڈ کے ہاؤس آف لارڈز کی رپورٹ، مورخہ مارچ ۱۷۹۵ء و شہادت رائٹ آنریبل سی۔ ڈبلیو۔ ڈبلیو رڈبروئے کلینی متعلقہ ہاؤس آف کامنس متعلقہ قانون موثر غیر ملکیان ۱۸۴۳ء صفحہ ۶۹ — ۲ لاج کی پیرایج آف آئرلینڈ، ۱۵ 858
— یہ نظیر جیسی کچھ ہے، دفعہ ۲۸۳ کے خلاف ہے۔ اور کمیٹی مذکور الصدر کی رپورٹ کے صفحہ ۱۰ پر، یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک راجنی کی حیثیت کی بحث میں، ملک کے پانچ مشہور اور معروف مجوں کی رائے، ایکلف، اور پانچ کی رائے دوسری طرف تھی؛ مگر اب دفعہ ۲۸۳ کے اصول کی تائید میں مقدمہ ڈی گیر بنام اسٹون ۲ ۱۸۱۲ء ۲۲۔ چانسری ڈویژن ۲۴۲۔ جج، کے فیصل ہو گیا ہے:۔

رعایا بننا۔ ذریعہ فرمان کے رعایا قرار پانا اور انگریزی قومیت کا دوبارہ اختیار کرنا۔

دفعہ ۲۸۴۔ انگریزی قومیت، یا تو رعایا بننے (Naturalization) سے حاصل ہوتی ہے، جو پارلیمنٹ کے مخصوص ایکٹ، یا قومیت کے ایکٹہائے ۱۹۱۴ء اور ۱۹۱۸ء، یا رعایا بننے کے ایکٹ ۱۸۷۰ء کے تحت میں ہوتی ہے، یا بذریعہ فرمان رعایا قرار پانے (Denization) سے جس شخص کو رعایا بننے کا سرٹیفکیٹ، سکریٹری آف اسٹیٹ کیطرف سے دیا جاتا ہے، وہ بشرائط مندرجہ ایکٹ ہذا، ان تمام قومی حقوق، اختیارات، اور مراعات کا مستحق ہوتا ہے، اور ان تمام ذمہ داریوں، فرائض اور خدمات، کا مستوجب ہوتا ہے، جو سلطنت انگلشیہ کی پیدا شدہ رعایا کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور رعایا بننے کی تاریخ سے، ہر مقصد کے لئے، ایسا شخص، سلطنت انگلشیہ کی پیدا شدہ رعایا کی ہو جاتا ہے۔

سٹلمنٹ ایکٹ کی دفعہ ۳ سے جنکی رو سے بعض عہدے، ملک غیر کے لوگ، باوجود رعایا بنجانے کے نہیں حاصل کر سکتے ہیں۔ کا اثر یہ ہوگا، کہ گویا الفاظ "جو لوگ رعایا بننا قبول کرتے ہیں" یا "وہاں سے خارج کر دیئے گئے ہیں۔ (برٹش نیشنلٹی اینڈ سٹیٹس آف ایلینز ایکٹ ۱۹۱۴ء دفعہ ۳)

زمانہ حال کے ایکٹوں میں، جو الفاظ ہیں، وہ ۱۸۷۰ء کے ایکٹ سے زیادہ تر صریح، اور معین ہیں، ۱۸۷۰ء کے ایکٹ میں بصراحت یہ نہ تھا کہ ملک غیر کا شخص، جس نے، رعایا بننا قبول کر لیا ہے، وہ سلطنت انگلشیہ کی پیدا شدہ رعایا کے مساوی ہوگا۔ تاہم، مقدمہ مسمی کارنام اسپیرر (۱۹۱۶) ۲ کے۔ بی۔ ۵۸۰ء میں جسٹس ریڈی، فلیمور، بنکیز، جنہوں نے جسٹس ریڈنگ۔ اور بی اورش کے فیصلہ کو بحال رکھا (۱۹۱۶) ۱ کے۔ بی۔ ۹۵۰ء — یہ بحث کی گئی تھی: کہ موخر الذکر ایکٹ میں سٹلمنٹ ایکٹ کے حوالہ نے، اس ناقابلیت کو زندہ کر دیا ہے، جس کی بنا پر ایکٹ مذکور کی رو سے، ملک غیر کا شخص، پریوی کونسل کا ممبر نہیں ہو سکتا، مگر عدالت نے یہ طے کیا، کہ اگرچہ قانون کے الفاظ، صاف نہیں ہیں، گو اسی تعبیر ضمنی دفعہ سابق کے صریح احکام کے بالکل مخالف ہوگی، جس کی رو سے، ملک غیر کے شخص کو، جس نے، انگلستان کی رعایا بننا قبول کر لیا ہے، جملہ وہ ملکی حقوق دیئے گئے ہیں، جو سلطنت انگلشیہ کی پیدا شدہ رعایا کو حاصل ہوتے ہیں؛ اور اس لئے، مذکورہ بحث کو نامنظور کیا۔

جدید ایکٹ سے، ایک طرف تو، ایسے شخص کی حیثیت، جس نے، انگریزی

رعایا بننا قبول کر لیا ہے، سلطنت انگلشیہ کے پیدا شدہ شخص کے مساوی کر دیگئی ہے؛ مگر دوسری طرف، ۱۹۱۴ء کے ایکٹ (مرمہ ایکٹ ۱۹۱۸ء) سے، انگلستان کی رعایا بننے کے حالات میں، بہ نسبت نیچرلائیزیشن ایکٹ ۱۸۷۰ء کے، تغیر عظیم ہو گیا ہے؛ جو شخص مذکور کے حق میں مفید نہیں کہا جا سکتا۔ ایک اہم تغیر، جو عمل میں آیا، یہ ہے: کہ جو صداقت نامۂ رعایا بننے کا دیا جاتا ہے، وہ، قابل انفساخ ہے؛ اگر شخص مذکور سے، کافی طور سے، اظہار وفاداری نہیں ہوتا، یا وہ بدچلن ہے، 359
یا وہ اپنی جدید قومیت کی پروا نہیں کرتا۔ جس کا اظہار اسطرح ہوتا ہے کہ سات سال تک مسلسل یا اس سے زیادہ عرصہ تک، انگریزی ممالک سے باہر رہتا ہے۔ اور اس عرصہ میں مستقل تعلق، ممالک انگریزی سے نہیں رکھتا۔" (بی۔ این۔ اے۔ ۱۹۱۴ء دفعہ ۶، ولی این۔ اے۔ ۱۹۱۸ء دفعہ ۱)۔

انفساخ کے اختیارات، وسیع اور ایک حد تک غیر معین ہیں؛ اور قومیت کا یہ تصور، کہ وہ نیک چلنی، اور ممالک انگریزی کیساتھ تعلقات رکھنے کے ساتھ وابستہ ہے؛ انگریزی قانون میں بالکل جدید ہے: اور تجربہ سے یہ معلوم ہوگا؛ کہ آیا اس نوعیت کی قومیت کو مستقل طور سے قائم رکھنا، مناسب ہوگا یا نہیں؟۔

دفعہ ۲۸۵ سلطنت مجاز ہے، کہ وہ کسی شخص کو، رعایا ہو جانیکا صداقت نامہ عطا کرے۔

اس میں، اور رعایا بننے میں، جو فرق ہے، وہ یہ ہے: کہ جس شخص کو صداقت نامہ دیا جاتا ہے، وہ، صداقتنامہ کی عطا کی تاریخ سے انگریزی رعایا ہوتا ہے؛ نہ کہ تاریخ پیدائش سے۔ بخلاف اسکے وہ شخص، جو انگریزی رعایا بنتا ہے، وہ، سلطنت متحدہ میں سلطنت انگلشیہ کی پیدا شدہ رعایا کے، مساوی ہو جاتا ہے: جیسا کہ گزشتہ دفعہ میں بتایا گیا ہے۔ یہ فرق، اسوقت تک، نہایت اہم تھا، جبتک کہ ملک غیر کے باشندے، اراضی لینے اور اسپر قابض رہنے کے مجاز نہ تھے۔ جو شخص، ذریعہ صداقت نامۂ رعایا بنایا جاتا تھا، چونکہ اس سے توریث (ملک غیر) کا مادہ زائل نہیں ہوتا تھا، اس لئے وہ (انگلستان میں)، اراضی کا وارث نہیں ہو سکتا تھا؛ اور نہ اسکی ایسی اولاد، جو قبل از رعایا بنائے جانے کے، پیدا ہوئی تھی، اس کا ورثہ پا سکتی تھی۔ اب جو کچھ عملی فرق رہگیا ہے وہ، صرف اسقدر ہے کہ جو شخص، ممالک انگریزی کی حدود سے باہر پیدا ہوا ہے؛ ــــ اگرچہ وہ بذریعہ صداقت نامہ رعایا بنا لیا گیا ہو، اس وقت تک، ــــ پرائیوی کونسل کا رکن، یا پارلیمنٹ کے کسی ہاؤس کا ممبر نہو سکے گا؛ ــــ نہ سررشتہ ملکی یا فوجی میں، کوئی معتبر عہدہ پا سکے گا؛ ــــ نہ اس کو، اور نہ اسکے لئے، بطور امانت، کسی شخص کو سلطنت کیطرف سے، کوئی اراضی، مکان یا قابل ارث جائداد، عطا ہو سکے گی؛ ــــ جب تک اس کے والدین، انگریزی قوم سے

نہ ہوں؛ آئین ۱۲ و ۱۳۔ ڈیسو ۳ فصل ۲ دفعہ ۳ ایکٹ بابتہ ۱۹۱۴ء دفعہ ۲۵ میں، صریح اجازت ایسے صداقت نامہ کے عطا کرنے کی موجود ہے۔

دفعہ ۲۸۶ ایکٹ ۱۹۱۴ء میں، رعایا بننے کیلئے، جو شرائط قرار دیئے گئے ہیں، وہ یہ ہیں: کہ باشندہ ملک غیر، پیشی درخواست سے آٹھ سال قبل یا موجب صراحت متذکرہ کم از کم پانچ سال ملک محروسہ انگلستان میں رہا ہو، یا کم از کم پانچ سال سلطنت کی ملازمت کی ہو، اور رعایا بننے کے بعد یہ ارادہ رکھتا ہو، کہ انگلستان کے ممالک محروسہ میں قیام کا ارادہ رکھتا ہو، یا ملازمت سرکاری میں داخل ہونا، یا اس میں قائم رہنا چاہتا ہو، اور نیز یہ کہ وہ ملک معظم، اور انگریزی زبان سے، کافی طور سے واقف ہو جس قیام کا اوپر ذکر ہوا، اس میں سے، جس ماقبل پیشی درخواست کم از کم ایک سال کا قیام سلطنت متحدہ میں، اور باقی چار سال کا قیام سلطنت متحدہ یا سلطنت انگریزی کے کسی حصہ ملک میں ماقبل پیشی درخواست، آٹھ سال کے اندر ہونا لازم ہے۔ [بی۔ این۔ اے ۱۹۱۴ء دفعہ ۲ ضمن (۱) و (۲)]۔ 369

دفعہ ۲۸۷ ایک بیوہ، جو ازدواج کے قبل سلطنت انگلشیہ کی پیدا شدہ رعایا ہو، اور بعد وزیر دفعہ ۲۹۴، ملک غیر کی باشندہ ہوگئی ہو، وہ، انہیں شرائط کے ساتھ، پھر انگریزی قومیت حاصل کر سکتی ہے جو رعایا بننے کے لئے ضروری ہیں؛ بجز اس کے کہ قیام کے شرائط، ان سے متعلق ہونگے۔ اسکے علاوہ، سکرٹری آف اسٹیٹ مخصوص صورتوں میں، اسکے مجاز ہیں، کہ وہ کسی شخص کو، رعایا قرار دینے کا صداقت نامہ عطا کریں، اگرچہ چار سال کا قیام، یا پانچ سال کی ملازمت پیشی درخواست سے آٹھ سال کے اندر زمانہ واقع ہوئی ہو۔

دفعہ ۲۸۸ [۲ ضمن (۵)]

ممالک محروسہ انگلستان کے ہر ملک کی مجلس آئین (قوانین) یا حکومت، کو از روئے قانون، رعایا بننے کے صداقتنامے دینے کا اسیطرح اختیار حاصل ہے، جس طرح سکرٹری آف اسٹیٹ کو حاصل ہے، اور وہی تمام شرائط، اسکے عطا، اور انفساخ سے متعلق ہوتے ہیں؛ البتہ بجائے انگریزی کے کوئی دوسری زبان، جو اس ملک میں، انگریزی زبان کے مساوی متعور ہوتی ہو، قائم کیجا سکتی ہے۔ جو صداقت نامہ، رعایا بننے کا، متبوضات انگریزی سے عطا کیا جائے گا؛ اس کا وہی اثر ہوگا، جو انگلستان کے عطیہ صداقت نامہ کا ہوتا ہے۔ اس ایکٹ کا وہ جز، جس کا تعلق رعایا بننے سے ہے، انگلستان کے ایسے ممالک سے متعلق نہ ہوگا، جن کو خود مختار حکومت کا اختیار حاصل ہے؛ جب تک کہ وہاں کی مجلس وضع آئین و قوانین، اس کو اختیار نہ کرے۔ (بی۔

ایکٹ۔ اے ۱۹۱۴ء (صفحات ۸ و ۹) ممالک کینیڈا، نیوفاؤنڈلینڈ، اور آسٹریلیا، نے شاہی ایکٹ کے اس جز کو منظور کر لیا ہے۔

"یہ جدید انتظامات، ۱۸۷۰ء کے رعایا بننے کے ایکٹ کی دفعہ (۱۶) کے قائمقام ہیں، جس کی رو سے ہر انگریزی مقبوضہ ملک کے ــــ جس میں اب، خود مختار انگریزی ممالک بھی شریک ہیں، ــــ مقننین کو، یہ اجازت تھی: کہ "وہ ایسے قوانین بنائیں، جن کی رو سے، وہ کسی شخص کو، اپنے حدود ممالک میں، رعایا کے حقوق یا کوئی خاص حق، عطا کر سکیں"۔ ایک مقدمہ میں، جو جنگ کے زمانہ میں، دائر ہوا تھا، زیر دفعہ ہذا، یہ طے ہوا: کہ جو صداقت نامۂ رعایا بننے کا، آسٹریلیا میں، ایک جرمن کو، جو وہاں رہتا تھا، دیا گیا تھا، اس سے ایسے شخص کی حیثیت میں، جو انگلستان کی رعایا بنگیا ہو، کوئی فرق نہیں پڑتا۔ "ایک شخص، جو بلحاظ پیدائش کے، جرمنی تھا، وہ، باوجود آسٹریلیا کی رعایا بن جانے کے، انگلستان میں، ملک غیر کا باشندہ ٹھہرا، اور قرار پایا: کہ وہ، صرف مقامی اتباع تھا۔ مقدمہ مارکوا لڈسنام (۱۹۲۰) ۱ کے۔ بی۔ سی۔ ۱۔ اے۔ جے، اسٹرٹن ڈیل، وارنگٹن۔ ینگر: جنہوں نے جسٹس ڈارلنگ، لارنس اور برے کے فیصلہ کو بحال رکھا (۱۹۱۸) ۱ کے۔ بی۔ ۶۱۷ و یہ ممکن ہے، کہ کوئی شخص کسی حصہ ملک میں، بادشاہ کا تابع ہو جائے، مگر وہ اتباع، تمام ممالک محروسہ کے لئے، نہ متصور ہوگا، اور جس ملک میں، وہ رعایا نہ ہوگا، وہاں وہ باشندہ ملک غیر سمجھا جائیگا"۔ (رائے جسٹس ڈارلنگ (۱۹۱۸) ۱ کے۔ بی۔ صفحہ ۶۲۲) و

سنہ ۱۹۱۴ء کے ایکٹ نے، اس ادھورے اتباع، اور جزئی باشندگی، کا خاتمہ کر کے، یہ قرار دیا: کہ جو صداقت نامۂ رعایا بننے کا، انگریزی مقبوضات کے کسی حصہ سے دیا جائے، وہ تمام ممالک محروسہ میں موثر ہوگا۔ برخلاف اس کے، جو شاہی صداقت نامۂ باشندگی کا عطا کیا جاتا ہے، اسکے پورے اثر میں، اسوجہ سے نقص واقع ہوتا ہے، کہ وہ قابل افساخ ہے۔

861 عام طور سے، اس امر کا فیصلہ، کہ آیا ایک شخص، انگریزی رعایا ہے، یا ملک غیر کا باشندہ ــــ انگلستان کے قانون سے ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر وہ، ملک غیر کا باشندہ قرار پائے، تو خود اس کے حقوق، یا دوسروں کے حقوق، کا تصفیہ، جو اس واقعہ سے متاثر ہوتے ہیں، اس حد تک،

اور اس طریقہ پر کیا جائیگا، جو اس حصہ ملک کے قانون میں معین اور مقرر ہے۔ مقدمہ ڈونیگانی بنام ڈونیگانی (۱۸۲۵) ۳۔ نیپ۔ ۶۲۔ جج شاذول۔ و مقدمہ اڈم (۱۸۲۷) ۱۔ مو۔ پی سی۔ ۴۶۔ جج، ارسکن۔

اعلان غیریت (alienage) و دست برداری از اتباع (Expatriation)

دفعہ ۲۸۹ "ہر ایسا شخص" ــــ جو سلطنت انگلستان کے ممالک محروسہ اور اس کی حالت اتباع میں، یا انگریزی جہاز پر، پیدا ہونے کی وجہ سے، انگلستان کی اصلی رعایا ہو، مگر اپنی پیدائش کے وقت، یا اپنے نابالغی کے زمانہ میں، کسی ملک غیر کے قانون کی رو سے، اس ملک کی رعایا بھی ہو گیا ہو، اور اسوقت بھی، اسی ملک کی رعایا ہو" ــــ اور نیز "ہر ایسا شخص" ــــ جو اگرچہ انگریزی ممالک محروسہ انگلستان کے باہر پیدا ہوا ہو، مگر انگلستان کی پیدائشی رعایا ہو" ــــ مجاز ہے کہ وہ اپنی غیریت کا اعلان کرے، بشرطیکہ وہ بالغ ہو [اور نابالغ، مجنون، اور مغبوط الحواس، یا منکوحہ عورت نہ ہو]: اس اعلان کے وقت، اور اسکے بعد سے، وہ انگریزی رعایا، نہ باقی رہیگا" بی۔ این۔ اے دفعہ ۱۴۔ جو الفاظ قوسین میں ہیں، وہ دفعہ ۲۷ سے لئے گئے ہیں۔

دفعہ ۲۸۹ (الف) مگر جس شخص کی دو قومیتیں ہوں، وہ زمانہ جنگ میں، اعلان غیریت کا مجاز نہیں ہو سکتا؛ کہ وہ، ان ذمہ داریوں سے بری ہو جائے، جو اسپر بحیثیت، انگریزی رعایا کے عائد ہوتی ہیں؛ خواہ وہ قومیت، جس کو، وہ قائم رکھنا چاہتا ہے، غیر جانبدار ملک کی ہو، یا دشمن کے ملک کی۔

مقدمہ گیشونڈ بنام ہنٹنگٹن [۱۹۱۸] ۲۔ کے۔ بی۔ ۴۲۰۔ جج، آبوری و تھیسیجر؛ و مقدمہ بکیلر و فریسر گر (۱۹۱۷) ۲۔ کے۔ بی۔ ۱۲۹۔ جج، سٹنفن آیڈی۔ برے؛ و مقدمہ بنام ٹیلر (۱۹۱۷) ۱۱۶۔ ایل۔ ٹی۔ ۴۴۴۔ جج، ریڈنگ۔ رڈے۔ رولٹ: ان مقدمات میں، عدالتوں نے، ان فیصلہ جات کا اتباع کیا، جو بوئرز کی لڑائی میں (سرکار بنام لیچ [۱۹۰۲] ۱۔ کے بی۔ ۴۴۴ ہوئے تھے؛ جن میں، یہ طے ہوا تھا ــــ کہ انگریزی رعایا، ایسے وقت میں، کہ انگریزی قوم، برسر جنگ ہو، اس کی

مجاز نہیں ہو سکتی، کہ وہ، اپنے آپ کو انگریزی قومیت سے سبکدوش کر کے،
دشمن کی رعایا بن جائے۔

لڑائی کے زمانہ میں، اس شخص پر، جو دو قومیتیں رکھتا ہے، دونوں قوموں کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، اور وہ اس کا مجاز نہیں ہو سکتا، کہ ان میں سے کسی ایک ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائے۔ برخلاف اس کے، جس صورت میں، ایک پیدائشی انگریزی رعایا نے، زمانہ جنگ میں، جرمن کا صداقت نامہ رعایا بننے کا، حاصل کر لیا تھا، انگریزی عدالت نے، یہ طے کیا، کہ وہ جرمن کے معاہدہ صلح کے شرائط کی تعمیل کے مقاصد کیلئے، جرمنی کی رعایا تھا، اور حسب شرائط معاہدہ اس کی جائداد، واقع انگلستان، قابل ضبطی تھی۔ مقدمہ چیمبرلین بمقابلہ کنگ ۱۹۲۱ (۱ - کے۔ بی ۳۷ - ۱ - پی۔ ڈی جسٹس لارنس) عدالت کا رجحان، اس طرف ہے، کہ جو شخص، لڑائی کی مصیبت میں، وفاداری کے بارے سبکدوشی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، جو اسپر پیدائش یا قیام کی بنا پر عائد ہوتا ہے، اسپر دونوں ممالک کی ذمہ داری کا سخت ترین بار ڈالا جانا چاہیئے۔

دفعہ ۲۹۰ جو انگریزی قومیت، رعایا بننے سے حاصل ہوتی ہے، وہ تبعی، اعلان غیریت سے زائل ہو جاتی ہے، جب کہ انگلستان، اور شخص مذکور کے اصلی ملک میں، یہ معاہدہ ہو، کہ جو شخص، اس ملک کا، انگریزی رعایا بنا ہو، وہ اس حیثیت سے سبکدوشی حاصل کرنے کا مجاز ہے (بی۔ این۔ اے ۱۹۱۴ دفعہ ۱۵)۔ 362

دفعہ ۲۹۱ ہر شخص، جو بچہ، مجنون، مخبوط الحواس، یا منکوحہ عورت نہیں ہے، برضامندی خود ملک غیر کی، رعایا بن جانے سے، انگریزی رعایا نہیں رہتا، جب تک کہ وہ، ملک غیر میں موجود رہتا ہے۔ بی۔ این۔ اے ۱۹۱۴ دفعہ ۱۲۔

دفعہ ۲۹۱ (الف) لیکن وہ، انگریزی قومیت کی ذمہ داریوں سے، ایسے وقت میں، کہ سلطنت انگریزی، کسی ملک سے برسر جنگ ہو، دشمن کے ملک کی رعایا بن کر، سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ مقدمہ سرکار بنام لنچ (امریکہ)۔

دفعہ ۲۹۲ اگر کوئی شخص، جس میں انگریزی اور غیر انگریزی، دونوں قومیت کی حیثیتیں موجود ہوں، اپنے طرز عمل سے، اس امر کا ثبوت دیتا ہے، کہ وہ، ملک غیر کی قومیت کو مرجح سمجھتا ہے — اگرچہ اس نے، اپنی غیریت کا اعلان نہیں کیا، یہ فرض کر کے کہ اس کو ایسے اعلان کا حق حاصل تھا: اور اگر ملک غیر نے، بغیر باضابطہ رعایا بنائے، اس کو، اس طور سے اپنی رعایا ہونا تسلیم کر لیا،

کہ دفعہ ۲۹۱ اس سے متعلق نہیں ہو سکتی، ــــ تو ایسی حالت میں، عام قانون میں اقوام کے مقاصد کے لئے اس کو، ملک غیر کی رعایا قرار دینا، نامناسب نہ ہوگا۔

مقدمہ ڈریفس متعلقہ تصفیہ کشتی سلعت دعاوی رعایائے انگریزی، بملک فرانس (۱۸۴۴) ۲ نیپ ۲۹۵۔ ج شاٹ ول، دیکھو! مقدمہ کاونٹیس ڈی کانوے، تصفیہ متذکرہ بالا پر (۱۸۴۴) ۲ نیپ ۔ ۴۲۶ ج، پارکے، ان حالات کے متعلق جن میں ایک انگریزی رعایا کے حقوق حفاظت کا، ایسا شخص دعوی کر سکتا ہے؛ جو صحیح معنوں میں، انگریزی رعایا نہیں ہے: تاہم وہ، اپنی اولاد پر، انگریزی رعایا کی حیثیت کو، زیر دفعہ ۲۸۲ منتقل کرنے کیلئے، انگریزی رعایا متصور ہوگا۔

فیچ بنام ویبر (۱۸۴۷) ۶۔ ۱۵۔ ج، دیگر امور

دفعہ ۲۹۳ انگریزی قومیت کے زائل ہو جانے سے وہ، ذمہ داریاں زائل نہیں ہو جاتیں، جو ان افعال سے عائد ہوتی ہیں، جن کا ارتکاب، اس زوال سے پہلے کیا گیا تھا۔

خانگی تعلقات کے اثر قومیت پر

دفعہ ۲۹۴ "جو مرد، انگریزی رعایا ہو، اسکی زوجہ، انگریزی رعایا، اور جو شخص، ملک غیر کا ہو، اسکی زوجہ، ملک غیر کی باشندہ سمجھی جائے گی، لیکن اگر کوئی شخص، زمانہ قیام تعلقات زناشوی، انگریزی رعایا سے خارج ہو جائے تو اسکی زوجہ کو یہ اختیار ہوگا، کہ وہ اس امر کا اعلان کرے، کہ وہ انگریزی قومیت کو برقرار رکھنا چاہتی ہے: اور اسپر وہ، انگریزی رعایا متصور ہوگی" بی۔ این۔ اے سنہ ۱۹۱۴ دفعہ ۱۰۔

سنہ ۱۹۱۰ کے ایکٹ میں، یہ حکم ہے: کہ ــــ جو عورت، پیدائشی انگریزی رعایا ہو، اور جو بربنائے ازدواج، ملک غیر کی باشندہ سمجھی جانے لگے، اس کو یہ اختیار ہوگا، ــــ کہ وہ یہ استدعا کرے، کہ وہ پھر انگریزی قومیت میں داخل ہونا چاہتی ہے ــــ تو اگر اسکا شوہر، ایسے ملک کی رعایا ہے، جو انگلستان کے بادشاہ سے برسر جنگ ہے، تو اس کو ایسی استدعا پر، رعایا بننے کا صداقت نامہ دیدیا جائے گا۔ 368

دفعہ ۲۹۴ (الف) جو عورت، بربنائے نکاح، اپنے شوہر کی قومیت میں داخل

ہو گئی ہو، وہ محض بیوہ ہو جانے سے، اپنی اصلی قومیت کیطرف، عود نہیں کرآتی۔ بی۔ این۔ اے ۱۹۱۴ء دفعہ ۱۱۔

زمانہ جنگ میں اگرچہ انگریزی رعایا کو تبدیل قومیت کا اختیار حاصل نہیں ہے؛ مگر یہ قاعدہ، انگلستان کی اس پیدائشی رعایا عورت سے متعلق نہیں ہے، جس نے ملک غیر کے باشندے سے نکاح کر لیا ہو؛ اگر یہ شخص مذکور، ملک دشمن کا باشندہ ہو۔ حال ہی میں یہ طے ہوا، کہ جب زمانہ وقفہ جنگ میں ــــ مگر معاہدہ صلح پر دستخط ہونے سے پہلے ــــ ایک پیدائشی انگلستان کی رعایا عورت نے ایک جرمن کے ساتھ عقد کر لیا، تو وہ تاریخ نکاح سے جرمن ہو گئی؛ اور اسکی جائداد، دوسرے جرمنوں کیطرح، مستوجب ضبطی ہو گئی۔ مقدمہ فیسٹنڈر بنام ٹرنی جنرل [۱۹۲۱] ڈبلیو۔ این۔ ۲۴۶، جج رسل ؛

دفعہ ۲۹۵۔ ایک باشندہ ملک غیر کو، رعایا بننے کے صداقت نامہ دیئے جانے کی صورت میں، سکرٹری آف اسٹیٹ مجاز ہے کہ اگر وہ مناسب تصور کرے، تو باشندہ ملک غیر کی درخواست پر، صداقت نامہ میں، اس کی ایسی اولاد کا نام بھی درج کر دے، جو صداقت نامہ کی تاریخ سے پہلے، پیدا ہو چکی ہو اور نابالغ ہو۔ اس عمل کے بعد، اولاد مذکور، اگر وہ پہلے سے پیدائشی انگریزی رعایا نہیں ہے تو انگریزی رعایا میں داخل ہو جائے گی لیکن ایسی اولاد کو، سن بلوغ کے پہنچنے کے بعد ایکسال کے اندر، یہ اختیار ہو گا، کہ وہ، اپنی غیریت کا اعلان کر دے؛ اور اس اعلان کی بنا پر، وہ پیدائشی انگریزی رعایا سے خارج ہو جانے گی" بی۔ این۔ اے۔ ۱۹۱۴ دفعہ۔ ۵۔ (۱)۔

سنہ ۱۸۷۰ء کے رعایا بننے کے ایکٹ میں، ایک ضمن اس مضمون کی موجود ہے، کہ جس شخص کو صداقت نامہ رعایا بننے کا دیا جائے، اسکی اولاد، ــــ جو بچپن میں انگلستان کے مالک محروسہ میں، اپنے والدین کیساتھ رہتی ہو، ــــ وہ، انگلستان کی بنی ہوئی رعایا تصور ہو گی۔ ایک مقدمہ میں، یہ طے ہوا، کہ کسی ایسے شخص کی اولاد، جو اس اولاد کی پیدائش سے قبل، انگریزی رعایا بن گئی ہو، ایسی صورت میں انگلستان کی بنی ہوئی رعایا نہیں تصور ہو گی، جبکہ اولاد مذکور، اپنے والد کے انتقال کے قبل تک، انگلستان سے باہر ہی رہی ہو مگر اس واقعہ کے بعد، اسکی ماں، اسکو انگلستان لے آئی ہو۔ بچہ اسوقت بھی نابالغ تھا، اور خود ماں کو، رعایا بننے کا صداقت نامہ نہیں ملا تھا؛

اس بنا پر، بچہ اس ایکٹ میں داخل نہیں سمجھا گیا۔ (جیف بنام کیل [۱۹۱۶] ۱ کے۔ بی۔ ۶۷۹۔ ۸۵ ایل۔ جے۔ کے۔ بی۔ ۱۰۰۔ ۱۱۴ ایل۔ ٹی۔ ۳۰۵۔ ۳۲ ٹی۔ ایل۔ آر۔ ۲۰۵۔ ۳۰

کو تسلیم کر لینا، ایسے تمام اشخاص کو، جو ان ممالک میں متوطن ہوں، تاریخ دست برداری یا تسلیم سے، انگریزی قومیت سے خارج کر دیتا ہے۔

ڈونیام بکلیم (۱۸۲۴) ۲ بی۔ سی۔ ۷۹۰۔ ج، ایبٹ وغیرہ ۵

دفعہ ۲۹۹ شہر طبیعہ وہ لوگ، اپنا توطن کسی ایسے ملک میں، زمانہ معینہ معاہدہ کے اندر، اور اگر کوئی زمانہ معین نہ ہوا ہو، تو فوراً، نہ منتقل کر دیں، جو انگریزی قبضہ میں رہ جائے۔

مقدمہ ڈونیام بکاشر (۱۸۲۶) ۵ بی۔ سی۔ ۷۱۰۔ ج، ایبٹ۔ بلی۔ ہولرو ڈونیام ارک رائٹ (۱۸۳۲) ۵ بی۔ سی۔ ۵۷۵۔ ج، پارک ۵

جیفسن بنام ریرا (۱۸۳۵) ۳ کن۔ ۱۳۰۔ ج، ارسکن ۵

مقدمہ بروس (۱۸۴۲) ۲ سی و جے۔ ۴۳۶۔ ۲ ٹائیر ۴۷۵۔ ج، بیلی اینڈ ہر، میں جو تجویز صادر ہوئی، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت کا خیال یہ تھا کہ جارج کا، امریکہ کی خود مختاری کے تسلیم کئے جانے کے وقت، (۱۹) سال کا تھا، وہ مجاز تھا کہ خواہ وہ، اسیوقت، یا بعد دو سال کے سن بلوغ کو پہنچکر، اپنے لئے کوئی قومیت منتخب کر لیتا، معاہدہ صلح میں، کوئی خاص میعاد قرار پائی تھی۔ اسکی صحت، بشکل تسلیم کیجا سکتی ہے، اور جو مسئلہ اس مقدمہ میں پیش تھا، اس میں، یہ فیصلہ نہیں ہو سکتا تھا کہ

قومیت، ایسی حالت میں کہ دو سلطنتیں، ذاتی طور سے ایک ہو جائیں یا ایسا الحاق زائل ہو جائے۔

دفعہ ۳۰۰ جس حالت میں، دو سلطنتیں، ایک شخص کی ذات میں جمع ہو جائیں، تو دونوں سلطنتوں کی رعایا، دونوں ممالک میں، رعایائے ملک غیر نہیں متصور ہوگی۔ لیکن جب ہنوور اور انگلستان میں، ذاتی اتحاد نہ باقی رہا، تو ہنوور کے دور رہنے والے جو پیدا ہو چکے تھے، وہ سب انگلستان میں باشندہ ملک غیر قرار پائے۔

ایزکسن بنام ڈورنٹ (۱۸۸۶) ۱۷ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۵۴۔ ج، کوزج (جنجھوں نے، خود اپنی تجویز صادر کی) واکس دیتھو: یہ انتخاب، تجویز کے صفحہ ۵۹ کا ہے؛ مگر وہ اس شرط سے محدود ہونا چاہئے تھا جس کو فاضل جج، بصراحت سمجھے ہوئے تھے: کہ باشندگان متذکرہ صدر، دونوں سلطنتوں کے ایک شخص کی ذات میں، جمع ہو جانے کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ یہی فیصلہ کالون کے مشہور مقدمہ، رپورٹ لگ

885

جزء، صفحہ ۱۱ میں ہوا تھا۔

اختلافِ قومیت و عدمِ قومیت

اصولاً قومیت، صرف ایک ہونی چاہئے، لیکن جب حالتیں، ایک رعایا کے تعلق، دو حکومتیں برپا کرتی ہیں، (Jus soli) قانونِ ملکی یا (Jus sanguinis) قانونِ قومی، کسی دوسری وجہ سے، دعویدار ہوتی ہیں، اس وقت، اس کے کامل اتباع کی نسبت، دو متضاد دعاوی پیش ہوتے ہیں جہانتک کہ ان سلطنتوں میں، ان دعاوی کا تصفیہ، ذریعہ عدالتوں کے ہوگا، انکی تعمیل، اس سلطنت کے قانون کے مطابق، انکی قومی حیثیت کے مقابلہ میں کرائی جائے گی لیکن جب دعوی سے، انتظامی عہدہ داروں کا تعلق ہوگا: جیسے اس مسئلہ میں، ــــ کہ آیا قانونی بغاوت کا جرم، اس بنا پر معاف ہو سکتا ہے، کہ مجرم، دوسری سلطنت کے تعلقات کی بنا پر، ایسے طرزِ عمل کا مجاز تھا؟ یا یہ، کہ آیا قانونی رعایا، جو بیرونِ ملک ہو، انکی حفاظت سلطنت پر لازم ہے؟ ــــ تو وہ، تمام حالات موجودہ پر نظر ڈال کر، حسبِ مناسب کارروائی کرنے میں، آزاد رہیں گے۔ اس طور سے یہ قاعدہ تقریباً مسلم ہے، کہ کوئی سلطنت، اپنے ان ہم قوموں کی حفاظت نہ کریگی، جو دوسری ایسی سلطنت میں رہتے ہیں، جس کو برپا کرنے قانونِ ملکی یا قومی، یا رعایا بننے وغیرہ کے، اسکے ہم قوم ہونے کا دعوے ہے۔ اس سے جو نتیجہ مستخرج ہوتا ہے، وہ یہ ہے: کہ رعایا بننے کے ایکٹ ۱۸۷۰ء کی دفعہ ۱۷ میں، جو اوصاف، رعایا بننے کے بیان کئے گئے ہیں، وہ رعایا بننے کے فعل کو، فی الحقیقت انہیں پر منحصر اور محدود نہیں کر دیتے؛ بلکہ صرف ان امور کا اظہار کرتے ہیں، جو انگریزی عملدرآمد کے لحاظ سے، اس کامل رعایا بننے کا نتیجہ ہوگا، جسکی منظوری دیجاسکتی ہے۔ اور یہ امر بھی قابلِ لحاظ ہے، کہ یہ اوصاف، انگریزی قومیت کے ایکٹ ۱۹۱۴ء میں قائم نہیں رکھے گئے ہیں؛ اگرچہ ایکٹ مذکور میں، بصراحت یہ بیان ہوا ہے، کہ رعایا بننے سے، انگریزی قوم کے تمام حقوق، حاصل ہو جاتے ہیں؛ یہاں تک کہ ان کے جو بچے، بیرونِ ملک پیدا ہوتے ہیں، ان کو بھی، وہ، اپنی انگریزی قومیت منتقل کر سکتے ہیں ــــ جس طرح کہ پیدائشی انگلستان کی رعایا، اپنی اولاد سے متعلق کر سکتی ہے۔

یورپ کی جنگ نے ایسے لوگوں کا مسئلہ بھی پیش نظر کر دیا، جن کا تعلق کسی قوم

نہ تھا: مثلاً، جرمنی کی پیدا شدہ رعایا، جو انگلستان میں رہتی تھی، جو حتی الامکان جرمنی کی اتباع سے دست بردار ہو چکی تھی، لیکن اس وقت تک انگریزی رعایا نہیں بنی تھی ا ——— جرمنی قانون قومیت، جو ۱۹۱۴ء میں جاری ہوا، اپنی ایسی رعایا پر، جو بیرون ملک رہتی تھی، ایسی حالتیں بھی کہ وہ جرمن کی اتباع سے دست برداری کا اعلان کر چکی ہو، بعض حقوق کے قائم رکھنے کا دعوی کرتا ہے۔ اسی بنا پر اکثر مقدمات میں انگریزی عدالتوں نے یہ طے کیا، کہ جو جرمن الاصل 366
اشخاص انگلستان میں رہتے ہیں، اور انگریزی رعایا نہیں ہو گئے ہیں، ان کو جرمن ہی سمجھنا چاہئے۔ اگرچہ ان کو اس امر پر شبہ تھا کہ آیا انگلستان کے قانون کی رو سے کسی شخص کا بلا قوم رہنا قابل تسلیم ہے یا نہیں (مقدمہ ویبر [۱۹۱۶] ۱۔ کے۔ بی۔ ۱۰۲ میں جج ہنچ فن ایڈی۔ ٹیمور۔ اور بینکیز جنہوں نے [۱۹۱۶] ۱۔ اے۔ سی۔ ۴۲۱۔ جج، بک ماسٹر۔ لارڈ رین۔ ٹیلینٹن کی تجویز کو بحال رکھا۔ یہ بیان کیا گیا تھا (سب تجویز بک ماسٹر صفحہ ۴۲۶) کہ جب تک کہ کوئی شخص اپنی پیدائشی قومیت کو زائل کر کے دوسری قومیت نہ اختیار کرے اس وقت تک اس کی پیدائشی قومیت برقرار رہتی ہے۔ مقدمہ سرکار بنام سپرنٹنڈنٹ وائن اسٹریٹ پولیس اسٹیشن و مقدمہ ریب بین (۱۹۱۶) ۱۔ کے۔ بی۔ ۲۶۸۔ مصلح ہو جانے کے بعد اس مسئلہ پر دوبارہ غور ہوا؛ اور مقدمہ اسٹوک بنام ہلیک ٹرسٹی [۱۹۲۱] ۲۔ چا۔ ۶۷ میں، جج رسل نے، یہ طے کیا، کہ انگریزی قانون میں، عدم قومیت کا وجود تسلیم کیا جا سکتا ہے؛ اسلئے اس عملدرآمد کو، جو زمانہ جنگ میں قائم ہو گیا تھا، صحیح نہیں کہا جا سکتا۔ اسکے ذریعہ سے اسی متروک اصول کا پھر زندہ ہو جانا، کہ کوئی شخص اپنا اصلی وطن ترک نہیں کر سکتا، قوم کی برہمی مزاج پر محمول کرنا چاہئے، جو کہ جنگ کی سختیوں کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی۔ ——— یہ اصول اور عملدرآمد دوبارہ غور کئے جانے کی حالت میں قائم نہیں رہ سکتا ہے۔

367

فصل شانزدہم

انجمن و جماعت ہائے عام

(CORPORATION AND PUBLIC INSTITUTION)

حقیقی اشخاص، کے علاوہ، جن سے ہم اس وقت تک بحث کرتے رہے ہیں، قانون بین الاقوام کو، ان فرضی اشخاص سے بھی بحث کرنی پڑتی ہے، جن کے اصطلاحی وجود کو ہر ملک کا قانون تسلیم کرتا ہے: انکی ایک قسم، انجمنوں پر مشتمل ہے، جسمیں حقیقی اشخاص، جو ارکان کے نام سے موسوم کیئے جاتے ہیں، اور انکے جانشین، ایک ایسی جماعت بناتے ہیں، جس کو قانونی وجود، اور دوامی جانشینی کا حق ہوتا ہے۔ قانون روما کے عام اصول کے لحاظ سے، بظاہر انجمن کے قیام کیلئے، تین ارکان کی ضرورت سمجھی جاتی تھی۔ "ٹرائیس پرسکیس" کا خیال تھا کہ ایک انجمن کیلئے تین ارکان کی ضرورت ہوتی ہے، اور اسی قاعدہ کا اتباع کیا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے"۔ خلاصہ ۵۰، ۱۶، ۸۵۔ لیکن کوئی انجمن، اس بنا پر شکست نہیں ہو جاتی تھی، کہ اسمیں، صرف ایک رکن رہگیا ہے۔ "اگر انجمن میں صرف ایک رکن رہگیا ہے، تو یہ مسلم ہے کہ وہ کاروبار کے جاری رکھنے کا مجاز ہے، اور تمام ارکان کے حقوق، اسکی ایک ذات میں جمع ہو جاتے ہیں: اور ایسی حالتمیں بھی، ایسے انجمن کا اطلاق ہوگا"۔ (خلاصہ ۴-۴-۷-۲) انگلستان میں، ہم کو ایسی انجمنیں ملتی ہیں، جن کے ارکان کی تعداد، کبھی ایک سے زیادہ نہیں ہوتی! یہ انجمن ہائے مفرد (Corporation sole) انجمن ہائے مرکب (Corporation aggregate) سے ممیز ہیں۔ قانون روما میں، فرضی اشخاص کی، ایک دوسری جماعت پائی جاتی تھی، اور اکثر ممالک میں، اس کا وجود، اب بھی، مقاصد عام کی جماعتوں کے ذریعہ سے نظر آتا ہے: مثلاً مدرسے یا شفاخانے، جن کا قانونی وجود، بغیر ایک رکن کے بھی مانا جاتا ہے، اور اس بنا پر وہ (Personae vice fungi) کے نام سے موسوم کیے جاتے ہیں۔ انگلستان میں ہم ایسے فرضی شخص نہیں پاتے، ایسی جماعتوں کی جائداد، ہمیشہ انجمنوں یا امناء کے ہاتھ میں ہوتی ہے، جن پر انجمن کا اطلاق نہیں ہو سکتا: ان دونوں اقسام سے ایک ہی

اصول قانون بین الاقوامی متعلق ہوتا ہے۔ ہر فرضی شخص کے ذاتی معاملات، اور اگر اس کے ارکان ہوں تو اس کے اور اس کے ارکان کے باہمی تعلقات کا دارومدار اس قانون پر ہوتا ہے جس سے شخص مذکور کا وجود قائم ہوا ہے۔ اگر وہ دوسرے ممالک میں بیرونی جماعتوں سے معاملہ کرنا چاہتا ہے تو پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ آیا وہ اپنی فرضی حیثیت میں ان ممالک کے قانون کے لحاظ سے ایسے عمل کا مجاز ہے؟ اگر اس کو ایسی اجازت ہے، تو اسکے معاملات کی بیرونی فریق کے ساتھ وہی حالت ہوگی جو ملک غیر کے حقیقی اشخاص کیساتھ ہوتی۔ اور اگر اسکی فرضی شخصیت اس مقصد کیلئے کافی نہیں تسلیم کیجاتی، تو کوئی حقیقی شخص اسکے ساتھ معاملہ کرنے میں جسکا معاملہ مذکور کا تعلق 368
مختاری یا پٹہ داری سے نہو، ذمہ دار نہیں قرار پاسکتا، اور ان وجوہ سے بحث کرتے ہوئے یہ امر پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ ارکان سے ۔۔۔ اگر کوئی ہوں ۔۔۔ انجمن کا ترکیب پانا صرف اسی قانون کی بنا پر ہو سکتا ہے، جو کہ انجمن کے مقام قرار کا ہو، نہ کہ کسی دوسرے مقام کا۔

ایک کمپنی جس کا دفتر رجسٹری اسکاٹ لینڈ میں ہے اور جو وہیں کی متوطن ہے اور عام طور سے وہیں رہتی ہے، حکم ۱۱ بابت ۱۸۸۳ قاعدہ افیمن (ج) (۱) (ب) داخل ہے۔ مقدمہ جرنل رجسٹر اسکاٹش کمپنی شورش کمپنی لمیٹیڈ (۱۸۹۶) ۱۷ کیسز۔ پی۔ ڈی۔ ۱۲۱، ۶۶ ایل۔ ٹی۔ ۷۰۔ بولک کیس۔ مقدمہ ڈنبس بنام اسکاٹش امپریل انشورنس کمپنی (۱۸۹۹) ۲۲ کیسز۔ پی۔ ڈی۔ ۲۰۵ ج، انیفن۔ مینجو۔ گرنہام۔

جو سوالات انتظام جائداد و لیاقت کے متعلق پیدا ہوتے ہیں، ان سے ایک جگہ بحث کیا جانا مناسب خیال کرکے ہم نے ان اصول کے بعض استعمالات سے دفعہ ۱۳۱ سے لیکر دفعہ ۱۳۳ تک میں بحث کی ہے۔ ان اصول سے بطور اسطہ جو نتیجہ مستخرج کیا جا سکتا ہے، وہ اس سے زیادہ نہیں ہے کہ جو کمپنی اپنی نجی حیثیت، یا دوسرے قانون کے بموجب انگلستان کے قانون کے علاوہ کسی دوسرے قانون سے حاصل کرتی ہے، اس کا انضباط انگلستان کی عدالت میں نہیں ہو سکتا اگر چہ اسے انتظام شرکت کے بعض سابق کارروائیاں انگلستان میں اس غرض سے عمل میں آئی ہوں کہ انگلستان کی جائداد اوائی قرضہ کے لئے دستیاب ہو سکے۔

جنگ کی وجہ سے انگلستان اور دوسرے غیر ممالک میں ان اصول پر دوبارہ غور کی ضرورت ہوئی ہے جن کے بحسب سے تجارتی انجمنوں کی قومیت، اور توطن کا

تسلیم ہو چکا ہے۔ اس سے قبل انگلستان میں یہ تسلیم کر لیا گیا تھا کہ انجمن کی شخصیت، اس کے ارکان کی شخصیت سے بالکل مختلف ہوتی ہے، اور اسکی قومی حیثیت کا تعین، اس کے قیام کے قانون سے کیا جانا چاہیے۔ مگر یورپ کے بعض ممالک میں، یہ رائے قبول نہیں کی گئی تھی، اور انجمنوں کا قانون، عام طور سے اس ملک کا قانون سمجھا جاتا تھا، جہاں اس کا صدر انتظامی مرکز ہوتا تھا۔ اور اگر کسی دوسرے ملک کے قانون کی رو سے، اس کو قانونی شخصیت حاصل ہو جاتی تھی، تب بھی، ممکن تھا کہ وہ شخصیت، اس ملک میں، جہاں وہ کاروبار کرتی تھی، تسلیم نہ کیجائے؛ اور وہاں، اسکے ارکان، فانی طور سے ذمہ دار قرار پائیں۔ دوسرے ممالک میں، اگرچہ اس کے قیام کے قانون سے، اس کو قومی حیثیت حاصل ہو جاتی تھی، اور اس طور سے اس کا قیام اور انفساخ، قانون مذکور کے اختیار میں ہو جاتا تھا، لیکن اس مقام کا قانون، جہاں اسکے کاروبار کا مرکز ہوتا تھا، اسکی دیوانی حیثیت کا متعین کرنے والا متصور ہوتا تھا؛ اور حقیقی شخص کی حیثیت کیطرح، اسکی حیثیت کا تعین، اسکے قومی قانون سے نہیں کیا جاتا تھا۔ انگلستان میں، ادائی محصول آمدنی، اور قانونی طلب نامجات کی تعمیل، کی اغراض سے انجمن کا، صدر مقام کاروبار، اہم ہو گیا تھا؛ لیکن نیم ذاتی حیثیتوں، مثلاً تصفیہ حسابات، وغیرہ ــــ کے اغراض کے لئے انگریزی یا بیرونی ہونے کا تصفیہ، اسکے قانون قیام سے کیا جاتا تھا۔ 569

لیکن جنگ کے زمانہ میں، اس مسئلہ پر از سر نو غور کیا گیا، اور کانٹینٹل ٹائر کمپنی بنام ڈنلپ ربر کمپنی کے مشہور مقدمہ ا۔ کے۔ بی۔ ۱۹۱۲ء میں، مراعنہ کے اجلاس کامل چیف جسٹس، ریڈنگ۔ کرونس ہارڈے۔ کینڈی۔ فلیمنگ۔ کیفورڈ۔ بکلے (مختلف الرائے) نے، اسپر بحث کی؛ اور بعدہ ہاؤس آف لارڈز کی جوڈیشل کمیٹی میں [۱۹۱۶] ۲۔ اے۔ سی۔ ۱۲: ۱۹۳۔ البمری۔ مرتی کنٹیر۔ نیکسن۔ بٹلر۔ پارکر۔ ٹمر دیار مور نے، بحث کر کے، بغلبۂ آرا یہ قرار دیا: کہ جماعت متحدہ کا وطن، اس مقام کا سمجھا جائیگا، جہاں اس کا انتظامی مرکز ہوگا، یعنے وہ مقام جہاں اس کے مہتمم، عام طریقہ سے اجلاس کرتے ہیں۔ اور یہ وطن، اس قومی حیثیت پر، جو کہ قانون قیام جماعت سے حاصل ہوتی تھی، زمانہ جنگ میں، تجارت کرنے کی قابلیت، یا عدم قابلیت، کے تصفیہ میں غالب رہا۔

عدالت مرجعہ کے تمام ارکان، بجز بکلے اور ہوسس آف لارڈز کے ارکان، کیمز لارڈ وزشاد یا رمور، کی یہ رائے تھی، کہ قانونی شخصیت، صرف اسی حالت میں، دشمن قرار دیجا سکتی ہے،

جبکہ اس کا قیام دشمن کے ملک میں ہوا ہو ــــ یعنی جماعت متحدہ کی قومیت "اور تو وطن" اس ملک پر منحصر ہے، جہاں وہ قائم ہوئی ہے۔ لیکن ہاؤس آف لارڈز نے، بغلبہ آراء، جس میں آرکر ٹیکنسن، مرسی، سمنر اور کینیڈ شریک تھے، یہ طے کیا کہ ایک انجمن یا جماعت، جو انگلستان میں قائم ہوئی ہو، وہ بھی دشمن کی حیثیت اختیار کرتی ہے، اگر اسکے ایجنٹ، یا اس کے حقیقی ممبر دشمن کے ملک میں رہتے ہوں، یا دشمن سے ملے ہوئے ہوں: خواہ وہ کہیں رہتے ہوں۔ شرکار، انجمن کی انفرادی حیثیت کا کوئی اثر، انجمن کی حیثیت پر نہیں پڑ سکتا اگر اس سوال پر کہ ــــ آیا انجمن کے ایجنٹ دشمن سے ملے ہوئے ہیں، یا نہیں؟ ــــ اس کا ضرور اثر پڑیگا۔ لارڈ ہالسبری نے، بہ اتباع بکلے، یہ قرار دیا: کہ ایک انجمن کا وطن، اسی مقام کا ہوگا، جہاں اس کا انتظامی مرکز ہے ــــ یعنی وہ مقام، جہاں اس کے وہ ممبر، جن کے ہاتھ میں اس کا نظم و نسق ہے، عام طور سے اجلاس کرتے ہیں۔

مقدمہ پولزیتہ (۱۹۱۶ اے سی ۱۰۱) میں، جو بارکر بیوٹین میں بھی جسکی تائید، سوئفن ایلی فلیمر اور جنکنز مصنفہ ۱۴ نے کی، یہی معیار قرار پایا، اس میں ایک انگریزی جہاز کی ملکیت کی بحث تھی ــــ وہ جماعت، جس کا یہ جہاز تھا، انگلستان میں قائم ہوئی تھی، مگر اس کا انتظام، جرمنی ڈائرکٹروں کے ہاتھ میں تھا۔ اس صورت میں یہ قرار پایا کہ انجمن مذکور، انگریزی انجمن نہیں قرار دی جا سکتی، اور اس کا جہاز، جو سرکار، قابل ضبطی ہے۔

ہوس آف لارڈز کے فیصلہ سے، ہنوز پوری طور سے نتائج نہیں نکالے گئے ہیں، اور
870 معلوم نہیں ہوتا، کہ آیا دوسرے مسائل میں جن میں ایک انجمن کی قومیت، یا وطن کی بحث ہو، اس سے کام لیا جائیگا یا نہیں؟ ــــ یعنی یہ کہ انجمن کی قابلیت معاہدہ، اور وراثت، کا سوال کس قانون سے طے ہوگا؟ ..... اس فیصلہ سے قیاس غالب یہ ہوتا ہے کہ آئندہ انگریزی عدالتیں، انجمنوں کے وطن کے تصفیہ میں، انجمنوں کے انتظام کے واقعات کو، ضروری خیال کرینگی، اور جو وطن، اسطور سے متعین ہوگا، اس کو متحدہ اشخاص سے، اسیطرح متعلق کرینگی جسطرح حقیقی اشخاص سے متعلق کیا جاتا ہے۔ یہ امر تعجب سے خالی نہ ہوتا، اگر انگریزی قانون، جو حقیقی شخصیت کے ذاتی قانون کے لئے، وطن پر اسقدر زور دیتا ہے، قانونی شخصیت کیلئے اسی معیار کو ناقابل قبول قرار دیتا ــــ خصوصاً ایسی حالت میں کہ دوسرے ممالک، جو حقیقی شخصیت کی حیثیت کے تعین میں، قومی قانون پر زور دے رہے ہیں ــــ وہ خود، جماعتوں کے

حقوق کے تعین میں، اصول توطن سے کام لیتا ہے۔ زیادہ تر مناسب خیال کرتے ہیں۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ انجمنوں کو محصول آمدنی کا مستوجب قرار دینے میں، انگریزی عدالتوں کے حال کے فیصلہ جات کا رجحان، اسطرف ہے کہ حقیقی مقام کاروبار، نہ کہ ان کے قائم ہونے کا مقام، سیار تجویز قرار دیا جائے؛ اور بجائے قانونی صورت کے حقیقی واقعات پیش نظر رکھے جائیں۔

زمانہ جنگ میں، فرانس کی عدالتوں نے بھی، اس اصول کی نظر ثانی کی ہے کہ وہ اب تک وہاں تجارتی جماعتوں کا توطن، اسکے انتظامی مرکز پر منحصر سمجھا جاتا تھا؛ انھوں نے بھی انگلستان کی اعلیٰ عدالت کیطرح، یہ طے کیا ہے کہ ایک انجمن کا توطن، اسکی اساسنامہ، اسکی رضامندی کے ذرائع، اسکے متعلقین کی ذات، اور اسکے حقیقی مقاصد کی کارروائیوں پر منحصر ہونا چاہیے۔ قدیم محکمہ آمد کا ترک، اس اصول پر مبنی تھا کہ جنگ کے حالات میں، ٹیکس قانون کے اصول پر، تمام قانون کو ترجیح دیجانی چاہیے۔

وہ جہانتک کہ انجمنوں کا تعلق ہے، انکی ظاہری قومیت زیادہ تر قابل لحاظ نہیں ہوتی؛ وہ، قانونی صورت جسمیں انجمن قائم ہے، اور وہ مقام جہاں اس کا انعقاد ہوا، اسکے ارکان، ڈائرکٹروں، اور شیروں کی قومیت: خلاصہ یہ کہ وہ تمام امور، جو خانگی قانون میں، ایک انجمن کی قومیت کی دریافت میں، قابل لحاظ ہوتے ہیں، ان سب سے قطع نظر کرلیجاتی ہے، جب عام قانون کی رو سے، کسی انجمن کی حقیقی حیثیت، دریافت کرنے کی ضرورت لاحق ہوجاتی ہے"۔

فرضی اشخاص سے مزید بحث کرنے سے پہلے، ہم پہلے ایک ایسی شے سے شروع کرینگے، جس کا تعلق، ان کار خیر کی عام جماعتوں (Public Institution) سے ہوگا، جو اکثر ممالک میں، ایسے ہی اشخاص سے یا ایسے اشخاص کے ذریعہ سے قائم ہوتی ہیں؛ اور بقیہ فصل خاص طور سے، جماعتہائے متحدہ سے متعلق رہے گی۔

دفعہ ۳۰۱ جب کسی انگریزی عدالت کو اہتمام وصیت کی کارروائی میں، معلوم ہو، کہ جو رقم، کار خیر کے لئے دیگئی ہے، اس کا مصرف بیرون ملک قرار دیا گیا ہے تو اس کو اس امر کا اطمینان دلایا جانا چاہیے، کہ ملک مذکور میں، وہ مقصد بطریق جائز پورا ہوسکتا ہے؛ اس اطمینان کے بعد عدالت رقم مذکور، امنا یا دوسرے اشخاص کے، جن کو متوفی نے بتایا ہو، حوالے کریگی؛ تاکہ وہ لوگ، اس ملک کے قانون، اور اختیارات، کی پابندی کے ساتھ 871

اس کو صرف کر سکیں۔ ممالک غیر کے کارہائے خیر کے انتظام کے لئے عدالت کوئی خود تجویز نہیں کرے گی۔

مقدمہ پرووسٹ آف ایڈنبرا بنام آبری (۱۶۵۴) ایسیلر۔ ۲۵۶۔ جج ہارڈوک کو و مقدمہ اولیفینٹ بنام ہنڈری (۱۸۴۲) ۱۔ بروسی سی۔ ۱۷۱۔ جج تھرلو، مقدمہ اٹرنی جنرل بنام لی پائن (۱۸۱۸) ۲۔ ایس ڈبلیو۔ ۱۸۱۔ ۱۔ وسس سی۔ ۱۔ ج۔ ۴۶۵۔ جج ایلڈن؛ جنہوں نے جسٹس گرانٹ کے فیصلہ کو، منسوخ کر دیا؛ جس میں جسٹس گرانٹ نے ۱۸۱۵ء میں ایک انتظام تجویز کیا تھا۔ ۱۹۔ وسس۔ ۲۰۹ تو مقدمہ منٹ بنام مورسی (۱۸۱۹) ۱۔ رس۔ ۱۱۲ نوٹ جج پلومر، مقدمہ ایمبری بنام بل (۱۸۲۶) ۱۔ رس۔ ۱۱۲۔ جج گیفرڈ، و مقدمہ میوراف لائنز بنام ایسٹ انڈیا کمپنی (۱۸۳۶) ۱۔ مو۔ پی سی۔ ۱۷۵۔ ۱۔ مو۔ آئی۔ اے۔ سی۔ ۱۷۵۔ جج، برودہام؛ و مقدمہ اٹرنی جنرل بنام اسٹرچ (۱۸۵۴) ۱۹۔ بیو۔ ۵۹۔ جج، رولے؛ و مقدمہ نیوبنگام بنام بوناکر (۱۸۶۷) ایل۔ آر۔ ۴۔ ای کیو۔ ۶۵۵۔ جج، لائش؛ و مقدمہ میوراف لائینز بنام ایسٹ انڈیا کمپنی میں جسٹس برودہام نے کہا، کہ چند سال سے عدالت لارڈ ہارڈوک کی تجویز سے تجاوز کر رہی ہیں، جنہوں نے مقدمہ پرووسٹ آف ایڈنبرا بنام آبری میں یہ تجویز کیا تھا، کہ وہ تقسیم رقم کے متعلق کوئی ہدایت نہیں دے سکتے۔ ۱۔ مو۔ پی۔ سی۔ ۲۹۵۔ ۱۔ مو۔ آئی۔ اے۔ سی۔ ۲۹۳۔ ۔۔۔ مگر یہ تجویز مقدمہ اولیفینٹ بنام ہنڈری کی غلط فہمی پر مبنی تھی۔ اور مقدمہ اٹرنی جنرل بنام لی پائن میں فیصلی بحیثیت، ہاسپٹل آف رونس کے معاملہ میں ہوئی ایک مخصوص مقدمہ کنڈل بنام گرانٹ کا حوالہ دیا گیا تھا۔ اور ایک عجیب مقدمہ اٹرنی جنرل بنام سٹی آف لنڈن (۱۶۹۰) ۳۔ بروسی سی۔ ۱۷۱۔ ۱۔ وس۔ جوان۔ ۳۴۳۔ کی تجویز میں، جج تھرلو۔ برودہام نے اس عام قاعدہ کی وجہ اس طرح بیان کی، دو کہ ممالک غیر کے کار خیر کے اہتمام کے مقدمات میں، عام طور سے عدالت کا دخل دینے کی وجہ یہ ہے، کہ جو لوگ حقیقی طور سے اس کام کو انجام دیتے ہیں، وہ، اس ملک کی عدالتوں کے حد اختیار سے باہر ہوتے ہیں؛ اور جو لوگ، اس ملک کی عدالتوں کے حدود اختیارات میں ہوتے ہیں، وہ، اسکے جوابدہ ہوتے ہیں؛

اس فرض کو کوئی شخص بآسانی اپنے ذمہ نہیں لے سکتا، اور نہ ان فرائض کو قابل اطمینان طریقہ سے ادا کر سکتا ہے۔ شخص مذکور کو بہ نسبت اس عدالت کے جس کا وہ جوابدہ ہے، مقامی لوگوں یعنی مقامی عہدہ داروں پر زیادہ تر بھروسا کرنا پڑیگا"

۱۰۳۰ پی۔ سی۔ ۷۰۔ ۲۹۔ ۱۰۳۰ آئی۔ اے۔ سی۔ ۲۹۵۔

البتہ اٹرنی جنرل کو اسکی اجازت دیجا سکتی ہے کہ وہ ممالک غیر کی عدالتوں سے تجویز کی قرارداد کی درخواست کرے۔ مقدمہ پیٹیشن بنام فریزر (۱۸۸۳) ۲۲۔ چانسری ڈویژن ۲۰۷۔ جج، فرائی۔

دفعہ ۳۰۲ انگریزی عدالتیں، بیرونی جماعتوں کے اندرونی تنازعات میں کوئی مداخلت نہ کریں گی۔

مقدمہ سٹڈلو بنام ڈرہم رشیں ریلوے کمپنی (۱۸۵۵) ۲۱۔ بیو ۴۳ میں جج رومیلی نے کہا: کہ جو کچھ عدالت، مدعی کیلئے کر سکتی ہے وہ صرف اسقدر ہے کہ اسکے حق کا استقرار کر دے، اگر وہ اس ملک میں جہاں انجمن قائم ہوئی ہے بے کار ہوگا۔

مقدمہ یوس بنام بالڈون (۱۸۴۹) ۱۱۔ بیو ۱۸۲۔ جج، لیننگ ڈیل: میں عرضی عرض میں ایسے امور کا بھی ذکر تھا، جو آئرلینڈ کی ایک انجمن کے اندرونی معاملات کے علاوہ تھے، اور عدالت کو اختیار تھا کہ مقدمہ کی مزید تحقیقات میں، ان امور کا تصفیہ کرے، جن کا تعلق اندرونی معاملات سے تھا۔ مقدمہ پیکر اینگ بنام اسٹیفنسن (۱۸۶۲) ایل۔ آر۔ ۱۴۔ ۱۔ ای کیو۔ ۲۲۲۔ جج، وکنس: میں اگرچہ انجمن ترکی تھی، مگر اس کا انتظام انگلستان میں ہوتا تھا، اور اسپر سختی سے زور نہیں دیا گیا تھا کہ اسکی سماعت کی، صرف ترکی عدالت، مجاز تھی ــــ انجمن کے اعتبار کے خیال سے، شاید اس قسم کی بحث، مناسب نہیں خیال کی گئی تھی، تاہم یہ طے ہوا کہ اس سے ترکی قانون متعلق ہے۔

دفعہ ۳۰۳ جو انجمن، بیرون ملک قائم ہوئی ہو، "وہ بحیثیت ایک شخص باشندہ سلطنتہائے متحدہ" کے مستوجب ادائی محصول آمدنی نہیں ہے:۔ (الف) محض اس بناء پر کہ انجمن مذکور کے کاروبار کی ایک شاخ، لندن میں واقع ہے۔ یا، (ب) اسوجہ سے کہ اسکے شرکاء کے اجتماع اجلاس لندن میں ہوتے ہیں۔ (ج) البتہ اس صورت میں "وہ" مستوجب ادائی محصول آمدنی

372

ہے جبکہ اسکا حقیقی صدر دفتر خواہ وہ اس نام سے موسوم کیا جاتا ہو، یا نہ کیا جاتا ہو، سلطنتہائے متحدہ میں واقع ہو، اور اس سے ہر صورت میں، اس منافع پر محصول آمدنی وصول کیا جائیگا، جو اس کاروبار سے حاصل ہوگا، جو سلطنتہائے متحدہ میں کیا جائیگا جیسا کہ ایک حقیقی شخص سے وصول کیا جاتا، جو بیرون ملک رہتا ہوتا۔ (ف) اور کاروبار کا کرنا، اسوقت سمجھا جائیگا، جبکہ ایک انجمن یا شخص معاہرات عادتاً، ایک مقررہ مقام پر، اندرون حدود ادارضی عمل میں لاتا ہے، اور ہر مرتبہ ملک غیر کی انجمن سے ہدایت کا طالب نہیں ہوتا۔

(الف) مقدمہ ارٹی جنرل بنام الگزنڈر (۱۸۷۴) ایل۔ آر۔ ۱۰۔ ۱۔ ایچ سی سی۔ ایچ جج، کیلے کلستائی۔ اسفلٹ ج (ب) گوازر و کمپنی بنام بل [۱۹۰۴] ۲ کے۔ بی۔ ۳۶ ایچ جج، چیتل ج (ج) فریجین بنام لاسٹ (۱۸۸۱) ۷ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۱۲۔ جج، لنڈلے۔ وائکن ویسٹن میتھو بنکو [۱۸۸۱] ۸ کیو۔ بی۔ ڈی ۱۴۴ جج، جیسل۔ بریٹ۔ کاٹن نے بحال رکھا، و مقدمہ ڈی بیرس کانسولیڈیٹڈ مائنز لمیٹڈ بنام ہو [۱۹۰۵] ۲ کے۔ بی۔ ۶۱۲ جج فلیمور، جن کے فیصلہ کو جسٹس کوزنس میتھو اور کوزنس آر ڈی، نے بحال رکھا، (۱۹۰۶) ۱ اے۔ سی۔ ۴۵۵ جج، لارڈ میگناٹن جیمیس آف ہیریفورڈ۔ رابرٹسن۔ ایجنس کو و مقدمہ یاکوہاما اسپیسی بنک لمیٹڈ بنام ولیمس [۱۹۱۵] ۱۳۹۔ ایل۔ ٹی۔ ۸۶۱۔ جج، رولٹ کو دی ہیلیوریس لمیٹڈ بنام فارمر [۱۹۱۸] ۲ کے۔ بی۔ ۲۵، کو دیکھو انگلو آسٹرین بنام فرمن (۱۸۷۹) ۵۔ ایکس۔ ڈی۔ ۵۷۔ جج، ہالسٹن و پولک ــــ کسٹی مختلف الرائے، اس کی پوری تائید [۱۸۸۱] ۷ کیو۔ بی۔ ڈی ۶۲ ۵ میں جسٹس برامویل۔ بریٹ اور کاٹن نے کی۔ ..... یہ ایک مخصوص مقدمہ متعلقہ محصول آمدنی، اس منافع کا تھا، جو ملک غیر کی انجمن مخصوص کے حصص پر، انگلستان میں ادا کیا گیا تھا، و نیز دیکھو! مقدمہ میسرز بیکیٹ و کمپنی بنام ان لینڈ ریونیو [۱۸۹۰] ۲۴۔ ریٹی ۲۹۹ صدر کنٹین رابرٹسن۔ کنیز ج

جس حالت میں، ایک انجمن بیرون ملک قائم ہوئی تھی، مگر اس کا انتظام، ان لوگوں کے ہاتھ میں تھا، جو انگلستان میں رہتے تھے، اور اس کی معمولی بضاعت بھی انگلستان ہی میں تھی، اس کی نسبت قرار پایا۔ کہ وہ انگلستان کی باشندہ ہے، اگرچہ وہ کاروبار وہاں نہیں کرتی تھی، اور نہ کوئی کمانا لین دین کا، وہاں تھا۔ امریکہ تھمپسن کمپنی بنام

بوسی (۱۹۱۳) ۱۰۸۔ ایل۔ ٹی۔ ۳۰۳، ۳۰۳ ج، ایچ۔ ایل۔ ہا لڈین ایسٹری۔ ایکسٹن۔ کیتھ۔ مرسی، جنہوں نے، کورنس ہارڈی۔ موسٹن۔ بکلے اور ہلٹن، کے فیصلہ کو بحال رکھا۔

(حرف) ٹیس ورسی انشورنس کمپنی بنام سوسائٹی دی یونگشن وغیرہ (۱۹۱۴) ۱۱۱۔ ایل۔ ٹی۔ آر۔ ۷۰۹ ج، کورنس ہارڈی بکلے اپیل۔

دفعہ ۳۰۴ انگلستان، اسکاٹ لینڈ، اور آئرلینڈ کی جماعت متحدہ بحیثیت شخص باشندہ سلطنتہائے متحدہ کے، محصول آمدنی کے ادا کرنے کی مستوجب ہے، اگرچہ اس کا تمام کاروبار، بیرون ملک ہوتا ہو، اور بعد قیام کے اس کی رجسٹری بھی ملک غیر میں ہوئی ہو، ——— وہ بپابندی قواعد، اپنے منافع کے اس حصہ پر محصول آمدنی ادا کرنے کی مستوجب ہوگی، جیسا ایک حقیقی شخص، باشندہ سلطنتہائے متحدہ سے محصول لیا جاتا ہے۔

جو انجمن، سلطنتہائے متحدہ میں قائم ہو، اور جو حقیقی شخص، سلطنتہائے متحدہ میں رہتا ہو، اسپر بلحاظ وصول محصول آمدنی، ایک ہی اصول کا کام میں لایا جانا، تسلیم کر لیا گیا ہے، اگر اس کی نسبت یہ کہا جائے کہ ایک انجمن کا ایک مقام پر قائم ہونا، اس کی وہاں کی باشندگی کا ثبوت نہیں ہے: 878
تاہم یہ بات پائی جائیگی، کہ اس کی باشندگی، ان حالات سے مستنبط کیجائے گی، جو قیام کے لوازمات میں سمجھے جاتے ہیں ——— کاروبار کرنا، یقیناً باشندگی سے زیادہ تر محدود ہے، اور اس کا اثر، انجمن کی آمدنی کے اس حصہ پر پڑتا ہے، جو قابل وصول محصول ٹھہرایا جاتا ہے۔ انجمن اور حقیقی شخص کے، واحد ہونے کے اصول کے قائم ہو جانے کے بعد، اس معاملہ میں، جو قواعد بجا لاتے ہیں، ان کا تعلق، بہ نسبت کتاب ہذا کے، محصول آمدنی سے زیادہ تر ہے، مگر مفصلہ ذیل مقدمات متعلقہ انجمن کا، یہاں تذکرہ کیا جا سکتا ہے:-

سیسینا سلفر کمپنی بنام نکلسن۔ کلکتہ جوٹ مل کمپنی بنام نکلسن (۱۸۷۶)
۱۰۱۔ اے ایکس ڈویژن ۴۲۸ ٹی الگزنڈریا واٹر کمپنی بنام سگرنو (۱۸۸۲) ۱۱۔ کیو۔ بی۔ ڈی ۴۔ ۱۷۔ ولنڈن بنک آف لیکیوڈیشن بنام امپھارن [۱۸۱۹]
۱۔ کیو۔ بی۔ ۳۸۲ (۱۸۱۹) ۲۔ کیو۔ بی ۴۷۵ ٹی وبارتھلومے بریونگ کمپنی (۱۹) ایچ۔ آر۔ ۲، بنام واٹ۔ دنبل ڈینامائٹ ٹرسٹ کمپنی بنام واٹ (۱۸۹۳) ۲۔ کیو۔ بی۔ ۴۹۹ ٹی سینٹ پالو (برازیلین) ریلوے کمپنی بنام کارٹر [۱۸۹۵]

ا۔کیو۔بی۔۵۰۰ [۱۸۹۶] ۱ اے۔سی۔۳۱ ہوگر بنام لائف انشورنس سوسائٹی بنام وہیپ [۱۹۰۱] ۱ کے۔بی۔۱۵۲ ہاشاہ بنام کمشنر آف انکم ٹیکس [۱۹۰۱] ۲ کے۔بی۔۹۰۹ ہوکوڈک لمیٹڈ بنام کلارک [۱۹۰۳] ۱ کے۔بی۔۵۰۵ ہ کمشنر آف انکم ٹیکس بنگلور لمیٹڈ بنام اسٹیرن کمشنر آف انکم ٹیکس بنگلور بنام ایڈورڈ سیلرز لمیٹڈ [۱۹۰۵] ۱ اے۔سی۔۲۰۰ ہ ڈیوی بنام فرنس ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ بنام ہسٹیلی [۱۹۰۶] ۲ کے۔بی۔۵۶۰ ہ جے۔ماسٹن بنام ایچ۔ہنچلی بنام ایچ۔ہنچلی اینڈ کمپنی لمیٹڈ [۱۹۱۴] ۱ اے۔سی۔۱۰۲۲ ہ پارسن۔لوربرن۔پارکر۔ہمفرے

ان حالات پر جنہیں ملک غیر کی ایک کمپنی، ادائی محصول کیلئے، ہندوستان میں نمائندہ مقرر کرتی ہے، ہم نے غور کیا۔ ڈی بنام ایف۔جے۔اسٹیٹ کمپنی [۱۹۲۲] ۹۱۔ ایل۔جے۔صفحہ ۳۴۹ (پی۔سی) میں اس مسئلہ پر غور کیا گیا۔ نیز بات ولسٹر۔انکیسٹن۔ رنبر تھی۔کارسٹن، جنہوں نے ایس۔اے۔اسٹرن ولیم۔لیکن۔ٹیگر [۱۹۲۱] ۳۔کے۔بی۔۴۰۵ ہ۔اور رالٹ [۱۹۲۰] ۳۔کے۔بی۔۲۷۵ کے فیصلہ کو بحال رکھا۔ 874

دفعہ ۲۰۵ ملک غیر کی جماعت متحدہ، یا دوسرے فرضی اشخاص کی طرف سے انگلستان میں دعوے کے دائر کئے جانے میں کوئی اصطلاحی عذر نہیں ہو سکتا ——— وہ دعوی دائر کرنے کے مجاز ہیں۔ صرف سوال یہ رہ جاتا ہے: کہ آیا اس مقام کا قانون، جہاں معاملہ ہوا، ان کو بحیثیت جماعت متحدہ، یا دوسری فرضی حیثیت کے، ایسی کارروائی کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟

ٹوچی ڈیسٹ انڈیا کمپنی بنام نیرکیں (۱۷۲۴) ۱ اسٹر۔ٹی۔۶۱۲۔سی۔پی۔ہ (۱۷۲۹) ۱ اسٹر۔ٹی۔۸۰۰ ہ۔ٹی۔لارڈ ڈے ہ ۵۲۲۔بی۔آر (۱۷۳) ۱ اسٹر۔ٹی۔۸۰۰ ہ لارڈ ڈے (۱۷۲۵) ایچ۔آف ایل وڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی بنام نیرکیں (۱۷۲۸) گلس رپورٹ آف پی۔آر۔سی۔ے ان۔سی۔پی۔۴۴ ہ نیشنل بنک آف سینٹ چارلس بنام ڈی برنالس (۱۸۲۵) ۱ سی۔پی۔۵۶۹۔رائے ومون ۱۹۰۔ نیز بنک ۱ اول اور سوم سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس صورت میں، جماعت متحدہ کے نام سے دعوی ہوا، وہاں جماعت متحدہ کی تعین شخصیت کا معاملہ ایک واقعاتی سوال ہوگا، اسد فعہ کی تائید میں ہم کی نظائر کا پیش کرنا بے ضرورت ہے۔ لیکن یہ امر قابل بیان ہے کہ جو مقدمات میرے علم میں ہیں، وہ سب جماعتہائے متحدہ کے متعلق ہیں؛ تاہم شفاخانے

اور مدرسے جو (Personae vice funge) کے نام سے موسوم ہوتے ہیں،
وہ سب اسی اصول کے تحت میں، داخل ہو جاتے ہیں۔ انگریزی قانون کا یہ حکم
کہ جماعت متحدہ کو، دستاویز اپنی عام مہر سے تکمیل کرنی چاہیئے، ملک غیر کی،
ان جماعتوں سے متعلق نہیں ہے، جو انگلستان میں کاروبار کرتی ہیں۔ کانونیل
گولڈ لیف کمپنی بنام فرمی ہیٹ کمپنی (۱۹۱۴) ۱۔ چانسری ۲۰۲۔ ۳۰۔ ج ۱۔ ساؤتھ ۔

دفعہ ۳۰۶ ثبوت اجازت ۔ اس سوال پیدا ہو سکتا تھا، کہ سلطنتہائے متحدہ کے قانون سے، ایسی
جماعتیں، جو انسانی فرضی وجود، ملک غیر یا نوآبادیات کی اجازت سے حاصل کرتی ہیں، انگلستان
میں کس حد تک کاروبار کرنے کی مجاز ہیں؟ ــــ اس طور سے کہ ان کو ان معاہدات کے
متعلق، جو انہائے کاروبار میں کئے جائیں، دعوے دائر کرنے کا حق حاصل ہو جائے ۔

ایسی اجازت کی تائید میں، یہ امر قابل بیان ہے کہ بعض کاروبار ایسے ہیں، جن کی
حیثیت، لازمی طور سے بین الاقوامی ہے، مثلاً ــــ دو ملکوں کے درمیان میں بر اندگی مال ! ــــ
فرض کرو، کہ ایک ریلوے یا اسٹیم بوٹ کمپنی، اس مقصد کیلئے، منجملہ ان دو ممالک کے، ایک ملک میں
قائم ہوتی ہے ؛ اگر اس کو دوسرے ملک میں دفتر رکھنے، یا اپنے مقاصد کیلئے معاہدات کرنے کی
اجازت نہ دیجائے، تو وہ، اپنا کام ہی نہیں چلا سکتی ۔ جن سلطنتوں میں، حکومت کو یہ اختیار
دیا گیا ہے کہ وہ، اپنے ملک میں، ملک غیر کی جماعتہائے متحدہ کو، اس طور سے کاروبار کرنے کی اجازت
دیں، یا نہ دیں ! ــــ وہاں، یہ ممکن ہے کہ ایسی جماعتوں کو بھی، جو اس ملک سے، دوسرے ملک میں
مال لانے اور بھیجانے کا کام کرنا چاہیں، اجازت دینے سے، انکار کر دیا جائے لیکن انگلستان میں،
ایسا اختیار، حکومت کو نہیں دیا گیا ہے ؛ صرف عدالتیں، عام اصول کے مطابق، کارروائی کی مجاز
ہیں۔ اگر وہ ممانعت کا کوئی قاعدہ بنائیں، تو وہ، سخت تکلیف کا باعث ہوگا ! اور عام ہونے کی بنا پر
وہ ایسی تجارتوں پر موثر ہوگا، جن کا محل، دو ممالک میں جاری ہے ! ــــ اس کا نتیجہ یہ ہوگا، کہ ان
ممالک کی حکومتیں بھی، انگریزی جماعتوں کیساتھ، جو ان کے ملک میں، اسی حالت میں ہونگی، اس کا معاوضہ
کریں گی ۔

بخلاف اسکے، سنہ ۱۸۶۲ء کے کمپنیوں کے ایکٹ میں، یہ حکم ہے کہ آئندہ سے کوئی مہاجنی کمپنی،
دس اشخاص سے، یا دوسرے کاروبار کے لئے، بیس اشخاص سے، زیادہ کی، قائم نہ ہو سکے گی، جبتک
ــــ کہ وہ بحیثیت کمپنی کے، اس ایکٹ کے تحت میں، ورن رجسٹر نہ ہو جائے، یا ــــ وہ پارلیمنٹ

کے کسی دوسرے ایکٹ، یا فرمان شاہی کی رو سے، نہ قائم ہوئی ہو، یا ——— ایسی کمپنی نہ ہو، جو زیر اختیارات، و ماتحت عدالتہائے متگران، پہلے سے، کام کھودنے کا کام نہ کرتی ہو"۔ وغیرہ۔ اس سے قبل بھی، اسی قسم کے احکام موجود تھے!..... کیا یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ پارلیمنٹ ——— جو ایک طرف تو غیر متحدہ جماعتوں کو محدود کرنے کی کوشش کرتی ہے، اور دوسری طرف، اپنے ملک کی متحدہ جماعتوں کے لئے، سختی کے ساتھ، تواسد بناتی ہے! ——— یہ چاہتی ہے کہ انگریزی تجارت کا تمام میدان، بغیر کسی قاعدہ کے، ان انجمنوں کے لئے کھلا رہے، جو ملک غیر میں قائم ہوئی ہوں؟ ——— اگر ایسا نہیں ہے، تو کیا پارلیمنٹ کے کسی ایکٹ میں، ایسی تائید اور لوچ موجود ہے، کہ اس سے ان دونوں میں کوئی تمیز قائم ہو سکے؟ ——— اس سوال کے جواب میں، ——— جن کا کاروبار کا دائرہ، انحصاری طور سے، دو ممالک پر حاوی ہے ——— اور دوسری تجارتوں میں کوئی فرق نہیں پیدا کیا جا سکتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ عدالتوں کو قانونی طریقہ سے ان میں فرق کرنے کا اختیار حاصل ہے، تو یہ سوال ہو سکتا ہے، کہ آیا، وہ فرق، بغیر پارلیمنٹ کے کسی ایکٹ کے، کافی طور سے، محدود اور عملاً یقینی ہو سکتا ہے؟۔

حقیقت حال یہ ہے، کہ ملک غیر اور نوآبادیات کی جماعت ہائے متحدہ کو، پارلیمنٹ اور حکومت کی بلا اجازت، اور بے روک ٹوک انگلستان میں کاروبار کرتے ہوئے، اسقدر زمانہ گزر گیا ہے، کہ وہ، ایک قدیم عملدرآمد ہو گیا ہے، اور وہ فیاضی کی ایک غیر معمولی نظیر ہے۔ کمپنیوں کے (کنسولیڈیشن) ایکٹ ۱۹۰۸ء میں، ملک غیر کی ایسی جماعتوں سے، جنہوں نے سلطنتہائے متحدہ میں کوئی مقام کاروبار کے لئے قائم کیا ہے، یہ چاہا جاتا ہے، کہ وہ رجسٹرار کے سامنے، اس شخص کا نام، اور اس کا پتہ پیش کریں، جس پر قانونی اطلاع نامجات کی تعمیل ہو سکے، صرف اس شرط کے ساتھ، ان کو اس ملک میں، قانونی شخصیت کے تمام حقوق، حاصل ہو جاتے ہیں۔ 375

مقدمہ نیو بائی سنسار دان اوپن دکوٹ پیٹنٹ فائر آرمس مینوفیکچرنگ کمپنی (۱۸۷۲ء) ایل۔ آر۔ ۷۔ کیو۔ بی۔ ۲۹۲ صفحہ، گاکبرن بلیکبرن بیلور۔ کو مینوریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ایک جماعت کو، جو انگلستان میں، ایک انگلستان کی جماعت متحدہ کی طرح، کاروبار کرتی تھی، اس معاہدہ پر دعوی دائر کرنے کی اجازت دی گئی، جو اس نے اس قسم کے کاروبار کے اثنا میں کیا تھا ——— جسٹس بلیکبرن نے عدالت کا فیصلہ صادر کرتے وقت کہا، کہ اس مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کم از کم امریکہ کی

ایک جماعت نے اپنے کاروبار کی ایک شاخ یہاں کھولی ہے، اور غالباً
مقصد اور شاخیں بھی کھل جائیں گی ۔۔۔۔ تاہم جس امر پر مقدمہ میں بحث اور
توجہ ہوئی، وہ یہ تھی کہ ملک غیر کی جماعت پر انگلستان میں دعویٰ نہیں ہو سکتا! اور اگر
ہو سکتا ہے، تو مدعی علیہ جماعت پر کس طریقہ سے ۔۔۔ طلب داد جات کی تعمیل ہو سکتی۔
یہ امر قابل بیان ہے کہ مدعی علیہ جماعت اس کاروبار کے جواز سے انکار نہیں کر سکتی
تھی، جو وہ اس ملک میں کر رہی تھی ۔۔۔ اس کاروبار کے جواز کا بہت کچھ دارومدار اس امر پر
کیا جانا، جبکہ ایسے ویسی صورتوں کا بقیہ ساتھ پیش آنا خیال کیا گیا تھا، یہ ظاہر
کرنا ہے کہ اس کی ہستی جبوں کو کسی قسم کا شبہ نہ تھا، اسی طرح، مقدمہ کاٹیل بمقابل
انٹرنیشنل ہوسائٹی ۱۲ ۔۔۔ جانسری ڈویژن ۱۸۹۱ء میں ایک
جو فرانسیسی دستور پر میں قائم ہوئی تھی، اور جو جان کے سپرد کا کام انگلستان میں کرتی
تھی، باطل و اضافہ مقصود ہوا، اگرچہ اس مقدمہ میں ایسے معاہدہ کی تعمیل کے متعلق
کوئی کارروائی نہ تھی، جو جماعت مذکور نے انگلستان میں کیا تھا۔ انگریزی گورنمنٹ نے
مختلف بیرونی ممالک، مثلاً ۔۔۔ فرانس، بلجیم سے ۱۸۶۲ء میں اور اسپین سے
۱۸۸۳ء میں ۔۔۔ معاہدات کئے ہیں ۔۔۔۔ ہم اسپین کے معاہدہ سے جس کا جزو
نقل کرتے ہیں، ایسی شرائط جو بعینہ دوسرے معاہدات میں بھی پائے جاتے ہیں، مشترکہ
سرمایہ والی جماعتیں، اور دوسری تجارتی، صنعتی، اور مہاجنی انجمنیں، جو فریقین معاہدہ
میں سے کسی ایک فریق کے ملک کے قوانین کے مطابق قائم ہوئی ہوں، دوسرے
فریق کے ملک میں، اپنے تمام حقوق سے استفادہ حاصل کرنے کی مجاز ہوں گی، اور
اس ملک کی عدالتوں میں، دعوے دائر کرنے یا جواب دہی کے لئے حاضر ہو سکیں گی، مگر
اس شرط کے ساتھ کہ وہ ان حقوق کے استعمال کرنے میں، اس ملک کے قوانین اور
رسم و رواج کی پابندی کریں گی۔" لندن گزٹ مورخہ ۲۶ فروری ۱۸۸۳ء صفحہ ۹۱۳ ایسے
معاہدات کا بغیر پارلیمنٹ کی تائید یا منظوری کے عمل ہونا، یہ ظاہر کرتا ہے کہ گورنمنٹ
کو یہ بتایا گیا ہوگا، کہ بیرونی جماعت اپنے زیر بحث کو انگلستان میں، یہ حقوق پہلے سے
حاصل ہیں، اور ان الفاظ کی صریح تشریح اور اسور کے، اسپہ جاری ہوگی، کہ ۔۔۔
"وہ انگلستان میں کار [illegible]

میں، یہ امر تسلیم کرلیا گیا تھا کہ ملک غیر کی قائم شدہ جماعت متحدہ کو کاروبار سے ممنوع کردینا، معاہدات بین الاقوام کے خلاف ہوگا۔ ۶۔ مرافعہ کینیڈا ۲۹۱۔ جوڈیشل کمیٹی کی نسبت، یہ سمجھنا مشکل ہے کہ اس کو یہ معلوم ہوگا کہ ملک غیر کی متحدہ جماعتوں کو کاروبار کرنے کی صریح اجازت ہے، اسلئے غالباً اسکے یہ معنی ہونگے کہ چونکہ مقدمات زیر بحث میں ایسی مخصوص اجازت کا، مغربی آسٹریلیا کی مجلس وضع آئین و قوانین سے دیا جانا نہیں پایا جاتا، اسلئے نوآبادی مذکور کے قانون کی، اس طرح تعبیر کرنا، کہ اس سے کسی طرح ممانعت نکلتی ہو، خلاف معاہدات بین الاقوامی متصور ہوگا ـــــ یہ دلیل 376
اگر صحیح ہے، تو وہ انگلستان سے بھی متعلق ہوگی۔ نیز دیکھو ادہ مقدمات، جو زیر دفعہ (۳۱۰) نقل کئے گئے ہیں ؛

برخلاف اس کے، مقدمہ بنک آف مونٹریل بنام ہیتیون (۱۸۳۶) ۱۰۴۔ اپیہ کینیڈا کے۔ بی۔ ۲۴۱۰ میں جسٹس رابنسن۔ شرووڈ۔ دیکانے نے ـــــ اور مقدمہ جینیسی میوچل انشورنس کمپنی بنام ویٹین (۱۸۵۲) ۸۔ اپر کینیڈا کیو۔ بی۔ ۴۸۷۔ میں، رابنسن۔ برنس اور ڈریپر نے ـــــ یہ طے کیا، کہ جو بنک، لوئر کینیڈا، اور جو انشورنس کمپنی، نیویارک میں، قائم ہوئی ہو، وہ، ان معاہدات کی بنا پر، دعوی کی مجاز نہیں ہوسکتی، جو اس نے، وہاں اثنائے کاروبار میں کئے ہیں۔

دونوں مقدمات میں، یہ خیال کیا گیا، کہ کمپنی نے، اس سند سے جو اسکو دیگئی تھی، تجاوز ہوکر کام کیا، اسند کی صحیح تعبیر کے لحاظ سے کمپنی کا کاروبار، اسی ملک تک محدود رہنا چاہئے تھا، جہاں کیلئے سند مذکور دی گئی تھی۔ لیکن رابنسن اور شرووڈ نے، بصراحت تمام، یہ رائے دی، کہ اس امر کے علاوہ، انگلستان کا عمومی قانون، جو کہ اپر کینیڈا کے قانون کی حیثیت رکھتا ہے، ملک غیر کی جماعتوں کو، اندرون ملک، کاروبار کرنے کی اجازت دینے سے انکار کرتا ہے ؛

دفعہ ۳۰۷ انگلستان میں، ملک غیر کی متحدہ جماعتیں، یا فرضی اشخاص بھی، ایسے ذاتی حقوق سے ـــــ جنمیں انگلستان میں بحیثیت فرضی شخص کے، کارروائی کرنے کے اختیار سے، کوئی بحث نہ ہو، یقیناً اسیطرح مستفید ہوسکتے ہیں، جسطرح ملک غیر کے حقیقی اشخاص ؛

مستفید ہوتے ہیں۔

مقدمات حق حفاظت نشان تجارت

کولنس کمپنی بنام براؤن (۱۸۵۶) ۳ کے۔ بے ۴۲۳ مع (۱۸۵۶) ۳ کے۔ بے ۴۲۳ مع
کمپنی بنام یوس (۱۸۵۸) ۴۔ جے (سلسلہ جدید) ۸۶۵، مع، اسٹورٹ بہ فرانس
سے قدیم لاگر بیئر ڈی چارٹرریس کے رہنے والے تھے نشان تجارت بحال کر لیا تھا جس سے
یہ ظاہر ہوتا تھا کہ ایک خاص قسم کی شراب، خود انکی ذاتی بنائی ہوئی ہے اگرچہ قانون
فرانس کی رو سے انکی تمام جائداد، ایک مہتمم کے ہاتھ میں انکی تھی بہ مقدمہ
بنام لیکوریئر (۱۹۰۸) ۲ چانسری۔ ۱۵، مع، ۱۱ اسٹوٹن۔ بنچ ڈویژن ڈی جیکو (۱۹۱۱)
۱ اے۔ سی۔ ۲۶۲۔ میں، میگناٹن۔ ٹیکنس۔ کانسٹن۔ شاف ونڈم لائن۔ اور
لوبرن، نے بحال رکھا ہے

مقدمات حفاظت اسماء تجارتی

سوسائٹی اینانومی ..... بنام نیہارڈ لوریسر موٹر کمپنی [۱۹۰۱] ۲۔ چانسری
۵۱۲، مع، فارویل ہے

دفعہ ۳۰۸ جس حالت میں کہ ایک متحدہ جماعت کے ارکان اس قانون کی رو سے جس سے
جماعت مذکور کا ذاتی وجود قائم ہوتا ہے، منفرداً اسکے افعال کے ذمہ دار نہوں، تو ان پر انگلستان
میں بھی، ایسے افعال کی بابت، کوئی دعوی نہیں ہو سکتا، جو ایسے مقام میں عمل میں آئے ہوں جہاں
انکا بحیثیت جماعت متحدہ عمل میں آنا جائز تھا۔

جنرل اسیم نیوگیشن کمپنی بنام گیلو (۱۸۴۳) ۱۱۔ ایم۔ ڈبلیو۔ ۷۷، ۸، مع،
انجر۔ ایلڈرسن۔ پارک۔ گرنے بہ مقدمہ ٹیمین بنام سروس (۱۸۸۱) ۶۔ ۱۔ اے
پی۔ سی۔ ۱۔ اے۔ ۲۸۶۔ مع، کوچ بہ مقدمہ رسڈن ایرن ولاکیو موٹیو ورکس
بنام فرنس (۱۹۰۵) ۱ کے۔ بی۔ ۴، ۳۰۔ مع، کینیڈی جیکو (۱۹۰۶) ۱۔ کے۔ بی۔ ۴۹
میں جسٹس کانسن۔ رڈلے۔ اور ٹیسو نے بحال رکھا ہے

دفعہ ۳۰۹ ایک ملک غیر کی جماعت متحدہ پر مشتمل ایک ملک غیر کے حقیقی شخص کے بیرون
حدود اراضی عدالت کی تعمیل ہو سکتی ہے۔

مقدمہ دی کمپنی بنام الیکٹرو گیٹ ..... (۱۸۷۶) ۱۔ ای۔ ایچ۔ ڈی۔

۲۳۷۔ ج ۱ کلے ۔ ۲ تھول ۔ ایپلٹ ٹو مقدمہ اسکاٹ بنام رائل وکیس کینڈل کمپنی (۱۸۷۶) ۱ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۴۰۴۔ ج ۲ کا کبرن۔ کوئین۔ بولاک ۶

قاعدہ جدید (۹) الف محکومہ حکم ۹ مصدرہ سنہ ۱۹۲۱ء مندرجہ صفحہ ۲۴۲ ان
877 کمپنیوں کے مختاروں سے انگلستان میں متعلق ہوتا ہے، جو بیرون حدود ارضی کاروبار کرتی ہیں، اور ایسے معاہدات کے مقدمات میں، جو مختاروں نے کئے ہوں، یا ان کے ذریعہ سے ہوئے ہوں، ان پر حکم نامہ جات کی تعمیل ہو سکتی ہے ۶

دفعہ ۳۱۰ ملک غیر کی متحدہ جماعت پر حدود ارضی کے اندر حکمنامہ کی تعمیل ہو سکتی ہے، اگر وہ وہاں کاروبار براہ راست، یا بذریعہ کسی مختار کے کرتی ہو، اور وہاں اس کا کوئی عہدار "بحیثیت صدر مختار کے رہتا ہو جس کا علم، جماعت متحدہ کا علم متصور ہوگا" اور جس پر حکمنامہ کی تعمیل ہوئی ہو۔ دیکھو آر۔ ایس سی۔ حکم ۹ قاعدہ ۸۔

مقدمہ سینو بائی بنام وان اوپن وکورٹ فائر آرمس کمپنی (۱۸۷۲) ایل آر ۷ کیو۔ بی ۲۹۳۔ مجوزہ خود تیری اور گاکبرن سیلوراد کوئین کی پیچ جو ملکیت نے صادر کیا تھا۔ دفعہ ۱ میں جو انتخاب ہے وہ مجوزہ کے صفحہ ۲۹۲ سے اخذ کیا گیا ہے ۶

مقدمہ نوکس لائمین و کمپنی بنام ایگ کاگ و سنگلٹن ایگ کاگ کارپوریشن (۱۸۸۶) ۳۲۔ چانسری ڈویژن ۴۴۶۔ ج ۱ ایگن ۶ مقدمہ ایگن بنام کنگٹن پریسین کمپنی وبری بنام کمپنی مذکور (۱۸۸۹) ۲۳ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۵۱۹۔ ج ۱ کاٹن۔ ڈرائی ولوپین: جنہوں نے جسٹس نیلڈ اور کیو کے فیصلہ کو بحال رکھا ۶ مقدمہ لابر گوئی (۱۸۹۹) پی۔ آئی۔ ج ۱ جین ۔ جکوائے۔ ایل اسٹھ اور کانسٹنٹ نے بحال رکھا۔ اور پھر مقدمہ سوسو کمپنی جنرل ٹرانسلانٹیک بنام ٹامس لاد کمپنی (۱۸۹۹) اے سی ۴۴۱ میں جسٹس بالسبری، میگناٹن، رابرٹسن، شینڈ نے اس کی مزید تائید کی ۶ مقدمہ ولاپ نیوٹیک ٹائر کمپنی بنام کنگ فار موٹر کنڈال کمپنی (۱۹۰۲) ۱ کے۔ بی۔ ۴۴۲۔ ج ۱ کانسٹنٹ۔ رومر۔ اور میتھیو: جنہوں نے جسٹس جنسپل کے فیصلہ کو بحال رکھا ۶ مقدمہ لوگن بنام بنک آف اسکاٹ لینڈ (۱۹۰۴) ۲ کے۔ بی۔ ۴۹۵۔ ج ۱ کاس واشر لنگ: یہ ایک واقعاتی سوال ہے کہ آیا فلاں کمپنی اپنا کاروبار عدالت کے حدود ارضی میں بذریعہ مختار کے کرتی ہے یا نہیں؟ — ایک عال کے مقدمہ میں

معیار، یہ قرار دیا گیا تھا کہ آیا مختار، ملک غیر کی کمپنی کی طرف سے، معاملات کرتا ہے، یا نہیں؟ ــــ یا خود اپنے کاروبار کے ضمن میں، معاملات کو، ملک غیر کی کمپنی کے ہاتھ فروخت کرتا ہے؟۔ و مقدمہ نمبس و مری انشورنس کمپنی بنام سوسائٹی ڈی نوگیشن کمپنی [۱۹۱۴] ۱۱۱۔ ایل۔ ٹی۔ آر۔ ۷۰۔ سی۔ اے۔ جے، کوزنس ہارکوہی۔ بکلے۔ پنیل۔ نیز دیکھو! کور اڈ کمپنی بنام فارسیکا کمپنی [۱۹۱۴] ۱۔ کے۔ بی۔ ۱۵، جے، بکلے۔ نیلسو۔ ریڈ۔ ۷۔ و مقدمہ شکرن کارپوریشن کمپنی بنام کیلک فیبرک کمپنی [۱۹۱۱] ۲۔ کے۔ بی۔ ۱۶۵ جے، واکس و تیمیں۔ موشن۔ فارول۔ و مقدمہ اٹسل کابٹ ہرکلس بنام گرانڈ ٹرنک ویسٹرن ریلوے کمپنی [۱۹۱۲] ۱۔ کے۔ بی۔ ۲۲۲۔

دفعہ ہذا میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے، کہ جماعت متحدہ پر، حدود ارضی کے اندر، دعوی ہو سکتا ہے۔ اسکاٹ لینڈ اور انگلینڈ کی جماعت ہائے متحدہ، اس بنا پر، حکم (۱۱) باتبہ ۱۸۹۳ء قاعدہ ۱۔ (۵) کے مرسومہ قواعد کی تابع ہیں ــــ ان کیلئے دیکھو! مقدمات متذکرہ صفحہ ۲۴۸ کو

جس کمپنی کی رجسٹری، اسکاٹ لینڈ یا آئرلینڈ میں ہوئی ہو، اسپر تعمیل، اس کے دفتر میں ہونی چاہیئے، نہ انگلستان کی موقوعہ شاخ میں۔ (دفعہ ۱۱۹) کمپنیوں کا ایکٹ (۱۸۹۰ء) ــــ مقدمہ کیرن آئرن کمپنی بنام میکلارن (۱۸۵۵) ۵۔ ایچ۔ ایل۔ ۱۶۴ جے، کرنیو تھ۔ بروہام سینٹ لیونارڈ، مختلف الرائے، اسی مقدمہ کو ــــ میکلارن بنام آنٹین (۱۸۵۲) ۱۶۔ بیو۔ ۲۷۹ جے، ردیلے ــــ انہیں مجوں نے منسوخ کر دیا۔ اور مقدمہ میکرتھ بنام گلاسگو و ساوتھ ویسٹرن ریلوے (۱۸۷۳) ایل۔ آر۔ ۸۰ آ سچنج۔ ۱۴۹ جے، ہیراویل۔ کلبتائے، پولک: بس تعمیل، غیر کافی قرار پائی! ــــ سوال، واقعات کے متعلق یہ تھا، کہ آیا جو کاروبار انگلستان میں تھا، اور جو عہدہ دار، وہاں رہتا تھا، وہ کافی طور سے، اہم قرار دیئے جانے کے قابل تھا، یا نہیں؟ ــــ ان میں سے اول الذکر مقدمہ میں جسٹس کرنیو تھ نے، اس مسئلہ پر بحث بھی نہیں کی! جسٹس بروہام کیطرح یہ خیال کر کے، کہ اگر تعمیل صحیح بھی تسلیم کر لیجائے، تب بھی، حکم زیر مرافعہ کا دیا جانا، خارج الاقتدار تھا ــــ اس حکم کے ذریعہ سے، اسکاٹ لینڈ کی ایک جماعت متحدہ کو، اسکاٹ لینڈ میں، ایک ایسی چیز کی

کی جائداد کے خلاف، کارروائی کرنے کی ممانعت کی گئی تھی؛ اس بنا پر، کہ
378 متوفی کے وصیت نامہ کے انتظام کی ایک ڈگری انگلستان میں جہاں متوفی متوطن تھا، مرتب ہو چکی تھی۔ دیکھو ابو فعہ ۱۰۷۰ نیز ملاحظہ ہو! مقدمہ بامر بنام کلیڈونین ریلوے کمپنی [۱۸۹۲] ۔ کیو۔ بی۔ ۶۰۷۔ ج، کانسٹ کیس جبکہ حسب صراحت سابق ۲۲ جسٹس ایشرز قرار آئے۔ اپیل نے منسوخ کر دیا؛ مقدمہ بنڈ کاک بنام کیمبرلینڈ گیپ پارک کمپنی [۱۸۹۲] [۱] چانسری ۳۶۲ ج، اسٹرلنگ ؛

دفعہ ۳۱۰ (الف) پارلیمنٹ کے ایکٹ میں، الفاظ "انشورنس کمپنی" سے مراد، وہ کمپنی ہے، جو کہ زیر قوانین سلطنت متحدہ قائم ہوئی ہو؛ جسٹس لوائٹ، بمقدمہ کالکیھان بنام ہیڈن (۱۸۹۰) ۲۴۔ کیو۔ بی۔ ڈی۔، ۴۹ مرافعہ میں، جسٹس ایشر نے، اس سے اتفاق کیا؛ مگر جسٹس فرائی مختلف الرائے رہے۔ ۲۵۔ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۱۳۵۔ ۱۴۰؛ —— یہ امر فیصلہ کے لئے ضرور بھی نہ تھا۔

379

فصل ہفدہم

ملک غیر کے فیصلے اور کارروائیاں

دفعہ ۲۱۱ ملک غیر کی مقتدر عدالت کے فیصلہ پر جس میں ایک فریق کو، ذاتی طور سے، ایک معین رقم ادا کرنے کی تجویز ہو چکی ہو، جدید بنائے دعویٰ قرار دے کر، دعویٰ ہو سکتا ہے؛ اس کی نوعیت، اس معاہدہ کی قرار پائے گی، جو معاہدات سادہ کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں۔ سابق کا مفروضہ اصول یہ تھا کہ مدعی علیہ، رقم کے ادا کرنے کا وعدہ کر چکا ہے؛ اور فیصلہ، اس وعدہ کا کافی بدل متصور ہوتا تھا: مدعی علیہ کو، اس مفروضہ اصول پر، اعتراض کرنے کا کوئی حق نہ تھا: بشرطیکہ تمام ضروری حالات، فیصلہ کو، کافی بدل قرار دینے کے مؤید ہوتے تھے۔ لیکن اب مرعی دعوے پر، اتنا اندراج کافی متصور ہوتا ہے:۔

"مدعی کا دعویٰ الف ۔۔۔ پونڈ کا، بر بنائے فیصلہ مصدرہ ..... عدالت سلطنت روس ہے" ایکٹ سپریم کورٹ آف جوڈیکیچر بابتہ ۱۸۷۵ء۔

بنائے علیہ پہلے کا مقدمہ، بابت فرضہ یا فرضہ سادہ، بغیر وتاویز کے ہونا چاہئے۔

مقدمہ واکر بنام ویٹیر (۱۷۷۸) ۱ ۔ ٹاک ۱۰۰ ج، سنفیلڈ۔ ولز۔ ۱۰ شہرسٹ۔

بر بنائے کارروائی ہذا، ضابطہ کے قاعدہ متعلقہ معاہدہ کی تحت میں آجاتی ہے، اس بنا پر، کہ "مدعی علیہم کی ذمہ داری، اس مفروضی معاہدہ سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ، ملک غیر کے فیصلہ کی رقم ادا کرینگے" ۔ مقدمہ گرانٹ بنام اسٹین (۱۸۸۳) ۱۳ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۲۰۲۔ ج، برٹیٹ۔ بیگلے۔ بوتن: "یہ مقدمہ، ایک انگریزی فیصلے کی بنا پر، دائر ہوا تھا، جو جرسی کے فیصلے کے حاصل ہونے تک، اس ملک میں، مفہومات فرضہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا تھا" ۔ مقدمہ ہاکسفورڈ بنام کیفز (۱۸۸۶) ۱۲ سا فنہ۔ سی۔ اے۔ ۱۲۲۔ ج، ہرشل صفحہ ۱۲۸ کو

اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ کی کمپنیوں کے انفساخ کے ضمن میں، جو مطالبات اصطلاحی طریقہ پر کئے جائیں، ان کی تعمیل، ان شرکاء پر، جو انگلستان میں رہتے ہوں، جسطرح کی جاسکتی ہے؛ اس کے لئے، دیکھو، استقدہ ہولینوڈ کارپوریٹنگ کمپنی (۱۸۶۹) ایل۔ آر۔ ۵۔ چانسری۔ مرافعہ جات ۹۳۰، ج، گیفورڈ ۲ و مقدمہ سٹی آف گلاسگو بینک (۱۸۸۰) ۱۴۔ چانسری ڈویژن ۶۲۸، ج، متعلق ۲

سلطنت متحدہ اور اس کے دوسرے ممالک محروسہ میں جسطرح باہم فیصلہ جات کی تعمیل ہوتی ہے، اس کے لئے، دیکھو، ایڈمنسٹریشن آف جسٹس ایکٹ (۱۹۲۱ جارج فصل ۵۔ ۸۱) دفعات از ۹ تا نہایہ ۱۴ صفحہ ۲۹۰ ۲

نان ونفقہ کے احکام کی، سلطنت متحدہ (بہ استثنائے اسکاٹ لینڈ) ——— اور ممالک محروسہ کے دوسرے اجزا، ——— میں جس طرح تعمیل ہوتی ہے وہ، اسی سال کے ایک دوسرے آئین (۱۹ و ۱۱ جارج فصل ۵۔ ۴۳) میں مندرج ہے؛ ——— یہ آئین، کونسل کے حکم کی بناپر، ممالک محروسہ کے ان حصص پر بھی عاوی کردیا گیا ہے، جہاں کے مقامی دساتین آئین، توثیق دے، نان ونفقہ کے ان احکام کی باہمی تعمیل کے قواعد، وضع کرلئے ہیں، جو انگلستان اور آئرلینڈ سے صادر ہوتے ہیں۔ نان ونفقہ کے احکام میں، بحکم قرارداد مجلس انتظامی، وہ تمام احکام شامل ہیں، جو زوجہ یا دوسرے اعانتین کی بسربراہ کے لئے، ایک موقت رقم کے ادا کرنے کے متعلق ہوں ۲

389 **دفعہ ۳۱۲** یا بغیر ذاتی دعوی دائر کرنے کے، سادہ قرضہ معاہدہ، جو ملک غیر کے فیصلہ سے پیدا ہوا ہو، انگلستان میں، انگریزی قرضہ کی طرح، جائداد پر عائد کیا جاسکتا ہے۔

ڈیلی سام ڈس ون (۱۹۰۶) ۲۔ دان۔ ۵۰۴، ج، کو برہ ۲

دفعہ ۳۱۳ اور ہائیکورٹ کے صیغۂ امیرالبحری میں، (جسطرح سابق میں عدالت امیرالبحری میں) ملک غیر کی ان عدالتوں کے فیصلہ جات متعلقہ استقرار

حیثیت عام (in rem) جنہیں عدالتہائے امیرالبحری کے اختیارات یا ایسے اختیارات حاصل ہوں، جو وہاں اُن اختیارات کے مماثل متصور ہوتے ہیں، عام طور سے نافذ کئے جاتے ہیں۔ اور اگرچہ حکمنامہ دوائی حکم کے طور سے مرتب ہوا ہو، تاہم اس کا نفاذ، عمومیت کے ساتھ (in rem) ہو سکیگا؛ اگر یہ ظاہر ہو، کہ ملک غیر کی کارروائی بحری کفالت (Maritime lien) کی بنا پر تھی، جس کا لازمی نتیجہ عام حکم (Sentence in rem) ہونا چاہیئے۔

نظائر کی بنا پر، یہ امر طے شدہ ہے، کہ ایک جج کو عدالتی روبکار درخواست (Letter of request) پر ملک غیر کے جج کے فیصلہ کی تعمیل سے انکار نہ کرنا چاہیئے، اگر وہ اشیا یا اشخاص، جن کے متعلق حکم ہے، اس کے حدود ارضی میں موجود ہوں۔ اگر جج انکار کرے، تو عدالت فوق کو لازم ہے کہ وہ جج مذکور کو اسپر مجبور کرے؛ اگر ایسا نہ ہوا، تو یہ ملک ہذا کے خلاف بطور معاوضہ اسیطرح کی کارروائی کرنے کے لئے، کافی وجہ قرار پائے گی" سر لیوائین جنکنس، ۱۹۶۶ مندرجہ سوانح عمری جنکنس بولفہ وین جلد ۱ صفحہ ۶۲، و مقدمہ جریڈو بنام گراگری (۱۶۷۰)۔ ونٹرس ۲۲، بصیغہ عدالت شاہی، بحث کرتے ہوئے جسٹس نیچ نے، ـــ جو بعد ہ لارڈ ٹانٹک ہام ہو گئے، ـــ یہ ملفوظ دیا عدالت یہ کہا، کہ "جس حالت میں، ملک غیر کی عدالت امیرالبحری سے، ایک حکم حاصل کر لیا جائے، تو اس کی تعمیل کے لئے، اس ملک میں درخواست پیش ہو سکتی ہے، کیونکہ یورپ کی تمام عدالت ہائے امیرالبحری، قانون دیوانی کی پابند، اور ایک دوسرے کی موید اور مددگار ہیں، اگرچہ معاملہ ایسا ہو، جو ابتداءً، اس ملک کی عدالت امیرالبحری میں تصفیہ نہ پا سکتا تھا" سر۔ آر فلیمور نے، بحیثیت جج ہائی کورٹ بصیغہ امیرالبحری، یہ کہا، کہ "میری رائے یہ ہے، کہ اس عدالت کا فرض ہے کہ وہ عدالت پرتگال کی مددگار کی طرح کارروائی کرے، اور اس انصاف کی تکمیل کرائے، جو جہاز کی روانگی کے جہد سے، پرتگال کی عدالت کسی طرح عمل میں نہیں لا سکتی تھی۔ دوسرے الفاظ میں، یہ میرا فرض ہے، کہ میں اگر یہ ہی عدالت کو پرتگال کی عدالت کا قائم مقام قرار دوں، اور انحالیکہ عدالت مذکور سے، مدعی علیہم سے

خلاف، حکم صادر ہو چکا ہے۔" مقدمہ جہاز سوسومہ، سٹی آف مکہ (۱۸۷۹)
۵۔ پی۔ ڈی۔ ۲۰ صفحہ ۲۱: میں جسٹس مکنٹس اور فنچ کی رائے، اور قدیم
نظائر سے بحث ہوئی۔ اِس مقدمہ میں، پرتگال کی عدالت، ایک تجارتی
عدالت تھی، جب یہ معلوم ہوا، کہ جو کارروائی پرتگال میں ہوئی، وہ بحری کفالت
کے متعلق نہ تھی، تو تجویز منسوخ کر دی گئی۔ (۱۸۸۱) ۶۔ پی۔ ڈی۔ ۱۰۶۔
نیج، جیل۔ بنگلے۔ کوشش ۵

یورپ کے اکثر ممالک میں، ملک غیر کے فیصلے، جدید بنائے دعاوی نہیں قرار دیئے جاتے، بلکہ تعمیل کی غرض سے، لے لئے جاتے ہیں؛ یا اس مقصد کے لئے، مخصوص کارروائی کے بعد، تعمیلی قرار دیدیئے جاتے ہیں۔ سٹیفن جسٹنین اور فنچ نے، جو الفاظ استعمال کئے ہیں، اُن سے ظاہر ہوتا ہے، کہ انگلستان کی عدالت امیرالبحری کا قدیم طرز کارروائی، ملک غیر کے احکام کی نسبت تقریباً یہی تھا۔ مختلف ممالک کی عدالت سے، دیوالیہ کی قدیم باہم امداد کی نسبت، جو کچھ قبل ازیں، صفحات ۱۴۶ و ۱۴۵ پر لکھا جا چکا ہے، اس کا، اس سے مقابلہ کرنا چاہیئے۔ انگلستان کے عمومی قانون اور نصنعت کی عدالتوں نے، کبھی بصراحت، اس باہمی امداد کے طریقے کو، عدالتہائے ملک غیر کے ساتھ نہیں برتا؛ اگرچہ انکے اس اصول سے، کہ ملک غیر کی عدالتوں کے فیصلے، بنائے دعاوی پیدا کرتے ہیں، وہی نتائج پیدا ہوتے، جو بڑی حد تک ان نتائج کے مماثل تھے، اور ہر طریقہ عمل میں، یہ سوال پیش آتے ہیں، کہ آیا عدالت ملک غیر کا فیصلہ، جائز ہے، اور آیا، اسکی بواسطہ یا بلاواسطہ تعمیل کے، قبل، اسکی جانچ کا حق یا فرض عائد ہوتا ہے یا نہیں؟۔ 381

دفعہ ۳۱۴ ملک غیر کی تخصیصی تجویز جو صراحت بالا بنائے دعوی ہو سکتی، یا جسکی تعمیل کرائی جا سکتی ہے، ایسی ہونی چاہیئے، کہ اس سے مدعی علیہ پر، فی الحال رقم ادا کرنے کا فرض عائد ہوتا ہو۔ اگر تجویز مذکور کی، اپنے ملک میں، اس مدت کے اندر، جو مرافعہ کے لئے دیگئی ہے، یا بہ انتظار تصفیہ مرافعہ، تعمیل نہیں ہو سکتی، تو وہ انگلستان میں بھی، اس عرض مدت میں، تعمیل نہیں پا سکتی، لیکن اگر اپنے ملک میں، تعمیل کو اس طرح ملتوی کرنا ضروری نہیں ہے، تو مرافعہ کا زیر کارروائی ہونا، انگلستان میں، دعوی دائر کرنے کا مانع نہ ہوگا؛ اگرچہ انگلستان کی عدالتوں کو، اپنے حکمنامجات کے بجا استعمال

اور روکنے کے لئے، لحاظ نصفت دست اندازی، اور مناسب شرائط پر تعمیل کو روک دینے کا حق ہو سکتا ہے۔

ملک غیر کی تجویز کی بنا پر دعوی نہیں ہو سکتا، جبکہ بہ انتظار تصفیہ مرافعہ خود اس ملک میں، اسکی تعمیل ہو سکتی ہے، البتہ اس شرط کے ساتھ دعوے ہو سکتا ہے کہ اس امر کی ضمانت دیجائے کہ اگر فیصلہ مرافعہ میں منسوخ ہو جائے گا، تو رقم وصول شدہ، واپس دیجائے گی۔ مقدمہ ٹرک بنام شیڈن (۱۸۵۳) ۲۔ اے۔ بی۔ ۱۴۔ جج کیمبل۔ ڈیٹن کرامپٹن بمقابلہ جب اس ملک میں، جہاں تجویز ہوئی، مرافعہ کا کوئی اثر خلاف ہو کیا جائے تو مرافعہ مانع نہیں ہو سکتا۔ البتہ جب بالا برنائے نصفت، دست اندازی ہو سکتی ہے۔ مقدمہ اسکاٹ بنام ملکنٹن (۱۸۶۲) ۲۔ بی واکس ۱۱۔ کاکبرن۔ کرامپٹن۔ بلیکبرن۔ نیز ملاحظہ ہو الیمون بنام فرنوال (۱۸۲۴) ۱۔ سی۔ ایم وآر۔ ۲۹۰ ج، پارکر۔ وغیرہ۔

اسپین کی غیر مختتم (Remate) تجویز جو اسی عدالت میں، مقدمہ کی دوبارہ دریافت کی اٹھ نہ ہو، وہ ان معنوں میں آخر اور قطعی تجویز نہیں تصور ہو سکتی کہ اسکی بنا پر انگلستان میں دعوی دائر ہو سکے۔ مقدمہ ہنڈرسن بمقابلہ نومیاں بنام فرمین (۱۸۹۱) ۱۵۔ مرافعہ کی۔ آئی۔ ۱۔ ج، ہرشل۔ براموئیل۔ ایشرسٹ جنھوں نے ایس۔ سی (۱۸۸۷) ۲۷۔ چانسری ڈویژن۔ ۲۴۴۔ ج، کاٹن لنڈلے۔ رمیں، کی تجویز کو بحال رکھا جس سے۔ ایس۔ سی (۱۸۸۷) ۳۵۔ چانسری ڈویژن ۵۰۰ ج، نارتھ کی تجویز منسوخ ہو گئی۔ ملاحظہ ہو المقدمہ مینیٹ بنام فیورسٹ [۱۹۰۸] ۲۵۔ ٹی۔ ایل۔ آر۔ ۴۲۵۔ ج، ارسے یہ نان ونفقہ کی ایسی تجویز ہو کہ بچہ کے حالات کے لحاظ سے تبدیل ہوتی رہے، مختتم اور قطعی تجویز نہیں قرار پا سکتی۔ مقدمہ میکارٹنے (۱۹۲۱) ۱۔ چانسری۔ ۵۲۲ ج، اسٹیرلی۔

اسیطرح، زوجہ کے نان ونفقہ کی تجویز جس کی ادائی باقساط ہوتی ہو، اور جسمیں عدالت کو اپنی تجویز کے رد وبدل اور تنسیخ کا اختیار ہو مختتم اور قطعی نہیں قرار دیجا سکتی۔ مقدمہ ہیروپ بنام ہیروپ [۱۹۲۰] ۳۔ کے۔ بی۔ ۲۸۶ ج، سٹیکی۔

دفعہ ۳۱۵ نیز جو فرض ادائی رقم کا، مدعی علیہ کے ذمہ عائد کیا جائے، اس کا بنائے دعوی کے تصفیہ کے متعلق ہونا، لازم ہے۔ ملک غیر کی عدالت کا یہ حکم ــــ کہ ایک معین رقم، عدالت میں داخل کر دی جائے، جو حسب تجویز آئندہ صرف ہو سکے گی، ــــ انگلستان میں تعمیل نہیں کرایا جا سکتا۔

مقدمہ ایم ڈائل بنام ایم ڈائل [۱۹۲۱] ۲۔ اے۔ آر۔ ۱۴۸۔ بج، لوئی۔ گارڈن۔ پیم مختلف الرائے ــــ اس مقدمہ میں، عدالت ملک غیر کی، اس تجویز کی نسبت، ــــ کہ ایک زوجہ کے نان و نفقہ کی رقم، تا حکم ثانی، ہاؤس عدالت میں داخل ہوتی رہے؛ ــــ یہ قرار پایا کہ "وہ غیر متعلم اور غلطی پر تھی" اور اس کی تعمیل آرڈر لینڈ میں نہیں ہو سکتی۔ پال بنام رائے (۱۸۵۲) ۱۵۔ بیو۔ ۴۳۵۔ بج، روملے

دفعہ ۳۱۶ ملک غیر کے ضمنی حکم، متعلقہ ادائی خرچہ کی تعمیل، انگلستان 382
میں نہیں کرائی جا سکتی۔

مقدمہ شیبی بنام پروفشنل الائنس انشورنس کمپنی (۱۸۵۷) ۲ سی۔ بی (سلسلہ جدید) ۲۱۱۔ بج، اگر تحویل۔ کاکبرن۔ کروڈر۔

دفعہ ۳۱۷ اگرچہ ملک غیر کے ایسے فیصلہ کے خرچہ کی، جو بعد تصفیہ بنائے دعوے، خرچہ دلائے، تعمیل ہو سکتی ہے۔

مقدمہ رسل بنام اسمتھ (۱۸۴۲) ۹۔ ایم و ڈبلیو ۱۰۔ ۸۱۔ بج، انگلیگر۔ پارک ایلڈرسن۔ رالف و اس میں، ملک غیر کے مقدمہ کے اخراجات کا خرچہ دلایا گیا تھا۔

دفعہ ۳۱۸ ملک غیر کا فیصلہ، ایک معین رقم کے متعلق ہونا چاہئے۔

اس لئے، اگر رقم مجوزہ عدالت سے کوئی رقم خرچہ، منہا ہونے کے قابل ہو، تو اس کی بابت، عدالت ملک غیر میں حصول کا دائر کیا جانا لازم ہے، قبل اس کے، کہ اسکی بنا پر، دعوی دائر ہو سکے۔ مقدمہ سیڈلر بنام رابنسن (۱۸۰۸) ایکیپ۔ ۲۵۴۔ بج، ایلنبرو۔ گرڈس۔ بی تھنک۔ بیلی۔

چونکہ انگلستان میں، اصلی بنائے دعوی، عدالت ملک غیر کی تجویز سے سماعت نہیں ہو جاتا، اس لئے اگر تجویز مذکور، ایک معین رقم کے متعلق ہو، اور اس میں،

مدعی علیہ کو اپنا عکسی دعوی پیش کرنے کی آزادی نہ ہوگی ہو تو یہ انگلستان میں، مدعی کے حق میں، مفید شہادت متصور ہوگا: اگرچہ مدعی علیہ کو اس غرض سے، کارروائی کو ملتوی رکھنے کی درخواست کرنے کا حق ہوگا کہ وہ اپنا عکسی دعوی حسب حق محفوظہ عدالت بیرون ملک میں پیش کر سکے۔ مقدمہ ہال بنام اوڈیرا (۱۸۹۹) ۱۱- ایسٹ ۱۱۸۔ نیز، ہر چہار مقدمہ ذکر بالا ؛

دفعہ ۳۱۸ (الف) اور وہ بحیثیت سادہ فرضہ معاہدہ کے، انگریزی قوانین میعاد کے لحاظ سے خارج المیعاد نہ ہونا چاہیئے۔

مقدمہ پرچی بنام تلدجی (۱۸۹۴) ۱۱- ٹی۔ ایل۔ آر۔ ۸۰ ؛

دفعہ ۳۱۸ (ب) اور فیصلہ ملک غیر کارروائی فوجداری میں نہ صادر ہوا ہو، کیونکہ اس کی تعمیل، بالآخر، اس قاعدہ کے خلاف پڑے گی کہ ــــ "کسی ملک کی عدالت، دوسرے ملک کے قوانین فوجداری کی تعمیل نہیں کرائے گی" ــــ اس قاعدہ کے مقاصد کے لئے، قانون فوجداری کا معیار یہ ہے کہ تاوان (Penalty) حکومت، یا ایسے مجاز عہدہ دار کی استدعا پر، جو حکومت کی طرف سے، اس کام کیلئے مقرر ہو، یا عامہ خلائق میں سے کسی شخص کی درخواست پر، جس کی حیثیت عام مخبر کی ہو، وصول کیا جا سکتا ہو۔ اور وہ عدالت، جس میں، اس فیصلہ کی بنا پر، دعوی دایر ہوا ہو، اندرون قاعدہ، عدالت صادر کنندہ فیصلہ کی فوجداری حیثیت کی پابند نہ ہو۔

ہنگلش بنام اٹیرل (۱۸۹۲) ۱- کے۔ بی۔ ۱۵۰۔ نیز، بین خود۔ ولارڈز بالسبری۔ براموئل۔ ہابوب ہاؤس۔ مارس۔ شینڈ تھے فیصلہ جسٹس والسٹن نے، صادر کیا تھا ؛

جو تجویز ہرجہ کے متعلق، بطور فرق دیوانی شامل ہونے کی بنا پر، ایک فرانس کے فوجداری مقدمہ میں، حاصل کی گئی ہو، وہ، تجویز فوجداری سے جدا کر کے، انگلستان میں، تعمیل کرائی جا سکتی ہے۔ مقدمہ رالن بنام فشر (۱۹۱۱) ۲- کے۔ بی۔ ۴۲۔ نیز، ہالش ؛

دفعہ ۳۱۹ دفعہ ۳۱۱ میں، جو شرط مقدر کی لگائی گئی ہے؛ اب ہم، اس سے بحث کرنا چاہتے ہیں؛ سب سے پہلے یہ امر قابل لحاظ ہے کہ یہاں جس اقتدار

سے ہم کو بحث ہے، وہ خانگی نہیں، بلکہ بین الاقوامی اقتدار ہے؛ کیونکہ ایک تجویز کو ملک غیر میں تکمیل کرانا، اس اقتدار کے سوال سے مختلف ہے، کہ آیا وہ اندرونی مقاصد کیلئے معقولیت پر مبنی ہے یا نہیں؟ لارڈ ہاب ہاؤس نے، مقدمہ آشبری بنام ایلس (۱۸۹۳) اے۔ سی۔ ۳۲۹ صفحہ ۳۳۴ میں، جو ڈیشل کمیٹی کا فیصلہ صادر کرتے وقت، جو کچھ کہا تھا، وہ دیکھنا چاہیئے:۔۔۔۔ نیز اسی بنا پر جس اقتدار سے یہاں بحث کیجا رہی ہے، اس کو ان قوانین سے کوئی تعلق نہیں، جس کے ذریعہ سے مقدمات، اسی ملک کی مختلف عدالتوں میں تقسیم ہوتے ہیں؛ مثلاً عدالت ہائے تجارت، اور ان عدالتوں میں، جو فرانس میں، سول ٹریبونلس (civil tribunals) کے نام سے موسوم ہوتی ہیں؛ اگر ملک غیر کا مقدمہ، اسی ملک کی ایسی صحیح اور مناسب عدالت میں پیش نہیں ہوا تھا، جو بین الاقوامی طور سے اسکی مجاز تھی،۔۔۔ تو، یہ ایک ایسا عذر تھا، جو اسی عدالت میں پیش کیا جانا چاہیئے تھا۔ مقدمہ وانکولن بنام وارڈ (۱۸۶۳) ۱۵۔ سی۔ بی۔ این۔ ایس۔ ۲۴۱ صفحہ ۲۵۰۔ ۱۲ فقرہ ۲۶۸ اول و ۲۷۴۔ کیتنگ۔ یہ عذر انگلستان میں، فریق مقدمہ کیطرف سے نہیں پیش ہو سکتا۔

دفعہ ۳۱۹ (الف) جس عدالت کے حدود ارضی میں، مدعی علیہ نے، توطن، بصراحت اس غرض سے اختیار کر لیا ہے، کہ وہ کسی معاملے کے متعلق، عدالتی کارروائی کر سکے، تو عدالت مذکور، اس کارروائی کے لئے عدالت مقتدر ہے۔ 383

مقدمہ ویلی بنام ڈیمرگ (۱۸۴۹) ۴۔ اے۔ ایکس۔ سی۔ اینڈ ۔ ۲۹۰۔ بنج، ایلڈرسن۔ پولاک۔ رالف۔ پلیٹ۔ یہ صورت ہذا کا، ایک مخصوص مقدمہ ہے؛ اگر مدعی علیہ کسی ایسی دستاویز کا فریق ہو گیا ہے جس کی بنا پر، اس کا توطن ان فرائض کی وجہ سے، جو اس دستاویز سے پیدا ہوتے ہوں، ایک خاص مقام قرار پاتا ہے؛ مگر شرط یہ ہے کہ اس نے اور توطن اختیار کر لیا ہو۔ کوپن بنام ڈیون (۱۸۷۴) ایل۔ آر۔ ۹۔ اے ایکس سی ایچ۔ ۲۴۵۔ بنج، کیلی۔ ایسفلٹ۔ پیگٹ کو (۱۸۷۵) ۱۰۔ اے ایکس۔ ڈی۔ ۱۷۰۔ بنج کریسنس پلیکیرن وبریٹ کو مقدمہ فیرگ بنام ہیرڈ (۱۹۰۲) ۱۔ ایل۔ جے۔ کے۔ ۵۰۹۔ بنج، والش کو مقدمہ جیناٹ بنام فیورسٹ (۱۹۰۸) ۲۵۔ ٹی۔ ایل۔ آر۔ ۴۲۴۔ بنج، برتے گو۔۔۔ یہی اثر نہ ہوگا، اگر مدعی علیہ ایک کان کا، ایسے ملک میں شریک

نے کہا، کہ انصاف کے ہر اصول کے لحاظ سے یہ امر بالکل صاف ہے، کہ تم کو یہ ثابت کرنا چاہئے کہ فریق کی طلبی عمل میں آئی، یا کم از کم، وہ کبھی اس جزیرہ میں آیا تھا۔ جو مقدمہ لارڈ مینسفیلڈ کے سامنے پیش تھا، اس میں اس کا ثبوت موجود تھا، کہ جو شخص، جزیرہ سے چلا گیا ہے، وہ اپنی طرف سے ایک مختار کارروائی کرنے کے لئے چھوڑ گیا ہے۔ یہاں بھی یہ تسلی نہیں ہے کہ الفاظ "جو" اس زمانہ میں جزیرہ میں تھا" کی جگہ یہ نہ پڑھا جائے کہ "جو ایک زمانہ میں رہتا تھا"۔

مقدمہ بیکیٹ بنام بیکار تھے (۱۸۲۱) ۲۔ بی۔ ایڈ۔ ۹۵۱ ج ٹینڈرڈن۔ 385
پارکے وغیرہ ——— ملک غیر کے قانون میں یہ حکم ہے کہ اطلاعنامہ کی تعمیل، سرکاری عہدہ دار پر ہونی چاہئے، مگر اسکے متعلق کوئی حکم نہیں ہے، کہ وہ غیر حاضر فریق کو اطلاع دے۔ مگر یہ کافی تصور ہوا کیونکہ یہ تسلیم کرنا ضرور ہے کہ "عہدہ مذکور، وہ کارروائی کرے گا، جو اسکے عام فرائض منصبی کی انجام دہی کے سلسلہ سے ضروری ہے"۔ مقدمہ ڈال بنام سپین (۱۸۲۵) ۵۔ بی۔ ایف ۱۱ میں جسٹس بروم نے کہا کہ "بیکٹ بنام بیکار تھی کا مقدمہ، قانون کی انتہائی حد پر ہے۔ مگر اس مقدمہ کا مدعی علیہ ایسی نوآبادی میں، جہاں ابتداءً اس کے مقابلہ میں، دعوی ہوا تھا، عہدہ دار سرکاری تھا"۔ اور اب اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مقدمہ ہذا، باشندگی کے فرائض پر، جو اسی معنوی استدلال سے پیدا ہوتے ہیں، مبنی ہے۔ ایمینوایل بنام سائمن (۱۹۰۸) ۱۔ کے۔ بی ۲۰۲۔ ج۔ اوسٹن۔ بنگلے کمنڈ تھی ۶

مقدمہ ایوسینی بنام بگ (۱۸۲۲) ۸۔ بی ۲۲۵: میں الٹائی عدالت امیرالبحری نے، بخلاف گرفتار شدہ ایک جہاز کے، جو گرفتار کر کے وہاں لایا گیا تھا، ہر جواہر خرچہ دلایا ——— بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جہاز، بعد گرفتاری، عدالت میں تصفیہ کیلئے نہیں پیش کیا گیا! ثبوت ناقص تھا۔ پیسکن ٹنڈل اور گانسلے نے، یہ رائے قائم کی کہ گرفتار کنندہ کے نام حقیقی تعمیل اطلاع نامہ کے ثبوت کی ضرورت نہیں، کیونکہ اسکا یہ خود فرض تھا کہ وہ، مقدمہ کو عدالت میں پیش کرتا ۶

مقدمہ ڈگلاس بنام فارسٹ (۱۸۲۸) ۴۔ بنگ۔ ۶۸۶۔ جج بسٹ وغیرہ میں بظاہر، یہ طے ہوتا سمجھا جاتا ہے، کہ جائے توطن اصلی، جائز عدالت ہے، جبکہ مدعی علیہ، وہاں جائداد برقرار رکھتا ہے، بعد اس کے، کہ اس نے کسی دوسرے مقام پر، توطن اختیار کر لیا ہو!۔۔۔۔ اور شاید یہ شرط بھی ہو، کہ دین متدعوبہ وہاں حاصل کیا گیا تھا۔ ہم اپنی تجویز، اسی صورت تک محدود رکھتے ہیں، جسمیں فریق مقدمہ، برنبائے پیدائش، اس ملک کا باشندہ تھا، جسمیں تجویز کے خلاف صادر ہوئی، اور صدور تجویز کے وقت، اس ملک کا قانون، اس کی جائداد کا محافظ تھا۔ دین، ایسے ملک میں لیا گیا تھا، جسمیں تجویز صادر ہوئی ہے، اور مدعی علیہ، اس زمانہ میں وہیں رہتا تھا۔" یہ میں صفحہ ۴۰۔۔۔۔ اگرچہ اس بیان کا ذکر کیا گیا ہے، کہ بظاہر، اسا معلوم ہوتا ہے، کہ اس کا مقصد ضرور توطن تھا، کیونکہ مقدمہ زیر بحث میں، تجویز اسکاٹ لینڈ میں، ایک اسکاٹ لینڈ کے رہنے والے کے خلاف، حاصل کی گئی تھی، جو ہندوستان میں جاکر رہنے لگا تھا، پس اس کا، انگریزی حکومت کا تابع ہونا۔۔۔۔ ہندوستان کی انگریزی عدالتوں کو چھوڑ کر۔۔۔۔ اسپر اسکاٹ لینڈ میں، دعوے کرنے کیلئے کافی وجہ نہ تھی، مقدمہ کین بنام گبسن (۱۹۱۳) ۳ کے۔ بی۔ ۳۷۹۔ جج ٹیکین، میں وسیل متذکرہ بالا، ناپسند کی گئی، اور یہ طے ہوا، کہ جو شخص، ایک انگریزی نوآبادی میں پیدا ہوا ہو، وہ، اس نوآبادی کی ایسی رعایا نہیں ہو جاتا، کہ جو فیصلہ، اس کی غیر حاضری میں، نوآبادی مذکور کی عدالت سے حاصل کیا جائے، وہ یہاں قابل تعمیل قرار پائے۔ اتباع کا ایک ایسا کیساں سلسلہ ہے جسمیں تمام ایسے لوگ، جو بادشاہ کے ممالک محروسہ میں پیدا ہوئے ہیں منسلک ہیں، ممالک محروسہ کے کسی خاص جز کا اتباع، ایسا نہیں ہو سکتا کہ اسپر اقتدار کی بنیاد، قائم کیجا سکے۔

توطن اور اسکے ساتھ ملک میں جائداد کا ہونا، ملک غیر کی عدالت کی تجویز کے جواز کے لئے، کافی وجہ تصور ہو سکتی ہے۔ مقدمہ گوان بنام بریڈ وڈ (۱۹۴۰) ۱۔ ایم۔ وجر۔ ۲۰۸۔ ۲ ایس سی۔ ایل۔ آر۔ ۱۲۸: میں تمام ججوں کی یہی رائے معلوم ہوتی تھی لہ

مقدمہ ریناڈ بنام فنشن (۱۸۹۶) ۳۔ سی۔ بی۔ ۱۸۷۔ جج شنڈلی میں

وکرسول: میں جو امر اہم سمجھا گیا تھا، وہ صرف یہی تھا، کہ آیا مدعی علیہ کو، ملک غیر کی عدالت کے مقدمہ میں، جواب دہی کا موقع تھا یا نہیں؟ اس موقع کا ناکافی ہونا انگلستان میں تعمیل کیلئے، جہاں بین الاقوامی جواز کا کوئی اور طریقہ موجود نہ ہو، مقدمہ مرتن بنام واکر (۱۹۰۲) ۷۰ ایل۔ ٹی ۷۶۷، رجسٹر ۔۔۔ اور مقدمہ سردار گربال سنگھ بنام راجہ آف فریدکوٹ (۱۹۴۶) اے سی ۷۰۰، رجسٹر ۔ اوپ ہاؤس ۔ سیکشن ۔ پورس۔ شیئر ۔۔۔ اور کورٹ میں جس کا فیصلہ ملبورن ۔۔۔ نے صادر کیا ثابت قرار پا چکا ہے۔

دفعہ ۳۲۲ عدالت مخصوص میں ذمہ داری (Forum special obligationis) کے متعلق بھی، یہ امر ذہن نشین رکھنے کے قابل ہے، کہ روما کے اصول کے لحاظ سے بھی، جو ایک حد تک قبولیت عام کا مستحق متصور ہو سکتا ہے، اس عدالت کی بنیاد، صرف ذمہ داری پر قائم نہیں ہے، بلکہ اس شرط کے ساتھ مشروط ہے، کہ یا تو خود مدعی علیہ، ملک میں موجود ہو، یا وہاں اس کی کوئی جائداد واقع ہو۔ دیکھو! صفحہ ۳۲۱۔ 386

برخلاف اس کے، انگلستان میں، جہاں ابتداءً، ان مخصوص عدالتوں کا پتہ نہ تھا، مگر بعد ہ پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعہ سے، ایک زمانہ تک، ان مدعی علیہ پر، جو ملک میں موجود نہ ہوتے تھے، اور نہ وہاں ان کی جائداد واقع ہوتی تھی، ایسے معاہدات کے معاملہ میں، جو انگلستان میں کئے جاتے تھے، اور ان کے ایسے نقص اور ہرجہ کے متعلق، جو اندرون ملک واقع ہوتے تھے، اختیارات، کام میں لائے جاتے رہے۔ اور اب انگریزی عدالتیں، ان مدعی علیہم پر، جو ملک سے باہر ہوں اور جن کی جائداد بھی، اس ملک میں نہ واقع ہو، ان معاہدات کے نقض کے مقدمات میں، جنکا شرائط مندرجہ معاہدہ کے لحاظ سے انگلستان میں عمل میں آنا، لازمی ہو، اختیارات کا استعمال کرتی ہیں۔ دیکھو! صفحہ ۳۲۴ ۔۔۔ اس بنا، پر، یہ امید کی جا سکتی تھی، اور واقعات بھی اس کے موید تھے، کہ انگلستان کے قدیم نظائر، عدالت مخصوص ذمہ داری کے متعلق، خاموش رہیں گی، اور نظائر مذکور، عدالتہائے ملک غیر کے جواز کی بنیاد، نہ قرار پائیں گے، اور اس سے بعد کی نظائر میں، وہ ایک درجہ تک، قبول کئے جائیں گے۔ مگر ان حدود پر، جو قانون روما میں مقرر تھے، زور نہ دیا جائیگا، اور اس قسم کا ر

اس ملک میں، فن قانون کی ترقی کے ساتھ، یہ اصول، بین الاقوامی جواز کی بنیاد کی حیثیت سے، بالکل بے کار اور فضول ہو جائیگا۔" ایسے مدعی علیہ پر، اختیارات کے استعمال میں، جو دوسرے طریقہ سے، اس ملک کی عدالتوں کا، تابع نہیں بنائے دعوی پیدا ہوئی ہو، یا (معاہرات کی صورت میں) مقام ادا کی عدالتوں کا تابع نہ ہو، کوئی استثنا نہیں کیا گیا ہے۔ ان صورتوں اور نیز ایسی تمام صورتوں میں، جہاں ذاتی تقدمہ ہو، اس ملک کی عدالتیں، جس میں مدعی علیہ رہتا ہے، مجاز ہیں، اور انصاف کے لئے، انہیں میں رجوع ہونا چاہیئے۔" مقدمہ سردار گرویال سنگھ بنام راجہ آف فرید کوٹ (۱۸۹۴) اے۔ سی۔ ۶۷۰ حسب تجویز لارڈ ہابسبورن صفحہ ۶۸۴۔

اس سے، مقدمہ شیبانی بنام ولسٹنہولز کا یہ اصول بدلا جاتا ہے: کہ "اگر ذمہ داری کا معاہدہ کرنے کے وقت، مدعی علیہ، ملک غیر میں تھا، مگر مقدمہ کے دائر ہونے سے پہلے، وہاں سے چلا گیا، تو ہماری رائے کار جحان، اس طرف ہوگا، کہ اس ملک کے قوانین (مقصد، حدود، اختیارات سے ہے) اس پر نافذ ہونگے؛ اگرچہ اس امر کا قطعی فیصلہ، کرنے سے پہلے، ہم، اس پر بحث سماعت کر لینگے۔" ایل۔ آر۔ ۶۔ کیو۔ بی۔ ۱۶۱ ـــــ اس مقدمہ میں، مدعی علیہم کی کوئی جائداد، اس ملک میں نہ تھی، جہاں کی عدالت نے فیصلہ صادر کیا تھا۔ لہذا یہ امر بھی مشتبہ ہے کہ آیا، ایسی صورت میں روما کی عدالت معاہدہ (Forum Contractus) بھی، اس ملک میں قرار پا سکتی تھی؛ اگرچہ مدعی علیہم، اتفاقیہ طور سے، وہاں آگئے تھے؛ اور انھوں نے معاہدہ کر لیا تھا: ہرچند وہ لوگ، جو مقام انعقاد معاہدہ کے سختی کے ساتھ طرفدار ہیں، سوال صدر کا جواب، اثبات میں دینگے۔ مقدمہ رڈزیلان بنام روزیلان (۱۸۰۱) ۱۴۔ چانسری ڈویژن ۱۵۱ میں بھی، مدعی علیہم کی کوئی جائداد، اس ملک میں نہ تھی، جہاں کی عدالت نے، فیصلہ صادر کیا تھا۔ جسٹس فرائی نے، اس فیصلہ کی تعمیل کرانے سے انکار کر دیا، جو فرانس، مقام انعقاد معاہدہ میں حاصل کی گئی تھی؛ بغیر اس کے کہ مدعی علیہ کا، اطلاع دیجائے۔ اور انھوں نے، اس امر کو، بہت اہم تصور کیا، کہ معاہدہ، اگرچہ فرانس میں ہوا تھا، مگر اس کی تعمیل، بظاہر، انگلستان میں مقصود تھی۔ صفحہ ۲۵۷ ـــــ اس زمانہ میں

887

بھی فیصلہ، ان حالات کے بغیر بھی، یہی ہوگا۔ دیکھو! ایسینول بنام سائمن [۱۹۰۸]
۱۔ کے۔ بی۔ ۲۰۲، مندرجہ تحت دفعہ ۳۱۹ (الف)۔ ومقدمہ جیفر بنام ولیمز
[۱۹۰۸] ۲۵۔ ٹی۔ ایل۔ آر۔ ۲۰۶، بکثرت۔

دفعہ ۳۲۳ رومانی مخصوص عدالت ذمہ داری کے فیصلہ کے اجرا کے لئے، ملک میں جائداد کے علی سبیل البدل مشروط ہونے کے متعلق، مقدمہ شبسائی بنام وٹین ہولز (۱۸۷۰) ایل۔ آر۔ ۶۔ کیو۔ بی۔ ۱۴۲ کا، ایک دوسرا نقرہ نقل کیا جاسکتا ہے "ہم کو یہ بتا دینا بھی ضرور ہے، کہ اگرچہ ہمارے نزدیک، کسی شخص کو، ملک غیر کی عدالت کے فیصلہ کے پابند کرانے کی، ان وجوہ کے علاوہ، جو مقدمہ ڈگلاس بنام فارسٹ میں بیان ہوئی ہیں، دوسری وجوہ بھی ہو سکتے ہیں، مگر ہم کو، اس میں، بہت شبہ ہے: کہ آیا، ایسی جائداد کا قابض ہونا، جو اس ملک میں واقع، اور وہاں کے قانون کی حفاظت میں ہو، پابندی کی ایک وجہ قرار پا سکتی ہے؟ — جو امر متبادر ہوتا ہے، وہ یہ ہے: کہ اگرچہ ہر عدالت، بطور جائز، اس کا اختیار رکھتی ہے، کہ وہ اس جائداد پر، جو اس کے حدود ارضی کے اندر واقع ہے، اطلاعنامہ کی تعمیل کرائے، مگر ایسی جائداد کا موجود ہونا — جو ممکن ہے کہ بہت قلیل ہو، اس جائداد کے پردیسی مالک پر، تعمیل فیصلہ کے فرض، اور ذمہ داری، کو عائد کرنے کے لئے، کافی وجہ نہیں متصور ہو سکتا"۔

مقدمہ کیوان بنام اسٹورٹ متذکرۂ تحت دفعہ ۳۲۱، بمقابلہ مقروض مدیون ڈگری (Garnishee) عدالت ملک غیر، دائر ہوا تھا، اور اس مدیون ڈگری کے مقروض کو، بمقابلہ دائن کے، اس جواب دہی کی اجازت نہیں دی گئی کہ اس کو مجبور کر کے، اس مقدمہ میں، رقم وصول کیجا چکی ہے، اس لئے، وہ، دفعہ ہذا کے مضمون کے مخالف ہے۔

دفعہ ۳۲۴ جب کسی ملک کے واضعان قوانین، عدالت عمل (Forum actoris) قائم کرتے ہیں، تو ان اختیارات کی بنیاد، ایسے حالات پر قائم ہوتی ہے، جن کا تعلق، مدعی علیہ کی ذاتیات سے ہے، اور نہ ذمہ داری سے، بلکہ مدعی کی ذاتیات سے ہوتا ہے، جیسا کہ — پنچ لین کو ڈکی دفعہ ۱۴ میں کیا گیا ہے۔ دیکھو! صفحہ ۳۳ — تو وہ، کافی اور موثر وجہ، ایسے فیصلہ کی تعمیل کی، انگلستان میں نہیں قرار پا سکتی۔

مقدمہ شیلبرن بنام ویسٹن ہولز (۱۸۸۷) ایل۔ آر۔ ۶۔ کیو۔ بی۔ ۱۵۵۔
جج، بیلکبرن۔ میلور۔ ہیش۔ سینئر۔

فرض کرو:۔ کہ ملک غیر کی جس عدالت میں، فیصلہ صادر ہوا، وہ، ان وجوہ میں سے کسی وجہ کے لحاظ سے بھی، جن کا ذکر ہو چکا ہے، بین الاقوامی طور سے، مجاز نہیں متصور ہوتی ہے؛ تاہم فیصلۂ مذکور کے اس فریقی کے مقابلہ میں، جس کے کسی طرز عمل سے، مقدمۂ مذکور میں جواز پیدا ہو گیا ہو، انگلستان میں تعمیل ہو سکے گی۔

دفعہ ۳۲۵ "ہمارے نزدیک، یہ امر اصولاً بالکل صاف ہے: کہ اگر کوئی شخص بحیثیت مدعی کے، اپنے دعوے کیلئے، ملک غیر کی ایک عدالت کو منتخب کرتا ہے، تو وہ بعدہٗ اس عدالت کے فیصلہ کی نسبت، یہ کہنے کا مجاز نہیں ہو سکتا، کہ وہ، اس کا پابند نہیں ہے"۔ مقدمہ شبائی بنام ویسٹن ہولز جیسا کہ دفعہ ۳۲۱ کے تحت میں لکھا جا چکا ہے۔ ایل آر۔ ۶۔ کیو۔ بی۔ ۱۶۱۔ 388

ایک مقدمہ میں، مدعی علیہ کی طرف سے، یہ بحث کی گئی: کہ ملک غیر کا فیصلہ، مدعیوں کے لئے، قطعی طور سے، قابل پابندی تھا! ــــ جسٹس پارکر نے، اپنے اور جسٹس الڈرسن اور گرنی، کی طرف سے، فیصلہ صادر کیا؛ اور اس میں بتایا: کہ "مدعیوں نے، بیرونی عدالت کا انتخاب نہیں کیا تھا ــــ اگر ایسا ہوتا، تو وہ، اس کے پابند کئے جا سکتے تھے؛ وہ، محض پردیسی تھے، اور انھوں نے، ایک ملکی مقدمہ میں، مدعی علیہ کی غفلت کو، ایک غیر ملک میں پیش کیا؛ جس کے قوانین کی پابندی، ان پر لازم نہ تھی"۔ مقدمہ جنرل اسٹیم نوگیشن کمپنی بنام کیلو (۳ ۱۸۴۴) ایل۔ ایم۔ ڈبلیو۔ ۸۹۴۔

دفعہ ۳۲۶ لیکن سوال یہ ہے: کہ کیا مدعی علیہ، ملک غیر کی عدالت کے مقدمہ میں، حاضری اور جواب دہی سے، اپنے آپ کو، پابند کر لیتا ہے؟ ــــ "ہم اس سوال کو، غیر منفصلہ ہی رکھنا، مناسب سمجھتے ہیں؛ اور مدعی علیہ کی حاضری کے اثر کے متعلق، کسی رائے کا اظہار نہیں کرتے: بشرطیکہ اسکی حاضری، اس حد سے زیادہ، برضا و رغبت نہ ہو، کہ وہ، ایک ایسی جائداد کو، جو ملک غیر کی عدالت کے ہاتھ میں ہے، بچانے کی کوشش کرتا ہو؛ اگر ساتھ ہی

اس کے، یہ ظاہر کر دینا بھی ضرور ہے کہ جو فیصلہ، مقدمہ ڈی کاس بر زیک بنام راتھ لون میں ہوا "وہ، قابل استناد ہے"؛ جس میں یہ قرار پایا: کہ جب مدعی علیہ، برضامندی حاضر عدالت ہوتا ہے، اور اپنے حقیں، فیصلہ ہو جانے کی توقع سے، مستفید ہوتا ہے، تو وہ، پابند ہو جاتا ہے" یہ مقدمہ شلیسائی بنام ویسن ہولز سند رجہ دفعہ ۲۲۱۔ ایل۔ آر۔ ۶۔ کیو۔ بی۔ ۱۶۲، سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے: کہ اگر مدعی علیہ، صرف مشروطی طور سے، حاضر ہو کر، اس اطلاع نامہ کی منسوخی کی استدعا کرے، جس کی تعمیل، اسپر حدود ارضی کے باہر ہوئی، تو جو فیصلہ، اُسکے خلاف، عدالت ملک غیر سے صادر ہو، وہ جائز، اور یہاں، قابل تعمیل، متصور ہوگا۔ مقدمہ میرس بنام ٹیلر (۱۹۱۵) ۲۔ کے۔ بی۔ ۶۰۵۔ ج، میکلے بکھورڈ۔ بنکنز: جنہوں نے جنس برٹے کی تجویز کو، بحال رکھا۔ اس کتاب کی آخر طبع میں، ونسینٹ لیک نے لکھا تھا: کہ "اگر امر غیر منفصلہ کا فیصلہ، لارڈ بلیکبرن، اور انکے ساتھیوں کے رجحان، کے مطابق نہ ہوتا، تو مدعی علیہ کو، بمجبوری، اپنی جائداد موقوعہ ملک غیر سے، دست برداری کرنی پڑتی؛ اس غرض سے، کہ وہ، اپنی انگلستان کی جائداد کو، ایسی ملک غیر کی عدالت کے دستبرد سے، محفوظ رکھ سکے: جس کو، برنائے اصول مفروضہ، مقدمہ میں، کوئی بین الاقوامی اختیار حاصل نہیں ہے" اگر عدالت نے، ایک بعد کے مقدمہ میں، یہ طے کیا: کہ اگر مدعی علیہ، برضامندی، ایسی حالت پیدا کر لیتا ہے، کہ ملک غیر کی عدالت کی تجویز کا پابند ہونا، اسپر فرض ہو جاتا ہے، تو ایسے فیصلہ کی تعمیل، اس کے خلاف، اس ملک میں ہو سکے گی۔ (ایل او سی۔ سی اے ٹی صفحہ ۵۸۰)۔

مقدمہ ڈی کاس بر زیک بنام راتھ بون (۱۸۶۱) ۶۔ ایچ و این۔ ۳۰۱۔ بج، مارٹن چیف۔ وائلڈ: میں یہ بحث کی گئی تھی، ——— کہ مدعی علیہم، اس ملک میں، جس کی عدالت سے فیصلہ صادر ہوا، جائداد کے مالک تھے، جو بحالت عدم حاضر ضبط ہو گئی تھی؛ اور وہ، اپنی جائداد کو محفوظ رکھنے کے لئے، عدالت میں حاضر ہوئے؛ اور جواب دہی کی ——— مگر یہ بحث منظور نہیں کی گئی؛ مقدمہ وایرٹ بنام بیرٹ۔ ۵۵۔ ایل جے (سلسلہ جدید) کیو۔ بی۔ ۳۹: میں مدعی علیہم، ایک فرانسس کے مقدمہ میں، اسوجہ سے حاضر ہوئے تھے، کہ انکا کاروبار، ایک فرانسیسی کارخانہ کے ساتھ تھا؛ اور وہ، عموماً ایسی حالت میں تھے، کہ عدالت فرانس کا فیصلہ، ان کی جائداد موقوعہ فرانس کے مقابلہ میں، تعمیل ہو سکتا تھا! ———

389

جسٹس ایشر۔ کاٹ اور بوٹن نے، اس مقدمہ اور ایسے مقدمہ میں، جس میں جائداد، مدعی علیہ کی حاضری سے پہلے ضبط کر لی گئی تھی، تمیز کی، اور مدعی علیہم کو، پابند قرار دیا ——— اس عمل سے انھوں نے جسٹس ولس۔ ۵۴۔ ایل۔ جے۔ کیو۔ بی۔ ۵۲۱، کی تجویز کو، منسوخ کر دیا، جنہوں نے، یہ رائے قائم کی تھی: کہ "عدم حاضری کی حالت کی تجویز کی تعمیل میں، دوسری جائداد کو، بچانے کی کوشش کرنا .... تقریباً اسی قسم کی ترقی ہے، جو ایسی حالت میں ہوتی ہے، جس میں حاضری، اس جائداد کی حفاظت کے لئے، عمل میں آتی ہے، جو عدالت کے قبضہ میں ہوتی ہے"۔ تاہم ایسی صورت میں، کہ ملک غیر کی عدالت میں، فیصلہ، بعدم حاضری، ایک باشندۂ انگلستان کے خلاف صادر ہوا تھا، اس نے، بعدہٗ، اپنے مال کی حفاظت کے لئے، جو عارضی طور سے، قرق کر لیا گیا تھا، عذر کیا منظوری عذر کے بعد وہ، بطور مرافعہ علیہ کے، ملک غیر کی عدالت مرافعہ میں پیش کیا گیا: عدالت مذکور کا فیصلہ، اس کے خلاف، جائز قرار پایا، اور اس کی تعمیل، انگلستان میں کرائی گئی: اس بنا پر، کہ اس کی حاضری، عدالت فرانس میں، برضامندی سمجھی گئی۔ مقدمہ گیوارڈ بنام ڈی کلرمونٹ (۱۹۱۴) ۳۔ کے۔ بی۔ ۱۴۵۔ نیز مجرائم، انگلستان کے ایک مدعی علیہ کے لئے، جسپر ملک غیر کی ایسی عدالت میں دعوی، کیا جائے، جس کے اختیارات کے متعلق، اس کو اعتراض ہو، محفوظ طریقہ یہ ہے: کہ اختیارات کے متعلق، عذر کر کے خاموش ہو جائے: جب تک کہ فیصلہ کی تعمیل کے لئے، انگلستان میں درخواست نہ پیش کی جائے۔ اس شکل میں، یہ ممکن ہے، کہ اسکی جائداد موقوعہ ملک غیر، اسکے ہاتھ سے نکل جائے، لیکن ملک غیر کے فیصلہ کی تعمیل، اسکی جائداد موقوعہ انگلستان کے متعلق، نہ ہو سکے گی۔ برخلاف اسکے، اگر وہ، کسی طرح، ملک غیر کی عدالت کے اختیار کو تسلیم کر لیتا ہے، تو یہ اختیار اس کے ہاتھ سے جاتا رہتا ہے! ——— یہ اصول: کہ رضامندی کے ساتھ حاضری سے، اختیار پیدا ہو جاتا ہے، مقدمہ بوسیر و کمپنی بنام بروکنہ و کمپنی (۱۸۸۹) ۶۔ ٹی۔ ایل۔ آر۔ ۵۰۹، میں، کیتو، میں، قائم رکھا گیا ——— اس میں، مدعی علیہم کو ملک غیر کے فیصلہ پر، اختیارات و غیر واقعات کی بنا پر، عذر تھا، اور اسیطرح

مقدمہ گارک بنام ہین کاک [۱۸۹۵] ۱۲۔ ٹی۔ ایل۔ آر۔ ۵۹۔ جج، رسل آف کلون۔ اور مقدمہ گیرو یو بنام مکسول و کمپنی [۱۹۰۸] وی ٹی ایس نیوز پیپر ڈیسمبر ۱۲۔ جج، پکفورڈ، میں ہوا ہے۔

قدیم نظائر میں، مقدمہ ملوفی بنام گبنس (۱۸۱۰) ۲۔ کیمپ ۵۰۲۔ جج، المنیز میں یہ واقعہ ہے کہ مدعی علیہ، ملک غیر کی عدالت میں بذریعہ مختار، حاضر ہوا، مگر اس نے کوئی عذر نہیں کیا ہے اسکے خلاف، تعمیل فیصلہ کے لئے، کافی وجہ قرار پایا ہے لارڈ ایلنبرو، جو مقدمہ کیوان بنام اسٹورٹ، مندرجہ تحت دفعہ ۳۲۱، میں صرف اس ثبوت کو، کافی تسلیم کر لینے کے لئے آمادہ تھے، کہ فریق کی طلبی عمل میں آئی تھی، اسکے حاضری کے ثبوت کو، بدرجہ اعلیٰ، کافی تصور کرتے ہونگے!

ان مجوں کی نسبت بھی یہی کہا جا سکتا ہے، جنہوں نے، مقدمہ رینالڈز بنام فنٹن مندرجہ تحت دفعہ ۳۲۱ کا فیصلہ کیا۔ برخلاف اسکے، دیکھو، اخبرل اسٹیم نیویگیشن کمپنی بنام گیلو، تحت دفعہ گزشتہ ہے

مقدمہ دی چیلنج ڈوک دی آئل [۱۹۰۴] پی۔ ۲۱۔ جج، گورل بارنس، میں فریقین کی نسبت، قرار پایا، کہ وہ بلجیم میں، حاضری کی بنا پر، فرانس کی عدالت کے پابند نہیں قرار دئے جا سکتے! بلجیم میں، ان کا جہاز، بہ انتظار فیصلہ عدالت فرانس، گرفتار کر لیا گیا تھا، اگر کسی شخص کو، عدالت ملک غیر میں، حاضری کا موقعہ ہو، اور وہ، بجائے اسکے، عذر کیساتھ، رقم داخل کر دیتا ہے، تو وہ، رقم واپس شدہ، بعدہ وصول نہیں کر سکتا۔ مقدمہ کلائیڈیل بنک لمیٹڈ بنام شروڈر و کمپنی [۱۹۱۲] ۲۔ کے۔ بی۔ ای۔ دیکھو، صفحہ ۱۹۹ ہے

دفعہ ۳۲۶ (الف) جب ملک غیر کی عدالت کا فیصلہ، بالتعمیم کسی حیثیت پر موثر ہو، یا اسکے ضمن یا تائید میں، ذات کے متعلق ہو، اور عدالت صادر کنندہ کے قانون کے مطابق، حسب ضابطہ صادر ہوا ہو، تو وہ، انگلستان میں، انگلستان کے ایسے باشندہ کے مقابلہ میں بھی، جو نہ اس ملک کا متوطن اور نہ مقیم ہو، بحال رکھا جائے گا، کم از کم ایسی حالت میں، کہ صادر کنندہ اور تعمیل کنندہ، ایک بادشاہ کی عدالتیں ہوں۔

جسٹس اسکروٹن نے ــــ مقدمہ فلپس بنام فلپس (۱۹۱۳) ۲۔ کے۔ بی۔ ۲۵ میں ــــ ان جدید اقسام مقدمات کا ذکر کیا، جن میں، انگریزی عدالتیں، ملک غیر کی عدالتوں کی تجاویز کی تعمیل کرائیں گی۔ اس خاص مقدمہ میں، ہندوستان کی ایک عدالت کی تجویز کی تعمیل کرائی گئی: تجویز متعلقہ ہر دو ایک انگلستان کے باشندہ کے مقابلہ میں تھی، جو طلاق کے مقدمہ میں، شریک مدعی علیہ تھا: اگرچہ نہ اس کا توطن، ہندوستان کا تھا، اور نہ وہاں، اسکی کوئی جائداد تھی۔ اسپر اطلاع نامہ کی تعمیل، بذریعہ رجسٹر خط کے ہوئی تھی! ــــ عدالت نے، یہ طے کیا: کہ ہندوستان کی عدالتوں کا اختیار، غیر حاضر شریک مدعی علیہ پر، اسی اصول کی بنا، پر قابل تسلیم تھا، جس اصول کے لحاظ سے انگلستان کی طلاقی عدالتیں، ملک غیر کے شریک مدعی علیہ پر، اپنے اختیارات کا نفاذ کرتی ہیں۔ دیکھو، مقدمہ رینٹ واسٹورٹ صفحہ ۸۹ ــــ اور چونکہ طلاق کی تجویز ایک حیثیتی ڈگری (Decree in rem) ہے جو ہر جگہ جائز متصور ہوتی ہے؛ اس لئے، جو ذاتی تجویز، اس کے ضمن میں، بمقابلہ شریک مدعی علیہ صادر ہوگی، وہ بھی یہاں جائز خیال کیجائے گی! ــــ جج کا رجحان، اس طرف معلوم ہوتا ہے: کہ اگر عدالت، ملک غیر کی بھی ہو، اور ایک بادشاہ کے تحت نہ ہو، تب بھی، اسکے اختیارات، قابل تسلیم، اور تجویز قابل تعمیل ہے ــــ مگر یہ فیصلہ، فی الحقیقت، انھیں مقدمات تک محدود ہے، جو ایسے ملک کی عدالتوں سے صادر ہو، جو ایک بادشاہ کی حکومت میں ہوں۔

دفعہ ۳۲۶ (ب) سنہ ۱۹۱۱ء کی شاہی کانفرنس سے یہ سفارش ہوئی تھی: کہ سلطنت انگریزی کے، مختلف حصص کی عدالتوں کے فیصلوں کی باہمی تعمیل میں، آسانی پیدا کئے جانے کا انتظام ہونا چاہیئے ــــ اس تجویز کے مطابق، انتظام عدالت کے ایکٹ سنہ ۱۹۲۰ء (۱۰ و ۱۱ جارج پنجم فصل ۸۱)، جو عمل کیا گیا؛ اور اس کے حصہ دوم میں، سلطنت متحدہ میں، ان فیصلہ جات کی تعمیل، اور انکے اندراج، کا انتظام کیا گیا، جو سلطنت مذکور کی، دوسرے حصص کی اعلیٰ ترین عدالتوں سے صادر ہوئے ہوں۔ جو فیصلہ جات درج رجسٹر ہو سکتے ہیں، وہ، ایسے فیصلہ جات ہیں، جو کسی دیوانی عدالت سے صادر ہوئے ہوں،

اور جن کی رو سے کوئی رقم واجب الادا قرار پاتی ہے۔ اس میں فیصلہ جات تالفی بھی شامل ہیں، مگر ایسے فیصلہ جات اس سے خارج ہیں، جو ذاتی معاملات میں صادر ہوئے ہوں؛ مثلاً ــــ طلاق، وغیرہ۔ اس قانونی انتظام کا نتیجہ یہ ہے کہ سلطنت انگلشیہ کی عدالتوں کے فیصلہ جات، جو ورج رجسٹر ہو سکتے ہیں، ان کی تعمیل انگلستان میں اسطرح ہوگی جسطرح، خود انگلستان کی عدالتوں کے فیصلہ جات کی ہوتی ہے؛ اور ڈگریدار کو اس امر کی ضرورت باقی نہ رہے گی کہ وہ، صادر شدہ فیصلہ کی بنیاد پر، انگلستان میں، از سر نو کارروائی شروع کرے۔ مگر یہ امر پیش نظر رکھنا ضرور ہے کہ مقدمہ کو، ورج رجسٹر کرنا، عدالت کے اختیار تمیزی پر منحصر ہے؛ اور اس بناء پر، جو ضابطہ اس موقعہ پر، اختیار کیا جاتا ہے وہ، اس ضابطہ سے مختلف ہے، جو اسکاٹلینڈ یا آئرلینڈ کی عدالتوں کے فیصلہ جات کی تعمیل کے متعلق انگلستان میں اختیار کیا جاتا ہے، جن کا، ہر صورت میں، ورج رجسٹر کیا جانا، لازم ہوتا ہے[1]

391 اسی ایکٹ کی دفعہ ۹ (۲) میں، ان صورتوں کی صراحت، موجود ہے، جن میں فیصلہ جات کو، ورج رجسٹر کرنے کی اجازت نہیں ہے؛ "جس سے ان اصولی شرائط کا پتہ چلتا ہے، جن کی بنا پر، ملک غیر کے فیصلہ جات تسلیم نہیں کئے جاتے"۔

کوئی ایسا فیصلہ، ورج رجسٹر نہیں ہو سکتا، جو کہ فریب سے حاصل کیا گیا ہو؛ یا اس کا مرافعہ دائر ہوا یا دائر ہونیوالا ہو؛ یا اس کا بنائے دعویٰ ایسا ہوا، جس کا رجسٹر پر ورج ہونا، کسی مصلحت عامہ کے خلاف ہو؛ یا انکہ ابتدائی عدالت نے، بلا اختیار کے کام کیا ہو۔ اور نہ کوئی ایسا فیصلہ، ورج رجسٹر ہو سکتا ہے: اگر مدعون ڈگری،۔

(الف) ایسا شخص ہے، جو نہ عدالت ابتدائی کے حدود ارضی میں، عام طور سے رہتا، اور نہ کاروبار کرتا ہے؛ اور نہ خود، برضامندی، حاضر عدالت ہوا؛ اور نہ اس نے کسی دوسرے طور سے، عدالت مذکور کے اختیار کو، تسلیم کیا۔ یا ــــ

(ب) بحیثیت مدعی علیہ، نہ اسپر عدالت ابتدائی سے، باضابطہ طور سے، اطلاعنامہ کی تعمیل ہوئی، اور نہ وہ حاضر عدالت ہوا؛ اگرچہ وہ، عام طور سے، عدالت مذکور کے حدود ارضی میں رہتا، اور کاروبار کرتا تھا؛ یا عدالت مذکور کے

---

[1] دیکھو؛ پروفیسر کینیہ کا مضمون، رسالہ کیمبرج لا جرنل لیسٹن ۱۹۲۱ سلسلہ سوم، جلد ۲ صفحہ ۲۱۰۔

اختیارات پر، رضامند ہو گیا تھا۔ اس سے، جو کچھ ظاہر ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ اگر مدیون ڈگری اس ملک میں، کاروبار کرتا یا رہتا ہے، جو سلطنت انگلشیہ کا ایک جز ہے، تو عدالت کو، اسپر اختیار حاصل ہے؛ اگرچہ اس کا وطن، وہاں کا نہیں ہے، اور نہ وہ، وہاں کاروبار کرتا ہے: مگر اس نے، باضابطہ تعمیل اعلان نامہ کے بعد، عدالت کے اختیار کو تسلیم کر لیا ہے، تو فیصلہ، جائز متصور ہوگا۔ جو اصول مقدمہ پیرس بنام ٹیلر (امریکہ)، اور مقدمہ گیوارڈ بنام ڈی کلرمنٹ (دیکھو اصفحہ ۲۸۹ میں)، قائم کیا گیا تھا، وہ، اسی کے مطابق ہے؛ اور اس سے، رضامندی کی حاضری کے قدیم اصول کو، ہر قسم کی تسلیم تک وسعت ہو جاتی ہے۔

دفعہ ۳۲۷ ایک عجیب صورت، جس کو، غالباً اصول جواز سے متعلق کرنا، غلط نہ ہو، اسوقت پیش آتی ہے، جبکہ ایک کمپنی کے، ملک وطن کے قانون کی رو سے، اس کے شرکا، اس کے معاہدات کے، ذاتی طور سے ذمہ دار ہوتے ہیں؛ اور ایک فیصلہ، جو اس کے خلاف، حاصل کیا جاتا ہے، وہ، اسکے ہر شریک پر، تعمیل کرایا جا سکتا ہے، اگرچہ وہ، انفرادی طور سے، مقدمہ میں فریق نہ تھے! ایسا فیصلہ، انگلستان میں، ذریعہ کارروائی عدالتی، کسی ایک شریک کے مقابلہ میں، تعمیل پا سکتا ہے: گو، وہ فیصلہ، ایک ایسی عدالت نے، صادر کیا تھا، جس کے جواز کو، اس نے، کمپنی مذکور میں، حصہ خرید کر، تسلیم کر لیا تھا۔ ملک غیر کے مقدمہ کی نسبت، یہ متصور ہوگا: کہ وہ، فی الحقیقت ہر شریک کے مقابلہ میں، مجموعی نام سے، دائر ہوا تھا؛ اور اس بنا سے، انگلستان میں، اس کا مقابلہ کسی ایک شریک کے تعمیل پانا، بالکل اصول جواز کے مطابق سمجھا جائیگا۔

892 مقدمہ بنک آف انٹرایسیا بنام ارڈنگ (۱۸۵۰) ۹ سی۔ بی۔ جی۔ ۱ ڈالڈ۔ تال۔ کرسول۔ ٹالفورڈ، ومقدمہ بنک آف انٹرایسیا بنام نیاس (۱۸۵۱) ۱۶ کیو۔ بی۔ ۱۷۰۔ جی۔ کیمل۔ پیٹن۔ کالرج۔ وسٹن پیلین جب کمپنی کا وطن، انگلستان کا ہو، تو اس کا ملک غیر میں، اس غرض سے، رجسٹر ہونا، کہ وہ، وہاں بھی کاروبار کر سکے، اسکے شرکا، کو، اس کا مستوجب نہیں قرار دے سکتا۔ مقدمہ رسٹن آئرن والا کو مشہور کس بنام فرنس (۱۹۰۶) ۱ کے۔ بی۔ ۴۹۔ جی۔ کینڈی۔ کانسٹ۔ ۲۰ صریشتہ ۵

دفعہ ۳۲۷ (الف) جب بین الاقوامی جواز ثابت ہو جائے تو ملک غیر کی عدالت میں، بے ضابطہ کارروائی کئے جانے کا عذر، اس فیصلہ کے متعلق، انگلستان میں پیش نہیں کیا جا سکتا؛ جب تک، کہ مقدمہ کی کارروائی، انگلستان کے نقطہ خیال سے حقیقی انصاف کے خلاف نہ ہو۔

مقدمہ پیرٹن بنام ہیوز [۱۸۹۹] ۱۔ چانسری ۱۸۵، ۶۸ ج، لنڈلے۔ رگبائی۔ واگھان ولیمس، جنھوں نے جسٹس کیکوچ کے فیصلہ کو، منسوخ کردیا۔ دیکھو:۔۔۔ جو کچھ، فطری انصاف کے متعلق، ملک غیر کی عدالت کے بے ضابطہ عمل کے سلسلہ میں، بمقدمہ بوسر و کمپنی بنام بروکر و کمپنی [۱۸۹۹] ۶۔ ٹی۔ ایل۔ آر۔ ۵۷۰، ج، کیو: کہا گیا ہے، وہ وجید مقدمات میں، اس اصول کی تائید کی گئی، اور یہ عذر، کہ ملک غیر کی عدالت کا فیصلہ خود فطری انصاف کی بنا پر مبنی ہے، ناقابل سماعت قرار پایا۔ مقدمہ اسکاٹ بنام لونفلڈ [۱۹۱۱] ۲۷۔ ٹی۔ ایل۔ آر۔ ۵۰۹۔ ج، لارنس۔ و مقدمہ رابنسن بنام فنیر [۱۹۱۳] ۳۔ کے۔ بی۔ ۱۳۵، ۱۴۵ ج، چنیل؛ ان دونوں مقدمات میں، ملک غیر کے ضابطہ پر اعتراض، بر بنائے اوخال شہادت کے تھا۔ انگریزی عدالتوں نے، یہ قرار دیا، کہ اس سوال کے متعلق، جو اصولی اختلاف تھا، اس کی نسبت، یہ نہیں کہا جا سکتا، کہ وہ حقیقی انصاف کا معاملہ تھا۔

فرض کرو، کہ یہ ثابت ہو گیا، کہ ملک غیر کی عدالت مجاز تھی، یا یہ کہ مدعی علیہ، انگلستان میں، اسکے جواز پر اعتراض کرنے سے ممنوع ہے۔ اسکے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے، کہ آیا ملک غیر کے فیصلہ کا اثر، بطور امر فیصل شدہ (Res judicata) کے ہوگا یا نہیں؟ یورپ کے دوسرے ممالک میں، ملک غیر کی تجویز کو قابل تعمیل قرار دینے کے مسئلہ میں، اس سوال کی یہ صورت ہو جاتی ہے: کہ آیا، قابل تعمیل قرار دینے سے پہلے، تجویز کو، اس نظر سے جانچنا چاہئے، کہ وہ لحاظ واقعات اور قانون کے درست ہے یا نہیں؟۔ انگلستان اور امریکہ میں، تجویز عدالت ملک غیر کی بنا پر، دعوی دائر کرنے میں، سوال کی شکل یہ ہو جاتی ہے: کہ آیا تجویز مذکور، دعوے ڈگری شدہ کا قطعی ثبوت ہے، یا صرف قیاسی؛ جس کو مدعی علیہ، اس کی واقعاتی یا قانونی غلطی، ثابت کر کے، رد کر سکتا ہے؟ دینا

کی کانگرس میں، جرمنی جماعتوں نے، باہمی تسلیم (Reciprocity) کا طریقہ اختیار کرلیا؛ اس طور سے، ریاست ہائے جرمنی، اور صرف ان ریاستوں کی تجویزیں، جو جرمن کی ریاستوں کی تجاویز کو، امر تعمیل شدہ قرار دیتی تھیں، بغیر کسی جانچ اور پرتال کے، قابل تسلیم قرار پائیں۔ سلطنت جرمنی کے ضابطہ کی دفعات ۶۶۰ اور ۶۶۱ کی رو سے، جو ۱۸۷۹ء میں نافذ ہوا، عدالت ملک غیر کی کوئی تجویز، قابل تعمیل نہیں ہے؛ جبتک اس خاص ملک 393
کی عدالتیں، اسیطرح، جرمنی عدالتوں کی تجاویز کی تعمیل کی عادی نہ ہوں۔ یہی عملدرآمد، عام طور سے، تمام یورپ میں رائج ہے، مثلاً۔ سوئٹزرلینڈ اور سارڈینیا اور یورپ کی ریاستوں میں اور اسپین میں، معاہدہ ہونے کی وجہ سے، باہمی تعمیل کا رواج دیکھنا پڑتا ہے؛ وہاں بھی عدالت ملک غیر کی تجویز کی تعمیل ہوسکتی ہے: اگر ایسے نظائر موجود نہ ہوں، جن سے باہمی تعمیل کا انکار ظاہر ہوتا ہو۔ فرانس میں، بعد رد و بدل کے، آخر عملدرآمد یہ قرار پایا ہے: کہ ملک غیر کی عدالت کی ہر تجویز کی جانچ ہونی چاہئے! اگرچہ اس عملدرآمد پر، جو مجموعہ قوانین کی تعمیر اور آئین ۱۶۶۹ء کی دفعہ ۱۲۱ کے احکام کو بحال رکھنے پر مبنی ہے؛ ایک عرصہ تک بحث ہوتی رہی۔ بلجیم اور رینش پروشیا میں، چونکہ یہ مسئلہ، فرانس کے مجموعہ قوانین کے نفاذ پر منحصر تھا جس کے ساتھ ۱۶۶۹ء کا آئین جاری نہیں ہوا تھا؛ اس لئے ملک غیر کی تجاویز کو، امر تعمیل شدہ کا رتبہ دیا گیا ہے؛ البتہ بلجیم میں، قانون مجریہ ۹ ستمبر ۱۸۱۴ء کی رو سے، فرانس کی عدالتوں کی تجویزیں ۔۔۔ اور رینش پروشیا میں، بربنائے نظائر وہ فیصلے، جو پروشیا کے باشندگان کے خلاف، ایسے ممالک میں صادر ہوئے ہوں، جو پروشیا کی عدالتوں کے فیصلوں کو بغیر جانچ کے نہ قبول کرتے ہوں، اس سے مستثنیٰ ہیں۔

دفعہ ۳۲۸۔ انگلستان میں، بڑے تذبذب کے بعد، اب یہ قرار پایا ہے: کہ ملک غیر کی عدالت مجاز کا فیصلہ، عام طور سے، اس دعوے کا جو اس سے ڈگری ہو، قطعی ثبوت ہے۔ لارڈ ڈنیمن نے مقدمہ ڈیرسن بنام ہوڈرسن (۱۸۴۴) میں اپنا اور جسٹس ولیمس، کالرج اور ولیمز کا فیصلہ صادر کرتے ہوئے کہا: کہ "اس امر کے متعلق، کہ مدعی علیہ کے ساتھ، نیو فاؤنڈلینڈ کی عدالت جانسری سے، انصاف نہیں ہوا، مختلف عذرات پیش کئے گئے ہیں۔ یہ کبھی قیاس نہیں کیا جاسکتا، بلکہ قیاس ہمیشہ اس کے خلاف قائم کیا جاتا ہے، جب تک کہ صاف طور سے، یہ نہ ظاہر ہو، کہ ملک غیر کا قانون

یا کم از کم ملک غیر کی عدالت کی کارروائی کا کوئی جز، فطری انصاف کے خلاف ہے، اور انھیں کی نسبت، ہماری یہاں کی عدالتوں میں، بارہا دریافت عمل میں آئی ہے۔ مگر یہ عمل، مقدمہ کی اس تحقیقات سے بالکل جدا ہے، جو واقعات قبتہ کی صحت پر مبنی ہو، کیونکہ جو امر جواب دہی میں داخل ہے، وہ اسی عدالت میں پیش کیا جانا چاہیے تھا۔" ۶۔ کیو بی۔ ۲۹۰۔ جو امر یہاں فطری انصاف کے خلاف کہا گیا ہے، اسکا زیادہ تر تعلق، اس بحث سے ہے، کہ آیا ملک غیر کی عدالت نے، غیر حاضر مدعی علیہ کی طلبی کے لئے جو طریقہ اختیار کیا تھا، وہ صحیح تھا؟ — قبل اسکے کہ عدالتہائے ملک غیر کے جواز کے جانچنے کے لئے، اختیارات کا معیار، اس طرح قائم ہو، جیسا کہ اس وقت قائم ہو گیا ہے، اسی قسم کے مباحث عام طور سے پیش ہوا کرتے تھے جبکہ جواز کی بنیاد، عدالت مدعی علیہ یا عدالت مقام وقوع پر قائم ہو، اس وقت، غیر حاضر مدعی علیہ کی اطلاع دہی کیلئے، اصطلاحی ذرائع کا کام میں لایا جانا ضرور ہے، بعض اوقات، ایسی صورتیں بھی پیش آسکتی ہیں، کہ یہ ذرائع، حقیقی اطلاع دہی کیلئے کافی نہ ہوں، مگر باوجود اس کے، انصاف، مقدمہ سے التوا کا بھی متقضی نہ ہو۔ یہ امر قرین قیاس نہیں، کہ ایسے مہذب ممالک میں، جن میں خانگی قانون بین الاقوام کے قواعد قائم ہوں، ان میں، اطلاع دہی کے مصطلح ذرائع، صراحتاً ایسے ناقص ہوں، کہ ان کی بنا پر، مدعی علیہ غیر حاضر کے مقابلہ میں، ایسی عدالت کے فیصلہ کی تعمیل سے، انگلستان میں انکار کیا جا سکے، جو مسلمہ اصول کے لحاظ سے اسکے صادر کرنے کی مجاز ہو۔ اس سے مطلق انکار نہیں کیا جا سکتا، کہ ایسی صورتیں پیش آسکتی ہیں، اور نہ یہ امر نظر انداز کیا جا سکتا ہے، کہ جو مستثنیات، عدالت نے، مقدمہ ہنڈرسن بنام ہنڈرسن میں قائم کئے، ان کا استعمال، دوسرے طریقہ پر، ایسی تجاویز میں ہو سکتا ہے، جن میں، ملک غیر کا قانون مندرجہ تجاویز مذکورہ انگلستان کے صحیح معیار اخلاق یا مصلحت عامہ کے خلاف ہو! اور زیادہ تر ایسی صورتیں جنھیں ایسے ملک کی عدالتوں کے قانون اور اختیارات سے بحث ہو، جو اس قدر مہذب نہ ہوں، کہ وہ خانگی قانون بین الاقوام کے دائرہ ارتباط میں، داخل ہو سکیں، مگر باوجود ان تمام امور کے، یہ مسلم ہے کہ یورپ یا امریکہ کی کسی ریاست کی معمولی عدالت مجاز کی تجویز پر، انگلستان میں بربنائے واقعاتی یا قانونی غلطی کے، کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

394

یہ لارڈ ناٹنگھام کا اصول ہے، جنھوں نے ایک شریک کو، دوسرے شریک پر، اس قسم کا بار عائد کرنے کی اجازت دی؛ جو اس نے، مشترکہ قرضہ کی بابتہ، حسب تجویز عدالت ملک غیر ادا کی تھی۔ انہوں نے کہا: "کہ اس کی صحت اور غیر صحت کی جانچ، یہاں نہیں ہو سکتی"۔ مقدمہ گولڈ بنام کینہام (۱۶۷۹) ماخوذ از نسخہ قلمی ناٹنگھام، مندرجہ ۲۔ ایس ڈبلیو۔ ۳۲۵۔ ایس۔ سی۔ ا۔ سی اے۔ چانسری۔ ۳۱۱؛ مقدمہ کاکنگٹن (۱۶۷۸) نسخہ قلمی متذکرہ بالا، مندرجہ ۲۔ ایس۔ ڈبلیو سے یہ ظاہر ہوتا ہے: کہ اس فاضل جج نے، یہ اصول، اس وقت کی بنا پر اختیار کیا تھا، جو ازدو اجی مقدمات میں، ملک غیر کی عدالتوں کی تجاویز کو دیجاتی ہے۔ اور جو عملدرآمد، ملک غیر کی عدالتہائے امیرالبحری کی تجاویز کی تعمیل کا جاری ہے، جس کے متعلق، ملاحظہ ہو، صفحہ ۳۸۰ مقدمہ سنکلیر بنام فریزر میں، اسکاٹلینڈ کی عدالت سیشن نے، ایک فریق کو، اس مطالبہ کی بابتہ دوبارہ ثبوت پیش کرنے کا حکم دیا، جسکے متعلق وہ جمیکا میں فیصلہ حاصل کر چکا تھا۔ ہنوس آف لارڈز نے، یہ تجویز کی، کہ جمیکا کی اعلیٰ ترین عدالت کا فیصلہ، قرضہ کے بادی النظری ثبوت میں قبول کیا جانا چاہئے؛ یہ امر مدعی علیہ کے ذمہ ہوگا، کہ وہ، اس کی واجبیت پر معترض ہو، یا یہ ثابت کرے، کہ وہ بے ضابطہ یا نادرست طریقہ سے حاصل کیا گیا ہے"۔ ۱۷۱۔ ۱۔ ڈوگ۔ ۴۔ اے۔ ۲۰۰۔ اسٹیٹ ٹرائلس۔ ۴۶۸۔ جو کچھ اس میں کہا گیا ہے، اس سے ملک غیر کی عدالتوں کے فیصلہ جات کے اعتبار کی نسبت، کوئی ایسا نتیجہ نہیں مستخرج ہوتا، جو مقدمہ ہنڈرسن بنام ہنڈرسن کے مستثنیات میں شامل نہ ہو؛ مگر اسوقت یہ سمجھا گیا، کہ اس سے غیر محدود جانچ کی اجازت مستنبط ہوتی ہے"۔ اور جسٹس مینسفیلڈ نے، مقدمہ واکر بنام ویٹر میں بیان کیا، کہ "ملک غیر کی عدالتوں کے فیصلہ جات ہر جگہ بنائے دعویٰ ہو سکتے ہیں؛ مگر انکی جانچ ہو سکتی ہے"۔ (۱۷۷۸) ۱۔ ڈوگ۔ ۶؛ مقدمہ گلبرتیہ بنام بنیول (۱۷۸۹) ۱۔ ڈوگ۔ ۶ میں، یہ دونوں اصول، بصراحت ایک دوسرے کے مقابل لائے گئے۔ جسٹس کینان نے یہ رائے دی، کہ "جو اصول، مقدمہ واکر بنام ویٹر میں قائم

کیا گیا ہے ۔۔۔ یعنی یہ کہ ملک غیر کی عدالتوں کے فیصلہ جات یہاں قابل پابندی نہیں ہیں ۔۔۔ اس کی صحت کی نسبت مجھ کو بیحد شبہ ہے۔" برخلاف اس کے جسٹس بلر نے کہا کہ "جو اصول، مقدمہ سنکلیر بنام فرنز میں قائم ہوا، وہ اسوقت سے اب تک صحیح سمجھا جاتا رہا ہے۔ یعنی یہ کہ ملک غیر کی عدالتوں کے فیصلہ جات، قرضہ کے باوجی انتظامی ثبوت متصور ہونگے، اور اسوقت تک قطعی سمجھے جائینگے، جب تک کہ فریق ثانی کی طرف سے انکی تردید نہ کیجائے"۔

جسٹس مسیفیلڈ اور تیرکی تقلید، مقدمہ فلپس بنام ہنٹر (۱۷۹۵) ۲۔ ایچ بی۔ ایل۔ ۴۱۰۔ میں جسٹس ایرے ۔۔۔ اور مقدمہ ٹارلٹن بنام ٹارلٹن میں جسٹس بیلی نے کی۔ آخرالذکر مقدمہ، معاہدہ تحفظ نقصان کی نسبت تھا جس کا تعلق ایک ملک غیر کی عدالتی کارروائی سے تھا جس میں مدعی کے خلاف فیصلہ ہوا تھا۔ (۱۸۱۵) ۴۔ ایم و ایس ۲۴۔ جسٹس رومیلی نے بھی، مقدمہ ریمسی بنام ڈروس (۱۸۵۷) ۲۳۔ بیو۔ ۱۵۰، میں ایک حد تک انکی پابندی کی، برخلاف اسکے، مقدمہ مارٹن بنام نکلاس (۱۸۴۰) ۳۔ ایم۔ ۴۵۸۔ میں جسٹس شاہ (قوا) نے جسٹس ناٹنگھام اور کینان کا اصول اختیار کیا، اور مقدمہ ہولڈچ بنام ٹوڈیگال (۱۸۳۴) ۸۔ بی ایل۔ این۔ آر۔ ۱۲۱۔ ۲۔ سی و ایف۔ ۴۷۰۔ اور ڈان بنام لیمین (۱۸۴۷) ۵ سی و ایف۔ ۱۰۱۔ میں بروہام کے اصول سے کام لیا، اگرچہ وہ اس سے پہلے ملک غیر کی تجاویز کے قابل جانچ ہونے کے اسطرح طرفدار تھے: کہ یہ امر اشتباہ سے خالی نہیں، کہ آیا ان کے خیال میں، جواز یا مدعی علیہ کی اطلاع دہی، کے کافی یا ناکافی ہونے، یا ایسے اختلافات کے جو اسلامی اور عیسائی ممالک کے قوانین میں پائے جاتے ہیں، کوئی اور امر قابل تنقیح تھا۔

جسٹس ناٹنگھام اور کینان کا اصول، بالآخر مقدمہ ہنڈرسن بنام ہنڈرسن میں جو رفتہ رفتہ سے قایم ہوگیا، دیکھو! مقدمات بنک آف انگلینڈ بنام پیاس (۱۸۵۱) ۱۶۔ کیو۔ بی۔ ۱۷۰، بنچ کنسل۔ مشیپنیہ۔ کالرج ۔۔۔ وغیرہ ڈیکاس بریزیک بنام راتھبون (۱۸۶۱) ۶۔ ایچ و این۔ ۱۲۱۔ بنچ، آرڈن جنیل۔

395

واٹلڈ ــــ ونیکولن بنام بوارڈ (۱۸۶۳) ۱۵۔ سی۔ بی (سلسلہ جدید) ۳۴۱۔ مج، ارل۔ لیمیٹ کیننگ۔ اگرچہ دو آخرالذکر مقدمات میں، تجاویز زیر بحث، قطعی طور سے ملک غیر کی تجاویز تھیں، اور دو اول الذکر میں، نوآبادیات کی، مگر ہر مقدمہ میں، عدالت نے، جو الفاظ استعمال کئے، اُس سے قطعی طور سے ملک غیر کی تجاویز اور نوآبادیات کی تجاویز کی حیثیت مساوی ہو گئی۔ اور اس طور سے جس شبہ کا امکان، مقدمہ ہنڈرسن بنام ہنڈرسن (۱۸۴۳) ۳۔ اتچ اے۔۔۔۔۔ دیکھو اصفحہ ۱۱۷ و ۱۸۸۔ مج، وگریم سے ہو سکتا تھا، وہ، رفع ہو گیا، یعنی، یہ کہ آیا نوآبادیات کی عدالتوں کی تجویزیں، زیادہ تر اعتبار کی مستحق نہ تھیں، اس بنا پر، کہ انکا مرافعہ، اسی ملک میں سنا جاتا ہے۔

جو تجویز سزا، ملک غیر کی مجاز عدالت بصیغہ فوجداری صادر کرے، وہ انگلستان میں، دیوانی کارروائی میں، انہیں واقعات کی بنا پر، قطعی نہیں متصور ہو سکتی۔ مقدمہ کین بنام پلیس اسٹیم شپنگ کمپنی [۱۹۰۷] ۱۔ کے۔ بی۔ ۶۷۰۔ مج، لارنس۔ جونس۔ کوزن ہارڈی۔ وفارول۔

ملک غیر کی تجویز، متعلقہ ذات کی تعمیل نہ ہو سکے گی، اگر اسکے ذریعے حرامی اولاد، جو باپ کے مرنے کے بعد پیدا ہوئی ہو بصیغہ باپ کی جائداد سے دوامی نفقہ کی مستحق قرار پاتی ہو، کیونکہ یہ تجویز انگلستان کی مصلحت عامہ کے خلاف ہے، اور انگلستان میں، یہ دعوے کی بنا نہیں ہو سکتی ہے۔ بمقدمہ میکارٹنی [۱۹۲۱] ۱۔ چانسری ۲۲۰۔ مج، اسٹیری کو

وقعہ ۳۲۹ کہا جاتا ہے، کہ جب ملک غیر کے مقدمہ کی تجویز کیلئے انگلستان کے قانون کو، صحیح طریقہ سے، کام میں لانا ضرور ہو، اور ملک غیر کی عدالت نے قانون مذکور کو، غلط سمجھا ہو، تو انگلستان کی عدالتوں کو، اس کی تعمیل سے انکار کر دینا چاہئے، اور یہی نتیجہ، اس تجویز کا بھی ہونا چاہئے جسمیں ملک غیر کی عدالت نے پیش شدہ مقدمہ کے تصفیہ کے لئے، ایسا قانون منتخب کیا ہو ــــ خانگی قانون بین الاقوام کے ان اصول کے مطابق، جو انگلستان میں تسلیم کئے جاتے ہیں، ــــ صحیح نہ ہو لیکن یہ خیالات اسیقدر کمزور ہوتے جاتے ہیں، جسقدر یہ خیال قوی ہوتا جاتا ہے، کہ ملک غیر کی عدالت

کی تجویز کو تسلیم کرنے کا لزوم، عدالت کے مجاز ہونے پر منحصر ہے؛ اور صحیح طور سے، جو امر تحقیقات طلب ہوتا ہے، وہ کلیتاً یہ نہیں ہوتا کہ مقدمہ کی ہر پیشی کی کارروائی، حقیقی انصاف کے مطابق ہو؛ اگر اس کی بنا پر، مدعی علیہ پر ذمہ واری عائد کی جائے۔ جن غلطیوں کا اوپر ذکر ہوا، ان کو، بہ نسبت دوسری واقعاتی اور قانونی غلطیوں کے، انگریزی عدالتیں ہی، زیادہ تر آسانی سے، دریافت کر سکتی ہیں، مگر روئداد مقدمہ کی صحت کے لحاظ سے، یہ غلطیاں، دوسری غلطیوں سے مختلف نہیں ہو سکتیں۔

396 مقدمہ ارناٹ بنام ریڈفرن (۱۸۲۵) ۲۔ سی۔ پی۔ ۸۰۸۔ میں، بسٹک کی رائے، مقدمات مورہ سپرو (Nise prius) میں، ایسے فیصلہ جات زیر بحث ملک غیر کی تعمیل کے خلاف تھی؛ مگر جو بحث، بہ تائید حفاظت کی گئی، اس میں یہ امر غیر اہم ثابت ہوا۔ مقدمہ نولی بنام راہی (۱۸۲۱) ۲۔ بی۔ اے ڈی۔ ۵۷۰۔ نیز اسٹرڈون وغیرہ میں، مدعی علیہ، فیصلہ فرانس کی بنا پر، جو انگلستان کے قانون کی غلط فہمی پر مبنی تھا، بری الذمہ نہیں قرار دیا گیا؛ مگر جسٹس بلیکبرن نے، مقدمہ کاسٹر بنام امری (۱۸۷۰) ایل۔ آر۔ ۴۔ ای و آئی۔ ۱۔ ۴۲۵۔ میں بتایا کہ اس مقدمہ میں، دوسرے امور سے بحث ہو کر، انھیں پر فیصلہ ہونا چاہئے تھا۔ جسٹس رولے کا مقدمہ رلیس بنام وروس (۱۸۵۷) ۲۳۔ بیو۔ ۱۵۶۔ میں، اسطرف میلان تھا کہ ملک غیر کا ایسا فیصلہ، جو خانگی قانون بین الاقوام کی غلط فہمی پر مبنی ہو، ناقابل تعمیل ہونا چاہئے؛ اگرامر زیر بحث اہم نہ تھا۔ مقدمہ گوڈارڈ بنام گرے (۱۸۷۰) ایل۔ ۱۔ ۶۔ کیو۔ بی۔ ۱۳۹۔ میں جسٹس بلیکبرن اور بلوور نے، انگریزی قانون کی غلط فہمی کو، بطور عذر قبول کرنے سے انکار کیا؛ مگر جسٹس مینز اس فیصلہ کے لئے آمادہ ہوئے تھے، کہ ایسی غلطی، جو ملک غیر کی روئداد مقدمہ میں، بصراحت نظر آتی ہو، ایسے فریق کی طرف سے، جس نے اس کارروائی میں انگریزی قانون کے متعلق، مناسب شہادت پیش کی ہو، بطور عذر کے نہیں پیش ہو سکتی۔ یہی فیصلہ، بہ تمنا بحث چیکر وہ بنیں، مقدمہ ٹرونورٹ وٹاور ڈبنام بلیک (۱۸۸۷) ۳۶۔ چانسری ڈویژن ۶۰۔ ج،

اسٹرلنگ میں ہوا ہو

مقدمہ میر بنام ریلے (۱۸۷۶) ۱۔ سی۔ ڈی۔ ۲۵۶۔ جج، اپیلیٹ کا آرڈر دکھایا گیا، فریقین اس امر پر متفق تھے، کہ ملک غیر کی عدالت نے، خود اپنے قانون کے متعلق غلطی کی تھی، اور اس بنا پر اس کا فیصلہ اسٹرک کر دیا گیا۔ مقابلہ کرو: مقدمہ گارنٹی ٹرسٹ کمپنی بنام ہینی کمپنی (۱۹۲۰) ۲ کے۔ بی۔ ۹۲۴ — دیکھو: صفحہ ۴۰۷ آئندہ ہو

قاعدہ ۳۳۰ ملک غیر کی تجویز، فی الحقیقت ایسی حالت میں ناقابل تعمیل قرار پائے گی، جب یہ ثابت کر دیا جائے، کہ فریق تعمیل خواہ نے، اس کو فریب سے، حاصل کیا ہے۔

مقدمہ سنکلر بنام فرنر رسندرچ صفحہ ۲۹۲ — ولیک بنام اسمتھ (۱۸۱۰) ۸۔ یم۔ ۳۰۲۔ جج، ایلڈن — ویلس بنام اور (۱۸۳۵) ۱۔ وائی وی اکسچیج۔ ۴۹۶۔ جج، انجرٹو — ویرانش بنام ڈیوہرسٹ (۱۸۳۷) ۸۔ سم ۲۷۹۔ جج، شاڈول، جنہیں، یہ اصول، ایسے فیصلہ سے متعلق کیا گیا ہے، جس کو ان لوگوں نے اپنے جنہیں صادر کیا تھا، جو اس معاملہ سے غرض رکھتے تھے ہو

واڈ شنین بنام پیلمر (۱۸۷۳) ۔ ایل۔ آر۔ ۸۔ چانسری مراغہ جات ۶۹۵۔ جج، سلبورن ویلیش، جنہوں نے جسٹس میلنٹ کے فیصلہ کو بحال رکھا ہو

ومقدمہ منیجر بنام کیش (۱۸۸۹) ۵۔ ٹی۔ ایل۔ آر۔ ۲۷۱۔ جج، ڈوین وسینٹی ہو

انگلستان کی عدالتوں کی تجاویز کی وقت میں، جو فرق، انکے بفریب حاصل کئے جانے سے پڑجاتا ہے، وہی حالت، ملک غیر کی تجاویز کی ہے۔ دیکھو: وہ نظائر، جو مقدمہ از بنام مگیل (۱۸۵۷) ۴۔ ڈی۔ ۱۰۲۔ میں رپورٹر کے نوٹ میں درج ہیں، لیکن وہ فیصلہ، جو ایسے معاہدہ کے متعلق ہو، جو فریب سے کرایا گیا تھا، اس بنا پر باطل نہیں قرار دیا جا سکتا۔ مقدمہ رابنسن بنام فرز (۱۹۱۴) ۲۔ کے۔ بی۔ ۸۵ ہو

مگر جو تعلقہ استقرار حیثیت عام پر (in rem) جیسی طلاق کی ڈگری شامل ہے — خواہ وہ انگلستان کی ہو یا ملک غیر کی، جبتک کہ وہ منسوخ نہ ہو جائے،

کوئی اغراض، ایسے شخص کی طرف سے نہیں پیش ہو سکتا، جو اس میں فریق نہ ہو؛ اس عذر کے ساتھ، کہ وہ فریب سے حاصل کی گئی ہے؛ بشرطیکہ اس کا اثر، اختیارات تک نہ پہنچا ہو۔ مقدمہ کاشر بیک بنام بھرنس (۱۸۹۱) ۲۰ ایل جے کیو۔ بی۔ ۶۲۲ [جج، کاکبرن۔ وٹین۔ کروزپٹن؛ بلیکبرن؛ ــــ ومقدمہ بیٹر بنام بیٹر، جج، گارل ہارنس، جسٹس سکاٹس۔ روتھر کوزنس آرڈی نے، [۱۹۰۶] پی۔ ۲۰۹ میں بحال رکھا۔

یہی اصول، اس صورت میں بھی متعلق ہوگا، اگر کہ فریب ثابت کرنے کے لئے روئداد مقدمہ کی دوبارہ تحقیقات کی ضرورت واقع ہو۔

ایک روسی تجویز کے متعلق، کارروائی میں یہ جواب دہی ہوئی کہ مدعیہ نے، براہ فریب، روسی عدالت سے، اس امر کو پوشیدہ رکھا، کہ جس مال کے متعلق فیصلہ صادر ہوا تھا، وہ پہلے ہی سے اس کے قبضہ میں تھا! ــــ جواب دہی تسلیم کر لی گئی، کیونکہ یہ تنقیح ــــ کہ مال، اسکے قبضہ میں تھا! ــــ بجنسہ یہ تنقیح نہ تھی، ــــ کہ آیا اس نے، مال کے قبضہ کی بناء پر، عدالت کو فریب دیا تھا؟ اگرچہ دونوں امور کی شہادت ایک ہی ہو۔ مقدمہ ایوان بنام اوپنہیمر [۱۸۸۲] ۱۰ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۳۷۰ جج، کاکبرن۔ بیگلیے۔ برٹ؛ جنہوں نے، جسٹس مچھوا اور کیو کے فیصلہ کو بحال رکھا۔ اس کا اتباع، مقدمہ وڈالا بنام لاورڈ [۱۸۹۰] ۲۵ کیو۔ بی۔ ڈی۔ ۲۱۰ جج، اللڈے وبون میں کیا گیا۔

دفعہ ۳۳۱ جبکہ ملک غیر کی تجویز، ابتال یا ایسے تصفیہ ثالثی پر، صادر ہوئی ہو، جس کا تسلیم کیا جانا، عدالت کے توسط سے پیش نظر ہو، اور جواز اور اس فیصل شدہ کے وہ مسائل جن پر اس فیصل میں بحث ہو چکی ہے پیش نہ آتے ہوں، تب بھی یہ دیکھ لینا ضرور ہے، کہ تجویز کے متعلق، باضابطہ طور سے، ابتال کیا گیا ہے، یا وہ اقرار ثالثی کے مطابق ہے ــــ اس تجویز کی بناء پر، جو دعوی کیا جائے گا وہ فی الحقیقت دعوی برنائے معاہدہ سمجھا جائے گا۔

مقدمہ سیلے بنام سوپر (۱۸۴۸) ۸۔ بی وی آر ۱۲۰ جج، لنڈلے، پیٹی۔ ہولیرو ڈیکنل ڈیل ــــ ومقدمہ ایوال بنام فرنیوال (۱۸۲۴) ۱۔ سی۔

ایم۔ آر۔ ۲۷۷۔ ۴ تائیر۔ ۱۵۱، ۷۔ نج، پارکر کے وغیرہ۔ یہ تصفیہ ثالثی کی تجویزیں ہیں کہ

ورنک لینڈ بنام ایم گسٹی (۱۸۳۰) ۱۔ نیب ۲۷۴۔ نج، لیچ۔ یہ تجاویز برنائے استدلال تھیں، مگر استدلال پوری طرح ثابت نہ ہو سکا۔

فعہ ۳۳۱ (الف) ملک غیر کی ثالثی کا فیصلہ، ایسا فیصلہ نہیں ہے، جسکی تعمیل، بطور ملک غیر کے عدالتی فیصلہ کے کرائی جا سکے؛ ثالثی فیصلہ کی بنا پر، جدید دعویٰ دائر کرنا چاہئے۔

برنفیلڈ بنام لیورپول کاٹن ایسوسیئشن۔ ۵۔ ۱۰۔ ایل۔ ٹی۔ ۹۷۔ نج آلیور۔

فعہ ۳۳۲ اس دعوی کی نسبت جس کی تجویز، ملک غیر سے صادر ہو چکی ہو، یہ نہیں کہا جا سکتا، کہ وہ امر فیصل شدہ ہو گیا (transit in rem judicatam) اسکے متعلق، مدعی کو، اختیار ہے، کہ وہ انگلستان میں، اصلی بنائے دعویٰ، یا ایفائے فیصلہ محصلہ تک، اس فیصلہ کی بنا پر دعوی کرے؛ عدالتی ایکٹ کے نفاذ سے پہلے کے مقدمات میں، دونوں مدات دعوی کا اظہار کیا جانا عام تھا۔

مقدمہ مال بنام مرے (۱۷۹۸) ۷۔ ٹی۔ آر۔ ۲۷۰، ۔۔۔ مقدمہ مال بنام اوڈیر (۱۸۰۹) ۱۱۔ ایسٹ ۱۱۸۔ نج، ایلنبرو۔ گراس۔ لابلانک۔ بیلی؛ ومقدمہ اسمتھ بنام نیکلاس (۱۸۲۹) ۵۔ بی۔ آئی۔ این۔ سی۔ ۲۰۸۔ نج ٹنڈال۔ بوسانکے و اسکلین۔ دنکھان، پورے طور سے مختلف الرائے نہ تھے؛ بنک آف آسٹریلیشیا بنام ہارڈنگ (۱۸۵۰) ۹۔ سی۔ بی۔ ۶۶۱۔ نج، وائلڈ۔ کرشول۔ ٹالفورڈ۔۔۔ مال کو اشتباہ تھا؛ و بنک آف آسٹریلیشیا بنام نیاس (۱۸۵۱) ۱۶۔ کیو۔ بی۔ ۷۱۷۔ نج کیل۔ مٹیسن۔ کالرج۔ کیمبل۔۔۔ مقدمہ نیولینڈ بنام ہارس میں (۱۷۶۱) ۲۔ چانسری سی۔ اے۔ ۱۔ ورن۔ ۲۱۰ پہلی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے، کہ اس امر پر بحث نہیں ہوئی کہ ملک غیر کے حکم سے، اختیار سلب ہو گیا؛ بلکہ بحث یہ تھی، کہ اس کی کیا وقعت ہے؟ اگر جسٹس ناگھام نے یہ خیال کیا، کہ ملک غیر کے کامل فیصلہ کے بعد، اصلی بنائے دعویٰ پر مقدمہ نہیں چل سکتا، جیسا کہ ورنن کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے، تو یہ امر پیش نظر

رکھنا چاہئے کہ ملک غیر کا حکم، عدالت ایسہ البحری کا حکم تھا؟
جب مدعی علیہ کیطرف سے، ملک غیر کی عدالت کے فیصلہ کا ایفا ہو جائے،
تو وہ، اس دعوی کا ایفا متصور ہوگا جسکی بنا پر فیصلہ مذکور صادر ہوا تھا؛
اور یہ، اسکے مساوی شمار ہوگا، کہ فیصلہ اسکے حق میں صادر ہوا ــــ جسکے متعلق دیکھو!
دفعہ آئندہ۔ مقدمہ بار بر بنام لیپ (۱۸۶۰) ۸ بی۔ بی (سلسلہ جدید)
۹۵۔ جج، ارل۔ ولز۔ بانیلیتی کیٹینگ ۲

دفعہ ۳۳۳ ملک غیر کی عدالت مجاز کا فیصلہ، جو ایسے شخص کے حق میں 398
صادر ہوا ہو، جو انگلستان کی کارروائی میں مدعی علیہ ہو، اگر خود اپنے ملک میں مدعی ہے
تو وہ، انگلستان میں بھی، اس معاملہ کو، دوبارہ پیش کئے جانے کی کوشش کا قطعی
مانع ہوگا۔

مقدمہ بیرو ز بنام جمینیو (۱۷۲۶) جسے اندراج صفحہ ۱۲۴ ــ مقدمہ ڈک
۴۸۔ جج مانگنگٹ، اس میں جس فریق پر، انگلستان میں، اسکھارے کی بنا پر
دعوی ہوا، وہ ملک غیر کی عدالت میں، اسکھارے کی تنسیخ کے لئے مدعی تھا؟
ومقدمہ بلومر بنام ویڈبرن (۱۸۲۵) ۴۔ بی ودی۔ ۶۲۵۔ جج، ابٹ بیلی وغیرہ،
عدالتہائے نوآبادیات کی تجویز قطعی نہیں ہے، کیونکہ یہ ممکن ہے، کہ وہ صرف از قسم
حکم اخراج مقدمہ ہو؟ کریکارڈ بنام گاریاس (۱۸۴۵) ۱۲۔ سی۔ ایف۔
۲۶۸۔ جج، لیٹلڈیل۔ برتوام وٹیل کو، دفعہ ہذا کے مضمون کی حد تک،
اپنے مقدمہ کی، اس تجویز سے اختلاف نہ تھا، جو جسٹس شاڈوول نے صادر کی تھی؟
(۱۸۴۴) ۱۲ سم۔ ۲۶۵۔ سوسائٹی جنرل ڈی پیرس بنام ڈالفس برادران
(۱۸۸۷) چانسری ڈویژن ۲۱۵۔ جج، کاٹن۔ لنڈلے۔ لوپس، اگر ملک غیر کی
عدالت کی کارروائی متعلق بہ ذات ہو (In personam) تو جو فیصلہ اسکے
خلاف صادر ہوگا، وہ مدعی کو انگلستان میں، دعوی استقرار حیثیت عام
(in rem) دائر کرنے میں، کچھ کم مانع نہ ہوگا۔ جج، ٹنٹلن، مقدمہ گرنیو الڈ
(۱۸۵۹) سابق۔ ۴۳۵؛ ــــ نیز ملاحظہ ہو اجنرل اسٹیم نوگیشن کمپنی بنام گیلو
مندرجہ تحت دفعہ ۳۲۵ و ۳۲۶ ــــ اس مقدمہ میں، ممانعت کا کافی ہونا اگر

اسی صحیح طریقہ سے بحث بھی ہوتی، ججوں کی رائے میں مشتبہ تھا، اس بنا پر کہ عدالت ملک غیر اس مقدمہ کے مدعی علیہ کو، پابند کرنے کی مجاز نہ تھی، اور اس لحاظ سے، وہ کسی دوسرے شخص کو بھی، اس فریق کا پابند نہیں کرا سکتی تھی۔

دفعہ ۳۲۴ اسیطرح انگریزی عدالتیں، مدعی علیہ کے حقیں، قطعی فیصلہ کرنے کے بعد، بذریعہ حکم امتناعی، مدعی کو، دوسرے ملک میں، اسی معاملہ کے متعلق، دعوے دائر کرنے سے باز رکھیں گی۔

بوتھ بنام لیسٹر (۱۸۲۶) ۱ ایکین۔ ۵۷۹۔ ۳ ایچ اینڈ ٹی ۲

دفعہ ۳۲۵ لیکن ملک غیر کی اس تجویز کی نسبت جس سے مدعی علیہ استدعا کرے، وہی اعتراضات، عدالت کے مجاز یا غیر مجاز ہونے، اور انھیں وجوہ پر (جہاں تک کہ وہ متعلق ہو سکتے ہیں) ہو سکیں گے، جن کی بنا پر، ملک غیر کی اس تجویز پر ہو سکتے ہیں، جو مدعی کی بنائے دعوی ہے۔

"اگر نیو فاؤنڈ لینڈ کی اعلیٰ ترین عدالت کی ڈگری، ایک فریق کے حقیں قطعی ہے، تو میں سمجھتا ہوں، کہ اس کا دوسرے فریق کے حقیں بھی قطعی ہونا، لازم ہے، اگر وہ، دونوں کے حقیں قطعی نہیں ہے، تو وہ کسی کے حق میں بھی قطعی نہیں ہو سکتی"

جج اوگلوی: بمقدمہ رسن بنام مندرسن (۱۸۴۳) ۳ ایچ ایل کیس ۱۱۷ ۲

دفعہ ۳۲۶ اور اگر مدعی کو، ملک غیر میں، کوئی خاص داد رسی نہ دیجائے، تو اس سے یہ نتیجہ مستخرج ہوگا کہ وہ انھیں واقعات کی بنا پر، انگلستان میں کوئی اور داد رسی پانے کا مستحق نہیں ہے۔

مقدمہ کالینڈا بنام اکرمن (۱۸۴۲) ۴ ایم۔ وجی آر۔ ۶۸۰۔ ۴۔ ایس سی۔ ایم آر۔ ۲۰۹ ۔ جج مانڈل۔ کوئین۔ آرگن۔ کرسوئل دا گرلک غیر میں تنسیخ معاہدہ کی داد رسی دینے سے انکار کر دیا گیا ہو، اسپر بھی مدعی انھیں واقعات کی بنا پر انگلستان میں ہرجہ دلانے کا دعوی کر سکتا ہے۔

دفعہ ۳۲۷ بجز مخصوص صورتوں کے، اوپر تفصیل شدہ کا عذر، نہ صرف انھیں امور کی نسبت ہو سکتا ہے، جو فریقین نے فی الحقیقت عدالت کے سامنے اظہار رائے اور تصفیہ کے لئے پیش کئے ہوں، بلکہ ہر اس امر کی نسبت بھی ہو سکتا ہے، جسکا تعلق

صحیح طور سے مضمون دعوی سے ہو: اور جس کو فریقین معقول کوشش کر کے، اسی وقت پیش کر سکتے تھے"۔ جج، ویگرام۔ مقدمہ ہندرسن بنام ہنڈرسن (۱۸۴۳) ۳ ایچ آے۔ ۱۱۵ ــــ "برخلاف اسکے، یہہ بالکل درست ہے، کہ جو دعوے، دوسرے عرضی دعوی کے (انگلستان میں) قائم ہوا، اس کی نسبت، یہ تسلیم کرنا پڑے گا، کہ اس سے مدعی، پہلا دعوی دائر کرنے کے وقت (نیو ساؤتھ ویلز میں) واقف تھا؛ اور اس کا فرض تھا: کہ وہ اس کو، اسی وقت پیش کرتا؛ اور اس لحاظ سے یہہ کہا جا سکتا ہے کہ اب اس کو ضمیر پر نہ لینا چاہیے۔ مگر مقدمات دیوانی میں، ایسے عمل کی بیں، کوئی سند نہیں پاتا، اور نہ دنگلاک کی طرف سے، کوئی ایسی نظیر پیش ہوئی؛ اور نہ میں خود، کوئی ایسی نظیر پا سکا، جس میں پہلے، عرضی دعوے کا اخراج، ایسے جدید دعوی کے ارجاع کا مانع ہو، جس میں اسی داورسی کی استدعا کی گئی ہو؛ ــــ مگر جس میں بنائے دعوی، مختلف قرار دیا گیا ہو، جس سے مختلف نعمت کی ضرورت پیدا ہوئی ہو" جسٹس ویٹبری، مقدمہ مٹر بنام اسٹورٹ (۱۸۶۱) ۳۱ ایل۔ جے۔ چانسری ۳۴۶: جنہوں نے جسٹس وڈ۔ ۱۔ ایچ وایم ۳۲۶، کی تجویز کو منسوخ کر دیا۔ جسٹس وڈ نے جسٹس ویگرام کا اتباع کیا تھا، جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ جو امر یہاں خاص طور سے قابل غور ہے، وہ یہہ ہے کہ جسٹس ویگرام اور جسٹس وڈ، ایک طرف، اور جسٹس ویٹبری دوسری طرف، اس سوال کو ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں، خواہ وہ فیصلہ، جو قطعی قرار دیا جاتا ہے، انگلستان کا ہو یا ملک غیر کا۔ یہہ بھی ظاہر ہے کہ اس مقدمہ میں، جو لارڈ ویٹبری کے سامنے تھا، ایک ہی داورسی کی مختلف واقعات پر استدعا کی گئی تھی؛ جو دفعہ ۳۳۶ کی عکسی صورت ہے، جس میں مختلف داورسی ایک ہی واقعات پر چاہی جاتی ہے۔

ملک غیر کی عدالت امیرالبحری کا یہ فیصلہ کہ فلاں جہاز، دشمن کی ملک ہے، ضامنوں کے حق میں، بمقابلہ اقرار غیر جانبداری کے قطعی ثبوت ہے۔ گیر بنام اگولر (۱۷۸۱) ۷۔ ٹی۔ آر۔ ۱۸۱۔ جج، کینان۔ الیہرسٹ گواہ۔ لارنس: بہ لحاظ اصول امر فیصل شدہ کسی قدر عجیب ہے؛ مگر اس سے، اس عذر کے متعلق بیسان عمل کئے جانے کا اظہار ہوتا ہے، خواہ بجواز مستدعیہ انگلستان کی ہو یا ملک غیر کی۔

دفعہ ۳۴۸ مسئلہ دوران مقدمہ جبکہ مدعی نے، جو انگلستان میں موجود ہے، اسی بنائے دعویٰ پر قبل ازیں دوسرے ملک میں، کارروائی شروع کر دی ہے، جو زیر تصفیہ ہے، تو یہ عام قاعدہ نہیں ہے، کہ اس کا یہ عمل، بطور عذر، انگریزی عدالت کی کارروائی کے جواب میں پیش کیا جا سکے۔ "ایسی صورتوں میں، مناسب طریقہ یہ ہے، کہ یہاں درخواست دی جائے، کہ دونوں میں سے کسی ایک مقدمہ کی کارروائی روک دی جائے؛ ایسی درخواست کے پیش ہونے پر، عدالت کیلئے، یہ امر کچھ دشوار نہ ہوگا، کہ مدعی سے بعض شرطیں کرائے۔" جسٹس پارکر، مقدمہ (وسٹل بنام لی پیج (۱۸۵۱) ۵۔ ڈی۔ جی۔ ڈبلیں۔ ۱۰۶۔ دیکھو ایسی مقدمہ (۱۸۵۲) ۲۔ ڈی۔ ایم۔ جی ۸۹۲۔ جج نائٹ بروس دکرنیو تھ: مدعی نے کلکتہ میں، حساب فہمی کی ایک ڈگری حاصل کی تھی؛ لیکن ایسی ڈگری، جبتک کہ اسکے ذریعہ سے حساب فہمی نہ ہو جائے صرف دوران مقدمہ کی ایک کارروائی متصور ہوگی، نہ کہ تجویز "تکلیف کے لحاظ سے، اتنا لکھنا کافی ہے۔ ان مشکلات پر نظر کیجئے، جو ایسے فریقین کی دادرسی میں پیش 400
آتی ہیں، جو وقتاً فوقتاً مختلف حدود اراضی میں منتقل ہوتے رہتے ہیں؛ ۔۔۔ میرے نزدیک، فریقین کو، ہر ممکن عدالت کے تابع رکھنا ضرور ہے، جبکہ وہ، ایک ملک سے دوسرے ملک میں سفر کرتے ہوں، اور دو دو جگہ مقدمات چلنے کی خرابیوں کے انسداد کی، حتی الامکان کوشش ہونی چاہئے؛ اسطرح کہ ہر ملک کو، یہ اجازت دیجائے کہ وہ شاہی ممالک محروسہ کے کسی حصہ کی جملہ کارروائی سے مستفید ہو سکے۔" جسٹس کیمڈن، مقدمہ سلی بنام ایڈورڈس (۱۷۹۲) ۳۔ ایس ڈبلیو۔ ۱۱۔ مرافعہ از جمیکا۔

"اس قسم کی درخواستوں کے متعلق، عدالتوں کو، جن اصول پر عمل کرنا چاہئے (یعنی: مدعی کو حکم دیا جائے، کہ وہ، انگلستان یا ملک غیر کی کارروائیوں میں سے، ایک کارروائی کو منتخب کرے۔) انسے ہم مقدمہ میک ہنری بنام لیوس (۱۸۰۲) ۲۲۔ چانسری ڈویژن۔ ۳۹۰۔ جج جیمل۔ کاٹن۔ بون، میں کامل طور سے بحث کر چکے ہیں۔" جبان مذکور الصدر نے جسٹس چٹی (۱۸۰۲) ۲۱۔ چانسری ڈویژن ۲۰۲ کے فیصلہ کو، بحال رکھا تھا، جس میں ایک حکم کی درخواست دی گئی، کہ انگلستان کی کارروائی، اس بنا پر روک دی جائے، کہ بیرون ملک اس کے متعلق کارروائی ہو رہی ہے۔ لارڈ جسٹس لنڈلے نے کہا: کہ "ہمارے

نزدیک، یہ فیصلہ قابل قدر ہے؛ اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں، اس کا ماحصل یہ ہے؛ کہ جب مدعی، ایک ہی معاملہ کے متعلق، یہاں اور نیز بیرون ملک میں کارروائی کر رہا ہو، اور درخواست اس امر کی پیش ہو، کہ وہ، ایک مقام کو منتخب کرنے پر مجبور کیا جائے، تو درخواست گزار کو، صرف یہی نہیں دکھانا چاہئے کہ ایک ہی معاملہ کے متعلق دو کارروائیاں ہو رہی ہیں؛ بلکہ اس سے ایک قدم آگے بڑھکر، یہ ظاہر کرنا چاہئے کہ اس میں فی الحقیقت زحمت ہے: اور مدعی علیہم کو، دہری کارروائیوں سے زحمت میں ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مزید براں میرے نزدیک عدالت کو بہت سوچ سمجھکر، ایسے مقدمات میں دست اندازی کرنی چاہئے؛ اسوجہ سے کہ یہاں کی عدالتیں، ان فوائد سے نہ واقف ہوتی ہیں، اور نہ ہو سکتی ہیں، جو ملک غیر میں، دعوی چلانے سے کوئی شخص حاصل کرنے کی امید کر سکتا ہے۔" بمقدمہ پروین گاٹو کمپنی بنام ہاکوڈ اٹلانٹک ۲۳ چانسری ڈویژن۔ ۲۲۵ ج، متعلق۔ لنڈلے و بوٹن ۱۸۸۲ جنہوں نے جسٹس بیکن کے فیصلہ کو بحال رکھا[1]۔

دیکھو! مقدمہ ڈیلان بنام الورس (۱۷۹۸)
۴۔ وسس۔ ۲۵۷۔ ج، لوبرک۔ اسلے بنام ایلفنسن (۱۸۰۲) ۲۔
ایسٹ۔ ۴۵۴۔ ج، ایلنبرو دوفیرو۔ ومقدمہ نیلور بنام ایگار (۱۸۲۸)
۲۔ وای وسے۔ ۹۰۔ ج، گارڈ۔ ملک۔ واگھاٹن۔ ومقدمہ کاکس بنام
بیچل (۱۸۵۹) ۷۔ سی۔ بی (سلسلہ جدید)۔ ۵۵۰۔ ج، ارل۔ ویسٹ کروفٹ
بائیلس۔ مقدمہ اسکاٹ بنام سیمور (۱۸۶۲) ۱۔ ایچ وی۔ ۲۱۹۔ ج،
بولک۔ آرٹن۔ برآنول وفاطمہ۔ ٹیٹن۔ ولیمس۔ کراپٹن۔ ولز۔ بلیکرن ومقدمہ
مانی آڈ (۱۸۶۹)۔ ایل۔ آر۔ ۲۔ ۱۷۔ وای۔ ۲۵۶۔ ج، فلیمنگ۔ ومقدمہ
ولسن بنام فرنڈ (۱۸۷۱) ایل۔ آر۔ ۱۲۔ ای کیو۔ ۳۶۲۔ ج، مانس۔ ومقدمہ
کیٹرنیا جہاز رانی (۱۸۷۶) ۱۔ پی ڈی۔ ۳۶۸۔ ج، فلیمنگ؛ ومقدمہ کرسچینس
بوری (۱۸۸۵) ۱۰۔ پی۔ ڈی۔ ۱۴۱۔ ج، ہنتین؛ جس کو بیگلے اور ایرلنے

[1] چانسری ڈویژن کی یہ رائے ہے کہ دوران مقدمہ کا استثنا ایک ناجوازی کا استثنا ہے، اور بیرون ملک کارروائی میں مقدمہ کی کارروائی کو روک دینے کو جو چیز نہیں ہو سکتا۔ دیکھو اس کا مضمون رسالہ ریویو سنہ ۱۸۸۷ء دوم میں کہ

بحال رکھا؛ اور جسٹس ایشر نے اختلاف کیا ہے۔ مقدمہ تھارمن بنام تھارمن (۱۸۸۶) ۱۱ پی ڈبی۔ ۶۰۱، ۶۰۲، کاٹن۔ برن۔ و فرائی، جنہوں نے جسٹس بٹ کے فیصلہ کو بحال رکھا تھا؛ و مقدمہ مٹری بنام مٹری (۱۸۸۷) ۲۵۔ چانسری ڈویژن۔ ۶۱۴، ۶۱۵، کاٹن۔ لنڈلے و لوپس، جنہوں نے جسٹس نارتھ کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا ہے؛ مقدمہ ڈیلان الواس۔ و کاکس بنام مچل کے متعلق، مقدمہ میک منر بنام لیوس میں بحث ہو کر، یہ قرار پایا: کہ مقدمہ کے دوبارہ چلنے کی زحمت نہایت آسانی کے ساتھ اس وقت ثابت ہو جاتی ہے، جب دوسرا مقدمہ اسکاٹلینڈ یا آئرلینڈ، اور غالباً انگریزی حکومت کے کسی دوسرے حصہ میں چل رہا ہو؛ بہ نسبت اسکے کہ وہ کسی ایسے ملک میں دائر ہو، جو حکومت غیر میں واقع ہے۔ لیکن مقدمہ کوہن بنام راتھ جیلڈ (۱۹۱۹) آ۔ کے۔ بی۔ ۱۰۱۔ سی اے میں جسٹس اسکرٹن والوں نے جسٹس شیرمین کی تجویز کو منسوخ کر دیا؛ اور عدالت نے ایک مدعی کو جو انگلستان میں تھا، حکم التوائے کارروائی دینے سے بمقابلہ ایسے مدعی علیہ کے انکار کر دیا جس نے اسکاٹلینڈ میں مدعی پر دعوی دائر کر رکھا تھا۔ عدالت کو اس امر کا اطمینان نہ دلایا جا سکا کہ مقدمہ کی مسلسل پیروی، موجب پریشانی یا زحمت تھی۔ جسٹس اسکرٹن نے صفحہ ۱۱۵ پر لکھا: کہ مقدمہ خواہ انگریزی سلطنت کے کسی حصہ میں ہو، یا ملک غیر میں اس سے ضابطہ کا ایک ہی اصول متعلق ہوتا ہے؛ اور مقدمہ مین بنام مکنٹین (۱۹۱۷) ۲۳۔ ٹی۔ ایل۔ آر۔ ۳۸۳۔ سی اسٹیریٹی میں اس مدعی کو، جو انگلستان میں تھا، بمقابلہ ایک اجنبی مدعی علیہ کی کارروائی امانت انگریزی کے چلانے سے بذریعہ حکم امتناعی، اس وقت تک کیلئے روک دیا، جبتک اس کا تصفیہ نہ ہو جائے؛ اسلئے جو تمیز، انگریزی حکومت کے اجزا، اور ملک غیر کی کارروائی میں کیجاتی ہے وہ، باقی رکھے جانے کے قابل نہیں نظر آتی ہے۔

ملک غیر کی کارروائی کے مدعی علیہ ایسے معاملات کے متعلق، جو ان سے قریب کا تعلق رکھتے ہوں، جب انگلستان میں کارروائی شروع کریں، تو کیا طریقہ اختیار کیا جائے گا؟ ۔۔۔ اس کے لئے دیکھو امتدادہ ٹرانس

401

اٹیلانٹک کمپنی بنام ٹپرونی (۱۸۶۰) جونس - ۶۰۴ - ۶۰۴ - ج، ۲ ٹو - ومقدمہ لانبام گیرٹ (۱۸۷۸) ۸ - چانسری ڈویژن ۲۶ - مج، بیکن: جسکی تائید جسٹس بیگلے جیمیسن تھیسیگر نے کی - ومقدمہ منار [۱۹۰۳] پی - ۹۵ - ج، بک نیل: دوسرے مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہے، کہ جو معاہدہ کسی معاملہ کو، ملک غیر کی عدالت میں پیش کرنے کا کیا جائے، وہ ازروئے کامن لا پروسیجر ایکٹ ۱۸۵۴ء دفعہ ۱۱ کے، سپرد ثالثی کا معاہدہ متصور ہوگا؛ اور معنا، اس کی پیروی، مقدمہ کروچنر و کمپنی بنام گرویان (۱۹۰۹) ۱ - چانسری ۴۱۲ - مج، آیو - ومقدمہ کیپ پلینسو (۱۹۱۳) پی - ۱۳۰ - مج، اپوانس - پی میں کی گئی، جس میں انگلستان کی کارروائی روک دی گئی تھی، کیونکہ جہاز کی ملکیت میں، ایک شرط یہ تھی: کہ امرتزاعی کا فیصلہ ہیمبرگ میں، جرمنی قانون کے مطابق کرایا جائے گا - اور نیز، مقدمہ جانسبرمی مینوسپل کونسل بنام اسٹورٹ ایچ - ایل [۱۹۰۹] ڈبلیو - این ۱۹۱۰ - میں، جس میں ایک ایسے معاہدہ کی کارروائی، اسکاٹلینڈ میں روک دی گئی، جو اسکاٹلینڈ میں ہوا تھا، اور جس کی تعمیل جنوبی افریقہ میں قرار پائی تھی: مگر اس خیال سے، کہ انگلستان کی کارروائی مسلسل، بلا وقفہ چلتی رہے، تصفیہ انگریزی قانون کی رو سے ٹھہرا تھا - نیز ملاحظہ ہو اپینا کوپر مائینز لمیٹیڈ بنام رائو فنٹو لمیٹیڈ [۱۹۱۲] ۱ - کے - ایل - ٹی ۸۴۶ - سی - اے - مج، کورنس ہارڈی میوٹن فارول: ایک مقدمہ استقرار حیثیت کے مدعی علیہ نے، جو انگلستان کے تابع ملک میں چل رہا تھا، انگلستان میں، ذاتی مقدمہ کی کارروائی شروع کی؛ بربنائے امتیاز تیرسی، اس کی کارروائی روک دی گئی - مقدمہ پشاور (۱۸۸۳) ۸ - پی - ڈی - ۲۲۰ - مج، ظہیر ہو

اگر انگلستان میں کارروائی شروع کرنے کے وقت، بیرون ملک کا مقدمہ زیر تصفیہ ہو، تو جو فیصلہ، بیرون ملک انگلستان کی کارروائی کے دوران میں صادر ہوگا، اس میں، اس فیصل شدہ عارض نہ ہو سکے گا - چاہیے یہ تھا، کہ انگلستان کی عدالت سے درخواست کیجاتی، کہ دونوں کارروائیوں میں سے، ایک کارروائی کو منتخب کرنے کے لئے زور دیا جائے - مقدمہ سڈی ڈنڈاوی اریبیانا سکولو

(۱۸۷۹) ۱- پی۔ ڈی۔ ۳۹۳ - نج، فلیمنگ ؛

یہ بھی ظاہر ہے کہ دوران مقدمہ دائر ہیرون ملک مدعی کو انگلستان کے مقدمہ متعلقہ حیثیت میں انتخاب پر مجبور کرنے کے لئے کافی وجہ نہیں ہو سکتی۔

مقدمہ بولڈ بکلا (۱۸۵۱) ۷ - مور۔ پی۔ سی۔ ۴۶۷ - نج، جروس لو

ہیرون ملک کے مقدمہ کے دوران میں، جو کارروائی، جائداد موقوعہ انگلستان کی حفاظت کے لئے کیجاتی ہے، اسکے لئے دیکھو! مقدمہ کورلک شینک بنام روبارٹس (۱۸۲۱) ۶ - ۴ - ۱۰ - نج، لیچ۔ و مقدمہ لوسیلٹنک کمپنی بنام پیردی ؛ حسب سابق ؛

مقدمہ مینہم (۱۸۰۷) پی۔ ۱۳۰ - نج، گورل بارنس میں، ہیرون ملک اس امر کے متعلق ضمانت کا دیا جانا، کہ جو کچھ عدالت مجاز سے تجویز ہوگی، اس کا ایفا کیا جائیگا، ملک غیر میں کارروائی آغاز کرنے کے سادق نہیں متصور ہوگا ؛

حدود ارضی سے باہر تعمیل کمن کی درخواست پر، ملک غیر کے مقدمہ کے دوران کا جو اثر ہوگا، اس کے لئے، دیکھو! مقدمہ وی ہگین [۱۹۰۰] پی۔ ۸۹ - نج، الور اسٹون۔ فاردل ؛ جنہوں نے باگریو ڈیتی کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا

دفعہ ۳۲۹ جب انگلستان کی کارروائی پہلے شروع ہو جائے، تو اس میں شک نہیں کہ عام قاعدہ کے لحاظ سے فریقین ممنوع ہیں کہ وہ، اسی مقصد کے لئے جس کے واسطے وہ عدالت ہذا میں کارروائی کر رہے ہیں، کسی دوسری عدالت میں — خواہ وہ اس ملک کی ہو یا دوسرے ملک کی — کوئی کارروائی شروع کریں؛ لیکن اگر کسی فریق کو یہ خیال ہو، کہ اس کے مقدمہ میں، کوئی امر ایسا ہے جس سے اس عام قاعدہ کا استثنا قائم ہوتا ہے، تو میرے خیال میں اسکے لئے صحیح طریقہ یہ ہوگا کہ وہ بطور خود، کسی دوسری عدالت میں کارروائی شروع نہ کرے؛ بلکہ ایسی کارروائی کرنیکے لئے عدالت سے اجازت چاہے جسٹس کاٹنہام بمقدمہ وڈربرن بنام وڈربرن (۱۸۴۰) ۴ - ایم وسی آر - ۵۹۶ جن اصول پر، اس کا تصفیہ ہوگا، کہ آیا دو دو جگہ مقدمہ چلانے کی اجازت دیجائے؟ وہ وہی ہیں جو دفعہ ۳۲۸ میں بیان ہو چکے ہیں۔ مقدمہ پرڈین گینو کمپنی

402

بنام کولٹ، مندرجہ تحت دفعہ مذکور میں، انگلستان کی کارروائی، پہلے شروع ہو چکی تھی۔ ملاحظہ ہو، مقدمہ ارم اسٹورنگ بنام ارم اسٹورنگ (۱۸۹۲) پی۔ ۹۰۔ ج، جینن۔ مفصلۂ ذیل مقدمات میں، دوسری کارروائی مدعی علیہم نے، جو انگلستان میں تھے، شروع کی تھی، اور عدالت نے، حالات کا موازنہ، اپنے اختیار تمیزی سے کیا۔

مقدمہ جینن بنام لیم (۱۸۲۱) ۲۴۔ جانسن ڈوجزن۔ ۵۳۱۔ ج، برٹ۔ کاٹن۔ وبوتن، جنہوں نے جسٹس چٹی کی تجویز کو بحال رکھا، اس میں مدعی علیہ نے، جو انگلستان میں تھا، ملک غیر میں کارروائی شروع کی تھی۔ قرار پایا کہ اس کو روکنے کیلئے، مخصوص طریقہ سے، زحمت ثابت ہونی چاہئے، و مقدمہ مڈاکنس بنام سمونٹی۔ ۵۔ ایل۔ جے۔ پی۔ ۳۰۔ ج، جیسل۔ کاٹن۔ ولش، جنہوں نے جسٹس ترسٹن کی تجویز کو بحال رکھا، و مقدمہ رجیپ (۱۸۹۹) ۱۲۔ ٹی۔ ایل۔ آر۔ ۳۷۵۔ ج، جینن، و مقدمہ وارڈ و پولو بنام وارڈ و پولو (۱۹۰۹) ۲۵۔ ٹی۔ ایل۔ آر۔ ۵۱۸۔ ج، کوزنس ہارڈی۔ بکلے۔ کیمڈ تھی، جنہوں نے جسٹس بگھام کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا تھا، اس میں زوج نے، توطن ملک غیر اختیار کر لیا تھا، و جہ نے عدالتی تفریق کیلئے انگلستان میں کارروائی شروع کر دی تھی، زوج نے اپنے ملک وطن کی عدالتوں میں، طلاق کی کارروائی کرنے کی ممانعت نہیں چاہی تھی۔

ایک دائن جو ایک انتظام جیت کے مقدمہ کی ڈگری لیکر، ماتحت کے سامنے آیا تھا، و دعوی دین کی ماتحت اسکاٹ لینڈ میں، اس کارروائی کے کرنے سے، جو اس نے بعد شروع کی تھی، روک دیا گیا۔ مقدمہ گرہام بنام میکسول (۱۸۴۹) ۱۔ ایم، جی، اے۔ ج، کاٹمام، جنہوں نے جسٹس شاڈول کی تجویز کو بحال رکھا۔ ملاحظہ ہو، ایلمین بنام فالکنر (امریکہ) صفحہ ۴۰۱ و

ایک سکنڈ ٹوجر جو لنڈن نے، لینکاسٹر پلاٹائین کی عدالت میں، کارروائی شروع کی تھی، حالانکہ اسکو اطلاع مل چکی تھی، کہ ایک ایسی کارروائی اسکاٹلینڈ میں شروع ہو چکی ہے، اسکی کارروائی سے روک دیا گیا۔ مقدمہ کنولی براوان لمیٹیڈ بنام کنولی براوان لمیٹیڈ (۱۹۱۱) ۱۔ جانسن۔ ۷۲۱۔ ج، پارکر۔ کوزنس ہارڈی۔ موٹن۔ بکلے و

دفعہ ۲۴۰ ملک غیر کی تجویز استفسار حیثیت (in rem) متعلقہ ملکیت جائداد منقولہ کی وقت سے، دفعہ ۲۹ میں، اور ملک غیر کی تجویز طلاق کی وقت سے، دفعات ۵۰ و ۵۱ میں بحث ہو چکی ہے۔ انگلستان میں، ملک غیر کی تجویز، جواز نکاح کی وقت کے متعلق، ابتک پورے طور سے کبھی بحث نہیں ہوئی ہے۔ جسٹس آرڈوک 403
نے، مقدمہ راک ہنام کارون (۱۷۴۸) ۱۔ ویس سین۔ ۱۵۹ میں، کہا تھا: کہ ایسی تجویز، اگر بااختیار عدالت سے صادر ہو، تو وہ قطعی متصور ہوگی۔ لیکن اس امر کی تفصیل کی نوبت نہیں آئی، کہ با اختیار عدالت کیا ہے۔ جسٹس فیچ (ٹانگھام اے) جو کچھ کانسٹن کے مقدمہ (۱۷۷۸) ۲۔ ایس ڈبلیو۔ ۲۲۹ میں کہا، وہ اس سے کچھ کم مبہم نہیں ہے۔ اور جس ملک غیر کے فیصلہ کے متعلق یہ کہا گیا تھا، وہ طلاق کا فیصلہ تھا۔ جسٹس مسن نے، اسکرم شائر بنام اسکرم شائر (۱۷۵۲) میں، مقام تعمیل معاہدہ پر بڑا زور دیا تھا۔ ۲۔ ہیگ کونس ۴۰۸ و ۴۱۹ ــــ اور جسٹس اسکاٹ (اسٹول) نے، مقدمہ سنکلر بنام سنکلر (۱۷۹۸) ۱۔ ہیگ کانس ۲۹۷ میں بھی، یہی عمل کیا۔ مگر جسٹس مسن کی طرح، عدالت کے مفروضہ مجاز، بلکہ اس بنا پر کہ "نکاح کا جواز، بڑی حد تک، اس ملک کے قواعد پر منحصر ہوتا ہے، جہاں وہ منعقد ہوتا ہے"۔ اور اس کو وہیں کی عدالتیں بہتر طریقہ سے سمجھ سکتی ہیں ــــ جسٹس موصوف نے، یہ بھی لکھا: کہ "وہ یہ کہنے کے لئے تیار نہیں ہیں، کہ ایک تیسرے ملک کی عدالت کا فیصلہ، ایسے نکاح کے جواز میں، جو نہ اسکے ملک میں منعقد ہوا ہو، اور نہ اسکے ملک کی رعایا کے مابین تھا، عام طور سے تمام عالم میں قابل قبول متصور ہوگا"۔ مقابلہ کرو مقدمہ کیز بنام کیز (۱۹۲۱) پی۔ ۲۰۴۔ جج اڈویوک۔ پی کے ساتھ، جہاں انگلستان کی عدالت نے، اس امر کے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، کہ ہندوستان کی عدالتوں کو، ان لوگوں کے نکاحوں کی تنسیخ کا اختیار حاصل ہے، جن کا توطن، ہندوستان کا نہ ہو، اگرچہ نکاح وہیں منعقد ہوا ہو، اور فریقین وہیں رہتے ہوں۔

404

فصل ہیجدہم

ضابطہ

دفعہ ۳۴۱ انگلستان کی عدالتوں کا ضابطہ، کلیتاً انگریزی قانون کا تابع ہے۔ خانجی قانون بین الاقوام کے اس مسئلہ پر، کہ ضابطہ قانون، مقام عدالت کا تابع ہے، اصولاً کبھی کوئی اعتراض نہیں ہوا ہے؛ اگرچہ بعض صورتوں میں، اسکے متعلق کئے جانے کی نسبت شبہات پیدا ہوئے ہیں۔ بارٹولس کہتا ہے: کہ "مقدمہ کے ضابطہ کارروائی کے متعلق، سوال کیا جاسکتا ہے"۔ یہ امر ناممکن ہے، کہ کسی عدالت میں، ہر ایسے مقدمہ کے لئے، جسمیں ملک غیر کے امور یا افعال زیر بحث ہوں، جدید ضابطہ کارروائی اختیار کیا جائے؛ کیونکہ وہاں اسکے ذرایع، اور نہ اس کا تفصیلی علم پایا جاسکتا ہے، اور نہ اس کی خواہش کرنے کی کوئی وجہ ہوسکتی ہے؛ کیونکہ ملک غیر کے حقوق کی تعمیل، خواہ وہ برنائے رعایت باہمی ہو، یا برنائے انصاف، اس سے بڑھکر نہیں ہوسکتی، کہ ان کو وہی وقعت دیجائے، جو خود اس ملک کے حقوق کو دیجاتی ہے؛ اور فریق مقدمہ تو اسی داد رسی کا مستحق قرار دیا جائے: اور اس سے، انہیں قواعد کی پابندی کرائیجائے، جو اس داد رسی کے حصول کے لئے ضرور ہیں۔ البتہ اس امر میں بعض اوقات شبہ ہوسکتا ہے کہ قانون مقام عدالت کا کوئی مخصوص قاعدہ، اصلی قانون کا جز ہے، یا قانون اجرائی (ضابطہ) کا؟ اس سوال کا فیصلہ فطری طور سے، قانون مقام عدالت کی رو سے کیا جائے گا۔

قانون فریسکی دفعہ (۴) جسمیں بعض معاہدات کے متعلق یہ حکم ہے: کہ ان کی بابتہ دعوی نہیں ہوسکے گا — ایک حکم متعلق بہ ضابطہ ہے۔ مقدمہ ایلارکس بمقابلہ براؤن (۱۸۸۲) ۱۲ ایپی۔ لا۔ ۸۔ یہی حیثیت یمنگ

ایکٹ مجریہ ۱۸۴۵ء اور ۱۸۹۲ء کی سمجھی جاتی ہے۔ مقدمہ مولس بنام اون (۱۹۰۷) ۱۔ کے۔ بی۔ ۴۶، صفحہ ۵۳۔ جج، کالنز، لیکن منی لینڈرس کی ایکٹ مانتہ ۱۹۰۰ء کا یہ حکم ہے کہ عدالت میں کارروائی شروع کرنے کے بعد، خاص قواعد متعلق نہوں گے۔ ضابطہ کا حکم نہیں ہے۔ مقدمہ سر بچند کپنی بنام لوکن (۱۹۰۶) ۲۲۔ ٹی۔ ایل۔ آر۔ ۲۴۵۔ جج، رڈلے۔

اب صرف بعض مقولہ جات قانونی کے استعمال، اور انکے استعمال میں جو غلطیاں کیجاتی ہیں، ان سے محفوظ رہنے کے متعلق، لکھنا باقی رہجاتا ہے۔

دفعہ ۳۴۲ اس کا فیصلہ، قانون مقام عدالت سے کیا جاتا ہے، کہ دعوی کس کے نام سے دائر ہوگا؟ اس حد تک، کہ یہ مسئلہ حق متدعویہ سے، جدا کیا جاسکتا ہو۔ دیکھو! دفعہ ۱۳۵، اور مقدمات، ان ناموں کے متعلق، جن کے ساتھ، ملک غیر کی حکومت جمہوری کو، زیر دفعہ ۱۹۲، دعوی دائر کرنا چاہیے۔ نیز ملاحظہ ہو! مقدمہ ولف بنام اوکسہام (۱۸۱۷) ۶۔ ایم۔ اینڈ۔ ایس۔ ۹۲۔ صفحہ ۹۹، جسمیں فیصلہ، عدالت جسٹس الینبرو نے صادر کیا تھا۔

دفعہ ۳۴۳ ذاتی دعاوی کی میعاد، (Prescription) انگلستان 405
میں، قانون مقام عدالت پر منحصر سمجھی جاتی ہے۔ لیکن یہ مسئلہ، تمام دنیا میں یکساں طور سے نہیں تسلیم کیا جاتا، اور اصولاً بھی قابل اعتراض ہے۔ دیکھو! دفعات ۲۲۸ و ۲۲۹۔ مگر جائداد غیر منقولہ کی میعاد، قانون مقام وقوع پر منحصر ہوتی ہے۔ دفعہ ۱۷۱۔ سامان ذاتی کے مقدمات کے لئے، دیکھو! صفحات ۱۸۸ و ۱۸۹۔

دفعہ ۳۴۴ قانون مقام عدالت ہی سے، اس کا بھی تصفیہ کیا جاتا ہے کہ آیا کسی خاص قسم کے، دعوی، مثلاً ہندی وغیرہ، کے لئے، کسی مخصوص ضابطہ سے استفادہ کی اجازت دی جاسکتی ہے یا نہیں؟۔

دفعہ ۳۴۵ قانون مقام عدالت ہی سے، اس کا تصفیہ کیا جاتا ہے، کہ آیا ذات پر، کوئی جبر جائز رکھا جائے گا؟ مثلاً قید، یا یہ حکم، کہ کوئی شخص، ملک سے باہر نہ جانے پائے (Ne exeat regno)۔

ایک زمانہ میں یہ فرض کیا گیا تھا کہ ایسے معاہدہ کے متعلق، جس کے صحیح قانون سے ایسا ضابطہ مستنبط نہ ہوتا ہو، قیاس نہ ہونی چاہیئے۔ مقدمہ ٹیلیر بینڈ بنام بولاکر (۱۷۹۷) ۳۔ وس۔ ۴۴۷۔ بج، لو ۲۰۰ و مقدمہ میلان بنام فز جیمس (۱۷۹۷) ۱۔ بوس و پال۔ ۱۳۸۔ بج، آیر۔ روک: بمقابلہ جسٹس ہتیہ کے جنہوں نے صحیح اصول قائم کئے تھے۔

ان صحیح اصول کو جسٹس الینبرو نے، مقدمہ اتیلے بنام الفیسن (۱۸۰۲) ۲۔ ایسٹ ۴۵۵۔ میں قائم رکھا۔ ــــ اور نیز جسٹس لنڈلے وغیرہ نے، مقدمہ وی۔ لاویگا بنام ویبانا (۱۸۴۰) ۱۔ بی وایڈ ۲۸۴؛ ــــ اور جسٹس کنڈل وگجان نے، مقدمہ برٹیلاٹ بنام سینڈوز (۱۸۲۷) ۴۔ اسکاٹ۔ ۲۰۱؛ ــــ اور جسٹس جیمسن ووڈ نے، مقدمہ لیورپول میرین کریڈٹ کمپنی بنام ہنٹر (۱۸۶۸) ال۔ آر۔ ۳۔ چانسری مرافعہ جات ۴۵۶؛ میں۔

دفعہ ۳۴۶ قانون مقام عدالت ہی سے اس کا بھی تصفیہ ہوگا: کہ آیا دعوی کے جواب میں مجراداشت (set-off) کا عذر پیش ہو سکتا ہے؟ ــــ یہ ان دوسرے عذرات سے، جو دعوے کے جواب میں پیش ہو سکتے ہیں، جدا ہے۔

مقدمہ ایلن بنام کیمبل (۱۸۴۸) ۶۔ مو۔ پی۔ سی۔ ۲۱۴۔ بج، کا کرن نے جسٹس پیٹرسن لیہ کے بیان کی ــــ جو انھوں نے، مقدمہ راکے بنام اورمین (۱۸۷۵) ال۔ آر۔ ۱۰۔ کیو۔ بی۔ ۱۴۱۔ اور جسٹس ولز نے، مقدمہ میر بنام ڈریسر (۱۸۶۴) ۱۶۔ سی۔ بی۔ (السلسلہ جدید) ۳۴۶؛ میں ــــ صفحہ ۶۵۹ پر کیا تھا؛ ــــ توضیح کی ہے۔

لیکن جس حالت میں قانون دیوالیہ کی رو سے، اثنا ــــ یا جس نام سے وہ لوگ موسوم کئے جاتے ہوں، جو کہ قرضخواہوں کی طرف سے، جائداد کا انتظام کر رہے ہوں، ــــ اور جائداد کے مدعون میں، جو کہ شخص دیوالیہ کا دائن بھی ہو، مجراداشت کا قاعدہ جاری ہو، تو امناء مذکور، اس قاعدہ کے پابند رہیں گے، خواہ وہ کہیں دعوی کریں، کیونکہ وہ مدعون کی جائداد کو، اس پابندی کے ساتھ لیتے یا اسکی نمایندگی کرتے ہیں۔

مقدمہ سکیفرلن بنام نارس (۱۸۶۲) ۲ بی وایس ۸۳۰ ۔ ۷۰۳ ۔ ۳۰ ۔ ۳۰ ۔ ۳۰

۵۷ - جج، کراسول کا فیصلہ بنام فیلے (۱۸۶۲) ۳۱ - ایل - جے (سلسلہ جدید) پی - ایم - اے - ۱۴۹ - جج، کراسول کا

دفعہ ۳۴۹ انگلستان کے قانون کا وہ قاعدہ، جسکی رو سے، مقدمہ کا کوئی فریق یا گواہ، اسپر مجبور نہیں کیا جا سکتا، کہ وہ کسی ایسے امر کا اظہار کرے، جس سے وہ کارروائی فوجداری یا ضبطی جائداد کا مستوجب ہو جائے؛ — ان صورتوں سے بھی متعلق ہوتا ہے، جن میں شخص مذکور، بیرون ملک، کارروائی فوجداری یا ضبطی جائداد کا مستوجب ہوتا ہو بشرطیکہ عدالت ملک غیر کے اس قانون سے، کافی طور سے آگاہ کیجائے، جسکی رو سے ایسا عمل ہو سکتا ہے۔

یونائیٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ بنام سیکرے (۱۸۶۷) ایل - آر - ۴ - ایے کیو - ۲۲۷ - جج، ووڈ کا ۳ - چانسری مرافعہ - ۹ - جج، جیمس فورڈ، جنہوں نے مقدمہ بادشاہ جزائر صقلیین بنام ونکاکس (۱۸۵۱) ۱ - سم سلسلہ جدید - ۲۰۱ - جج، کوئینز بنچ کے عام اصول کو منسوخ کر دیا، مگر بعد کے فیصلوں میں، اسکی صحت تسلیم کیجانے لگی، کیونکہ اسوقت قانون ملک غیر کے متعلق کافی آگاہی نہ تھی۔

دفعہ ۳۵۰ مقدمہ کی کارروائی کو، اس غرض سے روک دینے کے متعلق، کہ ملک غیر کے قانون یا کسی دوسرے امر کا تصفیہ، ملک غیر کی عدالت سے ہو جائے، جو اختیار تمیزی، عدالتوں کو حاصل ہوتا ہے! — اسکے لئے، دیکھو! تجویز لارڈ سلبورن بمقدمہ فاسفیٹ سیوج کمپنی لمیٹیڈ بنام مولین (۱۸۷۶) ۱ - مرافعہ کینڈا - ۶۸۷؛ — ومقدمہ لورڈ لینسڈوں بنام لو (۱۸۹۴) ۱ - چانسری - ۱۴۷ - جج، نارتھ، صفحہ ۱۵۰۔

دفعہ ۳۵۰ (الف) برعکس اسکے، انگریزی عدالتیں، ایسے مقدمات کو لیں گی، جن میں، ملک غیر کی عدالتوں کو، کسی امر کے تصفیہ کے لئے، انگریزی قانون کی توضیح کی ضرورت ہو۔

مقدمہ کارنٹی ٹرسٹ کمپنی بنام ہنٹی (۱۹۱۵) ۲ - کے - بی - ۵۳۶ - جج، پکفورڈ - بنکیز، جنھوں نے اجنبی جلیہ تک کی تجویز کو بحال رکھا؛ بکلے نے اختلاف کیا تھا ومقدمہ ہوپ بنام ہوپ (۱۸۵۴) ۷ - ڈی - ایم - وجی - جج، گرینورتھ۔

دفعہ ۳۵۱ قانون مقام عدالت ہی کے ذریعہ سے، اس تقدم کا تصفیہ ہوگا، جو کسی ترکہ کے اہتمام میں، خاص قسم کے دائنوں کی جماعت یا غیر کفالتی قرضہ کو دیا جائے گا۔ سب سے پہلے، ترکہ، تمام کفالتوں سے سبکدوش ہونا چاہیئے، کیونکہ کفالت کا معاملہ متعلق بہ جائداد ہے۔ دیکھو! دفعات ۱۱۰-۱۱۱؛ آخرالذکر، ان مستثنیات میں ہے، جن کی نسبت کہا جاتا ہے، کہ وہ قاعدہ کو ثابت کرتے ہیں۔ یہ مقدمات، اُس قانون کے تابع رہتے ہیں، جو اہتمام ترکہ کا صحیح قانون سمجھا جاتا ہے، وہ حقیقی عدالت کے قانون کے۔ اور نیز دیکھو! دفعہ ۱۴۸، اور اس قاعدہ مندرجہ دفعہ ۳۱۱ کو، کہ ملک غیر کی عدالت کا فیصلہ، انگلستان میں قرضہ کے ساہوکار معاہدہ کے مساوی متصور ہوتا ہے۔

407

امیرالبحری کے صیغہ میں، جو کارروائی، عام استقرار حیثیت کے لئے کیجاتی ہے، اس میں، راہن اور ناخدا کے دعوی اجرت اور تقسیم میں بھی، تقدم کا تصفیہ، قانون مقام عدالت سے ہوتا ہے۔ مقدمہ جہاز سیگل (۱۹۰۲) پی۔ ۴۴ جج فلیمور۔

دفعہ ۳۵۲ مرافعہ کی میعاد کا تصفیہ بھی، قانون مقام عدالت سے کیا جاتا ہے۔

مقدمہ لوپز بنام رسلم (۱۸۴۳) ۴ مو۔ پی۔ سی۔ ۳۰۰۔ جج کیمبل۔

ثبوت قوانین ملک غیر

چونکہ ملک غیر کے قوانین کا ثابت کرنا، ضابطہ کا ایک جز ہے، اس لئے، اس کا انحصار، قانون مقام عدالت پر ہوتا ہے، لیکن اس کے متعلق، جو قواعد، انگلستان میں جاری ہیں، ان کا، یہاں درج کردینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

دفعہ ۳۵۳ ملک غیر کے قانون کی نسبت، یہ فرض کرلیا جاتا ہے، کہ وہ، وہی ہے، جو انگلستان کا قانون ہے؛ بجز انگلستان کے قانون کے اُن اجزا کے، جو مخصوص آئین اور مخصوص عمل کے ساتھ مہیا کئے گئے ہیں؛ مثلاً عدالت یا والیہ وغیرہ۔

یہ امر، کہ ملک غیر میں بھی، ایسا آئین موجود اور کارفرما ہے، اور دوسری حیثیت سے بھی، انگلستان اور ملک غیر کے قوانین میں، اختلاف ہے، کسی فریق کیطرف سے ــــ خواہ وہ مدعی ہو یا مدعی علیہ ــــ بیان ہونا، اور ثابت کیا جانا ضرور ہے۔ اگر فریق بیان کنندہ اس کو ثابت نہیں کر سکتا، تو انگلستان کا قانون، کام میں لایا جائیگا۔

براؤن بنام گریسی (۱۸۲۱) ڈو ورے۔ این۔ پی۔ ۱۴۱ نوٹ۔ ج، ایبٹ، وغیرہ کو اسمتھ بنام گولڈ (۱۸۴۲) ۴۔ مو۔ پی۔ سی ۲۱ کیس ــــ جسٹس ولز نے، عدالت کا فیصلہ، مقدمہ لائیڈ بنام گلبرٹ۔ ایل۔ آر۔ آئی کیو۔ بی صفحہ ۱۲۹، حوالہ کیا ہو

ملک غیر کا قانون، انگریزی عدالت کے لئے، ایک متعلقہ واقعات ہے، اور جو فیصلہ، عدالت ملک غیر اپنے قانون کے متعلق کرے، اس کا تسلیم کرنا، انگلستان کی عدالت پر لازم نہیں ہے۔ وہ واقعات کے متعلق، ایک ماہر فن کی رائے ہے، جو قابل وقعت ہے، مگر وہ، لازمی طور سے، قطعی نہ تصور ہوگی۔ مقدمہ گارنٹی ٹرسٹ کمپنی بنام ہینی وکمپنی (۱۹۰۲) ۲۔ کے۔ بی۔ ۶۶۳۔ جج، ڈارلنگ اسکرٹن۔ پکفورڈ، جنھوں نے، جسٹس بیل ہیک کی تجویز کو منسوخ کر دیا۔

اس مقدمہ میں جسٹس بیل ہیک نے یہ تصفیہ کیا تھا، کہ جب کسی دستاویز کی تعبیر کے متعلق، ملک غیر کے جج کی صریح رائے موجود ہو، تو انگلستان کی اس عدالت کو، جسے دستاویز مذکور کی تعبیر، ملک غیر کے قانون سے کرنی پڑے، ملک غیر کی تجویز کا اتباع کرنا لازم ہے۔ ــــ عدالت مراجعہ نے، یہ طے کیا، کہ انگلستان کی عدالت کو، بطور واقعہ، اس پر غور کرنا چاہیے، کہ آیا ملک غیر کے جج کا فیصلہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس کا تصفیہ، اس شہادت سے کرنا چاہیے، جو اس کے سامنے پیش ہو۔

جو شخص ان اشخاص پر عائد ہوتا ہے، جو یہہ بیان کرتے ہیں، کہ ملک غیر کا قانون، انگلستان کے قانون سے مختلف ہے۔ مقدمہ ڈاسنا ئیٹ اے۔ جے بنام مائیو ٹوسکوپ (۱۹۱۰) اے۔ سی۔ ۲۰۱ ج، بارکر ہو

انگلستان کے فاضل جج، اس مراجعہ میں، جو اسکاٹ لینڈ سے ہوگا، قانون

انگلستان کے متعلق، اپنی ذاتی واقفیت سے کام لیں گے، اور اس شہادت کے پابند نہ ہونگے، جو قانون مذکور کے متعلق، عدالت تحت میں پیش ہوئی تھی۔ ڈگلاس بنام براؤن [۱۸۲۱] ۲۔ ڈوروی ایل۔ ۱۷۱۔ جج، برو۔ ام کو مقدمہ کوپر [۱۸۸۸] ۱۳ ۔ ایل۔ سی۔ ۸۸۔ جج، ہالسبری۔ واٹسن بنام گنتا۔

408

دفعہ ۴۵۴ جو شہادت، ملک غیر کے قانون کی نسبت پیش کیجاتی ہے، اسکے اثر کا تصفیہ، اب صرف حاکم عدالت کرتا ہے، جوری کو، اس میں، کوئی دخل نہیں ہوتا۔ دیکھو دفعہ ۱۵۔ ایڈمنسٹریشن آف جسٹس ایکٹ، بابتہ ۱۹۲۰ء، جس نے اس قدیم عملدرآمد کو بدل دیا، جسکی رو سے، ملک غیر کے قانون کے مسائل، برنائے واقعہ مقدمہ ہونے کے، جوری کی رائے پر چھوڑ دیئے جاتے تھے، اگر جوری ہوتی تھی، اور وہی انکے ثابت اور ناثابت ہونے کا فیصلہ کرتی تھی۔

قانون ملک غیر جس سے، مدعی علیہ استدلال کرتا تھا، جوری کے نزدیک، قابل اطمینان طریقہ سے ثابت نہ ہوا، اس لئے انگلستان کا قانون کام میں لایا گیا، اور مدعی مقدمہ جیت گیا۔ مقدمہ ٹول نک ڈی لا یونین بنام اٹین [۱۸۹۱] ۷۔ ٹی۔ ایل۔ آر۔ ۲۷۰۔ جج، ہالسبری۔ ایشر۔ فرائے، جنہوں نے جسٹس واٹ کے فیصلہ کو، بحال رکھا۔

دفعہ ۴۵۵ اس لحاظ سے کہ ملک غیر کا قانون، یا اس کا، یا انگلستان کے قانون کا اختلاف، مقدمہ کا ایک واقعہ ہوتا ہے، ہر موقعہ پر، جب اس سے کام لیا جائے، اس کا، از سر نو ثابت کرنا لازم آتا ہے، خواہ عدالت، دوسرے مقدمات میں، شہادت پیش شدہ کے لحاظ سے، اس امر سے، پوری طرح سے، واقف ہی کیوں نہ ہو۔

مقدمہ میکارک بنام گارنٹ [۱۸۵۱] ۵۔ ڈی۔ ایم۔ جی۔ ۴۰۸۔ جج، نائٹ بروس۔ وتزر۔

اس میں شک نہیں، کہ اس امر کا فرض کر لینا، خطرہ سے خالی نہ ہوگا، کہ ملک غیر کے قوانین سابقہ کے قوانین یا نظائر سے، تبدیل نہیں ہو گئے ہیں۔

دفعہ ۲۵۶ ملک غیر کا قانون ہمیشہ ماہرین فن کی شہادت سے ثابت کیا جانا چاہیے۔ اس حالت میں بھی کہ بحث کسی مجموعہ یا قانون سے ہو، محض اس کا پیش کر دینا کافی نہیں ہے؛ اور نہ جب اس کا حوالہ ماہر فن دے، تو اس کو مہیا کرنا ضرور ہے۔ "ماہرین فن کی رائے کو، ان کے فن کے واقعات کی نسبت، قابل ادخال قرار دینا چاہیئے؛ یہی اصول، قانون پیشہ اصحاب کی شہادت سے متعلق ہے۔ اور میرے نزدیک، وہ ایسے قانون ہی تک محدود نہیں ہے، جو ضبط تحریر میں نہ آیا ہو؛ بلکہ ضبط تحریر میں آئے ہوئے قوانین سے بھی، جس سے واقف ہونا، ان کے لئے لازم ہے، اسیطرح متعلق ہونا چاہیئے۔ حقیقتاً اس قسم کی شہادت کا منشاء یہ نہیں ہے کہ ضبط تحریر میں آئے ہوئے قوانین کا مضمون بیان کر دیا جائے؛ بلکہ ان کے اثر اور اس قانونی نتیجہ کا بیان کرنا مقصود ہے: جو ان سے مستنبط ہوتا ہے۔ محض مضمون کے بیان کر دینے میں، اکثر ایسے لوگوں کو غلط فہمی ہو سکتی ہے، جو اس نظام قانون سے، واقف نہ ہوں؛ اس لئے، گواہ سے جو چاہا جاتا ہے، وہ یہ ہے، کہ وہ، اس حکم کو بیان کرے، جو اس قانون سے نکلتا ہے۔ میرے نزدیک، یہ سلطنتوں کے باہم معاہدات سے متعلق نہیں ہے؛ کیونکہ کوئی حاجت اس مضمون سے، اس حیثیت سے واقف نہیں ہو سکتی: کہ اسپر، ماہر فن کا اطلاق کیا جائے"۔ لارڈ ڈینمین بمقدمہ برن ٹی بوڈی (۱۸۴۴) ۸ کیو۔ بی۔ ۲۵۰: ہمارے لئے، جو امر غور طلب ہے وہ، یہ نہیں ہے، کہ قانون منضبط کے الفاظ، کیا ہیں؟ — بلکہ یہ، کہ بہمہ وجوہ قانون کیا ہے؛ جس کا اظہار، توضیح، تعبیر، اور فیصلہ جات سے ہوتا ہے"؟ - جنسٹس کالرج۔ اسی مقدمہ میں، صفحہ ۲۶۵۔

409

جسٹس کاٹن ہام۔ برو ہام۔ ڈینمین کیمپبل، اور لینگ ڈیل نے، اسی مقدمہ سیسکس پیرج (۱۸۴۴) ۱۱ سی۔ ایل۔ و۔ ایف ۱۱۴-۱۱۷، میں، یہی رائے دی تھی؛ تحریر شدہ دستاویزات میں، ملک غیر کے مندرجہ قوانین کے ثبوت کے متعلق، اس سے پہلے، مختلف رائے قائم ہوئی تھی۔ قدیم نظائر، مقدمہ پیرن دی بوڈی میں، پیش ہوئی ہیں، اور ان سے بحث کی گئی ہے؛

مقدمہ نلسن بنام بریڈ شیٹ (۱۸۴۵) ۸ بیو۔ ۲۷ میں، جو تجویز — لارڈ لینگ ڈیل نے، ثبوت قانون ملک غیر کے، اس دفعہ اور دوسری دفعات

کے متعلق) ــــ صادر کی، وہ پوری توجہ کے ساتھ پڑھنے کے قابل ہے ؛

دفعہ ۳۵۶ (الف) لیکن عدالتوں کا چند سال سے اس طرف رجحان معلوم ہوتا ہے، کہ نوآبادیات کے قوانین نکاح کے ثبوت کے واسطے بغیر کسی ماہر فن یا بیان حلفیہ کے، قوانین مذکور کی مصدقہ نقول کے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مقدمہ بون ہاٹ بنام بون ہاٹ [۱۹۱۰] ایل۔ ٹی۔ جرنل۔ ۱۴۹۔
صفحہ ۲۵۱ جج، ڈیوک۔ پی ؛ و مقدمہ روبنام رو [۱۹۱۰] ۱۱۵۔ ایل۔ ٹی۔
۷۹۲، جج، شیرمین ؛ و مقدمہ گبسن بنام گبسن [۱۹۲۱] ڈبلیو۔ این۔ ۱۲۔
جج، ڈیوک ؛
مقدمہ براؤن بنام براؤن [۱۹۱۶] ۱۱۶۔ ایل۔ ٹی۔ ۲۰۷۔ بی۔ جج،
ان کی یہ رائے تھی، کہ ایسے مقدمات میں، قانون کو ثابت کرنے کیلئے،
"ماہر فن گواہ" کا طلب کیا جانا، ضرور ہے، مگر انکی رائے کا اتباع نہیں کیا گیا ؛
اسکاٹ لینڈ کے نکاح کے ثبوت کے متعلق، دیکھو مقدمہ ڈرو بنام
ڈرو [۱۹۱۲] پی۔ ۱۷۵۔ جج، ایوانس۔ پی ؛

دفعہ ۳۵۷ جس ماہر فن کی شہادت سے، ملک غیر کا قانون ثابت کیا جائے، اس کے لئے، یہ ضرور نہیں ہے، کہ وہ ناظم عدالت یا ایسا قانون پیشہ ہو، جو اپنا کام کرتا ہو، وہ گواہ کی معقول حیثیت سے، اور وہ سرکاری اہم اور ذمہ داری کی خدمات انجام دے رہا ہے، اور انسے تعلق رکھتا ہے ؛ اور ان کو، عمدہ طریقے سے انجام دینے کے لئے، اسپر لازم ہے، کہ وہ، قانون نکاح کے اس جز سے واقفیت حاصل کرے، ایسی حالت میں، اس کی شہادت کی حیثیت، وہی ہوگی، جو ایک ناظم عدالت کی شہادت کی ہوتی۔ یہ کہنا، ناممکن ہے، کہ وہ، ناقابل ہے "جسٹس لینگٹ ڈائل" بمقدمہ سکس پیرج (۱۸۴۴) ۱۱۔ سی ایل و ایف۔ ۱۴۳۔ "وہ ماہر، بلحاظ عہدہ (Peritus virtutes officü) کی مدیں داخل ہے" جسٹس کاٹن ہام، بمقدمہ مذکور الصدر۔

متذکرہ صدر مقدمہ میں انگلستان کے ایک رومن کیتھولک پادری

کی شہادت، جو مذہبی اختیارات کام میں لایا کرتا تھا، روما کے مذہبی قانون کے ثبوت میں، قبول کی گئی تھی۔

ایک ملک کے قنصل اعلیٰ یا اسکے سفیر کا صداقت نامہ اس ملک کے قانون کے ثبوت میں قبول کر لیا گیا تھا۔ مقدمہ ڈارمور (۱۸۳۲) ۳ بنگ۔ ایکلا۔ ۶۷۰۔ ج، بکول ہے، مقدمہ کلینگین (۱۸۶۲) ۳۔ ایس۔ ٹی۔ ۱۰۔ ج، کر قبول ہے، مقدمہ پرنس۔ پی جی۔ اول۔ بنبرگ (۱۸۴۴) ۹۔ پی۔ ڈی۔ ۲۳۴۔ ج، بٹ ہے اور یہی حال سفارتخانہ کے مستعد کے بیان حلفی کا ہے، جس کو بلحاظ اپنے فرض منصبی کے اپنے ملک کے قانون سے واقفیت لازم تھی۔ مقدمہ دوست علی خاں (۱۸۸۰) ۶۔ پی۔ ڈی۔ ۶۰۔ ج، ہینن ہے اور علی ہذا القیاس ایک رجسٹرار کا بیان، جو ملک غیر کے قانون زیر بحث کے مطابق، کاغذات اور دستاویزات، مرتب کرنے کا عادی تھا۔ مقدمہ وائٹ لاگ (۱۸۹۹) پی۔ ۲۶۷۔ ج، گورل بارنس ہے اور "شک کے ساتھ"۔ ایک نوآبادی کے سابق گورنر کا بیان، جو یہ کہتا تھا: کہ وہ انگریزی رعایا کے قانون سے پوری طرح واقف ہے، جواز نکاح کا مسئلہ زیر بحث تھا۔ مقدمہ کورنگ بنام کورنگ (۱۹۰۰) پی۔ ۶۵۔ ج، گورل بارنس ہے 418

اسیطرح، انجمن تسلیم قانون کے ایک ممبر رومن ڈچ قانون، کی شہادت قبول کر لی گئی، جس نے ان لوگوں کو تسلیم دینے کے لئے، جو ان نوآبادیات میں، وکالت کرنا چاہتے تھے، جہاں رومن ڈچ قانون نافذ تھا، قانون مذکور بطور خاص پڑھا تھا۔ مقدمہ بزیلے بنام رہوڈیسیا کانسولیڈیٹڈ لمیٹڈ (۱۹۱۰) ۲۔ چانسری ۹۵۰۔ ج، وائنگس ہے عدالت نے قانون یورو گوا کے متعلق ایک ڈاکٹر کی شہادت کو منظور کر لیا، جو انگلستان اور اسپین کا بارسٹر تھا: اور جسکو درخواست کرنے پر یورو گوا میں، وکالت کی اجازت مل گئی تھی۔ مقدمہ ہارفورڈ بنام ہارفورڈ (۱۹۱۲) پی۔ ۱۴۰۔ ج، ہارج ہے لیکن مفصلہ ذیل اشخاص کی شہادت، ناقابل قبول ہے:۔

ایک سوداگر ؛ ــــ مقدمہ کلاگ بنام لیوی (۱۸۱۲) ۳ کیمپ - ۱۶۶ -
مج ایلنبرو ؛ ایک معمولی شریف آدمی کی ؛ ــــ جس کو جسٹس بیٹن نے
مقدمہ سرکار بنام ونٹ (۱۸۴۳) ۱ - کار و کر - ۷۰۹ - میں منظور کر لیا تھا
اس مقدمہ کی نسبت جسٹس کاٹن ہام نے کہا ــــ کہ ایسا عمل نظمائے عدالت
اور ممبران ہاؤس آف لارڈز کی عام رائے کے بالکل خلاف تھا - مقدمہ
سسکس پیرج (۱۸۴۴) ۱۱ - سی ایل وایف - ۱۳۴ ؛
ایسے شخص کی ؛ ــــ جس کا علم، اس ملک کے قانون کے متعلق
ایک دوسرے ملک کی یونیورسٹی میں پہنچنے کی بنا پر، حاصل ہوا ہو - مقدمہ
برسٹو بنام سکول (۱۸۵۰) ۵ - ایچ ۲۷۵ - مج، پولاک - ایلڈرسن -
رولف - پلیٹ - و مقدمہ بول (۱۸۷۵) ۱ - پی - ڈی - ۶۹ - مج ہیلین
مقدمہ ٹرنر ویڈنگ بنام مج کلف [۱۹۰۶] ڈبلیو این - ۲۰۷ مج کیکوچ ؛

دفعہ ۵۸۳ ماہرین فن کی شہادت ختم ہو جانے کے بعد، جو کام عدالت کا رہجاتا ہے، اس کو، لارڈ لینگ ڈیل نے بیان کیا ہے ؛ "اگرچہ ایک ناظم عدالت کے متعلق یہہ نہیں فرض کیا جاتا، کہ وہ، ملک غیر کے قانون سے واقفیت رکھتا ہے ؛ مگر تم، اسکی نسبت، یہ ضرور فرض کر سکتے ہو، کہ وہ، عام فن استدلال سے، اسقدر واقف ہے، کہ وہ، وکلا کی اعانت سے، یہ دریافت کر سکتا ہے ؛ کہ بقیاس غالب، مغالطہ کہاں کہاں واقع ہوا ہے - اور کس جگہہ زیادہ تر محتاط ! اور کس جگہ، کمتر محتاط ! شہادت کی ضرورت ہے ؟ ــــ اگر ہر صورت میں، بیحد سختی کے ساتھ احتیاط کیجائے، تو اکثر صورتوں میں، انصاف رسانی محال ہو جائے گی - اور میں، یہہ کہنے کے لئے تیار نہیں ہوں، کہ ایسی صورتیں پیش نہیں آسکتیں، جن میں، ناظم عدالت، ملک غیر کے قوانین کے الفاظ کی، تعبیر اور صورت زیر بحث سے، انکے متعلق کرنے کا فرض، بطریق مناسب نہیں ادا کر سکتا ! خصوصاً ایسی حالت میں، جبکہ شہادت، مختلف اور غیر صریح ہو - مقدمہ لنڈو بنام بلیساریو (۱۷۹۵) ۱ - ہیگ کانس ۲۱۶، میں، جس میں شہادت، بند سوالات کے ذریعہ سے لی گئی تھی، اور صاف و صریح نہ تھی ؛ لارڈ اسٹول نے کہا ــــ کہ وہ، اپنے خیال میں، اپنے فرائض منصبی سے تجاوز نہ کرینگے، اگر وہ، شہادت سے آگے بڑہجائیں ؛ لیکن

نہ ایسی شہادت سے، جو بطریق مناسب ادا ہوئی ہو۔ اور مقدمہ لنڈ و بنام ملیارو۔ اور مقدمہ ڈالرمپل بنام ڈالرمپل (۱۸۱۱) ۲۔ ہیگ۔ کونس (۵۴) میں، جہاں تک میں سمجھتا ہوں، انھوں نے کسی ایسی نظیر، رائے، یا فقرہ، سے بحث نہیں کی، جس کا حوالہ، صریح طریقہ سے، گواہ نے، نہ دیا تھا۔ اور اس طور سے انھوں نے، اس شہادت سے، جس کا، وہ بطریق مناسب ادا ہونا، سمجھتے تھے، تجاوز نہ کیا۔ البتہ جن نظائر کا حوالہ دیا گیا تھا، ان کے اثرات کا، اپنے واسطے، اندازہ قائم کرنے کے لئے، انھوں نے، شہادت سے تجاوز کیا؛ "تاکہ ان کو، ایسے تصورات کے قائم کرنے کا موقع ملے، جن کی مدد سے، وہ بہتر طریقہ سے، مختلف شہادتوں، اور گواہ کے مشتبہ بیان، کا فیصلہ کر سکیں"۔ مقدمہ نلسن بنام بروڈ پورٹ (۱۸۴۵) ۸۔ بیو۔ ۵۲۷۔ 411

جب یہ امر مسلم ہو چکا، کہ قانون ملک غیر، ایک واقعہ متعدد ہے، جو گواہوں سے ثابت کیا جانا چاہئے، تو یہ امر یقینی ہے، کہ اکثر مقدمات میں، اس کے متعلق جو شہادت پیش ہوگی، وہ غیر صریح اور مختلف ہوگی؛ اور ان صورتوں میں، اس سے چارہ نہیں، کہ نظام عدالت، اس شہادت کے استعمال میں، اس اختیار تمیزی کو کام میں لائیں، جس کا دعویٰ یہاں کیا گیا ہے۔

جسٹس جیمز فورڈ نے، مقدمہ ڈی سوراٹ بنام فلپس (۱۸۶۳) ۱۰۔ ایچ۔ ایل۔ ۶۴۰، میں کہا، کہ پروی کونسل نے، مقدمہ بریمر بنام فریمین (۱۸۵۵) ۱۰۔ مو۔ پی۔ سی۔ ۳۰۶۔ میں، وہی عمل کیا، جس عمل کے حق کا، جسٹس لیگ ڈیل نے، یہ دعویٰ کیا ہے۔ مگر انہوں نے، اس احتیاط پر بھی زور دیا، جس کی طرف سے جسٹس لیگ ڈیل نے، اشارہ کیا تھا، یعنی۔ جن فقرات کا، گواہوں نے، حوالہ دیا ہے، انکے سوائے، کوئی اور ذریعہ علم، نہ قرار دیا جانا چاہئے۔ ایسا ہی عمل، مقدمات کانکا بنام سوریا دیوی سورا بنام کانکا (۱۸۸۹) ۴۰۔ چانسری ڈویژن ۴۲۲ میں، جسٹس کاٹن۔ لنڈلے اور رومیلی نے کیا تھا۔

دفعہ ۳۵۹ سنہ ۱۸۵۹ کے ایکٹ، آئین ۲۲ و ۲۳ وکٹوریا فصل ۹۳ کی رو سے، انگلستان کے ممالک محروسہ کی ہر عدالت، مجاز ہے، کہ مقدمہ کو، اپنے سے بالاتر

عدالت میں، جو ممالک محروسہ مذکور میں کہیں واقع ہو، بھیجکر، یہ رائے طلب کرے، کہ واقعات مندرجۂ مقدمہ کے متعلق، وہاں کا کیا قانون ہے۔ فریقین مجاز ہیں؛ کہ جس عدالت سے رائے طلب کی گئی، اس سے استدعا کریں: کہ ان کو، بحث کا موقعہ دیا جائے۔ اور جب یہ رائے آجائے، تو عدالت طلب کنندہ رائے پر لازم ہے، کہ وہ، اس کے مطابق عمل کرے؛ البتہ اس کو یہ اختیار ہے، کہ اس رائے کو، اگر وہ، قبل تحقیقات حاصل کی گئی ہے، ۔۔۔ بطور دوسرے واقعات مقدمہ کے بطور معمولی شہادت کے؛ یا جب صوابدید خود، قانون ملک غیر کی نسبت، بطور شہادت قطعی کے؛ ۔۔۔ جوری کے سامنے پیش کرے۔ لیکن بحالت مرافعہ، ہاوس آف لارڈز، یا پریوی کونسل کسی ایسی عدالت کی محصلہ رائے کی پابند نہوگی؛ جسکی تجاویز پر، ان دونوں کو، علی الترتیب نظر ثانی کا حق حاصل ہے۔

دفعہ ۳۶۰ ۱۸۶۱ء کے ایکٹ آئین ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا فصل ۱۱ کی رو سے، ممالک محروسہ انگلستان کی ہر اعلیٰ عدالت، اس کی مجاز ہے، کہ وہ، کسی مقدمہ کو، ایسے ملک غیر کی اعلیٰ عدالت کے پاس، ۔۔۔ جس سے اس مقصد کے لئے، بادشاہ انگلستان سے معاہدہ ہو چکا ہو، بطریق مندرجہ معاہدہ، ۔۔۔ بھیجکر، اس قانون کی نسبت رائے طلب کرے، جو واقعات مندرجۂ مقدمہ سے متعلق ہوتا ہے۔ لیکن عدالت طلب کنندہ رائے، اس کی پابند نہوگی؛ اور مجاز ہوگی، کہ اس کو بلا ترمیم، یا بعد ترمیم کے، مزید رائے کے لئے واپس کرے؛ یا سلطنت مذکور کی، دوسری اسی قسم کی عدالت سے، وقتاً فوقتاً مشورہ کرے۔ اسیطرح انگریزی عدالتوں کو حکم ہے، کہ وہ، ایسے مقدمات کا: باہر سے وصول ہوں، جواب دیا کریں۔

متفرقات

12 اس موقعہ پر، مختصراً بعض ضوابط کے مضامین کا ذکر کر دینا، مناسب ہوگا؛ جن کی تفصیل، قانون اور ضابطہ کی کتابوں میں ملے گی:-

دفعہ ۳۶۱ مفصلہ ذیل امور کے طریقہ ثبوت کے لئے، دیکھو آئین

۱۴ و ۱۵ وکٹوریہ، فصل ۹۹، دفعہ ۔

۱۔ اعلانات، معاہدات، سرکاری، یا ملک غیر کے ــــ یا انگریزی نوآبادی کے، ــــ قوانین کو

۲۔ تحاویز، ڈگریاں، احکام یا دوسری عدالتی کارروائی، ــــ کسی ملک غیر کی، ــــ یا، انگریزی نوآبادی کی کو

۳۔ بیانات حلفی، عرائض دعاوی، اور دوسری قانونی دستاویزات، جو ایسی عدالتوں میں داخل کی جائیں، یا رکھوائی جائیں۔ دیکھو آئین ۱۴ و ۱۵، وکٹوریا فصل ۹۹، دفعہ ۔

دفعہ ۳۶۲ انگریزی عدالتوں کے ان اختیارات کے متعلق، جو ان کو ایسے مقدمات میں شہادت لینے کے متعلق حاصل ہیں، جو انگریزی سلطنت کے دوسرے حصوں کی عدالتوں میں، دائر ہیں۔ دیکھو آئین ۲۲، وکٹوریا، فصل ۱۰۱ ــــ ومقدمہ کیپل بنام اٹرنی جنرل (۱۸۶۷) ایل آر۔ ۲۔ چانسری مرافعہ۔ ۱۷۵۔ نج، ٹرنر و کیرنس اور منشا، آئین ۶ و ۷ وکٹوریا، فصل ۸۲، دفعہ ۵ کے لئے، دیکھو مقدمہ برچارڈ بنام سیکنر لین، خصوصاً، تجویز جسٹس ٹنڈل (۱۸۹۱) ۲۔ کیو۔ بی۔ ۲۴۱۔

دفعہ ۳۶۳ اس امر کے متعلق! کہ جب ملک غیر کی عدالت سے کوئی انگریزی عدالت، گواہوں کو طلب کر سکے، انکی شہادت قلمبند کرنے کی درخواست کرے، تو اس کو کیا کارروائی کرنی چاہیئے؟ دیکھو مقدمہ ہیجنس بنام ہیجنس (۱۸۶۶) ایل۔ آر۔ ۱۔ پی و ایم ۱۵۳۔ نج، لشنگٹن۔

اگر کارروائی مقدمہ کی انگلستان میں چل رہی ہے، تو گواہوں کے جو بیانات، ملک غیر میں ہونگے، ان میں، سوال اور جواب کے داخل، یا ناقابل داخل شہادت ہونے کا تصفیہ، انگلستان کے قانون سے کیا جائے گا۔ مقدمہ وسیلا بنام فلس (۱۸۷۹) ۴۰۔ ایل۔ ٹی۔ ۴۲۳۔

دفعہ ۳۶۳ (الف) ملک غیر میں، قلمبندی شہادت کے لئے، جو وجوہ، انگریزی عدالتوں میں قابل لحاظ متصور ہوتے ہیں، ان کے لئے، دیکھو مقدمہ برڈن بنام گرین وڈ (۱۸۸۰) ۲۰۔ چانسری ڈویژن۔ ۶۴۔ نوٹ۔ نج، بیگلیے وکالن

و مقدمہ بوائز کرافٹن بنام کرافٹن (۱۸۹۲) ۲- چانسری ڈویژن - ۶۰۷ - نج، فرائے؛ — ولاسن بنام ویکوم پریک کمپنی (۱۸۹۴) ۲- چانسری ڈویژن - ۲۷ - نج، بیگلے - کاٹن - لنڈلے؛ جنہوں نے جسٹس بیکن کی تجویز کو بحال رکھا؛ — وکوچ بنام الکاک کمپنی (۱۸۸۸) ۲۱- کیو - بی - ڈی - ۱۷۸ - نج، ایشر - لنڈلے - ولوپش؛ جنہوں نے جسٹس فیلڈ اور والز کی تجویز کو بحال رکھا؛ — ویسٹ بنام لارڈ سیکوبل [۱۹۰۳] ۲- چانسری - ۲۷۸ — اس میں شہادت کو دوامی کر دینے کی خواہش کی گئی تھی، — نج، وگھان لیمیس - رومر - واٹر لاک؛ جنہوں نے جسٹس کیکوچ کی تجویز کو منسوخ کر دیا؛ — اور نیز دیکھو جونس ڈائیورس بل (۱۸۹۹) اے - سی - ۳۴۸ — کمیشن کی درخواست، جو مدعی علیہ کی طرف سے پیش ہوگی، وہ، بہ نسبت مدعی کی درخواست کے، زیادہ تر آسانی سے منظور ہو سکیگی؛ جسے انتخاب عدالت کا حق حاصل تھا۔

مقدمہ راس بنام وڈفورڈ [۱۸۹۴] ۱- چانسری - ۲۸ - نج ہچٹی؛ —
وینو بنام برنس [۱۸۹۴] ۳- ڈبلیو - آر - ۱۸۲ - نج، لنڈلے - ۱۷ -
ایل - انسٹمہ؛ جنہوں نے جسٹس ٹوئے کی تجویز کو منسوخ کر دیا؛

دفعہ ۳۶۴ جہاں مقامی قانون کی رو سے، انگلستان کے مفرا کو، حلف دینے کا اختیار نہ دیا گیا ہو، وہاں بیانات حلفی کی تصدیق، مقامی 113
عہدہ داروں کے روبرو ہو سکتی ہے۔

مقدمہ فاکس (۱۸۸۴) ۹ - پی - ڈی - ۱۲۱ - نج ہیتھ؛

دفعہ ۳۶۵ اس کارروائی کی تائید کے لئے، جو ملک غیر میں چلائی گئی ہو، کوئی مقدمہ محض انکشاف واقعات کے لئے، دائر نہیں کیا جا سکتا۔

ڈرفیس بنام پروین گانو کمپنی (۱۸۸۹) ۴۱- چانسری ڈویژن -
۱۵۱ - نج، کے؛

دفعہ ۳۶۵ (الف) ضمانت خرچہ۔ عام قاعدہ، یہ ہے: کہ جو مدعی، ملک غیر میں رہتا ہو، اس کو، خرچہ مقدمہ کے متعلق، ضمانت داخل کرنی چاہیے مقدمہ پرے بنام ایڈی (۱۸۸۶) ۱- ٹی - آر - ۲۶۷ - نج، ایکر؛ — وجیل، بمقدمہ

پرسی وکیلی نگل کو بالٹ وکرومر آئرن مائننگ کمپنی ۲۔ چانسری ڈویژن۔ ۵۳۱۔
"لیکن جب مدعی کا دعویٰ تجویز عدالت، یا حکم، یا ہنڈی، یا دوسرے قابل بیع و شرا دستاویز پر مبنی ہو، تو عدالت کو اختیار تمیزی حاصل رہتا ہے۔ (حکم ۳۵۔ قاعدہ بی۔ آر۔ ایس۔ سی۔ مجریہ ۱۹۲۰ء) ۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مقدمہ ملک غیر کی ایسی تجویز پر مبنی ہے، جس میں مدعی علیہ موجود تھا۔ مقدمہ کروزٹ بنام بروگڈن (۱۸۹۴) ۲۔ کیو۔ بی۔ ۳۰۔ نج، لوپس وڈیوی، بمقابلہ کالنز کے ــــ یا، یہ کہ مدعی کا دعویٰ، ایسے مہتم جائداد کے مقابلہ میں ہے، جو عدالت کی حدود ارضی کے اندر واقع ہے۔ مقدمہ ویلان بنام اردن (۱۹۰۹) ۱۔ آئی۔ آر۔ ۲۹۴۔ نج، میریڈتھ۔ ضمانت کا دینا، ایسی حالت میں ضرور نہیں ہے، کہ شریک مدعی، انگلستان میں رہتا ہو (ڈی ہرسکر بنام گرے (۱۸۸۲) ۱۰ کیو۔ بی۔ ڈویژن۔ ۱۳)۔ مگر اسوقت ایسا ہو سکے گا، جبکہ زمرہ مدعیان میں، انگلستان کا کوئی وکیل، اسغرض سے شامل کر لیا گیا ہو، کہ ضمانت نہ دینی پڑے۔ مقدمہ جونس بنام گرنے (۱۹۱۳) ڈبلیو۔ این۔ ۷۲۔ نج، سوانفن ایڈی۔ جس صورت میں، وعویدار، عالم دریافت کی ضمن میں حاضر ہو، اس کے لئے، دیکھو، مقدمہ پرٹیور یا پٹرس برگ ریلوی کمپنی (۱۹۰۴) ۲۔ چانسری۔ ۳۵۹۔ جب ملک غیر کا وائن، این کار روائی دیوالیہ کے پیشکردہ ثبوت کی منظوری یا نامنظوری سے، مرافعہ کرے، اسکے لئے، دیکھو، اسمنز میں، مقدمہ پیگٹ بحیثیت فہ (۱۸۹۴) ۱ کیو۔ بی۔ ۱۵۰۔ نج، ایشر۔ لوپس۔ کے ــــ، و مقدمہ پلنگ ــــ، و مقدمہ بحیثیت فہ پیپین (۱۹۰۶) ڈبلیو۔ این۔ ۹۹۔ نج، بگھام۔ مدعی علیہ کے عکسی دعوی کے خرچہ کی ضمانت کے متعلق، دیکھو، مقدمہ نک بنام ٹیلر (۱۸۹۳) کیو۔ بی۔ ۵۶۰؛ ــــ و جیمس وشال (۱۹۰۵) بی۔ ۴۰؛ ــــ و مقدمہ فنبکس کمپنی میڈرڈ و بنام جنرل کمیڈنٹل فائر کارپوریشن لمیٹیڈ (۱۹۱۱) ۲۔ کے۔ بی ۶۱۹؛ ــــ نج، دیگھان و کیمس سولیٹن۔ فاروں، جنہوں نے، جسٹس لارنس کی تجویز کو منسوخ کر دیا۔ اس کے لئے، کہ کس قدر ضمانت کافی ہوگی؟ ــــ دیکھو، مقدمہ الڈرج بنام برٹش گریفن آئرن... کمپنی (۱۹۰۴) ۲۔ کے۔ بی۔ ۸۵۰۔ ضمانت غیر ضروری ہے ــــ دیکھو، مقدمہ اپولیرس کمپنی کانشان تجارت (۱۸۹۱) ۱۔ چانسری ۱۔

414

فصل نوزدہم

خاتمہ

کتاب ہذا کے مضمون کے متعلق، جو کچھ انگلستان کی نظائر سے ملسکتا تھا، اس کو، ہم نے لکھدیا ہے۔ اب جو کچھ باقی رہ گیا ہے، وہ فوجداری اختیارات اور تحویل ملزمین کے متعلق ہے، جسکو ہم، دیباچہ میں خانگی قانون بین الاقوام کا ایک جز بتا چکے ہیں: لیکن اس کو، انگریزی مقاصد کے لحاظ سے، اس مضمون کے دیوانی حصہ میں شامل کردینے سے، کوئی آسانی نہیں پیدا ہوسکتی۔ علاوہ اس کے، تحویل ملزمین کے بارہ میں، سر ایڈورڈ کلارک، تفصیل تمام لکھ چکے ہیں؛ تاہم ملک غیر کے فوجداری قوانین کا جو اثر، جائداد اور ذاتی حیثیت پر پڑتا ہے: اسکے نظائر، ہم، ذیل میں درج کئے دیتے ہیں۔

دفعہ ۳۶۶ مقدمہ فولیاٹ بنام اگڈن (۱۷۸۹) ۱- ایچ۔ بی۔ ایل ۱۳۵، میں، عدالت کا فیصلہ صادر کرتے ہوئے، لارڈ لوبرو نے کہا: کہ ملک غیر کے فوجداری قوانین سے، کوئی ایسی ذاتی ناقابلیت نہیں عارض ہوتی، کہ وہ، اس مقدمہ میں مانع دعوی ہو! ان کا اثر، انہیں اشیاء تک محدود رہتا ہے، جو اُن کے اختیار سے قرق ہوسکتی ہیں؛ اور جو شخص، ان قوانین سے بچنے کے لئے مفرور ہو، وہ، انگلستان میں، اپنے تمام دوسرے حقوق کے متعلق، دعوے کرنے کا مجاز متصور ہوسکتا ہے۔ اس اصول کا جسٹس لارڈ نے اگڈن بنام فولیاٹ کے مرافعہ (۱۷۹۰) ۳- ٹی۔ آر۔ ۳۲۳ ـــ اور جسٹس ایلن برو نے ـــ مقدمہ ولف بنام اوکسھام (۱۸۱۷) ۶- ایم و ایس- ۹۹ ـــ میں، عدالت کا فیصلہ صادر کرتے وقت اعادہ کیا۔ پس اس کو، انگلستان کا مسلمہ اصول تصور کرنا چاہیے؛ اور دفعہ ۱۶ میں

اسی طرف، اسی حیثیت سے، اشارہ کیا جا چکا ہے۔ لیکن جسٹس گروس، مقدمہ اگڈن بنام فولیاٹ ۳۔ ٹی۔ آر۔ ۳۲۵۔ میں، اصول مذکور کو، زیادہ تر معقول حدود میں لے آئے، یہ کہہ کر، کہ "ایک ملک کے قوانین فوجداری، دوسرے ملک کے قوانین اور وہاں کے باشندوں کے حقوق پر، موثر نہیں ہو سکتے"۔ نیز ملاحظہ ہو، مقدمہ رے بنام لاکوریئر (۱۹۱۰) ۱ اے۔ بی۔ ۲۶۲؛ جس میں یہ طے ہوا — کہ فرانس کا وہ قانون جبکی رو سے، مذہبی جماعتوں کی جائدادیں ضبط کیجاتی ہیں، ان جائدادوں پر موثر نہیں ہو سکتا؛ جو فرانس سے باہر واقع ہوں۔ (ذریعہ لارڈ میگناٹن صفحہ ۲۶۵)۔ مقدمہ فرائیڈرکب (۱۹۱۱) ۱۔ چانسری ۱۸۵۔ جج نیگر؛ جس میں وہ قانون، — جو جرمنی نے، زمانہ جنگ میں جاری کیا تھا، اور جسمیں، اس قرضہ کے سود کی ذمہ داری، جو انگلستان کی رعایا کو، جرمنی رعایا سے، ملتا تھا، ساقط کر دیگئی تھی؛ — انگریزی عدالتوں میں ناجائز قرار پایا۔ یہ قانون، ہیگ کے قوانین جنگ بری کی دفعہ ۲۳ (ایچ) کی، اس تعبیر کے بھی خلاف تھا، جو خود جرمنی میں کی گئی تھی؛ اور تمام قوموں کے عملدرآمد سے جدا تھا؛ اور اس لئے، اس کا کوئی اثر، انگلستان میں تسلیم نہیں کیا گیا۔ بظاہر اس کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی، کہ ملک غیر کے قانون فوجداری کا اثر، خود اس ملک کی رعایا کی نسبت، کیوں نہ تسلیم کیا جائے؛ بشرطیکہ وہ، ہمارے قومی انصاف کے تصورات کے بچا لے سکے، نفرت انگیز نہ ہو؛ مثلاً — مذہبی عقائد کے متعلق سزا دہی، یا ایسے امر کی تعمیل، جس سے، لازمی طور سے، ملک غیر کے ملکی معاملات میں، کسی ایک فریق کی طرفداری مستنبط ہوتی ہو۔ اس اصول کو تسلیم کر لینے کے بعد بھی یہ امر، خلاف مصلحت عامہ کے متصور ہوگا، کہ ایسا شخص، جو اپنے ملک کے قانون فوجداری سے بھاگ کر، حکومت انگلستان کے حدود میں، پناہ گزیں ہو! اور کسی وجہ سے، اس کی تحویل نہ حکمی ہو، بطریق جائز، عقد نکاح کے انعقاد کے ناقابل قرار دیا جائے۔ 415

جو کچھ اب تک لکھا جا چکا ہے، اسپر اگر ایک عام نظر ڈالی جائے، تو یہ ظاہر ہوگا، کہ انگلستان کے علم خانگی قانون بین الاقوام کا تصور یہ ہے، کہ ان حقوق کے حصول کے لئے، جن پر، موجودہ تمدن کا انحصار ہے، تمام مہذب دنیا

ایک ہے؛ اور حقوق مذکور، خواہ کہیں اور کسی نظام قانون کے ذریعہ سے، حاصل کئے گئے ہوں، جب وہ ہماری عدالتوں کے سامنے آئیں، وہ، بحال اور برقرار رکھے جائیں۔ اور یہی تصور، فی الحقیقت، ہر مہذب ملک کے نظام قانون کا ہے؛ اگرچہ انکی تعمیل کی صورتیں مختلف ہیں۔ اور اس لحاظ سے (بحوالہ مضمون مندرجہ ذیل حاشیہ صفحہ ۲۱)، یہ کہنا نادرست نہوگا کہ اگر انگلستان میں کسی زمانہ میں، تعمیل قانون ملک غیر بربنائے ارتباط (Comity) کا تصور، انصاف رسانی کے تصور سے جدا تھا، تو وہ حالت، اب باقی نہیں رہی؛ اور وہ دونوں مل ملا کر، ایک ہوگئے ہیں۔ اور اختلاف قوانین کے قدیم تصور کا قائمقام، اس امر کا تعین ہوگیا ہے، کہ معاملہ زیر بحث سے، کس ملک کا قانون متعلق کیا جانا چاہئے؛ اور یہ اختلاف، قابل اطمینان طریقہ سے اس طرح رفع ہوسکتا ہے، کہ ہر ایک کا دائرہ اثر، متعین اور مقرر کر دیا جائے۔ اس حیثیت سے، اس مضمون کا رجحان، قدیم شکل کیطرف معلوم ہوتا ہے؛ مگر دوسری حیثیت سے، جو شکل قدیم شکل سے جدا قائم ہوئی ہے، اس کو اکم از کم برقرار رکھنے کی کوشش کیجاتی ہے۔ اس وقت، یہ خیال کرنا، کہ اس مضمون کے متعلق، ایسے قانونی مقولوں سے، جو دنیا بھر میں مسلم ہوں، کام چل جائے گا! ایسا ہی، بلکہ شاید اس سے زیادہ، مہمل ہے؛ جیسا کہ قدیم زمانہ میں تھا؛ جب تک کہ ہم ایسے غیر متعین اور مجمل مقولوں سے کام لینے پر، اکتفا نہ کریں، جو عملی مقاصد کے لئے بیکار محض ہیں۔

ابھی بھی، قدیم زمانہ کیطرح، کوئی امید نہیں ہوسکتی، کہ اصولی کتابوں کی تصنیف سے، کوئی حقیقی بین الاقوامی اتفاق، فراہم ہوسکے گا[1]۔ جن ذرائع سے، اس نتیجہ کے برآمد ہونے کی امید کیجاسکتی ہے، وہ تاریخی یا اصولی ہوسکتے ہیں۔ تاریخی ذریعہ، جو اختیار کیا جاسکتا ہے، وہ، قانون رومانکا ہوسکتا ہے؛ نہ اس طور سے، کہ وہ تجویز اختیار کرلیا جائے

416

---

[1] دیکھو اٹانیڈ کے پروفیسر جینا کا انٹرنیشنل پرائیوٹ لا (پاریس ۱۹۱۵)؛ اور ان کا حال کا مضمون (۱۹۱۹)؛ جس میں انھوں نے، خانگی قانون بین الاقوام کے، ایسے اصول قائم کرنے کی کوشش کی ہے، جسکو تمام قومیں، قابل قبول تصور کرسکیں۔

کیونکہ وہ، ایک ایسی سلطنت سے متعلق تھا جسمیں عملی طور سے، ایک قانون کا رواج قائم ہوگیا تھا۔ بلکہ اسکی صورت یہہ ہونی چاہئے، کہ حدود اختیارات کے قواعد سے شروع کیا جائے، اور جب ہر مقدمہ کا مقام تحقیقات، دریافت ہو جائے، تو وہاں کے قانون کا، مقدمہ مذکور سے متعلق کرنا، تسلیم کر لیا جائے۔ اس زمانہ میں، اکثر ممالک کے واضعان قانون کا رجحان، اسطرف ہے، کہ حدود اختیارات میں وسعت پیدا کیجائے۔ اس سے، ذرائع دادرسی میں، یقیناً آسانی ہو جانے کی امید کیجا سکتی ہے، مگر جو اندیشہ ہوسکتا ہے، وہ یہہ ہے، کہ کہیں حدود اختیارات قانون کی سکہ نہ بیٹھ جائے، نہ سمجھی جانے لگیں۔ حالانکہ وہ اصولی ذریعہ، جو اجکل خاص طور سے، قابل عمل تصور ہوتا ہے، صرف یہی ہے، کہ ہر معاملہ کے صحیح قانون کا تعین، شاہی تصور کے ساتھ کیا جانا چاہئے۔ یہ، بہت زیادہ، قانون قومی کی، اس تجزی (Analysis) سے مشابہ ہے، جو آسٹن نے کی ہے، لیکن جسقدر، ان معاملات پر، جو عدالت کو فیصلہ کرنے پڑتے ہیں، غور کیا جاتا ہے، اسیقدر، یہ امر مشتبہ ہوتا جاتا ہے، کہ آیا وہ تصورات ــــ خواہ وہ، اظہار حالات کے لئے، کیسے ہی موثر اور مکمل کیوں نہ ہوں ــــ ایسے امور کے فیصلہ میں، مدد دے سکتے ہیں، جو ابتک اصول قانون کے دائرہ واقعات میں، داخل نہیں ہوئے ہیں؟۔

ایک ایسے شخص کے لئے، جو انگلستان میں وکالت کرتا ہے، اصولی تحریرات کے ذریعہ سے، بین الاقوامی متفقہ اصول کا، محنت کر کے دریافت کر لینا، کچھ کارآمد نہیں ہوسکتا، اسوجہہ سے، کہ ہمارے نظام قانونی میں، نظائر، قابل اتباع ہیں، اور نظائر، اس مضمون کے بڑے حصے پر، حاوی ہوگئے ہیں۔ تاہم اس سے انکار نہیں ہوسکتا، کہ اصول کا متفق ہونا، تجارت اور دوسرے بین الاقوامی تعلقات کی راہ میں، سخت مزاحم ہے۔ اس کے رفع کے لئے انگلستان سے، جس دوری تدبیر کی توقع کیجا سکتی تھی، وہ، یہی ہوسکتی تھی، کہ بین الاقوامی معاہدات کئے جائیں، اور حسب ضرورت، انکی توثیق، ملکی قوانین کے نفاذ سے ہو۔ اس بناء پر، یہ امر قابل افسوس ہے، کہ یورپ کے دوسرے ممالک نے، اس ضرورت کو محسوس کر کے، اس طریقہ کو اختیار کر لیا، مگر انگلستان، اتنا ان کا کچھ نہیں

اور معاہدات سے الگ رہا ہے؛ جنکے نتائج، ہم صفحہ ۲۳ پر درج کر چکے ہیں۔ اگر ہم ان میں شریک ہوتے، تو اس میں شک نہیں، کہ ہم کو، ان قواعد میں سے جن کو، ہمارے متقنین عرصے سے لئے چلے آئے ہیں، کچھ قواعد، برنائے رعایت باہمی، ترک کر دینے پڑتے؛ لیکن ہمارے نظام قانون کی نصفت، اس نوعیت کی ہے: کہ میرے خیال میں، ہم کو، اپنے قواعد، دوسری اقوام سے زیادہ ترسقدار میں، ترک کرنے کی ضرورت، نہ واقع ہوتی۔

تمت

اشاریہ

(الف)

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
اتحاد		
دو سلطنتوں کا قومیت پر اثر	۳۰۰	۳۶۴ — ۳۶۵
اٹلی کا قانون		
مجموعہ ۱۸۶۶ء		۲۷ — ۳۱
متعلقہ جائداد غیر منقولہ		۳۰۷
شکلِ نکاح		۵۴
ذاتی قانون کا معیار قومیت ہے		۲۷
ثبوتِ معاہدات		۲۸۰
باعث انتظام و اخلاقِ عام		۵۱
توریث		۱۰۷
اجماع		
وصیت نامہ کا ملک غیر کے وصیت نامہ کیساتھ	۷۸	۱۱۵ — ۱۱۶
اختیار		
ملک غیر کے ولی کا	۷۹۶	۹۵
ولی جائداد	۹	۴۶ و ۴۷
ناخدا جہاز کا		۳۰۱ و ۳۹۶

	دفعہ	صفحات کتاب الگزیری سندیہ حاشیہ
اختیار		
〃 والدین کا اولاد پر	۴	۴۴
ادائی		
〃 دیون کی ملک غیر کے سکہ میں		۲۱۵ — ۲۹۹
〃 رقم ترکہ		۱۵۱
〃 عدالت میں	۳۱۵	۳۸۱
〃 بیرون عدالت ملک غیر کے مہتمم کو	۱۰ و ۱۲	۴۷ — ۴۸
ارادہ		
〃 عبارات کی تعبیر میں ہادی ہے		۲۸۳ — ۲۸۵
〃 انتقال میں	۳۹	۷۸ — ۷۹
〃 وصیت ناموں میں		۱۴۹ — ۱۵۲
اراضی انگلستان		
〃 انتقال کی صورتیں	۱۶۹	۲۱۳
〃 وصیت نامہ کی شکل		۲۱۳ — ۲۱۴
ارتباط یا اخلاق		۱۵ و ۲۰
ازالۂ حیثیت عرفی		
〃 آئرلینڈ یا اسکاٹلینڈ میں		۲۵۰
〃 ملک غیر میں ۔ محفوظ		۲۶۹
اسٹریا کا قانون بابت ۱۸۱۱ء		۲۶
اسقاط ذمہ داری		۳۱۳ — ۳۱۸
〃 ذریعہ کارروائی دیوالیہ		۳۱۶ — ۳۱۷
اسکاٹ لینڈ		
〃 منظوری مہتمم	۷۰	۱۱۲ — ۱۱۳
〃 قانون بابت دیوالیہ		۱۷۰ — ۱۷۱
〃 مقدمہ وہاں کی عدالتوں میں بھیجا جا سکتا ہے	۳۵۹	۴۱۱

	دفعہ	صفحات کتاب کی نگریزی متذکرہ حاشیہ
اسکاٹ لینڈ		
〃 نکاح حسب قانون		۶۷
〃 طریقہ تصفیہ مرافعہ جات		۴۰
〃 کارروائی دیوالیہ میں وہاں کی ڈگری کا نتیجہ		۳۱۷
〃 ملک غیر نہیں ہے		۲۵۲
اسٹوری		
〃 کی رائے تحویل ترکہ کے بابت		۲۰۴
〃 جائداد منقولہ کی بابت		۱۸۴ و ۱۸۶
〃 جائداد منقولہ کی بابت		۳۱۴ - ۳۱۵
〃 ہنڈی کے متعلق		۳۰۳
〃 پروبیٹ سے جو جائداد منتقل ہوتی ہے		۱۲۵ و ۱۳۶
اصطلاحی الفاظ		
〃 معاہدات میں		۸۰
〃 وصیت ناموں میں		۱۵۱
اطلاع نامجات		
〃 حکم بغرض تعمیل بیرون ملک		۲۵۱
〃 ابتدائی 〃		۲۵۲ و ۲۴۷
〃 تحویل ترکہ	۱۵۲	۲۰۱ و ۲۰۲
〃 اس کا اختیار مالی رقم پر		۲۰۲
اطلاع نامجات عدالت کا بیجا استعمال		
ایسی حالت میں عدالت اپنے اختیارات کا استعمال نہ کریگی	۱۸۰	۲۳۶ - ۲۳۸
افعال بیجا قابل ہرجہ		
〃 ملک غیر کے بادشاہ کے اختیارات اسبارے میں		۲۷۰
〃 ہرجہ کا ناقابل وصول ہونا قانون مقام وقوع کے لحاظ سے	۲۰۰	۲۶۹
〃 اتفاقی اسرات کا ایکٹ	۲۰۰ (الف)	۲۷۲

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
افعال بیجا قابل ہرجہ		
〃 ملک غیر کا مدعی علیہ	۲۰۱	۲۷۲ - ۲۷۳
〃 سودجبکہ جائداد کا استعمال بیجا طور سے کیا گیا ہو	۲۰۶	۲۷۹
〃 مقام ارتکاب میں ناجائز ہونا ضرور ہے	۱۹۶	۲۶۹
〃 اس کے بارہ میں انگلستان کا قانون	۱۹۷ - ۱۹۸	۲۷۰
〃 تعمیل بیرون حدود ارضی	۱۸۶	۲۴۴
〃 غلاموں کی خرید و فروخت		۲۷۹
〃 کس حالت میں مقام ارتکاب میں کارروائی کرنا ضرور ہے	۱۹۹	۲۷۱
〃 جس صورت میں ہرجہ نہیں دلایا جاتا	۲۰۰	۲۷۱ - ۲۷۲
افتراق		
〃 زوجہ کے توطن کا اثر	۲۵۳	۳۳۳ - ۳۳۴
〃 اس کے متعلق ہیگ کا معاہدہ		۹۸ - ۹۹
〃 اس کے قانون کی تاریخ		۸۳
〃 اختیار منظوری	۴۷	۹۰ - ۹۱
امیر البحری (دیکھو! عنوان جہاز)		
امریکہ کا قانون		
〃 جائداد منقول کے متعلق		۱۸۹ - ۱۹۰
امر فیصلہ شدہ		
〃 تجاوز ملک غیر	۳۲۷	۳۹۸ - ۳۹۹
〃 ابتدائی قانون فرانس میں		۲۴
امین		
〃 زوج اپنی زوجہ کی جائداد کا امین ہے جو اسے ملک غیر کی دستاویز سے ملی ہو		۸۱
انگریزی قومیت		

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
انگریزی قومیت		
〃 اس کا حصول	۲۸۴	۳۵۸ - ۳۵۹
〃 ممالک محروسہ یا نوآبادیوں میں		۳۶۰
〃 ممالک محروسہ میں شرائط		۳۵۶
〃 سفرا کی اولاد	۲۸۱	۳۵۵
〃 اعلانِ علیحدگی	۲۸۹ و ۲۹۰	۳۶۱ - ۳۶۲
〃 زمانہ جنگ میں	۲۸۹ (الف)	۳۶۱
〃 قیام	۲۸۵	۳۵۹
〃 جدائی	۲۹۱ - ۲۹۳	۳۶۲
〃 زمانۂ جنگ	۲۹۱ (الف)	۳۶۲
〃 بحالت دست برداری از ملک	۲۹۸ - ۲۹۹	۳۶۴
〃 ذاتی اتحاد درمیان سلطنتوں کے اور انکی علیحدگی	۳۰۰	۳۶۵ - ۳۶۲
〃 حکم برداری ممالک محروسہ میں		۳۵۶
〃 منکوحہ عورت	۲۹۴	۳۶۳ - ۳۶۲
〃 بالغ اولاد	۲۹۵ - ۲۹۷	۳۶۴ - ۳۶۳
〃 اصلی رعایا قانونِ عمومی کے لحاظ سے	۲۸۰ - ۳۰۱	۳۵۵
〃 قوانین مجریہ کے لحاظ سے	۲۸۲ - ۲۸۳	۳۵۵ - ۳۵۸
〃 انگریزی قوم میں دوبارہ داخلہ	۲۸۷	۳۶۰
〃 بیوہ	۲۹۴ (الف)	۳۶۲
انگلستان کے ممالکِ محفوظہ		
〃 ملک غیر کے نکاحوں کا ایکٹ نافذ ہے	۳۰	۶۶
〃 قومیت ان بچوں کی جو وہاں پیدا ہوں		۳۵۶
انتقالِ جائدادِ منقولہ		
〃 اس کی صورت	۱۶۹	۳۱۳ - ۳۱۵
انجمن ہائے متحدہ		

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
انجمن ہائے متحدہ		
〃 حسب قانون روما		۳۶۷
〃 انگریزی۔ اور انکی آمدنی پر محصول	۳۰۴	۳۷۳ - ۳۷۳
〃 ملک غیر کی ... اور انکی کارروائی	۳۰۵	۳۷۳
〃 ہبہ کا اثر جو ان پر خیراتی کاموں کے لیے کیا جائے	۳۰۱	۳۷۰ - ۳۷۱
〃 ان کا توطن		۳۶۸
〃 ان کا ایک تصور کیا جانا		۳۷۳
〃 محصول آمدنی	۳۰۳	۳۷۲
〃 انگریزی عدالتوں کی اندرونی معاملات میں عدم مداخلت	۳۰۲	۳۷۱
〃 ارکان کی ذمہ داری	۳۰۸	۳۷۶
〃 ان پر تعمیل	۳۰۹-۳۱۰	۳۷۶ - ۳۷۸
〃 تمدنی حیثیت		۳۶۸ - ۳۷۰
〃 ان کے ذاتی حقوق کی حفاظت	۳۰۷	۳۷۶
〃 آیا وہ انگلستان میں کاروبار کر سکتی ہیں	۳۰۶	۳۷۳ - ۳۷۶
انتخاب		
〃 زیر وصیت نامہ	۱۲۵-۱۲۵ (ب)	۱۵۳ - ۱۵۴
〃 دو وصیت ناموں کا ایک ساتھ ملا کر پڑھا جانا	۱۲۵	۱۵۳
انفکاک		
〃 رہن اراضی ملک غیر	۱۷۴	۲۱۹ - ۲۲۰
〃 تعمیل اطلاع نامہ بحالت انفکاک		۲۴۵
انعقاد		
〃 انجمن دیکھو ادارات		
انفساخ نکاح		

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
انفساخ نکاح		
〃 اختیار کی بنیاد توطن پر ہے	۴۹	۹۲-۹۳
〃 مقام معاہدۂ نکاح		۹۳
〃 ملک غیر کی تجویز	۴۹ الف و ۳۴۰	۹۳ و ۴۰۳
انتقال		
〃 جائداد غیر منقولہ	۱۶۹	۲۱۳-۳۱۶
〃 زر منقولہ	۱۵۰	۱۹۷-۲۰۱
〃 ذمہ داری	۲۳۶-۲۳۷	۳۱۲
اہتمام جائداد ذاتی بحالت موت		۱۰۵-۱۵۵
〃 بیرونی دشمنوں کا بذریعہ امناء سرکاری		۱۱۶
〃 ملک غیر کے مہتموں کی خیانت	۱۰۰	۱۲۸
〃 نوآبادیات کی منظوری	۷۰ (الف)	۱۱۳
〃 بیرونی مہتموں کی اجرت	۱۰۹	۱۳۴
〃 وکیل کو منظوری	۷۹	۱۱۶
〃 دائن کو منظوری	۷۷	۱۱۵
〃 سند اہتمام ترکہ معہ نقل وصیت نامہ		۱۰۵
〃 ترکہ متوفی جس کا انتظام نہ ہوا ہو	۶۲	۱۲۵ و ۱۲۶ و ۲۰۹
〃 آخری توطن کی عدالت کا اعلان قلعی ہے	۶۰	۱۰۷—۱۰۸
〃 انگلستان اور بیرون ملک کے مختلف مہتمم	۷۲	۱۱۴
〃 تقسیم ترکہ جبکہ متوفی متوطن بیرون ملک ہو	۱۰۵	۱۳۱—۱۳۲
〃 پروبیٹ یا اہتمام کی سند کی منظوری لازم ہے	۶۳	۱۰۹
〃 کس کو دی جائے گی	۶۵-۶۷	۱۱۰—۱۱۵
〃 انگلستان میں مقدمہ چلانے کے لیے ضرور نہیں ہے	۶۴	۱۱۰
〃 انگریزی قانون کے اصول بابت	۱۱۲-۱۱۳ (الف)	۱۰۵—۱۰۷
〃 محصول سرکاری		۱۳۶—۱۴۰

اہتمام جائداد ذاتی بحالت موت	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
〃 انگلستان کے ادصیا اور متہمان تر کہ کو کیا حساب دائنوں کو دینا چاہیے	۱۰۳-۱۰۴	۱۲۹ - ۱۳۱
〃 ملک غیر سے اگر ترکہ انگلستان میں لایا جائے تو وہ مستوجب اہتمام ہے	۹۹ - ۱۰۳	۱۲۸ ۱۲۹
〃 اگر کوئی خیانت مجرمانہ نہیں ہوئی ہے تو متہمان تر کہ پر انگلستان میں دعوی نہیں ہو سکتا	۱۰۱	۱۱۵
〃 وارث کو.... کی منظوری	۷۵	۱۱۵
〃 ایسے وارث کی زمہ داری جسکو فہرست سے استفادہ کا حق ہو	۱۰۲	۱۲۹
〃 وہ حالت جس میں وارث نے جائداد غیر منقولہ لاکر تر کہ میں کردی ہو	۱۲۱	۱۴۷
〃 ادائی قرض کے بعد ترکہ کا تصفیہ کس طرح کیا جائے گا	۱۰۵ - ۱۰۶	۱۳۱ - ۱۳۲
〃 کارروائی... جو ملک غیر میں ہونی ہو کس طرح روکی جائے گی	۱۰۷ - ۱۰۸	۱۳۳ - ۱۳۴
〃 مہتمم سے سود کس حساب سے دلوایا جائیگا	۱۱۹	۱۴۶
〃 محصول متعلقہ وصیت ترکہ	۱۱۴ - ۱۱۵	۱۴۱ - ۱۴۲
〃 وصی کی منظوری	۷۵	۱۱۵
〃 پروبیٹ		۱۰۵
〃 دستاویزات قابل بیع و شرا	۹۶	۱۲۶
〃 نامنظوری بحالت ہونے صرف ایسی جائداد کے جو بیرون ملک ہو	۷۸	۱۱۵ - ۱۱۶
〃 منظوری قریب ترین رشتہ دار کو	۷۵	۱۱۵
〃 اصل اور ضمنی اہتمام		۱۳۰
〃 ادائی دیون میں تقدم	۱۱۰ - ۱۱۱	۱۳۴ - ۱۳۵
〃 پروبیٹ اور اہتمام ترکہ پر محصول	۱۱۲-۱۱۳ (الف)	۱۳۶ - ۱۳۹
〃 جائداد جو انگلستان کی منظوری سے منتقل ہو جاتی ہے	۹۵-۱۰۳	۱۲۵ - ۱۲۹
〃 انگلستان کی ذاتی جائداد سے ملک غیر کی جائداد غیر منقولہ کے دیون کی ادائی	۱۱۸	۱۴۵ - ۱۴۶

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
اہتمام جائداد ذاتی بحالت موت		
〃 آخر تو من کا قانون متعلقہ زمانہ گزشتہ	۶۲	۱۰۸
〃 انگریزی منظوری کا اثر اسکاٹ لینڈ و آئرلینڈ میں	۷۰	۱۱۲
〃 وصیت کی عدم موجودگی میں بعد ادائے دیون متروکہ کی تقسیم قانون مقام توطن کے لحاظ سے ہوگی۔	۱۲۰، ۱۲۱ و ۱۲۱	۱۰۷ و ۱۴۷
〃 وصیت کا اثر اثاثہ پر	۱۲۳	۱۴۸
〃 وہ ملک غیر کے مہتمم کے حوالہ ہو سکتا ہے	۱۰۵	۱۳۱-۱۳۲
〃 جن حالتوں کو اہتمام ترکہ کی طرف دعوی ہو سکتا ہے	۱۰۶	۱۳۲
〃 جن حالتوں میں قانون مقام توطن قوی قانون پر معاملہ کو محول کرتا ہے	۶۰	۱۰۷-۱۰۸
〃 ملک غیر کے اہتمام ترکہ کی کارروائی کا انسداد	۱۰۷-۱۰۸	۱۳۳-۱۳۴
〃 سفیر کے نام منظوری جہاں کوئی مستحق نہ ہو	۷۹	۱۱۶
〃 وصیت کا عمل بقیہ متروکہ پر حسب قانون مقام توطن ہوتا ہے	۱۲۲-۱۲۵	۱۴۷-۱۵۳
آئرلینڈ		
〃 انتظام مائنوں کے ساتھ	۲۴۲ (ب)	۳۱۸
〃 وہاں کی برائت کارروائی دیوالیہ کا اثر	۲۴۲	۳۱۷
آئرلینڈ کا قانون		۴۰
ایک سے زیادہ ازدواج کا کرنا	۱۰ و ۱۲	۴۷-۴۸
ناقابل تسلیم ہے	۳۴	۶۸-۶۹
ایکٹ انتقال جائداد بابتہ ۱۸۹۷ء		۱۰۵-۱۱۳

ب

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
بارسٹر		
ان کے حقوق۔ فیس کے متعلق نالش کا حق		۲۹۵
باردان		
توطن اور قومیت کے متعلق اس کی رائے		۳۲ — ۳۳
بارٹولس		۱۵ - ۱۷
باغی حکومت		
معاہدۂ امداد		۲۹۱
بٹاون		
شرح - برنائے تجویز	۲۲۶	۲۹۹ — ۳۰۰
بچہ (اولاد)		
کے معنی وصیت نامہ میں	۱۲۶	۱۵۵
بچت متروکہ کی		
اسکا حق آخری توطن پر منحصر ہوتا ہے	۱۲۲	۱۴۸
بروچر کی رائے عدالت مقام تعمیل کے متعلق		۲۶۸
برگنڈس		۱۸ — ۱۶۳
برندکان مال		
معاہدہ	۲۲۳	۲۹۷
برائت ذمہ داری		
کارروائی ذریعہ دیوالیہ		۳۱۷ — ۳۱۶
برائت از قانون ملک		۲۶۶ - ۲۵۶
سفرا		۲۶۶ - ۲۶۳

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
برائت از قانون ملک		
〃 بادشاہ	۱۹۳	۲۶۲ — ۲۶۳
〃 خدمت سفارت کی بنا پر برائت	۱۹۴	۲۶۳ — ۲۶۶
〃 ملک غیر کی حکومتوں اور بادشاہوں پر دعویٰ نہیں ہو سکتا	۱۹۰ - ۱۹۱	۲۵۶ — ۲۶۴
〃 پورا انصاف ہونا چاہیئے	۱۹۲	۲۵۹ — ۲۶۱
بعد کی حاصل کردہ جائداد		
〃 معاہدہ ملک غیر میں بود و باش اختیار کرنے کا	۱۷۲	۲۱۶
بل آف سیل ایکٹ انگلستان کا		
〃 اس کا عمل اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ میں		۱۹۹
بلوغ		
〃 کا تصفیہ ذاتی قانون سے ہوگا یا مخصوص قانون سے	۲	۴۰ — ۴۳
بوبینیس		
〃 قانون مقام معاہدہ کے متعلق		۲۳۳
شہادت معاہدہ		۲۸۰
بیان حلفی		
〃 ثبوت جو ملک غیر کی عدالتوں میں داخل کیا جائے	۳۶۱	۴۱۲
بے وطنی		۲۸۱
بین الاقوامی معاہدہ		
〃 شخصی قانون بین الاقوامی کے متعلق		۴۱۵ — ۴۱۶
〃 عدالت تسہیل قانون بین الاقوام زیر اہتمام لیگ آف نیشن		۳
بیمہ		
〃 پالیسی کا انتقال		۲۰۳
〃 بحری	۲۲۱	۲۹۷
〃 وصول بغیر منظوری پروپیٹی یا نمائندہ اہتمام ترکہ	۶۲	۱۰۹

			دفعہ صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
بیمہ کمپنی			
〃 ایکٹ پارلیمنٹ اس کی معنی		۳۱۰ (الف)	۳۷۸

پ

پادشاہ			
〃 پادشاہ کی عدالت کا اختیار			۲۵۸
〃 〃 ملک غیر		۹۰ — ۱۹۳	۲۵۶ — ۲۶۳
〃 〃 〃 کا مختار			۲۶۱ — ۲۶۲
〃 بحیثیت رعایا انگلستان		۱۹۱	۲۵۸ — ۲۵۹
〃 عکسی دعاوی		۱۹۲	۲۵۹ — ۲۶۱
〃 اس پر انگلستان میں دعوی نہیں ہو سکتا		۱۹۰	۲۵۶ — ۲۵۸
〃 〃 حکم پیشی کاغذات			۲۶۰
〃 〃 ضمانت بابت خرچہ و ہرجہ			۲۶۰
〃 〃 قبول اختیارات			۲۶۰
〃 〃 توسیع ملک		۱۹۰	۲۵۸
〃 〃 رقم موجودہ عدالت معلوکہ بادشاہ		۱۹۳	۲۶۲
〃 〃 اس کے جہاز روکے رکھنے کا حق			۲۵۷ — ۲۵۸
〃 〃 جانشینان سابق کی ذمہ داریوں کا قبول کرنا لازم ہے			۲۶۱
〃 〃 کارروائی متعلقہ جائداد متوفی انگلستان			۲۶۳
〃 اس کا تسلیم کیا جانا			۲۶۰ — ۲۶۱

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
بادشاہ		
〃 ہر جہ بیرون ملک نے پر حکم بادشاہ ملک غیر		۲۷۰
〃 اطلاعنامہ کی تعمیل سفیر پر نہیں ہو سکتی۔ دیکھو سفیر		
پٹینٹ (سند ایجاد)		
〃 پر محصول	۱۵۴ (ب)	۲۰۵
〃 نقض بیرون حدود ارضی		۲۵۰
〃 بذریعہ بادشاہ ملک غیر		۲۶۳
〃 تعمیل بیرون حدود		۲۵۰
〃 مقام وقوع کا	۱۵۴ (ب)	۲۰۵
پروجیٹ و سند اہتمام ترکہ		
〃 اہتمام ذریعہ سفرا حسب معاہدہ	۷۹	۱۱۶
〃 منظوری اہتمام بابت ترکۂ دشمن ملک غیر بہ امناء مقرر کردۂ سرکار		۱۱۶
〃 منظوری بہ وکلاء		۱۱۲
〃 آیا عدالت مقام توطن کی تجویز متعلقہ ضمیمہ وصیت نامہ قابل اتباع ہے	۸۴	۱۱۸
〃 نوآبادیات کو انگلستان کی منظوری کا اتباع کرنا لازم ہے		۱۱۱
〃 دائن کے نام منظوری	۷۷	۱۱۵
〃 انگلستان اور بیرون کے لئے مختلف مہتمم	۷۲	۱۱۴
〃 انگلستان کی منظوری		۱۰۵
〃 ضرور ہے جائداد منقولہ موجودہ انگلستان کے لئے	۶۳	۱۰۹
〃 〃 جو اثاثہ وصول ہوا اس کی جوابدہی مہتمم پر ہے	۱۰۴	۱۳۱

پروبیٹ و سند اہتمام ترکہ	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
〃 مہتمم حسب عملدرآمد	۶۹	۱۱۲
〃 مہتمم کے فرائض		۱۰۵
〃 انتقال جائداد کے ایکٹ کے بعد سے جائداد غیر منقولہ اس کو پہنچتی ہے		۱۰۵
〃 مہتمم کا مقررکردہ مہتمم انگلستان کا مہتمم نہیں		۱۲۹
〃 ملک غیر کی منظوری کی ضرورت نہیں	۶۴	۱۱۰
〃 ملک غیر کی منظوری قطعی ہے شکل مطلوبہ کے متعلق	۸۱	۱۱۷
〃 〃 مترجمہ وصیت نامہ کے متعلق	۸۲	۱۱۷
〃 〃 کا اتباع	۶۵	۱۱۱ - ۱۱۰
〃 〃 جو ختم ہو چکی ہو	۷۳	۱۱۴
〃 تجویز ضمیمہ وصیت میں قابل اتباع ہے	۸۴	۱۱۸
〃 〃 متعلقہ جواز قابل اتباع ہے	۸۱	۱۱۹*
جب منظوری صرف جائداد کے متعلق نہ ہو	۷۸	۱۱۵
〃 دو علیحدہ وصیت ناموں کے متعلق ہو	۷۲	۱۱۴
〃 ترجمہ وصیت نامہ	۸۲	۱۱۷
〃 منظوری کی شکل		۱۱۰
〃 منظوری کس کو اور کس طرح دی جائے گی	۶۵ - ۷۷	۱۱۵ - ۱۱۰
〃 〃 وارث یا موہوب لکل جائداد کو	۷۴	۱۱۴
〃 〃 آئرلینڈ کی منظوری کی	۷۰	۱۱۳ - ۱۱۲
〃 مہتمم منجانب عدالت	۶۷	۱۱۶
〃 انتقال اراضی بابتہ ۱۸۹۷ء کے ایکٹ کا اثر		۲۱۳
〃 ملک غیر کے مہتمم کی خیانت کی ذمہ داری	۱۰۰	۱۲۸

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی متذکرہ حاشیہ
پروبیٹ وسند اہتمام ترکہ		
〃 انگلستان کے انتظام تک بطور خاص محدود نہیں		۱۳۰
〃 پروبیٹ اور سند اہتمام ترکہ کا محصول	۱۱۲ - ۱۱۳	۱۳۶ — ۱۳۹
〃 عارضی مہتمم	۶۸	۱۱۱
〃 رسید مہتمم بابت دین جس کی بابت وہ دعویٰ نہیں کر سکتا	۹۸	۱۲۷
〃 برنبائے تجویز عدالت توطن تنسیخ پروبیٹ	۸۰	۱۱۷
〃 منظوری اسکاٹ لینڈ کی توثیق	۷۰	۱۱۲ — ۱۱۳
〃 التوا یا انتظار تجویز عدالت آخر مقام توطن	۸۳	۱۱۸
〃 منظوری سے کونسی جائداد منتقل ہوتی ہے	۹۵ — ۹۸	۱۲۵ — ۱۲۸
〃 جو منظوری سے ابتداءً منتقل ہوئی ہو		
〃 اس کا عدالتی اہتمام انگلستان میں ہو سکتا ہے	۹۰ — ۱۰۳	۱۲۸ — ۱۳۰
〃 جب اسکاٹ لینڈ کے باشندہ کا مہتمم سکاٹ لینڈ میں قائم ہو جائے	۷۰	۱۱۲ — ۱۱۳
〃 جب ملک غیر میں کوئی مہتمم نہ مقرر ہو	۷۱	۱۱۳
〃 〃 کی نہ وصیت ہو اور نہ مہتمم	۷۵	۱۱۵
〃 جب وصیت کا تعلق صرف ملک غیر کی جائداد سے ہو	۷۸	۱۱۵ — ۱۱۶
〃 تعمیل وصیت برنبائے اختیار تقرر	۹۱ — ۹۲	۱۲۱ — ۱۲۳
پریفرنس شیرز		
〃 کے حقوق	۲۲۳ (الف)	۲۹۸
پلیٹ		۲۲
پناہ گزیں		
〃 مجرمین کا توطن	۲۷۲ (الف)	۳۴۸
〃 ملکی مجرمین کا توطن	۲۷۹	۳۵۲

ت

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
تالیفات قانونی		
″ ان کے ثبوت کا طریقہ	۳۶۱	۴۱۲
تبادلہ		
″ اراضی کو بشکل نقد لے آنے کے اثرات	۱۵۸	۲۰۸ - ۲۰۹
تجاوز انگلستان		
″ ملک غیر میں دین واجب الادا کی متعدد کاتعین بشرح بتادن	۲۲۶	۲۹۹ - ۳۰۰
تجاوز ملک غیر		
″ دعوی فیصلہ شدہ کا قطعی ثبوت	۳۲۸	۲۹۳ - ۳۹۵
″ انگلستان کے قانون سماعت کی رو سے ناقابل سماعت	۳۳۱	۳۹۷
″ بنائے دعوی ضائع نہیں ہو جاتا	۳۳۲	۳۹۷
″ عدالت بیرون ملک کا جواز برنبائے وہاں چارہ جوئی کے	۳۲۵	۳۸۷ - ۳۸۸
″ انتخابی توطن	۳۱۹ - ۳۲۰	۳۸۳ - ۳۸۴
″ عدالت مدعی علیہ	۳۲۱	۳۸۴ - ۳۸۵
″ ″ معاہدہ	۳۲۲	۳۸۵ - ۳۸۷
″ ″ مدعی	۳۲۴	۳۸۷
″ اندرونی جواز ناقابل لحاظ ہے	۳۱۹	۳۸۳
″ قبضہ جائداد جواز کی ایک بنیاد ہے	۳۲۳	۳۸۷
″ آیا جوابدہی سے جواز مسلم ہو جاتا ہے کمپنی کے معاہدہ کے شریک کس صورت میں	۳۲۶	۳۸۸ - ۳۸۹

تجاویز ملکِ غیر	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
〃 ذمہ دار ہوتے ہیں	۳۲۷	۳۹۱ - ۳۹۲
〃 بیرون ملک کے تعلیات انگلستان میں ویسے ہی سمجھے جاتے ہیں	۳۳۳	۳۹۸
〃 جرائم نوجداری کی سزا قطعی نہیں ہے } نہ اس کی تعمیل ہو سکتی ہے۔	۲۳۸	۳۸۲ - ۳۹۵
	۳۱۸ (ب)	
〃 ادائی خرچہ	۳۱۶ - ۳۱۷	۳۸۲
〃 تخفیف قرضہ میں بربنائے دین	۹۷	۱۲۷
〃 اثر انگلستان میں		۳۹۲ - ۳۹۸
〃 ممالک محروسہ انگریزی میں اس کی تعمیل	۳۲۶ (ب)	۳۹۰
〃 بمقابلہ کمپنی	۳۲۷	۳۹۱
〃 طریقہ تعمیل	۳۱۳ - ۳۱۱	۳۷۹ - ۳۸۱
〃 کن تجاویز کی تعمیل ہوگی	۳۱۵ - ۳۱۸	۳۸۱ - ۳۸۲
〃 انگلستان کے قانون کا غلط استعمال	۳۲۹	۳۹۵ - ۳۹۶
〃 قابل تعمیل کس بنا پر قرار دی جاتی ہیں		۳۸۰
〃 فریب ایک جواب ہی ہو سکتی ہے	۳۳۰	۳۹۶
〃 طریقہ ثبوت	۳۶۱	۴۱۲
〃 امر فیصل شدہ کی حد	۳۳۷	۳۹۸ - ۳۹۹
〃 حکم بغرض امتناع کارروائی مزید	۳۳۴	۳۹۸
〃 تجاویز عام متعلق بحیثیت	۱۴۹ - ۳۱۲	۱۹۵-۱۹۷ و ۳۸۰
〃 تجاویز متعلق بذات	۳۱۴	۳۸۱
〃 سود تجاویز پر		۲۹۹
〃 بے ضابطگی کا اثر تجاویز کے جواز پر نہیں پڑتا	۳۲۷ (الف)	۳۹۲ - ۳۹۳
〃 جدید بنائے دعویٰ ہے	۳۶۱	۳۷۹
〃 تجویز بربنائے اقبال یا منظوری	۳۳۱	۳۹۷
〃 تجویز کی صحت کی کہاں تک دریافت } انگلستان میں ہو سکتی ہے		۳۹۲ - ۳۹۷

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
تجاوز ملک غیر		
〃 معین رقم کے لئے ہونی چاہئیں	۳۱۸	۳۸۲
〃 جانچ کی ضرورت نہیں جب عدالت مجاز ہو۔	۳۲۸ - ۳۲۹	۳۹۲ - ۳۹۳
〃 متعلق بہ طلاق	۵۱	۹۴
〃 〃 بہ نکاح	۳۴۰	۴۰۲ - ۴۰۳
〃 ادائی عدالت میں بربنائے تجویز	۳۱۵	۳۸۱
〃 مدعی علیہ کے عذر پر جواز پر غور ممکن ہے	۳۳۵	۳۹۸
〃 صحیح رضامندی	۲۴	۵۹
〃 انصاف کے عام اصول کے خلاف		۳۹۲ - ۳۹۴
〃 مدعی علیہ کی طرف سے امر فیصل شدہ کا عذر	۳۲۷ (الف)	۳۹۲ - ۳۹۳
〃 امر فیصل شدہ کا تمام مراتب سے متعلق ہونا	۳۳۷	۳۹۸ - ۳۹۹
〃 وہ ہی واقعات انگلستان میں دوسرے بنائے دعوی کی بنیاد ہو سکتے ہیں	۳۳۶	۳۹۸
〃 ثالثی پر رضامند ہونے کا نتیجہ	۳۳۱	۳۹۷
〃 جواز وصیت کے متعلق	۸۱	۱۱۷
〃 بحالت دوران مرافعہ	۳۱۴	۳۸۱
تجارت کا نشان		
〃 انجمن ہائے ملک غیر اور اس کی حفاظت کا حق	۳۰۷	۳۷۶
〃 قانون ملک تو طن سے تبدیل نہیں ہوتا		۲۰۵
〃 تنسیخ کے اطلاع نامہ کی تعمیل		۲۵۴
تجارتی نام		
〃 انجمن ہائے ملک غیر کو اس کی حفاظت کا حق		۳۷۶
〃 تجارت کی مزاحمت کے معاہدات		۲۹۴
〃 تجارت غلامان		۲۷۹
〃 تحویل عام	۱۵۳	۲۰۳ - ۲۰۴

دفعہ صفحات کتاب انگریزی متعدد حاشیہ

ترک توطن

〃 کب مقدمات طلاق میں بنائے اختیارات سماعت ہوجاتی ہے } ۴۶ ۸۸ - ۸۹

〃 اعادہ حقوق زوجیت ۹۲

ترجمہ

〃 ملک غیر کے وصیت نامکا منظوری پروبیٹ ۸۲ ۱۱۷ - ۱۱۸

تسلیم کرنا اختیارات کا

〃 جو اختیارات پر موثر ہے ۲۴۰ و ۲۴۸ و ۳۸۹

〃 اثر جو دیوالیہ مدیون پر مرتب ہوتا ہے ۱۲۸ ۱۶۵

〃 〃 جو مدعی علیہ پر ۳۲۶ ۳۸۸ - ۳۸۹

〃 ملک غیر کے بادشاہ کا ۲۶۰

تسلیم صحیح النسبی بر بنائے ازدواج مابعد ۱۸۴ - ۲۲۲

تصادم سمندر میں

〃 جابرانہ جہاز رانی ۲۰۴ ۲۷۷

〃 مالکوں کا بری الذمہ ہونا ۲۰۳ 〃

〃 حد ذمہ داری ۲۰۲ و ۲۰۲ (الف) ۲۷۴ - ۲۷۷

〃 قواعد راہ روی ۲۰۵ ۲۷۷ - ۲۷۸

تعمیل سامان جہاز پر ۱۸۳ ۲۴۳

تعبیر

〃 وصیت ناموجات ۱۴۹ - ۱۵۲

〃 وصیت توطن کے قانون کے علاوہ حسب منشا موصی ۱۵۲

〃 معاہدات ۸۰ و ۲۸۳ - ۲۸۵

〃 انتقالات ازدواجی ۷۶ - ۸۱

تعریف

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
تعریف		
〃 شخصی قانون بین الاقوام کی		۱
تعمیل قائم مقامی	۱۸۱	۲۳۸ - ۲۴۱
تعمیل بیرون حدود		
〃 مختار مقرر کردہ بغرض لینے اطلاع نامجات کے		۲۴۰ و ۲۴۲ و ۲۵۰
〃 بیرون ملک کے اصل شخص کی طرف سے	۱۸۲	۲۴۲
〃 بحالت تعمیل بیرونی دو وعادی میں ایک کا اختیار کرنا		۲۵۱
〃 ثالثی تجویز		۲۴۷
〃 درخواست دگرگری بغرض انسداد کارروائی		۹۲
〃 ملک غیر کی ساتھ ساتھ چلنے والی کارروائیاں	۱۸۶	۲۶۵
〃 ہر جہ اندرون حدود بیرونی عمل کی بنا پر		۲۵۳
〃 حکم بغرض پیشی کاغذات		۲۴۰
〃 طلاق کا عمل	۱۸۹	۲۵۴
〃 شہادت مطلوبہ		۲۵۲
〃 ملک غیر کے لوگ جو اندرون حدود کاروبار کرتے ہوں۔		۲۴۱
〃 ملک غیر کا شریک مدعی علیہ	۴۶ (ب)	۸۹ - ۹۰
〃 طلب نامہ بمقدمہ تصفیہ بین المتنازعین		۹۰
〃 اطلاع نامہ بابت رقسم مجتمعہ عدالت		۲۵۴
〃 〃 مجتمعہ رقم کے بابت تحریک		〃
〃 صرف اطلاع جہاں اطلاع نامہ کی ضرورت ہو بیکار ہے		۲۴۰
〃 اطلاع بغرض تصفیہ فہرست اشخاص یا بندگان اجمعہ رسد کی		۳۷۹
〃 ابتدائی اطلاع ناموں کی		۱۴۷ و ۲۵۲
〃 اختیارات کو تسلیم کرنے کا اثر		۲۴۸

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی بمنتخصاصہ
تعمیل بیرون حدود		
〃 سمن کی		۲۵۳
〃 فریق ثالث کو اطلاع	۱۸۷	۲۵۳
〃 حکم نامہ متعلقہ اراضی میں	۱۸۳ و ۱۸۶	۲۴۴ - ۲۴۳
〃 〃 اہتمام ترکہ میں		۲۴۸ - ۲۴۴
〃 〃 متعلقہ امیر البحری میں متعلقہ حیثیت عام	۱۸۴	۲۴۳
〃 〃 اراضی پر بار عائد کرنے کی نسبت		۲۴۵
〃 تعمیل حکم متعلقہ عائد کرنے بار کے		۲۴۹
〃 تعویذ دستاویزات		۲۴۴
〃 معاہدات جن کی تعمیل اندرون حدود ہو		۲۴۸ — ۲۴۹
〃 عدالتہائے اضلاع کی عدالتوں کے قواعد		۲۴۸
〃 مدعی علیہ متوطن حدود عدالت		۲۶۲ - ۲۶۰
〃 تعمیل انجمنہائے ملک غیر پر	۳۰۹ - ۳۱۰	۳۷۷ - ۳۷۶
〃 انفکاک رہن کے لئے	۲۴۵	۲۴۹
〃 اس کی شکل		۲۴۹
〃 حکم امتناعی		۲۵۰ - ۲۴۵
〃 آئرلینڈ میں		〃 〃
〃 مقدمات باعث تکلیف عام میں		۲۴۵
〃 شرکاء	۱۸۲	۲۴۲ - ۲۴۱
〃 مقدمات پروبیٹ میں		۲۴۶
〃 ضابطہ		۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۵۲
〃 صحیح فریق کا حدود سے باہر ہونا		۲۵۱ - ۲۴۵
〃 اسکاٹ لینڈ میں		۲۵۰ - ۲۴۵
〃 جہاز		۲۵۱ و ۲۵۳
〃 توہین حق متعلقہ اراضی		۲۴۸ - ۲۴۴

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی سے مندرجہ حاشیہ
تعمیل پروانہ حدود		
〃 وقت تعمیل		۲۴۶
〃 ہرجہ	۱۰۸	۲۴۴ - ۲۵۲
〃 زیر ایکٹ معاوضہ کارگراں		۲۵۴
تعدد الازدواج		
〃 غیر قابل تسلیم	۳۴	۶۸ - ۶۹
تقسیم		
〃 اراضی ملک غیر کے متعلق مقدمہ دائر نہیں ہو سکتا	۱۷۳	۲۱۸ - ۲۱۹
〃 تقسیم ذریعہ وصیت نامہ ناقص ترتیب	۹۱	۱۲۱ - ۱۲۳
〃 انتقال ازدواجی میں		۷۹ - ۸۰
〃 وصیت نامجات مرتبہ زیر وفات ۹۱ و ۹۲ و ۹۳		۱۲۱ - ۱۲۳
〃 انگلستان میں ثبوت	۹۴	۱۲۳
تنسیخ		
〃 وصیت نامجات بر بنائے نکاح تو طن پر منحصر ہے	۸۰ و ۸۶	۱۱۷ و ۱۱۹
توثیق		
〃 مہتمان ترکہ مقررہ آئرلینڈ و اسکاٹ لینڈ	۷۰	۱۱۲ - ۱۱۳
〃 اس کا اثر انگلستان کی اراضی پر	۱۶۹	۲۱۱
توطن		
〃 انگلو انڈین و انگلو ٹرکش وغیرہ توطن	۲۴۳	۳۲۱ - ۳۳۰
〃 کس طرح حاصل ہوتا ہے	۲۶۵ و ۲۷۵	۳۴۵ و ۳۴۹ - ۳۵۰
〃 اسٹریا کا قانون		۲۶
〃 اس کا اثر پیدائش پر		۳۳۱
〃 تبدیل توطن ایسے اشخاص کا جو عاقل و بالغ ہوں		

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی متن حاشیہ
توطن		
انگلو انڈین توطن		۳۲۱ و ۳۲۳ - ۳۲۴
انگلو ٹرکش		۳۲۱ و ۳۲۳ - ۳۲۵
افعال کی شہادت	۲۶۷	۳۴۶
موت کی حالت میں توریث کے متعلق	۱۰۹	۱۰۷
بارثبوت	۲۶۲ - ۲۶۳	۳۴۴
ملکی لحاظ سے جو غیر ہوں ان کا تبدیل توطن	۲۶۳	〃
موت درمیانی عرصہ میں	۲۶۰	۳۴۳
بیان کی شہادت	۲۶۶	۳۴۵ - ۳۴۶
اصول مقدمہ مورہاوس بنام لارڈ		۳۳۵ = ۳۳۹ ۳۴۴ = ۳۴۵
جائداد ازدواجی پاس کا اثر	۳۶ (الف)	۷۲ - ۷۶
معاہدات ازدواج پاس کا اثر		۸۱
ارادہ کی شہادت	۲۶۶	۳۴۵ - ۳۴۶
مفرور مجرم کا توطن	۲۷۲ (الف)	۳۴۸
ارادہ اور واقعہ	۲۵۶ - ۲۶۱	۳۳۵ - ۳۴۳
ارادہ واپسی	۲۶۴	۳۴۴
آخری توطن بضمن توریث		۱۰۶ - ۱۰۸
وجہ تحریک ناقابل لحاظ		۳۴۲
ابتدائی توطن کا اعادہ	۲۶۰	۳۴۳
خدمت سرکاری کا اثر	۲۷۵ - ۲۷۸	۳۴۹ - ۳۵۲
ایسے ملک سے اور ایسے ملک میں جہاں سرکار کی منظوری ضرور ہے یا جہاں نہ توطن بلکہ ملکی قومیت اہم متصور ہوتی ہے	۲۵۴ - ۲۵۵	۳۳۴ - ۳۳۵
نابالغ		۳۳۱ - ۳۳۳

توطن	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی منعکسہ حاشیہ
〃 توسیت سے تصادم جو بنیاد قانون ہے		۲۲۳ و ۷۰ و ۷۱
〃 انجمنوں کا توطن		۳۶۸ - ۳۷۳
〃 ذاتی قانون کا معیار	۱	۲۴ و ۴۰
〃 فرانس کا قانون		۲۴ و ۳۶
〃 تعریف		۳۲۰
〃 پیدائشی توطن عام اصول	۲۴۴	۳۳۰
〃 مشرقی ممالک میں		۳۲۱ — ۳۳۰
〃 مقام توطن کی عدالت سے مفرور	۲۷۲ (الف)	۳۴۸
〃 اختیار مقام توطن کے اولیا پر	۲۵۰	۳۳۲
〃 مقام توطن کی ناجائز اولاد	۵۸ (الف) و ۲۴۶	۱۰۴ و ۳۳۱
〃 〃 کے بچے		۳۳۱ - ۳۳۳
〃 〃 کا اثر عدالتی افتراق پر	۲۵۳	۳۳۳ - ۳۳۴
〃 〃 توریث کے متعلق		۱۰۷ - ۱۰۸
〃 جواز وصیت ناجات	۸۵	۱۱۸ - ۱۱۹
〃 جائز قرار دادہ اولاد	۲۴۷	۳۳۱
〃 مجانین	۲۵۱ — ۲۵۲	۳۳۳
〃 منکوحہ عورتیں	۲۵۳	۳۳۳ - ۳۳۴
〃 نکاح	۳۶	۷۲
〃 کس ملک میں ہونا چاہیے	۲۴۳	۳۲۹ - ۳۳۰
〃 اصلی توطن		۳۳۰ — ۳۳۸
〃 انتخابی توطن کے ترک سے اصلی کا عود		۳۴۳
〃 ذاتی قانون کی بنیاد ہے	۱	۴۰
〃 پولیٹیکل پناہ گزین	۲۷۹	۳۵۲

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
توطن		
〃 سرکاری خدمت کا اثر	۲۷۳ - ۲۷۸	۳۴۸ - ۳۵۲
〃 قیام بطور ثبوت ارادہ		۳۴۲ - ۳۴۳
〃 اصلی توطن کی طرف عود کرنے والا		۳۴۳
〃 قانون روما اس کے متعلق	۲۵۶	۳۱۹ - ۳۳۵
〃 مخصوص معیار	۲۶۸ - ۲۷۲	۳۴۶ - ۳۴۷
〃 توریث جائداد منقولہ تابع توطن ہے	۵۹ و ۶۲	۱۰۷ - ۱۰۸
〃 تجارتی توطن زمانہ جنگ میں		۳۶۹ و ۳۵۲ - ۳۷۰
〃 اتحاد توطن		۳۳۷
〃 تعین توطن جبکہ وہ بچپن میں بدلا گیا ہو		۳۳۱ - ۳۳۳
〃 اصل معلوم ہو	۲۴۵ - ۲۴۷	۳۳۱
〃 اصل مجہول ہو	۲۴۸	〃
〃 متوطن کی زوجہ	۲۵۳	۳۳۳ - ۳۳۴
توریث جائداد غیر منقولہ	۱۶۸	۲۱۳
〃 وارث کا بحالت نکاح جائز پیدا ہونا	۱۷۸ و ۱۷۹	۲۲۲ - ۲۲۴
توریث جائداد منقولہ		۱۵۵ - ۱۰۵
〃 زوجہ زوج	۴۲	۸۲
〃 قانون اور امر فیصلہ شدہ متوفی کے آخر توطن کا بعد ادائے دیون کے بغرض استفادہ قطعی ہے	۵۹ - ۶۲	۱۰۷ - ۱۰۹
توریث کا محصول		
〃 ملک غیر	۱۱۷	۱۱۴
〃 جائداد غیر منقولہ انگلستان پر	۱۱۲	۱۳۶
〃 ہبہ وصیتی پر جو ایسے لوگ چھوڑیں		

توریث کا محصول	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی منذرجہ حاشیہ
〃 جو ملک غیر میں توطن رکھتے ہوں		۱۴۰ - ۱۴۱
〃 موجودہ جائداد پر	۱۱۶	۱۴۱ - ۱۴۴
توہم کی بنا پر وصیت کے جواز کا فیصلہ کس طرح ہوگا		۱۴۹
توطن ازدواجی		
〃 بحالت معاہدہ تبدیل توطن	۴۰	۸۱
〃 بغرض طلاق		۸۴ - ۸۷
〃 حقوق نسبت جائداد منقولہ	۳۶	۷۳
〃 تبدیل انتقال جائداد حسب قانون توطن مذکور		۷۹
توطن میں تجارت بحالت جنگ		۳۴۹ و ۳۵۲ و ۳۷۰
〃 تہیہ بین کا ایک شعبہ جو جائداد غیر منقولہ انگلستان کے متعلق ہے		۲۱۱

ث

ثالثی			
〃 معاہدہ کہ معاملہ عدالت ملک غیر میں پیش کیا جائے گا	۳۳۱	۳۹۷ - ۴۰۱
〃 حکم اور اس کی تعمیل	۳۳۱ (الف)	
〃 طلب نامہ کی تعمیل حدود عدالت سے باہر		۲۴۷

ج

جاگیری طریقہ		
〃 اس کا اثر قانون پر		۱۵

	دفعہ		صفحات کتاب انگریزی متذکرہ حاشیہ
جائداد غیر منقولہ			۲۰۷ - ۲۲۴
〃 کارروائی متعلق مداخلت اراضی ملک غیر			۲۵۴ - ۲۵۵
〃 آیا الحقات اس کے ساتھ منتقل ہوتے ہیں			۲۱۶
〃 انگلستان میں توریث کے لئے بعد حقیقی نکاح کے پیدا ہونا لازم ہے	۱۷۹ - ۱۸۸		۲۲۲ - ۲۲۴
〃 اس پر جو بار عائد کیا جاتا ہے اس کا انحصار کلیتہً قانون مقام وقوع پر ہوتا ہے	۱۶۲		۲۱۰
〃 قابلیت کا اس پر اثر	۱۶۵ (الف)		۲۱۲
تعبیر و تاویلات متعلقہ جائداد مذکور	۱۶۵ (ب) و ۱۷۰		۲۱۲ و ۲۱۵ - ۲۱۶
〃 معاہدات و منصفت جائدادہائے ممالک غیر کے لئے	۱۷۲ و ۱۷۵		۲۱۶ و ۲۱۸ و ۲۲۰ - ۲۳۱
〃 معاہدات متعلقہ	۲۱۲		۲۹۴
〃 دیون جو اس پر لئے جائیں	۱۶۰		۲۰۹ - ۲۱۰
〃 اثر جداگانہ کفالتوں کا	۱۶۱		۲۱۰
〃 فاسد معاہدات	۱۷۳		۲۱۰
〃 انگلستان کی جائداد غیر منقولہ صرف انگلستان کے قانون اور اختیار سے موثر ہوتی ہے	۱۶۶ - ۱۶۹		۲۱۲ - ۲۱۵
〃 وارث کو بحالت نکاح پیدا ہونا چاہئے	۱۷۸		۲۲۲ - ۲۲۴
〃 مہتمموں کی قبضہ میں رہتی ہے جب سے ایکٹ انتقال اراضی کا ایکٹ بابت ۱۸۹۷ء جاری ہوا ہے			۱۰۵
〃 ملک غیر کی اراضی			
〃 اس کے کرایہ اور منافع کا حساب	۱۷۶		۲۲۱

جائداد غیر منقولہ	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
〃 اس کے متعلق معاہدات اور نصفت	۱۷۲	۲۱۶ - ۲۱۸
〃 〃 اعلان متقیمت	۱۷۳	۲۱۸
〃 مشمولہ منقولہ	۱۷۳	۲۱۸ ۲۱۹
〃 آیا مالک اطلاع نامجات عدالت کا پابند ہے	۱۷۵	۲۲۰ - ۲۲۱
〃 وصیت متعلق بہ جائداد مذکور		۲۱۵
قانون مقام وقوع کی تابع ہے	۱۵۶	۲۰۸
〃 انگلستان میں سرکار پر ایسے ارامنی کے متعلق دعوی نہیں ہوسکتا جو انگلستان کی نہ ہو اگرچہ وہ انگریزی حکومت میں واقع ہو	۱۷۷	۲۲۱ - ۲۲۲
〃 ملک غیر کے مہتمم یا ولی کا اختیار انگلستان کی اراضی پر	۱۶۶	۲۱۲
〃 دستاویزات قابل توریث		۲۱۰
〃 ان پر مہر وصیتی یا قرضہ کا کیا اثر ہوتا ہے	۱۶۲	۲۱۰
〃 توریث بلا وصیت	۱۶۸ و ۱۷۸	۲۱۳ و ۲۲۲ - ۲۲۴
〃 محدود استفادہ	۱۵۷	۲۰۸
〃 نکاح کا اثر	۳۵ و ۱۶۷	۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۳
〃 رقم جو ارامنی پر صرف کی جائے	۱۵۸	۲۰۸
〃 میعاد	۱۷۱	۲۱۶
〃 رقم جو بیع سے وصول ہو	۱۵۸	۲۰۸ - ۲۰۹
〃 انفکاک رہن ملک غیر	۱۷۴	۲۲۹ - ۲۳۰
〃 جو آمدنی جائداد سے ہو	۱۵۹	۲۰۹
〃 انتقال میں مزاحمت	۱۶۵	۲۱۱ - ۲۱۲
〃 ضمانت ایسے قرضہ کی بابت		

جائداد غیر منقولہ	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
جو قانون مقام معاہدہ کی رو سے فاسد ہو	۱۶۳	۲۱۰
انتقال کی شکل	۱۶۹	۲۱۳ - ۲۱۵
〃 میعادِ سال	۱۶۴	۲۱۱
〃 مداخلتِ بیجا		۲۵۴ - ۲۵۵
〃 کون سے استفادے غیر منقولہ ہیں	۱۵۷ و ۱۶۱ و ۱۶۴	۲۰۸ و ۲۱۰ - ۲۱۱
〃 ملکِ غیر کے مالکانِ جائداد غیر منقولہ کی ذات پر کیا اختیارات استعمال ہو سکتے ہیں اور کس قانون کی رو سے اس کا تعین ہوگا	۱۷۲	۲۱۶ - ۲۱۸
وصیت متعلقہ جائداد غیر منقولہ کی شکل	۱۶۹	۲۱۳ - ۲۱۵
جائدادِ ازدواجی		
〃 جو دستاویز انتقال میں شریک نہ ہو	۴۱	۸۱
توریث بعد موت	۴۲	۸۲
جائدادِ منقولہ		
〃 امریکہ کا قانون انتقال کے متعلق		۱۸۴ و ۱۸۹ - ۱۹۱
〃 حقِ استفادہ	۱۵۳	۲۰۳
〃 جرمنی، فرانس اور روم کا قانون		۱۸۳ - ۱۸۹
〃 تجویز تعیینی حیثیت کا اثر	۱۴۹	۱۹۵ - ۱۹۸
〃 غیر مادی	۱۵۲	۲۰۱ - ۲۰۳
〃 قانون مقام وقوع اور ذاتی قانون مالک کا	۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۳	۱۹۷ ؛ ۲۰۱ - ۲۰۳
〃 مزاحمت پیش بندی		۴۴ و ۲۰۳
〃 توریث بحالتِ موت		۱۰۵ - ۱۵۵
〃 ملکی حقوق کس حالت میں جائداد منقولہ سمجھے جاتے ہیں	۱۵۵	۲۰۶

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی متذکرہ صدر
جرایم انگریزی جہازوں پر		
جرمنی میں اطلاعناموں کی تعمیل		۲۵۲
جرمنی کا قانون		
جرمنی بابتہ مقام مسابدہ		۲۳۲
جرمنی رنوائے		۳۱ — ۳۳
جرمنی دیوالیہ		۱۵۷-۱۵۹ و ۱۸۱
جرمنی ضابطۂ دیوانی		۳۱
جرمنی نکاح		۵۳ - ۵۵
جرمنی جائداد منقولہ		۱۸۶ و ۱۸۸ و ۱۸۹
جرمنی ذاتی قانون کا معیار قومیت قرار پائی		۳۱
جرمنی امر فیصلہ شدہ		۳۹۲
جرمنی ماخذ کے قوانین		۱۲ - ۱۳
جرائم فوجداری		
جرائم ملک غیر	۳۶۶	۴۱۴ - ۴۱۵
جرائم کارروائی بغرض تعمیل	۳۱۸ (ب)	۳۸۲
جرائم حقوق دیوانی شامل ہیں	۳۱۸ (ب)	۳۸۲
جرائم نا قابلیت ذریعہ	۱۶ و ۲۲	۵۰-۵۸-۵۹
جنگ		
جنگ زمانۂ جنگ انگریزی قومیت کا حصول		۳۶۵ - ۳۶۶
جنگ تجارتی توطن زمانۂ جنگ میں		۳۵۲
جنگ انجمنوں کا		۳۶۹ - ۳۷۱
جھنڈا		
جھنڈا اس کا قانون		

جھنڈا	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
اور دیکھو عنوان جہاز		۲۷۴ و ۲۹۵ - ۲۹۶
جہاز		
〃 ملاحوں کی طرف سے دھوئی بمقابلہ جہاز	۱۸۵	۲۴۳
〃 مختار کے اختیارات	۱۵۱	۲۰۰ - ۲۰۱
〃 ناخدا کے اختیارات		۲۰۱ - ۲۹۶
〃 معاہدہ متعلقہ سامان محولہ جہاز		۲۹۶
〃 تعمیل حد التہائے ملک غیر بقابلہ انگریزی جہازوں کے	۳۱۳-۳۳۷	۳۸۰ و ۳۹۹
〃 نکلح جہاز پر	۳۰ و ۳۲	۶۶ - ۶۸
〃 کب انگریزی ملکیت ہے	۱۵۴	۲۰۴
〃 نوآبادیوں کے جہاز		۲۵۸
〃 جبری جہاز رانی	۲۰۴	۲۷۰ و ۲۷۷ و ۲۷۸
〃 معاہدات کرایہ	۲۱۹	۲۹۵ - ۲۹۶
〃 ملازمت جہاز پر	۲۱۸	۲۹۵
〃 ملک غیر کے جہاز		۲۵۷ - ۲۵۸
〃 عام اوسط	۳۲۰	۲۹۶ - ۲۹۷
〃 ایام لنگر اندازی		۲۹۶
〃 رہن جہازات		۱۹۶ - ۱۹۹
〃 اس میں تقدم	۳۵۱	۴۰۷
〃 محصول پر وجیٹ جہاز پر		۱۲۶
〃 ذمہ داری کا اثر جہاز کے رجسٹر سے		۲۷۰
〃 ناخدا کا اختیار فروخت مال کے متعلق		۱۹۸
〃 راہبری کے قواعد	۲۰۵	۲۷۶ - ۲۷۸
〃 فروخت جہاز		۲۰۱
〃 تعمیل اطلاعنامہ	۱۸۳ و ۱۸۴	۲۴۳ و ۲۵۱ و ۲۵۳

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی متذکرہ حاشیہ
جہاز		
〃 قبولِ اختیار		۲۴۰
〃 افعال قابلِ مرجعہ کا ارتکاب ملکِ غیر میں		۲۶۹ — ۲۷۰
〃 انتقالِ جہاز	۱۵۰	۱۹۷ — ۲۰۰
〃 جہاز کب انگریزی مملکت ہے اور کونسا قانون نافذ ہے	۱۵۴	۲۰۴
جواز		
〃 وصیت متعلقہ ذاتی جائداد	۸۰	۱۱۷
〃 معاہدات	دیکھو عام معاہدات	

چ

چارۂ کار		
حقِ واپسی جس نے جائداد غیر منقولہ سے قرض ادا کیا ہے	۱۱۸	۱۴۵ — ۱۶۴
چٹیلین		۱۵
چین		
〃 حصولِ توطن		۳۲۵ — ۳۲۸

ح

حاضری عدالت		
〃 انگلستان میں عذر کے ساتھ		۱۸۱ — ۲۴۰

دفعہ صفحات کتاب انگریزی مندرجہ

حدود اختیارات انگلستان

〃 کا انحصار مقام پر		۲۳۵
〃 ذریعہ تعمیل اطلاع یا حکمنامہ بیرون حدود	۱۸۶	۲۴۴ - ۲۵۲
〃 ذریعہ تعمیل قائم مقامی	۱۸۱	۲۳۸ - ۲۴۰
〃 ذات پر تعمیل کے ذریعہ سے اندرون حدود	۱۸۰ - ۱۸۱	۲۳۷ - ۲۴۱
〃 استثنا بحالت فریب	۱۸۰	۲۳۸
〃 حکمنامہ کا بیجا استعمال	۱۸۰	۲۳۸
〃 عام نظر		۲۳۴ - ۲۳۷
〃 کارروائی دیوالیہ میں	۱۲۷	۱۶۳ - ۱۶۵
〃 طلاق اور دوسرے ازدواجی مقدمات میں	۱۸۹	۲۵۴
〃 انجمنوں کے معاملے میں	۱۲۸	۲۴۱
〃 مجانین کی نسبت اس کا عدم استعمال جب تک وہ انگلستان کی دریافت میں مجنون ثابت ہوں	۱۴	۴۹
〃 جہاز جو حدود سے باہر چلے جائیں		۲۴۳
〃 ثالث کو اطلاع	۱۸۷	۲۵۳
〃 عدالت امیرالبحری میں	۱۸۵	۲۴۳
〃 سمندر میں		۲۷۵ - ۲۷۸
〃 تسلیم کا اثر		۲۴۰ و ۲۴۸-۳۸۹
〃 اثر عذر کے ساتھ حاضری کا		۲۴۰
〃 ملک غیر کے بادشاہوں پر		۲۶۰
〃 عام بحث		۲۲۵ - ۲۳۶
〃 معنی		۵
〃 قانون روما میں		۲۲۵ - ۲۳۲

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
حساب		
〃 تفہیم کے لئے کارروائی ایسے قرضہ کے متعلق جو بیرون ملک واجب الادا ہو	۲۲۶	۲۹۹ — ۳۰۰
〃 ملک غیر کی اراضی اور کرایہ کا		۱۷۶ — ۲۲۱
حصص کا صداقت نامہ		
〃 انتخاص متوفی کا		۱۲۶
حصہ داروں کے		
〃 باہمی حقوق	۲۲۳ (الف)	۲۹۸
حصص		
〃 مقام وقوع	۱۵۴ (ب)	۲۰۵
حصول حق رعایا (یا رعایا ہونا اختیار کرنا)		
〃 منظوری شرائط	۲۸۶	۳۵۹ — ۳۶۰
〃 اولاد پر اثر	۲۹۵	۳۶۳
〃 جب اولاد صحیح النسب ہو	۵۷	۱۰۳
〃 اس حق کا اثر وصیت ناموں پر		۱۲۰ — ۱۲۱
〃 منظوری صداقت نامہ	۲۸۸	۳۶۰
〃 اس کا اثر انگریزی نوآبادیوں یا ممالک میں	۲۸۸	۳۶۰
حضوری		
〃 قواعد متعلقہ تعمیل۔ بغرض اعادہ حقوق زوجیت		۹۲
حق ملک غیر کی انجمنوں کا انگلستان میں کاروبار کرنے کا	۳۰۶	۳۷۳ — ۳۷۶
حق نالش		
〃 اس کا انتقال	۱۵۲	۲۰۱ — ۲۰۳
حقوق زوجیت		

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
حقوق زوجیت		
〃 ان کا تعین قانون مقام عدالت سے	۳۳	۶۸
〃 اعادہ حقوق مذکور	۴۸	۹۱ — ۹۲
حق عودی		
تقدم انتقالات	۱۵۲	۲۰۲
حکم امتناعی		
〃 بمقابلہ باشندگان ملک غیر مقیم انگلستان	۲۰۱	۲۷۲
〃 〃 شاہان ملک غیر		۲۶۳
〃 تعمیل ملک غیر میں بمقدمات طلب حکم امتناعی		۲۴۵
〃 بغرض انسداد کارروائی ملک غیر	۱۰۷ — ۱۰۸	۱۳۳ — ۱۳۴
〃 ملک غیر کی اراضی کے انفکاک کے متعلق		۲۲۰
حکمت عملی انتظام و اخلاق		
〃 معاہدات خلاف	۲۱۵	۲۹۳ - ۲۹۴
〃 اعادہ حقوق زوجیت کا سوال اس پر مبنی ہے	۳۳	۶۸
〃 قانون میعاد کی بنیاد		۳۱۳
حلف		
〃 ملک غیر کے سفرا کے سامنے	۳۶۴	۴۱۳
حواشی مجموعہ قوانین		۱۳
حیثیت		
〃 ملک غیر کی مجرمانہ اور مذہبی حیثیت تسلیم نہیں کیجاتی	۱۶	۵۰

وفعہ صفحات کتاب انگریزی متذکرہ صحیح

خ

خانگی ملازم
" سفارت خانہ کے کون ہیں ۲۶۵ - ۲۶۶
ختم شراکت انجمن ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۷-۱۶۹
" انگلستان کی ۱۳۱ ۱۶۷ - ۱۶۸
" اثر اس جائداد منقولہ کا جو ممالک انگریزی میں ہو ۱۳۸ ۱۷۳ - ۱۷۴
" ملک غیر میں ۱۳۲ - ۱۳۳ ۱۶۸ - ۱۶۹
" طلب کی کس طرح تعمیل کرائی جائے گی ۳۷۹
" اطلاع لغرض ترتیب فہرست پابندگان حصہ سدی "
" حقوق بمقابلہ دائنین ملک غیر منجانب سرکار ۱۷۹
" اسکاٹ لینڈ اور ائرلینڈ کے ۱۶۸
" دستاویزات قرارداد ۲۴۲ (الف) ۳۱۷ - ۳۱۸
" ملک غیر ۱۳۲ - ۱۳۳ ۱۶۸ - ۱۶۹
خیرات
" جواز ہبہ متعلقہ خیرات کونسا قانون متعلق ہوگا ۱۴۹
خیرات ملک غیر ۳۰۱ ۳۷۱

د

داین
" منظوری اہتمام ترکہ ۷۷ ۱۱۵
" تقدم ۱۱۰ و ۱۱۱ ۱۳۴-۱۳۵ و ۴۰۶-۴۰۷

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
دائن		
〃 تعین ذریعہ قانون مقام عدالت	۳۵۱	۴۰۶ - ۴۰۷
نائب ناجائز		
〃 ملک غیر میں معاہدات کا حاصل کرنا	۲۱۵	۲۹۳
دستاویز فریق سے پیش کرانا		۳۴۰
〃 بمقابلہ ملک غیر کے مدعی کے		۲۴۰
〃 〃 بادشاہ کے		۲۶۰
〃 بہ تائید کارروائی ملک غیر	۳۶۵	۴۱۳
دستاویزات قابل ارث	۱۶۰	۲۱۰
درخواست کی شکل		
〃 ملک غیر سے	۱۸۶	۲۴۷
دیوالیہ		۱۵۶ — ۱۸۲
〃 ایک ہی وقت میں دو جگہ کارروائی دیوالیہ	۱۳۰	۱۶۲ - ۱۶۵ و ۱۶۷
〃 انگلستان کی کارروائی کے شرائط	۱۲۷ — ۱۳۰	۱۶۳ - ۱۶۵ و ۱۶۷
〃 یورپ کے دوسرے ممالک کی رائے		۱۵۶ - ۱۶۰ و ۱۸۱
〃 دائن جن کو ملک غیر کی جائداد سے رقم مل چکی ہے ان کو ثابت کرنے کا حق		۱۷۵ — ۱۸۰
〃 مقروض جو ملک غیر کے قانون سے ادائی رقم پر مجبور ہو اس سے دوبارہ رقم نہیں دلوائی جا سکتی	۱۳۹	۱۷۴
〃 کیسے مقروض دیوالیہ قرار پا سکتے ہیں	۱۲۷	۱۶۳ — ۱۶۵
〃 بری الذمہ کیا جانا	۲۴۰ — ۲۴۲	۳۱۶ — ۳۱۷
〃 جو جز ملک غیر میں مل چکا ہو وہ لاکر مجموعی رقم میں شریک کیا جانا چاہئے۔	۱۴۴	۱۷۹
〃 دائن درخواست گزار کا توطن ناقابل لحاظ ہے	۱۲۹	۱۶۵ — ۱۶۶
〃 دوہرا ثبوت	۱۴۶	۱۸۰

دیوالیہ	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
〃 انگلستان کی کارروائی دیوالیہ		
〃 انگلستان کی تمام جائداد منقولہ پر حاوی ہوتی ہے	۱۳۸	۱۷۳ — ۱۷۴
〃 دائن کو تمام رقم جو اس کو بیرون ملک ملی ہو واپس کرنی چاہیے	۱۴۲	۱۷۷
〃 خیالات متعلق دیوالیہ		۱۶۰ — ۱۶۳
〃 نصفت بمقابلہ جائداد دیوالیہ	۱۴۷	۱۸۰
〃 ملک غیر کے مہتمم کو انگلستان کی اراضی پر کوئی اختیار نہیں ہے	۱۶۶	۲۱۲
〃 دائن کو اس رقم کو رکھنے کا حق جو اس کو ملک غیر میں مل چکی ہے	۱۴۱ — ۱۴۳	۱۷۶ — ۱۷۹
〃 جائداد منقولہ پر کس حد تک اثر ہوتا ہے	۱۴۰	۱۷۴ — ۱۷۶
〃 جائداد جو امنا کے ہاتھ میں ہو	۱۴۷	۱۸۰
〃 انتائے کارروائی دیوالیہ میں ملک غیر کے باشندہ کا انگلستان سے چلا جانا		۱۶۷
〃 اس کے متعلق فرانس کا قانون		۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۸۹
اس کے متعلق جرمنی کا قانون		۱۵۷ — ۱۵۹ و ۱۸۱
〃 دیوالیہ اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ جائداد غیر منقولہ ملک غیر حوالے کرے	۱۴۰	۱۷۴ — ۱۷۶
〃 انگلستان کی عدالتوں کا اختیار	۱۲۷	۱۶۳ — ۱۶۵
〃 نابالغ دیوالیہ		۴۱
〃 معاملہ تجارت انگلستان میں شریک ہو مگر کاروبار نہ کرتا ہو		۱۶۵
〃 انگلستان کے دائن کی رقم کا ملک غیر کے شرکاء سے ادا ہونا	۱۴۵	۱۷۹ — ۱۸۰

دیوالیہ	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی سنہ حاشیہ
〃 ملک غیر کی جائداد غیر منقولہ سے رقم روک رکھی جا سکتی ہے	۱۴۱	۱۷۶ - ۱۷۷
〃 جائداد منقولہ سے بھی	۱۴۲ — ۱۴۳	۱۷۷
〃 باانتظار کارروائی ملک غیر	۱۳۰	۱۶۷
〃 درخواست ایسے شخص کی جو انگلستان کا متوطن نہ ہو	۱۲۸	۱۶۵
〃 جو ملک غیر کی کارروائی دیوالیہ کے مہتمم ہوں ان کی حیثیت انگلستان میں	۱۳۴ — ۱۳۶	۱۶۹ — ۱۷۱
〃 مدیون کا انگلستان میں موجود ہونا غیر موثر ہے		۱۶۶
〃 جائداد جو انگریزی بانک محروسہ میں ہو	۱۳۷	۱۷۲ — ۱۷۳
〃 اس کا حق بمقابلہ ملک غیر کے داعیوں کے		۱۷۹
〃 سوگتی کی رائے		۱۵۶ — ۱۵۷
〃 اس کے متعلق اسکاٹ لینڈ کا قانون		۱۷۰ — ۱۷۱
〃 مجرا داشت	۳۴۶	۴۰۵
〃 التوا کارروائی اس بنا پر کہ دوسرا ملک میں کارروائی ہو چکی ہے	۱۳۰	۱۶۷
〃 مقام توطن کی عدالت کے مقرر کردہ امنا انگلستان کے انتظام کے مستحق ہیں	۱۳۴	۱۶۹ — ۱۷۱
〃 ملک غیر کے امنا کس حالت میں انگلستان میں جوابدہ ہو سکتے ہیں۔	۱۳۶	۱۷۱
〃 استحقاق خاص قسم کی دستاویز انتقال پر منحصر ہو سکتا ہے۔	۱۳۵	۱۷۱
〃 کارروائی کا ایک اور عام ہونا		۱۵۶ — ۱۶۱
〃 کیا جائداد انگلستان کی کارروائی یا انصرام شرکت سے مستثنیٰ ہو جاتی ہے	۱۳۷ — ۱۴۰	۱۷۲ — ۱۷۶

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی متذکرہ حاشیہ
دیوالیہ		
〃 کن حالات میں انگلستان کے دیوالیہ کے دائر حکم رقم روک لے سکتے ہیں جو انجویز دین ملکی ہے	۱۴۱ — ۱۴۵	۱۷۶ — ۱۸۰
دی ارجنٹر		
〃 اس کی رائے قانون مقام وقوع پر		۱۷ — ۱۸
〃 صحیح النسبی		۲۲۳ — ۲۲۴
دیون		
〃 کس سرمایہ سے ادا ہوں گے		۱۴۵ — ۱۴۶
〃 حوالگی	۱۵۲	۲۰۱ — ۲۰۳
〃 ملک غیر کے فیصلے دین میں		۳۸۰
〃 دیون کا بار جائداد غیر منقولہ پر قانون مقام وقوع کے لحاظ سے	۱۶۲	۲۱۰
〃 حدود اختیارات بابتہ قرضہ متوفی	۹۵ (الف)	۱۲۶
〃 اہتمام ترکہ متوفی میں دین کا تقدم	۱۱۰ — ۱۱۱	۱۳۴ - ۱۳۵
〃 اہتمام جائداد دیوالیہ میں	۱۴۸	۱۸۰
〃 شرح بٹاون	۲۲۶	۲۹۹ — ۳۰۰
〃 مہتمم کی رسید بابت دین	۹۸	۱۲۷
〃 دین بہ کفالت جائداد غیر منقولہ تصفیہ حسب قانون مقام وقوع	۱۶۰	۲۰۹ - ۲۱۰
〃 جب دین حسب قانون مقام معاہدہ ناجائز ہو	۱۶۳	۲۱۰
〃 مختلف ضمانت کا اثر دین پر	۱۶۱	〃
〃 مقام وقوع دین	۱۵۲	۲۰۱ - ۲۰۳
دیون کا بار	۱۱۸	۱۴۶
〃 اراضی پر	۱۶۲	۲۱۰

دفعہ صفحات کتاب انگریزی سندرجہ حاشیہ

ڈ

ڈوبے ہوئے جہاز کو نکالنا
اختیارات متعلقہ معاہدات ۲۴۹
ڈومولن ۱۵ و ۱۷ و ۷۰ و ۷۱
۷۶ و ۱۷۳ و ۳۳۳

ذ

ذمہ داری
" بطلان ۳۱۳ - ۲۱۸
" تبدیل ۲۳۶ — ۲۳۷ ۲۱۲

ر

راہ میں مال کو روک لینے کا حق ۱۹۷
راڈبنرگ ۱۶۳ - ۱۸۱
رسید
" مہتمم بابت دین جو بجاز دعویٰ نہ ہو ۹۸ ۱۲۷
رسیور
" حقوق بمقابلہ دائن ملک غیر منجانب حصہ داران ۱۷۹
" ملک غیر کی اراضی کا ۱۷۲ ۲۱۸
" جو کارروائی ملک غیر میں کیجائے

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
رسیور		
وہ مزاحم نہ ہوگی	۱۵۴ (ج)	۲۰۵
〃 تعمیل بیرون حدود		۲۵۱
رضامندی		
〃 جواز نکاح کے لئے والدین کی	۱۸ و ۲۵	۵۶ — ۵۹ ، ۶۳
〃 جہاں لغزش تکمیل شکل ضروری ہو	۲۳	۵۹
رقم بمجتمعہ عدالت		
〃 اطلاع بیرون حدود		۲۵۴
〃 〃 بیرون ملک کے بادشاہوں کو	۱۹۳	۲۶۲ — ۲۶۳
رقم مجموعی		
〃 کب جائداد منقولہ کا شامل کرنا ضروری ہے	۱۲۱	۱۴۷
رقم بمقابلہ اراضی	۱۵۸	۲۰۸ — ۲۰۹
〃 روس کی سوئٹ گورنمنٹ کو تسلیم کرلینا		۲۴۴ - ۲۶۱
رنوائے		
〃 بیٹ کی رائے		۳۴
〃 بحث		۲۸ — ۳۹
〃 انگلستان کا عملدرآمد		۳۵ — ۳۸
〃 جرمنی کا مجموعہ قوانین		۳۱ — ۳۴
〃 ہیگ کا معاہدہ		۳۳ نوٹ
〃 مقننین کا اجماع اس کے خلاف		۳۴
〃 اس کے معنی		۲۸
〃 مصنف کی رائے		۳۷ — ۳۹
〃 اس کی ابتداء		۲۳ و ۲۸
رہن		
〃 انفکاک	۱۷۴	۲۱۹ — ۲۲۰

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مسئلہ حاشیہ
رہن		
〃 تعیین اطلاع اجات		۲۴۵
〃 جائداد غیر منقولہ ملک غیر	۱۷۴	۲۱۹ — ۲۲۰
〃 ارامنی پر غیر منقولہ ہے	۱۶۰	۲۰۹
〃 تقدم کا تصفیہ قانون مقام عدالت سے	۳۵۱	۴۰۶ — ۴۰۷
〃 واپسی تمسک	۱۷۴	۲۱۹ — ۲۲۰
ریلوے		
〃 معاہدہ برندگی مال	۹۸	۱۲۷

ز

زوج و زوجہ		
〃 حقوق جائداد	۳۶	۷۲
〃 تبدیل توطن سے اثر	۳۶ (الف)	۶۲ — ۶۶

س

سزایابی		
〃 ملک غیر میں واقعات کا قطعی ثبوت نہیں	۳۲۸	۳۹۳ — ۳۹۵
سفرا		
〃 کے تقرر کا اثر بغرض حفاظت بمقابلہ دائن		۲۶۶
〃 کے حقوق کی حد		〃
〃 کے اولاد کی قومیت	۲۸۱	۳۵۵
〃 کارروائی بمقابلہ	۱۹۴	۲۶۲ — ۲۶۶

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
سفرا		
〃 سفیر مقرر ہوجانے کا اثر توطن پر	۱۹۴	۲۶۴
〃 ملازمین سفرا		۲۶۵
〃 بادشاہوں پر سفرا کے نام سے دعوی نہیں ہوسکتا		۲۶۴
〃 سفرا کا حدود اختیارات کا پابند ہونا		〃
〃 اس حق سے دست برداری		۲۶۵
سفارت خانہ جات		
〃 نکاح	۲۷ و ۲۹	۶۳ و ۶۵ و ۶۶
〃 〃 زیر ایکٹ نکاح ملک غیر	۲۸ و ۳۰	۶۴ - ۶۷
سکونت		
〃 جو توطن سے کم درجہ میں داخل ہوتی ہے وہ طلاق کے اختیارات کی بنیاد نہیں ہوسکتی		۸۴ - ۸۵
سکہ		
〃 ترکہ کس سکہ میں ادا ہوگا		۱۵۱
〃 معاہدات جائداد غیر منقولہ میں		۲۱۵
〃 شرح بٹادن - تاریخ شمار		۲۹۹
سلطنت		
〃 ممالک محروسہ سرکار انگریزی میں ہر جگہ موجود متصور ہوگی	۱۷۷	۲۲۱ - ۲۲۲
سمندر		
〃 میں اختیارات		۲۷۵ - ۲۷۸
سود		
〃 ملک غیر کی تجاویز میں	۲۲۵	۲۹۹
〃 رقم جو ملک غیر میں بیجا طریقہ سے کام میں لائی گئی ہو	۲۰۶	۲۷۹

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی سمیت حاشیہ
سود		
〃 شرح	۲۲۵	۲۹۹
〃 کا مہتمم ترکہ پر عائد کیا جانا	۱۱۹	۱۴۶
سوگنی		۲۱
〃 دیوالیہ کے متعلق اس کی رائے		۱۵۸ - ۱۵۶و۱۸۱
〃 شہادت معاہدہ		۲۸۰ - ۲۸۱
〃 عدالت معاہدہ		۲۲۷-۲۳۱-۲۸۸
〃 عدالت تعمیل		۲۶۸
〃 توریث منقولہ		۱۴۷ - ۱۸۸
اصلیت		۱۲ (نون)

ش

شخصی قانون بین الاقوام		
〃 اس کی تعریف		۱
〃 〃 تاریخ		۱۰
〃 فطری قانون ایک جز		۹
〃 انگلستان کے اصول قانون کے لحاظ سے		۴۱۵
شراکت		
〃 شریک کا دیوالیہ ہو جانا انگلستان میں	۱۴۵	۱۷۹ — ۱۸۰
〃 زوجہ زوج کے ساتھ شریک ہو سکتی ہے		۴۴
〃 انگریزی قانون کی رو سے ملک غیر کا		
〃 معاہدہ منجانب شریک ناجائز ہے	۲۱۴	۲۹۲
〃 شخصی ذمہ داری شرکا کی	۳۴۷	۴۰۵

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
شراکت		
〃 تعمیل حکمنامہ	۱۸۲	۲۴۱ — ۲۴۲
〃 انجمن کی طرف سے یا اس پر دعویٰ کرنا	۱۸۲	〃 〃
شکل		
〃 ازدواجی انتقال کی	۳۷	۷۶
〃 معاہدات کی		۲۸۰ — ۲۸۱
〃 نکاح کی	۱۷ و ۲۰ و ۲۶	۵۵ و ۵۷ و ۶۳

ص

صحیح النسبی		
〃 بعد طلاق کے نکاح پر منحصر ہے	۵۳	۱۰۱
〃 بروقت پیدائش والدین کے تولد پر موقوف ہے	۵۸ (الف)	۱۰۴
〃 غیر صحیح النسب اولاد جو ملک غیر میں وارث ہو سکتی ہو وہ انگلستان میں وارث نہیں ہو سکتی	۵۸	۱۰۳
〃 حدود اختیارات		۹۹ — ۱۰۰
〃 ذریعہ ازدواج مابعد		۱۰۰ تا ۱۰۴
〃 اس سے انگلستان میں جائداد غیر منقولہ کی وراثت کی قابلیت نہیں پیدا ہوتی	۱۷۸ — ۱۷۹	۲۲۲ — ۲۲۴
〃 رعایا بن جانے کا اثر	۵۷	۱۰۳
〃 یہودیوں کا قانون انگلستان میں قابل تسلیم نہیں		۱۰۱
〃 ایسی اولاد قانون تقسیم میں اولاد کی تعریف میں داخل ہو جاتی ہے	۱۲۶	۱۵۴ — ۱۵۵
〃 〃 انگلستان کے قانون ارث میں بھی	۵۶	۱۰۳

صحیح النسبی	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
〃 ایسی اولاد قانون انگلستان کی وصیت کی رو میں بھی		۱۵۵
〃 باپ کے ذاتی قانون میں پیدائش اور نکاح کے وقت اس کی اجازت ہونی چاہیئے	۵۴ و ۵۵	۱۰۱ و ۱۰۲
〃 سوگنی کی رائے		۱۰۲
〃 ملکی قومیت	۵۷	۱۰۳
صدر مقام انجمنہائے تجارتی		۳۶۸ — ۳۷۰

ض

ضابطہ		
〃 قید وغیرہ	۳۴۵	۴۰۵
〃 معیاد مرافعہ	۳۵۲	۴۰۷
〃 حاضری انگلستان میں عذر کے ساتھ	۱۸۱	۲۴۰
〃 ملک غیر میں 〃		۳۸۹
〃 ملک غیر کے قانون کا ثبوت	۳۵۳	۴۰۷
〃 〃 کا حکم بابت اولے خرچہ	۳۱۶ — ۳۱۷	۳۸۲
〃 ضمانت باتہ خرچہ	۳۶۵ (الف)	۴۱۳
〃 ملک غیر کے مدعی کے مقابلہ میں پیشی کا غذات		۲۴۰
〃 پیشی کا غذات بمقابلہ نشانان ملک غیر		۲۶۰
〃 〃 بتائید کارروائی ملک غیر	۳۶۵	۴۱۳
〃 ملک غیر کی تجویز کے انتظار میں		

ضابطہ — دفعہ — صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ

عدالت کو اختیار تمیزی	۳۵۰	۴۰۶
〃 شہادت بیرون ملک	۳۶۳ - ۳۶۴	۴۱۲ - ۴۱۳
〃 〃 کا قابل قبول ہونا	۳۴۸	۴۰۶
〃 〃 ماہر فن کی ملک غیر کے قانون کے متعلق	۳۵۶ - ۳۵۸	۴۰۸ - ۴۱۱
〃 شہادت دستاویزی قابل ادخال اگرچہ غیر صحیح ہو	۱۲۴	۱۵۲ - ۱۵۳
〃 〃 لینے کا اختیار ان مقدمات میں جو بیرون ملک دائر ہوں	۳۶۲	۴۱۲
〃 ملک غیر کے قانون کے ثبوت کا طریقہ		۴۰۸ - ۴۰۹
〃 دین بیرون ملک کے لئے		
〃 دیون کے نام حکم		۲۰۳ و ۳۸۷
〃 ہیگ کی قرارداد		۳۴
〃 بے ضابطگی ملک غیر کی تجویز کے جواز پر موثر نہیں ہے	۳۲۷ (الف)	۳۹۲
〃 قانون مقام عدالت کا ضابطہ پابند ہے	۳۴۱	۴۰۴
〃 مقدمات متدائرہ کا اثر	۳۳۸ - ۳۳۹	۳۹۹ - ۴۰۲
〃 ملک غیر کی کارروائی کی تائید میں کاغذات وغیرہ کا نہ پیش کرایا جانا	۲۶۱	۴۱۲
〃 کس نام سے دعوی دائر ہونا چاہئے	۳۴۲	۴۰۴
〃 جدید اشخاص کا شریک مقدمہ کرنا	۱۸۷ (الف)	۲۵۳
〃 میعاد	۳۴۳	۴۰۵
〃 تقدم	۳۵۱	۴۰۶ - ۴۰۷
〃 حفاظت گواہان	۳۴۹	۴۰۶
〃 ملک غیر کے ایکٹوں اور کارروائی		

ضابطہ	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
〃 کا ثبوت	۳۶۱	۴۱۲
〃 ضمانت بابت خرچہ	۳۶۵ (الف)	۴۱۳
〃 تعمیل بیرون حدود	دیکھو تعمیل	
〃 مجرا داشت	۳۴۶	۴۰۵
〃 مخصوص ضابطہ	۳۴۴	۴۰۵
〃 منفرداً دعویٰ کرنا	۳۴۷	〃
〃 اطلاع برفریق ثالث	۱۸۷	۳۵۳
〃 گواہ کا جواب دینے سے انکار	۳۴۹	۴۰۶
ضمیمہ وصیت نامہ		
〃 دستاویز زیر بحث وصیت نامہ ہے یا ضمیمہ وصیت نامہ	۸۴	۱۱۸
ضمانت		
〃 بابتہ خرچہ مدعیان ملک غیر	۳۶۵ (الف)	۴۱۳

ط

طلاق پر تبدیل ہونیوالے انتقالات		۷۹
طلاقی اور ازدواجی معاملات کے مقدمات		
〃 وجہ طلاق کا انحصار قانون مقام عدالت پر ہے	۵۲	۹۴ - ۹۹
〃 〃 قانون انگلستان سے ناکافی ہونیکا اثر		۹۵ - ۹۷
〃 معاہدات لغرض آسانی طلاق		۲۹۴
〃 تنسیخ نکاح	۴۹	۹۲ - ۹۳
〃 زوجہ کو چھوڑ دینے سے وطن کی عدالت کے علاوہ		

طلاقی اور ازدواجی معاملات کے مقدمات	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
دوسری عدالتوں کو اختیار سماعت حاصل ہوجاتا ہے	۴۶	۸۸ — ۸۹
〃 انگلستان کا اختیار سماعت مقدمہ طلاق	۴۳	۸۴ — ۸۵
〃 〃 〃 〃 توطن پر ہے	۴۴	۸۵ — ۸۶
〃 ملک غیر کا اختیار سماعت مقدمہ طلاق انگلستان میں کب کافی منصور ہوتا ہے	۵۱	۹۴
〃 اس کے متعلق ہیگ کے معاہدات		۹۸ — ۹۹
〃 قانون کی تاریخ		۸۳ — ۸۵
〃 اختیار سماعت بمقدمہ طلاق		۸۴ — ۹۹
〃 افتراق عدالتی	۴۷	۹۰ — ۹۱
〃 ملک انگریزی میں حکم ادائی نان ونفقہ کی تعمیل		۳۷۹
〃 حسب قانون اسلام		۸۶ — ۸۷
〃 انگلستان کے اختیار سماعت میں مقام انعقاد نکاح کو کوئی اہمیت نہیں ہے	۴۳	۸۴ — ۸۵
〃 مقام وقوع زنا بھی ناقابل لحاظ ہے		۸۴
〃 طلاق کے متعلق ضابطہ وعملدرآمد	۱۸۹	۲۵۴
〃 دوبارہ نکاح کا انحصار اس ملک کے قانون پر جہاں طلاق ہوی		۸۸
〃 سکونت اور توطن		۸۵ - ۸۷
〃 اعادہ حقوق زوجیت	۴۸	۹۱ — ۹۲
〃 تعمیل اطلاع نامجات بیرون حدود بمقدمات طلاق	۱۸۹	۲۵۴
〃 تعمیل اطلاع نامجات بغرض حضوری	۴۸	۹۲
〃 انتقالات میں تبدیلیاں بحالت طلاق		۷۹

دفعہ صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ

ع

عام اوسط	۲۲۰	۲۹۶ — ۲۹۷
عدالت		
〃 مقام عمل	۳۲۴	۳۸۷
〃 مقام سماعت یکجائی		۵
〃 〃 معاہدہ		۵ و ۲۸۶ و ۳۸۴ و ۳۸۶
〃 قرون متوسط میں		۲۳۱ — ۲۳۳
〃 قانون روما میں		۲۲۷ و ۲۳۰ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۸۶
〃 مقام ارتکاب فعل		۵ و ۲۳۰ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۷۴
〃 〃 توطن		۲۲۷ — ۲۳۰
〃 〃 قرضہ	۱۵۲	۲۰۱ — ۲۰۳
〃 مقام وطن اصلی		۲۲۷
〃 〃 مدعی علیہ		۵ و ۶ و ۲۲۶ و ۲۳۴ و ۲۵۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۳۸۴
〃 〃 قیام مدعی علیہ		۵ و ۱۲ و ۲۵۶ — ۲۵۹
〃 〃 وقوع		۵
〃 عدالت ذمہ داری مخصوص	۳۲۲	۵ و ۶ و ۳۸۵ — ۳۸۷
علیحدگی		
〃 کا اعلان	۲۸۹ و ۲۹۰	۳۶۱ — ۳۶۲
عمر		
〃 قابلیت بلحاظ قانون ذاتی	۲	

دفعہ صفحات کتاب انگریزی متذکرہ حاشیہ

ف

فریب
" جو تجارد بزریعہ فریب حاصل کی جائیں ۳۳۰ ۳۹۶
" جو لوگ فریب سے حدود ارضی میں لائے جائیں ۱۸۰ ۲۳۸
فرانس کا قانون
" دیوالیہ کے متعلق ۱۵۹ و ۱۶۲ / ۱۶۳ و ۱۸۱
" توطن انجمنہائے تجارتی کا ۳۷۰
" جائداد منقولہ ۱۸۶
" عدالت مقام معاہدہ ۲۳۲—۲۳۳
" قدیم زمانہ میں ۱۵
" قومیت اور توطن ذاتی قانون کے معیار ۲۴ — ۲۶
" امر فیصل شدہ ۲۴ و ۳۹۳
" فرانس کے باشندون اور ملک غیر کے باشندوں کی حیثیت ۲۵ — ۲۶
فوج
" عہدہ داروں کا توطن ۲۷۳ - ۲۷۷ ۳۴۸—۳۵۱
" نکاح بیرون ملک ۳۱ ۶۷
فولکس
" کی رائے جائداد منقولہ کے متعلق ۱۸۷

دفعہ — صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ

ق

قابلیت

〃 انحصار عمر پر لحاظ قانون ذاتی یا خصوصی قانون مقام معاملہ	۲	۴۰ - ۴۴
〃 بلحاظ نکاح	۳	۴۴
〃 ملک غیر کی فوجداری یا مذہبی ناقابلیت	۱۶	۵۰
〃 جائداد غیر منقولہ	۱۶۵ (الف)	۲۱۲
〃 قانون مقام انعقاد معاہدہ		۴۳ و ۵۷
〃 منکوحہ عورت کی	۳	۴۴
〃 محدود قابلیت ایک کامل ادارے میں	۱۵	۴۹ - ۵۰
〃 تقرر ولی		۴۱
〃 معاہدہ نکاح	۱۹ و ۲۱ دیکھو نکاح	۴۲ - ۵۷
〃 رسید دینا		۴۲

قانون

〃 〃 ممالک		۱۰ و ۱۸۵
〃 معنی قانون		۱
〃 نوعیت قانون		۱
〃 قانون بحری		
〃 〃 اسکا ٹیبلشمنٹ میں وہی ہے جو انگلستان میں ہے		۱۹۴ و نوٹ
〃 〃 اسکے کیا معنی ہیں اور اسکا استعمال انگلستان میں		۱۹۱ — ۱۹۴
〃 احکام قانون موضوعہ		۲۷۳ — ۲۷۶
〃 بغیر صریح الفاظ کے مجانین ملک غیر سے متعلق نہیں ہیں	۱۳	۴۸
〃 قانون مقام عدالت	۳۴۱ — ۳۵۲ و ۴۰۳ و ۴۰۷	
〃 ایسے وصیت نامہ کا جو حسب قانون عمل		

قانون	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی متذکرہ حاشیہ
مرتب نہ ہوا ہو قابل ادخال ہونا	۱۲۴	۱۵۲ — ۱۵۳
〃 معاہدہ کے ثبوت کے لئے جو شہادت مطلوب ہے	۲۰۸	۲۸۰ — ۲۸۱
〃 حق نالش کی ضبطی		۲۰۲
〃 ذمہ داری کا انتقال و زوال		۳۱۲ — ۳۱۸
〃 اسی سے حقوق زوجیت کا تصفیہ ہوتا ہے	۳۳	۶۸
〃 ناجوازی معاہدات بروئے قانون مذکور	۲۱۳	۲۹۱
〃 ضابطہ بحث قانون مذکور	۳۵۲ - ۳۴۱	۴۰۴ — ۴۰۷
〃 قانون شکل دستاویزات		
〃 معاہدہ کے متعلق		۲۸۶
〃 وصیت ناموں کے متعلق	۸۷	۱۲۰
〃 اس کی تعریف		۸
〃 کب شکل کا قیام ناممکن ہو جاتا ہے		۶۳
〃 قانون مقام تحقیقات بجائی		
〃 〃 تقدم دیون میں استعمال ہوتا ہے	۱۱۰	۶ و ۸ و ۹ و ۱۳۴
〃 قانون مقام معاہدہ		۶
〃 〃 قابلیت کے تصفیہ میں استعمال ہوتا ہے		۴۳
〃 〃 انتخابی توطن	۳۲۰	۳۸۸
〃 〃 معاہدات کے ضوابط	۲۰۷ و ۲۰۸	۲۸۰ — ۲۸۱
〃 〃 فروخت جہاز		۱۹۱ — ۱۹۴
〃 〃 انتقال ذمہ داری		۳۱۱ — ۳۱۲
〃 قانون مقام ارتکاب جرم		۶
〃 قانون مقام وقوع		
〃 〃 متعلق بہ جائداد غیر منقولہ		۲۰۷ — ۲۲۴
〃 〃 وصول قرضہ		۲۰۳

قانون	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
〃 انسداد پیش بندی		۲۰۳
〃 جہاز		۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۱
〃 انتقال منقولہ	۱۵۰	۱۹۷ — ۲۰۰
〃 بحالت بل فروخت		۱۹۹
〃 متعلق بہ نیک نامی و ایجاد	۱۵۴ (ب)	۲۰۵
〃 〃 برہن		۲۰۰
〃 〃 بہ حصص		۲۰۵
〃 مختاروں کی ذمہ داری		۲۰۰
〃 قانون فطرت		۱۰
〃 قانون ذاتی		
〃 〃 ہندوستان میں		۱ - نوٹ و ۱۲
〃 〃 زمانہ قدیم میں		۱۲
〃 〃 اسکا تعین توطن سے ہوتا ہے نہ کہ قومیت سے	۱	۴۰
〃 قانون روما		
〃 〃 انجمنوں کے متعلق		۳۶۷
〃 〃 توطن کے متعلق		۳۱۹ — ۳۳۵
〃 〃 حدود اختیارات کے متعلق		۲۲۶ — ۲۳۲
〃 〃 جائداد منقولہ کے متعلق		۱۸۵ — ۱۸۶
〃 〃 معاملات از قسم معاہدات کے متعلق		۳۰۹
〃 قانون جس کا اثر زمانہ گذشتہ پر ڈالا جائے	۶۲	۱۰۸
〃 قانون مالگزاری		۲۰۶ و ۲۸۱ و ۲۸۲
〃 〃 ملک غیر	۱۵۵ — ۲۰۹	۲۸۹
〃 قانون فریب		۲۸۱
〃 قانون متعلقہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ		۸

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی متعلقہ صفحہ
قانون		
〃 قانون سود ملک غیر کا اثر		۲۹۹
قواعد جہاز رانی	۲۰۵	۲۷۷ — ۲۷۸
قبضہ		
〃 ملک غیر کی جائداد کے قبضہ کا اثر		۱۲۴ — ۱۲۵
〃 بر بنائے تجویز	۹۷	۱۲۷
قرقی		
〃 دیون جو دیوالیہ کو واجب الوصول ہوں	۱۳۹	۱۷۴
قرارداد باہمی دائنین		
〃 آئرلینڈ کے قرارداد کا اثر انگلستان کی کارروائی پر	۲۴۲ (ب)	۳۱۸
قومیت		
〃 میعار قانون ذاتی		۲۳ و ۲۸
〃 ازدواج کی بنا پر جائداد پر موثر نہیں		۷۱
〃 کس طرح حاصل ہوتی ہے	۲۸۰	۳۵۵
〃 اٹلی کا قانون اس بارہ میں		۲۷
〃 ایک ہی ہوتی ہے		۳۶۵
〃 بے وطنی کی حالت		۳۶۵ — ۳۶۶
قواعد جہاز رانی	۲۰۵	۲۷۷ — ۲۷۸
قیام و سکونت	۲۸۵	۳۵۹
قید		
〃 قانون مقام عدالت کا اتباع	۳۴۵	۴۰۵

دفعہ صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ

ک

کارروائی

" بیرون حدود مقدمات متدائرہ کا اثر ۳۹۹ - ۴۰۲

" اسکا التوا بانتظار تصفیہ امور متعلقہ قانون ملک غیر ۳۵۰ ۴۰۶

کرایہ جہاز

" اس کے معاہدات ۲۱۹ ۲۹۵ - ۲۹۶

کمیشن

" جبہ ملک غیر کے مہتمان ترکہ کو دیا جائیگا ۱۰۹ ۱۳۴

" ملک غیر کے گواہوں کے تکلیفدی اظہار کے بابت ۳۶۳ (الف) ۴۱۲

کمپنی

" باہمی قرارداد کے پابند ملک غیر کے دائن نہیں ہوتے ۲۴۲ (الف) ۳۱۷

" اس میں حصص لینے کا معاہدہ ۳۸۳

" معاہدہ شرکاء میں ۲۲۳ (الف) ۲۹۸

" عدالت ملک غیر کی کمپنیوں کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دے گی ۳۰۲ ۳۷۱

" ملک غیر کی کمپنیوں کے دستاویزات مہری ہونا ضرور نہیں ہے ۳۷۳

" کمپنی کے ممبروں کی ذمہ داری ۳۰۸ و ۳۲۷ ۳۹۱ - ۳۹۶

کونسل

" منظوری باہتمام ترکہ ملک غیر کے کونسلوں کو ۷۹ ۱۱۶

" ان کو سفراء کے حقوق حاصل نہیں ہیں ۱۹۵ ۲۹۶

" حلف ان کے سامنے ۲۶۵ ۳۱۳

" اس خدمت کا اثر توطن پر ۲۷۴ ۳۴۹

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
کونسلر عدالتیں		
〃 ان کے حدود اختیارات	۱۹۵	۲۶۶

گ

گروٹیئس		
〃 کی رائے قانون مقام عدالت کے متعلق		۱۸ — ۱۹
گواہ		
〃 کمیشن بغرض شہادت کب منظور کیا جائے گا	۳۶۳ (الف)	۴۱۲
〃 ایسے جواب نہ دینے کا حق جس سے اس پر جرم عائد ہوتا ہو	۳۴۹	۴۰۶
〃 ملک غیر کے گواہوں کے بیان کا قلمبند ہونا	۳۶۳	۴۱۲

ل

لارڈ کیبل کا ایکٹ		
〃 ملک غیر کے لوگ اس سے مستفید ہو سکتے ہیں	۲۰۰ (الف)	۲۷۲
لارڈ کنگس ڈاؤن کا ایکٹ	۸۵ و ۸۷-۸۸	۱۱۸ — ۱۲۰
〃 اراضی پٹہ کے متعلق		۲۱۳ — ۲۱۴
〃 وصیت کی تعمیل بر بنائے مختار نامہ	۹۱	۱۲۲
〃 تعبیر وصیت پر اثر		۱۵۰
〃 کہاں تک انگریزی رعایا کے ساتھ مخصوص ہے		۱۱۹

لارڈ کنگس ڈاون کا ایکٹ	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
〃 اسکی رو سے ایک وقت میں صرف ایک قانون کا عمل ہو سکتا ہے	۹۰	۱۲۱

م

مال لاوارث

〃 قانون توطن کا تابع نہیں ہے ۱۴۸

ماہرین کی شہادت

〃 قانون ملک غیر کے متعلق ۳۵۶ و ۳۵۸ ۴۰۸ — ۴۱۰

〃 ماہر کون سمجھے جاتے ہیں ۳۵۷ ۴۰۹ — ۴۱۰

مال کو روک رکھنے کا حق

بحری بمقابلہ خاہان ملک غیر ۲۶۰

〃 حق نالش پر ۲۰۲

〃 اراضی پر ۱۵۷ ۲۰۸

مارٹین کے ایکٹ

〃 ملک غیر کی خیرات کے متعلق ۱۶۵ ۲۱۱ — ۲۱۲

〃 〃 اراضی 〃 ۲۱۲

〃 انگلستان کی اراضی پٹہ ۲۱۱

متفق ہونے والی سلطنتیں

〃 ان کی ذمہ داریاں ۲۶۱

مجرمانہ حیثیت

انگلستان میں ناقابل لحاظ ہے ۱۶ و ۲۲ ۵۰ و ۵۸ — ۵۹

مجانین

توطن ۲۵۱ - ۲۵۲ ۳۳۳

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
مجانین		
〃 اختیارات کام میں نہیں لائے جا سکتے جبتک انگلستان میں تحقیقات نہ ہو لے	۱۴	۴۹
محافظ کا رائے میں تفوق ہونا		
〃 انگلستان میں ناقابل تسلیم ہے	۱۵	۴۹ — ۵۰
محصول (یا رسوم) موت پر	۱۱۷ - ۱۱۲	۱۳۶ — ۱۴۵
〃 قرض پر		۲۰۳
〃 جائداد پر	۱۱۲-۱۱۳ (الف)	۱۳۶ — ۱۳۹
〃 نیک نامی تجارتی پر	۱۵۴ (الف)	۲۰۵
〃 ہبہ و ہبتی پر		۱۳۶
〃 کرایہ	۱۵۹	۲۰۹
〃 شراکت کے سرمایہ کی فروخت پر		۲۰۹
〃 ضمانت ہائے قابل فروخت پر		۲۰۴
〃 جو رسوم بیرون ملک دئے جائیں وہ کب رقم پس انداز سے وصول ہوں گے	۱۱۷	۱۴۴
〃 سند ایجاد پر		۲۰۵
〃 ذاتی ذمہ داریوں پر		۲۰۵
〃 پروبیٹ پر	۱۱۲-۱۱۳ (الف)	۱۳۶ — ۱۳۹
〃 بحالت انگریزی جہاز کے بیرون حدود ہونے کے		۱۲۶
〃 توریث	۱۱۲ و ۱۱۶	۱۳۶ و ۱۴۱ — ۱۴۴
〃 متعلقہ اولاد جسکی صحیح النسبی بعد نکاح کرنے ثابت ہو گئی ہو	۵۶	۱۰۳
محرمات کے ساتھ نکاح	۱۹ و ۲۱	۵۷ — ۵۸
مختار		
〃 اختیارات	۱۵۱	۲۰۰

مختار	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی متذکرہ حاشیہ
〃 مختار کے کئے ہوئے معاہدات کے متعلق گمنام اصل کی دعوی کا حق	۲۲۳	۲۹۶ — ۲۹۸
〃 اصل کے بیرون حدود عدالت ہونیکی حالت میں سمن کی تعمیل		۲۳۹
ملک غیر کا باشندہ		
〃 دشمن اسکی جائداد متروکہ کا اہتمام ذریعۂ امناء سرکاری اور اس کے ساتھ معاہدات		۱۱۶
مداخلت بیجا		
〃 ملک غیر کی اراضی پر		۲۵۴ — ۲۵۵
مدیون کے نام احکام بابتہ قرضہ بیرون ملک		۳۸۷ و ۲۰۳
〃 آمدنی پر حصول		
〃 انگلستان کی انجمنیں	۳۰۴	۳۷۲ — ۳۷۳
〃 ملک غیر کی انجمنیں	۳۰۳	۳۷۲
〃 امناء کو ملک غیر کے منافع پر ادا کرنا لازم ہے		۱۴۴
مزاحمت ذاتی		
〃 کا جواز قانون مقام عدالت پر منحصر ہے	۳۴۵	۴۰۵
مزاحمت		
〃 نکاح کی شرط وصیت نامہ میں		۱۴۸
〃 تعمیل معاہدات بمزاحمت تجارت		۲۹۴
〃 انتقال میں مزاحمت جائداد منقولہ کے		۴۴ — ۲۰۳
〃 〃 غیر منقولہ کے	۱۶۵	۲۱۱ — ۲۱۲
مزاحمت حق		
کے مقدمات میں تعمیل اطلاع نامہ بیرون حدود		۲۴۸

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
مزید حاشئے نویس		۱۵ — ۱۶
مرتہن		
〃 اس کے حقوق کا تعین کب تو طن یا قانون مقام وقوع ہوتا ہے		۲۰۰
مذہبی ناقابلیت		
〃 متعلقہ نکاح	۲۲	۲۸ — ۲۹
〃 انگلستان میں ناقابل تسلیم ہے	۱۶	۵۰
مسلمانون کا قانون		
〃 متعلقہ طلاق۔ کس حد تک انگلستان میں قابل تسلیم ہے		۸۶ — ۸۷
مشرقی ممالک		
〃 حصول حقوق توطن		۳۲۱ — ۳۳۰
〃 قانون بین الاقوام کے قانونی مقولے مستعمل نہیں ہوتے		۵۶ — ۶۱
مصر		
〃 اس کا توطن		۳۲۱ — ۳۲۳
معاہدات کی تحویل	۲۳۶ — ۲۳۷	۳۱۲
معاہدات ناخدائے جہاز بہ کفالت جہاز یا سامان		۲۹۶
〃 قومیت کی بنیاد پیدائش پر ہے۔		۳۵۵ - ۳۵۶
معاہدات ملک غیر جن میں روبرو یہ دیکر مقدمہ لڑوانے کی شرط ہو		۲۹۴
معاہدات		
〃 بیرونی دشمنون کے ساتھ		۲۹۲
〃 انگلستان کی حکمت عملی یا اخلاق عامہ کے خلاف	۲۱۵	۲۹۳
〃 بخلاف ورزی قوانین انگلستان	۲۱۴	۲۹۲
〃 خود اپنے قانون کے لحاظ سے ناجائز	۲۱۳	۲۹۱
〃 ذریعہ تار یا خطوط	۲۲۴	۲۹۸
〃 بابت بری الذمہ ہونے کے کارروائی دیوالیہ میں	۲۴۰ — ۲۴۲	۳۱۶ — ۳۱۸

معاہدات

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی متذکر حاشیہ
// معاہدات کے اثرات		۲۸۵ — ۲۹۰
// // انگلستان میں انگریزی ضابطہ کی پابندی کا		
// // کے ساتھ جو بیرون ملک عمل میں آئی ہو	۲۱۰	۲۸۳
// شہادت باتباع قانون مقام انعقاد معاہدہ	۲۰۸	۲۸۰ — ۲۸۱
// شرح بٹاون	۲۲۶	۲۹۹ — ۳۰۰
// بابتہ اراضی ملک غیر	۱۷۲	۲۱۶ — ۲۱۸
// ضابطہ بہ پابندی قانون مقام انعقاد	۲۰۷ — ۳۰۹	۲۸۰ — ۲۸۱
// بحالت اتفاقی ہونے کے	۲۱۰	۲۸۳
// عام اوسط	۲۲۰	۲۹۶ — ۲۹۷
// ناجواز	۲۱۳	۲۹۱
// متعلقہ جائداد غیر منقولہ	۱۷۲ — ۱۱۶	۲۶۱ — ۲۱۸ و ۲۹۴
// ناقابل تعمیل ہونے کا اثر	۲۱۳ (الف)	۲۹۱ — ۲۹۲
// ارادہ تعبیر کا ہادی ہے		۲۸۳ — ۲۸۵
// سود	۲۲۵	۲۹۹
// تعبیر	۲۱۱	۸۰ — ۲۸۳ — ۲۸۵
// اثر سے فرق		۲۸۳ — ۲۸۵
// ذریعہ خط	۲۲۴	۲۹۸
// خالص حقوق بغیر شرکت غیرے	۲۱۷	۲۹۴
// ذمہ داریاں از قسم معاہدات	۲۳۵	۳۰۸ — ۳۰۹
// متعلقہ سامان جہاز	۲۱۹	۲۹۵ — ۲۹۶
// مختاری	۲۲۳	۲۹۷ — ۲۹۸
// برندگی مال	۲۲۲	۲۹۷
// بحری بیمہ	۲۲۱	//
// نکاح	۲۱۲ — ۲۲۴	۲۹۸

معاہدات	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
〃 بیع مال	۲۲۳ (ب)	۲۹۸
〃 خدمت	۲۱۸	۲۹۵
〃 جب بذریعہ خط منعقد ہو تو اس کا مقام	۲۲۴	۲۹۸
〃 موجب مزاحمت تجارت		۲۹۴
〃 تائید ملک غیر سے معاہدہ قابل انفساخ کے سامنے میں		۲۹۱
〃 اسٹامپ کی ضرورت		۲۸۱ — ۲۸۳
〃 پابندی قانون شہادت انگلستان	۲۰۸	۲۸۰ — ۲۸۱
〃 جواز متعلقہ نکاح		۷۲ — ۷۳
〃 کس کی تعمیل حدود اراضی میں ہونی چاہیئے		۲۴۴ و ۲۴۵ - ۲۵۰
〃 جواز و اثرات قوانین مقام معاہدہ و مقام تعمیل	۲۰۷ و ۲۰۹ و ۲۱۱ - ۲۱۲	۲۸۰ - ۲۸۲ - ۲۸۵ - ۲۹۰
〃 بخلاف ورزی قوانین انگلستان	۲۱۴	۲۹۲
〃 تیز بکھو کاروائی دیوانی و ہندی و معاہدہ و قوانین بنتقال مدوار		
معاہدات سٹھہ	۲۱۵	۲۹۳
〃 دستاویزات قابل بیع دشراء کا ادائی میں دیا جانا	۲۱۵	〃
معاملات از قسم معاہدات کی ذمہ داری	۲۳۵	۳۰۸ — ۳۰۹
مقدمات متدائرہ		
〃 جب انگلستان کے متدائرہ مقدمہ کو تقدم حاصل ہو	۳۳۹	۴۰۲
〃 جب ملک غیر کے مقدمہ کو تقدم ہو	۲۳۸	۳۹۹ — ۴۰۲
مقدمات ازدواجی کا قانون بابتہ ۱۹۲۰ء		
〃 طلاق کے اختیارات		۸۸ — ۸۹
〃 ملک غیر کی تجویز کی ڈگری کا غیر موثر ہونا		۹۴
〃 ملک غیر کی تجاویز کا تسلیم کیا جانا		۹۳

	دفعہ	صفحات کتابہ انگریزی مندرجہ حاشیہ
مقام معاہدہ جو ذریعہ خط کے ہوا ہو	۲۲۴	۲۹۸
مقام وقوع		
〃 قرضہ	۱۵۲	۲۰۱-۲۰۲ و ۲۰۵
〃 نیک نامی تجارت	۱۵۴ (ب)	۲۰۵
〃 دستاویزات بیع و شرا	۱۵۴ (الف)	۲۰۴
〃 حصص		۲۰۵
〃 جہاز		۲۰۴
مقامی اور عارضی کارروائیاں		۲۳۵ — ۲۳۶
ملک غیر کی اراضی کے متعلق انگریزی عدالتوں کی کارروائی	۱۷۲	۲۱۶ — ۲۱۸
ملک غیر		
〃 کے مہتمم ترکہ کے حقوق انگلستان میں	۶۳ و ۹۹	۱۰۹ — ۱۲۸
〃 یہ حقوق کب ختم ہو جاتے ہیں	۷۳	۱۱۴
〃 جو ترکہ انگلستان میں لایا وہ قابل اہتمام ہے	۹۹	۱۲۸
〃 کی طلاق کب تسلیم کیجاتی ہے		۹۴
〃 اہتمام ترکہ کی منظوری غیر ضروری ہے	۶۴	۱۱۰
〃 ولی کے اختیارات	۶ و ۷	۴۵
〃 ترجمہ دستاویزات	۸۲	۱۱۷ — ۱۱۸
〃 ملک غیر کا قانون		
〃 〃 بابت توریث		۱۰۶
〃 〃 ناجوازی نکاح برنبائے ناکافی ہونے رضامندی کے	۲۴	۵۹
〃 〃 جواز وصیت نامہ	۸۱	۱۱۷
〃 〃 مقدمہ کا دوسری انگریزی عدالت میں بھیجنا	۳۵۹	۴۱۱

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
ملک غیر		
〃 ملک غیر کی دوسری عدالت میں بھیجنا	۳۶۰	۴۱۱
〃 ماہرین کا ثابت کیا ہوا	۳۵۶	۴۰۸ — ۴۰۹
〃 کس طرح ثابت ہوگا		۴۰۷ — ۴۱۱
〃 تعبیر	۳۵۸	۴۱۰ — ۴۱۱
〃 مثل انگلستان کے قانون کے فرض کر لیا جانا	۳۵۳	۴۰۷
〃 التوا مقدمہ بہ انتظار تصفیہ عدالت غیر	۳۵۰	۴۰۶
〃 ہر وقت بطور جدید ثابت ہونا چاہیئے	۳۵۵	۴۰۸
〃 جوری کے لئے مسئلہ واقعات	۳۵۴	〃
ملکی حقوق		
〃 کب جائداد متصور ہوتے ہیں	۱۵۵	۲۰۶
ممنوع الاشخاص کی قابلیت بیرون ملک		
〃 نکاح کرنے میں		۵۹
منظوری وصی کے وکیل کو موہوب لہ کل جائداد		۱۱۱
〃 کو صرف سند اہتمام دیجاتی ہے	۷۴	۱۱۴
〃 مقام اختیار سماعت انگلستان		۲۳۵ — ۲۳۶
〃 موقوفی	۱۸۰	۲۳۸
میعاد قانونی		
〃 جائداد منقولہ کی حسب قانون مقام وقوع	۱۷۱	۲۱۶
〃 یورپ کے دوسرے ممالک کی رائے		۳۱۴ — ۳۱۵

میعاد قانون	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
〃 ممالک غیر کی تجاویز کا اثر	۳۱۸ (الف)	۳۸۲
〃 ذمہ داریاں تابع ملک انگلستان	۲۳۸—۲۳۹	۳۱۳—۳۱۵

ن

نابالغ		
〃 قابلیت	۲	۴۰—۴۳
〃 توطن	۲۴۵—۲۵۰	۳۳۱—۳۳۳
〃 اختیار تقرر ولی نابالغ ملک غیر	۵ و ۶	۴۴—۴۵
〃 رسید		۴۲
〃 ملک غیر کے نابالغ کو زیر حفاظت کورٹ قرار دینے کے اختیار	۱۱	۴۸
ناجوازی		
〃 نکاح کی جو خاص ایک مقام کے لئے مخصوص ہو	۲۶	۶۳
نپولین کا مجموعہ قوانین		
〃 دیون		۱۲۶
〃 فرانس میں ملک غیر کے باشندے		۲۴—۲۶
〃 عدالت کارروائی		۳۸۷
〃 عدالت معاہدہ		۳۳۳
〃 جائداد منقولہ		۱۸۷—۱۸۸
〃 انتظام عام واخلاق		۵۱
〃 فرانسیسیوں کی جنبیت بیرون ملک		۲۵—۲۶
〃 قایم مقامی		۱۴۲
〃 توریث جائداد منقولہ		۱۰۶

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
نکاح کی تنسیخ		
〃 کے اختیارات	۴۹	۹۲ — ۹۳
نقصان		
〃 جو ملک غیر میں کیا جائے		۲۷۰
نکاح		
〃 ملک غیر میں	۲۷ — ۳۲	۶۳ — ۶۸
〃 فوجی اور سفارتخانوں کے نکاح	〃 〃	〃 〃
〃 فوج جو بیرون ملک ہو وہ نکاح اپنے ذاتی قانون کے مطابق کر سکتی ہے	۳۱	۶۷
〃 قابلیت نکاح کی		۴۱ — ۴۳
〃 اس کے قانون مقام عمل پر منحصر ہونے کے اسناد	۱۹	۵۷
〃 اب اس کا انحصار قانون ذاتی پر ہونا چاہیئے	۲۱	۵۷ — ۵۸
〃 ملک غیر میں نکاح کا ریکٹ نوآبادیات وغیرہ سے متعلق ہے	۳۰	۶۶
〃 رضامندی والدین یا اولیا کی متعلقہ شکل وقابلیت	۱۸ و ۲۳ و ۲۵	۵۶ و ۵۹ — ۶۳
〃 حقوق زوجیت کا نکاح سے پیدا ہونا	۳۳	۶۸
〃 کونسل خانوں کا نکاح	۲۷	۶۳ — ۶۴
〃 چچازاد بھائی بہنوں میں	۲۱	۵۸
〃 اس کو عدالت توطن کے ناجائز قرار دینے کا اثر	۲۴	۵۹
〃 مذہبی قواعد کا کہاں تک لحاظ کیا جاتا ہے	۱۷	(الف) ۵۵ — ۵۶
〃 قابلیت معاہدہ پر اثر	۳	۴۴

نکاح	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
〃 اثر جائداد ملک غیر پر		۶۹ — ۷۱
〃 〃 اراضی انگلستان	۳۵ و ۱۶۷	۲۱۲ و ۲۱۳
〃 استثنا مجرمانہ اور مذہبی حیثیت کا	۲۲	۵۸ — ۵۹
〃 ملک غیر کی تجویز کا اثر	۳۴۰	۴۰۲ — ۴۰۳
〃 〃 کے نکاح کے احکام بابت ۱۹۱۳ء		۶۵
〃 شکل جہاں قانون مقام عمل استعمال نہیں ہو سکتا	۲۶	۶۳
〃 شکل میں قانون مقام عمل کی پابندی ہونی چاہیئے	۱۷	۵۵
〃 قانون مقام عمل کے لحاظ سے جواز	۲۰	۵۷
〃 جرمنی کا قانون		۵۳ — ۵۵
〃 گریٹیا گرین کے نکاح	۲۳	۵۹
〃 ہیگ کا معاہدہ بابت ۱۹۰۲ء		۵۴ — ۵۵
〃 ہندوں کا نکاح		۶۹
〃 تنسیخ		۴۹
〃 یہودیوں کا نکاح		۵۸
〃 رضامندی میں بھی قانون مقام عمل کی پابندی ضرور ہے	۱۸	۵۵
〃 غیر عیسائی قوموں میں ایک نکاح کا تسلیم کیا جانا	۳۴	۶۸ — ۶۹
〃 اثر "نئی عمری" ڈگری کا		۵۶
〃 نکاح کا بطلان	۴۹	۹۰ — ۹۳
〃 اثر پوپ کی اجازت کا		۵۸
〃 قانونیت کے متعلق ذاتی قانون کی پابندی	۲۱	۵۷ — ۵۸
〃 تعدد ازدواج	۳۴	۶۸ — ۶۹

نکاح	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
〃 محرمات کے ساتھ نکاح	۱۹ و ۲۱	۵۶ و ۵۹ و ۶۰
〃 وعدہ ہائے نکاح	۲۱۲ و ۲۲۴	۲۹۰ — ۲۹۸
〃 وضع قواعد کا اختیار صوبجات کے واضعان قوانین کو		۶۲ و نوٹ
〃 عیسائی عورت مذہباً غیر عیسائی نہیں ہوجاتی		۸۷
〃 ناقابلیت جو مذہبی زہد سے پیدا ہوتی ہے	۲۲	۵۸ - ۵۹
〃 شرائط مانع ازدواج	۱۲۲	۱۴۸
〃 تنسیخ وصیت کا اختیار قانون توطن پر منحصر ہے	۸۰ و ۸۶	۱۱۷ — ۱۱۹
〃 شاہی نکاحوں کے ایکٹ کا اثر	۲۵	۶۰
〃 بیرون ملک جہاز پر نکاح	۳۰ و ۳۲	۶۶ و ۶۸
〃 توریث بحالت فوت زوجہ یا زوج	۴۲	۸۲
〃 جواز بلحاظ حیثیت	۱۹ و ۲۱	۵۷ و ۵۸
〃 〃 رضامندی والدین	۱۸	۵۶
〃 جواز بلحاظ حیثیت شکل	۱۷ و ۲۰	۵۵ — ۵۷
〃 〃 رسوم مذہبی	۱۷ (الف)	۵۵ — ۵۶
〃 نکاح کے انتقالات		
〃 〃 تبدیل توطن کا اثر		۸۱
〃 〃 اس کی شکل	۳۷ و ۳۸	۷۶
〃 〃 شوہر زوجہ کا امین		۸۱
〃 〃 مخصوص قواعد		۷۶ و ۷۹
〃 〃 اختیارات متعلق انتقالات		۷۹
〃 〃 جائداد خارج از انتقالات	۴۱	۸۱

نکاح		دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
〃	جواز نسبت حیثیت		۴۴
〃	نکاح شدہ عورت		
〃	〃 اس کی قابلیت	۳	۴۴
〃	〃 اس کا معاہدہ بیرون ملک		〃
〃	〃 توطن	۲۵۳	۳۳۳—۳۳۴
〃	〃 شرکت شوہر کے ساتھ		۴۴
〃	〃 حقوق ملکیت بلحاظ قانون توطن	۳۶	۷۲
〃	〃 پیش بندی کی روک		۴۴ و ۲۰۳
نوآبادیات			
〃	افعال قابل ہرجہ		۲۶۹
〃	دیوالیہ قرار دیا جانا	۲۴۲	۳۱۷
〃	پروبیٹ ایکٹ بابتہ ۱۸۹۲ء	۷۰ (الف)	۱۱۳
〃	انگلستان کے دیوالیہ پن کا اثر اراضی پر	۱۳۷	۱۷۲—۱۷۳
〃	اثر دستاویزات اقرار باہمی	۲۴۲ (الف)	۳۱۷
〃	حکومتوں پر دعوی نہیں ہوسکتا		۲۵۸
〃	ان کے جہاز ملک بادشاہی ہیں		〃
〃	ان کی تجویزوں کی تعمیل	۳۲۶ (الف)	۳۹۰
〃	وہاں نکاح	۳۰	۶۶—۶۷
〃	وہاں کی رعایا بننا	۲۸۸	۳۶۰
نیک نامی تجارتی			
〃	اس کا وقوع اور اس پر رسوم	۱۵۴ (ب)	۲۰۵

دفعہ صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ

و

والدین

〃	ملک کے والدین کے اختیارات	۴	۴۴
〃	اولاد کی جائداد پر		۴۷
〃	ان کی رضامندی نکاح کے لئے کب ضروری ہے	۱۸ و ۲۳ — ۲۵	۵۶ و ۶۳ — ۵۹

وارث

〃	کا اراضی انگلستان کی توریث کے لئے صحیح النسب ہونا لازم ہے۔		۱۷۸ و ۲۲۲ — ۲۲۴
〃	ملک غیر کی ذمہ داری	۱۰۲	۱۲۹
〃	پروہیبٹ جو ملک غیر کے وارث کو دیا جائے	۷۴	۱۱۴

وارٹن

〃	کی رائے جائداد منقولہ کے متعلق		۱۸۹

وصیت

〃	قابل ادخال ہونا اگرچہ وہ قانون ملک غیر کے مطابق ہو	۱۲۴	۱۵۲ — ۱۵۳
〃	شکل انگریزی رعایا کی وصیتوں کی	۸۸	۱۱۹
〃	وصیت کرنے کا اختیار قانون ذاتی پر منحصر ہے	۸۶	〃
〃	تبدیل توطن کا اثر جواز پر	۸۵ — ۸۶	۱۱۸ — ۱۱۹
〃	اولاد کے معنے وصیت نامہ میں	۱۲۶	۱۵۵
〃	تعبیر	۱۲۳	۱۴۹ — ۱۵۲
〃	انتخاب	۱۲۵	۱۵۳
〃	تعین جواز کے لئے انگریزی قواعد	۸۵	۱۱۸ — ۱۱۹

وصیت	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
〃 اختیار تعمیر وصیت ملک غیر		۲۱۸
〃 تعمیر میں الفاظ کا لحاظ		۱۵۲
〃 ملک غیر کے قانون وصیت میں ملک غیر کا شخصی قانون بین الاقوام شریک ہے		۱۲۱
〃 صرف پروبیٹ قطعی ثبوت وصیت کا نہیں ہے	۸۱	۱۱۷
〃 جائداد کب انگلستان کے وصیت نامہ میں شریک متصور ہوگی		۱۱۶ — ۱۱۵
〃 شکل تکمیل وصیت		۱۱۹
〃 تنسیخ	۱۲۲	۱۴۹ — ۱۴۸
〃 اختیار تقرر بغرض تکمیل وصیت	۹۱ و ۹۲ و ۹۳	۱۲۳ — ۱۲۱
〃 وصیت ایسے شخص کی جس نے رعایا بننا قبول کر لیا ہو		۱۲۰
صرف ایک قانون ایک وقت میں	۹۰	۱۲۱
قانون توطن کے لحاظ سے جو جائداد بعد قرض بچ جائے اس پر وصیت کا عمل ہوگا	۱۲۲ - ۱۲۵	۱۴۸
〃 تعمیر ذاتی جائداد	۱۲۳	۱۵۲ — ۱۴۹
〃 وصیت جائداد غیر منقولہ کے متعلق	۱۶۹	۲۱۳
〃 شرائط متعلقہ مزاحمت نکاح		۱۴۸
〃 تنسیخ وصیت ذریعہ نکاح	۸۰ و ۸۶	۱۱۹ — ۱۱۷
〃 〃 جہاں وصیت سے مقصد تکمیل مختارنامہ ہو	۹۱ — ۹۴	۱۲۳ — ۱۲۱
〃 ادائی دین ذریعہ ہبہ وصیتی		۱۵۱
〃 علیحدہ وصیت نامہ نسبت جائداد ملک غیر	۷۸	۱۱۶ — ۱۱۵
〃 وہم پرستی کے اغراض کے لئے		۱۴۹
〃 اصطلاحات فن		۱۵۱

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
وصیت		
" پروبیٹ کا ترجمہ	۸۲	۱۱۷ — ۱۱۸
" جائداد منقولہ کے قانون پر منحصر ہے	۸۵	۱۱۸ — ۱۱۹
" غیری تو طن کی عدالت کی تجویز قابل پابندی ہے	۸۰	۱۱۷
" وصیت نامہ جو سلطنتہائے متحدہ میں لکھے جائیں	۷۹	۱۱۶
ولایت		
" انگریزی رعایا کی	۸	۴۶
" سفارت خانوں کی عدالتوں کی ولایت انگلستان میں مسلم نہیں ہے	۱۵	۴۹ — ۵۰
" نابالغوں کے مکاح میں ان کی رضامندی کی کب ضرورت ہوتی ہے	۱۸ و ۲۳ و ۲۵	۵۶ — ۵۹ — ۶۳
" عدالت کا اختیار تمیزی	۹	۴۶ — ۴۸
" ولی کا تبدیل تو طن	۲۵۰	۳۳۲
" والد کے تو طن سے ولایت کا تعین ہوتا ہے	۲۵۰	۳۳۲
" ملک غیر کی تجویز خصوص سے عام طور سے انگلستان کی قانون اور اس کے اختیارات متعلق نہیں ہوتے	۱۳ و ۱۴	۴۸ — ۴۹
" ملک غیر کے اولیا کو ارضی انگلستان پر کوئی اختیار نہیں	۱۶۶	۲۱۲
" ولی اثنائے سفر مدعے نابالغ کا جو ملک غیر میں ہو	۸	۴۶
" ولی ایسی جائداد کا جو تسلیم شدہ ہو	۹	۴۶ — ۴۸
" ہیگ کا معاہدہ اس بارہ میں		۳۳ و نوٹ
" ادائی رقم پر دن عدالت ملک غیر کے ولی یا کمپنی کو	۱۲	۴۸
" اختیار تقرر ولی ذات	۶	۴۵
" انگریزی عدالت کا اختیار اس جائداد کی نسبت جو ملک غیر کے ولی کی حفاظت میں ہو	۱۰ — ۱۲	۴۷ — ۴۸

ولایت	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
〃 ملک غیر کے اولیائے جائداد	۹	۴۶ — ۴۸
〃 اختیارات انگریزی عدالتے انگلستان کے نابالغوں کے متعلق جو ملک غیر میں ہوں	۸	۴۶
〃 اختیارات ملک غیر کے نابالغوں اور مجانین کے متعلق	۵	۴۴ — ۴۵
〃 جب جائداد وزیر اختیار عدالت ہو		۴۷ — ۴۸

ھ

ہبہ وصیتی		
〃 کس سکہ میں ادا ہوگی		۱۵۱
〃 اس کا اثر بعض ممالک میں		〃
〃 بابت ادائی دیون		〃
〃 بطلان		۱۴۸
〃 خیرات یا دھرم پرستی کے کاموں کے لئے		۱۴۹
ہبہ مرض الموت		
〃 قواعد عطاء درمیان اشخاص زندہ	۱۲۱ (ب)	۱۴۸
〃 اس کے جواز کے متعلق کس قانون سے کام لیا جائے گا		۱۹۹
ہرجہ		
〃 نقض معاہدہ یا افعال قابل ہرجہ کا تعین سکہ 〃 میں	۲۲۶	۲۹۹ — ۳۰۰

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی ہمدرد خانہ
ہنڈی و پرامیسری نوٹ		
〃 لکھنا اور سکارنا	۲۹۹	۳۰۴
〃 سکارنے والے کی ذمہ داری	۲۳۰	۳۰۴ و ۳۰۵
〃 ہنڈی کا ایکٹ	۲۲۷	۳۰۱ — ۳۰۲
〃 ہرجہ اور ہنڈی کا دوبارہ لکھا جانا	۲۳۴	۳۰۷ — ۳۰۸
〃 مہلت	۲۲۹	۳۰۴
〃 طلب - عذر اور اطلاع	۲۳۱ — ۲۳۲	۳۰۵ — ۳۰۷
〃 نامنظوری دوبارہ تحریر پر	۲۳۴	۳۰۷ — ۳۰۸
〃 لکھنے والے کی حیثیت	۲۳۰	۳۰۴
〃 اس کا لکھنا	۲۲۷ و ۲۳۰ و ۲۳۳	۳۰۱ — ۳۰۷
〃 اس کی شکلیں	۲۲۸	۳۰۳
〃 اس کے متعلق سبھے	۲۱۵ و ۲۲۹	۲۹۳ — ۳۰۴
〃 اس کے متعلق بینک کا معاہدہ		۴۳ و ۳۰۰
〃 عبارت ظہری	۲۲۸	۳۰۳
〃 دستاویز ایک مقام کی لکھی ہوئی کا دوسرے مقام پر بھیجا جانا	۲۰۳	۳۸ و ۳۹ و ۳۰۷
〃 جو قانون متعلق کے لحاظ سے ناجائز ہو وہ قانون مقام عدالت سے جائز نہیں قرار پا سکتی	۲۱۳	۲۹۱
〃 بدل کا جائز ہونا		۲۸۸ — ۲۹۳
〃 اطلاع نامنظوری	۲۳۲	۳۰۶ — ۳۰۷
〃 ادائی محصول	۲۲۹	۳۰۴
〃 پرامیسری نوٹ کا حامل کو واجب الادا ہونا	۲۲۹	۳۰۴
〃 عذر	۲۳۱ و ۲۳۳	۳۰۵ — ۳۰۷
〃 نامنظوری پر دوبارہ لکھا جانا	۲۳۴	۳۰۷ — ۳۰۸

	دفعہ	صفحات کتاب انگریزی مندرجہ حاشیہ
ہنڈی یا بیمسری نوٹ		
قانون مقام وقوع	۱۵۴ (الف)	۲۰۴
مخصوص ضابطہ	۴۲۴	۴۰۵
اسٹامپ		۲۸۲ و ۲۸۳ و ۳۰۱ و ۳۰۳
انتقال	۱۵۴ (الف)	۲۰۴
تجویز اتحاد قوانین		۳۱
جواز لحاظ شکل	۲۲۷	۳۰۱ — ۳۰۲
ہندوستان		
توہین		۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۸ و ۳۲۹
ذاتی قانون		۱ - نوٹ و ۱۲
ہیگ کے معاہدات		
ہنڈی کے متعلق		۳۱ نوٹ و ۴۳
ازدواج اور طلاق کے مقدمات کے متعلق		۹۸ — ۹۹
نابالغ اور مجانین کی حمایت کے متعلق		۳۳ و نوٹ
نکاح کے متعلق		۵۴ — ۵۵
نظیری قواعد		۴

ی

یہودیوں کا قانون		
اس کی پیروی انگلستان میں قابل قبول نہیں ہے۔		۱۰۱
نکاح کی شکل کے متعلق قابل تسلیم ہے کہ قابلیت کے لحاظ سے		۵۸

تمت

غلطنامہ شخصی قانون بین الاقوام

نمبر	حوالہ		غلط	صحیح	
	صفحہ	سطر			
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱	۱۳	۹	تسہیل	تکمیل	
۲	۲۳	۲ حاشیہ	سائنیس	سینوس	
۳	۱۱۲	۹	نکاح وقت	نکاح کے وقت	
۴	۱۱۸	۲	خواہش کو پیروی	خواہش کی پیروی	
۵	۱۶۸	۴	دو	وہ	
۶	۲۰۲	۲۳	ارکار	انکار	
۷	۲۳۸	۲۵	عذلت	عدالت	
۸	۳۱۳	۷	مشترلہ	مشترکہ	
۹	۳۱۴	۱۴	دوان لولوں کا	وہ ان لوگوں کا	
۱۰	۳۹۰	۱۶	نج کو شہ	نج پر یہ	
۱۱	۳۹۲	۱۸	اختیار کے تمام	اختیار تمام	
۱۲	۵۷۳	۱۷	دو داخل ہوا سے	وہ داخل ہوا ہے	
۱۳	۶۴۱	۱۴	جسمیں	حقمیں	
۱۴	۶۶۷	۱۹	کا باہر	کا جو باہر	

تمت